بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب صداقت انتساب مشتمل حالات راجگان و کرسلطنت پادشاہان ہندوستان مسمی بہ

[illegible]

تصنیف لطیف سرامد مورخان صحیح بیان منشی [illegible] شایان

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مطبوع جہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثنای شاہنشاہ بحر و بر اور شکر و سپاس فرمان روائی خشک و تر شنشت پسیدان طوطار اہم شایان ابن
منشی آتمارام ولد کنور منسکھہ رائے چراغ پر نور شبستان چشم راتی تلسی رام بخشی قوم کایست سنہی باستب
کالی دھال لقب چند حرف اپنے حال ماضی سے جو متعلق احوال ریاست لکھنئو ہے قلم بردا شتہ زیب
قرطاس رنگین و غازہ چہرۂ تاریخ نورآگین کرتا ہے اولاً وجہ تسمیہ لقب مذکور مجملاً حوالہ قلم سوانح نگار ہے
زمانہ گذشتہ عہد سلطان شیر شاہ افغان مین رائے ہرسرن نام جو بزرگان مولفین سے سلسلہ پذیر تھے اور
کمال علو درجات کے ساتھہ مراحل اوقات طے فرماتے مسمی کنور بھوجراج اونکے آنکھون کے تارہ جو حسن و
زیبائی مین رشک یوسف معروف تھے اور علم شاعری مین موزون حسب اتفاق سرکار عمدہ راجگان نامدار ذی اقتدار
راجہ گلدہ کا لنجر مین عہدۂ دیوانی سے سرفراز اور ہمجنسون مین ممتاز حسن اوقات تھا کہ زلیخا صفت دل رانی کا اونکے
حسن و جمال پر آگیا پابند محبت ہو کر نقد عصمت سے ہاتھہ اوٹھایا چونکہ حرم سرا تک بے پردہ راجہ کے ساتھہ کمند
زلف معشوق کے مانند رسائی حاصل تھی خواستگار وصال ہوئی کنور مذکور کو یوسف پاکدامن کی طرح گریز ایکدن
رانی دل دادہ ہوش باختہ عالم تنہائی مین کنور سے دوچار ہو گئی بے کشش و پیچ بلا کیصورت
چمٹ کر بے ساختہ چند بوسے لب و چشم کے عین جوش محبت مین لیے مگر کنور فرط حجاب سے پانی
پانی ہو کر کمال چالاکی کے ساتھہ اپنی آبرو بچا کر وہان سے کافور ہوا رنگ مستی رانی نے جو ہوشمو نہیر

کنور کے جا بجا گل تازہ کھلایا کہ نگاہ راجہ مین صورت خار در آئی گل عذران دیدہ کی روش نظر دن سے
گرا دیا کنور پاک باز نے ہاتھہ خدمت دیوانی سے اوٹھا کر قدم راہ غربت پر رکھا ہر چند دم رخصت راجہ
ندامت کشیدہ سے نے معاذرت پیش کی مگر کچھہ فائدہ نہ بخشی چونکہ شہرہ قابلیت کنور عالمگیر تھا اور ستارہ
تقدیر چمکا ہوا حضرت خاقان زمان شہنشاہ افغان تک پہونچکر منزلیان دفتر مین منتظم بنے جب جوہر
شمشیر استعداد دکھلے مورد تحسین فراوان و شمول عواطف بے پایان ہوئے ابھی چندروز گذرے تھے
کہ اقبال راجہ کا انجم پر دال ادبار نازل ہوا شہنشاہ مین ہوائے انتزاع قلعہ کا انجم سمائی طبیعت لشکر کشی ہم
آئی فوج جرار اور سپاہ خونخوار بیکہ برق و باد کے مانند اوسطرف روانہ ہوا اقتضاے کار موکب سلطانی
مین سے دریا خان اپنی آبرو کا دشمن مصاحبان بادشاہ سے تھا وہ ساز و یراق اسپ کنور کہ خلاف وضع
ہنود تھا دیکھکر چراغ پا ہوا اور وہ بے لجام یہ حرف طعنہ آمیز زبان پر لایا کہ یہ ساز و یراق تیرے منہہ پر
پھبتا نہین بقول شخصے حلوا خوردن را روے باید کنور نے یہ جواب ملائم دیا کہ یہ یراق سلطانی ہے
نہ وراثت سلطانی اگر نظر امتحان ہے بسم اللہ یہ میدان ہے یہ چوگان ہے یہ گوے ۔ غرض اس
سخن گرم نے خان مذکور کی آتش غضب کو مشتعل کر دیا برق صفت شمشیر آبدار میان سے کھینچکر چند دو اقدم
سرد مہری کے ساتھہ چہرہ کنور پر حوالہ کیے کنور شجاعت شعار نے وہ کام سپر سپاہ زنگ سے سر دست لیا
کہ سر تیغ چہرہ خان مذکور فرط حیا سے سفید ہو گیا اور چند تازیانہ اس چالاکی کے ساتھہ نذر مقابل کیے کہ پشت
زین سے روی زمین پر آرہا یہ کیفیت دیکھکر بادشاہ شہنشاہ نے باواز بلند زبان تحسین کو اس حرف کے
ساتھہ آشنا کیا کہ یہ کاتبہ کالی دہال صاحب سیف و قلم ہے المختصر اوسوقت سے یہ لقب ہی خاندان
موصوف ہے بعد اسکے سرداری اوس مہم کی کنور پر مسلم ہوئی خلعت فاخرہ علم و نقارہ وغیرہ سمیت
پیشگاہ سلطانی سے مرحمت ہوا نوبت مقابلہ پہونچی میدان کارزار مین ہنگامہ حشر برپا ہوا فرد بہرسو
فتنہ را کرد بیدار قدرت ۔ ز دود توپ ابر تیرہ بخاست ۔ قصہ مختصر حساب شکلم دری دشمن انگلیون پہ تھا اور
شمار قلعہ کشائی مٹھی مین بحکم شجاعت بلا تاخیر قلعہ کو تسخیر اور اہل قلعہ کو اسیر کیا حضور بادشاہ سے مورد مراحم
عظیم و صاحب ثروت مستقیم کا ہو کر عوض مین اس خدمت شایان و فتح نمایان کے ملک کا انجم عنایت ہوا لیکن
کنور کو دوری جدید پاس نمک قدیم سے منظور نہ تھی مستدعی عفو تقصیرات ہو کر پھر سر نو راجہ مذکور کو ملک و
مال سے سرفراز و بحال رکھا اور آپ قصبہ سوڈھا مین ثروت و امارت کے ساتھہ ساکن پذیر ہوئے

اور رنگ برادر پروری اور قوم نوازی کا اس روش جمایا کہ ہزارون عزیز واقربا کا دامن آرزو رشک گلستان بنگیا حال کیفیت کثرت اولاد کنور موصوف اس مختصر مین بیان نہین ہوسکتا فقط اصل مطلب زبان قلم پر آتا ہے رامجی نام پسر کنور بچھو جراج دربیلادھر پسر رامجی اور کشن داس پسر بیلادھر جاگیر سوڑھا مین استقامت رکھتے تھے انکے بعد پیرم سنگہ پسر کشن داس اپنی چوہان سنگہ برادر اعیانی کو ریاست مذکور پر مستقل چھوڑ کر آپ دار الخلافت آگرہ مین پہونچکر سکونت اختیار کی چنانچہ نقش و نگار در و دیوار شکستہ سے آثار الٰہی زمانہ ماضی تک ہویدا تھے سو وہی اس اولاد اکبر پیرم سنگہ کے چار لڑکے تھے بھگونت داس رام راج پرسرام داس ملبرام داس بھگونت داس موصوف کے کہ پشت نامہ مؤلف اونکے نام نامی سے مزین ہے چھ فرزند ارجمند تھے بھاؤ سنگہ اندر رام گنشداس کرپارام بیجے رام جیرام داس چونکہ سلسلہ نسل ذات اندر رام سے مسلسل ہے پانچ لڑکے تھے بیت رام دریاہر گھنانند مکند رائے بہاری اصل القصہ مرلیدھر سے دو پسر صاحب جوہر یعنی دولت و اقبال کے دو بازو اور شوکت و اجلال کی دو آنکھین ایک چھبیلے رام دوسرے نیم چند چھبیلے رام جد اعلیٰ مؤلف کے تھے کہ قلائد صحمہ احسانات لا تعد اونکے زیب عتاق عمائد روزگار اور اعتبار صحیح صفات فائقہ شبیہ چہرہ لیل و نہار ہمراہ رکاب نواب نامدار فلک اقتدار منصور علیخان صفدر جنگ بہادر وارد صوبہ اودھ ہو کر یہان پیر بود باش اختیار کی اور اودھ خاص مین لشت گنج کے پاس طرح عمارات رفیعہ ڈالی چنانچہ اب تک قائم ہے غرض عہد نواب شجاع الدولہ بہادر مین بحقوق خدمت و وثوق لیاقت کی وجہ اکثر عمدہ کام انکو تفویض ہوئے کہ جنکی بدولت ایک عالم کامیاب ہوا اور تمام وابستون اور بھائیون کو وطن سے بلا کر مکانات مین جگہ قیام کی دی ابھی بیستھ برس مین مراحل زندگی کی طے ہوئی تھین کہ جہان فانی سے راہ ملک جاودانی لی چار فرزند چار ارکان دولت کے مقابلہ مین تھے اول گنگا رام دوم رائے تلسی رام بخشی مؤلف کے جد امجد سوم راجا رام چہارم نند رام القصہ یہانتک جو افسانہ گوش تحقیق ہوا زبان قلم پر آیا اب جو کچھ مردم دیدہ کی آنکھون سے لی پردہ دیکھا نذر قرطاس کرتا ہے کہ آفتاب سپہر عظمت و ماہتاب برج شرافت رائے تلسی رام جد اعلیٰ کا نیر اقبال مشرق اجلال سے نور افشان ہوا یعنی زرد پیش بہا سپہر خطاب رائے زینت بخش نام نامی تھا حضور نواب آصف الدولہ بہادر سے دستیاب ہوا اور عہدہ بخشیگری فوج دریا موج سے پہلے عہد یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر مین آبرو بخشی خلعت معمولی مع سرپیچ الائی و ایک شمشیر فیل ہودج نقرہ پالکی جھالردار سرکار فلک اقتدار سے عنایت ہوا اور کچھ لطف و قدردانیان دونون نواب فلک رکاب کی نسبت جد بزرگوار مندرج ول

حال تحسین اگر تصریح اوسکی بشرح وبسط زیب قلم ہو ایک مجلد جداگانہ رقم ہو مشتے نمونہ از خروارے نواب
سعادت علیخان بہادر نے فیل کوہ تصویر شیرگیر جو سواری خاص مین بنارس سے ہمراہ رکاب آیا تھا لطف فرما کر
روبرو اپنے اجازت سوار ہونیکی عنایت فرمائی تازہ آبرو چشمون کے روبرو ہاتھہ آئی راے بیج لال منشی نے
تاریخ عطاے خلعت بخشیگری و حصول زنجیر فیل جو موزون فرمائی ہے زیب قرطاس ہوئی قطعہ راے فیاض
کہ نام جہان تلسی رام ٭ سمج بحر کرم و نیر اوج جود است ٭ قدردانی کہ دراجراے امور عالم ٭ ثانی وے
بکسی ہست نہ سابق بوداست ٭ داد بخشیگری اش فضل خداے برتر ٭ آنکہ از وے ہمہ را نفع وامید
سود است ٭ سال تاریخ وی از عقل بپرسیدم چیست ٭ گفت بخشیگری موجب بہبود است قطعہ ہزار شکر
کہ امروز راے تلسی رام ٭ بقدر حشمت و اقبال یافت نشو ونما ٭ عطاے فیل بلند از بلندی بخت است ٭ باو حضرت
نواب مملکت آرا ٭ صف قلوب حسودان شکستہ شد از وے ٭ باصد قاست قدوش مبارک پیرا ٭ سروش
سال ہمایون بدیہہ در گوشم ٭ بگفت مات ازین شاہ فیل اعدارا ٭ خلاصہ کارپردازیان راے موصوف کی
اس لطف سے لائق تحسین و آفرین تحسین کہ نواب گورنر جنرل مسٹر جان شور صاحب بہادر نے پسند فرمائین
بلکہ بعد نظربندی وزیر علیخان وثیقہ مہری استحقاق جانشینی نواب سعادت علیخان بہادر کا مزید اعتماد کے
ساتھہ تفویض راے موصوف فرما کر اماثل و اقران مین عزت و آبرو بخشی اور ضبط و ربط شہر کے واسطے باموری
فتیلا اھ فیسان زبان ابداسے گوہر افشانی فرمائی کہ اگر منظور نظر ہو تو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے جاگیر بقید
بطنا بعد بطن مقرر فرمائی جاے مگر راے ممدوح کچھہ ایسے زیربار احسان و نمکش سرکار نواب موصوف تھی
کہ حرف قبول زبان پر نہ آسکا اور ایک مرتبہ راے موصوف حسب الحکم حضور دار الامارت کلکتہ مین بھی تشریف
لیجاکر آثار خیرخواہی کفایت عمدگی کی ساتھہ ظہور مین لائے اور سرکار سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان بہادر مین
بھی اختیار کامل حاصل تھا اور امور مالی و ملکی مین بھی انکی راے صواب اندیش کو مداخلت کامل اور معتمد الدولہ
مہاراجہ ٹکیت راے سے اسقدر ربط اتحاد و محبت کا بڑہا تھا کہ کبھی بدون انکے رسوئین مین کھانا نہین
کھایا سواے ان باتون کے اور ذخیرہ نیکنامیون کا دنیا اور عقبی کے واسطے یہ ہاتھہ آیا کہ دار السلطنت لکھنؤ
مین قریب مینا بازار عالیشان عمارتین متعدد تعمیر کین اور طرح استقامت ڈالی سورج کنڈ نام ایک تالاب
سنگین نہایت آبرودار دریاے گومتی سے ادھر پل آہنی کے پاس بنایا عین شاہ راہ پر واقع ہے
چنانچہ اتوار کے دن غسل کرنا اوس تالاب روکش چشمۂ آفتاب مین موجب عمدہ برکتون کا ہے اور محلہ

رانی کترہ مین پرستشگاہ بزرگ پختہ آسمان رفعت موسوم بہ سندرہ دیبی کہ مظہر کرامات نمایان وصفات شایان کی ہین نہایت حسن وخوبی کے ساتھہ آراستہ کی جمعہ اور دوشنبہ کو ایک عمدہ میلہ ہوتا ہے اور سوا اسکے اکثر باغ فرحت افزا اور معابد فلک فرسا تیرتھون پر قائم کیے بیان اسکا اس مختصر مین طول ہے بقول معروف

ع ثناے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا شایان ۔ جمعرات کے دن اٹھائیسوین ربیع الثانی سنہ ایکہزار دوسو اکتالیس ہجری مین راے موصوف نے ودیعت حیات اپنی جان آفرین کو تفویض کی اور نعش مبارک بڑے احترام وعظمت کے ساتھہ گنگا مین کہ ہر ذرہ وہانکا آفتاب نور افشان سپہر مغفرت ہے پہونچی مولفہ

آمادہ اب سفر کے ہین دار فنا مین ہم ہر وقت ایک پاؤن رکاب فرس مین ہے

سبب تالیف اس گلدستہ نوبہار کا

حسب اشارہ گوہر شاہوار دریاے سخندانی ولعل شب چراغ شبستان معانی سخن شناس ہنر پرور قدردان اہل جوہر صاحب عظمت ذی اقتدار منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودہ اخبار مؤلف نے سمت ایکہزار نوسے بارہ جیت مطابق ایک ہزار آٹھہ سو پینتالیس عیسوی اور سنہ بارہ سو ساٹھہ ہجری تک جو کیفیتین فرمانروایان ہندوستان کی مجلدات تاریخ مشہور ومعتبر مین نظر سے مردم دیدہ کے گذرین اور حضرات معتمدین تواریخ دوست کی بسعی اور نیز کوشش ہوئین رطب ویابس قلم بند کین اکبر ثانی تک حال سلطنت دہلی اس قول کے موافق تھا ع

ملک خیلی گر نہین ہے خانہ جنگی ہے سہی ۔ کچھہ نہ کچھہ مشغلہ ہا حرف بحرف تحریر مین آیا بعد اسکے جب ابوظفر بہادر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا نہین نظم پر خوب فرمان روائی کی گرما گرمی ریاست کہان تھی مگر نسل خاندان تیموریہ تخندہ ہی تخندہ ہی سطے کی قہر بس نامور بزیر زمین دفن گشتہ اند ۔ کز ہستیش بروی زمین یک نشان نماند ۔ اور یہان ملک اودہ شہر لکھنؤ مین نصیر الدین حیدر بادشاہ تک نام سلطنت باقی تھا نرخ متاع شجاعت سرد تھا مگر بازار سخاوت گرم تھا بعد انکے محمد علی بادشاہ نے سر دست تخت سلطانی پر قدم رکھا اور شاہ امجد علی بادشاہ نے تاج شاہی سے ہاتھہ اوٹھایا روداد ان حضرات کی اس قابل نہین کہ حسن تاریخ ہو جو زیب قلم کیجاے ہان کچھہ حالات حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے خالی دلچسپی ولطف سے نہین لہذا حوالہ قلم ہوکر نذر شائقین کیے ہین اور یہ تینون سلطنتین سنین مانیسہ کے بعد گذری ہین لہذا سواے قلم فرسائی اور کوئی حرف مطلب کرسی نشین نہین ہوا باقی رہین اور ریاستین ہندوستانکی وہ جملہ مطبع پیمان

وعہدنامہ سرکار شاہ انگلشیہ مین مجال نہین کہ ایک قدم راہ اطاعت سے باہر چلین بہرحال حکم قضا شیم
شاہ انگلستان وہند یعنی حضرت ملکہ معظمہ دام ملکہا وسلطنتہا تمام ہندوستان مین موج دریا کے مانند
روی زمین پر جاری ہے ابر شمشیر آبدار سے جوہر شجاعت برس رہے ہین اور نیسان عدالت دامان عالم پر
گوہر افشان اور ستارے اقبال روزافزون کے برج شرف مین تجلی افروز چشم بد دور عروس کشورستانی عین جوانی پر
ہے پیر فلک بنظر فرمانبرداری دم اطاعت بھرتا ہے وہ رعب سلطانی ابر آسمانی کی مانند روی زمین ہندوستان پر چھایا ہے
کہ گاو چرخ و شیر فلک کی صورت صحبت گرگ و میش اس آئی ایک گھاٹ پانی پیتے ہین اور شہباز تیز چنگال کو
کبوتر مشت پر کی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھے مجال نہین سخت محال ہے خلاصہ اس تالیف تازہ کا نام
طلسم ہند کہ نہایت مناسب تھا مؤلف نے تصنیف کیا اور جملہ کتاب بجای فصل پانچ طلسمون پر کہ ہر ایک
طلسم حیرت افزا عجب خیز ہے تقسیم کیا کہ تماشائیون کو کیفیتین آسانی نظر آئین جگہ کشش و پیچ کی نہین
پہلا طلسم سیاہ اسمین ستارون وغیرہ جملہ اسباب عالم کی پیدائش کا بیان زیب قلم ہے اور مفاصلہ بروج آسمانی کا
جدا جدا افلاک خاک سے لیکر عرش معلی تک رقم دوسرا طلسم دہلی جو شہر اندرپست مشہور تھا مشتمل بیچ سیر
دلچسپ سیر اول بادہ پیمایان ہندو راجاون کی ابتدا مے بہا سے راجہ پتھورا تک جسپر خاتمہ ہندوستانی راج کا
ہوا موج ساغر شراب گلرنگ کے مانند مسلسل چنانچہ یہ تازہ گلشن آرای اس بستان نوبہار مین یہ شعر
خط ساغر سے ہین چھلکے مضامین ٭ ہر اک نکتہ ہے اسکا نشہ آگین ٭ سیر دوم اسمین بادشاہان اسلام کے عہد شہاب الدین
سے حضرت بہادر شاہ تک کہ خاتمہ خاندان تیموریہ اونپر قرار پایا زلف معشوق کی صورت گرہ در گرہ حکایتین قلمبند ہین سیر سوم
نظام الملک آصف جاہ کے افسانے دلچسپ بہ سرحکمرانی گذرے سیر چہارم طلوع آفتاب سلطانی شاہ ٹیپو قمر نور سے حیدر نایک
بحکم تقدیر غروب نیر اقبال تک جنگ وجدال کے ساتھ سیر پنجم فرمانروایان بنگالہ کی سحر سازیان حکومت کی ساتھ
بشرح و بسط تمام تیسرا طلسم اودہ مشتمل شش سیر سیر اول اسمین آغاز برہما سے تمام سورج بنسی راجاؤنکا حال
ست جگ سے لیکر ابتدای کلجگ تک سلسلہ وار موجود ہے سیر دوم وقت شاہجہان سے نواب وزیرون کا بیان
بشرح نواب سعادت علی خان کے عہد دولت تک جو نیرنگیان چرخ نیلی رنگ کے ہاتھہ نشیب و فراز کے ساتھہ گذرین
زبان قلم پر آئین سیر سوم صاحب تاج و تخت ہونا غازی الدین حیدر بادشاہ کا اور کیفیت لکھنو حضرت سلطان عالم
واجد علی بادشاہ کے عہد حکومت تک حرف بحرف جو آویزہ گوش مشتاقان تاریخ ہوئی ہو زیب تحریر ہے سیر چہارم فرخ آباد کے
پٹھانونکا معاملہ جنکا لقب باون ہزاری تھا اور مسند ریاست پر متمکن تھے چنانچہ محمد خان نام افغان بنگش سے آغاز پایا

اور انجام کو پہونچا سیر پنجم افغان بریلی بنگشی خاندان کی اور نیز شیعین لکھنؤ کے نواب وزیرون کے ساتھ حرب
وضرب بسمت نوک سنان قلم پر گذرین سیر ششم ذکر ریاست افاغنہ روہیل جو رامپور بریلی مین صاحب مسند تھے
مندرج ہے اور شہاب الدین افغان روہیلہ بتریج کوہستانی سے آغاز داستان سرانجام پایا چوتھا طلسم مختلف
ذکر راج اور ریاست اہل ہند وراجگان مغربی وشمالی ہندوستان کا جنکی سو دو سو برس سے امارت برقرار تھی ہر چند
اکثر ہندوستان مین دکن اور کوہستان شرقیہ اور غربیہ ملکون مین سیکڑون خانوادہ معزول ومنسوب اس
سلک مین محسوب ہوئے ہین لیکن آبا و اجداد سے مسند نشینان حال کا ذکر کیا جاتا ہے اور اکثر چھوٹے
راجہ جو زمیندار و نیز منسلک ہوئے ہین ضرورت اونکی تحریر کیفیت کی نہین ہان جو صاحبان ملک وسپاہ ہین روداد
اونکی زیب قلم کی گئی سیر اول امیر خان کی چپاکدستیان اور جسونت راؤ ہولکر کی آویزشین صاحبان انگریز بہادر سے
مقامات مختلف مین قطاع الطریقی کے ساتھ بشدومد سیر دوم ذکر ریاست راجہ ہاے ملک میوار کہ مسند نشین
اودے پور قوم سودہیہ جو مخاطب برانا ہے ہندوا سورج کہلاتے ہین بتفصیل سمت سیر سوم ذکر ریاست مسند
آرایان ملک مارواڑ کہ دارالریاست انکا ملک جودہ پور و قلعہ تاراگڑہ قوم راجپوتان راٹھور تشریح کے ساتھ
سیر چہارم ذکر ریاست رئیسان عظام وراجہ ہاے عالی مقام ملک ڈھونڈھار قوم کچھواہہ جنکا دارالریاست قلعہ
آنبیر و بلدہ جے پور اور راجہ مرزا خطاب تھا آئین شایستہ اور راجپوتان قوم ہروکھہ کا ذکر ریاست جنکا دارالریاست کوٹہ
اور وچھنڈی ہے اور راجہ خطاب تھا سیر پنجم ذکر رئیسان وراجگان مملکت برج اقوام جاٹ سے جو صاحب
حکومت ہوئے اور دارالریاست انکا بھرت پور و ڈیگ مین ہے اور رنجیت سنگہ کی حکومت کا بیان واقع سیر ششم
ذکر ریاست مرہٹہ گان دکن پوست کندہ و استخوان شکنی کے ساتھ اور ذکر بقیہ حالات خاندان راجہ ساہو
سیر ہفتم ذکر خاندان عظیم الشان برہمنان کوکوکہ پیشوایان دکن ومخاطب پنڈت پردھان تھے دارالریاست
بلدہ پونہ تمام کیفیت کے ساتھ شروع سے آخر تک سیر ہشتم ذکر ریاست راجگان ملک گونڈوانہ کہ دارالریاست
انکا شہر ناگپور تھا اور راجہ ہاے بھونسلہ کہے جاتے ہین اور سیناپتی لقب انکا تھا سیر نہم ذکر رئیسان
مملکت اوجین وگوالیار خانوادہ مرہٹہ سے جو ریاست مہاجی سیندھیہ مخاطب عالیجاہ مشہور ہے سیر دہم
ذکر خاندان جسونت راؤ ہولکر وغیرہ مفصل سیر یازدہم ذکر حکمرانی قوم سکھہ جنکا دارالسلطنت لاہور تھا مع
بقیہ احوال فرزندان راجہ رنجیت سنگہ سیر دوازدہم ذکر ریاست متفرقہ یعنی مرہٹہ گان گاکیوار حاکم ملک
گجرات وحکام کوٹہ بوندی بوندیل کھنڈ اور بگھیل کھنڈ اور ساگر اور گونڈا وردتیا اور سمتھر و برہمنان کالپی

اولاد عماد الملک و راجہ بلدہ ریوان و راجہ پرنا وغیرہ سکھ نیپ وغیرہ ذکر امراے عہد فردوس آرامگاہ
وتقسیم خدمات حضور بادشاہ سے بعد نادرشاہی کہ اولاد اونکی موجود ہے پانچوان طلسم فرنگ
طلوع آفتاب خروج اقبال صاحبان انگریز بہادر سر زمین ہندوستان پر بہ شدومد تمام اور
زوال نیر حکومت ہندوستانی فرمانرواؤن کا اور نواب گورنر جنرل بہادرون کا نزول اجلال
اس شرح کے ساتھ کہ نواب گورنر جنرل لارڈ کلیف صاحب بہادر سے لیکر جو پہلے کرسی گورنری پر
جلوہ آرا ہوئے جناب نواب گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر تک جملہ حالات اور کارپردازیان
اونکی حرف بحرف نظم و نسق کے ساتھ تصریح و تشریح سمیت قلمبند ہین کہ جنکی ہزار آنکھون سے
ارباب تاریخ مشتاق دیدار رشتہ نثر فصیح مین گوہر شاہوار کے مانند سفتہ ہین بندشین خوشرنگ
اور لفظین رنگین اور مضامین شگفتہ ہین چشم بد دور یہ صورتین قابل دید ہین اور جو باتین گوش زد نہین
ہوئین وہ لائق شنید ہین سری برہما سے لیکر بادشاہ تک جملہ دہلی کے ہندو راجاؤن کا حال
اور مسلمانی بادشاہون کی کیفیت برابر ایک سی ایک سلسلہ سے قلم اور پھر ابتدا سے برہما سے [illegible]
راجاؤن کا معاملہ اور نواب وزیرون کی روداد حضرت واجد علی بادشاہ تک نقل سلطنت کی اصل
کیفیت سلسلہ بند عالم پسند کہ یہ بات کسی تاریخ مین نہین اس طلسم ہند ہی آئینہ ہے مقام ہزار ہزار شکر
اور کروڑ کروڑ حمد الٰہی کا کہ دریاے مواج قلم مولف نے بین اقلیم نثر و نظم مین چشمہ روان کے مانند چشم بد دور
جاری ہے گنگا جمنا کی طرح بقا سے مہر و ماہ آسمانی کے آبرو کے ساتھ پائداری ہے مقابل [illegible]
تیغ قلم ایک حرف لفظ مرکب سے جدا نہین سکتا اور اس میدان معرکہ سخن آرائی مین سواے کف دست
غنی کے سر دست قدم دھر نہین سکتا چونکہ یہ دولت و ملک لازوال ہے اسکے مقابل حشمت و
ثروت دنیا کیا مال ع از دست و زبان کہ برآید * کز عہدہ شکرش بدر آید

پہلا طلسم

ہمین ستیارون کی پیدائش کا حال اور تمام ہند کے راجاؤن کی کیفیتین کہ برہما سے لیکر عہد راجہ [illegible] تک
نسب قلم ہین صبح پہلے کے دن کہ اشارہ قیامت کبرے سے ہے تمام موجودات شش جہت
و شش و پنج سواے ایک نور خاص کے کہ عبارت جوہر سرمدی ہے از حجاب آب آب جوانی ہی خلاصہ
سب چیزون کا سواے نور کا نونہال خوش بار ور ہوتا ہی کہ گلشن ایجاد کو جیسے بو تازہ بخشی اور آب [illegible]

دریای ہستی مین موج زن ہوکر اسباب عالم کو آبرو دے شعر کھلائے رنگ وبو اپنے وہ پھر گل ۞
ہنو دریا یہ قطرہ بے تامل ۞ جل جلالہ ابھی پلک سے پلک کو وصل نصیب ہوا تھا کہ طرفۃ العین مین چشم بد دور
ایک صورت پر نور سراپا اجلال بہمہ صفت موصوف ہزار حسن شان وعظمت کے ساتھ تجلی افروز ہوئی یہ سری
مہادیو جیو تھے سے ہوا اوس نور سے یہ نور روشن ۞ شگفتہ ہوگا اب اس گل سے گلشن ۞ ایک مدت
دراز عالم تنہائی مین گذری کہ سری مہادیو جیو نے اپنے عزم سے دوسری صورت پردھان پرکرت جسکو سب
جمیع موجودات تصور کرنا چاہیے چشم زدن مین پردہ غیب سے عالم شہود مین لائے چنانچہ یہ پاربتی جی ہین
پھران دونون نورانی صورتون نے ایکدل ہوکر ایک مقام دلکش عشرت افزا پانچ کوس کے وسعت مین معمار
تصور کی دستکاری سے سیر وتماشا کے واسطے اوسوقت کہ عالم شش جہت مین آثار چار عنصر یعنی آب وآتش
وخاک وباد اصلا نہ تھا عالم اسباب سے جدا اور پاک زمین وآسمان سے مطلق تعلق نہین بنایا چنانچہ وہ کاشی جی ہے
پہلے نام اسکا رودر چھیتر تھا اور اندنون بھی کہتے مین خلاصہ ترسول پر سری مہادیو جیو کی قیام ہے دام البقا
قیامت کبرے وصغرے کو اس مکان خاص سے کچھ تعلق نہین تھا یہ آستان بے خزان ہے نہ منت کش زمین
اور نہ ممنون آسمان ہے قصہ مختصر اب سخنوران تاریخ دوست سے پوشیدہ نہ رہے کہ ہری ہر ثواہ ان
اسم مبارک بشن بھگوان کا ہے ہری سری مہادیو جیو اور ہر بشن بھگوان یہ دونون ایک روپ مین جیسے ایک
بادام اور دو مغز بقول معروف شعر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۞ تا کس نگوید بعد
ازین من دیگرم تو دیگری ۞ لیکن احول چشمی اہل دنیا باعث حجاب پردۂ یکتائی ہے ایکدن سری مہادیو جیو
اپنے عشرتکدہ مین غرق دریای تصور تھے کہ اوسی عالم نشاط مین فرط انبساط سے ہر موی آبدار جسم مبارک پر
صورت فوارہ بنکر امرت یعنی آبحیات برسانا شروع کیا کہ اس آب زندگی بخش سے ایک نورانی تن کا سراپا نور
چشم بد دور ظہور مین آیا اور اوسکی نور افشانی فروغ تجلی سے ایک عالم نور کا شائع کیا چنانچہ یہ تکہ نور کا کہ جسکا مثل
اور نظیر فرش سے عرش تک چشم تصور مین بھی نہین تعلق بشن بھگوان سے رکھتا ہے اسوجہ سری مہادیو جیو نے
اسم مبارک اوسکا پرشوتم قرار دیا اور بنیان زبان گویا سے گوہر ثنا ہوار ثنا وصفت کے برسانے لگے اب نقشہ دکا
عالم اسباب یعنی گلشن ایجاد کی صورت کمال ہزار حسن وخوبی کے ساتھ ظہور مین آئی کہ بشن بھگوان کی ناف
مبارک سے گل کنول کہ جسپر ہزار رنگ بہار حسن کے نثار آشکار ہوا اور اوس خوشرنگ پھول سے گل خندان کی
صورت برہما چار منھ کی سراپا نور جلوہ آرا ہوئی اور ہر زبان مبارک سے ایک دریای توریح ثنا وصفت بشن بھگوان کی

جاری تھا ۔ زبان کا اس جگہ ہے قافیہ تنگ ۔ جمایا گلشن ایجاد کا رنگ ۔ پہلی ایک برہما سے عالم شش جہت مین بے شش و پنج سات لڑکے پیدا ہوئے چنانچہ یہ سات رکھہ مشہور ہین مریچ اتری انگرا انبست پلست پلچہ نارد صورت خلقت عرض و سما اور جملہ روحانیون کی انھین سے قرار پائی اور شکل تمام موجودات عرش سے فرش تک حسب منشاء خاص ظہور مین آئی ۔

ستارون کی صورت ظہور

سری مہادیو جیو اپنی عروس مراقبہ سے ہم آغوش تھے کہ شدت گرمی سے گرمجوشی کے چند آبدار قطرے پسینے کے پیشانی نورانی سے روی زمین پر ٹپک پڑے جس سے چشم زدن مین ایک نونہال سراپا نور صاحب جمال چہرہ آفتاب کی صورت روشن اور رنگ سراپاے بدن سرخ پیدا ہوا یا گی نام قرار پایا جب بارہ برس کا ہوا عبادت سری مہادیو مین ہمہ تن مشغول تھا کہ سری مہادیو مہربان ہوئے نام ثانی مریخ یعنی منگل مشہور ہوا برج حمل یعنی میکھہ کہ صورت اسکی سرخ مینڈھے کے مانند ہے اور عقرب یعنی برچھیک کہ شکل اسکی بچھو کی صورت ہے یہ دونون برج مریخ سے تعلق رکھتے ہین اور برج شرف اسکا جدی یعنی مکر ہے اور ضعف سیر جدی سے ساتوان برج سرطان یعنی کرک ہے اور یہ ہے طریق اوج اونیچ کا ہر ستارہ سے تعلق رکھتا ہے اور مقام خاص پانچوان آسمان ہے اور انکا تیسرے فرزند برہما سے ظہور مشتری یعنی برہسپت کا عمل مین آیا اور دوسرا نام انگرس بھی مشہور ہے تمام علم اور ہنر اور عقل اور دانش مین فرد جسکا نظیر دفتر عالم مین نہین برکت عبادت مہادیو سے مرشد جملہ دیوتون کے بنے قوس یعنی دھن اور حوت یعنی مین یعنی ماہی خانہ مشتری ہین اور برج شرف سرطان قیام چھٹین آسمان پر ہے اور مریخ پسر برہما سے کشپ اور کشپ سے سورج یعنی آفتاب تجلی افروز عالم شہود کا ہوا اور چوتھا آسمان مکان سکونت اور برج اسد یعنی سنگھہ راس کا مالک اور شرف برج حمل مین اور سورج سے سنیچر یعنی زحل ظہور مین آیا ساتوین آسمان کی رونق اور جدی و دلو یعنی مکر اور کمبھہ یہ دو برج زیر حکومت زحل ہین اور شرف میزان یعنی تولا اس مین حاصل المختصر تشنا نام برجانت کی ایک لڑکی سنگیا نام تھی جو سورج سے منعقد ہوئی اس سے اولاد ظہور مین آئی ایک بیوست اور دوسری جمراج یعنی ملک الموت دو فرزند اور تیسری ایک لڑکی جمنا نام چونکہ سنگیا مذکور وقت صحبت تاب جلال آفتاب نہ لا سکی اپنی سایہ کو کہ ہندی مین چھایا کہتے ہین اپنا لباس صورت پہنا کر سورج کے پاس چھوڑا اور آپ اپنے باپ کے گہر قائم

گھر ہوپہنچی چونکہ یہ امر خلاف شاستر تھا باپ نے رہنا اپنے یہان گوارا نکیا ناچار وہ سنگھا اسپ بادیہ صورت بنا جنگل کو رخصت ہین گئی سورج کو اس معاملہ سے آشنائی نہتھی اوس چھایا کو سنگھا سمجھا کئے حسن اتفاق اس سے بھی دو فرزند ہوئے ایکسا ورن اور دوسرا سنیچر یعنی زحل اور تیسری ایک لڑکی بھدرا نام رفتہ رفتہ سورج کو صورت گری سنگھا معلوم ہوئی فرط محبت سے اسپ باد رفتار کی صورت بنکر اوس جنگل مین جہان سنگھا اسپ بادیہ کی وضع گھاس چررہی تھی ہوپہنچی چنانچہ اس لباس حیوانی مین اشنی کمار پیدا ہوئے یہ دو شخص ایک صورت مین ہین غرض سنیچر نے عبادت مہادیو سے سات ستارون مین جگہ شمار کی پائی اور اتری نام فرزند برہما سے چندرمہ یعنی ماہتاب طلوع ہوا پہلا آسمان انکے قیام سے پرنور ہے اور برج سرطان کا صاحب اور برج ثور مقام شرف اور چندرمہ سے بدھ یعنی عطارد جو تارہ نام زوجہ مشتری سے ظہور مین آیا پانچوین فلک پر مقام اور جوزہ یعنی متھن راس او سنبلہ یعنی کنیان راس یہ دو برج اسکے متعلق ہین اور یہ سنبلہ عطارد کا برج شرف بھی ہے اور زہرہ یعنی شکر یہ سرک کیشر کی اولاد سے ہین ثور و میزان انکا برج قیام اور حوت شرف کا مقام پانچوین آسمان پر قیام اور دوسرا ظہور شکر کا یہ ہے کہ ایک زمانہ مین دیوتون اور راچھسون سے میدان جنگ گرم تھا اور صورت اوس معرکہ سخت کی یہ تھی کہ شکر کو منتر جیونی یاد تھا اوسکے زور سے جو راچھس دیوتون کے ہاتھ سے کشتہ ہوئے تھے اونکو شکر زندہ کر دیتے تھے اور اودھر دیوتون کی طرف زوال کے سوا دوسری صورت نہ تھی ناچار عاجز آکر سب دیوتا سری مہادیوجی کے پاس مستغیث ہوپہنچے اور درخواست امان کی اونھون نے شکر کو کہ باعث قوت راچھسون کی تھی اپنے شکم مبارک مین اوتار گئے چنانچہ جتنے دن برابر وہ صورت جدال و قتال قائم رہی آخر کار جو تمام راچھس جو قوت شکر پر قضا سے اندیشہ مند نتھے دیوتون کے ہاتھون سے مارے گئے اور شکست نصیب ہوئی القصہ جب دیوتا فتحیاب ہوئے اوسوقت مہادیوجی نے شکر کو بہ راہ بول اب انسان کی صورت اپنے شکم مبارک سے پیدا کیا بلکہ اپنے فرزند مین مشرف فرمایا چنانچہ اب اوسوقت جلال و عظمت شکر پہلے سے وہ چند ترقی نہ تھی اور یہ یہان سے تازہ ولادت شکر قرار پائی —

سب ستارون کے لوگونکا حساب شمار کہ زمین سے کس قدر فاصلہ بیچ آسمان کی طرف واقع ہین

زمین سے ایک لاکھ جوجن کہ فی جوجن چار کوس سے عبارت ہے سورج بلند اور سورج سے ایک لاکھ جوجن چندرمہ اور چندرمہ سے ایک لاکھ جوجن نچھتر لوک رفعت پذیر ہے اور نچھتر لوک سے ایک لاکھ جوجن

بدہ لوک اور بدہ لوک سے ایک لاکھ جوجن اونچا شکر لوک اور اوس سے ایک لاکھ جوجن منگل لوک بالا ہے اور منگل لوک سے بلند تر دو لاکھ جوجن سپت لوک ہے اور سپت لوک سے دو لاکھ جوجن بلند سنیچر لوک اور اس سے بلند ایک لاکھ جوجن سپت رکھہ لوک اور ایک لاکھ جوجن اس سے اونچا دھرو لوک اور ایک لاکھ جوجن اس سے بڑھکر مہر لوک اور مہر لوک سے دو کرور جوجن جن لوک اور چار کرور جوجن اس سے زیادہ تپ لوک اور تپ لوک سے آٹھہ کرور جوجن بلند ست لوک جسے برہما کی تصور کرنا چاہیے اور برہمانڈ سے چار کرور جوجن بلند دھام خلاصہ زمین سے سولہ کرور جوجن بیکنٹھہ جو مقام بشن بھگوان کے قیام کا ہے حساب ہزارن کل کا شمار کرنا چاہیے اور سولہ کرور جوجن اس سے بلند تر کیلاس جو مہادیو سے رونق پذیر ہے غرض یہ جگہہ سب سے بزرگ تر اور بلند

نچھترون کی پیدائش

پہلے سری برہما نے انگشت پا سے دچھ پرجاپت کو سرو دست پیدا کیا اور دچھ پرجاپت سے سات لڑکیاں اور اُسے روہنی مرگسرا اردرا وغیرہ ستائیس لڑکیان صاحب جمال ظہور مین آئین اور یہی ستائیس سری مہادیو کی نچھتر قرار پائین —

قطب ستارہ کی تجلی افروزی

راجہ سوئم بھوسے راجہ اوتان پاد ظہور مین آیا اوسکی دو بیبیان تھین ایک سو روچی اور دوسری سونتی سوروچی سے اتم نام اور سونتی سے دھرو نام دو فرزند پیدا ہوئے چنانچہ یہ دھرو قطب ستارہ ہے کہ اپنے مقام سے حرکت نہین کرتا مخفی نہ رہے کہ بچپن مین وہ شاہزادہ عبادت شاقہ بشن بھگوان کی عمل مین لایا بشن بھگوان مہربان ہو کر بہزار حسن وخوبی آشکار ہوئے اور بنیان زبان کو یا کر کوہ فرستان فرمایا کہ ای کوہر دریائے ریاضت تجھکو واسطہ جملہ موجودات عالم کا بنایا

مشتعل ہونا آتش سوزان کا سطح ہستی مین

نسبت اشہر مین ہیتوا تر برجن اور سو جن متی نام زوجہ اوسکی یہ دونون حصول فرزند کے واسطے عبادت شاقہ اور ریاضت کامل سے مہادیو کی عمل مین لائے چنانچہ نخل عبادت بارور ہوا اور جب ایام ریاضت بہم

ایک نونہال سرو قامت آفتاب صورت تجلی افروز کاشانہ ہستی ہوا تمام دیوتا اور جملہ کھیشر اور منیشر وغیرہ سب روی
زمین پر وقت ولادت عالم نشاط مین کمال انبساط کے ساتھہ رونق بخش ہوئے چنانچہ سدی برہما نے پہلے نام
اوس فرزند مہر طلعت کا کرہ پت رکھا اور پھر دوسرا نام اوسکا اگن قرار دیا اور مبارکباد کہکر رخصت ہوئے ایکدن
نارد نے آکر راہ نجوم اور سمندرک علم کی رو سے شکل اوس خورشید پیکر کی دیکھکر بتواتر زبان سے گوہر افشان
ہوئے کہ اس درشا ہوار دریای عظمت و لعل شب چراغ شبستان شوکت مین جملہ آثار خوش طالعی کے آشکار ہین
سکہ پر نور اسکا تمام عالم مین نور افشان ہوگا لیکن بے شش و پنج بارہوین برس خطرہ برق شرربار نمود مین آویگا
عجب نہین کہ خرمن حیات اسکا جلکر خاکستر ہو جائے یہ سخن پر سوز والدین اوس شعلہ رو کی سنکر دریای آتش رنج و
الم مین غوطہ زن ہوئے اور نعل در آتش لیکن اوس فرزند سعادتمند نے کلام تسلی بخش کہکر والدین کو مطمئن
خاطر کیا اور آپ کاشی مین جاکر عبادت شاقہ مہادیو مین ہمہ تن مشغول ہوا صورت مہادیو کی بنائی قضای کار وہ روز
آتش بار جو نارد نے قرار دیا تھا کہ برق غضب اسطرح اوسپر شعلہ افگن ہوگی نازل ہوا ناگاہ راجہ اندر نے آکر
اوس فرزند سے یہ سخن کہہ کہا کہ جو دلی آرزو تیری ہو بیان کر ہماری بدولت صورت حصول ظہور مین آئیگی لیکن
اوسنے جواب کہہ دیا کہ مجکو مہادیو کے سوا اور سے تمنای حصول مراد نہین اس بات پر آتش غضب اندر شعلہ زن
ہوئی اور بجر یعنی اسلحہ اپنا اوٹھا کر چاہا کہ اوس خورشید جمال فرزند پر حوالہ کرین کہ دفعتاً اوس مورت سے
مہادیو پاربتی سمیت ظاہر ہوئے اور بکمال نشاط اور رضامندی کے ساتھہ ارشاد فرمایا کہ ہمنے تجکو اگن دیوتا
خطاب دیا اور تمام دیوتون کا دہن مبارک بنایا کہ تیری پرستش سے سب دیوتا عالم کے آسودہ ہونگے اور یہ
اندر بھی ہمین ہی ہون کہ تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا جو تجکو اپنی عبادت پر مضبوط اور مستقل پایا —

فرمان روا ہونا برن کا دریاؤن پر روی زمین کے

کاروی نام فرزند حیوان عابد نے عبادت مہادیو کی وہ آبرو پائی کہ مرتبہ برن کا ہاتھہ آیا اور تمام دریا اور سمندر پر
روی زمین کی حکم اسکا پانی کی مانند جاری ہے اور جملہ جانوران آبی فرمان پذیر اور دم اطاعت کا بھرتے ہین —

ہوا کا پیدا ہونا عالم ایجاد مین

پوت تمام برہمن پسر نے دس برس سرا بسخت عبادتین کین آخر مہادیو نے آشکار ہوکر فرمایا کہ اے

فرزند ریاضت کش ہمنے تجکو باودیوتا قرار دیا معنے باوسکے ہوا ہین اور زندگی جانداروں کی اس ہوا سے متعلق
بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات ست وچون بر مے آید مفرح ذات —

راجہ کبیر کی صورت ولادت دنیا مین

سہے اگ نل کے جگت نام فرزند تھا اس سے لڑکا پیدا ہوا بشمار قمار بازی مین اونے ایکدن اپنے باپ کو کمال غضبناک اور خشم آلودہ دیکھکر بسبب خوف باہر نکلا اتفاقاً گرسنگی سے ایک شوالہ مین مٹھائی چرانے کے واسطے شہر سے باہر پہونچا وہان بہت سے لوگ پیشتر سے آئے ہوئے مگر ہم نے وہ مٹھائی کہ ہاتھ مٹھائی پڑ دالنا عالم مجبوری مین اپنے دامن کو چاک کیا اور ایک فتیلہ مہادیو کے روبرو براہ فریب روشن کیا کہ راز نہانی آشکار نہو اخیر انہیں پٹ کر شوالہ سے باہر آیا لیکن جویا سے وقت تھا کہ جب سب آدمی یہان سے جائین اوسوقت مٹھائی زہر کرون جب پہر رات باقی رہی اور کثرت آدمیون کی کم ہوئی پہر اوسنے قدم اندر شوالہ کے رکھا آہٹ پاؤن کی سنکر پجاری اور اوسکے نوکر جو وہان نیم خفتہ موجود تھے اوسکے عزم سے بیدار و مطلع ہوکر الیاذ و کوب کیا کہ جان شیرین اوس ناشکرے قسمت کی ہاتھا پائی مین قضا کے پنجہ روح تن سے مفارقت کر گئی موکل جہنم کے اوسکو گرفتار کر کے ساتھ جہنم کی طرف گرفتار لیچلے کہ مہادیو کے گنون نے اوس فتیلہ روشن کرنیکی برکت سے اوسکو پنجہ عذاب سے چھوڑایا المختصر کچھ عرصہ مین پسر ابرہم نام راجہ کلنک ولیس کے گہر مین پیدا ہوا اوسکے باپ نے سلطنت بیٹھا دا و حکومت رعیت پدری کے ساتھ دی جب جام حیات اوسکا چراغ عمر صرصر قضا سے گل ہوا کم مین راجہ انکا پوری کے جنم پایا یعنی پیدا ہوا لیکن مہادیو کا پتری وحکومت مین کہ ناگاہ جب پہر نشانہ ناوک اجل ہوا تب کاشی پوری مین پیدا ہوکر دس برس عبادت شاقہ مہادیو کی کی الغرض مہادیو رضامند ہوکر صورت سے آشکار ہوئے اور اوسکو اسم کبیر کے ساتھ مخاطب کیا کہ صاحب خزانہ جملہ موجودات عالم کا ہے —

ست جگ کی اوتارون کا ظہور پانا

القصہ جب یہ انتظام کارخانہ جہان فانی منضبط ہوچکا زمانہ گذران اسکا چار حصہ پہ کہ عبارت چار جگ سے ہے

تقسیم کیا گیا پہلے ست جگ کہ زمانہ اسکے امتداد کا سترہ لاکھہ اٹھائیس ہزار برس کا ہے اس دور مین
آفتاب سے ذرہ تک سب آدمی راست پیشہ تھے اور مرتاض عمر طبعی لاکھہ برس کی مقرر تھی اور اس
جگ مین چار اوتار اس صورت سے ظہور مین آئے سنکھاسر نام راچھس بزور ریاضت اسقدر صاحب قدرت ہوا
کہ سمے انت بید کہ جس سے چار بید پیدا کیے اوٹھا کر پانی مین بھاگ گیا چنانچہ چیت کے مہینے مین پنچمی تتھہ کو
کرشن پچھہ کے پہلے مچھہ اوتار آبرو افزاے بحر عالم ہوا یعنی صورت ماہی ظہور مین آیا اور پانی مین جاکر اوس راچھس کا
دریاے خون بہا دیا اور بید ان کو آشکار کیا دوسرا دوادسی چیت کرشن پچھہ کو کچھہ اوتار نے دریاے ہستی کو
آبرو بخشی یہ وقت ظہور اوتار کا وہ تھا کہ سب دیوتون نے باہم ہو کر مندراچل پہاڑ کو باسک نام افعی بزرگ مین
لپیٹ کر سمندر کو متھا تھا اور دوسری لچھمین جی اور ایراپت ہاتھی اور اچی سرو رکنوار اور شراب اور زہر ہلاہل اور
آبحیات اور کامدھین گو اور شراب وغیرہ یہ آبدار چودہ رتن اوس سے دستیاب ہوے آپسمین دیوتون نے
تقسیم کر لیے سری لچھمین جی حصہ بشن بھگوان مین و راین اور ایراپت اندر نے لیا اور زہر ہلاہل مہادیو جی نے
پایا باقی اوراسی طرح تصور کرنا چاہیے تیسرا تیرس چیت شکل پچھہ کو براہ اوتار ظہور بخش ہوا اور ہرنیاچھہ نام
راچھس کو کہ زمین کو صورت بوریا لپیٹ کر پاتال مین دبا لے گیا تھا ہلاک کیا چوتھا نرسنگھہ اوتار نے چودس بیساکھہ
شکل پچھہ کو جلوہ اپنا دکھایا کیفیت ظہور اس اوتار کی یہ ہے کہ ہرن کشب نام ایک راچھس تھا اسکو دعاے
مہادیو سے یہ بات حاصل تھی کہ نہ ذنکو قضا ہتھیار سے پڑ ڈال سکتی تھی اور نہ راگھو پاؤن اس راہ مین رکھ سکتی
اور نہ کوئی اسطرح آبدار جوہر اپنا دکھا سکتا تھا نہ زمین پر قضا کو دسترس تھا نہ آسمان پر پامال کر سکتی تھی غرض اجل
اوسی کی صورت دست انسان و حیوان سے نہ تھی قضاے کار وعدہ اوسکا پورا ہوا پرہلاد نام لڑکا اوس راچھس کا
بشن پرست اسکے طریق کے خلاف پیدا ہوا ایکدن ہرن کشب نے اپنے فرزند کو شام کے وقت ستون چوبی مین
باندھکر شمشیر برہنہ ہاتھ مین لی اور صورت قضا سر آکہ جوہر تیغ زبان سے دکھانا شروع کیا کہ اے دشمن خاندان
اب اس وقت اپنے رام کو بلا کہ تجکو پنجہ اجل سے سر دست چھڑا لین اوس جان بکہ نے اسطرح شمشیر زبان کو
میان سے لیا کہ اسکا شہباز اجل مجھہ مین اور تجھہ مین اور اس تلوار مین اور ستون مین جہان دیکھو رام ہی جوہر
یہ سخن آبدار زبان پر لا رہا تھا کہ دفعتاً اوسی ستون چوبی کو پھاڑ کر ایک انسان کہ نصف جسم بالا صورت شیر خونخوار تھا
اور نصف قامت زیرین انسان کے مانند کمال غضبناک آشکار ہوا اور ہرن کشب اجل رسیدہ کو اپنے زانو پر
پچھاڑ کر شفق کے وقت کہ رات دن باہم دست و گریبان تھے شکم دامن دار اوسکا آبدار ناخون سے

چاک کیا کہ اوس ناپاک کا جامۂ حیات اوسیوقت مقراض اجل نے قطع و برید کیا خلاصہ

ترتیا جگ کی کیفیتون کا اظہار

ترتیا جگ بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس رہا عمر انسان خاکی دس ہزار برس کی تھی اور ایزد پرستی مطبوع عام اس جگ مین تین اوتار آشکار ہوئے ایک باون اوتار صورت اوسکی یہ ہے کہ راجہ بل نام ایک راچھس تھا کہ اوسنے بزور عبادت و قوت ریاضت سکہ اپنی حکومت کا تینون لوکون مین بٹھایا تھا چنانچہ جملہ دیوتا اوسکے ہاتھون سے تنگ آئے تھے ناچار دوادسی بھادون شکل پچھ کو یہ باون نام اوتار اسصورت سے رونق افروز عالم ہوا کہ ایک برہمن کوتاہ قامت پاس راجہ کے آیا اور تین قدم زمین کا براہ خیرات خواستگار ہوا چونکہ راجہ بل طریق راچھسی مین کہ سخاوت پیشہ تھا حرف انکار سے زبان کو آشنا کیا بلکہ شکر نام راچھسون کے مرشد نے منع کیا کہ بشن بھگوان ہین جو برہمن کیصورت بنکر فریب دینے کی واسطے آئے ہین راجہ نے جواب دیا کہ زہے نصیب اس سے کیا بہتر کہ میرے دروازے پر بشن بھگوان اگر صورت سائل دست طلب دراز کرین غرض اوس برہمن کوتاہ قد نے ایک قدم مین ساری زمین کو طے کیا اور دوسرے قدم مین آسمان کو باقی تیسرے قدم کے واسطے راجہ نے عالم مجبوری مین سر اپنا جھکا دیا بھگوان نے کمال مہربانی کے ساتھہ قدم اپنا اوسکی پیٹھہ پر رکھا کہ وہ پاتال یعنی تحت الثری مین پہونچا اور حکومت سمیت عمر جاوید نصیب ہوئی دوسرا اشٹمی بھادون شکل پچھہ کو پرسرام لباس اوتار مین آئے برہمن پسر نے تخم چھتری زمین ہستی سے مٹا دیا یہ اوتار دائم الحیات ہے تیسرا اوتار لباس انسانی مین نومی چیت شکل پچھہ کو روشنی بخش عالم ایجاد کا ہوا صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک وقت زمین بار گناہان عظیم سے سخت عاجز آئی اور تمام دیوتا ہاتھون سے راچھسون کے پامال ہوئے اوسوقت عالم اضطراب مین صدای غیبی آویزہ گوش ہوئی کہ اب ہم راچھسون کے دفع کرنیکے لیے شہر اجودھیا مین جو بنام اودھ مشہور ہے راجہ دسرتھہ کے گھر اوتار لین گے یعنی پیدا ہونگے چنانچہ تاریخ مذکور کو گھر مین راجہ ممدوح کے جو خاندان سورج بنسی مشہور ہے بطن کوشلیا سے ظہور راجہ رامچندر کا اظہر من الشمس ہوا سب تین بھائی اور ایک لچھمن دوسرے بطن سمترا رانی اور بھرت نام تیسرے بھائی بطن کیکئی سے باعث رونق بخش جہت ہوئے جب وقت مسند نشینی راجہ رامچندر کا حیات پدر مین آیا تھا

ناچار رانی کیکئی حسب پیمان وعہد جو راجہ دسرتھ سے تھا خواستگار اس امر کی ہوئی کہ رام چندر چودہ برس صحرا نوردی کریں اور بھرت سے گلشن مسند رونق پذیر ہو چونکہ راجہ ممدوح یہ بات ہار چکا تھا وہ بزم عشرت شکستہ ماتم کدہ بنی رام چندر نے لباس سنیاسیون کا پہنکر قدم راہ صحرا پیمایا اسماۃ سیتا نام زوجہ خاص اور لچھمن بھائی اوسی لباس مین سایہ کی طرح ساتھہ تھی لیکن یہ معاملہ خلاف خواہش بھرت ظہور مین آیا تھا آخر کار راجہ دسرتھ غم مفارقت فرزند مین لباس حیات تن سے اوتار اخلاصہ عالم صحرا نوردی مین سپنکھا نام ہمشیرہ راون اون غریب نصیبون سے دوچار ہوئی اور حسن روزافزون کی عاشق زار سوال زوجیت زبان پر لائی چونکہ ظہور اس امر کا خلاف رای عالی تھا لچھمن نے بعد عذر و انکار عالم غصہ مین غضبناک ہوکر ناک اوسکی چھری سے کاٹ کر پھینک دی چنانچہ یہ صورت باعث ظہور فساد و عناد راون ہوئی آخر اوس دشمن عقل نے بصورت برہمن صحرا مین آکر عالم تنہائی مین سیتا کو اوٹھا لے گیا رتھہ پر سوار ہوا سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا کہ رستہ مین جٹایو نام کرگس نے قافیہ اوسکا تنگ کیا اور جوہر شجاعت دکھائے لیکن جام حیات لبریز تھا اور خنجر قضا تیز دست راون سے مجروح ہوکر طائر روح قفس تن سے پرواز کر گیا القصہ جب رام چندر جوا ہوی طلسمی کے شکار مین حسب ایما سیتا گئے تھے اور لچھمن نے بھی اونکی تلاش مین قدم اوٹھایا تھا بنگلہ رام پھر کر آئے اور سیتا کو کہ جو حلقہ مین نوک کمان سے کھینچکر بٹھا گئے تھے نہ پایا وحشت نے ہاتھہ گریبان کی طرف چاک دامن کی طرح بڑھایا آب دریای بیقراری نے دلمین رام چندر کے موج زنی آغاز کی اور قدم بادہ تجسس مین ڈالا اوس بیابان ہولناک مین کہ نشان انسان معدوم تھا درختون سے عالم جوش محبت مین پتا اوس غیرت گلزار کا پوچھتے تھے رفتہ رفتہ اوس طائر مجروح تک کہ ابھی روح نے مفارقت نکی تھی پہونچی اور سراغ گم شدہ سیتا کم پایا سے نشان وہی طائر مجروح نے سب ؎ ہوا واضح نہ ہرگز اصل مطلب ؎ کہی ہر چند بیتے ورا و سپر ؎ ہوا مین شست پر آشفتہ سر ؎ دلپر وہ زخم دامن دار اوسکو ؎ نہین ممکن بآسانی رفو ہو ؎ غرض یہ نشان اور پتا اوس دشمن سیاہ کا بیان کیا کہ شعر راون رتھہ اوسکا سوار ہو کے ہوا پر ؎ فقط تھی تھین سیتا اوسکے اندر ؎ راجہ رام چندر نے یہ مضمون حال سنکر فرمایا کہ اے جٹایو مجروح اگر تجکو تمنا حیات مستعار دلمین باقی ہو تو ابھی زخم خونچکان تیر سر بالین ہوسکتے مین ممکن نہین یہ بات مخفی ہے کہ طائر روح قفس تن سے پرواز کر جاے جٹایو نے کہا کہ اب اس سے زیادہ اور آرزو و تمنا ہیچ ہے کہ اب عالم نزع مین کہ وقت مفارقت روح قریب ہے چشم پرورد سے بجود موجود یہ سخن آبدار زبان پر تھا کہ مرغ جان زار نے آشیانہ تن سے دم پرواز بھرا راجہ رام چندر نے

اوسکو اپنے ہاتھون سی برسم ہنود نذر آتش کیا اور وہان سے پیشتر رہ تجسس مین گرم رفتار ہوے ایک پہاڑ پر
سگریون نام ریچھون کا راجہ سی کہ بیشہ شجاعت کا شیر نر تھا ملاقات ہوئی اس سگریون نے اپنی بھائی بالی کے
خوف سے کہ وہ دشمن جانی اوسکا تھا اوس پہاڑ پر سکونت اختیار کی تھی اور بالی مذکور دعاے مہادیو کی وجہ سے
اوس پہاڑ تک جا نہ سکتا تھا اور بسبب عداوت اون دونون بھائیون مین یہ تھا کہ بالی ایک راچھس کو قتل کرنیکے
لیے غار مین پہاڑ کے در آیا تھا اور سگریون سے وعدہ تھا کہ اگر اسقدر میعاد کے اندر مین اس غار سے باہر آیا فہو المراد ورنہ
معلوم کرنا کہ دشمن قوی نے کام بھائی کا تمام کیا چنانچہ سگریون دم غار منتظر اوسکا تھا کہ میعاد مذکور تمام ہوگئی اور
بالی مفقود الخبر پھر کر نہ آیا سگریون نے ناچار دریافت کیا کہ بالی دست دشمن سی مارا گیا منہہ غار کا ایک سنگ بزرگ سے
مضبوط مسدود کر دیا کہ سد راہ دشمن ناپاک ہو آخر بھائی کی تیغ غم سی مجروح دل خستہ عالم مجبوری مین گھر کر لیا و علم حکومت سنواری
زور داد و فرمان روائی بعیش و نشاط کے ساتھ دنیا شروع کی کہ دو بالی کچھ دنون کے بعد خلاف وعدہ منصور و مظفر اوس
دشمن کو مار کر پھرا دیکھا کہ منہہ غار کا مستحکم بند ہے صاحب قوت تھا ہی بزور تمام کھول کر باہر آیا دلمین تصور کیا کہ
یہ معاملہ خالی فساد سے نہین سگریون بدخواہ نے براہ عداوت قلبی بطمع سلطنت رستہ میرے آنیکا بند کیا تھا اور اب تجویز تمام
بلا خوف و اندیشہ حکمرانی بہ کشادہ پیشانی کرتا ہے دشمن جانی ہوگیا آخرکار صورت نزد و خورد باہم ظہور مین آئی لیکن بہرحال تاب
مقاومت برادر بزرگ نہ لا سکا اوسکے ہاتھون سے اپنی جان بچا کر اوس پہاڑ پر بطرح سکونت ڈالی خلاصہ جسوقت راجہ رامچندر
رونق افزاے کوہ مذکور ہوے سگریون نے حالت زار اپنی بیان کی اور کیفیت پریشان اظہار آخر یہ بات قرار پائی کہ
اگر بالی مغلوب ہو اور مین مطلب بخاطر تو بیشک آپکے کام مین جان اپنی لڑاون اور خاک رہ تجسس سیتا مین اوڑاون راجہ
رامچندر نے اوسکو تسکین دی اور فرمایا کہ اصلا سر مو فکر اور اندیشہ کی نہین نشان بالی کا کہ دشمن تیرا ہے صفحہ ہستی سے
حرف بیہودہ کے مانند ایک چشم زدن مین مٹا دونگا تو میدان کارزار گرم کر بالی سے زلف کی طرح اولجھ سگریون نے
سر دست راجہ رامچندر کی قوت بازو پر ہاتھ پاؤن نکالے بساط جنگ بچھائی اور نوبت آویزش آئی مگر بالی کو دعاے
مہادیو سے یہ قوت اور قدرت حاصل تھی کہ قوت مقابل دم مقابلہ نصف تقسیم کر لیتا تھا اسواسطے راجہ رامچندر نے
درخت کی اوٹ مین آنکھ بچا کر ناوک جگردوز سے بالی کو نشانہ کیا سگریون فتح نصیب مسند حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور
راجہ رامچندر کا ہزار جان سے مطیع و فرمان بردار تھا حسب پیمان وعدہ تجسس سیتا کے واسطے چالاک جاسوس برق رفتار
سبک قدم مامور کیے خلاصہ جاسوسون نے قدم راہ تلاش مین اوٹھایا چپا چپا ناپنا شروع کیا چنانچہ ایک سردار
بندرونکا میمون قدم ہنومت نام کہ جسکی شجاعت اور قوت کا شہرہ خاص و عام مین ہے دامان کوہ و صحرا چاک کرتے ہوئے

دریای شور کو ایک کود لانگھکر لنکا مین کہ سرا پا سونے سے تعمیر تھی اور دار السلطنت راون مشہور پہونچی شدت برق آگی کرم چالاکی سے روبرو سرد تھی درودیوار بام وسقف پھاندتے ہوئے ایک باغ شاداب مین در آئے نخل آرزو بار ور ہوا کہ ایک درخت کے تلے جس پر جست کے ساتھہ پاس برس رہی تھی دیکھا کہ وہ گلدستہ گلشن خوبی کہ جسکی تلاش تھی ایک زرنگار چوکی پر مخزون اور مغموم تجلی افروز ہین یہ دیکھتے ہی غنچہ دل گل کے روش کھل گیا سرِ دست اوچک کر اوس درخت پر جا پہونچے اور انگوٹھی راجہ رام چندر کی سیتا کی روبرو پھینکدی المختصر جب نقش مراد اوس انگشتری سے نمایا گوہر شاہوار اخبار فرحت آثار راجہ رام چندر آویزہ گوش ہوئی دامن آرزو ہنومان کا موتیون سے لطف وکرم کی سیتا نے رشک صدف گوہر بار کیا اور نقد رخصت سے مالا مال خلاصہ دم معاودت تمام باغ راون کا بیخ وبن سے ویران کیا اور اوسی صورت سمندر کو پھاند کر موج کی مانند خدمت راجہ رام چندر مین آئی کیفیت سے لنکا کے مطلع کیا غنچہ دل خبر سیتا سنکر گل شگفتہ ہو گیا اور کاوش خار غم وفکر کی کچھہ کچھہ رفع ہوئین سامان لشکرکشی مہیا کیا خونخوار جانوران صحرائی ریچھہ اور بندر وغیرہ کے سوا کوئی قسم انسان سے نہ تھا جب راجہ رام چندر یہ فوج دریا موج لیکر لب دریای شور سے شیر فکر ہوئے دیکھا کہ آب دریا بلندی مین آسمان سے باتین کرتا ہے صورت عبور دریای ناپیدا کنار بدون کشتی و پل دشوار چنانچہ نل و نیل نے پہاڑون کو لاکر صورت سنگریزہ سمندر مین ڈالنا شروع کیا اور یہان تک زور اپنی بازو کا سرِدست دکھایا کہ پل پہاڑون کا موضع پر آب روانگی استحکام کے ساتھہ باندہ دیا اور راجہ رام چندر نے لب دریای شور مورت مہادیو کی جو بیت بند رام الیشر نام مشہور عام ہے خاص دست مبارک سے قائم فرماکر اپنی تمام لشکر سمیت سمندر کے پار پہونچے آخر کار اوسی جانوری فوج نے قوت راجہ رام چندر سے نشان راون حباب کے مانند مٹا دیا یہ راون وہ راچھس صاحب قدرت تھا کہ جسنے زور ریاضت اور قوت عبادت سے تمام دیوتونکو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا تھا برہما دم دروازہ بید خوانی مین مصروف تھے اور آفتاب کار مطبخی مین سرگرم چنانچہ ہنومان نے لنکا اوسکی جو تمام سونے سے تعمیر تھی آگ مین جلا کر خاک سیاہ کردی خلاصہ راجہ رام چندر بعد وس فتح وظفر سے ہم آغوش ہو کر سیتا اور لچھمن سمیت مظفر ومنصور اجودھیا مین تشریف لاے تخت سلطنت کو رونق بخشی نام کو نشان راچھسونکا جو دیوتون کے دشمن تھے روی زمین پر باقی نہین رکھا۔

دواپر اور کلجک کی اوتارونکا بیان

دواپر جگ جسنے آٹھہ لاکھہ چونسٹھہ ہزار برس بے شش و پنج تک اپنا جلوا عمر انسان ہزار برس شمار مین آئی

اسوقت مین آدھی خلقت خداپرست تھی اور دو اوتار شکسپہار ظہور مین آسکے ایک کرشن اوتار جو اشٹمی بھادون کرشن پچھہ کو آدھی رات کے وقت تجلی افروز ہوا اور کنس نام راچھس کا نشان صفحہ ہستی سے حرف کرم خوردہ کی طرح مٹا دیا کیفیت اس بزرگ اوتار کی بھاگوت وغیرہ دفترون مین زیب قلم ہے اور عالم مین اظہر من الشمس حاجت تشریح نہین اور دوسرا اوتار دفع شیاطین کلجگ کو واسطے تیج بیساکھہ شکل پچھہ کو بودھ نام جلوہ فرمای ہستی ہوا اور آخر کلجگ مین جو وقوع ہی کلنکی اوتار شکل پچھہ بھادون کی تیج کو گھر مین بشنا نام برہمن کی شہر سنبھل مین ظہور پائیگا خلاصہ بعد اختتام دور کلجگ پھر وہی برہما اور وہی ست جگ وغیرہ حسب مشیت ظہور مین آئیگا اور عمر برہما سو برس کی قرار دیتے ہین اور شمار ہر ایک برس کا تین ہزار ساٹھہ دنون سے ہے اور ایک رات دن عمر برہما سے یہ حساب قوی ہے کہ چارون جگ چار مرتبہ آئین اور گذر جائین یعنی تینتالیس لاکھہ آٹھہ ہزار برس شمسی کو ایک دن عمر برہما سے تصور کرنا چاہیے چنانچہ جواب برہما باعث ایجاد عالم ہے وہ رقم الف پر الف وصفر ہے یعنی پچاس برس اور آدھا دن انکی عمر سے اس برہما کی کٹے ہوئی مین طال اللہ عمرہ یہ برہما گلشن ایجاد کا باعث رنگ دیا اور آفتاب و ماہتاب کی صورت تجلی افروز لیل و نہار رہتا ہے اور عمر کلجگ چار لاکھہ چوٹھہ ہزار برس کی —

سلسلہ ایجاد عالم ہستی بہ بھاسی راجہ جنمیجہ تک مسلسل ہے

برہما سے پہلے وچھپ پرجاپت کا ظہور ہوا اس سے مسماۃ آدت نام دختر جو عقد کشپ مین در آئی سورج تجلی افروز ہوا پھر اس سے میونام فرزند نے فروغ پایا جوالا نام لڑکی اس سے عالم وجود مین موجود ہوئی اوس سے پیدا نام فرزند پیدا ہوا نہایت بزرگ منش و درمناقب پھر اس سے آئی نام رونق ہستی ہوا اور آئی سے تھک نام فرزند جو راجہ جیات کا پدر بزرگوار تھا دیوجانی دختر شکر جو مرشد راچھسون کے ہین عقد مین آئی سرمسٹا نام لونڈی بھی دیوجانی کی ساتھہ خانہ پدر سے آئی تھی اوسکے بطن سے پورنام لڑکا پیدا ہوا حسب درخواست نقد جوانی اپنی نذر پدر کی اور آپ ضعیف و پیر ہنگام سلطنت نصیب ہوا چنانچہ کوروان اسکی نسل سے سلسلہ پذیر ہین اور جو فرزند بزرگ راجہ جیات کا بطن دیوجانی سے تھا زن منکوحہ اوسکی کوشلیا نام تھی اس سے جنمیجہ نام پسر تولد ہوا تین ہزار اسنے اسمیدھ جگین اپنے ہاتھ سے ترتیب دین چنانچہ کرور در کرور روپیہ اس کام مین صرف ہوا ہی اور حاضر ہونا فرمان روایان روی زمین کا اس بزم جگ مین براہ اطاعت حضور یقین تھا انہہ نام زوجہ جنمیجہ سے تنس نام بیٹا ظہور مین آیا دریای جود و سخا و عطا تھا اسکی ہوا نہایت نام اس سے عالم ہستی مین آیا پھر اس سے چشم بد دور ابجیات نام

نور عین آنکھون نے دیکھا تاج دولت زیب نگین ہوا ست جھوم اسکی آنکھون کا تارہ بہار افزای گلشن ایجاد ہوا پھر
اس سے چیت سین نام فرمان روا سرزمین پیدا ہوا پھر چکی نام فرزند نے مقام چیت سین کو گرم کیا پھر کرتان نام
فرزند اس خاندان شاہی کا چراغ پر نور ہوا پھر سے برقی نام پسر روشن کیا دختر چھکسا اپنی برگ کے عقد مین آئی
مسماۃ برس دختر یا پیکان ہمہ رو ماہ سے تجلی افزای عالم ہوئی جب راجہ ہیر نے تخت سلطنت کو رونق بخشی خالق نے
ملک نام فرزند عطا کیا جب اسنے مسند حکومت پر تکیہ مارا کئی فرزند نصیب ہوے اولاد اکبر کا دھنکپت نام تھا سکنتلا
نام دختر بسوامتر رکھیشر سے منسوب ہوا راجہ بھرت اوسکے بطن سے عالم شہود مین جلوہ آرا ہوا تصریح اس معاملہ کی بزبان
سوت سے زیب قلم ہوتی ہے کہ ایکدن راجہ دھنکپت سپ ہوا شوق شکار مین جاکر ایک صحرا سے گذرا اگال نام
رکھیشر نام عبادت شعار کی کٹی مین کہ واقع صحرا تھی پہونچا اوسوقت رکھیشر ممدوح اپنی کٹی مین نہ تھا مگر ایک دختر
گلعذار بہار اوس کلبہ احزان کی تھی اوسنے چند پھول پہلے راجہ مذکور کو نذر دیے یہ سمجھا کہ یہ تو غنچہ گل کھلائیگی
راجہ حسن پرست اوسکی شمشیر ابرو کا گھایل ہوکر ہزار جان سے بلبل صفت اوس گلبدن کا عاشق زار ہوگیا غرض یہ
دختر سکنتلا نام صلب بسوامتر رکھیشر اور بطن اپچھراسی تھی جسکو کال عابد نے پرورش کیا تھا عقد راجہ دھنکپت مین
درآئی بھرت نام فرزند تولد ہوا پھر راجہ بھرت سے ہستن اور ہستن سے کرن اور کرن سے کوال اور ارکوال سے
چچپت اور پرچھیت سے بھیم سین اور بھیم سین سے راجہ پرتیپ نام ظہور مین آیا دختر راجہ ست کے ساتھ منسوب
ہوا ان دونون سے تین فرزند عالم ہستی مین شایع ہوے دوسرے فرزند کا نام سنتن تھا فرمان روای عالم
سرو ست تازہ دست قدرت حکم خدا سے اس راجہ کو حاصل تھی کہ جس سال خوردہ سر ہاتھ اپنا یہ راجہ رکھدیتا تھا
وہ جوان ہوجاتا تھا القصہ راجہ پرست پدر راجہ سنتن ایکدن گنگا کے کنارے آبرو عبادت کو دیتا تھا کہ اوس دریا کے
کنگ سی ایک گوہر تھا ہوا دریاے غفلت و آبرو نمودار ہوئی اور زانوی راست راجہ مذکور پر آبیٹھی زبان گویای
نیسان صفت گوہر افشان تھی کہ مین گنگا لباس عورت مین ہون تیری زنجیر موج دریاے محبت مین پابند چونکہ یہ
گلعذار زانوی راست پر جلوہ فرما تھی راجہ نے زوجہ بنانے سے انکار کیا مگر اپنے فرزند راجہ سنتن کے ساتھ اوسکے
عقد کا اقرار غرض گنگا نے عقد مین راجہ سنتن کے آبرو پائی راجہ حسن و جمال پر اوس پری تمثال کے ہزار جان سے
مفتون تھا یہ قول گنگا سے ہار بیٹھا کہ زینہار میری حرکتون مین دخل نہ دونگا چنانچہ سات فرزند ہنگام تولد دفعات
اس گنگا نے نذر دریای گنگ کیے جب آٹھوان فرزند ظہور مین آیا راجہ کو تاب سکوت باقی نہ رہی مہر خاموشی لب سے
اوٹھائی اور سبب حال ماضی پوچھا چونکہ یہ کلام خلاف شرط زبان پر آیا تھا گنگا نے اس نونہال کا جو آٹھوان فرزند تھا

بھیکم پتامہ نام قرار دیکر گوہر افشان ہوئے کہ یہ فرزند اون صاحبون کا نعم البدل ہے سکہ اسکی دلیری و دانشمندی کا
تمام عالم پر جاری ہوگا زور و قوت مین لاثانی ہے یہ کہکر اپنے پیمان و عہد کے موافق فرزندون سے غائب ہوگئی
اپرچر نام ایک عالیشان راجہ تھا جو تلاش شکار مین صحرا کی طرف قدم زن ہوا حسب الاتفاق تصور زوجہ مین
آب انسان نے جوش مارا راجہ نے ایک پتہ پر اوسکو لیکر ایک باز شکاری کو حوالہ کیا کہ محل مین جا کر یہ شعلۂ اشتیاق کو
پہنچا دے وہ مرغ دست آموز دام حکم راجہ کا وابستہ تھا وہ پتہ جس مین چند قطرے آب انسان کے تھے لیکر وہ
ہوا پر روانہ ہوا اتفاقاً ایک باز تیز پرواز اور راہ مین روی ہوا پر دوچار ہوا اور طعمہ اپنا سمجھکر دست و گریبان
ہوا غرض اوس کشمکش مین وہ باز آب انسان کی حفاظت نکرسکا دریا مین جا کر اچھلی نوش کرگئی کچھ دنونکے
بعد وہ مچھلی ملاح کے جال مین آپھنسی جب ملاح نے پیٹ اوسکا چاک کیا دو گوہر آبدار ایک فرزند صاحب دولت اور
دختر ماہ رخسار دستیاب ہوئی ملاح حسب صلاح عقل اون دونون کو حاکم وقت کے پاس بنظر دور اندیشی لایا
راجہ نے وہ لڑکی ملاح کو حوالہ کی اور فرزند نے محل مین راجہ کے پرورش پائی القصہ اوس لڑکی کا نام
جو آغوش ملاح مین پرورش یافتہ تھی مچھودری تھا جب دریای شباب موج زن ہوا حسن و جمال نے آبرو
پائی ایکدن لب دریا کشتی پر عالم تنہائی مین جلوہ آرا تھی کہ اتفاقاً پراسر نام کھیشر ریاض وہان پر وارد ہوئے
اور اوس گوہر طلسم حسن پر نگاہ خواہش ڈالی صدف آبدار اوسکی گوہر شاہوار آب انسان سے لبریز کی چنانچہ گوہرا
اوسیوقت سے ہمرور تعریف عابد موصوف باعث حجاب ہوا تھا ظہور مین آیا اور بوی ماہی جو اوسکے بدن مین آتی تھی
کافور ہوگئی اور وہ خوشبو پیدا ہوئی کہ چار کوس تک زمین مہک اوٹھی لہذا نام اوسکا جوجن گندھا قرار پایا
خلاصہ بعد مہلت بطن مچھودری سے اوسیدم بیاس جلوہ فرما ہوئے اور ایک چشم زدن مین سن بلوغ کو پہنچکر
اپنی مادر مہربان سے رخصت حاصل کی اور اقرار کیا کہ جسوقت دلمین تصور فرماؤ گی اوسیدم حاضر ہونگا یہ کہکر
نگاہ کے مانند آنکھون سے پردے مین درآئی چنانچہ یہ بیاس وہ عالم بزرگ ہین کہ جنھے تمام علمون اور بید انکو
عالم ایجاد مین ایجاد کیا جو کلام انکے بیان سے باہر ہے وہ لاکلام قابل اعتبار نہین —

عاشق زار ہونا راجہ سنتن کا مچھودری پر اور منعقد ہونا اوسکے ساتھ

ایکدن راجہ سنتن اوس دریای مواج پر آیا ماہی دل دام زلف شبرنگ جوجن گندھا مین جا پھنسی خواستگار
عقد ہوا غرض وہ ملاح پدر خواندہ اوسکا منتظر ہوا کہ ظہور اس امر کا چشم ظاہر غیر ممکن کسو سبب سے اولاد اس لڑکی کی

راج سے محروم رہیگی بھیکھم پتامہ اولاد اکبر وارث تخت و تاج شاہی ہے راجہ منصف مزاج تھا سر در گریبان
حیرت دامن گیر دریای تعشق مین غرق محل مین آیا جب بھیکھم پتامہ پر کیفیت محبت اظہار ہوئی اوسنے جا کر
ملاح سے رشتہ عہد و پیمان کا مضبوط کیا کہ مین خواستگار سلطنت زینہار نہین اور زوجہ کرنے سے انکار محض
جو اولاد مین ہم پہونچیگی میرے بعد دعوے سلطنت کرینگی غرض اس شرط پر وہ جوجن گندھا اگر راجہ سنتن سے
منعقد ہوئی اور کاوش خار مفارقت ویسے دور چنانچہ اوسی عالم نشاط مین راجہ نے بھیکھم پتامہ کو اس دعای
خیر سے یاد کیا کہ جب تک تو اپنی موت کا خواستگار نہوگا ہرگز پاس تک نہ آسکیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا القصہ
لطن جوجن گندھا سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک چترانگند اور دوسرا بچتر بیرج یہ دونون دریای شجاعت کے
دُرِ شاہوار تھے اور قلزم عظمت کے گوہر آبدار جب راجہ سنتن نے عالم ہستی سے ملک جاودانی کی طرف قدم
اوٹھایا بھیکھم پتامہ نے پیمان و عہد کے موافق تخت سلطنت پر قدم نہین رکھا چترانگد تخت نشین ہوا چنانچہ ایک
گندھرپ تھے اوس عہد مین چترانگد نام تھا سو جہ باہم نزاع نے طول کھینچا تین برس برابر میدان جنگ بے
جدال گرم رہا ناچار آتش حیات راجہ چترانگد اوس گندھرپ کے ہاتھون ٹھنڈی ہوئی بچتر بیرج نے
خانہ سلطنت روشن کیا شبستان آغوش کا چراغ تھی صرصر قضا نے اسکی بھی شمع زندگی کو سرد کیا محل مین
دو رانیان تھین ایک انبکا اور دوسری انبالا راجہ بنارس کی لڑکیان اولاد سے محروم القصہ جوجن گندھا
رانی راجہ سنتن نے دیکھا کہ خانہ سلطنت بے چراغ ہے بھیکھم پتامہ کو بہر حال تخت و تاج شاہی کو رونق دی
لیکن اوسنے کسیطرح قبول نکیا آخر مایوس ہو کر اس رانی نے اپنے فرزند بیاس کو یاد کیا اور خواستگار
اولاد ہوئی غرض انبکا سے کہ اسنے بیاس کو دیکھکر فرط دہشت سے آنکھین اپنی بند کرلین تھین دھرتراشٹ
دونون آنکھون سے معذور پیدا ہوئے اور انبالی کہ بیاس کو دیکھکر خوف کے مارے زرد ہوگئی تھی
راجہ پانڈو ظہور مین آئے اور لطن سے ایک لونڈی کی بدر نام فرزند پیدا ہوا چونکہ راجہ دھرتراشٹ نابینا تھا
دیدہ و دانستہ راج سے محروم رہا بھیکھم پتامہ وغیرہ وارثان ریاست نے راجہ پانڈو کو تاج شاہی سے سرفراز کیا
ایک وقت راجہ شکار افگن صحرا مین پہونچا ایک عورت و مرد عابد مرتاض لباس مین ہرن اور ہرنی
کی فاعل و مفعول تھی کہ راجہ نے تیر کمان سے لگایا وہ ہرن زخم کھا کر جو عابد سے ہرن بنا تھا آدمی بنگیا
اور ناوک دعا کو بہ کمان [illegible] سے جدا کیا کہ ای راجہ تو بھی ایسی ہی وقت [illegible] اصلیت مین [illegible]
اجل ہوگا یہ بات سنکر راجہ پانڈو [illegible] آیا اور [illegible] کہ یہ دعای عابد [illegible]

عالم یاس مین ہاتھہ سلطنت سی اوٹھاکر قدم جانب صحرای عبادت کی واسطے رکھا کنتی اور مادری دو رانیان ساتھہ تھین
کچھہ دنون کے بعد راجہ پانڈ نے یہ تصور کیا کہ انسان لا ولد بہشت نصیب نہین ہوتا ناچار کنتی سی چاہے اولاد ہو اگر
جسطرح ممکن ہو بحکم شرع مذہبی ظہور مین آئی حسب اتفاق اوس کنتی کو ناکتخدائی مین درباسا رکھیشر نی خوش ہو کر
ایک افسون تعلیم کیا تھا کہ دیوتون سی بہم پہونچانا اولاد کا آسان تھا چنانچہ کنتی نے امتحانا کہ ہنوز بی شوہر تھی اوس منتر کو
تلقین کی موافق پڑھا کہ آفتاب پر نور تصور کے ساتھہ اوس مکان روکش برج قمر مین تجلی افروز ہوا اور کرن طلائی
زرہ پہنے اوسدم پیدا ہوا کنتی نے نشانہ ناوک حجاب ہو کر پاس ناموس کی وجہ بنظر دور اندیشی اوس نور دیدہ کو
نذر دریا کیا چنانچہ ارن نام رتھبان آفتاب نی بیجا کر پرورش کی قصہ مختصر کنتی نی اوسی افسون آزمودہ سی تین فرزند
دفعہ دفعہ اپنی بطن سی پہلے جدہشتر دہرم سے پہر ارجن اندر سے اور بھیکم ہوا سی بہم پہونچائی اور مادری سی اوسی افسونکی
بدولت دو فرزند نکل اور سہدیو اشنی کمار سے پیدا ہوئے اب راجہ پانڈ نے اس عالم شش جہت مین پانچ فرزند پائے
غنچہ خاطر شگفتہ ہوا لیکن جام حیات لبریز ہو چکا تھا ایکدن دریای خواہش نے جوش مارا مادری سی ہم آغوش ہوئے
کہ اوسی دم تیر دعاے عابد سر دست نشانہ پر پہونچا اور عین عالم نشاط مین لباط حیات سی قدم اوٹھایا مادری لاش
راجہ کے ساتھہ نذر آتش ہوئی اور وہ پانچون لڑکے جو ہمابخل پر کنتی کے پاس تھے اونکو اور سب رکھیشرون نی
یکجا ہو کر اوس لاش نیم سوختہ کو کنتی سمیت ہستناپور مین دہرتراشٹ اور بھیکم پتامہ وغیرہ کی پاس لاکر سپرد کیا اور کہا یہ اولاد
راجہ پانڈ کی ہے حصہ وراثت پدری سی محروم نرہے کہ بصورت مقتدا ہے القصہ یہ پانچون فرزند آغوش ناز و نعمت کے
مین پلنے لگی اب کچھہ کیفیت راجہ جرجودھن زیب قلم کرتا ہون یعنی جرجودھن وغیرہ سو بھائی راجہ دہرتراشٹ کے
فرزند بطن گاندہاری سی بواسطہ دعای بیاس پیدا ہوئے ہاتھہ پاؤن نکالے علم و آداب شاہی یہ سب عمزاد بھائی آپہین
سیکھتے تھے کچھہ دنون مین بہرہ مند ہوئے رہا علم و ہنر سپاہگری یعنی تیراندازی و گرزافگنی و تیغ زنی وغیرہ انواع
انواع قسم کی درونہ چارج لیسر بہردواج رکھیشر سے کہ اس فن مین اوستاد بی نظیر تھے حاصل کیا خلاصہ بھیم ان سب مین
نہایت صاحب قوت اور پرزور تھا جرجودھن وغیرہ وہ سب بھائی اس سی داؤ پیچ بن کشتی کے عہدہ برا نہوتے تھے ہمیشہ
شہہ کی کہاتے تھے یہ وجہ بنیاد عداوت کی سبب ہوئی خار کہانے لگی اکثر اوسکے ہلاک کرنیکی تدبیرین مثلاً کھانے مین
زہر تک کھلایا دریا مین ڈبویا مگر بی آبروئی کی سوا کچھہ حاصل نہوا روز بروز آتش رشک و حسد مشتعل اور سرکش ہوتی
رہی رفتہ رفتہ بنیو فساد کی جدائی شہر سے دور یہ ترتوچن سے ایک مکان لاکھہ اور گندہک کا پوشیدہ تعمیر کیا کہ اون
پانچون بھائیونکو ایک ساتھہ بے شش و پنچ اس عالم شش جہت مین طعمۂ نہنگ آتش کرین مگر خدا نے اس شر و فساد کے

محفوظ رکھا یعنی جسوقت راجہ جدہشتر نادانستہ اوس مکان دوزخ نما مین رانکو آکر فروکش ہوئے جملہ سامان امارت
مہیا تھا لیکن گندھک وغیرہ کی بوی بہ سوہان روح تھی عقل دوراندیش نے بینائی کی دلمین تصور کیا کہ یہ مکان
شرارت دشمن سے خالی نہین اور انکے چچا بدر نام نے بھی وقت وداع درپردہ گوش زد کیا تھا کہ صدمہ سے آگ کے
اندنون حفاظت ضرور ہے اوسیوقت چشم دشمن سے پوشیدہ اوس مکان مین آگ دیکر یہ پانچون بھائی کنتی سمیت
اوسی صورت یک بینی و دو گوش ہوا ہوئے وہ مکان تمام مع تروچن چشم زدن مین قلعہ آتشبازی کے مانند جلکر خاک
تودہ ہنگیا معاذ اللہ پیر فلک آنکھین دکھا رہا تھا وہ پانچون جوان عالم اضطراب مین پریشان کیسہ بہ نقد سے خالی صحرا
ہوئے کوئی اسباب راحت پاس نہ تھا اتفاقاً اوس صحرای ہولناک مین کنتی کو پانی کی چاہ ہوئی بھیم ادھر اودھر سے
ڈھونڈھکر ایک شکستہ کاسہ سفالی مین لایا کہ جسکو دیکھکر کنتی نے اپنی بے سروسامانی پر رو دیا جب بھیم بیابان سے پیشتر
روانہ ہوئے بھیم نے دو دیو پر ہاتھ صاف کیا اور ہڑنبہ نام ایک دیونی کو اپنے عقد مین لایا اور ارجن نے اس
سفر پر قدمین ایک گندھرب کو زبردستی زیر کیا اور پھر آگے جاکر شہر کنپیلہ مین پہونچی بزم شادی سے دروپدی دختر
راجہ درپد کو ارجن بزور تیر افگنی لایا چنانچہ یہ دروپدی دعاء مہادیو کی وجہ عقد مین پانچون بھائیون کے درائی یہ
کیفیت بشرح مہابھارتھ مین قلم بند ہے القصہ جب یہ خبر جگر خراش جرجودھن وغیرہ حاسدونکو پہونچین جاتے ہوش
عنقا ہوگئے آتش رشک مین بے آب و آتش جل بجھے پھر بساط فریب و مکر بچھائی اور پردہ دلمین جنگ زرگری کی جویاے
صلح ہوئی راجہ دھرتراشٹ نے سفیر اپنا راجہ درپد کے پاس طلب راجہ جدہشتر کے واسطے روانہ کیا چنانچہ سری کرشن
اور راجہ جدہشتر وغیرہ پانچون بھائی کنتی مادر اور دروپدی ماہ رخسار سمیت رونق افزای ہستناپور ہوئی کیفیت دروپدی
یہ تھی کہ بہتر دن جدا جدا ایک ایک شوہر کی آغوش کو گرم کرتی تھی اور باہم بھائیون مین یہ شرط قرار پائی تھی کہ جو
کوئی اس میعاد کے اندر خلوت دروپدی مین درآئی وہ چند سال صحرانوردی کرے حسب اتفاق ایکدن رانکو جستجوی ایک
برہمنان ارجن اپنے اسلحہ لینے کے واسطے کہ چورون کو مارے اوس خلوتین کہ حصہ راجہ جدہشتر تھا بے محابا
درآیا اور وہ شرط ادا کرنا ضرور پڑی لہذا راجہ جدہشتر سے رخصت ہوکر راہ صحرانوردی پر قدم زن ہوا دریای گنگ کے
کنارے دختر راجہ باسک سے جو بادشاہ سانپون کا ہے دوچار ہوکر اپنے عقد مین لایا اور پھر آگے بڑھکر شہر
من پور مین شادی اپنی دختر راجہ چترانگد کے ساتھ کی القصہ اسیطرح صحرانوردی کرتا ہوا شہر دوارکا مین پہونچا
اور سوبھدرا دختر بسدیو کے ساتھ بڑے جشن و آرایش کے ساتھ رسم شادی عمل مین آئی خدمت سری کرشن
مین فیضیاب ہوا اور کانڈیو نام جنگل کو حسب استغاثہ آتش کہ برہمن بنکر آئی تھے بزور تیر افگنی آتش پر قدم جلایا

ہرچند راجہ اندر نے حفاظت تیجپک نامی دنی کے واسطے باران غضب برسایا مگر ایک قطرہ قریب اگ تک نہ پہونچا
غرض پندرہ دن کے عرصہ مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا اور تیجپک مذکور پیشتر صحرا سے کسی طرف جا چکا تھا لیکن مزنام
دیو اس جنگل مین کہ آتش سے امان پائی تھی ارجن کا مطیع اور فرمانبردار بنا جب راجہ جدہشتر کے پاس آئے اوس
مزنام دیو نے کہ اپنی قوم کا معمار تھا طرح طلسمی عمارت کی ڈالی جسکا جواب روی زمین پر پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ
دیکھا نہ تھا ایکدن راجہ جرجودھن اس عالیشان مکان مین کہ بزم جگ راجسو مرتبہ تھی آیا بعد فراغت جگ سیر
اوس مکان نادر کی کرتا تھا ایک جگہ زمین اس کاپردازی سے بنی تھی کہ سراپا آب معلوم ہوتی تھی مگر نشان پانی کا
اوسمین نہ تھا اور ایک مقام خلاف اسکے کہ جسمین دراصل پانی موج زن تھا بنایا تھا غرض جرجودھن نے
پہلی جگہ موزی پاؤن سے اوتاری اور دامن گردانا کہ آب رسیدہ نہو مگر وہان کیا تھا کثرت شرم سے پانی پانی
ہوگیا اور فرط حیا سے سر در گریبان جب دوسرے مکان مین پہونچا مغالطہ کھا کر غوطہ زن ہوا تمام لباس مین
تر بتر تھا آتش حجاب مین جلکر خاک ہوگیا اور شعلہ غضب و حسد نے جسم اوسکا پھونک دیا چنانچہ یہ معاملہ آبی اور
بھی باعث ترقی عناد و فساد ہوا داؤ پیچ مین تھا ہی بساط چوسر بچھا کر رنگ قمار بازی جمایا اور پانسے دغا کے
بنا کے مال و متاع راجہ جدہشتر جیت لیا معاذ اللہ جو کچھ اوس دشمن ننگ و ناموس نے بی آبرویان طلسم و ستم کے
ساتھہ روا رکھین زبان قلم پر آنہین سکتین اجازت دی کہ چادر سر دروپدی سے اوتار لیکن بسبب کشن نے
اوسیوقت اپنے دامن عنایت سے وہ پردہ چشم پوشی کی کہ شانی دوساسن کو سر دست چادر کھینچتے کھینچتے شل ہوگئے
اور سر سے چادر سر دروپدی سی جدا نہوئی آخر کار بھیکھم پتامہ اور درونہ وغیرہ حاضران دربار پر قہر نے غضبناک ہوکر
دہرتراشٹ کور دیدہ کو آنکھین دکھائین اور کہا کہ بچشم ظاہر خدا نے آنکھون سے تجکو معذور کیا اب معلوم ہوتا ہے
کہ آنکھین دلکی بھی بے نور ہوگئین دیکھہ قریب ہے کہ قہر خدا نازل ہو یہ بات سنکر دہرتراشٹ کچھہ سہم گیا اور دروپدی کو پاس
بلاکر دلجوئیان کین اور عذر پاہا دروپدی نے کہا کہ ای راجہ ان پانچون بھائیون کو اسلحہ سمیت اجازت جلا وطن
ہو کوئی تعرض نکرے القصہ اخراج انکا اوس دروازہ پر قہر سے ہوا کہ جس سے سخت گنہگار خونی وغیرہ
نکالے جاتے تھے مگر دروپدی نے دامن رفاقت اوس عالم بیکسی مین ہاتھہ سے نہین دیا ابھی کئی ہزار برہمن
راجہ جدہشتر کے ساتھہ تھے اور دھوم پروہت بھی غمگسار اور غمخوار حال مگر راجہ جدہشتر تنگدستی کی وجہ سخت
ملول خاطر ہو رہا تھا اون برہمنون کا دیکھہ نہین سکتے تھے ناچار دھوم نے ایک افسون آفتاب کا تلقین کیا
کہ اوسکی برکت سے سورج نے ایک دیگ مسی آکر عنایت فرمائی اور گوہر فشان ہوئی کہ جب تک دروپدی نہ کھائیگی

تمام نعمتین نخبتہ دنیا کی نمکین وشیرین حسب دلخواہ اس دیگ سی بیدریغ دستیاب ہونگی اب راجہ جدہشتر کو
شکم پروری کی طرف سی اطمینان کامل حاصل ہوا پیشتر قدم راہ صحرا پر رکھا جب یہ خبر گوش زد جرجودھن ہوئی
آتش رشک مین چنے کی طرح بھن گیا اور سمجھا کہ دال سیری نہ گلی پھر کھچڑی مکر وفریب کی پکائی کہ درباسا رکھیشر کو
دس ہزار شاگرد سمیت راجہ جدہشتر کے پاس روانہ کیا اور سکھا دیا کہ جب درپدی کھانا کھا چکے اور دیگ مسی جو
سورج نے دی ہے دھو ڈالی جائے اوسوقت تم جاکر خواستگار طعام ہونا درباسانی اسی راہ پر قدم رکھا جب
درپدی سب کے بعد کھانا کھاکر دیگ مذکور دھو چکی درباسا نی راجہ جدہشتر کے پاس جاکر طعام خوشگوار طلب کیا
راجہ سخت مضطر ہوا کہ اگر حرف عذر زبان پر آیا یہ رکھیشر دعای بد دیگا گھبرا کے چاہا کہ نذر آتش ہو جنانچہ بہیم نی حسب اجازت
راجہ جدہشتر انبار لکڑیون کا لگایا اور آتش روشن کی قریب تھا کہ راجہ جدہشتر اوس آتش سوزان مین در آئین کہ
درپدی نے اوس عالم اضطراب مین سری کرشن کو یاد کیا چنانچہ غریب نوازی انکی مشہور عام ہے اوسیدم
تصور کے ساتھہ رونق افروز ہوئے اور درپدی سی اس روش شاخ زبان سی گلفشانی کی کہ اسوقت مین
زیادہ گرسنہ ہون کچھہ ماحضر مہیا کر درپدی نے کمال عجز وانکسار کے ساتھہ ساری حقیقت حال بیان کی سری کرشن نے
فرمایا کہ مضطر نہو دیکھو تو کیا عجب ہے کہ دیگ مسی مین کوئی شے باقی ہو ناچار درپدی نی حسب ارشاد جو دیکھا تو
ایک ریشہ ساگ کا قدرتی نظر آیا دل پژمردہ ہرا ہوگیا اور اوسکو دہان مبارک سری کرشن مین رکھکر حسب تلقین یہ
حرف زبان پر لائین کہ تینون ترلوک کا پرورش کرنیوالا اس برگ کاہ کی بدولت آسودہ ہو جائی غرض
یہ کلام شیرین زبان پر تھا کہ تینون عالم آسودہ ہو گئے اور درباسا رکھیشر شاگردون سمیت جو گنگا پر غسل کے
واسطے گئے تھے ایسے سیر ہوئے کہ ڈکارین بدہضمی کی آنے لگین دست پاچہ ہوکر وہان سے چلتے
پھرتے ہوئے وقت بد دعا دینے کا نپایا غرض اسیطرح کی ایذائین صحرانوردی مین انپر گذرین اوسکا بیان
ایک دفتر ہے میعاد صحرانوردی گرم عبادتو نین کاٹی دو تین مرتبہ سری کرشن دوارکا سی انکے دیکھنے کے واسطے
تشریف لائے اور فرمایا کہ اے درپدی اب قریب تیرے ایام نکبت دور ہوتے ہین عروس تمنا سے حسب آرزو
ہم آغوش ہوگی اور تمام دشمن تمہارے فی النار یہ دامن زمین لہو سے دشمنون کے شفق رنگ ہوگا
دلکو شمشیر ملال ورنج سے چور نکرنا قصہ کوتاہ تیرہوین سال ملک مین راجہ بیراٹ کے لباس وصورت
بدلی ہوئے پہونچے اور اس فکر وتدبیر مین تھے کہ نشان انکا ظاہر نہو کہ پھر زنجیر جادہ صحرا کے پابند ہون
پانچون بھائیون نے درپدی سمیت نام اپنے بدل ڈالے اور شہر سے باہر جہان مردے جلائے جاتے تھے

ایک درخت پر تمام اسلحہ اپنی اوتارین کیے اور ایک نقش بھی اوسکو ساتھ لٹکا دی اور بآواز بلند یہ بات بیان کی کہ
برس دن تک اس درخت پاس گر جان عزیز ہے ہر شخص دور رہے اس نظر سے کوئی شخص اوس درخت تک
جا نہین سکتا تھا خلاصہ راجہ جدھشٹر نے مصاحبت کا دم بھرا اور بھیم نے اہتمام مطبخ گرم کیا اور ارجن نے لباس مخنث
اور بسی اچھرہ کی حسب دعا زیب تن کیا چنانچہ ہیجڑا نام ارجن مشہور ہوا دختر راجہ بیرات کو علم موسیقی تعلیم کرتا تھا
نکل اور سہدیو نے دواب اور علم نجوم کو رونق دی و دروپدی کنیز بنکر محل مین رہی اتفاقاً کیچک نسبتی
بھائی دروپدی پر عاشق زار ہو گیا تیغ ابرو سے سینہ پر کینہ اوسکا چھیدنا گیا آخر بھیم نے کہ زنانہ لباس مین اُسکو
اوسکو سو بھائیون سمیت قتل کیا اور غلغلہ سخت اوس راج مین واقع ہوا ہر ایک شخص دروپدی کو اجل اپنی تصور
کرتا تھا کوئی آنکھ بھر کے دیکھ نہ سکتا تھا القصہ اب تیرھوان سال قریب ختم تھا راجہ جرجودھن نے جاسوس
چالاک بادرفتار تجسس جدھشٹر کے واسطے ساری روی زمین پر مامور کیے سیلاب کے مانند پھرے اور سو جنگل و بستی
ملکون مین پریشان رہے مگر نام کو نشان انکا کہین پیدا نہوا مگر ایک جاسوس نے آکر خبر ملک راجہ بیرات کی سنائی
کہ ایک گندھرپ نے کام مدار المہام سلطنت بیرات تمام کیا اکثر فتور انتظام ملک مین واقع ہین یہ سانحہ تازہ سنکر
راجہ جرجودھن نے کان کھڑے کیے اور دلمین قرار دیا کہ نشان مدعیون کا ملتا نہین یقین ہے کہ طعمہ جانوران
صحرائی ہوئی اب شجاعت اور جرأت کے ساتھ دست و پا مارنا ضرور ہے کہ شان و عظمت اپنی عالم پر آشکارا ہو
سر دست ملک بیرات پر لشکرکشی کرین کہ کشتی فوج ظفر موج کی شروع ہو غرض اس مشورہ کو کرن اور درونا
کوتاہ اندیشون نے پسند کیا آخر جرجودھن اور بھیکم پتامہ اور درونہ چارج اور کرن وغیرہ لشکر گران لیکر ملک راجہ بیرات
کی طرف روانہ ہوئے وہان پہونچکر صف آرایان کین اور فوجین طرفین کی سر میدان دست و گریبان ہوئین
بازار محاربہ گرم کیا داد شجاعت دی فوج جرجودھن مقابل پر غالب آئی راجہ بیرات پنجہ دشمن مین جا پھنسا
فرزند راجہ بیرات گھر مین تھا حال شکست سنکر میدان جنگ کا عازم ہوا اور ارجن کو حسب ارشاد دروپدی کہ
رتھبان ارجن کا ہے اپنی رتھ کا کوچوان بنا کر مقابلہ دشمن پر آمادہ ہوا القصہ جب ارجن رتھ لیکر شہر سے باہر پہنچا
جہان اسلحہ رکھی تھے اوس درخت کے پاس آیا اور رتھ اپنا جو نظرون سے بزور افسون پنہان تھا واکیا اور
ہتھیار اپنے اوس درخت سے اوتار کر تمام رخت جنگ تن پر آراستہ کیا اور فرزند راجہ کو اپنی رتھ پر سوار
اور کانڈیو کمان کو اپنی چاشنی دی کہ دفعتاً ایک آواز نہایت مہیب رعد سی برپا اوس سے سر زد ہوئی اور صور
زلزلہ زمین پر آشکار اور جرجودھن پر تپ و لرزہ ماری خوف کے سوار ہوا وہ تیر غم دل پر پہنچا کہ تمام روئے

بہادر پر گھٹر ہی ہوئے گئے اور سب کھیکھم پتامہ سے پوچھا کہ یہ آواز کمان ارجن ثابت ہوتی ہے یقین ہے کہ ابھی وہ پانچون بھائی
شش جہت مین زندہ موجود ہین بھیکھم پتامہ نے فرمایا کہ ای دشمن عقل بے اختیار حال سے کچھہ کام نکلتا نہین دشمن سے
کہ میدان کارزار سے قدم اوٹھا ارجن ہو یا اندر جو مقدر مین ہے وہ پیش آتا ہے غرض یہ باتین زبان پر تھین کہ ارجن
برق شرربار کی صورت چمکتا ہوا نمودار ہوا اور سب لڑائی قائم ہوئی مگر ارجن نے وہ تیر اندازیان کین کہ مقابل جواب
دہی نسکا آخر تمام لشکر دشمن پسپا ہوا شجاعت کرن وغیرہ کچھہ کام نہ آئی راجہ بیراٹ نے اس کشمکش مین قید دشمن سے
نجات پائی محل مین آیا حال فرزند سنا اندیشہ مند ہوا کہ بیابان ارابہ اچھا نہین کہ اتنے مین خبر فتح آیندہ گوش ہوئی
الفاظ تحسین و ثنای شجاعت فرزند زبان پر آئی مگر جدہشتر کو یہ بات سنکر تاب نہ آئی بیساختہ کہہ اوٹھا کہ یہ جو کچھہ فتح
وظفر ظہور مین آئی وہ مہمان کی قوت بازو سے تصور کرنا چاہیے یہ سخن خلاف وہ راجہ سنکر چین بہ ابرو ہوا اور پانسہ کا
جو اوسوقت ہاتھہ مین تھا اس زور سے منھہ پر راجہ جدہشتر کے کھینچ مارا کہ لہو جاری ہوا اتفاقاً اوسیدم فرزند راجہ بھی
آ پہونچا اور یہ حال خراب راجہ جدہشتر کا زبان ارجن سے ساری کیفیت سن چکا تھا دیکھکر راجہ بیراٹ سے گویا ہوا کہ اگر تمنا ہے
سلطنت منظور نظر ہے تو غبار دل اس شخص کا دور کر والقصہ راجہ بعذر خواہی پیش آیا اور جب جودھن شکست نصیب
راہی وطن ہوا کچھہ دنون کے بعد ایام چلا وطنی کے پورے ہو گئے راجہ جدہشتر نے بلباس شاہانہ زیب تن فرما کر
تخت سلطنت راجہ بیراٹ پر جلوس فرمایا اور کیفیت اپنی اظہار کی راجہ بیراٹ نے مطلع ہو کر سر اطاعت جھکایا
اور بیڑہ فرمانبرداری کا اوٹھایا اور شادی اپنی لڑکی کی ابھمن پسر ارجن کے ساتھہ کر دی رشتہ اتحاد و یکجہتی بہ نو
مضبوط ہوا قصہ مختصر اب یہان سے جب جودھن مغرور کو پیام جنگ پہونچا سامان لشکر کشی طرفین سے مہیا ہوا میدان
کرکچھیت مین اٹھارہ [۱۸] دن میدان حرب و ضرب اس زد و خورد کے ساتھہ گرم رہا کہ جسکی تصریح مین قلم آدہ سر کھینچتا ہے
غرض اٹھارہوین [۱۸] دن دوپہر تک جملہ فوجین ادہر اودہر کی عزیز و اقربا سمیت سب علف تیغ بیدریغ ہوئین
جانب راجہ جودھن استوتھامان پسر درونہ چارج اور کیت برما اور کرپاچارج ثالث بالخیر تین آدمی زندہ باقی
رہگئے اور راجہ جدہشتر کی طرف یہ پانچون بھائی اور چھپن سری کرشن اور دشت دمن اور پانچون فرزند
پانچون بھائیون کے چند آدمی زندہ موجود تھے آخر راجہ جودھن شکست نصیب ہو یا اضطراب مین غرق میدان
جنگ سے کافور ہوا اور ایک تالاب مین بزور افسون جا چھپا راجہ جدہشتر کو تلاش جودھن باقی تھی کہ ایک
شکاری نے آکر اطلاع دی راجہ جدہشتر وغیرہ اور سری کرشن چند اوس تالاب پر آئے اور بھیم حسب اشارہ
سری کرشن کلام طعنہ آمیز زبان پر لایا جودھن کو ہزار طرح اسپر زہر کھاتے تھا تاب نہ لا سکا آب تالاب سے ۴۰

بڑی آبروئی کے ساتھ نکل آیا اور پھر میدان کشتی اس شدت کے ساتھ کہ ایک ایک مقابلہ کر کر کے ختم ہوا بلبھدر برادر سری کرشن چندر تماشائی جنگ تھے خلاصہ جرجودھن گرز بازی میں یکتای روزگار تھا اور بھیم قوت و زور میں بے نظیر جب دیر تک جرجودھن نے داد دلاوری دی اور قافیہ بھیم تنگ ہوا قریب تھا کہ رنگ سرخ زرد ہو اوسوقت سری کرشن نے ارجن اور جدہشتر سے فرمایا کہ اگر بھیم اپنی سوگند کے موافق خلاف قاعدہ گرز بر ران جرجودھن شکستہ کرے تو فتحیاب ہو سکتا ہے نہیں تو دست جرجودھن سے گرز بازی میں جانبری مشکل ہے لاچار ارجن نے بھیم کی طرف دیکھکر تیغ ابرو سے آشکار کیا آخر بھیم نے ران جرجودھن ایک ضرب گرز شکستہ کی بلبھدر یہ بیضابطگی دیکھکر قہر و غضب میں آئے اور چاہا کہ اوسی جگہ کام راجہ جدہشتر وغیرہ سب کا تمام کریں مگر سری کرشن چندر نے پشت پناہ ہو کر اونکی آتش غضب کو فرو کیا القصہ جرجودھن فرش زمین پر خستہ تن شراب بیہوشی چڑھائی شاہد غفلت سے ہم آغوش تھا کہ اسوتھامان اور کرپاچارج اور کرت برما آکر بیہوشی اونکی دور کی اور قوت زبانی دی کہ میں ابھی دشمنوں کو قتل کرتا ہوں آپ بیدل نہوں جرجودھن نیم مردہ پژمردہ سنکر سنبھل بیٹھا اور اسوتھامان کو اپنا جانشین بناکر اجازت مقابلہ دی اس دشمن عقل نے اوسی رات کو ہر یک شبخون بجایا ابھی جدہشتر وغیرہ اپنے خیمہ خاص میں نہ تھے کہ اوسنے آکر دشت دمن سے جو دھم دروازہ پر مامور تھا مقابل ہوکر اسلحہ اندازیاں کین مگر بمقابلہ اسلحہ آبدار اوسکے دمن دشت دہن میں جو صورت اژدہا واقع تھا در آئے کوئی کارگر نہوا آخر بوجہ اعانت مہادیو کام اوسکا تمام کیا اور اندر خیمہ کے در آیا اور اون پانچوں بھائیوں کو پانچوں فرزند کے دھوکے میں سر کاٹ کر جرجودھن کے پاس لایا جرجودھن نے اوس عالم خستہ جانی میں کمال عشرت کے ساتھ اوٹھکر اون سرونکو دونوں ہاتھوں میں داب کر پارہ پارہ کر ڈالے اور یہ کلام کمال حسرت سے آہ سرد کے ساتھ زبان پر لایا کہ اے اسوتھامان بڑا غضب کیا کہ یہ پانچوں سر عجب نہیں کہ برادر زادوں کے ہوں کہ ہر ایک اپنے باپ سے مشابہ تھا ورنہ شکستہ ہونا سر بھیم کا اس آسانی سے دشوار ہے یہ سخن ہنوز نہ ہوا تھا کہ طائر روح قفس تن سے پرواز کر گیا جب جدہشتر کو خبر قتل نو بھائیوں کی گوش زد ہوئی زمانہ آنکھوں میں بے نور عین تاریک نظر آیا اور صبح کو قتل اسوتھامان پر آمادہ ہوئے ارجن نے مقابلہ کیا طرفین میں تیر آتش بار کمان سے رہا ہوئے اور اونکی آتش فشانی سے پردۂ آسمان و زمین کے جلنا شروع ہوئے تمام دیوتا مضطر ہوکر سری کرشن کے پاس کہ اوس معرکہ میں موجود تھے آئے اور خواستگار پناہ ہوئے قول اسوتھامان یہ تھا کہ میں نے اس ناوک آتش فشان کو اس نشانہ پر چھوڑا ہے کہ رشتہ نسل پانڈو یکقلم سوختہ ہو اور سری کرشن نے یہ بات فرمائی تھی

کہ سب ہمنے فرزند ارجمند بہشت نصیب کو جو ابھی بطن مادر مین ہین سلطنت روی زمین اس تعداد کی ساتھہ عطا کی ہے کہ شصت سال نہال فرمان روائی سے برخوردار رہے اور جدہشتر وغیرہ کسی پر آنچ تک پہونچ نہین سکتی اسوتھامان نے آخر کار مجبور ہوکر جو جواہر اوسکی پیشانی مین نور افشان تھا نکال کر نذر سری کرشن کیا اور ارجن نے دونون تیر دنکو کہ باہم دست و گریبان تھی اپنی طرف کھینچکر ترکش مین جگہہ دی وہ آتش فشانی دور ہوئی اور صورت اصلی آشکار خلاصہ اسوتھامان کو قدرت تیر سپر لینے کی نہتھی مگر یہ شخص دائم الحیات ہے اب ہمارہ اکھیونی مین اسوتھامان اور کرت برما اور کرپاچارج زندہ بچے اور سری کرشن چند اور جدہشتر وغیرہ پانچون بھائی فتح نصیب ہستناپور مین آئی صاحب تخت و تاج ہوئے مگر پاس و ادب دھرت راشٹ ہر وقت بسر و چشم مد نظر تھا خلاصہ اس راجہ جدہشتر نے اپنی حکومت مین اسمیدہ جگ ترتیب دیا کہ جسمین تمام روی زمین کے فرمان روا براہ اطاعت زر نقد و سامان تحائف لیکر شریک جگ تھی اور سکہ حکومت تمام روی زمین پر جاری تھا تصریح اس جنگ ہیجدہ روزہ اور اسمیدہ جگ کی بنظم اردو مہابھارت تالیف مولف مین مشہور عام ہے مگر تصریح کا کچھہ کام نہین۔

دوسرا طلسم دہلی جسمین بعد اختتام سلطنت راجہ جدہشتر جملہ ہندو راجاؤن کا حساب اور بادشاہان اسلام کی روداد نشیب و فراز زیب رقم ہو

شاہنشاہ ہفت کشور راجہ جدہشتر کہ سراپا لباس حق پرستی و خدا شناسی سے آراستہ بہمہ صفت موصوف راستی شعار زیور حسن اخلاق سے پیراستہ راجہ پانڈ کے خاندان کا چراغ روشن دوست کا دوست دشمن کا دشمن حسب نسب اس عالی تبار کا آفتاب کی طرح پرنور اطوار و اوضاع اس گوہر شاہوار دریائے عظمت کے آبرو ہمیست مشتہر آخر دور دواپرجگ سے آغاز عمل کلجگ تک اورنگ خلافت و جہانبانی افسر زینت پذیر رہا ہزار حسن انتظام کے ساتھہ داد حکومت و کامرانی کی دی گلشن عدالت مین ایسا رنگ انصاف و رعیت پروری کا جمایا کہ غنچہ دل ہر ایک کا گل کی روش شگفتہ ہوا اور دراستہ آمد و شد رنج و ملال بستہ دریای تموج سخاوت نے وہ جوش مارا کہ محتاجون نے دولتمندی سے آبرو حاصل کی جب حضرت کلجگ کے دائرہ دولت نے نزول فرمایا آئین و طریق اہل جہان مین فرق آیا صفائی نیت و حسن اخلاق کا دور زمانے سے اوٹھہ گیا خلاف اوسکے کینہ پروری و افعال بد پر طبیعت ہر بشر مائل ہوئی چونکہ یہ راجہ خوش کردار ایزد پرست راست باز تھا اسباب عالم بی بقا نظر وینمین ہیچ حشمت و حکومت نگاہ مین دریای فانی کا حباب لشکر و خزانہ روی زمین کا خیال و خواب سا سمجھہ

تخت سلطنت سے اوٹھایا اور دامن خواہش کو اس خارستان سے اوس سرو گلشن ریاست نے
چھوڑایا بھیم وارجن ونکل وسہدیو چار دن بھائی راجہ جدہشتر کی دیار شجاعت وکشور قوت مین نامدار بلندی
ہمت وترقی عظمت مین یکتاے روزگار بعد ترک سلطنت راجہ نے آپکو دربیدی ہمیت کوہ ہمانچل پا تپنا
کے سراپا برف سے ہے لباس حیات تن سے اوتارا اور قدم بہشت برین کی طرف مارا چنانچہ ان پانڈونکی
تیس پشتین برابر روے زمین پر حکمرانی اور فرمانروائی کے ساتھہ عدالت اور سخاوت مین بسر ہوئین تفصیل
اسکی یہ ہے یکم راجہ جدہشتر اٹھائیس برس آٹھہ مہینے پانچ دن دوم راجہ پریچھت پسر ابھمن پسر ارجن
ساٹھہ برس پورے سوم راجہ جنمیجہ جسنے سانپون کا جگ کیا چوراسی برس سات مہینے چوبیس دن
چہارم راجہ اسمید بیاسی برس آٹھہ مہینے بائیس دن پنجم راجہ ادھن اٹھاسی برس دو مہینے
آٹھہ دن ششم راجہ چہات اکیاسی برس گیارہ مہینے اکیس دن ہفتم راجہ جیبہ سنگھہ چہتر برس تین مہینے
اٹھارہ دن ہشتم راجہ وشنودن چہتر برس [illegible] مہینے اٹھائیس دن نہم راجہ اودر سین اٹھہتر برس
سات مہینے اکیس دن دہم راجہ سورسین اناسی برس آٹھہ مہینے نو دن یازدہم راجہ سنونت
اونہتر برس پانچ مہینے دو دن دوازدہم راجہ بیچ پینسٹھہ برس دس مہینے چار دن سیزدہم
راجہ بسج بال چوسٹھہ برس سات مہینے چار دن چہاردہم راجہ سکہپال باسٹھہ برس پچیس دن
پانزدہم راجہ نہردیو اکاون برس دس مہینے دو دن شانزدہم راجہ سوچرت بیالیس برس
گیارہ مہینے چوبیس دن ہفدہم راجہ بھوپت اٹھاون برس دو مہینے ہیجدہم راجہ سوبکن
پچیس برس آٹھہ مہینے دس دن نوزدہم راجہ میدھدہ باون برس سترہ دن بستم راجہ سدرون پچاس
برس آٹھہ مہینے اکیس دن بست یکم راجہ بھیکم اڑتالیس برس نو مہینے بیس دن بست دوم
راجہ بہرتھہ پینتالیس برس گیارہ مہینے تیس دن بست سوم راجہ اسون چوالیس برس آٹھہ مہینے
سات دن بست چہارم راجہ اونی چوالیس برس دس مہینے بارہ دن بست پنجم راجہ دہنی
پچاس برس گیارہ مہینے آٹھہ دن بست ششم راجہ ڈنڈپان انیس برس نو مہینے بست ہفتم راجہ دیپال
چوالیس برس دس مہینے بارہ دن بست ہشتم راجہ سیناک چھبیس برس بست نہم راجہ کھیم
اٹھاون برس پانچ مہینے آٹھہ دن سی ام راجہ کھیمن اڑتالیس برس گیارہ مہینے اکیس دن
یہ کل ایک ہزار سات سو چھتیس برس چھہ مہینے چھہ دن ریاست خاندان راجہ پانڈوئن ہی ایستادہ ستارہ اونکے اقبال کا

بدرجہ زوال مین آیا حکومت ساری پایمال ہوئی۔

اقبال اولاد راجہ پانڈ کا زوال

اب بال و پر مرغ ہزار رنگ ادبار نے نکالی نمکحرامی سے ذائقہ شیرینی زبان خراب نے پایا بسوا نام وزیر ناعاقبت اندیش جو راجہ کھیم کا مدار المہام تھا جملہ معاملات مالی و ملکی مین دست قدرت حاصل تمام اعیان دولت وارکین سلطنت اوسکی مطیع فرمان نشۂ شراب بیہوشی نے دیدۂ غفلت کھونپڑا ل کو رنگی پر کشادہ پیشانی کمر باندھی آقای نعمت کی درپے زوال ہو کر اپنی ترقی دولت و حشمت کی واسطے جادۂ اطاعت سے اوس ہشت نے قدم باہر رکھا اور راجہ کھیم کا دشمن جانی ہنکر فریب کی ساتھہ راہ فنا دکھائی حکومت سطور اپنی قبضۂ تصرف مین لایا وزیر سے بادشاہ ہوا ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ ہا چودہ پشتین اسکی یعنی پانسو برس دو مہینے تئیس دن حکمرانی مین مشکل و آسانی گذرین

چودہ پشتون کا شمار

یکم راجہ بسدوا سترہ برس تین مہینے اونتیس دن دوم راجہ بیر سین بیالیس برس آٹھہ مہینے گیارہ دن سوم راجہ بیرساہ باون برس دو مہینے سات دن چہارم اونگ ساہ سینتالیس برس آٹھہ مہینے تئیس دن پنجم راجہ پیرچھت پینتیس برس نو مہینے سترہ دن ششم راجہ دریجہ چوالیس برس دو مہینے تیرہ دن ہفتم راجہ سود وپال تیس برس آٹھہ مہینے تئیس دن ہشتم راجہ سنت بیالیس برس نو مہینے بائیس دن نہم راجہ سنگھی تیس برس دو مہینے چودہ دن دہم راجہ امرچود ستائیس برس نو مہینے سولہ دن یازدہم راجہ بہپال بائیس برس گیارہ مہینے بیس دن دوازدہم راجہ سروتی سینتالیس برس پچیس دن سیزدہم راجہ مدار تہہ چھبیس برس چار مہینے چہاردہم راجہ مدہ مل سین اکیس برس دو مہینے گیارہ دن۔

کشتہ ہونا راجہ مدہ مل سین کا بیراہ وزیر کی ہاتھہ سے

جو شخص نہال عداوت زمین دل مین بٹھاتا ہی وہ بار نیک سی گلشن ایجاد مین ہاتھہ اوٹھاتا ہے سوا اسکا و شخار غم و الم ثمرہ اس شجر کا نہین بقول سعدی ع کر نے بوریا شکر خوری ہا چنانچہ راجہ بسدوا وزیر راجہ کھیمن کا جو ناعاقبت بین بد اندیش تھا طمع دولت حشمت و تمنای جاہ و مکنت مین کو جگہہ وزارت کی گرم تھا تکیہ اوسکا اوس نے نمک حلالی نمک ناآشنائی کی ساتھہ دوستی محسن کشی کو رواج دیا یعنی اپنی آقای نعمت کو مکر و فریب کی ساتھہ راہ فنا دکھائی اور آپ مالک

تخت وتاج ہوا چودہ پشتین اسکے خاندان مین راج نے قیام کیا آخر قضا و قدر نے اوس آغاز کا یہ انجام کیا کہ بیراہ نام راجہ مدہ مل ہیین نے کہ یہ راجہ چودھوان خاندان لبسر و اسی تھا اوسنے بھی اوہی رو شن روسیاہی اپنی زر منیہ ملا وزارت پر قناعت نکی خواہش سلطنت مین فریب کے ساتھہ کام راجہ کا تمام کیا جو ناسزاوار تھا وہ کام کیا شعر بنا اوسکی عوض خود صاحب تاج و در آیا اوسکی قبضہ مین وہ سب راج ہے یہ راج سولہ پشت تک لاد بیراہ مین آخر ہوا پشت کا دنہ

سولہ پشتون کی تفصیل

یکم راجہ بیراہ پینتیس برس دس مہینے اٹھارہ دن دوم راجہ جبات ستائیس برس سات مہینے انیس دن سوم راجہ سترگہن اکیس برس دو مہینے نو دن چہارم راجہ مہیپ پچیس برس چار مہینے دس دن پنجم راجہ مہابل چالیس برس آٹھہ مہینے تین دن ششم راجہ سروپ ونت اٹھائیس برس تین مہینے دس دن ہفتم راجہ بیرسین چوبیس برس چار مہینے تین دن ہشتم راجہ سکھدون ستائیس برس دو مہینے دس دن نہم راجہ جیت مل اٹھائیس برس گیارہ مہینے دس دن دہم راجہ کلنگ اٹھائیس برس سات مہینے اکیس دن یازدہم راجہ کل لکھن بیالیس برس نو مہینے سات دن دوازدہم راجہ سمیر دن آٹھہ برس دس مہینے انیس دن سیزدہم راجہ جیون جات چھبیس برس نو مہینے سات دن چہاردہم راجہ بیر چھکب تیرہ برس دس مہینے انیس دن پانزدہم راجہ بیر سین پینتیس برس دو مہینے تین دن شانزدہم راجہ ادھشٹ تیس برس گیارہ مہینے چوبیس دن۔ خلاصہ چار سو تیس برس پانچ مہینے چھبیس دن چراغ اس خاندان مین تجلی افروز رہا۔

نقل کرنا راجہ ادھشٹ کی ریاست

سولہ پشت تک سکہ ریاست و حکومت خاندان راجہ بیراہ مین جاری رہا راجہ ادھشٹ کہ سولھوان حاکم تھا ملا غفلت و سستی ہمت و سختی طبیعت و نارسائی عقل و بے پروائی نے پر و بال پیدا کیے وقت شکار کبوتر اقبال کا قریب آیا دھیر نام وزیر کہ جلد مدار کار بار سلطنت اوسکے متعلق تھا اور دریای امواج کے مانند تمام راج مین محیط اوسی نشہ شراب نے اسکی آنکھین سرسون خواہش سلطنت سے پھولائی مطالعہ تاریخ اور درس وقائع روزگار پیشین سے دست درازیان کوتہ اندیش وزرای ماضی کی معلوم ہوئین اور دور جام شراب کلکب نے پیدی نشہ ناتوان بینی کی آنکھون پر ڈالی اور حرص و ہوس دنیا نے ہاتھہ پاؤن نکالے کمر سن کشی پہ باندھی ارکان سلطنت

اور شیران صاحب عظمت سے سازش کرکے اپنے ولی نعمت کو جسکی بدولت دم وزارت بھرتا تھا راستہ عدم کا دکھایا
اور تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا نوپشتین اس دودمان مین قیام راج کا اس وضع پر رہا —

نوپشت کا بیان

یکم راجہ دندھیر بیالیس برس سات مہینے چوبیس دن دوم راجہ سین دھوج پچیس برس دس مہینے انیس دن سوم راجہ مہی گنگ اکتالیس برس دو مہینے آٹھ دن چہارم راجہ مہاجدہ تیس برس تین مہینے چوبیس دن پنجم بیرباہ اٹھائیس برس پانچ مہینے پچیس دن ششم راجہ جیون راج بیالیس برس دو مہینے پچیس دن ہفتم راجہ اودے پال سینتیس برس چار مہینے انتیس دن ہشتم راجہ انندپال باون برس دس مہینے آٹھ دن نہم راجہ راج پال چھبیس برس — یہ جملہ برسین تین سو اٹھ سال گیارہ مہینے ستائیس دن کی ہوئین —

زوال نصیب ہونا سلطنت راج پال کا اور طلوع ہونا نیر اقبال راجہ سکونت کا

افسوس صد افسوس ع این کبوتر بزبان مشتاق بام دیگر است طلوع ناگاہ وقت سے گردانی اقبال راجہ راج پال تا مشیت الٰہی مین فرشتون کو دخل نہین جب منظور نظر ہوتا ہی ایک چشم زدن مین کوہ کو صورت کاہ ناچیز کردے اور جب چاہے تب ذرہ ناقدر کو ملک فقط العین مین رشک آفتاب بنا دے راجہ سکونت نام اپنا وزیر و مشیر ایک ناتوان حاکم تھا کہ بہت تھوڑا اسا ملک گریبان گیر دامن کوہ کمایون سے اسکے تصرف مین تھا اوسکے اقبال کا برج شرف مین آ پہنچا اور طائر ہمت نے بلند پروازی کی طرف بال و پر جھاڑے چند سرداران لشکر راجہ راج پال سے جو صاحب قدرت اور برخلاف تھے متفق ہوکر جوہر شمشیر ان دکھائے راجہ مذکور کو قتل کیا اور آپ تخت حکومت پر بیٹھا سکہ اسکی فرمانروائی کا تمام راج مین رائج ہوا القصہ جب زمانہ ماضی چودہ برس مین اس مسند دولت مین بے کشش و رنج بخوشی تمام سلطنت و کامرانی مین عیش و شادمانی کے ساتھ گذرین عشرت و نشاط مین لبریز لیکن یہ اقبال جسکا انقلاب لا بقا ہے ایک وضع پر کسی کے ساتھ موافقت نہین کرتا اور دم اطاعت ایک رنگ پر ہمیشہ نہین بھرتا غرض راجہ سکونت نے مسند حکومت گرم کی چودہ برس کے بعد سرد مہری اقبال زوال نصیب نے اوسکے کارخانے پر پانی پھیرا نالیاقتہ شراب دولت مین کہ حوصلہ سے زیادہ منھ لگی تھی بدمست و بیہوش ہوا قدم راہ لطف و کرم سے بہکا اکثر زبان پر زیر اور مشیران خوش تدبیر اور اسکے احاطہ خدمتگذاری سے

باہر گئی اور قدم جادۂ اطاعت سے اوٹھایا رفتہ رفتہ یہ اخبار بیدلی ارکان دولت اطراف جہان مین شائع ہوئی
اور ادبار قریب آیا راجہ بکرماجیت نام فرمانرواے اوجین کہ جسکا سکۂ دادگستری آج تک روی زمین جاری ہے
اور اقسام اوصاف پسندیدہ اور انواع صفات حمیدہ اوس راجہ نیکنام کے صفحۂ روزگار پر زیب قلم چنانچہ تواریخ
دفتر ہند مین سند سلطنت و شہریاری کہ ہر آئینہ بند و بست امور زمانہ ہوسکے وابستہ نامی راجہ ممدوح کا
ثبت ہوتا ہے ستارہ روز افزون اقبال یوماً فیوماً ترقی پر تھا جب حکومت راجہ سکونت کا ضعف بڑھا اور زور
اقبال گھٹا سرتابی سرداران لشکر اور ارکان سلطنت کی مشہور عام ہوئی اور رعایا ستم رسیدہ نے براہ تمرد
ادای حقوق واجبی مین پہلوتہی کرنی شروع کی بقول سعدی ع رعیت چو بیخ ست سلطان درخت
آخر مقدمات ملکی مین خلل عظیم واقع ہوا اور زیادہ ستانی و پیش طلبی راجہ نے بندگان خدا کو پریشان خاطر و
دل شکستہ کیا ناچار بکرماجیت نے لشکر ظفر پیکر سمیت قدم راہ تسخیر ملک پر رکھا طرح مقابلہ و محاربہ ڈالی
آتش کارزار میدان جنگ مین شعلہ زن ہوئی ستارہ زیردست اقبال عدو کا پائمال کرنیوالا جانب
شرف مائل تھا اوس فتح و ظفر سے ہمکنار ہوا اور دشمن قضا نصیب فی النار خلاصہ ہزار حسن عدالت
و عظمت کے ساتھ ترانوے برس برابر اس شش جہت مین حکمرانی کو رونق دی اور امور سلطنت نے
جیسا کہ چاہیے تھا انتظام پایا اب سحر ایام عمر طبعی قریب شام پہونچی اور شب جوانی صبح روز پیری سے بدلی ضعف نے
ہر عضو قوی کو ناتوان و زار کیا آرزوے کشورستانی و تمناے جہانبانی جوش جوانی کے ساتھ ہمت کو
قوی نے بھی حسب قاعدہ قدم راہ ضعف پر رکھا یعنی ہر کمالے را زوالے سچ ہے کہ ہمیشہ ایک رنگ سے
جام بادۂ گلرنگ حکومت چلتا نہین اب صراحی شراب اقبال سے خالی ہوئی سمندرپال نام جوگی کہ علم
استعمال جوگ اور ورزش طریق ریاضت اور عمل اکسیر و فن سحر و جادو مین بے نظیر تھا اوسنے جماعت کثیر کو
کہ بلہوس تھی اپنا معتقد اور مسخر کر کے خواہش سلطنت و تمناے دولت دنیا مین آتش فتنہ و فساد مشتعل کی
اور سر شورش پردۂ خاکساری مین اوٹھایا تو پاکر راجہ بکرماجیت کو کہ قباے حیات جسم ناتوان پر تنگ تھی
چاک کیا اور پیراہن ممات پہنایا اور آپ بے تکلف کسوت جوگ اور تجرد سے نکلکر لباس راج سے ہمتن
آراستہ ہوا ماشاء اللہ اس دریای خونخوار روزگار سے وہ گوہر شاہوار کم تر ہاتھ آیا کہ جسکو آبداری کی چاہ ہو اور
وہ یوسف اس کاروان مین نہین کہ جسکو سوداے گرم بازاری کی تمنا ہو تلاش اور تجسس مین اس عروس
دلفریب کی اہل دنیا نے ہر روش دام تزویر بچھایا ہے زنار ریائی زیب گلو کیا ناقوس اشتہار بجایا ہے

اور بت خود پرستی کو اپنا ایمان و دین سمجھے بان افرینی کے فراق مین اور نادان فہمی کے خیال مین لبساط
مکر بچھائی اور اپنکو عابد و مرتاض مشہور کیا سحر و افسون کے زور سے صاحب کمال بنکر ریاضت مصنوعی کو رونق دہی
پارسائی ریائی کے پردہ مین ہاتھہ دولت دنیا پر صاف کیا سہ ہوئے نالوف یون حرص و ہوا سے ٭ نہ رکھا کام
کچھہ رد بخدا سے ٭ القصہ سولہ پشت تک اولاد سمندرپال مین دریاے حکومت موج زن رہا۔

سمندرپال کی سولہ پشتون کی ابدارہی

یکم راجہ سمندرپال چون برس دو مہینے بیس دن دوم راجہ چندرپال چھبیس برس پانچ مہینے چار دن سوم
راجہ بین پال اکیس برس چار مہینے گیارہ دن چہارم راجہ دیس پال انتالیس برس ایک مہینہ اٹھارہ دن
پنجم راجہ نرسنگھہ پال اٹھارہ برس سات مہینے گیارہ دن ششم راجہ سوبھہ پال ستائیس برس گیارہ مہینے
بارہ دن ہفتم راجہ لکھہ پال بائیس برس تین مہینے پچیس دن ہشتم راجہ گوبند پال اٹھائیس برس ایک مہینہ
ستائیس دن نہم راجہ امرت پال بائیس برس دس مہینے تیئیس دن دہم راجہ بینی پال گیارہ برس دس مہینے
تیرہ دن یازدہم راجہ مہی پال چودہ برس پانچ مہینے اکیس دن دوازدہم راجہ ہرپال سترہ برس
تین مہینے چار دن سیزدہم راجہ بھیم پال گیارہ برس دس مہینے تیرہ دن چہاردہم راجہ مدنپال بنائیس
برس چھہ مہینے انیس دن پانزدہم راجہ کرم پال پندرہ برس دو مہینے دو دن شانزدہم راجہ بکرم پال
چوبیس برس گیارہ مہینے تین دن۔

بیان زوال ریاست بکرم پال

آبروے ریاست خاندان سمندرپال پر وقت پانی پھرنے کا آیا راجہ بکرم پال کے کاسۂ دماغ مین ہواے
کشورستانی سمائی آتش حرص نے مشتعل ہوکر کاشانۂ قناعت کو جلا دیا اپنی لبساط ریاست آبائی سے قدم
بڑھایا تسخیر ملک بہرائچ کے واسطے جو راجہ تلوک چند سے تعلق رکھتا تھا دست طمع دراز کیا اور پاؤن راہ
لشکرکشی پر بخط کوتاہ اندیشی رکھا راجہ تلوک چند نے جب دیکھا کہ مقابل نے ہاتھہ پاؤن نکالے سامان جنگ و جدال
مہیا کیا ناچار جگہہ آبرو کی تھی دریاے نربدہ پر صورت مقابلہ ظہور مین آئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا فتح
و شکست اختیار خداوند کریم تھی بعد محاربۂ عظیم و زد و خورد سخت غنیم نے شکست پائی عنان اشہب عزیمت جانب

ملک عدم اوٹھائی راجہ تلوک چند نے عروس ظفر سے ہمکنار ہوکر تاج شاہی سر پر رکھا اور تخت سلطنت پاپر قدم دس پشت تک اقبال اس خاندان مین روبراہ رہا۔

دس پشت کی تفصیل جو شش جہت مین گذرین

یکم راجہ تلوک چند دو برس دوم راجہ بکرم چند بارہ برس سات مہینے انیس دن سوم راجہ کاکچند تیرہ برس دس مہینے چہارم راجہ رام چند چودہ برس نو مہینے انیس دن پنجم راجہ ادھر چند ایک برس دو مہینے ششم راجہ کلیان چندر دس برس پانچ مہینے چار دن ہفتم راجہ بھیم چند سولہ برس دو مہینے نو دن ہشتم راجہ بوہ چند چھبیس برس پانچ مہینے چار دن نہم راجہ گوپال چند اکیس برس سات مہینے بارہ دن دہم رانی پتیم وتی نام ایک برس۔ خلاصہ دس پشت تک اس شبستان ریاست مین چراغ روشن رہا راجہ گوپال چند فرزند سے محروم تھا ناچار رانی بیوہ حکمرانی قرار پائی ارکین دولت اور کارپردازان سلطنت نے دامن مراتب وفاداری کا ہاتھ سے نہین چھوڑا اور حق نمکخواری شیرین کرداری کے ساتھ ادا کیا ایک سال کامل اس مہتاب سپہر عظمت نے کاروبار سلطنت اور انتظام حکومت کو بخوبی تمام فروغ دیا لیکن شب حیات قریب سحر تھی چراغ زندگانی اوس کوتاہ عمر کا ہواے دامن قضا نے خاموش کر دیا اب خاندان محض بے چراغ تھا خالی پھول اور پھل سے باغ تھا آخر کار بنظر مصلحت وزراے کارگذار اور امراے عالیمقدار نے کہ حسن نیت خوش سے سراپا آراستہ اور لباس صفائی طینت پاک سے ہمہ تن پیراستہ تھے باہم بیٹھکر طرح مشورہ ڈالی کہ خالی رہنا تخت سلطنت کا خالی فساد سے نہین بہرحال اس گلشن خزان رسیدہ مین لانا بہار کا ضرور تھا اور بہر کیف اس دریاے خشک و بی آب کو موج زن کرنا واجب غرض یہ ارباب سلطنت اس فکر مین تھے اور مشیت الٰہی بھی خلاف نہین ایک چشم زدن مین بادشاہ صاحب تاج کو فقیر بینوا کر دینا اوسکی قدرت کے روبرو ایک بات ہے اور فقیر محتاج کو بادشاہ روے زمین کا بنا دینا اوسکی شان کے مقابل ایک کھیل چنانچہ ایک برہم نام درویش متکف کہ اوس شہر مین اوسکی عبادت وقناعت کا شہرہ عام تھا اور گوشہ نشینی وحق پرستی اوسکی مشہور زمانہ بظاہر ناقوس زاویہ گزینی بلند آواز خلاصہ نکا دین ہر فرد بشر کے ممتاز وہ جماعت اعیان دولت و ارکان خلافت ہزار دل سے معتقد اوس مرتاض کی تھی متفق اللفظ والمعنی ہوکر لباس خاکساری سے کہ اقبال پایہ دور رہا تھا جدا کیا اور پوشاک بادشاہی سے کہ فضل الٰہی شامل حال تھا ہمہ تن آراستہ تاج سلطانی سر پر رکھا

بادشاہ بنایا ۵ ہوا روشن چراغ سلطنت پھر ٭ ہما یون رنگ باغ سلطنت پھر ٭ القصہ حکومت خداداد اس خاندان مین چارپشت تک قائم رہی مگر دائم اس اقبال زوال اتصال کو بقا نہین ۔

چار پشتون کا شمار

یکم راجہ ہرپریم سات برس پانچ مہینے چھبیس دن دوم راجہ گوبند پریم بیس برس دو مہینے سات دن سوم راجہ گوپال پریم پندرہ برس سات مہینے اٹھارہ دن چہارم راجہ مہاپریم سات برس سات مہینے اٹھائیس دن یہ چوتھا راجہ صاحب دانش اور ایزد پرست تھا اور تمیز و عقل سے اس راہ مستقیم پر قدم رکھا کہ یہ دنیا ی بے ثبات دریاے فنا کا ایک حباب ہے بے بقا قابل التفات نہین بخوبی یہ مضمون عالی صفحۂ دل پر منقش تھا اور سمجھا ہوا ع دنیا ہیچ ست کار دنیا ہمہ ہیچ ٭ بہر حال دلکو اسکے تعلقات سے نفرت کلی حاصل اپنا ہر عالم مجبوری مین داد فرمانروائی عدل و انصاف کے ساتھ دیتا تھا اور پردہ دلمین وہ عروس تمنا جلوہ گر تھی کہ اس گرداب پر پیچ و تاب دریاے خونخوار دنیا سے کنارہ کرے آشنائی اسکی اچھی نہین جو گذر عمد دلمین یہ تخم خاک پوش تھا آخر کار اپنے وقت پر نخل آرزو اوسکا بارور ہوا یعنی بحجہ خارستان دنیا سے دامن اپنا چھوڑ کے بیابان کی جامہ قناعت ہوا لباس درویشی زیب تن فرمایا تخت و تاج چھوڑ کر بستی سے راہ صحرا پر قدم رکھا اور دھولا گیری پہاڑ پر جا کر ڈنکا عبادت کا بجایا اور شکر ریاضت جاری کیا جب یہ خبر وحشت اثر اطراف عالم مین منتشر ہوئی راجہ دیپی سین والی بنگالہ نے ہاتھ پاؤن نکالے آتش حرص کشورستانی بھڑکی فوج دریا موج لیکر راہ مطلب مین قدم رکھا بعد طے مراحل و قطع منازل منزل مقصود تک پہونچا اور تخت سلطنت جو راجہ مہاپریم سے خالی تھا جلوہ افروز ہوا شعر گفت سعدی چشم دنیا دار را ٭ یا قناعت پر کند یا خاک گور ٭ گیارہ پشت اولاد راجہ دیپی سین نے بخوبی تمام سلطنت کی اور داد حکومت دی ۔

گیارہ پشت کا حساب مسلسل

یکم راجہ دیپی سین اٹھارہ برس پانچ مہینے اکیس دن دوم راجہ کیشو سین پندرہ برس سات مہینے بارہ دن سوم راجہ بلاون سین بارہ برس چار مہینے دو دن چہارم راجہ مادھو سین گیارہ برس تین مہینے چوبیس دن پنجم راجہ سورسین بیس برس ایک مہینہ سترہ دن ششم راجہ بھیم سین دو برس دس مہینے نو دن ہفتم راجہ کارتک سین

چوبیس برس آٹھ مہینے اکیس دن ہشتم راجہ ہری سین بائیس برس نو مہینے پچیس دن نہم راجہ لکھمی سین چار برس دو مہینے دس دن دہم راجہ لکھی سین بائیس برس نو مہینے دو دن یازدہم راجہ دامودر سین گیارہ برس سولہ دن۔

خراب ہونا راج راجہ دامودر سین کا

القصہ جب راجہ دامودر سین تخت سلطانی پر جلوہ فرما ہوا کچھ مدت قاعدۂ قدیم و دستور مستقیم انتظام سلطنت میں منظور نظر رہا حل و عقد مہمات کلی و درستی معاملات سلطنت و سرانجام محاربات بواسطہ مصلحت و مشورت وزرائے نیک اندیش و مشیران وفاکیش ظہور میں آئی چونکہ جملہ امور وابستہ تقدیر میں نشہ شراب جوانی نے رنگ اپنا آنکھوں میں جمایا اور صحبت خلاف ظہور میں آئی وہ خیرخواہان سلطنت و خیراندیشان ریاست بے اتفاقی و کم توجہی و تخفیف منصب و کمی عزت و خدمت کے سبب آزردہ خاطر ہوئے زیردستان خراج گذار اور عموم رعایا اور جمہور برایا پر دست ظلم و تعدی دراز ہوا اور باب دادگستری و فریادرسی مسدود چونکہ طراوت و نضارت باغ جہان و سرسبزی و شادابی گلزار ریاست فی البتہ آبیاری عدالت بادشاہان عادل ہے تھوڑی مدت و قلیل فرصت میں تعلقات سلطنت اور اکثر ارکان دولت نے راہ اطاعت چھوڑ کر کوچہ بغاوت کی طرف قدم اوٹھایا اور بیشتر سپاہیان دولتمند و ساکنان شہر و دیار آوارہ و پریشان ہو کر غربت نصیب ہوئے اور ملازمان صاحب قدرت و متوسلان ذی عزت بہ سختی و عذاب میں مبتلا ہوئے اپنی حفظ جان و عزت کے واسطے قابو پاکر والی کوہستان شمال رویہ کے پاس کہ راجہ دیپ سنگھ نام تھا پہونچے اور کیفیت اپنی ظلم سہنے کی و پریشانی خلائق کا حال و پیش دستی ہونا راجہ دامودر سین کا بیان کیا راجہ دیپ سنگھ کہ چراغ اقبال تجلی افروز تھا غیری و غفلت راجہ مذکور سے مطلع ہو کر صورت شہباز اجل خونی خونخوار قلعہ کوہ سے بطمع طعمۂ خوشگوار اوڑ کر اوس کبوتر پر جو مکان غفلت میں آشیانہ گزین تھا سر دست آپہونچا اور شکار کیا یعنی فنا دکھائی اور آپ تاج و تخت پر قابض و متصرف ہوا چنانچہ چھتیس راجہ دیپ سنگھ کی اس ششم پشت میں بے کشش و پیچ اورنگ جہانبانی پر رونق پذیر ہیں یکم راجہ دیپ سنگھ ستائیس برس ایک مہینہ چھ دن دوم راجہ … سنگھ چودہ برس پانچ مہینے سوم راجہ راج سنگھ نو برس آٹھ مہینے گیارہ دن چہارم راجہ ہر سنگھ پینتالیس برس پندرہ دن۔ القصہ اس راجہ نے

مدت مذکور تک بخوبی داد فرمان روائی دی اور ریاست مملکت پر قائم رہا قضائے کار شمع اقبال نے
اوسکے چراغ سحری کا دم بھرا ملک گیری کی طرف لو لگائی حسب ضرورت تمام لشکر اپنا کوہستان کی جانب
جو ملک آبائی اوسکا تھا مامور کیا راے پتھورا والی ولایت بیراٹ کہ ریاست پر اوس مملکت کے قابض و متصرف
تھا یہ خبر سنتے ہی لشکر ظفر پیکر اپنا لیکر صورت قضا مقابل پر صورت اجل نازل ہوا اور میدان جنگ مین آتش
حرب و ضرب گرم کی آخر کار بعد جنگ و جدال تمام اپنے مقابل کو آوارۂ صحرای ادبار کیا اور آپ نوعروس
ظفر تازہ سے ہمکنار ہوکر ڈنکا فتح و نصرت کا بجایا مگر مقام عبرت و حسرت کا ہے کہ اس نقارۂ ظفر نصیب سے
صداے رخصت ریاست راجگان عالیشان ہنود آتی ہے یعنے کہہ دینے لگے خلاصہ اب وقت
نقل ریاست و حکومت ہندوستانی کا خاندان راجہاے اولی العزم سے قریب آیا کہ جب رفتاریان ابلق گردوں
بد لجام کی اظہر من الشمس ہین سے کیا شوخیان ہین ابلق لیل و نہار کی چھپتی نہین ہے ان کی شوخی سوار کی
جب رنگ گلشن ہند بدلنے پر آیا روساے عظیم الشان مین باہم صورت تفرقہ پیدا ہوئی فتنہ و فساد نے
سر اوٹھایا اختلاف اور تنازع اور رنگ تعصب و بغض اہل ہند کے مانند آئینہ کیا نقش الفت و محبت
جو لوح سینہ پر منقش تھا صورت باطل کی صورت اوٹھا اور سکہ بد اقتضاے پریشانی کا صفحۂ روزگار پر جما
اسکے اجتماع اولاد راے پتھورا نے مدت تک حکمرانی بکشادہ پیشانی دی چھیاسی برس
فرمانروائی اس خاندان کی رہی مشیت الہی سے رنگ تازہ دکھایا کہ بہار اس گلستان ریاست ہند کی
خزان سے مبدل ہو گئی اہل اسلام بولی سنہ ۵۹۲ پانسو بانوے ہجری مین شہاب الدین غوری
ولایت غزنی سے پہونچکر آتش محاربات عظیم کو شعلہ زن کیا گرمی مقابل سے ہوئی تائید الہی شامل حال تھی
فتح و ظفر سے کامیاب ہوا خلاصہ کلام راجہ مذکور دستگیر ہوکر موضع کھاکر مین شکار شمشیر اجل ہوا القصہ
حکومت ہندوستان شہاب الدین غوری برادر قطب الدین کی قبضۂ تصرف مین بزور شمشیر آئی قصبہ دہلی
دار السلطنت قرار پایا یہ اقلیم وسیع ہندوستان کی اکثر راجگان نامدار اور رئیسان عالی وقار پر تقسیم تھی
بتدریج و تدبیر بادشاہان اہل اسلام نے تسخیر کی اور روز بروز اقبال انکا ترقی پر رہا —

خروج سلاطین اسلام کا ہندوستان مین

بادشاہ اول

جب نوبت سلطنت شہاب الدین غوری پہونچی اسنے سنہ ۵۶۹ ہجری مین اپنے برادر بزرگ غیاث الدین نام کو خطاب

شہاب الدین دیگر تخت غزنی پر بٹھایا اور آپ وہان سے مطمئن خاطر ہوکر اوٹھا ہندوستان مین آیا کھانڈی راے عرف جیت مل جو ابنا مے راجہ پتھورا سی تھا کہ اسنے سات مرتبہ فوج شہاب الدین کو بکشش وپنج تیر شہاب کے مانند شکست دی تھی ناچار آٹھوین بار دست شہاب الدین سے قتل کو پہونچا تمام ملکات قبضہ تصرف اسلام مین آئی مدت حکومت شہاب الدین کی ولایت غزنوی اور ہندوستان مین تیس برس تصور کرنا چاہیے لیکن شبستان ریاست بیچراغ تھا جب شمع حیات کشتہ ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کہ غلامان برگزیدہ سلطان محمد غوری برادر شہاب الدین تھا جب سلطان محمد مذکور کا ستارہ حیات سنہ ۱۲۰۶ع کو برج ممات مین در آیا قطب الدین مذکور کہ دہلی پر فرمانروا تھا اور صاحب قدرت اسنے مقام آقائی نعمت روشن کیا اور سوای قطب الدین اور بھی سات نفر غلام شاہ مرحوم کے ہند و بنگالہ وغیرہ مین حکومت نصیب ہوئے تھے تصریح اس واقعات گذشتہ کی یہ ہے کہ محمود شاہ جو برادر زادہ شہاب الدین غوری تھا اوسنے ملک غور پر قبضہ کیا اور الدز صوبہ ہاے کابل و قندھار پر متصرف ہوا قطب الدین نے ہندوستان کو رونق دی لیکن الدز نے سر مقابلہ شکست پائی اور قطب الدین نے غزنی مین جاکر تاج شاہی سر پر رکھا جب سلطنت مستقل ہوئی اور صورت قطب استحکام ریاست ہوا کمر عیاشی پر باندھی عروس آرام و راحت کے ساتھ کھیل کھیلا آخرکار الدز نے قابو پاکر سلطنت غزنی چھین لی ناچار قطب الدین نے ہندوستان مین آکر چار برس تک عدالت اور بہادری اور سخاوت کے ساتھ بادشاہت کی سنہ ۱۲۱۰ع مین شاہد مرگ سے ہمکنار ہوا

بادشاہ دوم

آرام شاہ فرزند سلطان قطب الدین ایبک بعد وفات پدر مسند نشین ریاست ہوا ہنوز یہ سلطنت مستحکم نہوئی تھی کہ آرام شاہ اطراف دہلی مین پہونچکر سلطان شمس الدین التمش سے کہ بندہ زر خرید و داماد سلطان قطب الدین تھا صف آرا ہوا آتش حرب و ضرب میدان جنگ مین شعلہ زن ہوئی ابھی سال کامل مدت سلطنت مین نگذرا تھا کہ سرد مہری اقبال نے شکست نصیب کیا

بادشاہ سوم

سلطان شمس الدین التمش امیر المومنین خطاب کہ ستارۂ اقبال برج شرف مین تجلی افروز سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ عیسوی مین رونق افزاے تخت سلطنت دہلی ہوا وجہ تسمیہ التمش یہ اظہر من الشمس ہے کہ ولادت اسکی شب خسوف مین ہوئی تھی اور زبان ترکی مین اسکو التمش کہتے ہین چھبیس برس کے قریب ڈنکا حکومت کا بجایا دسوین سال جلوسی التمش مین جلال الدین شاہ خوارزم ہندوستان مین آیا فوج التمش نے مقابلہ کیا خلاصہ

شمس الدین اکثر صوبہ داران اسلام کے زیر کرنے مین جنکو خیال خودسری گوشہ نشین خاطر تھا مصروف رہا چنانچہ صوبہ دار بنگالہ نے براہ بغاوت ایسے ہاتھہ پاؤن نکالے تھے کہ مدت سے اداے خراج مین دست کش تھا لاچار شمس الدین کی فوج دریا موج نے آتش شرارت اوس شرارت پیشہ کی بجھائی اور اپنے بیٹے کو صوبہ دار وہان کا بنایا کہ صاحب حکومت ہندوؤن پر کئی مرتبہ لشکر کشی کی سرکشی سے باز رکھا مطیع اپنا بنایا برس ڈیڑھ کی دار و گیر مین گوالیار پر فتحیاب ہوا اور پھر مالوہ کی جانب جاکر اوجین پر کہ ہندوؤن کا مرکز تھا نفرت و نصرت بجھایا آتش تعصب مذہب سینہ پر کینہ مین مشتعل تھی مندر مہاکال جو ہشتہ سو برس راجہ بکرماجیت سے تعمیر تھا غارت کیا اور اسی بادشاہ کشورستان نے الدز شاہ غزنی کو شکست دیکر قید کر لیا تھا خلاصہ حکمرانی اسکی روے زمین پر دور تک پھیلی گوالیار مالوہ بہار بنگال یہ سب صوبے اسکے تصرف مین تھے چھبیس برس سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۲۳۶ء تک خدا کے حکم سے بخوبی داد حکومت دی —

بادشاہ چہارم

رکن الدین فیروز شاہ بیٹا شمس الدین کا تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا مگر شہوت پرست تھا اور عیاش محض ناچار اسکو کار پردازان سلطنت نے چھہ مہینے کے بعد تخت سلطانی سے اوٹھا دیا —

ملکہ پنجم

شاہزادی رضیہ بیگم نام ہمشیرہ فیروز شاہ کو سنہ ۶۳۴ ہجری مین مسند ریاست پر بٹھایا یہ شاہزادی ممالک اسلام مین پہلے صاحب تاج و تخت ہوئی نہایت عقلمند و لیاقت شعار تھی ملکہ اپنے عہد پر بزرگوار مین کی انتظام کار و بار ملک مین مصروف رہتی تھی جب حکومت نصیب ہوئی جمال الدین یاقوت نام حبشی کو نظر عنایت سے منظور علیہ اور امیر الامرا بنایا اور خیال رو سیاہی کیا آخر اسی وجہ ارکان سلطنت نے ناراض ہوکر سرداران فوج کے مشورے سے گرفتار کیا اور قلعہ بھٹنڈی مین نظر بند ہوئی —

بادشاہ ششم

معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ادہر اختیار الدین حاکم بانڈہ نے جہان وہ شاہزادی نظربند تھی اوسکو بند گران سے چھوڑ کر بیاہ لیا موافقت بچھائی آخر صورت عقدہ کشائی کی ظہور مین آئی چنانچہ اسکی قوت سے شاہزادی نے جماعت جٹنی اور کھوکر وغیرہ کے ساتھہ لیکر بجوے سلطنت جانب دہلی فوج کشی کی دو لڑائیان نہایت سخت بر روی کار آئین مگر کامیاب نہوئی آخر کار پچھلی لڑائی مین شکست معہ ہمراہیان بطعمہ نہنگ شمشیر حکم قتل شاہ بہرام ہوئی تین برس چند مہینے سنہ ۱۲۳۹ء سے سنہ ۱۲۴۲ء تک شاہزادی نے حکومت کی —

بادشاہ ہفتم

اکثر باتین خلاف شاہ بہرام سے واقع ہوئین کہ اوسکی پاداش مین نظام الملک وزیر نے اوس شیر بیشۂ سلطنت کو نوالہ پلنگ محبوس بنایا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوسوقت رونق افروز دہلی تھا القصہ مدت سلطنت بہرام شاہ دو برس ڈیڑہ مہینے حساب شمار مین درآئی علاء الدین مسعود بن فیروز شاہ جلوس سنہ ۶۳۹ کر بادشاہ ہوا اور نظام الملک وزیر کو قتل کیا۔

بادشاہ ہشتم

پھر جب علاء الدین وہان سے پھر کر دہلی مین آیا کوتاہ ہمت تھا دست ظلم دراز کیا کمر انحلال پر کشادہ پیشانی باندھی اور رنگ قتل کھلا ارکین سلطنت اور مدار المہام ریاست اوس سے بخت برگشتہ کی صورت پھر گئی تخت حکومت سے مانند نقش حباب اوٹھا کر محبس مین دل شکستہ عاشق کی طرح بٹھایا چنانچہ اوسی زندان مصیبت مین قید حیات سے نجات پائی چار برس اور ایک مہینے مین مدت حکومت طے کی سنہ ۶۳۹ سے سنہ ۶۴۴ تک ان دونون کا کو ہو کا دور

بادشاہ نہم

پھر ناصر الدین محمود بن شمس الدین نے سنہ ۶۴۴ ہجری قدم تخت سلطنت پر رکھا اور تاج شاہی نے سر مبارک سے رونق پائی پہلے یہ شخص صوبہ دار بنگالہ تھا چنانچہ سوتیلی ماں نے اوسکو بچپن مین بہت سی تکلیفین دی تھین جب بادشاہ ہوا غیاث الدین بلبن کو کہ بندہ اور داماد اوسکے باپ کا تھا خلعت سے وزارت کے خلع کیا اور خطاب الغ خانی سے سرفراز فرمایا زبان سے کہو ہر بار ہوا کہ جملہ نظم و نسق امورات سلطنت مین تجکو اختیار ہے مگر اس امر کا خیال رہے کہ ایسا کوئی کام خراب ظہور مین نہ آئے کہ روز قیامت مجھکو اور تجکو روبروی خداے عزوجل شرمندہ دیکھنا ہے شرمندہ ہونا ہے غرض اسنے اپنی عہد حکومت مین صاحب علمون کی بہت توقیر کی اور آپ بھی صاحب عقل و دانشمند تھا القصہ غیاث الدین کے زمانہ وزارت مین صورت انتظام سلطنت بخوبی حسن پذیر رہی اکثر ایسا ہوا کہ مغلون نے پیش پاکیا غزنی اور قندھار اور کابل اور بلخ اور ہرات مین ہاتھ پاؤن نکالے تھی اور یہان حاکمون کا قتل نمائی اور سرکوبی کے واسطے شیر خان نام برادر زادہ غیاث الدین بلبن مامور کیا گیا چنانچہ پنجاب اور ملتان سے مغلون کی صورت سرکوبی ظہور مین آئی اور سواران آزمودہ کار تہور نژاد شجاعت شعار نوکر رکھکر غزنی سے مغلون کو خارج کیا اور حکومت وہانکی شامل سلطنت دہلی کی اس بادشاہ کے عہد شاہی مین ایک ایلچی ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان وارد دہلی ہوا تھا لیکن کوئی صورت آویزش اور فساد کی آئینہ ظہور مین جلوہ آرا نہین ہوئی قضا کار سنہ ۶۶۴ ہجری مین بیمار ہوکر

دار فانی سے جانب ملک جاودانی قدم زن ہوا اس بادشاہ کو تمام خورد و بزرگ اولیا کہتے تھے انیس برس
تین مہینے شروع حکومت تھی افزونی عدل و انصاف کو اس بادشاہ نے بہ ہزار حسن و خوبی کے ساتھ رونق
دی تھی اور تمام رعیت اور نوکر چاکر خوشنود و رضامند تھے باب ظلم و تعدی مسدود مجال نہ تھی کہ شہباز آنکھ اوٹھا
جانب کبوتر دیکھ سکے اور ہمیشہ دشمنوں پر ظفر یاب رہا بظاہر تجمل شاہانہ قابل تحسین و تعریف تھا مگر باطن میں خلوتکدہ
اوسکا تکلف سے پاک طعام لذیذ سے زبان کو کام نہ تھا باوصف بادشاہت صرف اوقات کتابت پر مقرر تھی اور فقط
ایک محل خاص تھا کہ وہ کھانا اپنے ہاتھ پکاتی تھی دوسری عورت سے در پردہ بھی مردم دیدہ آشنا نہ تھی علم اور قدرت
اس درجہ تھی کہ ایکدن ایک امیر صاحب دولت ملازمت بادشاہ کو آیا قرآن دست مبارک کا لکھا اوٹھا کر دیکھا
بنظر غلط فہمی کسی لفظ صحیح کو اشارہ غلط کیا اور کہا یہ حرف غلطی پر دال ہے بادشاہ نے اس وجہ کہ خاطر شکستہ نہو
سر دست قلم اوٹھا کر حلقہ سیاہی اوسپر کھینچ دیا جب وہ امیر صورت حرف اوٹھ گیا بادشاہ نے پھر اوس حلقہ کو
کہ خود غلط تھا حرف گیر سے اوٹھا لیا چنانچہ آج تک صفحہ روزگار پر یہ مضمون یادگار ہیں۔

بادشاہ دہم

۶۶۴ ہجری میں غیاث الدین بلبن الغ خان خطاب جو وزیر شاہ نصیر الدین مرحوم تھا بادشاہ بنا تخت
سلطنت پر بیٹھا اسکی عدالت اور رعیت کا شہرہ عام ہے سلطان محمد نام خدا فرزند اس بادشاہ کا
حاکم ملتان تھا امیر خسرو اور خواجہ حسن دہلوی اسکے بزم سخن میں وزن یافتہ تھے مگر یہ گوہر بحر عظمت اپنے
باپ کے روبرو مغلوں کی لڑائی میں غرق دریاے فنا ہوا آگے اسکی تصریح زیب قلم ہوگی خلاصہ اس عہد
حکومت میں سلطنت دہلی کی شوکت و عظمت زیادہ تھی اور جو شان جاہ و جلال اسکی جلو سواری میں ہمرکاب
رہتی تھی کسی بادشاہ گذشتہ کو نصیب نہیں ہوئی اور جو عمارات عالی رفیع الشان اس زمانہ میں تعمیر ہوئی پہلے
سلطنتوں میں ہنوز تک نہ تھی مگر شیر خان برادرزادہ جو رکن ریاست تھا اسی وجہ کسی فریب جان سے مارا گیا
پہلوں البتہ اسکی فراست اور عقل کے خلاف ظہور میں آیا ۱۲۷۹ عیسوی میں طغرل خان جسکو حکومت بنگالہ
تفویض تھی اوسنے قدم جادۂ اطاعت سے باہر رکھکر سرکشی پر کمر باندھی چنانچہ دو بار فوج شاہی کو اوسکے
مقابلہ میں شکست نصیب ہوئی ناچار تیسری بار بادشاہ بلبن نے بنفس نفیس فوج لیکر بعزم معرکہ آرائی
اودھ میں پہونچا اور فوج شاہی نے طغرل خان کا تعاقب کیا مگر نشان اوس نامور کا غائب تھا سر آسوار
تھی ملک محی الدین نام ایک سردار شاہی نے کہ فن شناوری سے آشنا تھا عین ماندی کی درمیان میں

پچھاڑ کر سر اوسکا حباب کے مانند تن سے جدا کر لیا بیگناہ عورتون اور بچون پر اوسکے خاندان مین پانی پھیر
المختصر غیاث الدین بلبن نے قراخان نام شاہزادہ کو صوبہ دار بنگالہ بنا کر تین برسون کے بعد دہلی مین آیا
اس عرصہ مین میدان خالی پاکر مغلون نے سندھ سے اوٹھکر ملتان پر قبضہ کیا تھا محمد نام فرزند غیاث الدین
بلبن نے اوسکو مغلوب کیا اور غالب ہوکر اسقدر تعاقب دشمنون کا کیا کہ ناگاہ ایک جنگل مین دو ہزار
سوار مغلون جو پہلے سے گھات مین اس شکار کے بیٹھے تھے نکل پڑے فوج شاہزادہ قلیل تھی اور لشکر دشمن
کثیر اوس جنگل قضا نصیب مین نوالہ نہنگ اجل ہوا اوسوقت غیاث الدین بلبن کی عمر اسی برس تک
پہونچی تھی اس فرزند کے کشتہ ہونیکا ایسا خنجر داغ جانستان سینہ پر کھایا کہ فرط غم و کثرت اندوہ سے
۱۲۸۶ عیسوی مین عروس قضا سے وصل نصیب ہوا بائیس برس حکمرانی کی —

بادشاہ یازدہم

معز الدین کیقباد بیٹا ناصر الدین قراخان کا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا رونق افزاے
تخت دہلی ہوا شہوت پرست عیاشی مین ہمہ تن مصروف نظم و نسق ملک و انتظام سلطنت ملک نظام الدین
وزیر کو کہ دایہ نے بدبختی گھٹی مین پلائی تھی تفویض کیا القصہ یہ دشمن نمک حرام کہ فتنہ روزگار تھا جو دیکھا
کہ اوقات شیرین کیقباد نشہ شراب عیش و نشاط مین تلخ ہے یعنی سخت مدہوش اور کار و بار سلطنت سے
اصلا تعلق نہین جملہ فراموش پردہ غفلت کے مژگان کی طرح آنکھون پر ہے چشمکی مین قابو پاکر ہاتھ ظلم کا بڑھایا
اور پاؤن اپنی بساط حد سے باہر رکھا طمع خام سلطنت نے کاسہ دماغ مین پکانا شروع کیا ناصر الدین پدر کیقباد
جسکو غیاث الدین بلبن نے اپنی حیات مین صوبہ دار بنگالہ و لکھنوتی بنایا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر سخت پریشان ہوا
اور یہ چاہتا تھا کہ قلم و کاغذ اسکے کان اوس بادشاہ و وزیر کوتاہ اندیش کے کھولے کہ نصیحت سے کچھ نتیجہ
و ثمرہ پیدا نہوئی آخرکار اسنے قدم جانب دہلی اوٹھایا وزیر ناعاقبت اندیش نے کیقباد کو آمادہ اس فساد پر
کیا کہ دشمن طرح مقابلہ ڈالی ناصر الدین نے دیکھا کہ یہ معاملہ خالی فساد سے نہین آتش افروزیان ہوا خواہان
بدخواہ کی ہین مصلحتاً اپنے فرزند کیقباد کو کہ دشمن عقل تھا بواسطہ کاغذ و قلم اس مضمون سے مطلع کیا
کہ بمیدان جنگ و صف آرائی ایک ملاقات کے بعد مناسب ہے قصہ مختصر صورت ملاقات اس وقت پر ٹھہری
کہ بادشاہ کیقباد اپنے تخت سلطنت پر جلوہ آرا رہے چشم ماروشن و دل ماشاد مین آپ آکر نقد دیدار سے دامن بھرا
مالامال کرونگا خلاصہ جسوقت ناصر الدین حضور کیقباد مین پہونچا سر دست چار آنکھین ہوتی ہی کیقباد تخت شاہی سے

اوتر کر باپ سے بغلگیر ہوا لیکن ملاقات سی پہلے کہ ناصر الدین لب فرش تک آیا تھا نقیب شاہی خلاف شان پدر بزرگوار یہ کلام بآواز بلند زبان بی لجام پر لایا کہ فرمان جہان پناہ کے حضور مین التجا لیکر حاضر ہوا ہے یہ صدای سوہان روح سنکر ناصر الدین کی کاسۂ چشم اشک گلرنگ سی بھر آئی قریب تھا کہ چھلک پڑین مگر فرزند سعادت مند صاحب سلطنت نے کوئی دقیقہ پاس و آداب مین جو مناسب و زیبا تھا فروگذاشت نہین کیا تخت سلطنت پر بٹھایا آئینے دلون کے جو زنگ آلودہ تھے صاف ہوگئے بیس دن تک یہ بزم ملاقات بخوشی تمام رونق پذیر رہی وقت وداع ناصر الدین نے گوہر شاہوار نصائح و پند کہ زبان بند نہ تھے آویزۂ گوش کیقباد فرمائے ازانجملہ پہلی یہ نصیحت تھی کہ نظام الدین کو اگر انتظام ملک منظور ہے مسند وزارت سی اوٹھا کر حکم دو کہ اپنے گھر بیٹھے القصہ جب پدر بزرگوار فرزند سی رخصت ہوکر اپنے دار الخلافت مین پہونچا سلطان کیقباد نشۂ شراب غفلت مین چور تھا ہی اور قریب عقل سی دور یکقلم نصیحت باپ کی صفحۂ دل سی مانند نقش آب سہو محو کردی بقول سعدی ع تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبد است ؛ اور سوای اسکے شدنی بھی کوئی چیز ہے کہ ٹل نہین سکتی مزاج حد اعتدال سی گذرا چشم جوہر شمشیر غرور سی امیرونکی لبریز کیے اور خنجر ناشائستگی و اطوار بیجا آخر کار مرض فالج مین دق ہوکر صاحب فراموش ہوا اور ۶۸۹ھ کو رخت ہستی تن خاکی سی اوتارا تین برس چھ مہینے ہوا ئے گلشن حکومت کھائی —

بادشاہ دوازدہم

جب آفتاب حیات کیقباد غروب ہوا شمس الدین کیکاؤس نام فرزند معز الدین کیقباد نے جامی پدر گرم کیا جلال الدین فیروز نام خلجی جسکو کیقباد نے شائستہ خان خطاب دیا تھا اور مدار المہام سلطنت بنایا وہ نظم و نسق ملک مین مصروف تھا خلاصہ شمس الدین کیکاؤس کہ ابھی کمسنی مین صورت ہلال ترقی پذیر تھا لیکن درپردہ قریب تھا کہ آفتاب عمر اوسکا کہن مین درآئے بعد چند روز جلال ستارۂ اقبال جلال الدین فیروز کا چمکا قدم استقلال مہمات مالی و ملکی پر بخوبی تمام جما شمس الدین قمر پارہ کو اوس زحل طینت نی راہ فنا دکھا کر برج خاکی مین جگہ قیام کی دی تین مہینے کئی دن اس مشتری نژاد نے برج تخت شاہی کو شرف بخشا یہ خون ناحق اس جوان کمسن کا پیر ہفتاد سالہ نے اپنے سر پر لیا القصہ چراغ خاندان غوری کشتہ ہوا اور خلجی روشن اور کسی صاحب تاریخ نے اس وحشت افزا مضمون کو ان حرفون مین قلمبند کیا ہی تصریح اوسکی یہ ہے کہ دربار سلطان کیقباد مین ارباب سلطنت دو فریق تھے ایک اہل افاغنہ جنکو کیقباد سی تعلق تھا اور دوسری قوم خلجی انکو یہ منظور تھا کہ ہمارے قوم سے

کوئی شخص نیکبخت صاحب تاج وتخت ہو اس کشمکش مین دونون طرفون سے فوجین یکجا ہوئین زبان خنجر
وشمشیر سے کلام خونریزی آپسمین مغل مغلوب ہوئی اور قوم خلجی نے غالب ہوکر جلال الدین فیروز کو
تخت شاہی پر رونق افروز کیا آخر چند سنگدل اور سیاہ قلبون نے حکم سے اس بادشاہ زردرو کے
بلی محل سلطانی مین جاکر کاسہ سر کیقباد بواسطہ چوب خشک مار کر چھلنی بنادیا اور لاش بے آبروئی کے
ساتھہ کھڑکی کی راہ سے دریای جمن مین ڈالدی که وه طعمہ جانوران دریای ہوئی اور طفل معصوم جو پسماندہ
کیقباد سے تھا وہ حکم جلال الدین فیروز سے بیگناہ قتل ہوا۔

بادشاہ سیزدہم

جلال الدین فیروز که سن مبارک ہفتاد و پنج برس کا تھا لیکن حرص دنیا سے شباب پر سنہ [illegible] ہجری
مطابق سنہ [illegible] عیسوی مین باتفاق تخت سلطنت پر تمکین ہوا اسی خاندان خلجی مین یہ پہلی بسم اللہ کتاب
سلطنت کی تھی سوای اون ناحق دو خونون کی اس بادشاہ نے اپنی زندگی مین اور ایسا ظلم سخت نہین کیا طبیعت
رعیت پرور انصاف دوست تھی علاء الدین خلجی برادرزادہ اور داماد بادشاہ کا تھا جلال الدین فیروز سے
اجازت اور رخصت لیکر اپنی جاگیر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کچھہ مدت رہکر چھوٹے راجاؤن پر جو خمار بادہ
بغاوت مین مدہوش تھے بڑی شدومد کے ساتھہ صورت نشہ شراب چڑھائی کی سردست فراہین پہونچا
وہان سے فوج کو تیار و آراستہ کرکے دریای نربدا کو عبور کیا رامدیو قلعہ دار دیوگڈہ پر جواب دولت آباد مشہور ہے
فوج کشی کی ناچار سنگ آمد وسخت راجہ نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا وقت محاربہ شکست نصیب ہوئی اور
علاء الدین مظفر ومنصور شہر مین داخل ہوا اور فوج خلجی نے تمام شہر کو لوٹکر غارت کیا چنانچہ اس دست برد
مین سوای زر نقد بارہ من سی زیادہ موتی اور الماس اور زمرد اور لعل اور یاقوت علاء الدین کے ہاتھہ آیا غرض
یہ دولت اور خزانہ وافر لیکر فوج ظفر موج سمیت کڑہ مانک پور مین پہونچا جلال الدین فیروز کو جب یہ خبر معلوم
ہوئی که علاء الدین نے دیوگڈہ کو فتح کیا اور دولت بیشمار جو کسی بادشاہ ماضی کو نصیب نہوئی تھی حاصل ہوئی
طمع نے ہاتھہ پاؤن نکالے مگر یہ دست ہاتھہ آنا امر محال تھا اور علاء الدین کو یہ بات بخوبی ذہن نشین تھی
که ارکین سلطانی اپنے دشمن جانی ہین اس نظر سے انتزاع سلطنت منظور تھی اور قید کرلینا جلال الدین فیروز کا
مدنظر لہذا جال فریب کا بچھایا ایک عرضداشت اس مضمون کی زیب قلم فرمائی که یہ فدوی تہ دل سے چاہتا ہون که
جو کچھہ خزانہ اور لشکر جمع کیا ہے نذر حضور کرون لیکن ارباب کینہ پیشہ اوس شخص کی خرابی اور بربادی پہ

زہر کھائے ہین آئینہ ضمیر منیر حضرت جو صورت خورشید صاف تھا میری طرف سے زنگ آلودہ کیا ہے اس شکل مین
کہ قلعی دشمن کی مجھہ پر کھل گئی ہے حصول دولت ملازمت سے محروم رہا اور الماس بیگ نامی برادر علاء الدین
اس امر خاص مین واسطہ تھا آخر کار صورت ملاقات مقام کڑا پہ قرار پائی جب جلال الدین فیروز مقام مذکور پر کشتی سوار
پہونچا اور علاء الدین سے چار آنکھین ہوئین جلال الدین نے وقت ملاقات کمال لطف و محبت کے ساتھہ ہاتھہ اپنا
رخسارہ علاء الدین پر مار کر یہ سخن آبدار زبان پر لایا کہ ابتک تیری بو ے پیشاب میری کاندھے سے آتی ہے معاذ اللہ
گمان فاسد ہے کہ مین اور طرح پیش آونگا یہ کہکر چاہا کہ علاء الدین کو اپنی کشتی پر لیجاے کہ حسب اشارہ علاء الدین
جان نثارون نے جو آشناے مطلب تھے جلال الدین فیروز کو ساحل قلزم ہستی سے لیجا کر گوہر نایاب کے مانند
دریاے فنا مین ڈبو دیا اور سر کاٹکر اوس بادشاہ کے تن سے نوک پر برچھی کے رکھکر ساری فوج مین سرگردان کیا
القصہ یہ سانحہ سنہ ۱۲۹۵ عیسوی مین گذرا سات برس چند مہینے نوبت سلطنت آئی ـــ

بادشاہ چہاردہم

رکن الدین ابراہیم چھوٹا لڑکا جلال الدین فیروز کا کہ دس برس سے زیادہ سن شریف نہ تھا ملکہ جہان زوجہ دوم نے
اوسکو بڑی عظمت کے ساتھہ تخت سلطانی پر بٹھایا اور ارکلیخان پسر رشید سلطان مذکور کا جو ملتان مین تھا ہر چند یہ
فرمانرواے ذی رتبہ اور امراے عالی مرتبہ ابراہیم کے مطیع و فرمان پذیر تھے لیکن تاب مقاومت علاء الدین نہ رکھتا تھا
ایک مہینے کے بعد راہ فرار پر پاے قرار جمایا اور اپنے برادر بزرگ کے پاس جو ملتان مین تھا پہونچا ـــ

پادشاہ پانزدہم

دوسری شہر ذی حجہ سنہ ۶۹۵ ہجری کو علاء الدین سلطنت دہلی مین تخت نشین ہوا خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا
اور دونون شاہزادون کو ملتان سے پکڑ لاکر کوچۂ فنا دکھایا اور ملک احمد جو وزیر دوم تھا دیدہ و دانستہ اوسکی
آنکھون مین سلائی پھروائی کہ وہ بصارت سے معذور ہوا اور لشکر قاہرہ اپنا ہر ایک طرف مامور و مقرر کیا چنانچہ
یہ بادشاہ اپنے عہد مین پچھم طرف مغلون سے اور دکھن طرف راجاؤن سے ہمیشہ جنگ جو رہا گجرات فتح کی
اجمیر کو غارت کیا سومنات کے برابر مسجد تعمیر کی بدھ کی مورت کو اپنی جگہہ سے اوٹھا دیا کتابین مذہبی جلا کر نذر
آتش کین الغ خان نے ادا سے کرن والی صوبہ گجرات کو مغلوب کیا تھا ناچار راجہ کرن تاب مقابلہ نہ لا کر
بھاگ کر رامدیو والی دیوگڈہ سے خواستگار پناہ ہوا اہل و عیال راجہ کرن خزانہ و اسباب امارت سمیت افواج
علاء الدین کے قبضہ تصرف مین آئی کملادیوی نام رانی اوس راجہ کی جو سپہر حسن و جمال کی آفتاب روشن تھی

اور مقابل مین اوس رشک زہرہ کی ماہتاب پر نور وہم ذرہ کا بھرتا تھا محل علاء الدین مین برمحل داخل ہوئی
اور ایک غلام کافور نام رشک حور پری چہرہ چشم بد دور عہدہ بزرگ سی سرفراز ہوا اتمام قلمرو مین چند قانون جدید
جاری کیے خضر خان اور شادی خان دونون شاہزادے قید ہوکر گوالیار مین روانہ ہوئے اور اس بادشاہ کے
عہد مین مغلون سی ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی سندہ سی دلی تک محاصرہ کر کے فتح نصیب ہوا اور
پہلے یہ بادشاہ علم نوشت وخواند سے بالکل محروم تھا مگر تھوڑے عرصے مین کمال استعداد علمی بہم پہونچائی بلکہ
منظور تھا کہ ایک نیا مذہب ہندوستانیون اپنے زور علم وطبیعت سے ایجاد کرے کہ ہندو اور مسلمان دونون
ایک عبادتگاہ مین پرستش معبود کر سکین اور ہواے عزم کشورستانی بھی سر مین سمائی تھی مگر بسبب ان
چند باتون کا جو بسبب بے انتظامی وسوء تدبیر مملکت مین نہین ظہور مین لایا ایک تو بادہ کشی سی دست کش
ہوکر حکم قطعی نافذ فرمایا کہ اب کوئی امیر وغریب شیشہ وجام سی کام نہ رکھے پرہیز کرے اور دوسرے بدون حکم
سلطانی ارباب عمائد آپس مین رسم عقد ونکاح ادا نکرین اور نرخ غلہ اپنی وزن خواہش کے موافق مقرر کردیا اور
فوج مین چار لاکھ پچھتر ہزار سوار زیر رکاب تھے سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین براہ بنگالہ تلنگانہ پر فوج کشی کی اور
پدمنی نام رانی راجہ بھیم والی چتور جو حسن وجمال مین شہرہ آفاق تھی اسکے فراق مین علاء الدین نے شہر کو
محاصرہ کیا اور صورت دلفریب بواسطہ آئینہ دیکھکر راجہ کو تزویر ومکر کے ساتھ گرفتار کیا اور صورت رہائی
راجہ اسبات پر قرار پائی کہ رانی کو نذر کرے رانی نے دیکھا کہ علاء الدین نشہ شراب محبت مین مدہوش ہے
عقل وفراست فراموش زلف شب رنگ کی طرح جال فریب کا بچھایا جانا اپنا لشکر شاہی مین اس طرح پر
قرار دیا کہ سات سو ڈولیان سہیلیون کی میرے ہمراہ آئینگی چونکہ پردہ غفلت کے ہوش محبت مین آنکھون پر
اوس نا عاقبت اندیش کے پڑے تھے بسبب چشم منظور کی حکم رانی سے بکشادہ پیشانی ہر مسلح سپاہی نے
محافون مین بیٹھکر قدم لشکر شاہی کی طرف اوٹھایا اور محافہ رانی کا خالی تھا جب لشکر سلطانی مین محافہ
خالی جو فتنہ وفساد سے بھرا تھا پہونچا بادشاہ عقل رفتہ کو پیام دیا کہ پہلے ملاقات راجہ تو بہر صورت کرنا تھا
کہ وہ شوہر ہے اجازت نو جیتے جی کی تیرے ساتھ نہ آؤن کہ روز باز پرس مواخذہ سے باز رہون اس
دشمن عقل نے کہ معاملہ اصل سے بے خبر تھی اوس شمع رخسار کو بلا تکلف پروانگی دی خلاصہ وہ خالی محافہ
جہان راجہ مقید تھا آیا اور وہ راجہ رانی کے عوض اوسمین بیٹھکر لشکر سے باہر پہونچا اور یہان سے [illegible]
اور مقابلہ [illegible] ہوکر بصورت [illegible] شکست [illegible] ہوا اور وہان ولاوران شجاعت تھا [illegible]

محافہ سوار تھے تلوارین میان سے نیکال نکل پڑے لشکر شاہی مین سخت نوبت کشت وخون کی آئی اسکے بعد
پھر شہر محاصرہ سپاہ سلطانی مین در آیا لیکن عروس فتح سے ہمکنار ہوا اپنا سا منہ لیکر وہ بادشاہ محروم پھرا
آتش شرربار محبت رانی کی سینہ علاء الدین مین شعلہ زن ہوئی پھر ادسی سال صورت حصار چتور آشکار
ہوئی اور افواج سلطانی نے جانفشانی کی تمام بیٹے راجہ کے اس محاربہ مین کام آئے لیکن ایک بیٹا حکم راجہ سے
بخیال بقای نسل آنکھون سے دشمن کے پردہ مین نگاہ کے مانند کافور ہوگیا القصہ شرارت جوش محبت جو دلمین
لگی تھی وہ آتش افشانی میدان حرب وضرب مین نہ بندہی کار آئی کہ حفظ آبرو کے واسطے وہ شعلہ رخسار رانی
کہ جسکی ہوائے عشق سے یہ آتش کارزار بھڑکائی تھی اور باقی عمدہ خاندانکی عورتین جو محل مین تھین اونھون نے
حفظ عصمت وآبرو کے واسطے اپنا لکڑیون کا بہم پہونچا کر آگ لگادی اور آپ بلا تکلف نذر آتش ہوئین اور
راجہ سوختہ دل شہر سے باہر وادشجاعت دیکر میدان گرم کارزار سے ٹھنڈا ٹھنڈا بکمال راحت جنت کی طرف
سدھارا علاء الدین نے جب شہر مین کہ وہ رانی جو باعث اس آتش افشانی کی تھی طعمہ سنگ آتش سوزان
ہوئی ناچار کف حسرت ملکر عالم یاس مین تمام شہر کی عمارات رفیع وبلند بتکدون بہت کھود کر غارت
کردی اور سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین افاغنہ کو جو ملک پنجاب سے دہلی تک بار بار تاراج کرتم کیا تھا شکست دیکر بھگا دیا
اور دریای سندھ سے اوتر کر جسقدر قیدی زندان شاہی مین گرفتار ومحبوس تھے سر اونکے کاٹکر شہر دہلی مین
مینار مرتب اور راست کیے اور جو عورتین اور لڑکیان پنجہ عذاب مین گرفتار تھین لونڈیون کی صورت
سر بازار بیچ ڈالا اور ملک کافور کو فوج سمیت سرکوبی راجہ کے واسطے کہ ادای خراج مین پہلو تہی کرتا تھا
جانب دیوگڈہ روانہ کیا خلاصہ بعد گرفتاری راجہ مذکور نے دم اطاعت وفرمانبرداری بھر کر بیٹی صاحب عفت بنام
دیول دیوی نام جو کملا دیوی رانی کی تھی جو شوہر اول سے تھی صاحب شباب وحسن وجمال مین لاجواب خضرخان
شہزادہ کے ساتھ منعقد کی گئی اور نیز بادشاہ نے ملک کافور کو جانب دکن روانہ کیا چنانچہ کنارہ تک
سمندر کے پہونچکر ایک مسجد تعمیر کی اور راہ مین ملک کرناٹک کو بھی غارت کیا اور جو بتکدہ وہین ملا اُنکی
مورتین تھین اونکو اپنے خرچ مین لایا اور بہت خزانہ لیکر دہلی مین آیا سلطان علاء الدین نے سب
روپیہ لوٹا ہوا سپاہیون اور عالمون اور سردارون کو تقسیم کردیا لیکن پچاس ہزار مغل جو اہل اسلام
سے تھے اسکے ہاتھون قتل ہوئے اور باوجود ایسی ظلم وتعدی کے زمانہ شاہان ماضی سے ملک حال زیادہ آباد تھا
اور اکثر عالیشان عمارتین اسکی بنیاد دولت مین تازہ تعمیر ہوئین القصہ جب گلشن اوج وحشمت علاء الدین نے

ہزار حسن شادابی کے ساتھ رنگ جمایا کسی آنکھون مین سرسون عیش و عشرت کے پھول طبیعت کو پسند ہوگئی ملک کافور کو نہال نیت مین گل تازہ کھلا رعایا نے فغان کرنا شروع کیا رنگ سلطنت پھیکا ہوا اوراطراف مین سرکشون کے بوی بغاوت سمائی بجلی چھپے صاحب قوت ہوئی آخر کار بہار ریاست خزان ہوئی علاءالدین اسی کاوش فکر مین بیمار ہوکر ۱۳۱۶ عیسوی مین صاحب فراش ہوا باغبان اجل نے نخل حیات اوسکا قلم کیا اور یہ بات بھی مشہور کرتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر ہلاک کیا تھا کیسی کاوش سلطنت کی ہوا کھائی آخر جام ممات پیا۔

بادشاہ شانزدہم

جب چراغ حیات بادشاہ مرحوم کا صرصر قضا نے بجھایا ملک نائب نام مدار المہام سلطنت نے شہاب الدین نام چھوٹے شاہزادے کو جو خضر خان کا سوتیلا بھائی تھا اور صغر سن تخت سلطنت موروثی پر بٹھایا اور ملک اختیار الدین جو پیشتر سنبل غلام نام رکھتا تھا گوالیار مین بھیجکر آنکھین خضر خان اور شادی خان کی جو علاءالدین کے نور چشم تھے نکلوائین چونکہ چرخ فلک ابھی آنکھون مین پردہ دکھارہا تھا چند روز کے بعد درجہ شہادت نصیب ہوا ابھی ملک نائب کو منظور نظر تھا کہ مبارک نام شاہزادے کو بھی نظر بند کرے اور آنکھون سے معذور کرے تا وقت تدبیر نشانے پر پہونچا کہ ایک دن ارکان سلطنت نے متفق ہوکر رات کو ملک نائب پر دست قتل صاف کیا اور مبارک خان شاہزادے کو ملک نائب کی جگہہ سلطان شہاب الدین کی نیابت مین منسوب کیا مبارک خان نے کچھ دنون کاروبار سلطنت کو رونق دی جب اختیار کامل حاصل ہوا اوسکا پردازان سلطنت کو جو صاحب قدرت تھے راضی و خوشنود کیا آخر کار اونہین کے مشورے سے شہاب الدین کو [illegible] کی دی اور [illegible] جو خلاف تھے [illegible] شہاب الدین نے حیات چند روز [illegible]

بادشاہ ہفدہم

مبارک خان ولد علاءالدین [illegible] سلطان قطب الدین مبارک شاہ خطاب [illegible] ۱۳۱۷ عیسوی [illegible] تخت سلطنت دہلی پر جلوس فرما ہوا [illegible] تقسیم فرمائین حسن [illegible] ایک شخص کو جو حسن نام رکھتا تھا اور [illegible] ہوکر آیا صاحب جمال تھا سلطان [illegible] خانہ دل ہوا اوس غیرت [illegible] و گلزار کا شگفتہ و عاشق زار تھا عین جوش محبت مین بچشم عنایات سلطانی خسرو خان عطا کیا اور مقرب اپنا بنایا [illegible] مستعد اور تھا عہدہ وزارت سے ممتاز فرمایا غرض پہلے گجرات مین خدمتگاری کو

کہتے ہین دیول دیوی رانی جو زوجہ اور معشوقہ خضرخان کی تھی اوسکو اپنے حرم ثانی مین رکھا تھا چنانچہ امیر خسرو دہلوی ہند نے نظم عاشقانہ مین ذکر اس معاملہ کا تفصیل بیان کیا ہے القصہ اوس خسرو خان نے کچھ دنون دلداری اور کارگذاری کے ساتھ مزاج بادشاہ ارکان دولت کی طرف سے پھیر دیا اور اپنی جانب ہزار دل سے مخاطب کیا غرض قاضی ضیاء الدین نے اس کیفیت سے مطلع ہوکر بادشاہ کو خبردار کیا کہ خسرو خان آمادہ فساد ہے بادشاہ دلدادہ نے اوسیوقت یہ ساری کیفیت خسرو خان سے اظہار کی مگر سبب عزم خراب کا نہوسکا ایکدن رات کو وقت قابو پاکر خسرو خان نے چاہا کہ عین خوابگاہ مین کام بادشاہ کا تمام کرے ابھی حیات چند نفس کی باقی تھی بادشاہ مطلع ہوکر حرم سرا سے بھاگا اجل سر پر سوار تھی خسرو خان نے جھپٹ کر سر دست موے سر بادشاہ پر ہاتھہ ڈالدیا اور جاہر الرشید نے جھٹکے سر بادشاہ بضرب شمشیر آبدار تن سے کاٹکر قصر سلطانی کو کوٹہ پر پھینک دیا چار برس کچھ مہینے سلطنت کی تھی ۔

بادشاہ ہیجدہم

غلام خسرو خان نمکحرام عاشق کش نے سلطان مبارک کو مار کر تخت سلطنت پر قدم رکھا مشہور تھی کہ بیوفائی کو اس غلام بیوفا نے رونق دی حسین نام ایک شخص نے اسکی اطاعت سے انحراف کیا اوسکو خسرو خان نے بیدریغ تہ تیغ کیا اور بادشاہ رفتہ کے محلونکو محل اپنے محل مین ڈالا اور اپنا خطاب ناصر الدین قرار دیا القصہ جن مقامون مین حکام مبارک شاہی امور سے با سیاست اوسنے نہین مقرر کئیے ان منجملہ غازی ملک نام حاکم پنجاب پرکہ اقلیم شجاعت کا فرمانروا تھا فوج سمیت اپنے بھائی کو تعینات کیا کہ میدان جنگ مین جوہر بہادری دکھائے لیکن تاب مقابلہ غازی ملک نہ لاسکا شکست کھاکر راہ فرار پر قدم رکھا غازی ملک نے تعاقب پر کمر ہمت باندھی دہلی تک پہونچا اور فوج دریا موج کو خسرو خان پر مامور کیا کہ وہ جاکر اوسے زندہ اوس نمکحرام ناکام کو گرفتار کرلائی اور بجزائے فعل خراب کو پہونچایا بان شہر بہ قضا کی گھاٹی مین بہی چار مہینے کئی دن مدہوش حکومت مین سرشار رہا ۔

بادشاہ نوزدہم

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کہ غازی ملک نام رکھتا تھا نشہ شراب کشورستانی مین تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا امور مملکت کو تھوڑے دنون مین بہت اچھا انتظام دیا جو برسون مین اور کارپردازون سے ظہور مین نہ آیا تھا ارکان دولت کو نوازشات سے سرفراز کیا قلعہ تغلق آباد اور عمارات عالی سمیت اوسکی تعمیر

مشہور اور جو ارباب خاص خسرو خان سے متفق ہوئے تھے اونکو سزاے عبرت ناظرین دی ملک فخر الدین کو
کہ آثار رشد و فر سلطنت اوسکی پیشانی پر نور سے روشن تھے الغ خان خطاب دیا اور ولیعہد اپنا بنایا چنانچہ
اس گوہر دریاے شجاعت نے اوسی سال قلعہ دیوگدہ پر فوج کشی کی رامدیو والی دیوگدہ کو اپنا مطیع و فرمانبردار
بناکر غلام اپنے اوس جگہ مقرر کیے پھر وہان سے لشکر ایک اپنا بھیجاکر اور شہر شہر کی جانب روانہ کیا جواہر بیقیاس
اور ہاتھی کثرت سے بکثرت اوسکے ہاتھ آئے [illegible] تلنگانہ کی تھی اوسکو سلطان پور نام رکھا بعد اسکے جانب دہلی
مراجعت کی سنہ ۷۲۴ ہجری مین سرکوبی والی بنگالہ کے واسطے کہ راہ بغاوت پر قدم زن تھا سلطان تغلق نے الغ خان کو
اپنا نائب دار الملک تغلق آباد مین جو نو تعمیر تھا مقرر فرماکر براہ بنگالہ سے قدم نکالا ناصر الدین حاکم لکھنوتی نے واشان اور
نامداران وہان کو ساتھ لیکر استقبال سلطان ممدوح جیساکہ لائق شان عظمت کے تھا کیا اور دم اطاعت اس
خوبی سے بھرا کہ سلطان ممدوح نے بنظر تفضلات سلطانی سر ناصر الدین کو مسند ریاست لکھنوتی پر مقرر فرماکر
ستارگانون کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی حاکم ستارگانون نے بھی سر تخیر قدم اطاعت پر رکھا اور نہ صرف
اطاعت کردنین ڈالکر دو ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور اکثر تحائف نفیس دیگر ان جا سمیت حاضر ہوکر پیشکش کیے اور
دولت ملازمت سلطانی سے اپنا دامن آرزو مالامال کیا القصہ جب سلطان ممدوح مظفر و منصور وہان سے بہ نیت بازگشت
تغلق آباد کے قریب تشریف فرما ہوا تھا الغ خان نے ایک قصر عالیشان وسیع تین دن مین واسطے بادشاہ کے
کمال جلدی کے ساتھ تعمیر و تیار کیا تھا جب سلطان ممدوح [illegible] وہان نازل ہوا ایک شخص سلطان المشائخ
شیخ نظام الدین قدس سرہ کی پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ خواہ مین دہلی مین سے ہونا یا آپ قیام کرین یعنی دو بادشاہ
دیار [illegible] ہنوز یہ خبر شیخ موصوف کے گوش زد ہوئی تھی کہ اپنے جلسہ مین یہ حرف زبان گہربار سے زد
فرمایا کہ ہنوز دہلی دور است چنانچہ اوسی دن سے یہ سخن ضرب المثل و مشہور عام ہے القصہ جب سلطان کو قصر
الغ خانی مین قضاے آسمانی لاحق [illegible] دسترخوان شاہی حسب دلخواہ کے ساتھ نعمتون سے چنا گیا اور بعد طعام
ہو چکی سلطان نے حکم دیا کہ جو ہاتھی بنگالہ سے ہمارے ہمراہ آئے ہین [illegible] دوڑانے چاہئین تاکہ
گرم رفتاری کی معلوم ہوں فیلبانان نے حکم سلطانی تعمیل کیا چنانچہ برق رفتاری فیلان کی دھمک سے زلزلہ
روے زمین پر نازل ہوا [illegible] سلطانی جو شکستہ دسترخوان شاہی سے تھے اونہون نے [illegible] کھینچ لیا
کہ بادشاہ بعد فراغ طعام سوار ہوگا اکثر ہاتھ دھوکر اوس محل شاہانہ نو تعمیر سے باہر نکل آئے اور سلطان
قضا نصیب ہنوز ہاتھ دھو رہا تھا کہ دفعتاً وہ مکان سر سلطان پر کھڑے کھڑے بیٹھ گیا اوسی وقت شیرینی

حیات سے ہاتھ دھوئے اور قصر جنان کی طرف روانہ ہوا غرض یہ سانحہ جانکاہ ۷۲۵ھ ہجری مین واقع ہوا
چار برس پانچ مہینے شش جہت مین سلطنت کی —

بادشاہ بستم

سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ نے کہ الغ خان خطاب تھا تخت سلطانی کو رونق بخشی چالیس دن جشن جلوسی کو انتظام دیا منصب اور خدمتین ارکان دولت کو تقسیم فرمائین ملک فیروز نام عمزاد بھائی کو عہدہ نیابت سے سرفراز کیا ۷۲۷ھ ہجری کو دہلی سے عنان عزیمت جانب دیوگڈہ اوٹھائی اور نقش عمل اپنا فتح و فیروزی کے ساتھ بٹھایا اور دولت آباد اوس قلعہ کا نام رکھا دارالسلطنت اپنی قرار دی بعد اسکے جب چند روز گذرے یہ خبر فرح سماع ہوئی کہ ملک بہرام نام برادر خواندہ تغلق شاہ نے ملتان مین رنگ بغاوت جمایا اور گل تازہ نافرمانی کا کھلایا سلطان فراعلی حکم کو طلب ملک بہرام کے واسطے روانہ کیا ملک بہرام باغی نے [illegible] اوس شیر بیشہ شجاعت کو شکار کیا سلطان محمد نے لا محالہ ملک بہرام سو باخصومت کے دفع کرنے کے واسطے دولت آباد سے لشکر کشی کی شیر شرزہ کی طرح ملتان مین پہونچا ملک بہرام کم بخت نے شیر نیستان سلطنت سے مقابلہ کیا اور [illegible] نہنگ شمشیر اجل ہوا چونکہ اس معرکہ مین خونریزی سخت واقع ہوئی شہزادہ جام نے کہا کہ یہ بادشاہ ظالم [illegible] نام اسکا سلطان محمد عادل خلاف قرار پایا القصہ جب یہ سخن آویزہ گوش سلطان محمد عادل ہوا پیادہ پا محکمہ قضا میں قاضی صدر جہان مین جاکر اظہار حال کیا اور دادخواہ ہوا قاضی نے جسوقت شہزادہ سے استفسار کیا اوسنے بلا تامل اقرار کیا اور مظہر ہوا کہ جب سلطان نظر سیاست کسی شخص پر ڈالتا ہے پھر اوسکے زن اور بچون کو کس [illegible] سے حوالہ جلاد کرتا ہے غرض سلطان محمد عادل کو یہ کلام اوس صاحب تیغ زبان بے نیام کا زخم کاری سے زیادہ معلوم ہوا جوہر شمشیر سیاست دکھا قفس آہنی مین نظربند کیا القصہ [illegible] دہلی مین [illegible] کو قتل کیا قضا کا سلطان محمد عادل نے عارضہ [illegible] ہو کر قریب ملک [illegible] قضا کی کیا [illegible] سے راہ عدم پر قدم رکھا یعنی ۷۵۲ھ ہجری مین قضا سے [illegible] ہوا [illegible] برس [illegible]

بادشاہ بست و یکم

سلطان فیروز بن ملک رجب برادر زادہ سلطان تغلق و عمزادہ سلطان محمد عادل نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کیا ۷۵۲ھ ہجری مین گلا ہوسے شکار کھیل کر عمارت عالی دریا ہے جمنی کے کنارے طرح تعمیرات ڈالی اتفاقاً الیاس حاجی نام کہ ستارہ تقدیر اوسکا گردش مین تھا سلطان شمس نام بنگالہ مین طلوع ہوا سلطان

قمر شوکت اس آتش فتنہ انگیز کے بجھانے کو جانب بنگالہ دریا صفت فوج ظفر موج لیکر روانہ ہوا شمس الدین اجل نصیب تاب مقابلہ نہ رکھتا تھا اختر دنبالہ دار کے مانند مضطرب ہوکر اپنے ملک سے دست بردار ہوکر قلعہ کولہ مین کہ محکم تر قلاع بنگالہ سے تھا قیام پذیر ہوا ہاتھی گھوڑے جملہ اسباب امارت اور تمام سامان جاہ وحشمت تصرف سلطان فیروز ظفر نصیب مین آیا برسات مراد آباد مین طے کی اکثر قلاع مستحکم تسخیر کیے اور جوہر ملک گیری بزور شمشیر شجاعت روے زمین پر آشکار کیے نشان غنیم قلمرو مین یکقلم باقی نہ رہا جب شام جوانی صبح پیری سے مبدل ہوئی چاہا کہ تاج وتخت شاہی اپنے فرزند رشید کو تفویض کرے دو اختر تابندہ برج شرف مین تھے ایک محمد خان اور دوسرا فتح خان کہ اسنے حیات پدر مین وفات پائی تھی منصب وحشم اسکا اسکے فرزند سے متعلق رہا مگر محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت سلطانی پر بٹھایا اور آپ ایک گوشہ مین بیٹھکر کمان عبادت چڑھائی لیکن بروز جمعہ خطبہ مین نام ان دونون کے زیب زبان ہوتے تھے آخر الامر محمد شاہ سے بعض حرکات ناپسندیدہ و امور ناشایستہ ظہور مین آئے سلطان گوشہ نشین نے اوسکو حکومت سے معزول کیا اور تغلق شاہ نام اپنے پوتے کو تغلق شاہ خطاب دیکر والی ملک بنایا القصہ جب جام حیات سلطان فیروز بادۂ ممات سے لبریز ہوا اٹھارہوین شہر رمضان ۷۹۰ ہجری مین عالم بقا کو آپہودی اڑتیس برس دریاے حکومت اسکا موجزن رہا اب سلطان تغلق شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کی روداد زیب قلم ہے —

بادشاہ بست ودوم

جب سلطان تغلق شاہ نے بالاستقلال سلطنت پائی سکہ حکومت روے زمین پر جاری کیا مگر فلک کجرفتار دل غبار رکھتا تھا اسنے تازہ خاک اوڑائی ابوبکر بن ظفر خان برادر زادہ اسکا ہراس و دہشت کی راہ کسی جانب راہی ہوا صاحب حوصلہ تھا اکثر امراے نامدار سے بواسطہ سازش جماعت معقول بہم پہونچاکر ہاتھ پاؤن حد انبساط سے باہر نکالے قصہ مختصر تغلق شاہ کو جہانخان نام وزیر سمیت قتل کیا اور سر اونکے دروازہ شہر پر قندیل صفت آویزان کیے پانچ مہینے سترہ دن مین یہ معاملہ طے ہوا —

بادشاہ بست وسوم

ابوبکر بن ظفر خان مذکور کو امراے ذی بنیاد کے اتفاق سے اتفاقاً بادشاہی نصیب ہوئی جاہ وحشم فیروزی ہاتھ آیا دہلی پر متصرف ہوا لیکن بعضے سردار فیروز شاہی اطوار ناشایستہ ابوبکر دیکھکر رنجیدہ خاطر ہوئے اور ایک خط پر یہ مضمون دلاویز کے ساتھ محمد شاہ بن فیروز شاہ کے نام قلمبند کیا چنانچہ محمد شاہ نے

اوسکے مطلب سے مطلع ہوکر چار ہزار پیادہ وسوار اپنے ساتھہ لیکر دہلی مین نازل ہوا ایمان ابوبکر شاہ روگردانی ارکان دولت کی وجہ بیدست وپا ہورہا تھا دست پاچہ ہوکر کوٹلہ میوات کی طرف روانہ ہوا اور بہادر میواتی سے جو لفظ ناہر اسکے ساتھہ مشہور تھا پناہ چاہی اور بنظر تقدم بالحفظ محمد شاہ نے پیشتر اوس سے کہ دہلی مین رونق افزا ہوا تھا اکثر اپنے بدخواہون کو جو باعث فتنہ انگیزی تھے اونکو تیغ آبدار کے گھاٹ اوتارا اور سر بہادر مذکور پر بھی موج دریا کی مانند نازل ہوا ہرچند بہادر نے میدان جنگ مین داد بہادری دی لیکن تاب محاربہ نہ لاسکا خواستگار امان ہوا محمد شاہ نے خلعت دیکر اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا تھا لہذا بہادر مذکور نے ابوبکر شاہ کو زندہ پکڑ کر حضور محمد شاہ مین حاضر کیا اوبار سر پر سوار تھا حبس ابدی مین گرفتار ہوا اور ڈیڑھ برس بادشاہت کا گنگا

بادشاہ بست وچہارم

سلطان محمد شاہ بن فیروز امرای نامدار و ارکان دولت کی پشت گرمی سے سلطنت دہلی پر مسلط ہوا حکمرانی کو رونق دی اتفاقاً خبر وحشت اثر گوش زد ہوئی کہ شجاع کھوکھر براہ شرارت وطریق بغاوت اطاعت سے پھر کر لاہور پر متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے شاہزادہ ہمایون خان کو اوسکی سرکوبی کے واسطے مامور فرمایا یہ شاہزادہ ابھی شہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ سلطان محمد شاہ کو سفر عدم پیش آیا چھہ برس سات مہینے منزل سلطنت طی کی بیت تخواہد این چمن از سرو و لالہ خالی ماند یکی مین رود و دیگری مین آید الغرض جب اس بادشاہ نے دنیا سے کوچ کیا

بادشاہ بست وپنجم

سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن سلطان محمد شاہ کہ ہمایون خان نام رکھتا تھا حکم خدا سے تخت سلطنت دہلی پر جلوہ فرما ہوا اس شش جہت مین ایک مہینہ سولہ دن کی سلطنت اسکی بھی حیات پنجروزہ مین نصیب تھی

بادشاہ بست وششم

آخر سلطان محمود چھوٹا بیٹا محمد شاہ کا فرمانروا بنا ناصر الدین محمد اپنا خطاب قرار دیا اور مقرب الملک کو خطاب دیکر وزیر اپنا بنایا اور اکثر امرا کو ممالک محروسہ مین جابجا مقرر و مامور فرمایا کڑہ مانکپور و اودہ و سندیلہ و دلمو و بہرایچ اور تربہت وغیرہ علاقجات جو ویران و خراب پڑے تھے اونکو سر نو آباد کیا اور سارنگ خان کو شجاع کھوکھر کی آشوب و فتنہ کے دور کرنیکے واسطے جانب لاہور روانہ کیا اور فوج دریا موج ہمراہ کی شجاع مذکور نے بارہ کوس شہر لاہور سے باہر نکلکر مقابلہ کیا صورت محاربہ عظیم جلوہ آرا ہوئی آخر اس معرکہ مین سلطان محمود نے مقرب خان کو اپنے پاس بلاکر نیابتاً دہلی مین مامور کیا اور آپ گوالیار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا لیکن ملو خان برادر سارنگ خانی

خانی

بدگمانی دلمین متمکن تھی لہذا ملوخان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین پہونچا وقت مراجعت سلطان محمود شہر فیروزآباد مین رونق بخش ہوا مقرب خان نے اس خوف سے کہ ملوخان کو اپنے پاس جگہ دی تھی ہاتھ پاؤن نکالے آمادہ سرکشی ہوا قلعہ کو مستحکم کیا تین مہینے برابر آتش جنگ وجدال مشتعل رہی اتفاقاً سعادتخان نام جو سرلشکر سلطانی تھا اور مقرب خان سے مقابل اسکی طرف سے آئینہ دل سلطان محمود کسی صورت سے زنگ آلودہ ہوا لامحالہ سعادتخان متحیر ہوکر اپنی عزت جان اور آبرو کے واسطے مقرب خان سے جا ملا اور ایک عمارت تازہ کی بنا ڈالی یعنی نصرت خان بن فیروزشاہ کو میوات سے بلاکر ربیع الاول سنہ مذکور مین تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور ناصرالدین نصرت شاہ خطاب کیا آخرکار درمیان دونون بادشاہون کے جنگ قائم ہوئی ولایت میانہ دوآب سنبھل و پانی پت و جھجر وغیرہ تصرف نصرت شاہ مین تھے اور حصار و باولی وغیرہ پر کہ ملک سیران تھا سلطان محمود متصرف تھا غرض تین برس تک یہ معاملہ اسی صورت پر رہا آخرکار ماہ صفر ۸۰۱ھ مین صاحب قرانی امیر تیمور نے ملتان مین نزول فرمایا اور بھٹنیر کے قلعہ کو فتح کیا اور جلیبان بھی کو مقیب جب قریب دہلی پہونچا ایکلاکھ آدمی جو گرفتار و اسیر کرلایا تھا انکو ہندو سمجھکر بیدریغ تہ تیغ کیا اقبال خان و سعادتخان تاب و مقاومت شوکت صاحب قرانی نہ لاسکے ناچار رخ میدان جنگ سے نگاہ معشوق کی صورت پھیرا سلطان قدم راہ فرار پر رکھکر جانب گجرات گئے اور صاحب قران نے دوسرے دن اہل دہلی کو امان دیکر خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا اور یہان سے مظفر و منصور ماوراءالنہر کی طرف بصورت موج روان ہوا وقت مراجعت سید خضر خان کو انکی ملازمت سے دامن آرزو کا مالامال کیا خلاصہ امیر تیمور نے صوبہ دیپالپور و ملتان دیگر مناصب زبان سے بہ مسند نشانی کی کہ مینے دہلی کو لیکر تجھکو بخشا خضر خان نے یہ حکم سلطانی جو تاثیر قہر باذنی رکھتا تھا سنکر دہلی اور ولایت دیپالپور و ملتان اپنے قبضہ تصرف مین لاکر قوت عظیم پیدا کی اقبال خان کو ... محمود کو پہلے ہی حملہ مین شکست دی ناچار سلطان محمود نے ۸۱۵ ہجری مین حیات مستعار سے ... دھوکے پاؤن شش جہت سے اوٹھایا القصہ اب یہان سے سلسلہ سلطنت خاندان فیروزشاہ منقطع ہوا مدت حکومت سلطان محمود تیرہ برس دو مہینے حساب شمار مین آئی —

بادشاہ بست وہفتم

سید خضر خان بن ملک اشرف کہ پہلے ملک سلیمان نام تھا سلطنت نصیب ہوا مخدوم جہانیان نصیرالملک کے گھر مین مہمان گیا تھا نصیرالملک نے ملک سلیمان سے کہ پسر خوانده بنایا تھا فرمایا کہ طشت و آفتابہ لاکر مخدوم

موصوف کی اتھہ دھولائی یہ سخن آبدار سنکر مخدوم ممدوح تر زبان ہوے کہ ملک سلیمان فرزند سید عالی نسب ہے ایسی خدمت آپ اس سے لینا آبرو دینا ہے خلاصہ اوسوقت سے سیدزادگی ملک سلیمان کی ثابت ہوئی اور اسنے وہ رنگ گلشن حکومت مین جمایا اور داد شجاعت دی کہ ملک کہرکو جو فی الحال شمس آباد مشہور ہے بوجہ فتنہ و فساد قتل کیا کنپلہ و پنپیالی کو جو آمادہ سرکشی تھی گوشمالی دیکر سکھت وغیرہ سے گذرا اور اکثر مقامات ہند و فرمانروایون کے تسخیر کرتا ہوا جلیسر مین پہونچا ملک تاج الملک و مہابت خان کو اہتمام کے واسطے وہان پر مامور کیا اور آپ گوالیار مین آیا راجہ مان والی گوالیار سے مال و خراج لیکر مظفر و منصور دہلی مین رونق افروز ہوا آخر ۸۲۴ھ ہجری مین دست قضا سے شکست پائی نو برس ڈنکا حکومت کا بجایا ـــ

بادشاہ بست و ہشتم

مبارک شاہ بن خضر خان نے مقام پدر بزرگوار کو آبرو بخشی تخت سلطنت پر مسند آرا ہوا اور اوسی سال یکبین جاکر مہابت بداونی کو جو خضر خان سے باغی ہوا تھا ایسا سخت پنجہ عذاب مین کھینچا کہ وہ بکشادہ پیشانی دست بستہ مال و متاع بیقیاس لیکر حاضر ہوا اور دولت ملازمت حاصل کی اور پہ بیان سر بادشاہ دریا فوج کو مانند آب گنگ سے گذر کر اکثر ولایتون مین راجاؤن پر رنگ تاخت جمایا مبارز خان و کمال خان کو متمردان کنپلہ و پنپیالی دفع کرنے کے واسطے چھوڑ کر عنان مراجعت جانب دہلی اوٹھائی تمام ممالک محروسہ پر سکہ حکم محکم بٹھایا لیکن بہار گلشن جوانی شباب پر تھی رنگ عیش و نشاط خوش آیا اور نشہ شراب غفلت آنکھون مین چھایا بد خواہون نے فرصت پاکر گل تازہ کھلایا یعنی سدہپال کہتری جو معتمد علیہ تھا اس سے متفق ہو کر محل سلطانی مین در آئے اور اوس شمشاد باغ سلطنت کو گلشن ایجاد سے بچل شمشیر و خنجر کے کھلا کر گلزار ارم کی طرف روانہ کیا تیرہ برس تین مہینے سولہ دن اسنے بھی گلستان حکومت مین ہزار رنگ سے گلچینی کی آخر بہار عمر خزان نصیب ہوئی

بادشاہ بست و نہم

اسکے بعد سلطان محمد شاہ بن فیروز خان برادر زادہ مبارک شاہ جو آغوش فرزندی مین رونق پذیر تھا مسند حکومت و تخت سلطنت پر بیٹھا حکمرانی چہکائی سرور الملک جو در پردہ ہوای شر و فساد سر مین رکھتا تھا اور بظاہر مطیع و فرمانبردار محمد شاہ نے اوسکو خانجہان خطاب عطا فرمایا نظر مین ممتاز تھا لیکن وہ کوتاہ چشم اور ہی فکر و تدبیر مین تھا تازہ شر و فساد ملک مین پیدا کیا یعنی والیون سے ساز و باز کر کے سلطان محمود خلجی کو مالوہ سے حکومت دہلی کے واسطے بلایا چنانچہ سلطان محمود ۸۴۳ھ ہجری کو دہلی مین آیا

محمد شاہ نے پہلے علاء الدین شاہزادے کو اجازت مقابلہ دی کہ وہ شجاع میدان جنگ کو رونق دے اور بازار حرب و ضرب گرم کرے ملک لودی کو مقدمۃ الجیش بنایا جو ہمرکاب شاہزادہ تھا ادھر محمود خلجی نے بھی جواب ترکی بہ ترکی اپنے لڑکے کو مقابل کیا جنگ عظیم طرفین مین واقع ہوئی آخر نوبت صلح آئی محمود خلجی غنیمت جانکر جانب مالوہ براہ عجلت روانہ ہوا مگر بہلول لودی نے تعاقب اوسکا چھوڑا اسباب و پتال وغیرہ اوسکا جو سر دست ہاتھہ آیا کمال پامردی کے ساتھہ تاراج و غارت کیا چنانچہ محمد شاہ نے بہلول لودھی کو اس چالاکی اور کارگذاری کی عوض انواع عنایات سلطانی سے سرفراز فرمایا اور ملک دیپال پور مرحمت کیا بہلول لودھی تیمور شاہ ادسنے تقویت تازہ پاکر ۸۴۴ھ ہجری مین نواح پنجاب کو چھاونی اور گکھرون سے بزور شمشیر لیکر اپنے قبضہ تصرف مین لایا چنانچہ یہ صورت باعث ملال خاطر محمد شاہ ہوئی بہلول لودھی نے بغاوت پر کمر باندھی لشکر سمیت شہر دہلی پہ آیا مدت تک بادشاہ پر بلای محاصرہ نازل رہی لیکن بدقسمت تھا آخر بے نیل مرام پھر گیا اس عرصہ مین محمد شاہ کو ضعف پیری نے لیا اور ایام حیات پورے ہوگئے ناچار علاء الدین نامی اپنے فرزند کو جو بنگالہ بدایون مین جاگیر تھا بلاکر ولیعہد بناکر ۸۴۹ھ ہجری مین رخصت ہستی [illegible] شاہی پہنایا

	بادشاہ سی ام	

سلطان علاء الدین نے حسب وصیت پدر تاج شاہی زیب سر کیا اور قدم مبارک تخت سلطنت پر رکھا مگر بسخت طبیعت عیش دوست تھی ملک رانی مین کمال سستی کرتا تھا اور بہلول لشکر شراب مین حکومت سرشار اور آراستگی فوج مدنظر اوسنے سلطان علاء الدین کو عرضداشت اس مضمون پر افسون کی تحریر فرمائی کہ مین بندہ اور فرمانبردار حضور کا ہون یہ اجتماع لشکر فقط بغرض خیرخواہی ہے کہ وقت ضرورت سرکار شاہی مین کام آئے چنانچہ سلطان علاء الدین نے کہ ضعیف طالع تھا اوسکے جواب مین یہ لکھا کہ بادشاہ مرحوم نے مجھکو زبان مبارک سے فرزند خواندہ فرمایا ہے اب مجھکو خواہش سلطنت نہین فقط جاگیر بدایون پر قناعت ہے سلطنت دہلی بہ طیب خاطر تجھکو عنایت کی القصہ بہلول نے بے جنگ و نزاع دہلی مین آکر حکومت کرنی شروع کی اور بدایون چند پرگنات سمیت علاء الدین کے تصرف مین رہا سات برس کے بعد ۸۵۵ھ ہجری مین سرای فانی سے سفر کیا

	پادشاہ سی و یکم	

سلطان بہلول نے مستقل ہوکر تاج شاہی سر پر رکھا سلطنت دہلی کی رونق کا دوبارہ ہی اتفاقاً ادسی سال جانب ملتان غنیمت

اوٹھائی تھی کہ ادہر بادشاہان ولایت شرقیہ نے ملک دہلی مین خلل اندازیان شروع کین ناچار سلطان
بہلول نے ملتان سے مراجعت فرمائی مفسدہ پردازان ولایت شرقیہ کو گوشمال واجبی دی اور آتش فتنہ
جو مشتعل ہوئی تھی فرو کی اور مقام جونپور کو گرم کیا اسکے بعد محمود شرقیہ نے وفات پائی حسین برادر محمود
مرحوم نے محمد شاہ برادرزادہ کو مار کر مسند حکومت پر جلوس کیا اور تمنای سلطنت دہلی مین سات مرتبہ بہلول لودھی
سے آکر مقابلہ کیا طرح جنگ جدال ڈالی لیکن شکست پائی ہر بار ہزیمت سخت اوٹھائی تمام جاہ و حشم برباد دیا
چنانچہ ہزار فیل کوہ پیکر مال و متاع بیشمار غنیمت بہلول کو اس لوٹ مین ہاتھ آئے جونپور تک تعاقب کیا
عالم مجبوری تھا حسین مذکور جونپور چھوڑ کر راہ بہرایچ سے جانب قنوج قدم زن ہوا اور پٹنہ مین پہونچا یہان
بہلول نے باربک شاہ شاہزادہ کو تخت سلطنت شرقیہ پر بٹھاکر مراجعت فرمائی دھولپور مین آیا چاندی بھی ہی
کئی من سونا بطریق پیشکش نذر لیکر جانب گوالیار متوجہ ہوا راجہ گوالیار براہ استقبال قدم زن ہوکر نقد لاانتہا
سے مالامال ہوا اور اسی لاکھ تنگہ پیشکش دینا قرار دیکر جانب گوالیار سپرد کیا اور سلطان نے جانب دہلی مراجعت
فرمائی راہ منزل حیات پوری ہو چکی تھی عارضہ مند ہوکر ۸۹۴ ہجری مین وفات پائی اڑتیس برس آٹھ مہینے
آٹھ دن شش جہت مین بےکشش تیغ سلطنت کی —

بادشاہ سی و دوم

سکندر ولد بہلول کہ نظام خان نام مشہور تھا بادشاہ ہوا عیسی خان حاکم پٹیالی پرگنہ آگرہ نے سرکشی شروع کی
کی اوس فرعون باسامان نے پہلے قدم جانب مقابلہ اوٹھایا طرح جنگ ڈالی میدان کارزار گرم کیا آخر
زخم دامن دار گریبان گیر ہوا مگر اطاعت پر پابندی لیکن اوسی مقراض زخم تیر نے جامہ حیات اوسکا منقطع
کیا باربک شاہ نے رای گنیش نام راجہ پٹیالی کو بواطی سلسلہ یکجہتی طلب کیا مگر بتاب سطوت سکندری نہ لاسکا
ناچار باربک شاہ لیکر جونپور سے داخل قنوج ہوکر سکندر شاہ سے صف آرا ہوا مگر بعد حرب و ضرب کے
شکست کھائی آخر مجبور خون جگر کھاکر قلعہ بداون مین جا کر درآیا سلطان سکندر نے شجاعت و دلاوری
کے ساتھ بزور شمشیر قلع و قمع کیا جب عاجز آیا سلطان سکندر کے پاس حاضر ہوا سلطان سکندر نے اوسکو اپنے ساتھ جونپور مین لاکر
خلعت خاص سے ممتاز کیا اور تخت شرقیہ پر بٹھایا مگر اوس نے پھر اطراف شرقیہ کے اپنے امیرون کو تقسیم و تفویض کیے القصہ
جس مقام پر فوج ظفر موج سکندری ضرورت فرمانا ہوئی کامیاب فتح ہاتھ آئی عروس ظفر دست بہ
نصرت سے ہم آغوش ہوتے خواجہ محمد فرملی جو مکھرار شاہ تھا اوسکو سلطان سکندر نے راجاؤن کے پاس بھیجا

چنانچہ اوسنے حسب رضاے سلطان اطاعت اور پیشکش قبول کی سلطان سکندر فتح و فیروزی کے ساتھہ آگرہ مین آیا کہ ناگاہ پرچہ اخبار آگرہ سے یہ خبر گوش زد ہوئی کہ سلطان شرف حاکم تھا یہ قلعہ محکم بنا کر ارادہ بغاوت رکھتا ہے بلکہ آمادہ سرکشی لہذا سلطان نے آگرہ سے لشکر ظفر پیکر سمیت کوچ فرمایا اور صورت موج دریاے ذخار سر دشمن پر پہونچکر قلعہ کو محاصرہ کیا بعد تسخیر اوس ولایت کو جا بجمان فرملی کے حکمرانی مین سپرد کیا اور آپ جانب پٹنہ متوجہ ہوا تھا کہ جاسوسون نے آکر خبر دی کہ سلطان حسین شرقیہ نے جمعیت تازہ بہم پہونچائی ہے اور لغاً جانب فساد عجب نہین کہ جونپور مین کوئی فتنہ تازہ برپا کرے لا محالہ سکندر شاہ نے پھر لاکھہ سوار پیادہ ہمرکاب لیکر راہ شرقیہ کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی سلطان حسین کو تاب چشم قوت مقاومت نرکھتا تھا عین معرکہ مین ترائی سے آنکھہ چرا کر جانب بہار صورت بہار خزان نصیب ہوا سلطان سکندر نے جو جنگل کی روش پر راہ تعاقب سکتہ قدم اوٹھایا تھا سلطان حسین نے بہار سے بھی دل ہار کر راہ فرار لی کہل گانون کی طرف پہونچا یہان سر دست تمام ملک بہار سلطان سکندر شاہ کے قبضہ تصرف مین در آیا پھر مظفر و منصور منیر مین نازل ہوا اور اس ولایت کو بھی بزور اقبال مسخر کیا بعد فتح شیخ المشائخ شیخ شرف منیری کی زیارت سے مشرف ہوا القصہ اکثر تاریخ مین اس سکندر شاہ کو سکندر ثانی قرار دیا ہے سنہ ۹۱۱ ہجری مین تمام سرزمین ہندوستان پر زلزلہ عظیم واقع ہوا تھا اکثر پہاڑ اپنی جگہ سے جنبش کر گئے اور دامن زمین جا بجا گریبان صفت چاک چاک ہوا اعاذنا اللہ

ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ قصہ مختصر یہ سلطان سکندر نے اکثر مقامات مین قصر سلطانی اور عمارات ہمسر برج آسمانی تعمیر کیے اور بہجت خان حاکم چندیری نے براہ اطاعت و فروتنی ملک چندیری وکلاے سلطان سکندر شاہ کو تفویض کیا آخر کار سنہ ۹۲۳ ہجری آگرہ تک پہونچکر دار فانی سے کوچ کیا اٹھائیس سال پانچ مہینے حکمرانی کی

بادشاہی وسوم

سکندر ابراہیم بن سکندر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرما کر اور حکومت دی مگر اتفاق ارکان دولت سے بڑھا آخر انھون نے بکشادہ پیشانی کمر ملک ستانی پر باندھی فرمان سلطانی جو نمونہ قہر ربانی تھی حکام متعینہ حدود شرقیہ وغیرہ کے نام جاری کیے کہ اس ضمن مین جلال خان ولد سکندر نے جو حاکم جونپور تھا کالپی مین آکر جمعیت کثیر بہم پہونچائی ہاتھہ پاؤن براہ شرارت نکالے خطبہ اپنے نام قرار دیکر سلطان جلال الدین بنا اعظم ہمایون نام بھی جو صاحب اسّی ہزار سوارون کا تھا کچھہ دنون جلال خان سے متفق رہکر متفرق ہوا القصہ جب جلال خان کی جا و جلال سلطان ابراہیم معائنہ کیا سخت مضطر ہو کر دو تنخواہون کی صلاح و مشورہ سے تمام سامان شکوہ و تجمل جو جمع

کیا تھا حضور سلطان ابراہیم نے بطریق نذر و پیشکش ارسال کیا اور منظور تھا کہ سرزمین کالپی میری جاگیر مین دیجائی مگر یہ درخواست اوسکی بارگاہ سلطانی مین پذیرا نہوئی ناچار جلال خان مضطر و پریشان ہوکر راجہ گوالیار کے پاس پناہ کے واسطے پہونچا اور سلطان ابراہیم نشۂ شراب غرور و جوانی مین سرشار تھا منحرف ہوکر میان بہودہ وزیر اعظم سکندری کو قید کیا اور اوسکے لڑکے کو منصب وزارت سے سرفراز فرمایا چنانچہ وزیر مذکور نے اوسی قید مین محبس حیات سے نجات پائی اور اسیطرح اعظم ہمایون کو بھی زندان نصیب کیا کہ اوسنے بھی اوسی قیدخانہ مین زندان حیات سے رہائی پائی القصہ اسکے بعد پھر بادشاہ اپنے ارکان دولت کے ساتھہ ان صورتون سے پیش آیا کہ فتور عظیم سلطنت مین واقع ہوئی بدخواہون نے سر اوٹھایا چنانچہ مسمی غازی خان ابراہیمی ایک امیر نامی تھا اسنے [illegible] ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین عریضہ ارسال کیا اور یہان کی کیفیت خراب سے اطلاع دی محمد بابر شاہ عالم خان لودھی کے ساتھہ کہ حامل عریضہ مذکور تھا جانب ہندوستان عازم ہوا سیالکوٹ و لاہور وغیرہ مضافات پنجاب مین نقش حکومت بٹھاکر عنان توجہ جانب دہلی اوٹھائی ابراہیم شاہ کو جو خبر وحشت اثر پہونچی برہم ہوکر پنجشنبہ کے دن سنہ ۹۳۲ ہجری کو میدان پانی پت مین فوج دریا موج جانبین کی یکجا ہوئی اور قریب تھا کہ آتش حرب و ضرب میدان جنگ مین شعلہ افگن ہو سلطان ابراہیم کی طرف لاکھہ سوار ہتیار بستہ اور ہزار ہاتھی کہ ہر ایک کوہ پیکر تھا جلو مین اور محمد بابر شاہ کی جانب پندرہ ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ وہ کثرت اور یہ قلت مگر شکست و فتح من جانب اللہ ہے جانثاران بابری ہر فرد خود و شمشیر آتشبار کی ایسے سپاہیون کی سر دست کاٹ لیجاتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم مین کوئی کان تک ہلا نہ سکتا تھا آخرکار آٹھوین رجب جمعہ کے دن میدان جنگ قائم ہوا اور دونون لشکرون نے صف آرائیان کین مقابل ہوئی جنگ عظیم برپا ہوئی کار آئی قضا ہی کا سلطان ابراہیم ایک شخص کے ہاتھہ سے مارا گیا لشکریان بابری نے اوسکو پہچان کر سر تن سے جدا کیا اور بابر شاہ کے پاس لیگیا مدت سلطنت ابراہیم نو برس شمار مین درآئی —

بادشاہ سی و چہارم

ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی نے تخت سلطنت کو رونق بخشی فتحنامی سمرقند و بخارا و خراسان و کاشغر وغیرہ ملکون کی طرف روانہ کئے اسطوت سلطانی و دبدبۂ کشورستانی شائع ہو علی العموم تھا ہی لشکر ظفر پیکر اور ولایتون کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا عروس فتح ہمرکاب تھی کنجیان تمام قلاع ہندوستان کی ہاتھہ آئین چنانچہ ولایت سنبھل محمد ہمایون کی جاگیر مین درآئی الحاصل کچھہ عرصہ کے بعد محمد بابر شاہ عارضہ شدید مین مبتلا

ہوکر بعہد ۹۳۷ ہجری مین دست قضا سے شفا پائی عالم فانی سے ملک جاودانی کی راہ لی سن شریف پچاس
برس کو قریب پہونچا تھا بارہ برس کی عمر مین تخت سلطنت پر قدم رکھا ماوراءالنہر و بدخشان و کابل و ہندوستان مین
اڑتیس برس سکہ حکومت جاری رہا آخر فنا آخر فنا ـ

بادشاہ سی و پنجم

نصیر الدین محمد ہمایون شاہ غازی سنبھل سے براہ عجلت آگرے امیر خلیفہ جو وکیل و وزیر تھا اسکی استصواب کے
ساتھہ دہلی مین تخت سلطنت کو رونق بخشی تخت سلیمان بنا یا خیر الملوک تاریخ جلوس کسی شاعر سی یادگار ہے
القصہ وقت جلوس اس بادشاہ دریا دل نے کشتیان زر نقد سے لبریز انعام تقسیم کین لہذا کشتی زر بھی مادہ
تاریخ جلوس حضرت ہے پہلے سال جانب قلعہ کالنجر لشکر سلطانی نے سر اوٹھایا اور نشان فتنہ و شر کا اس
دیار سے مٹایا کار پردازان سلطنت جملہ مطیع فرمان ہوئے وقت معاودت آگرہ مین بزم جشن عظیم ہزار خوبی و حسن
مرتب کیا بارہ ہزار ملازم خورد و بزرگ اس جلسہ عشرت مین خلعتہای فاخرہ سی مخلع اور ممتاز ہوئے بعد اسکی محمد زمان
ابن سلطان مرزا کہ شعلہ مخالفت سینہ مین مشتعل رکھتا تھا گرفتار ہو کر قلعہ بیانہ مین بھیجا گیا اور حکم شہریار سلطانی کے
موافق گرم سلائی اوسکی آنکھون مین کھینچی گئی حسب تقدیر مردمک چشم اندک صدمہ عظیمی سی محفوظ رہی یعنی پردہ
ظلمت آنکھون پر طاری نہوا تھا کہ وہ محبس سی دیدہ و دانستہ کافور ہوا اور سلطان بہادر گجراتی کے پناہ مین
پوشیدہ صورت نگاہ پہونچا سلطان بہادر محاصرہ قلعہ چتوڑ مین مشغول تھا ہوائی گرم سرد مہری اپنی گرانی کے
ساتھہ دکھا رہی تھی محمد زمان نے اوسوقت حسب ضرورت پارہ گلقند کے واسطے سلطان بہادر سے
التماس کی چنانچہ اوس صحرا مین بیس ارابہ سی زیادہ گلقند سے مامور اور موجود تھے سلطان بہادر نے
فوراً مکان محمد زمان پر وہ تمام و کمال گلقند شگفتہ خاطری کے ساتھہ بھیج دیا اور زبان شیرین پر یہ کلام
عذر شکر بار لایا کہ اس جنگل مین اسیقدر حاضر تھا سبحان اللہ رنگ شان عظمت لشکر و امارت ایک گلقند سے
گلفشان ہے القصہ جب ہمایون شاہ نے سلطان بہادر کو طلب محمد زمان کے باب مین محبت نامہ قلم
فرمایا اوسکی جواب مین کلام سخت و سست حوالہ زبان قلم کیے جسنے آتش غضبناک سینہ ہمایون شاہ مین
بھڑکا دی اوسی دن تسخیر گجرات کا عزم مصمم گوشہ نشین خاطر عالی ہوا لیکن سلطان بہادر انتزاع قلعہ چتوڑ مین
مصروف تھا اور رانا سانگا سی میدان محاربہ مین صف آرا تاتار خان سوری سلطان بہادر کی طرف سی آگرہ پر
متصرف ہوا ہمایون بادشاہ نے آگرہ سے اوسکی طرف عنان عزیمت اوٹھائی تاتار خان مذکور تاب مقاومت

نہ لاسکا تین ہزار آدمیون سمیت نقد جان عزیز کف سلامتی مین محفوظ رکھکر راہی ہوا باقی ہمراہی اوسکی کشتہ ہوے
ہمایون بادشاہ نے اوسوقت اپنے دلمین تصور کیا کہ سلطان بہادر چتور مین مصروف جنگ و جدال ہے ایسے ہنگام
کشمکش مین اوسکے سر پر صورت اجل پہونچا باعث ضعف شجاعت ہے نام بد مشہور عالم ہوگا لہذا سارنگپور
مین قیام پذیر ہوے جب سلطان بہادر نے قلعہ چتور کو فتح کیا اور اطراف سارنگ پور مین پہونچا ہمایون شاہ نے
طرح جنگ ڈالی میدان حرب و ضرب گرم کیا دو مہینے برابر جنگ محاربہ عظیم طرفین سے برپا رہا رومیخان وزیر
مطلق سلطان بہادر اپنے آقاے نعمت سے براہ شرارت پھر اسکا وجہ اسکی یہ تھی کہ سلطان بہادر عہد شکن نے
قلعہ چتور بعد فتح اوسکو نہ دیا خلاف شرط ظہور مین لایا اس خاطر شکنی کے سبب پوشیدہ ہمایون شاہ سے
راہ محبت بواسطہ ساز و باز نکالی تھی اتفاقاً لشکر سلطان بہادر مین قحط غلہ نازل ہوا اکثر اہل لشکر اور دواب
نایابی غلہ سے ہلاک و خراب ہوے اوسوقت رومیخان بھاگ کر اردوے ہمایون شاہ مین شامل ہوا اور
سلطان بہادر کہ ڈیڑہ لاکھ سوارون کا تھا ایسا فعل دراتش ہوا کہ سخت پریشان ہوکر پانچ آدمیون سمیت
کہ معتبر تھے عقب سراپردہ سے نکل کر در پردہ جانب مندو راہ فرار پر قدم زن ہوا جب یہ خبر گوش زد ہمایون
شاہ ہوے تعاقب اوسکا کیا اکثر سپاہ سلطان بہادر جو اس راہ مین بھاگی ہوئی جاتی تھی علف تیغ بیدریغ
سلطانی ہوئی آخر سلطان بہادر وہان بھی قیام پذیر نہوسکا پانچ چھ سوار ہمرکاب لیکر شہر احمد آباد تک تاخت
تاراج کرتا ہوا پہونچا آخر مجبور ہوکر بندر دیپ مین اہل فرنگ سے پناہ چاہی تقدیر اولٹی تھی تدبیر نے برعکس
کام کیا اہل فرنگ نے دلمین تصور کیا کہ سلطان بہادر بندر دیپ لینا چاہتا ہے دام فریب مین لاکر غرق دریا
کیا چنانچہ تمام ملک گجرات تمازیان شاہ ہمایون کے قبضہ تصرف مین درآیا قضارا اوسی زمانی مین خبر پہونچی
کہ مرزا عسکری جونپور مین خطبہ اپنے نام کا پڑہکر عزم دہلی رکھتا ہے لہذا ہمایون بادشاہ متوجہ آگرہ ہوا اور
ہندو بیگ کو کئی ہزار آدمیون سمیت قلعہ چانپانیر و محال گجرات مین چھوڑا کہ اس درمیان مین شیرخان افغان
جو بنگالہ مین تھا بادشاہ کو دار الریاست سے دور دست سمجھکر ولایت گور و بہار و جونپور و قلعہ چنار وہ پر قبضہ کیا
اور متصرف ہوا لاعلاج ہمایون بادشاہ انطفاے آتش فساد و شرارت شیرخان کے واسطے چودہوین صفر
سنہ ۹۴۵ ہجری کو فوج دریا امواج لیکر روانہ ہوا اور قلعہ چنار کو جسپر جلال خان ولد شیرخان نے عمل کیا تھا
محاصرہ کیا تھوڑے دنون مین بسعی و کوشش رومیخان کی وجہ فتح کیا اور جلال خان باہفت
بھاگ کر شیرخان کے پاس گیا اور شیرخان جہارکنڈہ سے جانب روہتاس پہنچکر وہان کے راجہ سے رجوع کی اور دام فریب

دانائی کے ساتھ سمجھایا کہ وہ راجہ شکار شہباز تزویر کا ہو کر اوسکی درخواست پر رضامند ہوا کہ اپنی متعلقان
صاحب عصمت کو بلا تکلف قلعہ مین لا کر قیام پذیر ہوا اور رانی کو بھی طمع زر نقد دیکر پھنسا لیا تھا چنانچہ
دو ہزار پانسو پٹھان مسلح جان نثار محافہ مین در پردہ بٹھا کر قلعہ مین روانہ کیا یہان سد باب کون سا تھا
ان جانبازون نے آتے ہی حسب تلقین و اشارہ راجہ کو راہ فنا دکھائی قلعہ کو اپنے اختیار مین لا کر بخوبی قلع
و قمع کیا ہمایون بادشاہ جنا وہ سے بنگالہ مین جا کر استقامت پذیر ہوا حسب اتفاق آب و ہوا خوشگوار
بھی پسند آئی نام اوس شہر کا جنت آباد رکھا اور تین مہینے توقف فرمایا اس عرصہ مین کاروبار شیرخان نے
رونق پکڑی اور حضور بادشاہ مین عرضداشت اس مضمون کی لکھکر ارسال کی کہ یہ تمام پٹھان جو میرے
ساتھ ہین مطیع و فرمان بردار بادشاہ ہین کہ جاگیر کے خواستگار اگر فکر انکی معاش کی بطریق عجلت ظہور
مین آئی بہتر والا قصور معاف عزم سرکشی رکھتے ہین مشکل ہے کہ جا لوگ رست شیر تو دم مین دبا تا ہمایون
بادشاہ روباہ بازی شیرخان کی مضمون تہ دار سے سمجھ گیا آخر مرزا ہندال کو محمد سلطان و الغ مرزا و شاہ
مرزا کے دفع کرنے کے واسطے کہ ولایت دہلی مین خلل اندازیان کی تھین روانہ کیا ۹۴۵ ہجری کو آگرہ مین
پہونچا شیخ بہلول برادر شیخ محمد غوث کو جسکا ہمایون شاہ معتقد تھا قتل کیا اور خطبہ اپنے نام کا زبان پر لایا جب
یہ خبر آویزہ گوش بادشاہ ہوئی اور دیکھا کہ طرفہ معاملہ اطراف و جوانب ملک مین رو کار آیا سخت متحیر ہوا القصہ
شیرخان پریشانی لشکر و فساد شر سرداران ہمایون شاہ دیکھ کے کمین تھا ہی اسوقت کو غنیمت سمجھا اور
درپے تدبیر ہوا بادشاہ نے ملا محمد غزنوی کو بطریق ایلچی شیرخان کے پاس روانہ کیا حسب اتفاق اوس وقت
شیرخان بذات خاص آستین چڑھا اور آہنی تبر ہاتھ مین لیکر گرم تکمیل درستی قلعہ و خندق مین سرگرم تھا کہ ملا محمد وہان
پہونچا شیرخان نے ہاتھ دھوکر شامیانہ اوسی مقام پر برپا کیا اور زمین پر بیٹھ پیام شاہی سنکر یہ جواب دیا کہ یہ
ایک سخن ہماری طرف سے خدمت بادشاہ مین عرض کرنا کہ تم اب جنگ چاہتے ہو لشکر تمہارا خواستگار معرکہ نہین
اور مجھکو دریاے رزم سے کنارہ ہے مگر لشکر میرا اوس طرف موج زن باقی تم بادشاہ ہو یہ کہا اور شیخ خلیل اللہ کو
کہ اولاد شیخ فرید شکر گنج سے تھا خدمت بادشاہ مین اپنا ایلچی بنا کر بھیجا اور خواستگار صلح ہوا اور یہ پیام دیا کہ سوائے
بنگالہ اور تمام ولایت نذر بادشاہ کرتا ہون خلاصہ یہ ہے کہ باتون کا دکھا کر کاوش خاطر جدا رہ بادشاہ سے دور کی
القصہ بادشاہ نے مطمئن خاطر ہو کر پل باندھنے کا حکم جاری فرمایا شیرخان اس فرصت کو غنیمت سمجھا
دوسرے دن وقت صبح پہونچا فوج کو غافل پا کر [illegible] صفت ٹوٹ پڑا اور افواج شاہی کو [illegible]

فرصت نہ دی کہ صف جنگ آراستہ کرے اندک زد و خورد مین تمام لشکر بادشاہی نے شکست پائی اور
غرق دریای فنا ہوا آبرو کا جیاں بہرحال بادشاہ نے بھی گھوڑا اپنا بحر ذخار مین ڈالدیا معاذ اللہ قریب تھا کہ
کہ نذر دریا ہون مگر ایک سقہ نے وہ آشنائی دست قدرت کے ساتھہ ختم کی کہ بادشاہ گرداب بلا سے محفوظ رہا
القصہ اسوقت عزم آگرہ دلمین موج زن تھا اور یہ نظم آبدار زیب زبان قطعہ خسروا یا توانا تو نگر توئی +
نظر بر گدایان و شاہان تہی + مرید حسن راتو شاہی دہی + ہمایون و لشکر بجاہی دہی + چنانچہ یہ واقع
سنہ ۹۴۶ ہجری مین واقع ہوا قصہ مختصر شیرخان فتح کے بعد بنگالہ مین گیا اور کئی مرتبہ بازار جنگ گرم کیا
جہانگیر قلی بیگ کو کہ ہمایون بادشاہ نے اوس اقلیم مین مامور کیا تھا راہ فنا دکھائی اور خطبہ اپنے نام نامی کا
جاری فرمایا شیرشاہ اپنا لقب وخطاب قرار دیا اور اوسی سال شیرخان نے قطب خان نام اپنے فرزند کو
بعد عبور دریای گنگ کالپی و اٹاوہ مین مقرر کیا قاسم خان اور سلطان اوزنک کو یادگار مرزا سمیت نواحی
کالپی مین قطب خان کے ساتھہ نوبت جنگ آئی ستارہ حیات کا برج ممات مین تھا قطب خان اپنی
جمعیت سمیت نذر شمشیر وتفنگ ہوا اور سر افغان جانب آگرہ روانہ کی ہمایون بادشاہ نے سو لاکھہ سوار کے
قریب ہمرکاب لیکر جانب شیرخان خان عزیمت اوٹھائی آب قنوج سے گذر کر ڈیڑہ مہینے تک مقابل
غنیم کہ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت رکھتا تھا قیام پذیر رہے لیکن لشکر بادشاہی زمین پست پر
خیمہ زن تھا منظور نظر تھا کہ وہان سے اوٹھکر مقام بلند پر ڈیرہ ڈالین کہ اوسیوقت شیرخان نے اپنی
فوج آراستہ کی اور بر سر مقابلہ آیا غرض یہ معرکہ عاشورہ کے دن سنہ ۹۴۷ ہجری مین بر روی کار آیا ہاتھہ
سپاہ مغلیہ کا قبضہ شمشیر تک بھی نہ پہونچا کہ سر دست راہ ہزیمت پر قدم زن ہوئی ناچار بادشاہ نے
عالم اضطراب مین گھوڑا اپنا دریای گنگ مین موج مضطر کے مانند ڈالدیا قریب تھا کہ زنجیر گرداب
زیب پا ہو کہ شمس الدین غزنوی پدر مرزا کوکہ نے جو خطاب اعظم خانی سے سرفراز تھا دم آشنائی بھرا اور
بادشاہ کو دریای ذخار سے نکال کر آگرہ مین لایا مگر لشکر غنیم نے موج دریا کے مانند تعاقب نچھوڑا آخرکار
بادشاہ قیام آگرہ مین نکر سکا سیماب صفت راہ پنجاب لی لاہور مین پہونچے تھے کہ شیرخان آب سلطانپور سے
اوترکر بعد قطع فاصلہ سہ منزل دراہ آیا ناچار بادشاہ غرہ رجب سنہ مذکور کو لاہور سے جانب سندہ
متوجہ ہوا مرزا کامران اور مرزا ہندال نے بھی فسون و افسانہ بنا کر بادشاہ سے جدا ہوئے خلاصہ اون
دنون اردوی بادشاہی مین قحط حد سے زیادہ تر تھا کہ سیر بھر جوار ایک اشرفی کو بھی میسر نتھی اکثر

اہل لشکر فاقہ کشیون کی وجہ پریشان و متفرق ہوئے اب بادشاہ ہمایون نے چند آدمیون کو ساتھ لیکر جیسلمیر اور مارواڑ کی طرف گذر کیا القصہ وقت ہزیمت تھا اکثر قضایای غریبہ پیش آئے فلک کجرفتار بر سر پرخاش تھا اور جھنگاڑ مین کانٹے پا دشوار بگولہ کی طرح راہ صحرا طے کرتے اور پہاڑون کو کاٹتے اور دریاؤن کو چھانتے ہوئے براہ کھٹو عراق مین شاہ طہماسپ کے پاس پہونچا شیخ ابوالفضل علامی اپنے مکاتبات مین زیب قلم فرماتے ہین کہ جسوقت شاہ موصوف نے سنا کہ بادشاہ ہمایون ہندوستان سے ہزیمت نصیب ہمارے دارالریاست مین آرزومند آتا تھا سبحان اللہ کیا پاس اعزاز و اکرام بادشاہ ہند منظور نظر عالی تھا کہ اپنی تمام ولایت مین عالیشان حاکمون کے نام جو مطیع و فرمان پذیر تھے فرمان شاہی اس مضمون کے ساتھ جداگانہ جاری فرمائے کہ جسوقت بادشاہ ہمایون ہماری سرحد و قلمرو مین رونق افروز ہو مناسب ہے کہ ہر ایک اپنی سرحد ملک مین کوئی امر تعظیم و تکریم مین فروگذاشت نکرے اور بھولے سے بھی لفظ شکست کسی کلام بستہ مین زبان تک نہ آئے چند فرسنگ پیشتر براہ استقبال جاکر بڑی شان و عظمت کے ساتھ بادشاہ کو اپنے ایوان و پلنگ تک لائے اور بزم مہمانی ہزار حسن و خوبی سے جو لائق بادشاہ ہند کے ہے آراستہ کی کہ راستہ شکایت مسدود رہے اور اس اس قدر ظروف طلائی و نقرئی و جواہرات و فیل و اسپ و کنیز و غلام وغیرہ سامان امارت براہ اطاعت پیشکش کیے اور بنظر دور اندیشی پاس ہر طرف ملحوظ رہے جو باعث شکستہ خاطری بادشاہ دل شکستہ کا ہو چنانچہ ہر ایک ناظم اور صاحب ریاست نے حکم شاہ طہماسپ بسر و چشم تعمیل کیا چنانچہ اس ولایت تک پہونچتے پہونچتے اسقدر اثاثہ و اسباب ثروت شاہانہ ہمایون بادشاہ کے پاس مہیا ہو گیا کہ حساب و شمار سے افزون تھا مقام عبرت ہے کہ یہ وہ بادشاہ عظیم الشان و عالی ہمت تھا کہ جسکے باورچیخانہ سے چالیس اونٹ بھر کر پوستین ہر روز آخور نکلتا تھا باقی شان و عظمت سلطانی خاصہ بادشاہی سے عقل و فہم رسا تصور کرے حافظہ اور یادداشت اس درجہ تھی کہ نام فرد فرد سپاہی کا فوج دریا موج سے ہر پیادہ و سوار کا زبان پر تھا قدرت بخشی نہ تھی کہ ایک خرمہرہ وجہ تنخواہ مین خورد برد کر سکے خلاصہ چند مدت بڑی عیش و طرب مین گذرے شاہ طہماسپ نے دلجوئیان اور خاطرداریان کین کہ یاد رنج و غم گذشتہ بھول گئے اور لفظ شکست وقت تلفظ زبان فارسی پر کبھی صحبت مین نہ آئی جب ستارہ اقبال سلطانی برج آبی سے نکلکر خانہ شرف مین تجلی افروز ہوا بادشاہ ہمایون نے چند دستہ فوج کمکی شاہ طہماسپ سے ہمراہ رکاب لیکر ہندوستان کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی شان و عظمت کے ساتھ مراجعت فرمائی خلاصہ اول مرتبہ حکومت اس بادشاہ

عالم پناہ کی ہندوستان میں دس برس تک رہی تھی۔

بادشاہی ششم

اب کیفیت شیرخان ارباب تاریخ دوست گوش فرمائین کہ شیرخان بن حسن خان سور کہ پہلے فرید نام رکھتا تھا خطاب شیرشاہ سے مخاطب ہوا حسن خان سور شیرخان کا باپ جمال خان لودھی کا ملازم تھا حدود فیروزہ نول مین جمال خان کی طرف سے رہتا تھا مادر فرید یعنی شیرخان کی جہان فانی سے گذر چکی تھی فرید کا وش مادر ثانی خصومت برادران کی وجہ کہ دوسری ماں سے تھے نوکری چھوڑ کر جونپور مین آیا تحصیل کرنا علم کا یکقلم شروع کیا اکثر عربی کتابین پڑھین سکندرنامہ نظامی کو انتظام دیا گلستان و بوستان مین طوطی بولتا تھا کچھ دنون کے بعد پھر باپ نے اوسکو تسلی دیکر جانب اوجین رخصت کیا چنانچہ اسنے متمردونکو اوس ضلع کے گوشمال لائق دیکر اوس سرزمین پر آسمان کی صورت قبضہ کیا لیکن حسن خان مذکور جو نئی عورت سے مائل تھا اس نظر سے تنگ چشمی پدر و نگاہ بد زن مذکور دیکھکر آرام و راحت سے آنکھہ چرائی اور آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس آیا شکایت اپنے باپ اور بھائیون کی بیان کی سلطان ابراہیم کو یہ تقریر شرآمیز اوسکی نہایت خلاف رائے خیراندیش آئی تصور کیا کہ یہ شخص محض نالائق ہے جو باپ سے منحرف ہوکر زبان شکایت سے آشنا کرتا ہے القصہ فرید اندنون دولتخان مقرب سلطانی کے پاس مصاحب تھا جب کچھ مدت کے بعد حسن خان سور نے انتقال کیا سلطان ابراہیم نے میدان مین قدم رکھا حکومت بادشاہ دہلی مین ہوئی آخر فرید بسر اسم بوجہ نزاع برادران جانب بہار گیا بہادر خان ولد دریاخان لوحانی کہ ولایت بہار مین صاحب خطبہ و رونق سکہ تھا اور محمدشاہ خطاب نام زد نقد ملازمت سے مالامال ہوکر مورد نوازشات سلطانی ہوا ایکدن صیدگاہ مین ایک شیر کو سلطان محمدشاہ کے روبرو شکار کیا چنانچہ تازہ بادشاہ نے خوش ہوکر خطاب شیرخانی سے سرفراز فرمایا اور فوجداری اوس ولایت کی عنایت کی کچھ دنون کے بعد محمدخان سور کہ ایک امیران عالیشان سلطان محمد سے تھا علی الرغم شیرخان سلیمان بن حسن کی حمایت کرتا تھا طبیعت سلطان محمد شیرخان کی طرف سے منحرف کردی اور بطریق شراکت حکومت پرگنات سلطان محمد نے بیگ سلیمان کو بھی شادی غلام کے ساتھ شیرخان کے پاس بھیجدیا حسب اتفاق شیرخان اور سلیمان کے درمیان مین نفاق قدیم تھا صحبت نے باہم اتفاق نکیا ایکدن سکھہ نام غلام شیرخان و پدر خواہ ہنجانکا تھا سلیمان مذکور سے لڑکر مارا گیا ناچار شیرخان طاقت مقاومت محمدخان سے نرکھتا تھا وہ جگہہ اور جاگیر

چھوڑکر جنید برلاس کی پاس جو بابر بادشاہ کی طرف سی حاکم کڑہ مانک پور تھا گیا تحائف عمدہ نذر دیکر اپنی کمک اور مدد پر آمادہ کیا اور اوسکی قوت کی وجہ محمد خان سور سی میدان جنگ گرم کیا غالب آیا چوند وغیرہ پرگنات جو اوسکے متعلق تھے لیکر اپنی تصرف مین لایا آخرکار محمد خان بہاگ کر قلعہ رہتاس مین پناہ کی واسطے گیا اور شیرخان نے بیان مال و متاع بیشمار لوٹ مین پایا تازہ قوت حاصل ہوئی قلعہ چنادہ مین آکر نازل ہوا منکوحہ تاج خان متوفی کو جو میر الامرای ابراہیم شاہی سے تھا جواہرات وزر بیقیاس سمیت اپنی عقد مین لایا خلاصہ اب شوکت و عظمت روزافزون شیرخان نے ترقی پائی القصہ اپنی جلوس کے بعد پہلی سال شہر قنوج کو قدیم جگہ سی ویران کرکے دریای گنگ کے کنارے تازہ آباد کیا چنانچہ شیرگڑہ نام اوسکا مشہور ہے جب ربط و ضبط مہمات غزنی سے فرصت پائی جانب لاہور قدم اوٹھایا اور وہان سے ملتا تھین پہونچا یہان قلعہ روہتاس نام تعمیر کیا اور خواصخان کو پچاس ہزار سوار ہمرکاب دیکر سرراہ آمد مغل پر مامور کیا اور آپ جانب دہلی متوجہ ہوا روہتاس سے بنگالہ تک پانچ مہینی کی راہ ہی اور آگرہ سے ہندو تک کوس کوس بہر کے فاصلے پہ سرائین اور مسجدین اور کوئین پختہ تعمیر اور تیار کیے امام او موذن مقرر و مامور فرمائے اور لنگرخانہ قرار دیا کہ بے تکلف غریب اور محتاج کو طعام پختہ و خام دست یاب ہوتا تھا کوئی گرسنہ نہین سوتا تھا اور راستون مین دورویہ اشجار سایہ دار لگوائے کہ مسافر اوپر سے آفتاب نہ اوٹھائین سایہ مین ٹھنڈی ٹھنڈی راہ آمد و رفت جاری تھی چنانچہ اثر انکا کچھہ زمانہ ماضی تک موجود تھا خلاصہ جب پورب پچھم طرفون سے جمعیت خاطر بہم پہونچی گوالیار پر دوا کیا ابوالقاسم نام قلعہ دار جو بادشاہ ہمایون کی طرف سے مامور تھا اوسنے براہ اطاعت کلید قلعہ سپرد کی اور ملوخان والی مالوہ نے بھی کہ صاحب اقتدار تھا لیکن شوکت و دبدبہ شیرخان دیکھکر دم اطاعت بھرا انعامات و نوازشات وافرے سے ممتاز و سرفراز ہوا سراپردہ اوسکا بارگاہ سلطانی کے قریب برپا کیا ایک سو ایک اسپ برق رفتار اعراقی نہایت شوخ و چالاک پہلی محفل ملاقات مین اوسکو عنایت فرمائے لیکن یہ کثرت مہربانی دشمن جانی ہوگئی چند بدگمانیان اور واہمی ملوخان پر غالب آئی ایکدن اپنا خیمہ پہاڑکر غلامون کے روش کافور ہوا اسکے بعد شیرخان نے حاجیخان اور سادیخان کو ضبط مہمات مالوہ کے واسطے ملوخان کے تعاقب مین روانہ کیا ملوخان شامت نصیب نے حاجیخان سی طرح جنگ ڈالکر ایسی شکست سخت اوٹھائی کہ کارخانہ اوسکا بیٹھہ گیا اور اوسی سال سرلہ پر تمل اجہ جین پر کہ شہر چندیری آباد رکھتا تھا پہونچکر اوس شہر کو تاخت و تاراج کیا اور اکثر لوگون کی صورت قتل ظہور مین آئی اور ہزار مسلمان عورتین جو اوسکے

حرم خانہ مین پیش نگاہ رہتی تھین رہ گیا آخر پورنمل تاب مقابلہ نہ لا سکا عادلخان اور جلال خان شاہزادونکی
معرفت قلعہ سے اوتر حصول نقد ملازمت سے مالامال ہوا خلعت فاخرہ پایا لیکن پیر فلک ناہنجار سر فساد پر تھا
حسب فتواے رفیع الدین صفوی کہ سکندر لودھی نے انکو حضرت مقدس خطاب دیا تھا صورت قتل پورنمل خلاف
عہد و پیمان ظہور مین آئی تمام اہل و عیال وغیرہ سمیت جو دس ہزار کے قریب تھے ہاتھیون کے پاون کے تلے
ڈالکے پامال کروا دیا ایک متنفس زندہ نہ بچا غرض یہ واقعہ ۹۵۰ھ ہجری مین گذرا اسکے بعد پھر جہاد پر کمر باندھی
اور بکشادہ پیشانی راے مالدیو راجہ مارواڑ پر کہ عمدہ اور نامی راجاؤن مین تھا لشکر جرار لیکے صوبستاجل نازل ہوا
جب نواح اجمیر مین پہونچا راے مالدیو نے پچاس ہزار سوار جنگ دیدہ کار آزمودہ مقابلہ شیرخان کے واسطے
مامور کیے شیرخان اپنے لشکر کے گرد قلعہ اور خندق کی تیاری مین مشغول تھا چونکہ زمین ریگستان تھی
قلعہ بنا ممکن نہوا ناچار اس باب مین ہرچند اپنے مصاحبون سے مصلحت طلب ہوا لیکن نقد مطلب ہاتھ نہ آیا
کہ محمود خان بن عادلخان نبیرہ شیرخان نے کہ خورد سال تھا اسکو کہا کہ حضرت بیچارونکو چاہیے لشکر مین حکم ہو
کہ غرارون مین ریگ بیابان بھر کر دیوار حصار کی صورت گرد لشکر انبار کردین چنانچہ شیرخان کو یہ فکر دوراسے
فرزند عقلمند کی نہایت پسند آئی اور کمال خوشی کے ساتھ دستار اپنی اوسکے سر پر رکھدی ولیعہد اپنا بنایا
المختصر شیرخان وہ بلاے روزگار تھا اور اقبال یار کہ پھر اوسنے فکر و تامل کے بعد تازہ حیلہ و فریب کو رونق دی
کہ چند خطوط سرداران لشکر مالدیو کی طرف اپنے نام اس مضمون کے تحریر کیے کہ آراستگی لشکر و تیاری قلعہ
و فکر اسباب جنگ حضرت کو محض بیکار ہے ہم فرمانبردارون کی طرح مالدیو کو زندہ پکڑ کر حاضر حضور کر دینگے
مگر اس شرط پر کہ فلان فلان محال کہ حضرت کے نزدیک کچھ محال نہین ہمکو انعام و پاداش خدمت مین
عنایت ہون خلاصہ ان خطونکو اس طریق سے روانہ کیے کہ راجہ مالدیو دشمن عقل کے ہاتھ جا پڑے
وہ مضمون خطوط پڑھکر اپنے تمام سرداران لشکر سے بدگمان ہوگیا قیام میدان مقابلہ مین نکر سکا اوسی
وحشت مین راتون رات راہ فرار پر قدم زن ہوا ہرچند سرداران لشکر نے اپنی صفائی کے واسطے قسمین
یاد کین کہ معاذ اللہ یہ امر ہم دولتخواہون سے کبھی وقوع مین نہ آئیگا مگر فائدہ نہ بخشا ادبار سر پر سوار تھا
آنکھون کو دوست دشمن نظر آتے تھے شدنی زنجیر پا تھی وہ راجہ رات بھر راہ غلط پر قدم زن رہا جب
صبح ہوئی پھر انکو نزدیک لشکر پایا آخرکار راے مالدیو نے عالم مجبوری مین زندگی سے ہاتھ دھوکر مقابلہ پر کمر
باندھی محاربہ پر آمادہ ہوا اوسوقت تمام لشکر راے مذکور نے بالاتفاق ہوکر پیمان و عہد کے ساتھ اثبات کو

قرار دیا کہ اب کوئی جانباز دائرہ قتل گاہ سے نقطہ پرکار کی صورت قدم باہر نرکھے اور لشکر اسلام شمشیر نیام
وخنجر تیز زبان کے جوہر دکھائین ادہر یہ کیفیت تھی اور ادہر شیر خان نے اپنے لشکر کو یہ حکم دیا کہ زنہار کوئی جانب
مقابل قدم نہ اوٹھائے پہلے سر دست ہاتھیون کو لشکر مقابل کی طرف چھوڑ دو اور توپخانہ جنگی اور
تیر اندازان شامل ہاتھیون کے پیچھے مامور کیے چنانچہ اس کشمکش مین چار ہزار آدمی مالدیو کا پائمال ہوا اور لشکر کی
طرف ایک آدمی پر حرف ضرر نہین آیا بلا تکلف جو قلعہ جات مالوہ وغیرہ مین تھے تصرف شیر خان مین در آئے پھر
اس فتح و ظفر کے بعد قلعہ کالنجر پر لشکر ظفر پیکر سمیت نازل ہوا محاصرہ کیا آتش زد و خورد مشتعل ہوئی ایکدن
نزدیک قلعہ پہونچکر چارون طرف سے حملہ کیا وقت اہل قلعہ پر سخت تنگ تھا قضا ہی کار شیر خان بھی وہان قریب
کھڑا تاکید کر رہا تھا کہ اتفاقاً ایک حقہ باروت سے لبریز دیوار قلعہ پر چوٹ کھا کر آتش پر سوز شعلہ زن تھی پھرا
شیر خانکو سر سے پاؤن تک ہمہ تن جلا دیا شیخ خلیل اللہ اور ملا نظام دانشمند جو پابند قضا تھے یہ بھی اوسی آگ
مین سوختہ ہوے غرض اس گرما گرمی معرکہ مین شیر خان نیم سوختہ کو امید زندگانی باقی نہ تھی لیکن جبتک
ہوش مین آتا تھا انتزاع قلعہ کے واسطے تاکید کرتا تھا اور جو کوئی دیکھنے پاس آتا تھا اوس سے بھی اشارہ
جنگ تھا کہ درنگ نہو ناچار اہل قلعہ جانون سے ہاتھ دھو کر شمشیر و خنجر کے ساتھ داد مردانگی دیتے تھے کہ اوسی
قلق و اضطراب مین مژدہ فتح قلعہ شیر خانکو پہونچا تھا کہ رشتہ دم حیات ٹوٹ گیا آتش مرد یہ گرما گرم مادۂ وفات
شیر خان کا ہے آخر لاش اوسکی سہسرام مین جہان گورستان اوسکے بزرگون کا تھا دفن ہوا پانچ برس
کئی مہینون مین یہ کشور کشایان کین روز مین میدان جنگ و جدال کی سیر اوٹھائین جسوقت حضرت اسپہ
دیکھتے تھے بنظر حیرت کہتے تھے کہ افسوس اپنا آفتاب سلطنت نماز شام کے وقت طلوع ہوا —

بادشاہ سی و ہفتم

سلیم شاہ بن شیر خان کہ جلال خان نام تھا عیسی خان وغیرہ کی اتفاق سے اٹھارہ ہوین ربیع الاول ۹۵۲ ہجری
پاس قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا سلیم شاہ اسم خطابی ہے عادل خان نام اپنے برادر بزرگ کو
جو قلعہ رنتھنبور مین تھا عرضداشت تحریر کی کہ اسوقت آپ منزل مراد سے دور مین اور مین نزدیک بنظر مصلحت آپکے
آنے تک محافظت رعایا اور لشکر کے واسطے یہ تخت نشینی قرار دی ہے والا مجکو سواے اطاعت و فرمانبرداری حضور
اور کوئی مراد و مطلب نہین القصہ یہ کاغذ بھیجکر سلیم شاہ جانب آگرہ متوجہ ہوا جب عرضداشت مذکور
عادل خان کے پاس پہونچی بنظر دور اندیشی یہ جواب قلم بند کیا کہ اگر یہ چار آدمی قطب خان نائب و عیسی خان

پیاری اور خواص خان اور جلال خان کہ ارکان سلطنت ہین اگر تسلی اور تشفی میری کرین تو بلا تشویش و پیچ
وعدہ ملاقات کرسکتا ہون سلیم شاہ نے اون چارون شخصون کو عادل خان کے پاس روانہ کر دیا کہ اونھون نے
جاکر عہد و قول کے اندیشے دل سے عادل خان کے دور کیے اور وعدہ کیا کہ پہلی ملاقات مین آپکی صورت حصول
مطلب ظہور مین لائینگے اور ہندوستان مین جو مقام دلکش پسند خاطر ہو حسب درخواست انکی جاگیر ہوگی
غرضکہ عادل خان نے اونکے ساتھ فتحپور سیکری مین کہ سلیم شاہ نے سنگارپور نام اسکا رکھا تھا آراستہ کیا تھا آ
ملاقات کی پہر یہان سے یہ دونون متوجہ آگرہ ہوئے اشارہ سلیم شاہ کا اپنے سرفروشونکو یہ تھا کہ قلعہ مین دو آدمیون
سے زیادہ ہمراہ عادل خان آنے نہ پائین لیکن عادل خان جمعیت افاغنہ کے ساتھ قلعہ مین در آیا تب پہر سلیم شاہ
برعکس تہی عادلخان عشرت دوست و مرد عیاش طلب تھا اوسکو سلطنت کے جھگڑون سے کیا کام
روباہ بازی فریب سلیم شاہ دیکھکر اوٹھا اور سلیم شاہ کو کھڑے کھڑے اوٹھا کر تخت سلطنت پر بٹھایا اور حسب آئین
سلطانی پہلے آپ ہی رسم سلام و مجرا ادا کی لفظ مبارکباد سلطنت زبان پر لایا قطب خان وغیرہ چارون
شخص نے اپنے قول و قرار کے موافق ملک بہار کو اوسکی اضلاع سمیت جاگیر عادل خان مین قرار دیکر
اوسکو ساتھ لائے اور جاگیر مذکور مین بآرام تمام پہونچا دیا دو مہینے کے بعد پہر سلیم شاہ کی شمشیر تصور نے درمیان
دل کے یہ جوہر آشکار کیے دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتین لہذا غازی محلی کو روانہ کیا کہ عادل خانکو
گرفتار کرے یہ ابھی پہونچا نہ تھا کہ عادل خان نے اس عزم خراب سے مطلع ہوکر اپنے تئین حفاظت خواص خان کے
پاس میوات مین پہونچایا خواص خان نے اس مقدمہ مین سلسلہ جنبانی کی اور غازی محلی کو جو زنجیر سمیت آیا تھا
اپنے پاس بلاکر اوسی زنجیر مین جو لایا تھا پابجولان کیا اور مضمون مخالفت آشکار جو امرای عالی مرتبہ سلیم شاہ کے
ساتھ تھے نیز خطوط بھیجکر لفظ و معنی کی طرح متفق کیا اور لشکر گران لیکر عادل خان کے ہمراہ ہوا آگرہ مین
پہونچا سلیم شاہ کوتاہ اندیش قطب خان وغیرہ کے مشورہ سے آمادہ جنگ ہوا لیکن تائید آسمانی شریک حال تھی
عروس فتح سے ہم آغوش ہوئی اور عادل خان نے خواص خان و عیسی خان سمیت ہزیمت پائی آخر عادل خان
بہاگ کر پٹنہ مین گیا اسکے بعد پہر کچھ خبر اسکی پیدا نہوئی خواص خان اور عیسی خان کو قوت مقابلہ کہان کوہ
کمایون کی طرف راہی ہو گئے القصہ سلیم شاہ داد و دہش مین اپنے پدر بزرگوار سے زیادہ مشہور تھا قضاے کار
خنجر اجل کی نشانی پشت سلیم شاہ پہ نمودار ہوا اور فساد زیادہ پیدا کیا زخم دامن دل اسکا ایسا گریبان گیر زندگانی
ہوا کہ وہ اوسی کرب و درد مین جہان سے گذرا نو برس کئی مہینے حکمرانی کی —

بادشاہ سی و ہشتم

فیروز خان لڑکا اوسکا تخت نشین ہوا مبارز خان خسر پورہ سلیم شاہ نے فیروز خان کو خورد سال پاکر چند روز
لطائف الحیل مین بسر کیے اور ہر چند پٹھانون سی رسم و راہ محبت بہم پہونچا کر اوس طفل بیچارہ کو کشمکش
دار فانی سے چھوڑا کر نام اپنا محمد عادل شاہ قرار دیا اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر زر افشانی شروع کی لیکن
اطراف ولایت مین فتور واقع ہوے محمد خان سور جو بنگالہ مین تھا فوج کشی پر آمادہ ہوا اور ہندوستان مین
ابراہیم لودھی نے خروج کیا عادل شاہ نے ہیمون نام بقال کو بسنت رای خطاب دیکر لشکر جرار اور
خزانہ بیشمار سمیت جانب آگرہ و دہلی مامور کیا قصہ مختصر ابراہیم لودھی نے سولہ دن تک برابر آتش
شعلہ زن حرب و ضرب میدان جنگ مین بھڑکائی لیکن سرد مہری اقبال شریک تھی ہر ایک لڑائی
ٹھنڈی رہی آخر بھاگ کر بیانہ مین پہونچا بسنت رای بتعاقب پچھڑا بیانہ مین آکر قلعہ کو محاصرہ کیا طرح
جنگ و جدال ڈالی چونکہ قلعہ مین تہ بخانہ وافر تھا منزل مراد تک رسائی نہوئی ولایت بیانہ کو بخوبی تاخت
و تاراج کیا ہنوز معرکہ ناتمام تھا کہ بسنت رای بقال کو خبر پہونچی کہ محمد خان سور نے آپکو سلطان جلال الدین
بناکر لشکر کثیر بہم پہونچایا اور ہاتھہ پاؤن حد بساط سی باہر نکالی بلکہ جونپور تک متصرف ہو کر عزم پیش دستی
مد نظر ہے بسنت رای عجب دریاے فکر مین غوطہ زن تھا کہ نوشتہ عادل خان نازل ہوا کہ بہر صورت
آپکو مجھہ تک پہونچاے ناچار اوسنے محاصرہ قلعہ سے ہاتھہ اوٹھا کر کوچ کیا ابھی موضع منڈا کہ مین پہونچا تھا
کہ ابراہیم لودھی قلعہ سے نکلکر سایہ کی صورت عقب اوسکے نازل ہوا اور میدان جنگ آراستہ کیا
لیکن کچھہ بن نہ آئی پھر شکست کھا کر جانب الور راہی ہوا اور بسنت رای مظفر و منصور براہ راست
عادل شاہ کے پاس پہنچا یہان محمد خان سور سے مقابلہ درپیش تھا مقابل غالب اور عادل شاہ
مغلوب القسمہ بسنت رای فوج کثیر اور فیلبان مست سمیت آب جون سے کہ پایاب تھا اوتر کر
سپاہ غنیم پر وہ آگہ شبخون جاپا کہ ہرگز کسی کو مجال ہاتھہ اوٹھانے کی نہوئی آخر محمد خان سور نے
موج کے مانند پریشان ہو کر میدان جنگ سی قدم اوٹھایا اور حباب کی صورت ایسا غائب ہوا کہ نام
نشان اوسکا کسی جگہ پیدا نہوا عادل شاہ نے فتحیاب ہو کر بسنت رای کو نوازشات سلطانی سے
سرفراز فرمایا اور خزانہ موفور و لشکر نامحصور و فیلان نامدار و بہادران آزمودہ کار ہمرکاب دیکر جانب آگرہ
روانہ کیا اب خضر خان ولد محمد خان سور نے مقام پدر کو قائم کیا کہ انتقام پدر کا شاہد پیشانی باندھی [illegible]

سامان لشکر کشی مہیا کیا اور صف جنگ آراستہ عادل شاہ نی دو تین سخت لڑائیان مارین قضا پابوس
رکاب تھی داد شجاعت کمال بہادری کے ساتھہ دیکر میدان معرکہ مین مارا گیا اسکے بعد

بادشاہی دہم

دہلی مین سکندر بادشاہ ہوا مگر دست قدرت حاصل نہ تھی کہ اس عرصہ مین ستارہ اقبال نصیر الدین
ہمایون شاہ کا برج گردش سے خانہ شرف مین مشرف ہوا کابل سے سنہ مین فوج ملکی سمیت وحی آسمانی
کی صورت نازل ہوا راجہ جیسلمیر و امرکوٹ نے پیشکش دیکر ملازمت حاصل کی ہمایون بادشاہ نے اسقدر
دریای بخشش کو آب زر سے موج زن کیا کہ تمام عالم سیراب تھا اور امرای عظام عالی مرتبہ کو عطا ہی کرکے دو
منجر مرصع سی آبرو بخشی اور معظم نام برادر مریم مکانی کو یہان کی حکومت پر چھوڑکر راہ بھکر سے جانب پنجاب
پہونچا سکندر افغانی جو تازہ بادشاہ دہلی بنا تھا آمادہ مقابلہ ہوا بیس ہزار سوار ہمرکاب لیکر حدود جالندھر
مین سد باب ہر ایک راستہ کا ہوا اور فوج ظفر موج ہمایون بادشاہ سی جنگ عظیم واقع ہوئی اور میدان
تیر اندازی گرم ہوا مخلون نے کمانین چڑھائین تیرون کو راست کیا خلاصہ جو ناوک جگر دوز شست سی
جدا ہوتا تھا گویا پیام اجل تھا جس گوشہ مین پہونچا نشانہ کیا خلاصہ تمام فوج افاغنہ ہدف ناوک
مقابل ہوئی اور قدم میدان سے نقش آب کے مانند اوٹھہ گئے راہ فرار پر ٹھہرے ہمایون شاہ نے
اپنی فوج چارون طرف تقسیم کی تھی ایک طرف خانخانان بیرم خان اور دوسری جانب سکندر خان
وعبد اللہ خان اوزبک اور تیسری سمت شاہ ابو المعالی و علی قلیخان و بہادر خان غرض اسی دستور وطریق سے
منزل مراد تک پہونچی سکندر برگشتہ بخت شکست نصیب ہزیمت خوردہ خون جگر پیتا ہوا بقول معروف
سنگ آمد و سخت کوہ سوالک کی طرف راہ فرار پر قدم زن ہوا فوج افاغنہ بکثرت قتل ہوئی اموال
و اسباب فزون حساب سی افزون اور فیلان کوہ پیکر شمار سے باہر لشکر سلطانی فتح نصیب کو ہاتھ لگی
القصہ شاہ ابو المعالی نے براہ تعاقب سکندر بسفر و بیہ قدم بڑھایا سنہ ۹۶۲ ہجری مین ہمایون شاہ پھر سرنو
دوبارہ تخت سلطنت دہلی کو رونق بخشی آب رفتہ بحکم خدا پھر دریای خشک مین موج زن ہوا اور چراغ
کشتہ خاندان تیموریہ روشن اس مرتبہ اکثر ولایتی ہندوستان کے قبضہ تصرف ہمایون شاہ مین درآئین
خلاصہ بعد طمانیت تمام جاگیرین تقسیم فرمائین مصطفےٰ آباد کی تیس لاکھہ سکہ جمع کا تحاسرح حضرت رسالت پناہ کے
نذر کیا اور بیرم خان منصب اتالیقی شاہزادہ محمد اکبر سے سرفراز ہوا اور قباخان لنگ کو حکومت [illegible]

اور علی قلی کو میرٹھہ اور قنبر دیوانہ و بہادر خان کو بدایون اور حیدر خان کو بیانہ مرحمت کیا اور غازی خان
پدر ابراہیم لودھی قلعہ بیانہ مین محصور تھا زوال دولت افاغنہ دیکھکر خواستگار امان ہوا قلعہ سے باہر آیا
حیدر خان نے غازی خان کو عیال و اطفال سمیت قید کیا اکثر خزانے اور دفینے ہاتھہ آئے مگر بچون سمیت
اوسکو قتل کیا اور سر اوسکے کاٹ کر جانب دہلی روانہ کیے یہ حرکت ہمایون شاہ کو نامستحسن نظر آئی شہباز
نیشاپوری کو کہ آخر مین شہاب الدین احمد خان کا خطاب پایا تھا تحقیقات حال غازی خان کے واسطے بھیجا گیا القصہ
سرداران صاحب نے راہ خودسری پہ قدم رکھا علی قلی نے میرٹھہ سے نکلکر بدایون مین قنبر دیوانہ کو قتل
کیا جب یہ خبر بادشاہ ہمایون کے گوش زد ہوئی سخت ناخوش ہوئے لیکن آفتاب حیات بادشاہ ہمایون شاہ
لب بام ممات تھا ۹۶۳ھ ہجری ساتوین ربیع الاول کو بالاے ایوان قلعہ دہلی سے اوترتے وقت جام
زندگی لبریز ہوا یعنی صداے موذن اونکے گوش ہوئی تعظیم اذان کے واسطے زینہ پہ بیٹھہ کر اوٹھتے
وقت عصاے دستی نے خطا کھائی دستگیری سے ہاتھہ اوٹھایا پاؤن کی لغزش نے کہ ابھی چند زینہ
باقی تھے روی زمین پہ پھینک دیا ضرب سخت نصیب اعدا ہوئی پندرھوین شہر مذکور رشتہ زندگی سے
ہاتھ دھوکر قدم جانب بہشت برین اوٹھایا سن اکاون برس کا تھا ملا قاسم کاشی نے تاریخ وفات
اسطرح موزون فرمائی تاریخ ہمایون بادشاہ آن اقبالی کہ فیض شامل او عالم افتاد ۔ چو
دولتش چون یافت رفعت ۔ اساس عمرش از استحکام افتاد ۔ چو خورشید جہانتاب [illegible]
بپایان ور غار شام افتاد ۔ قضا از بہر تاریخش رقم زد ۔ ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۔

بادشاہ چہلم

جب آفتاب حیات ہمایون شاہ پردہ مغرب ممات مین غروب ہوا ستارہ [illegible] جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ غازی مشرق اقبال سے طلوع ہوا تخت سلطنت نے اوسکے جلوس سے فرق [illegible]
روکش برج خورشید بنایا تمام روی زمین ہندوستان روشنی خورشید سپہر [illegible]
ہوئی عدالت نے نور تازہ پایا اور ستارہ سخاوت چمکا شجاعت و [illegible] اطاعت [illegible] سطوت [illegible]
اشہب بادرفتار عزم اوٹھائی فتح و نصرت دست بستہ ہمرکاب تھی سکندر [illegible] پچاس برس [illegible]
مین بالاستقلال تمام او سلطنت دی جملہ کیفیت تشریح و تصریح سمیت اس بادشاہ عدالت گستر کی
اکبر نامہ مین زیب قلم ہے اس اختصار مین اوس طول کی کہ حاجت تحریر نہین [illegible]

قرار کسے + سکو آمادۂ سفر دیکھا + جب صبح پر نور حیات ظلمت شام ممات کے قریب پہونچی عارضۂ دق مین
اس شدت سے مبتلا ہوا کہ حکیم حاذق معالجہ مین دق ہوئے آخر قلعہ آگرہ مین که ذوق بخش تھے اوسی
زحمت عارضہ مین شاہد رحمت حق سے ہم آغوش ہوئے باغ بہشت آباد مین جو سکندرہ نام سے مشہور ہے
مقام مدفن قرار پایا یہ حادثۂ عظیم ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو وقوع مین آیا اکاون برس نو مہینے نو دن بے شش و پنج
شش جہت مین حیات پنجروزہ عیش و حکمرانی کے ساتھ طے کی۔

بادشاہ چہل و یکم

سلطان سلیم بن اکبر بادشاہ جو نور الدین محمد جہانگیر نام سے مخاطب تھا پنجشنبہ کے دن ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو
شہر آگرہ مین صاحب تخت و تاج ہوا نام خدا ابھی سن مبارک اڑتیس سال کا تھا کہ نہال اوج و اقبال بارور
ہوا خواجہ غیاث نام قوم تاتاریون سے پریشان روزگار اپنی زوجہ ہمیت عازم سفر ہندوستان تھا حسن
اتفاق ایک جنگل ہولناک مین بطن زوجہ مذکور سے کہ حاملہ تھی ایک لڑکی چشم بددور سراپا نور تجلی افروز
کاشانہ عالم ہوئی لیکن وہ زن و مرد دونون تیغ افلاس سے ایسے چورنگ تھے کہ رشتہ محبت مادر
و پدری توڑ کر عالم بے سرو سامانی مین اوس نونہال کو اوسی صحرای پر ملال مین تنہا چھوڑ کر راہی ہوئے
پارہ راہ طے کی تھی کہ پھر دریاے محبت نے جوش مارا اور الفت دختر رشک قمر پا بہ زنجیر ہوئی خواجہ
غیاث پھر راہ سے پھرا دیکھا کہ اوس دختر ماہ پیکر سے ایک افعی سیاہ دست و گریبان ہے یعنی ہمہ تن
لپٹا ہوا افراط دہشت سے قریب تھا طائر روح قفس تن سے پرواز کرے کہ اوس افعی سیاہ نے آہٹ
پاؤن کی سنکر راہ لی نظرون سے غائب ہوگیا خواجہ غیاث نے بڑھکر لڑکی کو زمین سے آغوش
راحت مین اوٹھا لیا اور اپنی زوجہ کے پاس لایا دلمین تصور کیا خدا رزاق ہے القصہ پھر وہان سے
پیشتر وہ زن و مرد دونون قدم زن ہوئے کہ ناگاہ قافلہ مسافرون کا دوچار ہوا وہ اہل قافلہ کوچک
دل تھے بڑے لطف سے پیش آئے کچھ زر نقد بنظر ترحم نذر کیا یہ زن و مرد دونون شکر خدا بجالائے
آگے بڑھے غازی پور تک آب و دانہ کھینچ لایا یہان حسب تقدیر صورت نوکری ظہور مین آئی ایام نحوست
دور ہوئے ستارہ قسمت چمکا کچھ دنون مین اکبر بادشاہ کی سرکار شاہی مین عہدہ میر بخشی سے سرفراز ہوا
وہ دختر رشک قمر اس عرصے مین قریب شباب پہونچکر غیرت خورشید ہوئی بادشاہ سلیم اوسکے حسن و جمال پر
ہزار جان و دل سے مفتون ہوا اور طائر دل دام زلف شبرنگ مین گرفتار لیکن پیشتر وہ دختر زہرہ پیکر

علی قلی نام شیر افگن ترکمان کے ساتھہ منعقد ہو چکی تھی عہد اکبر شاہ تک اوس گوہر دریای عصمت پر ہاتھہ بادشاہ
سلیم کا وقت شاہزادگی مین نہین پہونچا جب صاحب تاج و تخت ہوا شیر افگن کی فکر شکار مین تھا وقت پاکر
ایک مرتبہ شیر خونخوار سے مقابلہ کروا دیا مگر قضا نے منہہ موڑا دوسری بار مست ہاتھی کے سامنے چھوڑوا دیا یہان بھی
خدا نے حفاظت کی آخر کار تیسری دفع قطب نام ایک امیر کو اس شرط پر صوبہ دار بنگالہ بنایا کہ شیر افگن کو ہدف
ناوک اجل کرے چنانچہ اوس قطب نے چالیس قاتل ایک شیر افگن خان پر مامور کیے لیکن نقد مراد ہاتھہ نہ آیا آخر کار
قطب صوبہ دار بنگالہ نے آپ لشکر سمیت آکر مقابلہ کیا شیر افگن نے کام شجاعت و دلاوری سے لیا قطب و فیل
سوار کو چند سرداروں سمیت راہ فنا دکھائی لیکن اوسکا بھی وقت اجل قریب پہونچا تھا چہار طرف سے
مینہہ تیرونکا برسنے لگا آخر کاری زخموں نے شہید کر دیا مگر اس خون ناحق سے بادشاہ سلیم سخت منفعل رہا
چار برس اوس غیرت گلزار کی طرف کہ نورجہان نام تھا رخ نہین کیا مگر طائر دل ناوک نگاہ جگر دوز کا نشانہ
تھا ہی آخر اوسکو اپنی محل مین بہ محل جگہہ دی اور نور محل خطاب دیا خواجہ غیاث کے مرتبے نے ترقی پائی امور
سلطنت مین اختیار کامل حاصل ہوا چنانچہ عہد وزارت خواجہ ایاز مین تمام اہل ہند چھوٹے بڑے ثناخوان اور
محفوظ رہے جب غیاث سے بار معشوقہ حیات نہ اوٹھا شاہد ممات سے ہم آغوش ہوا اکثر آتش فتنہ سلطنت مین مشتعل
ہوئی کہ جسکا انطفا بدشواری ظہور مین آیا شاہزادہ خسرو نام جسکو شاہجہان سے بڑے کی تمنا تھی پہلا اپنے عداوت
قلبی اپنی آشکار کی خلل انداز سلطنت جہانگیری ہوا آخر قید ہوکر دس برس کی قید بھگت کے رہائی پائی تھی پھر نظر بند
بادشاہ ہوا پھر قید کیا چونکہ مار آستین تھا ہی اوسکو افسون چالاکی و سحر فریب سے قتل کروا دیا کہ خون خفتہ بیدار
ہونے پایا یعنی شاہزادہ شاہجہان وقت روانگی دکن شاہزادہ خسرو کو کہ نظر بند تھا اپنے ساتھہ لیگیا اور زندان
سخت مین قید کیا کہ اوسنے اوسی ایذا مین ایام حیات طی کیے اور یہ بھی دوسری روایت ہے کہ سر شاہجہان پر نہ
بھی ہوائے تخت و تاج اسقدر سمائی تھی کہ عنان عزیمت جب جانب دکن اوٹھائی فوج باپ پر لشکر کشی کی
نربدا کے کنارے صف جنگ آراستہ ہوئی مگر موج کے مانند شکست فاش اوٹھا کے بے آبروئی کے ساتھہ
چند سال سرو زمین پر آسمان ناہنجار کی صورت پریشان و آوارہ رہا القصہ جب خواجہ غیاث نے وفات پائی
نورجہان منظور نظر بادشاہ تھی ہی ارکین سلطنت کو آنکھین دکھانا شروع کین اور ظلم و فسق ملک مین
کھل کھیلی جہانگیر بادشاہ اوس پری رخسار پہ ہزار دل سے دیوانہ تھا عقل و فراست بر طرف تھی نورجہان
بیگم ہی کار پرداز سلطنت تھی بلکہ فرمان شاہی بہ عنوان اسکے حکم سے زیب قلم ہوتا تھا طغرا پیشانی پر انوار افشانی

دکھاتا تھا حکمت علیہ علیہ مہد علیا نورجہان بادشاہ — اور مہر پہ یہ شعر قلم بند تھا شعر نورجہان گشت بحکم اللہ ٭
ہمدم و ہمراہ جہانگیر شاہ ٭ گو خطبہ اسکے نام کا پڑھا نہین جاتا تھا آخر کار یہ سکہ اوسکا روپیہ پر بتجلی فروز ہوا آغاز ہوا شعر
بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ٭ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر ٭ خلاصہ ارباب عشق تلون مزاج ہوتے ہین
لہذا اسکے جہانگیری سکے بھی ہر ایک شہر مین مختلف تھا اکبر نگر مین ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو یہ سکہ جاری فرمایا ؎ سدی زر را ساخت
نورانی برنگ مہر و ماہ ٭ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ٭ اور جب بعد اکبر شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر
رونق فزا ہوا تب سکہ کو رواج دیا ؎ سکہ زد با آگرہ شاہی بزر در مہر و ماہ ٭ شاہ نورالدین جہانگیر ابن
اکبر بادشاہ ٭ اور شہر لاہور مین ۱۰۱۵ سنہ ہجری کو یہ سکہ بٹھایا ؎ بہر بادروان تا فلک بود در دور ٭
بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور ٭ اور سنہ مسطور مین درمیان احمدآباد یہ منقش ہوا ؎ سکہ زد در احمدآباد از
عنایات اللہ ٭ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ٭ اور شہر برہانپور مین یہ سکہ پر نور ہوا ؎ سکہ زد
در شہر برہانپور شاہ دین پناہ ٭ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ٭ الحاصل مہابت خان نے وقت
بغاوت شاہجہان وہ داد شجاعت دی اور کار نمایان میدان معرکہ مین ظاہر کیے کہ مورد عنایات
سلطانی ہوا نورجہان بیگم سے خار کھاتا تھا وہ سبز باغ دکھایا کہ طبیعت بادشاہ ہر رنگ بوئے گل بدل گئی
اور وجہ بغاوت شاہجہان جہانگیر سے یہ تھی کہ یہ بڑا بیٹا مستحق سلطنت تھا اور نورجہان بیگم شہریار اپنی
بیٹی فرزند کی خواستگار تھی اور وہ شاہجہان اپنے سب بھائیون مین صاحب لیاقت اور مرد میدان
شجاعت تھا فتوحات دکن کی وجہ شہرت نصیب ہوا قوت و قدرت سے فرو نہ کیا مہابت خان سپہ سالار
نہایت خیرخواہ جہانگیر بادشاہ تھا شاہجہان کو بارہا شکستین دین بلکہ جب شاہجہان گجرات و بنگالہ کی طرف اجتماع
لشکر کے واسطے گیا تھا مہابت خان نے تعاقب مین پیچھے اوسکا فرصت دم راست کرنے کی نہ پایا اور یہان
نورجہان بیگم سیاہ دل نے یہ بات جہانگیر کے لوح دل پر منقش کردی کہ مہابت خان شاہجہان سے ملکر
تیرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے بادشاہ متشخص ہوکر فرمان طلب اوسکے نام جاری فرمائے وہ خلاصہ اپنے
مطلب کو پہونچکر جانب قلعہ رنتھمبور روانہ ہوا نورجہان بیگم درپے فساد تھی ہی اور آتش افروزیان کین کہ شعلہ
شرارت آمیز بھڑکے جہانگیر بادشاہ نے پھر فرمان طلب روانہ کیا مہابت خان ناکردہ گناہ مافی الضمیر حضرت سے
آگاہ ہوچکا تھا پھر کیونکر سرکشی راہ اطاعت سے خلاف سمجھکر چلنے پر مستعد ہوا پانچ ہزار سوار قوم راجپوت سے
ہمرکاب تھے اتفاقا لشکر بادشاہی کابل کو جاتا تھا جب جہلم پر پہونچا فوج شاہی اوتر گئی اور نورجہان بیگم بھی

اپنے بھائی آصفخان نام کے ساتھہ جو وزیر اعظم تھا دریا سے عبور کر گئی ساحل آشنا تھی ادھر فقط جہانگیر شاہ چند ہمراہیون سمیت رہگیا تھا اوسوقت مہابت خان دلیری و بہادری کے ساتھہ راجپوتون کو لیکر آگے بڑھا اور پل جہلم پر بند وبست کامل کر کے تھوڑے سوارون سمیت خیمہ بادشاہ مین کہ اس پار برپا تھا در آیا ہر چند بادشاہ کے ہمراہیان نے کان کھڑے کیے لیکن یہ حضرات قبضہ قدرت مین آچکے تھے دست پاچہ ہوکر خاموش رہگئے آخرکار مہابت خان نے بادشاہ جہانگیر کو بتلاش تمام خیمہ غسلخانہ مین پایا آنکھین دوچار ہوتی ہی بادشاہ نے پوچھا کہ تیرا کیا عزم ہے مہابت خان نے جوابدیا کہ خانہ زاد اپنے دشمنان تشنہ خون سے بچکر حمایت حضور مین آیا ہے پھر بادشاہ نے فرمایا کہ یہ فوج مسلح تیری ساتھہ کسواسطے آئی ہے اوسنے عرض کی کہ میری جان عزیز کی حفاظت مد نظر ہے اور بدخواہ سے انتقام کا خیال القصہ بعد گفت وشنود مہابت خان نے بادشاہ کو پہرہ مین راجپوتون کے تفویض کیا جب یہ خبر وحشت اثر گوش زد نورجہان بیگم ہوئی منھہ دھوان ہوگیا اور طائر ہوش عنقا رنگ پریشان کی طرح منتشر ہوکر حیرت نے صورت آئینہ بنادیا آخر رہائی بادشاہ کے واسطے باہم مشورہ مین یہ بات قرار پائی کہ مہابت خان پر حملہ کرنا مناسب ہے گو بظاہر پار اوترنا دریا سے مقابلہ دشمن مین محال تھا مگر نورجہان بیگم نے عالم اضطراب مین پہلے ہاتھی اپنا سر دست دریا مین ریلدیا اور چار ترکش تیرون سے بھرے اوس کمان ابروی شاطر نے خالی کیے مگر چار فیلبان بیگم کے مارے گئے بیٹے نے بھی کچھہ زخم کھایا جب فوج شاہی لب دریا پہونچی راجپوتون نے موج کے مانند حملے کیے شکست دی مگر اس عرصے مین فوج کثیر سلطانی اطراف سے دریای رواں کے مانند آگئی بلکہ خیمہ بادشاہ تک جسمین نظر بند تھا پہونچی تھی پر فتح تقدیر مین نہ تھی منہزم ہوکر نورجہان بیگم نے لاہور کی طرف قدم اوٹھایا مہابت خان عروس فتح وظفر سے ہم آغوش ہوا حاصل کلام بادشاہ جہانگیر نے محبت نامہ بھیجکر نورجہان بیگم کو لشکر مہابت خان مین بلوایا مہابت خان اسکے جان کا دشمن تھا مگر نورجہان بیگم بھی فتنہ روزگار تھی جب دیکھا کہ دست مہابت خان سے جان بچنی دشوار ہے زینہار زندہ چھوڑتا نہین پیام دیا کہ اب وقت آخری ہے اور آنکھین دیدار بادشاہ کی جویا فقط ایک نظر دیکھنا چاہتی ہون مہابت خان نے اس شرط پر کہ میرے روبرو ملاقات کرے منظور کیا آخر خیمہ بادشاہ مین کہ مہابت خان بھی موجود تھا نورجہان بیگم نور بخش ہوئی معشوقہ صورت بادشاہ دیکھکر عالم حیرت مین آئینہ بنگئی اور بادشاہ نے بھی اوسکو بچشم حسرت دیکھکر فرط یاس سے رو دیا اور وہ کلام دلاویز انکسار آمیز زبان پر لایا

کہ مہابت خان نے عداوت نورجہان بیگم سے چشم پوشی کی اور اوسکے پاداش سے درگذرا آخر بعد
اسکے مہابت خان بادشاہ کو کابل مین لایا اور نہایت ادب کے ساتھہ پیش آیا دو فرزند اسنے خدمتگذاری
بادشاہ کے واسطے مامور کیے حکمرانی بدستور تصرف بادشاہ مین رہی بعد اسکے کاوشین نورجہان بیگم کی
مہابت خان کے ساتھہ چلتین گیئن مگر آصف جاہ وزیر اعظم کو حرکات بیگم ناپسند تھین یہ بادشاہ وقت
مراجعت کشمیر کثرت بیماری سے ضعیف وناتوان زیادہ تر ہوگیا تھا آغاز زمستان مین پہلے بیرم کلہ مین آیا
اور یہان سے بھمبر مین اور یہان سے راجوری مین نزول اجلال فرمایا عارضہ ترقی پذیر تھا پھر دن رہے
یہان سے کوچ کیا روز حیات تمام ہوچکا تھا شام قریب تھی رنگ طبیعت دگرگون ہوا شب سختی مین گذری
صبح ہوتی وقت دم شماری تھا دوپہر کو یکشنبہ کے دن ستائیسوین شہر صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق
نومبر سنہ ۱۶۲۶ عیسوی تھی اور عمر ساٹھہ برس کی اور بائیسوان سال جلوس کو طائر روح آشیانہ خاکی سے
پرواز کرگیا جہانگیر از جہان رفت مادۂ وفات جہانگیری لاہور مین شاہدرہ کے درمیان جنازہ اوسکا دفن
ہوا اس بادشاہ کے عہد مین سر طامس نام سفیر جیمس اول شاہ انگلینڈ کا دربار شاہی مین حاضر ہوا تھا اور
سورت مین کوٹھی بنانے کی صورت اوس سفیر کو ظہور مین آئی —

بادشاہ چہل ودوم

جب جہانگیر بادشاہ نے جہان فانی سے کوچ کیا بادشاہزادہ خرم نامی ملک دکن مقام جنیر مین کہ بہاتا
سر راہ پر تھا قیام پذیر تھا لہذا اتفاقی رہا تخت سلطنت کا صاحب تاج سے خالی مصلحت سے تھا بنظر
خیر اندیشی آصف جاہ وزیر اعظم برادر نورجہان بیگم ارکان دولت واعیان حضرت کے اتفاق سے حضرت
سلطان داور بخش عرف بولاقی کو جو شاہزادہ خسرو کا فرزند تھا مسند سلطنت پر بٹھایا تا فتنہ وفساد تازہ سر نہ
اوٹھائے تھوڑے زمانے کے بعد حضرت خرم براہ گجرات واجمیر سے ہوتے ہوے لشکران گران سمیت
دارالخلافت آگرہ مین رونق افروز ہوا چونکہ وارث خاص تخت وتاج سلطانی کا تھا ساتوین جمادی الاولی
سنہ ۱۰۳۷ ہجری دوشنبہ کے دن خانہ سلطنت آباد کیا شہاب الدین شاہجہان صاحب قران ثانی خطاب مین
ہوا ایک شوقی شاعر سے یہ مادۂ تاریخ زیب قلم ہے ع وارث ملک سلیمان آمدہ ۞ اور شہریار جو تھا بھائی
شاہجہان کا دکن مین شکست نصیب اسیر اور آنکھون سے بے بصیر ہوچکا تھا اس بادشاہ نے اولاد
نرینہ خاندان تیموریہ مین سواے اپنے زندہ نہین چھوڑا کہ مدعی تاج وتخت کا ہو سواے اللہ ع ہر کس

سنبھال خویش سنبھلے وارد ہو مشیت الٰہی سے عاقل رقیب تازہ عروس سلطنت کا خواستگار پیدا ہوا
مسمی لودھی نام شمع شبستان افاغنہ سے تھا جب شاہجہان دکن مین برسر فساد تھا بادشاہ جہانگیر نے
اسکو مقابلے کے واسطے مامور کیا تھا اس عرصے مین جہانگیر بادشاہ جہان سے گذرا لودھی کو شاہجہان
نے صوبہ مالوہ عنایت کیا مگر طبیعت کھٹکی ہوئی تھی جب لودھی مذکور حسب الحکم سلطانی دار الخلافت مین آیا
رنگ دربار شاہی اپنی عزت و توقیر کے خلاف پایا تیوری چڑھی ہوئی چشم بد دور عظمت خان اسکے نور عین نے
سر دربار تلوار میان سے لی حشر برپا کیا اور لودھی وہان سے بھاگ کر سو آدمیون سمیت اپنے مکان مین آیا
سپاہ سلطانی نے آکر محاصرہ کیا سامنا قضا کا تھا جب صاحب عصمت عورتون نے دیکھا کہ ہاتھ سے
دشمنون کے آبرو بچنی دشوار ہے بے تکلف خنجر مار کر وہین زمین پر ڈھیر ہوگئین دریای خون
جاری ہوا لودھی نے یہ رنگ دیکھکر دیوانہ وار اپنے دونون بیٹون سمیت گھوڑون پر سوار ہو کر ڈنکا بجاتے
ہوئے بڑی شجاعت کے ساتھ اوس مکان تنگ سے نکلکر اپنی منزل مقصود کی طرف راہی ہوا جرنیل لشکر
سلطانی درپے تعاقب ہوا کسی جگہ لودھی مقابلہ مین بند نہ تھا مگر برسات کی وجہ دریای چنبل نے آنکھین
دکھائین موج دریا چاہتی تھی کہ زنجیر پا ہو جب فوج شاہی سر پر آپہونچی لودھی نے گھوڑا اپنا دریا مین
ڈالدیا آبرو کے ساتھ پار اوترا مگر عظمت خان بیٹا اوسکا اور ہمراہیون سمیت مارا گیا مگر لودھی نے دکن پہونچکر
وہ آتش افروزیان شر و فساد کے ساتھ شروع کین کہ بادشاہ کو فرو کرنا اوسکا دشوار ہوا دریای شورش کو بھی دشمن
شاہجہان بنا دیا اب آتش بغاوت بڑے زور و شور سے مشتعل ہوئی لشکر سلطانی ارادت خان وغیرہ
سردارون سمیت انکی سرکوبی کے واسطے مامور ہوا مگر لودھی انکے مقابلہ اور محاربہ مین غالب رہا لشکر
شاہی نے شکست پائی آصف جاہ نے حکم شاہجہان سے لشکرکشی کی لودھی منہزم ہو کر چند رفیقون سمیت
مالوہ مین پہونچا تھا کہ فوج شاہی کثرت کے ساتھ براہ تعاقب آکر نازل ہوئی بلا کے مانند اوسکو گھیر لیا آخر
مجبور ہو کر نشانہ تفنگ اجل ہوا ہمراہیون نے منصب رفاقت سے نہین منھ موڑا سب مارے گئے غرض
اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت ہند نے رونق وسعت پائی قندھار و بلخ پر بھی ہاتھ صاف کیا
حکام ملک دکن ہندو مسلمان سب مطیع و فرمان پذیر ہوئے اپنی یادگار شاہجہان آباد نامی نگر کو دار السلطنت
قرار دی اور قلعہ سنگ سرخ نہایت مستحکم اور خوبی کے ساتھ بنایا اور عالیشان جامع مسجد تعمیر کی کہ جسکا
جواب روی زمین ہند پر نہ تھا روضہ تاج محل نے آگرہ مین سنگ مرمر سے رونق پائی اکیسو نو گز کی

مربع کئی لاکھ روپیہ کے صرف مین تعمیر ہوا اور باغ گرد اوسکے نہایت شاداب و بے نظیر آراستہ کیا بیس برس تک بخوبی سلطنت رونق پذیر رہی القصہ اس بادشاہ کے چار فرزند تھے بڑا بیٹا دارا شکوہ دوسرا شجاع عباس جو بنگالہ مین صاحب حکومت تھا تیسرا مرزا مراد گجرات کا فرمان روا چوتھا اورنگ زیب جسکا نام عالمگیر مشہور ہے گو چھوٹا تھا لیکن بڑا کھوٹا تھا شجاعت شعار فتنہ روزگار سپہ گری مین شوخ و چالاک عقلمند صاحب ادراک مدت تک فوج دکن کی سپہ سالاری پر مامور رہا اتفاقاً شاہجہان کو سخت عارضہ ہوا کہ زیست کی امید منقطع تھا دارا شکوہ نے امور سلطنت مین ایسے ہاتھ پاؤن نکالے کہ بھائیوں کو اپنی جان عزیز کا دشمن بنا لیا یہ سب دشمن دوست نما دارا شکوہ کی فکر استیصال مین تھے کہ اس عرصہ مین شاہجہان بحکم خدا سے تندرست ہو گیا مرزا شجاع جو بیشتر فوج کشی کر چکا تھا مرزا سلیمان ابن دارا شکوہ نے اوس سے مقابلہ کیا لب گنگ بے آبروئی کے ساتھ شکست دی وہ صورت موج پریشان بھاگ کر منگیر مین ٹھہرا مرزا سلیمان نے محاصرہ کیا ادھر اورنگ زیب نے مرزا مراد کو بادشاہ بنانے کی امید پر اپنا معین و مددگار بنایا اور دونون فوجون نے ایک ہو کر کوچ کیا نربدا اوتر کر جسونت سنگھ نام راجپوت کو جو جمعیت کثیر لیکر حکم بادشاہ سے مقابلہ کے واسطے گیا تھا بار اوترا شکست دی شاہجہان یہ خبر سنکر سخت پریشان ہوا اور مرزا سلیمان کو حکم دیا کہ مرزا شجاع سے راہ صلح نکالکر حاضر حضور ہو اور دارا شکوہ کو تاکید کی کہ جب تک مرزا سلیمان اس پار نہ آئے عزم جنگ نکرنا دارا شکوہ لاکھ سوارون سمیت دریاے چنبل پر خیمہ زن تھا جب اورنگ زیب و مرزا مراد آکر قریب پہونچے دور اقبال فوج شاہی دیکھکر موج کے مانند پریشان ہوے مگر سامنا آبرو سے تھا ناچار جنگ واقع ہوئی مرزا مراد زخمی ہوا دارا شکوہ نے شکست اوٹھائی اورنگ زیب آگرہ مین آیا مرزا سلیمان کو ایلچی بھیجکر ساز و باز پیدا کیا بنیاد اتحاد و الفت ڈالی فکر شاہجہان نہین تھا کہ قید کرے محمد نام اپنے بیٹے کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ اسنے جاکر بچالاکی تمام قلعہ سلطانی مین قبضہ کیا اور شاہجہان کو مہمان بناکر عالم نشہ شراب مین قید کر دیا اور قبضہ کیا اب کوئی خار اور کاوش باقی نرہی اورنگ زیب نے سلطنت پر جلوس فرمایا معاذ اللہ تمام عمر شاہجہان کی قید مین گذری —

بادشاہ چہل و سوم

جب سنہ [illegible] عیسوی مین اورنگ زیب جسکا عالمگیر لقب تھا تخت نشین ہوا دارا شکوہ اور مرزا شجاع

دونون آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے اور دیکھتا تھا کہ انکے بدون استیصال رونق سلطنت معلوم اودھر دارا شکوہ نے لاہور مین پہونچکر جمعیت کثیر بہم پہونچائی لیکن مقابلہ فوج اورنگ زیب سے کہ جنگ آزمودہ تھی خلاف مصلحت سمجھا مانند موج مضطرب ہوکر دریاے سندھ کی طرف پہونچا اس سفر مین ایذائین سخت اوٹھائین جمعیت مین بھی انتشار واقع ہوا کچھ نمک حرام چاشنی دولت کے شریک رہے اس عرصہ مین مرزا شجاع نے بنگالہ سے اورنگ زیب پر لشکر کشی کی یہ خبر سرکشی برادر سنکر اورنگ زیب نے تعاقب دارا شکوہ سے ہاتھہ اوٹھایا اور قدم راہ بنگالہ پر رکھا یہان مرزا شجاع فوج دریاموج لیے آمادہ جنگ تھا نوبت مقابلہ آئی صف محاربہ آراستہ ہوئی جنگ سخت نے دل بہادرون کے سست کردیے سر دست ہاتھی اودھر مرزا شجاع کا زخمون سے پامال ہوا اور اودھر ہاتھی نے اورنگ زیب کے وہ صدمہ سخت اوٹھایا کہ زمین پر بیٹھہ گیا اورنگ زیب کا رنگ سرخ زرد ہوگیا چاہتا تھا کہ ہاتھی سے ہاتھہ اوٹھائے اور پاؤن روے زمین پر رکھے کہ میر جملہ وزیر نے پکار کر عرض کی کہ اس وقت حضرت کا ہاتھی سے اوترنا گویا تخت سلطنت سے اوترنے کے برابر ہے یہ صداے متوحش سنکر اورنگ زیب نے لباس سواس زیب بدن کیا یعنی پشت فیل سے رخ نہین پھیرا اگرچہ ہاتھہ تیغ قضا کا مرزا شجاع پر جا پڑا کہ وہ عین معرکہ مین ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا اس نشیب و فراز مین جو فوج نے ہاتھی کو مرزا شجاع سے خالی پایا ہمت ہار گئی ہزیمت سوار ہوئی نشہ شراب شجاعت اوتر گیا میدان اورنگ زیب کے ہاتھہ رہا لڑائی جیتا مرزا شجاع مجبور بنگالہ مین بھاگ کر قلعہ مونگیر مین پناہ آور ہوا اور اس درمیان مین دارا شکوہ دارالعصیب دریاے سندھ سے اوترکر ریگستان طے کرتا ہوا و برات چلکر گجرات مین پہونچا اور صوبہ دار گجرات کو جسکی بیٹی مرزا دارا سے منسوب تھی اپنا رفیق و یار بنایا اور فوج کثیر لیکر جانب راجپوتانہ روانہ ہوا قریب اجمیر جو دار الخلافت اوسکا تھا وہان ایک مقام مستحکم قرار دیا یہ خبر سنکر اورنگ زیب نے تعاقب شجاع سے کنارہ کیا اور دارا شکوہ کے مقابلہ پر آیا اور وہ جنگ قریب تھا کہ بلا تکلف فوج شاہی قلعہ مین در آئی دارا شکوہ نے روز بد دیکھا چند آدمیون سمیت بھاگ کر گجرات مین گیا والی گجرات نے پناہ نہ دی ناچار بے سروسامان ہوکر ریگستان مین قدم زن ہوا تکلیفین اوٹھائین ٹھٹھہ مین پہونچا ادبار سر پر سوار تھا ہی اوس موضع کے قریب جیون خان نام ایک سردار تھا جسکو دوبار دارا شکوہ نے حکم قتل شاہجہان سے بچایا تھا فی الجملہ اوس سے امید دستگیری تھی مگر بعکس ظہور مین آیا کہ وہ دارا شکوہ کو

پکڑ کر دہلی مین لایا اور عالمگیر کو دیکہ جانب لاہور جاتا تہا کہ راہ مین گسینے کام تمام کیا ادہر دارا شکوہ کا
جام حیات لبریز ہوچکا تہا قاتلون نے حکم اورنگ زیب کے موافق آب شمشیر پلاکر ٹہنڈا کردیا اب فقط
مرزا شجاع مار آستین تہا لہذا شاہزادہ محمد سلطان و میر جملہ وزیر کو مقابلہ مرزا شجاع پر مامور کیا یہان
حضرت عشق اورنگ لائے یعنی محمد سلطان اپنے چچا مرزا شجاع کی لڑکی پر کہ صاحب جمال تہی ہزار
جان سے عاشق زار ہوگیا مرزا شجاع سے جاملا اوس دختر ماہ پیکر کے ساتہہ صورت شادی ظہور مین
آئی مگر میر جملہ وزیر و لشکر سلطانی کا قدم میدان مقابلہ و محاربہ سے نہ اوٹہا آخر مرزا شجاع نے شکست
پائی محمد سلطان نہایت مضطر تہا اور مرزا شجاع بہی محمد سلطان کی دامادی سے اپنی بربادی کے
باب مین اندیشہ مند تہا ناچار محمد سلطان کو زوجہ سمیت جانب بنگالہ روانہ کیا غرض تمام ہندوستان
قبضہ اورنگ زیب مین تہا کہین جگہ پناہ کی نملی آخرکار باپ سے رجوع کی اورنگ زیب نے
محمد سلطان فرزند کو قلعہ گوالیار مین نظربند کیا کہ سات برس مصیبتین قید کی جہیل کر شش جہت سے گذرا
اور مرزا شجاع بہاگ کر اراکان مین آیا یہان والی اراکان نے دغا سے پکڑ کر مرزا شجاع کو مار ڈالا اور
شاہجہان زوال سلطنت کے بعد آٹہہ برس قید مین رشتۂ حیات کا پابند رہا ۱۶۶۶ عیسوی مین
گلشن فردوس کی طرف سدہارا معاذ اللہ کیا کیا نیرنگیان چرخ نیلگون نے دکہائین اور کیا کیا
صورتین صفحہ ہستی سے عروس سلطنت کی چاہ مین مٹائین سلیمان شکوہ دارا شکوہ کا لخت دل
اپنی جان عزیز بچانے کے واسطے ہمالیہ مین پہرتا تہا اوسکو راجہ سری نگر نے اورنگ زیب کے حکم سے
پکڑ کر گیارہوین جمادی الاول سنہ ہجری کو جانب دہلی روانہ کیا یہان ارکان دولت تمام شہر مین تشہیر کرتے
ہوئے عالمگیر کے روبرو لائے پاؤن مین زنجیر آہنی اور ہاتہون مین ہتکڑیان پڑی تہین یہ صورت دیکہکر
آنکہین اہل دربار کی اشکون سے بہر گئین زیادہ یہ مضمون زبان قلم سے ادا ہو نہین سکتا قصہ کوتاہ تہوڑے
عرصے مین سلیمان شکوہ اور اوسکا بہائی سپہر شکوہ اور مرزا کا اون چہوٹا لڑکا سب گوالیار مین ایذائین قید کی
اوٹہا کر زندان حیات سے چہوٹے اور مرزا مراد کو کہ حکومت گجرات مین کسی شخص کی صبح حیات شام کی تہی
اوسی کے لڑکے نے حسب اشارہ اورنگ زیب اپنے باپ کا خون خفتہ بیدار کیا اور قصاص خونین
حکم سلطانی کے موافق مرزا مراد مارا گیا نامراد دنیا سے سدہارا اب کوئی بہائی بہتیجا خاندان شاہجہانی مین
زندہ باقی نرہا اورنگ زیب سپہر ہندوستان کا آفتاب عالمتاب تہا ایک ذرہ کاوش وارث سلطنت کی

روی زمین پر نہ ہی یہ بادشاہ ہند اسلام دوست اہل ہنود کا جانی دشمن تھا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت + رفت منزل بدیگرے پرداخت ⁂ خلاصہ چند سانحہ جو اسکے عہد مین گذرے زیب قلم ہوتے ہین لفظ والی ایران پر شاہ عباس بادشاہ آمادہ جنگ ہوا ادھر اورنگ زیب کے ابجد ہوش پر حرف آیا قافیہ تنگ ہوا تدارک مین دفع ملال کے تھا کہ شاہ عباس نے کتاب عمر تمام کی اصفی نام اوسکا پوتا تخت پر بیٹھا اسکو اپنے انتظام ملک سے فرصت نملی جو ہندوستان کی طرف رخ کرتا لہذا باہم سبق آشتی پڑھا گیا لفظ و معنی کی صورت صلح ہوئی دوسرا ایک عورت مسماۃ بستامہ نے وہ رنگ گلزار جود و بخشش مین جمایا کہ تمام خلق اللہ مطیع فرمان ہوگئی میوار کے ضلع سے بیس ہزار آدمی فقیر اور جوگی بہم پہونچاکر بادشاہ پر لشکر کشی کی اور اکثر تاک نبرد شمشیر اپنے قبضہ تصرف مین کیا مشہور تھا کہ یہ عورت ساحرہ ہے اس نظر سے لشکر شاہی پریشان خاطر اور بیدل تھا سحر بیانی اورنگ زیب کام نکرتی تھی آخر مجبور ہو کر اہل فوج کی تشفی خاطر کے واسطے نشانون مین نقش و تعویذ نصب کیے کہ خوف اونکے دلون سے دور ہوا مقابلہ غالب آئی تیر آتش فساد کابل نے شعلہ زنی کی تھی اورنگ زیب نے اپنی آبیاری تدبیر سے بہت جلد فرو کی اور اٹھائیسوان سال جلوسی تھا کہ تسخیر ملک دکن کے واسطے اپنے لشکر کو تین حصون پر تقسیم کیا ایک شاہ عالم نے جو ولیعہد تھا اسنے گولکنڈہ کو جاکر محاصرہ کیا کہ بعد اوسکے اورنگ زیب نے اب تمام فوج سمیت بیجاپور پر چڑھائی کی مگر گرانی غلہ کی ارزانی نے وہان کی رعایا کو چند شرائط سے اپنا مطیع و فرمان بردار بنایا سکندر علی شاہ وہانکا بادشاہ تھا مقید ہوگیا آگے بعد گولکنڈہ پر یورش کی سات مہینے کے جنگ و جدال مین فریب و دغا سے فتح پائی اور ابو الحسن والی شہر مذکور کو قتل کیا چوتھا جو ہندوستان مین اب تازہ مرہٹون نے اپنے پاؤن نکالے تھے اطراف گجرات مین اٹک کے کنارے پہاڑی سرزمین پر بستی تھی سیواجی اس قوم مین بڑا صاحب عظمت اور عالی حوصلہ تھا اوسکو مسلمان سے صورت بیار پرہیز تھا جسطرح اورنگ زیب کو ہندؤن سے سیواجی نے پہاڑی قوم کو جو کوہستان مین قیام پذیر تھی ساتھ لیکے شہرون کو تاخت و تاراج کرنا آغاز کیا حاکم بیجاپور نے اوسکی سرکوبی کے واسطے لشکر جرار افضل خان کو سپہ سالار بنا کر مامور کیا سیواجی نے اوسکو براہ فریب وقت ملاقات جو عالم تنہائی مین قرار پائی تھی بضرب خنجر آبدار فی النار کیا گو افضل خان نے بھی جوہر شمشیر دکھائے یعنی اوس کشمکش مین سر سیواجی پر وار کیا مگر خود آہنی زیر دستار تھا منھہ تلوار کا پھر گیا پندرہ ہزار آدمی جو افضل خان کے ساتھ تھے وہ بے سردار ہو کر بنات النعش کے مانند پریشان ہو گئے اور مرہٹے اس فتح کی بدولت لوٹ مین بخوبی

مالامال ہوئے چالاکی اور شجاعت نے شہرت پائی پھر سیواجی دلاوری کے ساتھہ بیجاپور مین پہونچا کئی بار حاکم بیجاپور نے میدان جنگ وجدال گرم کیا مگر بازار ٹھنڈا رہا صوبہ بہار قبضہ سیواجی مین درآیا پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار اسوقت ہمرکاب تھے اسکے بعد اورنگ زیب نے شایستہ خان کو فوج سلطانی کا سپہ سالار بناکر اوسکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا صف آرائیان ہوئین فوج شاہی غلبہ پر تھی کہ ایک جگہ محاصرہ مین آکر بیٹا شایستہ خان کا مارا گیا اور ایک اونگلی سے ہاتھہ کے شایستہ خان نے بھی ہاتھہ اوٹھایا یعنی کٹ گئی اور کھڑکی سے گذرنے کے وقت زخمی بھی ہوا اس عرصہ مین آتش کارزار ٹھنڈی رہی سیواجی نے فرصت پاکر بازار تاخت وتاراج گرم کیا شہر سورت مین درآیا تین دن آتش غارتگری مشتعل رہی اہل انگلنڈ اور ارباب ڈچ اپنے اپنے مکانون کے اندر تھے باہر نہین نکلے کرور روپیہ کے قریب قیمتی جواہرات وغیرہ مرہٹون کے ہاتھہ آیا آخرکار اورنگ زیب نے یہ رنگ دیکھکر ایک لشکر گران اوسکی تنبیہ کے واسطے مامور کیا راجہ ناہر جے سردار اس لشکر سلطانی کا تھا سیواجی کو اس شرط پر کہ آبرو وعزت پر پانی پھرنے نہ پائیگا اپنے ساتھہ دہلی مین لایا مگر اورنگ زیب نے قید کرلیا جب سیواجی نے دیکھا کہ مین کھٹائی مین پڑا اور کوئی مخلصی نہین سبحان اللہ کیا تازہ مکر وفریب کی چاشنی دی کہ ایکدن وہ ٹوکرون مین شیرینی کے چھپکر پوشیدہ اپنے فرزند سمیت ٹوکرے حلوائیون کی شیرین کاری کی قوت سے نکل گیا قیدخانہ سے متھرا مین جہان کے پیڑے مشہور ہین پہونچا اور یہان سے جگناتھہ جی مین آیا اور حسب دستور بنیاد قزاقی برقی کی طرح جمائی مال ومتاع غارت کردہ حلوائی کے دودھ تھا دست اورنگ زیب نے اسکے تدارک مین کئی وجہون سے پہلو تہی کی اکثر سیواجی جو قید سے بچالاکی نکل گیا چپکے مین تھا کہ داغ تازہ دیگا دوسرے شاہ ایران سے بھی آویزش تھی تیسرے جوش فتنہ وفساد پیشہ مشتعل تھی اوسکو ٹھنڈا کرنے اسی فکر مین سرگرم تھا اس تامل مین سیواجی نے اضلاع مغربی کو خوب تاخت وتاراج کیا اور سورت کو دوسری بار جاکر غارت کیا اور پھر تیسری مرتبہ اسپر یورش کیا بہت سا زر نقد پایا مگر شہر مین سے باہر اقلونگ کو جو بہار مین واقع ہے قلع وقمع کیا اور اپنا لقب راجہ قرار دیا اور سکہ بھی اپنے نام کا بٹھایا دولت وثروت نے اقبال کے ساتھہ ترقی پائی ہر طرح چاندی تھی برہمنونکو اپنے ہموزن سونا تول کردیا ارباب بخشش واکیا غرض کثرت سخاوت نے سیواجی کو نامور کیا شہرت پائی ہر دل عزیز تھا ہمت بلند تھی گولکنڈہ پر بارہ ہزار سوار لیکر حملہ کیا آخرکار وہان رعایا نے زر کثیر نذر دیکر شہر کو تاخت تاراج سے بچایا مطیع فرمان ہوئی اب یہان سیواجی دربار سلطانی کو رونق دیکر راجہ مشہور ہوا مقام جنجی

اور دمور وغیرہ مین فوج اپنی مامور کی مدراس وسرنگاپٹن تک فتح کیا پھر بمبئی کی طرف رخ پھیرا ابھی
غالب نہین آیا تھا کہ موت نے مغلوب کیا ترپن برس کی عمر تھی کہ سوزش مین پھیپھڑہ کے مبتلا ہوکر پانچوین
اپریل سنہ ۱۶۸۰ عیسوی کو شش جہت سے کوچ کیا القصہ یہ خبر سنکر اورنگ زیب فرحت آگین ہوا مگر اوسکی
شجاعت اور دلاوری کا ثناخوان تھا سیواجی جب ٹھنڈا ٹھنڈا دنیا سے گرم رفتار ہوا سنبھاجی بیٹا اوسکا
رونق مسند ریاست بنا کچھ دنون مغلون سے مقابلہ کیا ہنگامہ جنگ وجدال گرم کیا داد شجاعت دی
ستارہ اقبال ضعیف تھا پنجہ مقابل مین پس گیا مسلمان ہونیکا انکار تھا اس تکرار مین سنہ ۱۶۸۹ عیسوی تھی
جو مارا گیا پھر اورنگ زیب نے ارکان اور چاٹگام کو فتح کیا اور بیجاپور وگولکنڈہ پر مظفر ومنصور ہوکر سرکش
پٹھانون کی سرکوبی کی اور ستارہ تک جو مرہٹون کی جای دار الخلافت تھی بزور شمشیر برق دم قبضہ کیا
مگر مرہٹون نے اپنی دریاے جرأت ودلاوری سے کنارہ نہین کیا سیلاب کے مانند ہر طرف تاخت و
تاراج کو آبرو دیتے پھرتے تھے یہان تک کہ اورنگ زیب انکی حرکتون سے صورت موج پریشان خاطر تھا
آخر کار حباب دریا عارضون کا سر سے گذرا قریب تھا کہ چشمہ حیات خشک ہو تو اوسنے کام بخش اپنے گوہر شاہوار دریاے
وراثت کو کہ دل اوسپر موتی تھا دوشنبہ کے دن سترہوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو صوبہ بیجاپور عنایت
فرمایا اور پنجشنبہ کے دن کہ بیسوین ماہ مذکور کی تھی اعظم شاہ اپنے منجھلے بیٹے کو صوبہ مالوہ مرحمت فرمایا
اور رخصت کیا ابھی تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ جمعہ کے دن اٹھائیسوین ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو خبر انتقال
اورنگ زیب گوش زد ہوئی اوسی دم عنان مراجعت اوٹھائی لشکر سلطانی مین پہونچا تابوت اورنگ زیب
بوضع شاہانہ اور سامان خسروانہ اپنے کاندھے پر دست بدست اوٹھایا اور چند قدم چلکر جانب اورنگ آباد
روانہ کیا سن شریف نواسی برس کا تھا پچاس برس سلطنت کی ۔

بادشاہ چہل وچہارم

جب اورنگ زیب جہان سے گذرا اعظم شاہ زیب اورنگ شاہی ہوا دسوین ماہ ذی حجہ سنہ الیہ کو
عید کے دن تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا داد ودہش کو کام فرمایا آصف الدولہ اسدخان بہادر
بدستور عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا اور بیٹا اسکا ذوالفقار الدولہ اپنی سپہ سالاری پر جاری رہا خلاصہ
جب یہ انتظام خانگی صورت پذیر ہوا فی الجملہ کچھ اودھر اوسکی غرض اورنگ زیب کی بنظر عاقبت اندیشی اپنی حیات مین
ملک ہندوستان کو اس طرح شاہزادون کو تقسیم کردیا تھا کہ انجام کار باہم آغاز نزاع نہو بڑا شاہزادہ

سلطان معظم شاہ جسکا لقب بہادر شاہ تھا خجستہ جہان شاہ اور رفیع القدر چھوٹے فرزندون سمیت صوبۂ
کابل مین جو سرحد ایران پہ واقع ہے قیام پذیر تھا اور شاہزادہ معز الدین جہاندار شاہ ملتان کا صوبہ دار
اور عظیم الشان پوتہ عالمگیر کا ملک بنگالہ پہ حکومت پذیر اور محمد کام بخش بیجاپور کا حاکم تھا غرض جب چراغ
حیات اورنگ زیب گل ہوا چرخ نیلگون نے اور تازہ گل کھلائے شاہزادہ سلطان معظم شہر کابل سے اور
بڑا بیٹا اسکا عظیم الشان بنگالے سے کیفیت بیماری عالمگیر جو بخت وسیدہ تدبیر تھی سنکر عنان عزیمت جانب
آگرہ اوٹھا چکے تھے راہ مین کوچ کرنا عالمگیر کا دیار ہستی سے جانب ملک عدم سنا غرہ محرم سنہ ۱۱۱۹ ہجری روز شنبہ کو
سلطان معظم نے تخت سلطانی پر جلوس فرمایا اور محمد اعظم شاہ کو بواسطہ قرطاس و قلم اطلاع دی کہ تمکو ملک
دکن پہ جو وسیع ہے قناعت کرنا چاہیے جنگ سے صلح مین لطف ہے محمد اعظم شاہ نے اس دو حرفی
جواب پہ قلم توڑا کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند سلطان معظم شاہ نے یہ مضمون سنکر خط کی طرح پیچ و تاب کھایا
حرف جنگ زبان پہ آیا کشتی مد نظر تھی ہی لشکر کشی کی اور معز الدین حاکم ملتان بھی اپنی فوج سمیت سلطان
معظم کے ساتھ اکبرآباد مین آیا اور بنگالے کی طرف سے عظیم الشان لشکر جرار لیکر شریک ہوا مختار خان
صوبہ دار اکبرآباد کو جو شاہزادہ بیدار بخت خسر اور سلطان اعظم شاہ کا خیر طلب تھا پکڑ کر قید کیا اور تمام خزانہ
و اسباب سلطنت جو اکبرآباد مین تھا متصرف ہوا مگر قلعہ پہ قبضہ نہین پایا اور خزانہ وافر دستیاب ہونے سے
قوت تازہ حاصل ہوئی خلاصہ آخر زمانہ مین ستارۂ اقبال اورنگ زیب زوال پہ تھا پیرانہ سالی مین تعصب
مذہب جوانی پہ تھا ہندؤن کے قتل کرنے پر زہر کھائے تھا متھرا اور بنارس مین اکثر معابد اہل ہنود جو
نامی گرامی تھے غارت اور برباد کیے عناد و فساد طبیعت مین تھی مسجدین بنوائین اور احمدآباد کے بتخانون مین
خون بہا پاؤن کا جو سخت ممنوع تھا کیا لہذا ہندوستانیون کو اورنگ زیب سے نفرت ہو گئی تھی مرہٹون نے
زور پکڑا تھا اور چھوٹے چھوٹے راجپوت سردارون نے بھی بڑا سر اوٹھایا تھا چنانچہ اس کشمکش مین شاہزادون
نے بھی طریقہ اورنگ زیب کا جو شاہجہان کے ساتھ برتا تھا پسند کیا لہذا زندگانی شیرین اورنگ زیب کو
تلخ تھی بلکہ محمد اعظم شاہ بغاوت کی وجہ قید کیا گیا اور قیدی ہی مین قید حیات سے نجات پائی اور شاہ عالم
دوسرا بیٹا بھی جو خود اسکا تخت سلطنت ہو کر منتہی چاہتا تھا نظربند اورنگ زیب نے کر دیا اور تیسرا بیٹا معظم شاہ ہمیشہ خوف سے سہما رہتا تھا

آغاز سلطنت گردی ہندوستان

جب حکومت حیات اورنگ زیب بتحت تصرف ملک الموت مین در آئی شاہزادون مین سلطنت جو بیشتر

تقسیم ہو چکی تھی مسلم ہوئی المختصر عملداری بادشاہی مقام لاہری بندر سے تھانہ بندر سل متعلقہ سلطنت تھی طول اسکا ایک ہزار تین سو چند کوس تصور کرنا چاہیے اور تبت کشمیر سے سرحد دیاسے شور تک کہ دہانہ قلعہ شولاپور واقع ہے ایک ہزار ایک سو پچاس کوس کا عرض تھا غرض بائیس صوبے داخل اسی سرحد کے تھے اور تیرہ ارب چھبیس کرور ستر لاکھ چند ہزار دام اس قلمرو کے حساب تحصیل مین شمار اور جمع کامل تینتیس کرور روپیہ تخمیناً مجرا تھی باکیات و معافیات تشریکی کی و بیشی مین سمجھنا چاہیے اور بعد معاف مہمات دکن خزانہ آگرہ و بنگالہ مین تخمیناً ساٹھ کرور روپیہ نقد موجودات خزانہ تھا غرض جو راجہ ساہو ولد سیوا جی سیوا جی مرہٹہ کا لال نامین زندان نصیب تھا چند مرہٹون نے عرق ریزیان کین اور ذوالفقار الدولہ ابن اسد خان آصف الدولہ نے کوششین کین لیکن صورت رہائی آئینہ ظہور مین رونما ہوئی آخر کار شاہزادے موافق وصیت اورنگ زیب تقسیم ملک پر رضامند ہوئے تخت طلب تھے نوبت صف آرائی آئی بازار ہنگامہ صفا و حشر گرم ہوا برق شمشیر شمشیر چمکنے لگی دے وہ آتش افشانیان کین کہ اعظم شاہ اور کام بخش کی جانون پر پانی پھر اخیر زندگانی چل بچا

بادشاہ چہل و پنجم

ہندوستان مین سکہ بہادر شاہ کا جاری ہوا پایداری نصیب نہوئی طبیعت مذہب امامیہ سے مالوف تھی اہل خلافت نے معز الدین سے ساز باز پیدا کیا غرض کسی راہ سے بہادر شاہ کو کوچہ عدم دکھایا ہستی سے گذرا درمیان مین ان دونون شاہزادون کے بھی شمشیر خضاب وجدال نے جوہر دکھائے خزانہ جو آگرہ اور بنگالہ مین تصرف بہادر شاہ سے باقی تھا ان معرکون مین تلف ہوا

بادشاہ چہل و ششم

قصہ مختصر معز الدین شاہ نے کام بھائیون کے تمام کیے تاج شاہی اور تخت سلطنت کو رونق دی لیکن جو غفلت کے آنکھون پر پردے تھے اور گریبان ہوس پنجہ عشق دختر خصوصیت خان کا ادیشان کر تا محمد فرخ سیر بن عظیم الشان ناظم بنگالہ شین صوبہ بہار نے حسین علیخان بارہہ شجاعت پیشہ کو اسفند ریشت اور دستا جہشا ستہ انعامی اور مدد گار بنایا کہ سید عبد اللہ خان بارہہ کو ساتھ لیکر خزانہ سلطنت صوبہ دار بنگالہ پر متصرف ہوا ہاتھ پاؤن نکالے اور معز الدین شاہ کو مقابلہ مین شکستین دین ظفریاب ہوئے اور ذوالفقار خان جو امیر الامرائے لشکر مقابل تھا ان دونون کو درمیان دہلی ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر سروست کھنچوایا

بادشاہ چہل و ہفتم

فرخ سیر جب عروس فتح سے ہم آغوش ہوا تخت سلطانی کو آبرو بخشی سید عبد اللہ خان کو وزارت دی اور سید حسین علیخان کو امیر الامرا بنایا لیکن تھوڑے دنون کے بعد بند و بست اس معاملہ کا بھی نہو سکا آخر کار عقیدت خان وغیرہ کے کہنے سے سادات بارہہ مین صورت نقیض وبد عہدی پیدا ہوئی چونکہ یہ سادات صاحب اقتدار تھے اور عروس شوکت و عظمت سے ہمکنار دیدہ و دانستہ آنکھون پر ٹھیکری بیمروتی کی رکھدی اور دونون نے باہم مردمک چشم کی صورت ایک نظر ہوکر فرخ سیر کو نکحول کیا آنکھین دکھائین —

بادشاہ چہل و ہشتم

رفیع الدرجات کو چند مہینے کے واسطے اورنگ نشین کیا صاحب تاج و نگین کیا —

بادشاہ چہل و نہم

صاحب قدرت تھے ہی پھر محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا لیکن دہشت سادات سے یہ بادشاہ مجبور تھا سر نہ اوٹھا سکا ایک برس کئی مہینے کے بعد محمد امین خان اور سعادت خان برہان الملک سے ملکر حسین علیخانکو سرسواری ایک مغل بچہ کے ہاتھون سے راہ فنا دکھائی اور سید عبد اللہ خان کو شاہزادہ ابراہیم کے مقابلہ مین نوالہ نہنگ قضا بنایا اب محمد شاہ نے نام خدا مطلق العنان ہوکر تیس برس تک داد سلطنت دی لیکن محمد امین خان جب قضا نصیب ہوا نظام الملک آصفجاہ نے مسند وزارت گرم کی چونکہ سرد مہری فلک کجرفتار مشہور ہے عورات بد شعار اور مشورہ کوکہ سے صورت نقیض باہم آشکار ہوئی اور شکل ملال پیدا ہوا نظام الملک شکستہ خاطر بحیلہ آب وہوا دہلی سے مراد آباد مین اور یہان سے ادھر اودھر پھرتے دکن مین پہونچا مرہٹہ سے طرح محاربات ڈالی اور جو کچھ بعد اورنگ زیب ذو الفقار خان نے مرہٹے کے ساتھہ رعایت کی تھی اور سید حسین علیخان سند چوتہ دس روپیہ فیصدی مقرر کرکے اپنے انتظام سلطنت مین دونکو شریک کیا تھا نظام الملک نے سبکو فرق کیا اور مرہٹونکو سوال جواب وطلب حقوق کے واسطے بارگاہ سلطنت سے اس شرط پر کہ دکن سے مزاحمت نکرے اجازت دی غرض انہون نے ہندوستان سے دہلی تک راہ یورش سر پر اوٹھالی اور خاندوران خان امیر الامرا اور قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ اور راجہ جیسنگھہ کہ ارکین سلطنت تھے انکی بدولت محمد شاہ سے دو صوبے ایک گجرات اور دوسرا مالوہ اور ان... ناظم بنگالہ سے ایک صوبہ کٹک معہ نقدی ہمت اور راجہ چھپال سی چند محال بوندیل کھنڈ کے

پاکر ہاتھہ تاخت وتاراج ہندوستان سے اوٹھایا اکیسوین سال جلوسی تھا کہ نادرشاہ نے آکر بمقابلہ
محمد شاہ میدان کرنال مین ہندوستانی فوج کا اوج خاک مین ملایا اور خاندوران خان کی زندگانی پیمانہ بھرا
اور نواب برہان الملک کو قزلباشون نے گرفتار کیا آخر آبیاری وکالت آصفجاہ نظام الملک نے اس
آتش شعلہ افگن کو بجھایا اور وہ گرمی ہنگامہ سرد کی خلاصہ نادرشاہ کو گرمجوشی صحبت محمد شاہ دارالخلافت
مین سیر و تماشے کے واسطے لاتی تھی کہ خبر مشوش قید نادرشاہ کی جو شخص بے پر کی تھی اور رنگ خونریزی
خلائق ناحق شمشیر بران نادری نے شہر مین جمایا چند گھنٹہ قہر سلطانی اہل دہلی پر نازل رہا آخرکار ساٹھہ کروڑ
روپیہ کے قریب زر نقد کارخانہ سلطنت اور رعایا شہر سے نادرشاہ نے لیکر دختر کام بخش بن اورنگزیب کو
اپنے فرزند نصر اللہ مرزا کے ساتھہ منعقد کیا اور چار صوبے ایک کابل دوسرا ملتان تیسرا ٹھٹھہ چوتھا پشاور
جو اوس طرف دریای اٹک کے تھے قبضہ تصرف نادرشاہ مین در آئے اور صوبہ لاہور سے تیس لاکھہ روپیہ نقد
سالیانہ قرار پایا غرض ان صورتون سے کارخانہ سلطنت کی بربادی اور سات کروڑ روپیہ کا نقصان آمدنی
سالیانہ مین واقع ہوا لیکن محمد شاہ نے پھر دس برس مین ہزار ہی ساٹھہ لاکھہ روپیہ سوای اخراجات ملکی جمع
کیے تھے کہ ساب پیمانہ حیات پورا ہوا اور متاع جان تصرف ملک الموت مین در آئی اور وہ ساٹھہ
لاکھہ روپیہ مہم احمد شاہ درانی مین صرف ہوا قسمت لشتہ تھی شکست نصیب ہوئی قمر الدین خان وزیر
عین میدان معرکہ مین وقت نماز طعمہ شہباز شمشیر آبدار کا ہوا اور شاہزادہ احمد مرزا صفدر جنگ سمیت
مظفر و منصور ہنوز منزل مقصود یعنی دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ سرد ہست خبر انتقال محمد شاہ گوش زد ہوئی
ستارۂ اقبال شرف مین تجلی افروز تھا مین روا روی کے ساتھہ راستہ مین تاج و تخت شاہی کو سرفراز کیا
سلطنت نے تازہ رونق پائی—

بادشاہ پنجاہم

جب شاہزادہ احمد نے تخت سلطنت محمد شاہی پر جلوس کیا قضای کار اوسی مہینے مین تیغ اجل سے رشتہ
حیات نظام الملک کو ملک دکن مین دو ٹکڑے کیا جوہر وزارت صفدر جنگ چمکا انتظام الدولہ پسر قمر الدین کو
جو مستحق وزارت تھا بد طالعی نے محروم رکھا صفدر جنگ سے صحبت صلح پذیر ہوئی باہم آئینہ دلون کی زنگ آلودہ
تھی صورت برعکس نظر آئی درمیان صفدر جنگ وزیر و افاغنہ بنگش فرخ آبادی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی
سرد مہری فلک کجباز نے گرما گرمی اقبال وزیر کو ٹھنڈا کر دیا یعنی ہزیمت نصیب ہوئی اور انتظام الدولہ نے

وقت پاکر مزاج بادشاہ مین وہ آتش فروزی کی کہ بازار گرم اوسکا سرد ہوا اور آبرو گرو بحال اب
انتظام مہمات وزارت انتظام الدولہ پر قرار پایا ہنوز صفدر جنگ اودہ مین تھے کہ درانی دفعہ ثانی آکر
صوبہ دار لاہور سے دست و گریبان ہوئے غرض صفدر جنگ حسب الحکم احمد شاہ فوج لونکا برداشت ہمراہ
لیکر مقابلہ درانی کے واسطے اسقدر توقف کے ساتھہ پہونچے کہ وکیل درانی سردست دہلی مین آکر بنام
دو صوبون کی ایک لاہور اور دوسرا کشمیر بشرط مصالحہ بارگاہ شاہی سے حاصل کرلیگیا احمد شاہ سے
سواے مصالحہ کچھہ بن نہ آیا اور صفدر جنگ دیر پہونچنے کی وجہ معرکہ درانی مین وزارت سے عزل نصیب ہوکر
فقط صوبہ اودہ پر قائم رہے جب انتظام الدولہ پر وزارت مسلم ہوئی اور عمدہ امیر الامرائی عماد الملک غازی الدین خان کو بخشیگیا
نامزد ہوا تازہ گل کھلا ہر دوشش یہ دونون سر دبستان امارت باہم سلسلہ قرابت منسلک رکھتے تھے لیکن جبکہ
نشہ شراب کبر و غرور آنکھون پر جہکے تھے رنگ نقیضین جما اور بہار قرابت خزان ہوئی القصہ عماد الملک نے قرینہ سے
طرح اتفاق ڈالکر ایسی شافیین نہان تدبیرین نکالین کہ احمد شاہ نے انتظام الدولہ کو حکم خانہ نشینی دیا
اور چراغ وزارت عماد الملک سے روشن ہوا اور نیابت انکی محمود خان افغان کو کہ مرد لائق و مفسدہ پرداز تھا
عطا ہوئی اور عمدہ امیر الامرائی نجیب الدولہ کو دلاکر علی محمد خان وغیرہ پٹھانون کی قوت و پشت گرمی سے
احمد شاہ کو بعد قید راہ فنا دکھائی —

بادشاہ پنجاہ و یکم

عزالدین عالمگیر ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا ثمرہ مختصر بائیس صوبون مین آٹھہ صوبے مرہٹہ اور
نادرشاہ اور درانی کے تصرف مین دراسکے اور دو صوبے ایک اودہ اور دوسرا الہ آباد نواب صفدر جنگ کے
متعلق تھے سلطنت سے کچھہ واسطہ نہ رکھتے غرض جب ستارہ وزارت عماد الملک چمکا صوبہ دار دکن کو
یہ صورت پسند نہ آئی قدم راہ اطاعت وزیر سے اوٹھایا اور رسم ارسال خزانہ مسدود کی غرض تھوڑے دنون مین
صوبہ دکن سے بھی عملداری بادشاہ اوٹھی فقط دہلی اکبر آباد بنگالہ بہار اور ایسیکرانی شاہی مین باقی
رہی اور کسیقدر حصہ اجوارہ سے سالیانہ بطریق پیشکش مقرر تھا اس مقدار آمدنی اور ملک مین کارخانہ
سلطنت نے انتظام نپایا فرمانروائی عزالدین بے رونق رہی کہ اس عرصہ مین تیسری بار شاہ
درانی نے آکر خاطر مرہٹہ کے آگے اور لاہور سے کھڑے اوٹھا دیے اور میدان پانی پت
مین آتش ہنگامہ عظیم جدال و قتال کی بھڑکا دی اور میدان جنگ گرم کیا چنانچہ یہ بھی لڑائی بھاؤ

اور مجھ گفتگو کی اب تک مشہور عالم ہے خلاصہ طبیعت عماد الملک اعز الدین بادشاہ سے کھٹکی تھی نوبت شکایت شاہ درانی سے آئی اور رنگ مخالفت جما بلحاظ تقدم بالحفظ عماد الملک نے مہدی علیخان نے اپنے رفقا وغیرہ کے ہاتھوں اعز الدین عالمگیر ثانی کو کوتلہ فیروز شاہ مین راہ فنا دکھائی اور اعز الدین نے خوف عماد الملک سے اپنے لخت جگر شاہزادہ علی گوہر کو قلعہ سے نکال دیا تھا کہ صدمہ جانکاہ سے محفوظ رہے القصہ جب شاہ درانی مرہٹہ پر فتحیاب ہوا نجیب الدولہ افاغنہ اور نواب شجاع الدولہ جو بعد رحلت صفدر جنگ رونق بخش مسند اودھ تھا شریک شاہ درانی تھے اور شاہزادہ علی گوہر مشرق میں جا کر طلوع ہوا شاہ درانی نے بعد فتح چاہا تھا کہ تخت ہندوستان پر قدم رکھے لیکن سپاہ ولایت نے دستگیری نہ کی ناچار شاہ درانی نے سلطنت کو شاہزادہ علی گوہر کے نام کیا اور فرمان وزارت شجاع الدولہ کے واسطے جاری کیا اور سند امیر الامرائی نجیب الدولہ کے لیے بھیجکر کوچ کیا اور قدم راہ مراجعت پر رکھا غرض چند روز نجیب الدولہ نے زور لگایا مین کہ تخت سلطنت پر متمکن نہین کیا لیکن مرہٹہ نے شاہزادہ جوان بخت کو نظام سے آزاد کیا چونکہ باطن جوان بخت نجیب الدولہ سے صاف نہ تھا اور انتظام سلطنت کی بھی صورت نہ تھی ناچار وہ شیون کے ساتھ دریائے گنگ کے کنارہ گوشہ نشین ہوا تقاضا نجیب الدولہ اور پٹھان اور مرہٹہ کے درمیان میں اکثر صورتین کدورت آمیز ظہور مین رونما ہوئین آصف دکن پر پانی پھیرا اجڑا ہے صورت شعلہ آتش عملداری اودھ اور پورب مین نقش فتور بیٹھا یعنی تمام ہندوستان ہنگامہ سلطنت گردی صورت حشر برپا ہوا سو ہمدی افلاک نے گرمی حکومت ہند وستان کو ٹھنڈا کیا ستارہ اقبال انگریزی جو برج شرف مین چمکا تھا آفتاب خورشید ضمیر پر روشن ہو کہ شاہزادہ علی گوہر نے سنہ [illegible] ہجری مین دہلی کو چھوڑا تھا اور آٹھوین ربیع الثانی ہجرت کے دن عالمگیر ثانی شکار شہباز قضا ہوا اور سنہ [illegible] ہجری مین شاہ درانی اور مرہٹہ کے درمیان مین آتش ہنگامہ وفساد شعلہ زن ہوئی —

احمد شاہ درانی

ہنگام شاہ گردی احمد شاہ درانی ادینہ بیگخان کو ہزیمت دیکر لاہور مین گماشتے اپنے مامور کیے اور تدارک عماد الملک کے واسطے دہلی میں آیا نجیب الدولہ نے طرح سازباز ڈالی اور عماد الملک نے

شاہزادہ علی گوہر کا لغلانی بیگم کی وجہ آئینہ دل شاہ درانی جو مکدر تھا اس شرط سے صاف کیا کہ افواج ظفر موج
درانی لیکر علاقجات نزدیک و دور سے صورت تحصیل زر نقد ظہور مین لائے ناچار عماد الملک نے شاہزادہ
ہدایت بخش بن عالمگیر کو لیکر سپاہ درانی کے ساتھہ دہلی سے کوچ کیا افاغنہ اور شجاع الدولہ سے صورت
تحصیل زر نقد نکالی اور سر دست شاہ درانی تک پہونچائی کہ اس عرصہ مین ہوای وبای خراب نے
زور باندھا خلقت پریشان ہوئی شاہ درانی نے قدم راہ مراجعت ولایت پر ڈالا مقامات سکندری سے
دہلی مین آکر حضرت اعز الدین سے ملاقات کی اور ملکہ زمانہ نام دختر محمد شاہ کو اپنے فرزند تیمور شاہ کے ساتھہ
منعقد کیا اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکر جانب لاہور پھرا عماد الملک نے ملہار راو مرہٹہ کو طلب کیا کہ
نجیب الدولہ سے فروتنی نکرے ملہار راو نے باہم مصالحہ ڈالکر بادشاہ کو اپنے آغوش اختیار مین لیا او
صورت بدعملی دکھائی اوسوقت حضرت اعز الدین عالمگیر ثانی نے شاہزادہ علی گوہر کو نظام انتظام ہانسی کے
واسطے کہ جاگیر شاہزادہ تھی رخصت دی اور در پردہ ارشاد فرمایا کہ اے نور چشم چشم بد دور جسقدر دست قدرت
پاس ہی دستے فوج بہم پہونچاکر عماد الملک کی فتنہ آرائیون کی جو آتش شعلہ زن تھی اوسکو آب تدبیر سے
بجھاوے کہ نقش فساد اس سرزمین سے اوٹھے چنانچہ شاہزادہ نے شروع رجب ۱۱۷۱ ہجری مین فوج کی
چلک بہادران نامی ملازم قدیم وجدید کو جو دم رفاقت بھرتے تھے ساتھہ لیکر ہانسی مین آیا تھا کہ عاقبت محمد
مع شفقہ شاہی دس ہزار سپاہی لیکر سر دست پہونچا غرض شاہزادہ شجاعت شعار نے چند محال جو اوس طرف
دریای جمن کے واقع تھے اونکو تسخیر کرکے طرف دہلی مراجعت فرمائی اس عرصہ مین ماتو پٹیل مرہٹہ جو رفیق
شاہزادہ تھا حسب اشارہ عماد الملک لشکر سے جدا ہوگیا ناچار شاہزادہ عاقبت اندیش نے قدم اندر قلعہ کے
نرکھا اور حویلی علی مردان خان مین طرح اقامت ڈالی تھی اتفاقاً عماد الملک بھی دہلی مین آیا تھا اوس
ہمدم سپاہ کو نام سواری بادشاہ سے تیار کیا اور حکم دیا کہ جاکر شاہزادے کو قلعہ مین لاؤ اور اگر یہ صورت ظہور مین
نہ آسکے تو بطور جنگ بٹھاؤ اوس سپاہ مطیع الحکم نے جاکر شکل محاربہ پیدا کی اور ہنگامہ آویزش برپا
چاہتے تھے کہ دیوارین توڑ کر اوس مکان مین در آئین کہ شاہزادہ شجاعت شعار نے علی اعظم خان کو
اونکے مقابلہ مین چھوڑا اور آپ بہادری کے ساتھہ شمشیر برہنہ لیکر درمیان اوس ہنگامہ کے در آیا مجروح
کرتا اور زخم کھاتا وہ سروان کی صورت معرکہ اجل سے نکل گیا لشکر مین پٹیل راو مرہٹہ کے پہونچا اور
اوس مرہٹہ نامی نے زبان کو مدح دلاوری شاہزادہ سے آشنا کیا اور رنگ مہمانی بکشادہ پیشانی بجا کر

ساتھ اپنے لیا اور سہارنپور جا کر نجیب الدولہ مین سے دست پہونچا یہان وہ وارثان ناہین المیہ یہ
کہ عرضی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کی باشارہ تسخیر بنگالہ سہارنپور مین آئی تھی اور دوسرے
کہ نجیب الدولہ نے آپکی صلاح دی تھی کہ جانا جانب شرق اور ملنا شجاع الدولہ سے اور تسخیر کرنا
بنگالہ کا عین مصلحت وقت ہے بلکہ تین لاکھ روپیہ نقد بھی خدمت شاہزادہ مین گذرانے تھے علاوہ نجیب الدولہ کے
رضا قلی خان جو ہمرکاب شاہزادہ تھا اس سے جسقدر ہوسکا آدمی جمع کرکے بیلی ورامپور کی راہ سے
کہ علاوہ علی محمد خان و سعد اللہ خان واقع تھی پیشکش اور تحائف لیتے ہوئے شاہزادے کو وہان مین
پہونچایا انوین جمادی الاول سنہ ۱۱۷۴ ہجری کی تھی کہ شجاع الدولہ نے حاضر ہوکر دولت ملازمت شاہزادہ والاتبار
حاصل کی سوا لاکھ روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی نذر دیے دو ہاتھی اور سات گھوڑے اور پالکی جھالردار
اور جواہر بیجا اور آلات آبدار اور ظروف اور تشت و خیمہ اور سراپردہ پیشکش دیگر بزم معانی بوضع سلطانی
آراستہ کی چنانچہ شاہزادے نے بھی دستار بستہ سرپیچ سمیت اور پالکی خاص خاص سواری کی عنایت
فرمائی اب نیرنگ فلک نیلی رنگ گل تازہ کھلاتا ہے کہ اسی عرصہ مین دوسری عرضی محمد قلی خان کی پہونچی
کہ اہل بنگالہ مقدمات جعفر علیخان صوبہ دار سے ناراضمند ہین اور صادق علیخان فرزند جعفر علیخان سے
آئینہ اونکے دلون کا مکدر ہے بصورت آسانی کے ساتھ صوبجات شرقیہ آپ کے تحت تصرف مین لانا
کچھ مشکل نہین غرض یہ بات صلاح شجاع الدولہ کی خلاف نہ تھی چھ لاکھ روپیہ نقد اور چند ضرب توپ
اور خیمہ شجاع الدولہ سے لیکر شاہزادہ ممدوح پہلے الہ آباد مین رونق افروز ہوئے شجاع الدولہ
جو ہمرکاب عالی تھے انہون نے عیال و اطفال اپنے قلعہ الہ آباد مین وطن سے لاکر حسب رضاے
محمد قلی خان حفاظت کے ساتھ نگاہ رکھے اور آپ شریک لشکر ظفر پیکر تھے اور محمد قلی خان بھی ہمراہ
رکاب تھا شاہزادے نے الہ آباد سے کوچ کیا مرزا اسحاق خان نائب شجاع الدولہ ہوکر ساتھ ہوئے
باقی تفصیل رفیقان شاہزادہ زیب قلم ہے — مدار الدولہ بن خواجہ موسی خان — ممتاز الدولہ پسر زادہ
اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری — منیر الدولہ رضا قلی خان قمر الدین خانی — بہادر علیخان خواجہ سرا
نوبت خان و ہدایت خان زینت محل کے قرابتی سواے اونکے اور اکثر منصب دار باقی اور اشخاص صاحب
عظمت ہمراہ تھے بعد عبور دریاے کرمناسہ پہلے مدار الدولہ اور مرزا اسحاق نے قدم راہ سفارت پر رکھا
اور رام نراین کے پاس جو جعفر علیخان کی طرف سے نائب صوبہ بہار مقرر تھا گئے بعد فہمائش در دولت پہ

حاضر کیا اور محمد قلی خان کی بدولت خلعت بیش بہا سے سرفرازی پائی خلاصہ شان وعظمت دربار شاہی دیکھکر صورت آئینہ متحیر تھا ناچار ندامت مین ڈوبکر کھانا کھانے کے بہانے طلبگار رخصت ہوا محمد قلیخان نے پہلی اس جلسہ سے کان رام نراین کے کھول دیے تھے کہ حضور سے صوبہ بہار میرے بھائی مرزا حسن کے نام قرار پایا ہے دیوانی اونکی تمکو مبارک القصہ رام نراین نذر گذرانکر رخصت ہوا لیکن یقین کامل تھا کہ تشریف لانا شاہزادہ اور محمد قلیخان کا خالی فساد سے نہین کہ اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ فوج انگریزی بنگالہ سے روانہ ہوئی اور صادق علی خان پسر جعفر علیخان بھی مدد کے واسطے پہونچتا ہے المختصر رام نراین اس مرتبہ حصار عظیم آباد مین در آیا دروازہ بند کیا آمادہ مقابلہ تھا دوسرے روز جو فرستادہ محمد قلیخان کا طلب کاغذ کیواسطے آیا رام نراین نے صاف جواب دیا کہ مین ناظم بنگالہ کا ملازم ہون تمکو مہمان سمجھکر صورت ملاقات ظہور مین لایا اطاعت و فرمانبرداری کیسی غرض یہ بات سنکر آتش قہر محمد قلیخان شعلہ زن ہوئی اور بحکم شاہزادہ فوج کو تسخیر عظیم آباد کے واسطے اجازت دی اور یہ حرف زبان پر لایا کہ اوس کافر کو گوشہ کمان مین کھینچے لاتا ہون اور شمشیر جہاد کے جوہر دکھاتا ہون القصہ بصدمہ فوج سوارون کی لیکر میدان معرکہ گرم کیا ذوالفقار خان نام مقابل کا سپہ سالار تھا اور مرلی دھر نام برادر رام نراین نے حصار سے گولہ اندازی شروع کی اور معرکہ آرایان لشکر شاہزادے نے رنگ گلشن میدان رزم مین جمایا مقابل سے دست و گریبان ہوکر دامن کوہ تک پہونچے تھے کہ رات کو شاہزادہ و محمد قلیخان سے کچھ باتین شکر رنجی کی ہوگئین ترش روی سے کلام ناخوش زبان پر لائے کہ محمد قلیخان سر بجبین ہوکر اپنے ہمراہیون سمیت لشکر شاہزادے سے دودھ کے مانند پھٹ گیا یعنی الگ ہوگیا شاہزادے نے دیکھا کہ معاملہ کھٹائی مین پڑتا ہے پھر شیرینی کلام پر اپنے لشکر مین لگا لائے لیکن یہ خبر بعکس مشہور ہوئی کہ شجاع الدولہ نے بمداخلت قلعہ متصدیان محمد قلیخان کو خارج فرد حساب و شمار سے کردیا اور تمام الہ آباد مین اپنی میزان عمل بٹھائی لہذا محمد قلیخان پاس شجاع الدولہ کے گئے اور پای حصار عظیم آباد سے انکے ہمراہیون نے ہاتھہ اوٹھایا ہرچند شاہزادے نے دست و پا ہلائے موسیو لاس فرانسیس اور بھگوان سنگھ زمیندار سہسرام نے موافقت کی لیکن محمد قلیخان نے قبول نکیا اور اسباب اپنا زمیندارون کو لٹا دیا خلاصہ شاہزادے نے برخاست کی اور موسیو لاس فرانسیس کو جو نفاق انگریزی کی وجہ جعفر علیخان سے جدا ہوکر تلاش معاش کے لیے آیا تھا ہمراہ لیکر چلا کہ دن برسات کے بنارس مین بسر کرین لیکن راجہ بلونت نے عرض کی کہ مبادا حکم شجاع الدولہ

خلاف نازل ہوا اور جیسے صورت بد اون ظہور مین آئے اسواسطے شاہزادہ اپنی حفظ آبرو کے واسطے
ایلوان مکند پور زمینداری اجیت سنگہ مین رونق افروز ہوا اسنے مراتب استقبال و مہمانداری ادا کی ایام
برشکال یہان طے ہوئے اس عرصے مین عرضیان سکار خان زمیندار تہت اور دلیر خان اور اصالتخان
پسران عزخان کے جو شجاعت شعاری مین مشہور عام صادق علیخان اور رام نراین وغیرہ عملہ جعفر علیخان
ناظم کے ہاتھون جان سے تنگ آئے تھے مضمون رجوع لانے کے ساتھ ہمرہ مت پہونچین شاہزادہ نے
اسباب کو غنیمت سمجھکر اون شیران بیشہ شجاعت کو اپنا قوت بازو بناکر براہ عظیم آباد و بنگالہ روانہ
ہوا ستارہ اقبال گردش سے نکلکر برج شرف مین تجلی افروز تھا کہ موضع کسولی حوالی دریاے سون مین
یہ خبر آویزہ گوش ہوئی کہ عماد الملک نمک حرام نے حضرت عزالدین عالمگیر ثانی کو مہدی علی خان وغیرہ کے
ہاتھون رنگ شہادت چکھایا اور اب سہرت پور جاٹون کی پناہ مین پہونچا اور شاہ درانی محاربہ مرہٹہ کے
واسطے اطراف دہلی مین نازل ہوا اور تخت سلطنت خلیفہ وقت سے خالی ہے خلاصہ شاہزادہ نے
حسب مصلحت سوم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو اوسی مقام دلکش مین جشن جلوس کو رونق بخشی مدار الملک
منصب وکالت پر مطلق العنان ہوکر خلعت ماہی مراتب فیل و اسپ و پالکی و علم و نقارہ و دستار سر پیچ
مخلع ہوا ششہزاری منصب ملا چہ ہزار سوار ہمرکاب ہوئے اور زین العابدین کو نیابت وزارت ناممدے آلی
خطاب امین الدولہ بہرام جنگ پایا اور عطای چار قب و قلمدان مرصع کار سے سرفراز بنایا اور قسیم
مرزا محمد حسین دفتر بخشیگری پر سپہ سالار ساداتخان بہادر کو ذوالفقار جنگ خطاب شمشیر آبدار سمیت حاصل ہوا
اور دیانت راے خلعت چار پارچہ دیوانی سے ممتاز ہوا اور ممتاز الدولہ احتشام الملک مظفر جنگ اور
فضل اللہ خان کو سر دفتری بخشیگری دستیاب ہوئی مرتبہ ہفت ہزاری پایا سات ہزار سوار علم و نقارہ
سمیت ہمرکاب تھے مرزا خان کو میر جملہ بنایا منصب پنجہزاری اور تین ہزار سوار اور خطاب اعظم خان بہادر
عنایت ہوا اور حاجی حسین بیگ کو منصب سہ ہزاری اور ہزار سوار اور چار لاکھ دام کی جاگیر ملی اور
مرزا عزیز اللہ خان منصب ششہزاری پر کامیاب ہوا اور دو ہزار سوار و خطاب معظم الدولہ نصیب او عبد المومن خان
دو ہزاری بنا اور نور بیگی محمد بیگ خان سہ ہزاری سے پانچ لاکھ دام کی جاگیر پائی اور محمد عاقل خان
خلعت نظارت سے مخلع ہوا ششہزاری منصب ملا چار ہزار سوار ملبوس خاص سمیت پائے و بہادر علیخان
ششہزاری نامزد ہوئے اور چار ہزار سوارون پر کوڑا تھا اور کامگار خان کو بعد ملازمت سہ سواری منصب شش ہزاری

مرحمت ہوا اور آٹھ ہزار سوار کی بخشش و پنج سے اور خلعت مین ہاتھی زربافت کی جھول سمیت اور پالکی
جھالردار و طوغ و طومان و علم و نقارہ حضور شاہی سے انعام آیا اور خطاب عضد الدولہ سے مخاطب ہوا اور ایک عارضہ
پاکر وجہ پیشکش کی ادا ہونے نہ پائی اور تفرقہ علیخان اسکے برادرزادے نے مرتبہ پنجہزاری پایا تین ہزار سوار ہمعنان تھے
اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور اسکے بھانجے شیرخان کو منصب سہ ہزاری کا ملا اور دو ہزار سوار اور
جاگیر فضل اللہ خان دوسرے بخشی کی جو ضلع کماں پور میں تھی بدستور بحال رہی دلیرخان و صالت خان تین سو سوار
لیکر حاضر آئے خلعت سپر و شمشیر نے جوہر دکھائے تین ہزار سوار منصب پنجہزاری نے آبرو بخشی ایک سے
ہزار روپیہ تک کے دستخط زیر قلم تھے کہ درمیان مین یہ خبر پہنچی کہ مہاراجہ رام نرائن عظیم آباد سے برسر مقابلہ آیا
بارہ ہزار سوار سمیت جگاین سنگھ اور کپتان کاکرن انگریز اپنی جمعیت ساتھ ہمرکاب تھا کامگار خان داہنی طرف
اور دلیرخان و اصالت خان بائین طرف سے حملہ آور ہوئے بازار جدال گرم ہوا قریب تھا کہ متاع جان رام نرائن
غارت ہو کہ ناگاہ بیرج جان ستانی چہرا خ... حیات دلیرخان کو فی تفنگ شرربار سے سوختہ ہوا لیکن اصالت خان نے
ننگ شجاعت چھپایا اور کامگار خان نے وہ داد دلاوری دی کہ رام نرائن کو خدا یاد آیا منہ ہزیمت کا دیکھا میدان
معرکہ کو پیٹھ دکھائی اور لشکر انگریزی نے قدم رزمگاہ سے اوٹھایا غرض اس دار وگیر مین دھوان باروت کا
دھواندھار بدلی کے مانند میدان مین چھا گیا تھا اور برق شمشیر فتح تمر بار تھی اور شور مبارکباد صورت رعد
کان کے پردے اوڑا رہا تھا قریب تھا کہ کپتان کاکرن پر بجلی قضا کی درانتقال ٹوٹ پڑی مگر مصطفوف راہ اور بھگوان سنگھ
نے اس معرکہ مین پہلوتی کی ہاتھ کارزار سے کھینچا القصہ رام نرائن مجروح و لیس پا ہو کر پھر قلعہ بند ہوا اور طرح
سوال جواب عفو تقصیر کی ڈالی تھی کہ صادق علیخان پسر جعفر علیخان صوبہ دار بنگالہ براہ کمک نازل ہوا صلی دھر
مقدمۃ الجیش ہر تن لعل وارد تھے نوبت پنجانہ حریف کو مقابلہ آئے قضا کالا امیر کاظم خان ... شاہی لیکر
آیا تھا وہ اشارہ صادق علیخان سے قتل ہوا دوسرے صادق علیخان نے صف آرائی کی آتش ہنگامہ میدان قتال
شعلہ زن ہوئی آتش زیر پا تھا قدم راہ فرار پر رکھا مگر کرنل کلیف نے پھر اوسکو ہمراہ لیکر بیادہ جنگ بچھائی
لامحالہ بادشاہ کو مقابلہ سپاہ انگریزی سے پڑا کامگار خان نے وہ داد شجاعت مردانگی کے ساتھ دی کہ باوجود
شکست ہونے نادر داؤد خان سرداران لشکر میدان کو ہاتھ سے نہ دیا اور صادق علیخان نے بھی ہمہ تن زخم کھائے
لیکن تشنہ خون فوج شاہی رہا ناچار بادشاہ نے کامگار خان سمیت میدان سے قدم اوٹھایا اور حوالی بہار مین
پہونچکر چاہا کہ راہ جوار کلکتہ سے مرشد آباد مین صورت بلا نازل ہو اور جعفر علیخان کو جمعیت سے نیو محاربہ کی جمائی

ابھی بردوان تک پہونچے تھے کہ صادق علی خان بھی خبر پاکر صورت قضا نازل ہوا ناچار پھر بادشاہ دست پاچہ پھر کر بہار مین آئی اور کثرت قلت خرچ سے اوقات لشکر سلطانی سخت پریشان تھی خود بدولت کو جو دس پانچ روپیہ کسی جگہہ سے بطریق نذر دستیاب ہوتے اوسی مین بقدر حصہ پیسہ یا کوڑی سپاہ کو تقسیم ہوتے کہ اسی عرصہ مین عرضی خادم حسین خان کچھہ خرچ سمیت مانند وحی نازل ہوئی القصہ جعفر علیخان مرشدآباد سے نکل چکے تھے صادق علیخان کو ساتھہ لیکر پھر گئے قضا ہی کا موسیو لاس فرانسیس نے لشکر شاہی مین پہونچکر دوبارہ حصار عظیم آباد کو محصور کیا تھا کہ فوج انگریزی بنگالہ سے آکر کامگار خان پر صورت شبخون آگری زین العابدین خان گولی سے مجروح ہوکر بے روح ہوا ناچار مجبور ہوکر مان پور علاقہ سندر سنگہ مین بادشاہ تشریف فرما ہوئے اور سیر و شکار مین مصروف کہ خادم حسین خان مخالف صادق علیخان چاہتا تھا کہ پورنیہ سے چھہ ہزار سوار اور سات ہزار پیادہ اور چالیس پچاس ضرب توپ لیکر کمک بادشاہ کے واسطے کہ عظیم آباد کو تسخیر کرے لیکن کپتان نکس نے راہ ندی اور سد مقابلہ اوٹھایا ناچار حاجی پور مین لب گنگ آکر ٹھہرا اور منظور نظر تھا کہ لشکر بادشاہی تک پہونچے کہ صادق علیخان نے مرشدآباد سے نکلکر تعاقب کیا اور بساط جنگ بچھائی غرض رانکو اسطرف دریائی گنڈک کے کنارے لشکر خادم حسینخان کہ عبور مین دریا صفت موجزن تھا اور اوسطرف صادق علیخان اس تصور مین مانند گرداب پیچ و تاب کھاتا تھا کہ شب بخیر دم صبح مقابلہ کرکے ہزیمت نصیب کرتا ہون کہ بلای آسمانی یعنی برق شرربار چمک کر زمین خیمہ سے سر اوٹھالی صادق علیخان ایک قصہ خوان اور دو خدمتگار سمیت طعمہ نہنگ آتش شعلہ فگن ہوئے مگر معشوقہ آتشین رخسار اوس نار کی شرارت آتش سے محفوظ رہی وقت صبح کرنل کلیف نے لاش صادق علیخان کو آلائش سے نکلواکر ہاتھی پر طرف مرشدآباد روانہ کی اور راج بلم نام دیوان آنجہانی کو جہت مصالحہ حضور بادشاہ مین بھیجکر آپ راہ کلکتہ کے اوپر قدم زن ہوئے یہ روداد انتیسوین ذی قعدہ ۱۱۷۳ ہجری کو ظہور مین آئی —

طریق برآمدن مصالحہ با انگریز و بادشاہ

پس صادق علیخان باسم نراین و راج بلم شرارت پیشون نے پھر فوج انگریزی لیکر مقابلہ بادشاہ مین آتش ہنگامہ دار و گیر جنگ کی جست بیان نثار عرفین کا ہم ... لیکن کامگار خان ہمیشہ راہ فرار پیش قدم مارتا تھا مگر ... بادشاہ بھی آخر کار موسیو لاس فرانسیس نے میدان جنگ ... قدم فوج سلطانی اوٹھ گئے اور بادشاہ ... سواے ... زخم کھایا اگر موسیو لاس فرانسیس شجاعت شعار توپ پر

بیٹھ گیا اور تر زبان ہوا کہ قدم سپہ سے زنہار میدان سے نہ اوٹھین کے پس کپتان کارنک نے زبان کو شاباش
دلاوری سے آشنا اور سر دست اٹھی سے اوتر ٹوپی سر سے اتار کر رسم سلام ادا کی اور بعد منت
وسماجت اوس شمشیر بکف کو اپنے ساتھ لیگیا اور راجہ شتاب رای نے انگریز کی طرف سے حضور بادشاہ
مین آکر جنگ مصالحہ چاہا اور یہ شرط قرار پائی کہ لشکر سے کامگار خان کا دور ہو چنانچہ بہ سختی ہی کامگار خان نے
راہ لی اور میجر کرناک بہادر سات کوس چلکر وارد ہوا اور بادشاہ کو بسواری فیل کرانان پور مقام سکونت مین کہ
غرہ رجب ۱۱۷۴ ہجری تھا لیگیا اور آپ آدہ کوس تک سر برہنہ و پیادہ پا ہمراہ آئے حسب الحکم سلطانی گھوڑے پر
سوار ہوا اور آدہ کوس پر اپنے لشکر سے لشکر بادشاہی کو جگہ دی اور خاص بادشاہ کو سو سواروں سمیت
اپنے باغ مین لاکر خیمۂ بزرگ مین مسند رونق افزا کیا سرداران انگلشی اور افسران ہندوستانی اور
راجہ ایمن ورائے بلم وغیرہ سب نے ملک نذرین گذرانین اور کوٹھی انگریزی مین قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ نے
آکر بادشاہ سے ملازمت حاصل کی ایک ہزار ایک اشرفی اور پانچ ہزار روپیہ نقد اور بیس کشتیان عمدہ تحفون کی پیشکش
کین چنانچہ حضور شاہی خلعت ششش پارچہ بالای مروارید و سرپیچ سمیت پایا اور رخصت ہوکر دوسرے مکان مین
طرح قیام ڈالی آخر معاملہ تینوں صوبوں کو چوبیس لاکھ روپیہ سالیانہ بطریق پیشکش قرار دیکر بعد حصول نقد رخصت
اپنے لشکر مین گیا اور بادشاہ عمارات سلطانی عظیم آباد مین جلوہ آرا ہوئے القصہ پہر دوسرے سال جلوس سے
بادشاہ نے تسخیر ملک غربی کے واسطے بوندیل کھنڈ سے عزم فرمایا اور وزیر الممالک شجاع الدولہ کو زیب قلم کیا چنانچہ
شجاع الدولہ نے بہ ہمہ تن راضی ہوکر پہلے بینی بہادر کو روانہ کیا اور عرضیان نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور
حافظ رحمت خان وغیرہ کی محمد علیخان و عصمت اللہ خان کے ہاتھون ارسال کین اور نامہ شاہ درانی مبارکباد سلطنت
مین آکر نذر مبارک سے گذرا اور امیر الدولہ جو شاہ درانی کے پاس گیا تھا اوسنے حاضر ہوکر تحفۂ آئینہ دار اور چتر مرصع
پیشکش کیا کہ اس عرصہ مین شجاع الدولہ نے آصف الدولہ سمیت آکر دولت حضوری حاصل کی خلعت ششش پارچہ و
رقم جیغہ سرپیچ مخلع ہوئے راجہ شتاب رای و بینی بہادر نے بہی خلعت پایا القصہ بعد عبور دریای کرم ناسہ الہ آباد مین
داخل ہوئے چنانچہ حکومت منتصرفہ جو بسبب ضعف الدولہ حاکم سے خالی تھی افاغنہ شجاعت شعار قبل و انتزاع کا
نظم ونسق کرتے تھے غرض احمد خان نے چاہا کہ اطراف کوڑہ پر اپنے قبضۂ تصرف کا کوڑا لگاوے لہذا وزیر الممالک نے
لشکر بادشاہی کو الہ آباد سے کوچ کیا اور کوڑہ کو حیطۂ تصرف مین لاکر باجمو مین چہاونی لشکر کی ڈالی چہٹے برس
جلوس کے بعد چونکہ سپاہیان ملک وزیر الملک کالپی کے ہمارے قیام وہی تھی انکی سرکوبی کے لیے کوچ قرار دیا

کرنال نے وہان کے قدم باہر رکھا اور تمام شہر بنارس تاراج ہوا چنانچہ وزیر نے جہانسی و کالپی اکثر مقامون پر
بزور شمشیر قبضہ کیا بعضے مرتبہ بھی انگریز مطلع ہوئے دوسرے فتح نے منہ دکھایا خلعت وزارت سب بجز شاہ درانی
شجاع الدولہ کو اور خلعت غسلخانہ آصف الدولہ کو اپنے ساتھ عنایت ہوا اور فرمان نیابت آصف جاہ دکن کو
دو سو اشرفیون سمیت بدری ناتھ وکیل کے ہاتھ اور پیتا ہاتھی سفید اور ایک مادہ فیل ورسالہ قاسم علیخان
اور راجہ ہاے جودہ پور و جے پور وغیرہ کی عرضیان وکیلون کی معرفت نذر اقدس سلطانی سے گذرین اور تمام
رئیسہ نواح کالپی و جہانسی کے اطاعت پذیر ہوئے لیکن ہندوستان میں قدم وہان پر رکھا تھا جب نواب
وزیر نے خود عنان عزیمت ادہر جانب اوہاتی [illegible] کو آستانا پایا ادہر کوتاہ اندیش [illegible]
پیام اطاعت دیا اور پچاس لاکھ روپیہ نقد اور پچیس لاکھ روپیہ سالیانہ خراج دینا قبول کیا مگر بسبب حرکت لشکر
پچھیان کشکی پہکر بانڈی اور احمد خان وغیرہ بعضے زمینداران کل وزیر کو اپنے ملک مین جانے نہ پایا دیگر باعث
آشوب ہوا سبب تھا کہ سلطانی کوچ ظہور مین آئی اور فساد عظیم برپا ہوا لیکن نجیب الدولہ نے موافق فرمان
بادشاہی سعداللہ خان و عبداللہ خان سمیت اس طرح فیصلہ ڈالا احمد خان کو حاضر حضور کیا خلعت پایا رخصت ہوئے
اور خود بدولت نے اسکندرہ تک پہونچکر مراجعت فرمائی اور اوسی سفر مین درمیان رفقای قزلباش وغیرہ
وہ وہان نجیب الدولہ نزاع مذہبی واقع ہوئی اور ملازم لشکر سے جدا ہو گئے اسوقت نواب وزیر بہار
تدارک وقت مین مصروف تھی پہلے شمس الدینخان عالیجاہ کی طرف سے کالا کرونڈ کے ساتھ تحایف [illegible] وغیرہ
بعد اسکے عالیجاہ تشریف فرما ہوئے سامان امارت شان و عظمت کے ساتھ مہیا خیام فلک احتشام سرو [illegible]
وکار چوبی خوش حسن و خوبی سے آراستہ زینت افزای سر و زمین [illegible] ہوئے اور جملہ اسباب شوکت و تجمل
چنانچہ وزیر نے تین کوس جہکر استقبال کیا اور دست آگیا لانے پہنچ کر حضور اقدس مین لائے گرانبہا
جواہرات وغیرہ کی چند زنجیر فیل سمیت پیشکش گذرانین اور دوسرے روز اپنے خیمہ مین لاکر وزیر نے ایک بیش بہا
صورت دل پہلو مین جگہ دی القصہ جب معلوم ہوا کہ مطلب تابعت کے واسطے قدم رنجہ فرمایا ہے جو اخلاق [illegible]
بادشاہ تھا انگریز سے صورت ملال و رنج پیدا ہوئی چونکہ شجاع الدولہ نے بخلاف حکمہ عالیجاہ سے باز [illegible]
اور پندرہ لاکھ روپیہ ماہ فوج جس وقت سے عظیم آباد مین آئی اس پر خرچہ منظور کیا تھا اور ایک لاکھ
ہاتھی [illegible] کی جگہ نصب تھی بیگم صاحبہ کو نوازش کی تھی ان وجہون سے بادشاہ کو حمایت عالیجاہ کے
واسطے آمادہ کیا لیکن چند سے [illegible] درمیان آیا عالیجاہ نے بندوبست اس امر کا اپنے اوپر کر لیا

اور ایک قلعہ مختصر مرزا نجف خان کے ہاتھون تسخیر کراکے اپنا نام قائم کیا اور معاملہ ہندوپت اپنی وضع پر
فیصلہ کیا کہ زرمشروطہ اوسکا کچھہ نقد اور کچھہ وعدی پر پہونچا ہے کا چنانچہ اقرارنامہ اوسکا معرفت نجف خان
داخل ہوا اور عالیجاہ روپیہ کے ذمہ دار بنے القصہ عالم مجبوری مین جانب عظیم آباد کوچ قرار پایا پانچوان
سال جلوسی تھا ماہ شعبان سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو صورت حرکت لشکر سلطانی ظہور مین آئی راجہ بلونت بنارسی جو اوسوقت
منحرف تھا راہ مین وزیر کے پاس حاضر ہوکر تین ہزار سوارون سمیت ہمراہ رکاب ہوا اب یہان سے ضعف اقبال
شجاع الدولہ اور قوت حشمت انگریزیہ تصور کرنا چاہیے اب ارباب انگریزی اسبات پر راضی تھے کہ ہم صوبہ
بہار سے دست بردار ہوتے ہین اور بنگالہ سے سالیانہ مقرر کرتے ہین لیکن بادشاہ حمایت عالیجاہ سے پہلو تہی
فرماوین یہان منظور فلک کجرفتار اور کچھہ تھا وزیر نے جوابدیا کہ بعد تسخیر بنگالہ اگر تم بارگاہ سلطانی مین رجوع کروگے
تو صورت قیام و قرارداد مکان تجارت قدیم وضع پر ہوسکتی ہے سردست بادشاہ کی طرف سے سوائے
شمشیر دوسرا جواب نہین خلاصہ سپاہ وزیر بکثرت تھی راہ مین زمیندارون پر اسقدر صورت ظلم و تعدی بیکار
ظہور مین آئی کہ ہر شخص عاجز اگر خدا سے فتح انگریزی کا خواستگار تھا اور انگریز مقام بکسر وغیرہ سے عظیم آباد مین
اکر یکجا ہوئے مگر سپاہ وزیر سے فی الجملہ اندیشہ مند تھی اور بادشاہ اس مشورہ فساد مین شامل نہ تھے
فقط تماشائی بلکہ ہر مرتبہ وزیر کو رای مصالحہ انگریز سے دیتے تھے چونکہ پردے شدنی آنکھون پر پڑے تھے
منظور نہوئی غرض پہلے مقامات عظیم آباد مین میدان جنگ وجدال گرم ہوا اب جو کچھہ سرد مہری فلک سے
آتش شر و فساد شعلہ زن ہوگی آئندہ مفصل قلمبند ہوگا بہرحال کنارہ کرنا بادشاہ کا اس دریای معرکہ سے
کمال مفید ہوا یعنی وزیر ہزیمت نصیب روسیاہی بوندیل کھنڈ و اہل افاغنہ و قوم مرہٹہ سے اعانت طلب
ہوئی اور بنگالہ سے مغرب مین پہونچ بادشاہ نے صورت قطب اپنی جگہہ سے حرکت نہین کی پھر سر نو طرح
دوستی ڈالکر کمال عاجزی کے ساتھہ صورت مصالحہ اس شرط پر نکالی کہ الہ آباد اور کوڑہ تصرف بادشاہ مین رہے
خلاصہ میجر کرنک جو باعث مصالحہ تھے وہ کلکتہ سے سردار لشکر انگریزی بنکر پھر آئے اور وزیر سے بھی شکل
مصالحہ پیدا ہوئی اور بواسطہ لارڈ کلیف جو کلکتہ سے آئے تھے صورت تحریر عہدنامہ ظہور مین آئی الہ آباد
دارالسلطنت قرار پایا منیرالدولہ مدارالمہام بنے جو بنئی بہادر اور انگریزی کی آئینہ دلمین زنگ کدورت جما تھا راؤ
شتاب رای کی وجہہ سے شکل صفائی نمودار ہوئی اور جو جعفر علیخان عہدہ نظامت بنگالہ پر سرفراز ہوئے تھے
کلکتہ مین جاکر مرگئے اور یہ نظامت انکے فرزند مبارک الدولہ کو ملی اور بنگالہ اور بہار اور اوڑیسہ ان تینون صوبونکی ۱۰

سند دیوانی بادشاہ نے سرکار کمپنی کے نام جاری فرمائی اس مضمون سے مداخلت لارڈ کلیف اور صلح ہونی
بھی اور صوبہ اودہ بدستور بنام وزیر رہا چوبیس لاکھ روپیہ سالیانہ آمدنی بنگالہ وغیرہ سی خزانہ سلطانی مین
آیا کرے قرار پایا اور جو عملہ انگریزی عاملون کا لکھنؤ مین بیٹھا تھا اوٹھ گیا اور کرنل اسمتھ پریزیڈنسی مسلم
ہوئی اور ہندوستانی مغربی ملک بلا مداخلت انگریز تصرف بادشاہ مین آئی غرض اس عرصہ مین جو مرزا اکبر شاہ
نی بعد ہزیمت وزیر خلعت وزارت پایا تھا عزل نصیب ہوئی اور شجاع الدولہ بدستور بحال ہوکر روانہ فیض آباد
ہوئے مگر سعادت علیخان بہادر کو تفضل حسین خان سمیت حضوری بادشاہ مین چھوڑا تھا چنانچہ فیض آباد مین
پہونچکر بندگان حضرت کو نواب شجاع الدولہ نی بواسطہ عرضداشت طلب کیا اور سیر و تماشا عمارات نو تعمیر موتی محل
و باغ نور افشان وغیرہ کا دکھایا اور پندرہ لاکھ روپیہ نقد اپنے اور حساب سے بیگمات کی طرف سی حسن اطاعت کے
ساتھ نذر دیکر رخصت کیا غرض بادشاہ لشکر ظفر پیکر لیکر رونق افروز کوڑہ ہوئے حافظ رحمت خان وغیرہ
رئیسان بریلی اور احمد خان وغیرہ افاغنہ فرخ آبادی سے حاضر ہوکر اس امر کے مستدعی ہوئے کہ اب
بندگان حضرت کو مقدمات مشرقیہ سے فارغ البالی حاصل ہے لیکن امور مغربیہ بوجہ خلل اندازی جاٹ
و مرہٹہ خراب اس نظر سے نزول دائرہ دولت شاہجہان آباد مین کرسی نشین ہونا مناسب چونکہ یہ مشورہ
خلاف رائے منیر الدولہ تھا بادشاہ نے الہ آباد مین باغ نول رائے کو اپنے رنگ قیام سی فردوس بنایا اور
موسو بخان بتیس ہزار روپیہ سالیانہ اپنا اور تیس ہزار روپیہ درماہہ رسالہ اور مواجب سلاطینان دو محلہ اسم باسم
بارہ ہزار روپیہ آمدنی بنگالہ سے وجہ ہرایک کی مقرر ہوکر حسب الحکم سلطانی حفاظت قلعہ ارک دار الخلافت کے
واسطی روانہ کیا گیا اور منیر الدولہ ملاقات انگریزان تازہ آمد ولایت کے لیے جانب کلکتہ روانہ ہوئے مگر اکبر علیخان
انکی طرف سی دربار سلطانی مین حاضر باش تھا خلاصہ صحبت حسام الدین خان و سیف الدین برادر خان نے کو بخوبی
مزاج بادشاہ مین رنگ جمایا اور مرزا نجف خان روسای اطراف سی روگردان ہوکر بمعرفت منیر الدولہ فیضیاب
دربار سلطانی ہوا غرض اس مرتبہ منیر الدولہ نے جلد تر کلکتہ سے آکر رنگ دربار و حسام الدین خان بدلا ہوا پایا
چونکہ صحبت خلاف مزاج تھی سمجھا کہ مفت آبروریزی ہوگی مصلحتاً بہ حیلہ زیارت کعبہ شریف رخصت لیکر
داخل کلکتہ ہوا اہل کونسل کو بیان کی جملہ کیفیت سے مطلع کیا اہل کونسل منیر الدولہ کو خیرخواہ
بادشاہ و کارگذار عمدہ سمجھے تھے الفاظ مناسب کے ساتھ بسفارش پیش آئے مگر بندگان حضرت کو
یہ صورت سخت ناپسند آئی —

عزیمت بندگان حضرت شاہجہان آباد کی طرف

حسام الدین خان نے بہ اتفاق اکبر علیخان مذکور بندگان حضرت کو اسبات پر آمادہ کیا کہ جو چشمداشت انگریزون سے
مد نظر تھی ظہور مین آئی اب حضرت کل ہندوستان کے فرمان روا ہین بندوبست چکلہ کوڑہ کے پردہ مین
تنخواہ داشت تازہ فرماکر تیاری دار الخلافت فرمائی بہرکیف وہان بھی بوجہ مقرری ارباب انگریز پہنچین گے
خلاصہ حضرت نے اس راہ پر قدم مارا بعد چند ماہ وہان تو تنخواہ داشت نے جہت تنخواہ لیوہ کیا حسام الدینخان
روپوش ہوئے آخر منیر الدولہ کلکتہ سے پھر کر حضور مین آپہونچے تھے بنظر دولتخواہی و رضامندی ہر دو ان
تنخواہ داشت کو نصف تنخواہ بعد اخذ فارخطی خزانہ سے دلادی اور مرزا نجف خان کوڑہ پر مامور ہوئے کہ ناگاہ
اخبار انتقال نجیب الدولہ شاہجہان آباد سے آئی اور وقوع ہونا بدعملی کا ضابطہ خان کی سبب معلوم ہوا چنانچہ
عزم روانگی بندگان حضرت جانب دہلی قرار پایا لیکن بوجہ ممانعت اہل کونسل صدر بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اس
عزم کو ملتوی رکھا لیکن سیف الدینخان محمد خان کو مرہٹہ کے پاس روانہ کیا کہ آمادہ ملازمی حضور کرے
چونکہ بعض مرتبہ دست شاہ درانی سے جنگ بجا و جنگو ہین اور بعض مرتبہ میل ملوجی ہو لکر و نمباجی
وغیرہ نے بال و پر بہم پہونچا کر ہندوستان مین آئے تھے القصہ سیف الدین خان محمد خان نزدیک
پہونچکر منصوبہ بادشاہ سے آگاہ کیا اور عنایات سلطانی کا موعود کہ جسوقت دائرہ دولت شاہجہان آباد
مین کرسی نشین ہو پچیس لاکھ روپیہ تمکو دستیاب ہوگا غرض اون مرہٹون نے عرضداشت منظوری
ارسال حضور کی اب عزم روانگی شاہجہان آباد بالجزم قرار پایا اور منیر الدولہ نے صاحبان کونسل کلکتہ کو
فہمایش کی کہ رہنا بادشاہ کا الہ آباد مین خالی نقصان سے نہین چھبیس لاکھ روپیہ بنگالہ وغیرہ اور ایک لاکھ روپیہ
سالیانہ نجف خان وصرف علاقہ کوڑہ کو دیا جاتا ہے اور ایک سردار انگریز چند پلٹنون سمیت جدا تعینات
رہتا ہے جب بادشاہ دہلی مین کہ وہان صورت سخت بدعملی کی واقع ہے تشریف لیگئے شکایت مین
مصارف سرکار کمپنی کی سراسر فائدہ ہے اور چکلہ کوڑہ مفت ہاتھ آتا ہے اور زر نقد سرکاری انگریزون
پہونچا کریگا کسواسطے بادشاہ کو اسقدر ذاتی دست قدرت نہین سرکار کمپنی سے دست و گریبان ہون
لہذا اس صورت مین ممانعت بیکار ہے خلاصہ یہ مشورہ اہل کونسل کو بہت پسند آیا اور منیر الدولہ پھر کر الہ آباد مین
آئے اور مرزا نجف خان کے عوض کوڑہ مین خواجہ سعید خان کو مامور کیا کہ وہ زمیندارون کے ہاتھ مار گیا

انکے بعد بدل بیگ خان مقرر ہوئے نجف خان کو بلا کیا اور فرمان بادشاہی طلب نواب وزیر کو واسطے جاری کیا نواب وزیر نے عین عشرۂ محرم مین کہ لشکر سلطانی بعزم روانگی الہ آباد سے باہر آچکا تھا لبتہ وچشم حاضر حضور ہو کر بارہ لاکھ روپیہ نقد اور ایک سو چھکڑہ باربرداری کے لیے اور سو اونٹ اور چند زنجیر فیل اور سو راس گھوڑے باقی خیمہ اور خرگاہ جو شایان بادشاہی تھا بطریق مدد پیشکش کیا اور نوشتہ اوسکی زر قیمت کا منیر الدولہ کے نام آمدنی الہ آباد سے لیکر بعد حصول نقد رخصت فیض آباد کی طرف پھر گئے اور منیر الدولہ نے الہ آباد مین قیام کیا غرض وسط محرم ۱۱۸۵ھ ہجری مین مطابق پانزدہم سال جلوسی بارہ[۱۲] برس کے بعد صورت کوچ لشکر ظفر پیکر جانب شاہجہان آباد ظہور مین آئی —

رسیدن ماثرہ دولت سلطانی بدار الخلافت و عروج مرزا نجف خان

اولاد مرزا نجف خان بن سید علی ابن سید محمد سادات رضویہ کلید بردار روضہ مقدس امام موسی رضا علیہ السلام کی ہے اور داماد شاہ سلیمان صفوی ایرانی مرد ممتاز چنانچہ مرزا نجف خان مذکور پیشتر مرزا اسماعیل اپنے برادر بزرگ کے ساتھ مع مرزا حسن دیگر برادر ولایت سے آکر ہمراہ نواب برہان الملک رہے اور بعد نواب صفدر جنگ محمد قلی خان کے ساتھ گذرے جب محمد قلی خان شجاع الدولہ کے ہاتھ کشتہ ہوا بنگالہ مین نزدیک عالیجاہ پہونچکر نالہ اوداہو پر مامور ہوا خلاصہ تا قیام مرزا نجف خان زنتظام عالیجاہ محلہ بہ انگریزی مین بخوبی رہا جب یہان سے صورت برخاست ظہور مین آئی انگریزون کی طرف سے کوڑہ جہان آباد پر مامور ہوئے جسوقت کوڑہ دست تصرف بندگان حضرت مین آیا تین ہزار سوار و پیادہ لیکر حاضر حضور ہوئے آبرو پائی جبدم دائرہ دولت نے شاہجہان آباد سے جنبش کی مرزا نجف خان صاحب سیف و قلم تھا اور اس سفر مین کئی عمدہ مقدمہ ظہور مین آئے ایک یہ کہ احمد خان بنگش حسب الحکم سلطانی بامید بخشیگری کل سات لاکھ روپیہ جہان فرخ آباد سے قرض لیکر بعد تیاری اسباب حرب و ضرب توپخانہ وغیرہ و چند زنجیر فیل سمیت پادرکاب تھا کہ لشکر سلطانی مین حاضر ہو کہ ناگاہ عارضہ مہلک مین مبتلا ہو کر دیار عدم کی طرف کوچ کر گیا اور وہ حسب وارثان دلمین باقی رہگئی جب یہ خبر مقامات قنوج مین گوش زد ہوئی نظر حسام الدین خان فیلی پر تھی براہ عجلت کہ تین روز اس سانحہ کو گذرے تھے لشکر سلطانی سے فرخ آباد مین پہونچا یہان پٹھانون نے مظفر جنگ اونکے فرزند کو مسند ریاست پر بٹھا دیا تھا فخر الدولہ بخشی کہ مدار المہام اونکا تھا مظفر جنگ اونکے فرزند کو

سو پہونچی سمیت بدرقہ حسام الدینخان وکفالت مرزا نجف خان براہ عجلت وارد دولت پر حاضر آکر دولت
ملازمت سے مالامال ہوا بارہ ہزار روپیہ اور بیس ہاتھی اور تین ہزار گھوڑے ہمراہ رکاب تھے خلاصہ فخرالدولہ نے
ساتھ خلعت اپنے متوسلون کو دلائے اور مظفر جنگ خلعت ہفت پارچہ یعنی جیغہ سرپیچ مالا مروارید سپر
شمشیر اسپ و فیل سے مخلع ہوا اور تین لاکھ روپیہ نقد اور تین لاکھ روپیہ کا اسباب ہاتھی گھوڑے ظروف
طلائی ونقرہ وغیرہ بندگان حضرت مین نذر گذرانی اور رقم ایک لاکھ روپیہ کی حسن اطاعت وخوش کرداری کیوجہ
فرد حساب معاف مین درائی الختصر لشکر ظفر پیکر سلطانی مین تین مہینے تک قیام رہا اور دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ
مہاجی مرہٹہ بیس ہزار سوار اور پچاس ضرب توپ لیکر شامل لشکر دریا موج ہوکر خلعت ششش پارچہ سے سرفراز ہوا
اور تیسرا مقدمہ یہ تھا کہ ضابطہ خان نے دہلی کو خالی دیکھکر آتش فتنہ مشتعل کی تھی اور مرزا نجف خان بکمک
مرہٹہ حسب الطلب فرو آتش مذکور پر مامور ہوئے پہلے مقابلہ چاندی گھاٹ پر کہ سکر پال سے مفاصلہ بارہ کوس کا
رکھتا تھا ظہور مین آیا افاغنہ پہلی بھی اوسکے شریک تھے لیکن شکست نصیب ہوکر بسواری فیل صندوقچہ
جواہرات سمیت راہ ناتک ٹھالی اور مال ومتاع مقابل جو بند خندق تھا مرزا نجف خان کے ہاتھ آیا اور
کمال نیکنامی کے ساتھ عروس فتح سے ہم آغوش ہوا اور نجف قلی خان کو اوس جگہ چھوڑا اور یہان پتہرگڈہ
محاصرہ مین تھا اور مرہٹون کا دست تاراج دراز الختصر مرزا نجف خان مقامات الوپ شہر مین پہونچکر شریک
لشکر ہوا اور دارالخلافت تک پہونچتے پہونچتے سات ہزار سوار ہمرکاب مرزا نجف خان جمع ہوگئے تھے قسمت سے
یہان صورت جلوس سلطنت ظہور مین آئی خلعت امیرالامرائی مع خطاب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کو
عنایت ہوا اور انتظام ملک ضابطہ خان اونکی وضع پر رہا اور خلعت دیوانی خالصہ سے حسام الدین خان اور
کارخانجات سے سیف الدین محمد خان مخلع ہوئے لیکن مرہٹہ مطیع مرزا نجف خان کے تھے اور روز بروز جمعیت
افزونی سپاہ پر روئی تھی ایکدن سواری ذوالفقار الدولہ جانب درگاہ قطب جاتی تھی اور راہ مین گڈھی
جاٹون کی واقع کہ دفعتاً یہان مردمان گڈھی سے صورت فساد پیدا ہوئی اور آتش جدال وقتال
شعلہ زن آخرکار بعد کشتہ ہونے چند آدمیون کے وہ شکست نصیب جانب بلم گڈھ وبھرت پور روانہ ہوا اور
اپنے آقای نعمت کو اطلاع دی اور یہان تمام نام ونشان گڈھی مٹا دیا گیا القصہ صورت ابتدای مخالفت
یہی جو ظہور مین آئی اور حسام الدین خان وسیف الدین خان فروغ ذوالفقار الدولہ دیکھکر آتش حسد مین
جلکر خاکستر ہوئے منظور تھا کہ مرہٹہ کو اوسنے جدا کرین یا وہ اونکی اطاعت کا دم نہ بھرین اس نظر سے مکوجی

ہو لکر کو ملک افاغنہ سے شاہجہان آباد سے طلب کیا یہ پہونچتے ہی بواسطہ عرضی پچیس لاکھہ روپیہ مشروطہ بالا کے
خواستگار ہوئے حسام الدین خان نے براہ عداوت قلبی ناصیہ عرضی کو اس شرح سے مزین کیا کہ امیر الامرا
ذوالفقار الدولہ از ہر جا کہ تواند بہ اداے زر مشروطہ بپرداز دہنوز صورت انتظام ملک پیدا نہوئی تھی کہ تقاضاے
تنخواہ سپاہ نو ملازم سوہان روح تھا بہم پہونچنا پچیس لاکھہ روپیون کا سردست دشوار حرف عذر زبان پر
لایا لیکن مرہٹہ نے ہاتھہ پاؤن نکالے یعنی شہر مین آکر شدہ فامی دہلی پر ایذا رسانیان شروع کین اور نوبت
صف آرائی پہونچی پہلے حسام الدین خان نے قدم جانب مقابلہ بڑھایا لیکن شمشیر شجاعت نے جوہر نہ دکھائے
لیکن تیغ ذوالفقار الدولہ نے باتیمہ مرزا حسن بھائی اوسکا مجروح تھا دم مرہٹہ بند کیا اور اہل فرانسیس
جو توپخانہ سلطانی کے ملازم تھے انہون نے بھی خوب میدان معرکہ مین کار نمایان کیے آخر کار مرہٹہ پسپا
ہوئے چونکہ حسام الدین خان کو استیصال انکا منظور نہ تھا اپنی شرارت سے باز نہ آیا اس نے اشتعالک سے
شقہ بادشاہی اس مضمون کا کہ بدولت نے سپاہ ایرانی و تورانی کو یکقلم موقوف کیا ذوالفقار الدولہ کے
نام ہوا اور اکبر علیخان کو حکم دلا دیا کہ ابھی مرزا نجف خان کو شہر سے خارج کرے اور مرہٹہ کو اشارہ کیا
کہ انہون نے مکان ذوالفقار الدولہ پر آکر آتش ہنگامہ مشتعل کی کئی دن بازار حرب و ضرب گرم رہا
ناچار ذوالفقار الدولہ نے معرفت مرزا خلیل و مہدی قلی خان کاشی کہ سابق رفیق عماد الملک و عالمگیر ثانی
تھے راہ و رسم اخلاص مرہٹہ سے پیدا کی بظاہر حسب ایماے حسام الدین خان و د مرہٹہ تنگ طلبی کرتے تھے
غرض اب حسام الدین خان کے مرہٹہ نے پیام دیا کہ دیوانی خالصہ تمہارے متعلق ہے جسطرح سے ہو تم زر مشروطہ
ادا کرو ناچار حسام الدین خان نے بعالم مجبوری تھا اوس معاملہ کو سر نو نو لاکھہ روپیہ پر فیصل کیا بلکہ تین لاکھہ روپیہ
نقد دیا اور چھہ لاکھہ روپیہ کا اقرارنامہ میعادی تحریر ہوا اور اسمین سے کچھہ اسباب طلائی و پشمینہ بھی پہونچا کے
ملازمی سلطانی سے برطرف کیا اور دہلی سے حکم رخصت لیا قصہ کوتاہ جو لاکھہ روپیہ نقد اپنے پاس سے
بشرط اخراج ذوالفقار الدولہ دینا قرار کیا تھا مرہٹہ نے بنظر طمع سخت کمر ایذا رسانی پر باندھی اور چند ہزار
سوار مغلیہ سپاہ ذوالفقار الدولہ کے خراب کرنے کے واسطے شہر مین چھوڑ کر قدم دار الخلافت سے
اوٹھایا اور صورت عبور دریاے جمن ظہور مین آئی اب ذوالفقار الدولہ نے دیکھا کہ مارنے اور مرنے کے سوا
کوئی شکل چارہ کی نہین ایک دن کفن زیب کیا اور شمشیر بکف دس ہزار مغل دلاور ہمراہ لیکے اپنے مکان سے
پیادہ پا نکلا اور جانب خیمہ مرہٹہ قدم زن ہوا مکوجی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ابھی دس ہزار مغل ہزار جان سے

آمادہ جان نثاری ہین دم شجاعت ذوالفقار الدولہ بھرتے ستایش وثنا خوانی کرتی ہوئی خیمہ سے برسم
استقبال باہر آیا اور ہاتھون ہاتھہ لیجاکر اپنے برابر مسند کمال عزت وعظمت کی جگہہ دی ناقدردانی بادشاہ
ونادانی حسام الدین خان پر بہت سا افسوس کیا اور چند کشتی اقمشہ تحفہ واجناس قیمتی عطر وپان کی ساتھہ
پیشکش کین اور کہا کہ پانچ ہزار روپیہ یومیہ دینا قبول کیا ذوالفقار الدولہ نے آخر ملازمی مرہٹہ گوارا کی اور
کمر سے پیش قبض نکال کر تھانسہامی زربفت کے ٹکڑے کاٹ کر اپنے مردان ہمراہی کو تقسیم کیے اور بارہ ہزار
سوار سولہ ضرب توپ سمیت شامل لشکر مرہٹہ ہوئے ادھر مرہٹہ کو بھی اپنی دفع الوقتی پیش نظر تھی اور ادھر
ذوالفقار الدولہ بھی سمجھتے تھے کہ زر یومیہ مذکور مرہٹون سے ہاتھہ آنا معلوم بہر کیف آپسمین یہ قرار پایا کہ
اب باہم شریک ویکدل ہوکر سر نو انتزاع ملک افاغنہ پہ کمر باندھین اور جو کچھہ بلا تکلف ہاتھہ آئے باہم منتفع
ہون خلاصہ یہ دونون شخص ایک رنگ ہوکر لشکر سمیت ملک افاغنہ کی طرف مردانہ وار قدم زن ہوئے القصہ
ضابطہ خان قریب سکرتال محاصرہ مین در آیا اور دست برد وتاراج مرہٹہ سے تنگ آکر نواب شجاع الدولہ کو
فوج سمیت اپنی حمایت کے واسطے طلب کیا چنانچہ نواب ممدوح نے کوچ کیا عین سفر مین رامگھاٹ پہنچکر سے
کام پڑا طرفین سے صورت مقابلہ ظہور مین آئی قریب تھا کہ آتش زد وخورد شعلہ افگن ہو کہ ذوالفقار الدولہ نے
مرہٹہ کو فہمایش کی کہ جماعہ انگریز ملازم وزیر ہمراہ رکاب ہے اور عہدنامہ قدیم جو برہان الملک کے وقت
لکھا گیا تھا وہ وزیر کے پاس ہے لہذا اصلاح وآشتی مقابلہ اور مخالفت سے بہتر ہے ناچار مرہٹہ محاربہ سے
دستکش ہوئے چنانچہ اس امر سے وزیر الممالک اور سرداران کونسل نہایت رضامند وخوشنود ہوئے
اور پھر ستارۂ اقبال ذوالفقار الدولہ برج شرف مین تجلی افروز ہوا یعنی انگریز کی طرف سے جاگیر نجف گڈھ
ہاتھہ آئی اور وزیر نے عہدہ نیابت وزارت وحاضر باشی بارگاہ سلطنت خلعت کے ساتھہ عنایت فرمایا
اور وہ مین بندگان حضرت کے جگہہ پائی غرض اب شمشیر حسام الدین خان زنگ آلودہ ہوئی اور گرم بازاری ہمد
آخر ذوالفقار الدولہ نے حسام الدین خان پر محاسبہ کرکے نو لاکھہ روپیہ ضبطی مین وصول کیا منجملہ اسکے
چھہ لاکھہ روپیہ حضور بادشاہ مین ارسال کیا اور تین لاکھہ حصہ سپاہ مین اپنے ساتھہ کیا اور خلعت خالصہ
عبد الاحد خان بن عبد المجید خان قوم کشامرہ سے جو عہد محمد شاہی مین خانسامان اور صاحب دولت تھا
دلا کر حضور بادشاہ مین چھوڑا اور مہم جاٹون کی اپنے سر پر رکھکر جہت تسخیر بھرت پور وصوبہ اکبرآباد قدم
بڑھایا القصہ مرہٹہ نے بعد انفصال معاملہ روپیہ اپنا نواب شجاع الدولہ اور افاغنہ سے کہ شرح اسکی حالات

دار

وزیر ومرہٹہ مین مندرج ہے لیکن امور پونہ وپیشوائی کے واسطے جانب دکن روانہ ہوئے ہندوستان مین
کوئی نہ رہا مگر مہمات مرزا نجف خان وجاٹ نے فتنے برپا کیے۔

تھوڑا ذکر تسخیر بھرت پور وغیرہ سے

اوس زمانہ مین فرقہ جاٹ نول سنگہ سے متعلق تھا چنانچہ سپاہ وخزانہ وقلاع متصرفہ پر دم غرور بھرتا تھا
شمرو فرنگی کہ بعضے اوسکو ایمانی بھی کہتے ہین حسب صلاح انگریز اخراج اوسکا بنگالہ وغیرہ سے ہوا تھا اسکر
جاٹ مین جاکر ملازم ہوا اور چند پلٹن بقواعد فرانسیسی وانگریزی توپخانہ سمیت آراستہ کین تھین یہی باعث
شوکت وغرور فرقہ جاٹان تھین اکبرآباد وحدود جی پور ونواح دہلی مین کہ یہ ملک دو کرور سے زیادہ تھا
اونکی صورت عملداری نے وہ قوت پکڑی تھی کہ زور نجیب الدولہ ضعیف تھا اور وقت تنگ اور صورت
نفاق حسب اتفاق بوجہ انہدام گڈھی کہ ذکر اسکا اوپر زبان قلم پر آچکا ہے واقع اس مرتبہ ذوالفقار الدولہ نے
قلعہ دیگ کو محاصرہ کیا سرداران بزرگ مثل مدن بیگ خان وغیرہ ہمرکاب تھے اور ملا رحم داد خان قوم روہیلہ
جو فن سپاہگری مین نامبردار وہ تھا مگر ہاتھون سے افلاس کے پامال وہ امیر الامرا ہوکر آمادہ جانفشانی تھا
دو تین برس مین تسخیر قلاع جاٹ مین گذرین آخر کار تمام ملک متصرفہ اونکا بدرشمشیر قبضہ نجف خان مین آیا
اور اس محاصرہ مین سندر سنگہ بھی جاٹ سے جدا ہوکر حضور امیر الامرا مین آیا ملازم ہوا اور نول سنگہ نوالہ
نہنگ قضا ہوا کار اس فرقہ مین صورت نفاق بحکم نقاش ازل سے پیدا ہوئی اور ملا رحم داد خان نے
جاکر بعد محاربات سخت قلاع زمینداران کا کہ کو کہ تعلق ملک جی پور سے رکھتا تھا مظفر ومنصور ہوا اور توقع تھا
کہ بیت ضلع اپنی جاگیر اد سپاہ ہمراہی کے عوض ہاتھ آئیگا چونکہ خاطر ... زیادہ منظور نظر امیر الامرا تھی کہ دشمن سے
ٹوٹ آیا تھا وہ تعلقہ اوسکے نامزد ہوا اور ملا رحم داد خان کہ اب صاحب جمعیت ہوچکا تھا رنجیدہ خاطر ہوکر بعد ترک
رفاقت امیر الامرا جاٹ کے پاس پہونچا چونکہ وہ قوم مہاجرت شمرو سی کہ شکستہ تھی اسکی پشت گرمی سے قوت
تازہ حاصل کی لیکن درمیان اولاد نول سنگہ آتش فساد شعلہ زن تھی یعنی رنجیت سنگہ پسر کلان مالک
ریاست تھا اور برادر خورد بحمایت ملا رحم داد خان نازان مگر رنجیت سنگہ نے مسند ریاست پر تمکن پایا اور ملا رحم داد خان کو
اپنے ملک سے خارج کیا ناچار اپنے آگے عبد المجید خان سے عرض کی کہ یہ سپاہ بادشاہی ہے ذوالفقار الدولہ
کون ہوتا ہے جو مختار عزل ونصب کا تھا خان مذکور نے اوسکو بہادر وقت سمجھکر اپنا رفیق بنایا اور سلسلہ جنبان

ناموافقت و عہد فراموشی کا ذوالفقار الدولہ سے ہوا لیکن اس عرصے مین صورت مغلوبی جاٹان ظہور مین آئی تھی
مسماۃ کشوری زوجہ نولسنگہ زن سورج مل کے ساتھہ کہ حکومت فرقہ جاٹ مین مفوض و مختار تھین حضور امیر الامرا کے
حاضر آئی غرض امیر الامرا نے اوس عورت کے واسطے جاگیرات لاکھہ روپیہ کی دیکر چھلکا لیا اب تمام ملک اکبر آباد
و بھرت پور و دیگ وغیرہ اور تمام قلعہ جات [illegible] و قبضہ ذوالفقار الدولہ مین درآئے اور مخالفت سے
جاٹون کی خاطر مطمئن ہوئی اور ادہر بادشاہ نے ملک جو ہر کی طرف جانے کی طرح مصارحات ڈالی تھی کہ اس عرصے مین
نواب وزیر شجاع الدولہ بسبب چند وجوہ کہ تشریح اوسکی زیب قلم ہو گی افاغنہ بریلی سے صورت نفاق ہو کر
معہ حافظ رحمت خان پیش آئی نواب وزیر نے عرضداشت بادشاہ کو اور خط ذوالفقار الدولہ کے نام بہ استدعای
امداد لشکر بادشاہی معرفت ایرج خان و محمد امین خان ارسال کیا لیکن مجد الدولہ نے بادشاہ کو امداد وزیر سے
باز رکھا اور ذوالفقار الدولہ باوجودیکہ مصروف معاملات جاٹ و اہل جےپور تھی یہان سپاہ کو افسران سمیت چھوڑ کر
شرکت وزیر کے واسطے روانہ ہوئے مقام اٹسولی مین صورت ملاقات ظہور مین آئی اور یہان اوس مہم نے
چندان طول نہ کھینچا تھا کہ پہلے مقابلہ مین حافظ رحمت خان لقمہ گولہ نذر ملک الموت ہوا اگرچہ نواب وزیر کو
منت زیر بار احسان ذوالفقار الدولہ ہونا پڑا ناچار بعد فتح ملک افاغنہ سے حصہ بادشاہی علیحدہ کر کے
ملک ہانسی حصار جانب غربیہ دریای جمن جو ایام شاہزادگی بادشاہ مین جاگیر تھا نواب وزیر نے ذوالفقار الدولہ کو
حوالہ کیا اونھون نے بواسطہ ارسال عرضداشت اوس ملک کو شریک خالصہ سلطانی کیا اور نواب وزیر نے بسفارش
تمام ضابطہ خان کو بھی حسب ضابطہ سپرد ذوالفقار الدولہ کیا ذوالفقار الدولہ نے جاگیر سہرنگہ جو قدیم سے تصرف
نجیب الدولہ مین تھی ضابطہ خان کو حوالہ کی پیشتر کہ ذوالفقار الدولہ مین موجود تھا کہ عبد الاحد خان نے
مطلع ہو کر اور بادشاہ کو ورغلا کر فرمان سلطانی اس مضمون کا ذوالفقار الدولہ کے نام لکھوا کر روانہ کیا
کہ ضابطہ خان مقصور سلطانی کو گرفتار کر دولت پر حاضر کرو خلاصہ ذوالفقار الدولہ کو یہ مضمون نہایت ناپسند آیا
اور ضابطہ خان کو مطلق العنان کر کے اجازت دی کہ وہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور حضور بادشاہ مین
عرضداشت اس عبارت کی ساتھہ ارسال کی کہ مین آدمی سپاہی پیشہ اور راست باز ہون دغا اور فریب
سازی و بازی نہین رکھتا چونکہ ضابطہ خان حسب سفارش نواب وزیر میرے پاس آیا تھا عزم بندگان حضرت سے
مطلع ہو کر رہا کیا اگر اب حکم سلطانی نافذ ہو تو اوسکے ملک مین جا کر میدان جنگ کو رونق دے اور پکڑ کر بحضور حضور
کرے یہان عبد الاحد خان آمادہ شر و بنیاد فساد تھا ہی ناصیہ عرضداشت مذکور کو اس شرح سے مزین کرا دیا

بہت سست باضابطہ خان جنگ کردہ و احاضر باید آورد بعد اسکے پھر تصور کیا کہ شمشیر ذوالفقار الدولہ
بیشک جوہر دکھائے گی بہرحال ضابطہ خان شکستہ حال ہے اس بلندنامی سے محروم رہنا عقل سے دور
القصہ لشکر شاہی کو ترغیب دیکر قریب مقام شکرگڈہ لایا اور صف مقابلہ آراستہ کی اور ادھر ذوالفقار الدولہ
نے مقام معرکہ مین پہونچکر قدم پیشدستی سے بڑھایا اور جدا ہوکر تماشاے کارزار دیکھنا شروع کیا ابوالقاسم خان
برادر عبدالاحد خان مقدمۃ الجیش لشکر شاہی تھا پہلے مقابلہ مین سرمیدان رزم افاغنہ نے افواج شاہی کو
ایسا مغلوب کیا کہ قریب تھا پاون اونکا صف معرکہ سے اوٹھ جاے لیکن ذوالفقار الدولہ نے دیکھا کہ
جوہر شمشیر آبروی لشکر سلطانی خاک مین ملی جاتی ہین اپنی شجاعت کو کام فرمایا اور قدم مردانگی میدان
جنگ مین جماکر اوس مہم پر ظفریاب ہوا اور ضابطہ خان اپنا سا منہ لیکر بھاگا آخر صورت بحالی جاگیر مقابل سب
استدعاے شاہی بواسطہ وکلاے کارپرداز ظہور مین آئی اور ذوالفقار الدولہ اپنے لشکر مین آکر سپہ مقدمات
جے پور مین مشغول ہوئے اس عرصہ مین نواب شجاع الدولہ عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے اور
آصف الدولہ بڑے بیٹے نے اونکی مسند وزارت کو رونق دی مگر یمین الدولہ چھوٹے لڑکے کو صحبت
برادر بزرگ نہ بھائی لشکر امیرالامرا مین جو مقام دیگ پر تھا تشریف لائے تصریح اس حال کی فصل
وزارت مین قلمبند ہوگی القصہ ذوالفقار الدولہ نے باعزاز تمام قدم استقبال بڑھایا اور یمین الدولہ کو
لاکر بالادست مسند پر بٹھایا اور جاگیر ہنڈون بیانہ جو موروثی تھے حوالہ کی اور اسیطرح اکثر امراے
لکھنؤ بہت بہادر کوشائین اور شیدی بشیر خان اور ایرج خان اور مرتضی خان بڑیچ اور محبوب علیخان
خواجہ سرا کوئی بحیلہ راہگی کربلا اور کوئی بہ خواستہ اسی لشکر مین آئے اور پناہ پائی ذوالفقار الدولہ نے
اپنے حوصلہ کے موافق اعانت اور سلوک سے چشم پوشی نہین کی ہر ایک منت کش اور ممنون تھا یمین الدولہ نے
سات لاکھ روپیہ کی جاگیر پائی تھی لیکن زمیندار وہان کے سرکش اور تدارک طلب بنیاد تھے یمین الدولہ کے
ہاتھون سے سرکوبی اونکی دشوار تھی بعد چند سال وہان سے مراجعت کی مگر محمد ایرج خان کہ سرمایہ بیش
بائیس ہزار روپیہ کا رکھتا تھا صوبہ اکبرآباد مستاجری مین لیا اور ہانسی حصار کو اپنی ضمانت سے
محمد بشیر خان کو دلادیا مگر محمد ایرج خان نیابت لکھنؤ کے واسطے کہ تفصیل اسکی حال لکھنؤ مین درج ہوگی
حسب پروانہ سرکار وزیر روانہ لکھنؤ ہوا القصہ مجد الدولہ نے علاقہ ہانسی حصار ملا رحم داد خان کو سپرد کیا
اتفاقا ان دونون مین صورت محاربہ واقع ہوئی محمد بشیر خان ملا رحم داد خان کے ہاتھ مارا گیا اور یہ ملا مذکور بھی

زمینداران کی ہاتھون شبخون مین کام آیا غرض تھوڑی دنون مین جو اشخاص لکھنؤ سے آئی تھی اونمین سے کوئی باقی نرہا
الا ہمت بہادر نے مدت تک قیام کیا لیکن مجدالدولہ نے باوجود دست گرفتگی ذوالفقار الدولہ بنیاد عداوت
اور حسد کی بجائی لطف وسلوک سے اونکی چشم پوشی کی اور حسام الدین خان سے زیادہ دشمنی وغمازی حضور شاہی مین
امیر الامرا کی طرف سے کرتا تھا اور چند حرکتین خلاف باعلان تمام ظہور مین آئین پہلی قلاع دیگ وکمبیر وغیرہ جو امیر الامرا نے
بڑی جانفشانی کے ساتھہ بہت دنون کی بعد تسخیر کیا تھا درگاہ شاہی سے خلعت اس کارگذاری کا نہین دلایا
دوسری جاٹان و راجگان جی پور وغیرہ کی ورغلانے مین کوئی قصور نہین کیا بلکہ والی مچھیڑی کو امیر الامرا کی ساتھہ بغاوت پر
جنگ کی بساط فساد بچھائی جب بادشاہ کو یہ حمایت راجہ پسند کیا اور شہرت دی روز دوسری یہ تازہ فتنہ
برپا کیا کہ [illegible] کو جو رزیڈنسی پر سرکار انگریزی سے مامور تھی بطمع جاگیر شصت ہزار سالیانہ جانب کلکتہ روانہ کیا
کہ ارباب کونسل کو رجوع کر کی دیکھو کہ انگریزی نام بادشاہ سے ملازم رکھکر سپاہ ہمراہی امیر الامرا کو شکست دی لیکن
گورنر بہادر اور ارباب کونسل نی ہرگز پسند نکیا اور یہ جواب آیا کہ ذوالفقار الدولہ سے بہتر جانفشان و سرفروش
بادشاہ کو ہم دست آنا بہت دشوار ہی بہر صورت قدردانی کرنا واجب ناچار جب مجدالدولہ ادھر سے بھی
مایوس ہوا اور شمشیر تدبیر نی جو ہر یہ دکھائی ضابطہ خان کو پیام دیا کہ عہدہ امیر الامرائی کی استدعا کری چونکہ آبادی
وطن وطعمہ جاگیر ضابطہ خان امیر الامرا کی وجہ سے تھی اوسنے محسن کشی و چشم پوشی کی جب ادھر سے بھی مجدالدولہ
محروم ہوا سکھون کو ورغلانا شروع کیا کہ نوکری قبول کرین اونھون نی بھی یہ جواب صاف دیا کہ ہمکو نوکری
بادشاہ قبول مگر ذوالفقار الدولہ سے مقابلہ کسی طرح منظور نہین خلاصہ ستارہ اقبال ذوالفقار الدولہ برج
شرف مین تھا بقول سعدی ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ٭ مجدالدولہ ہمیشہ منہ کی کھایا کیا
اور کچھہ کر نسکی جب امیر الامرا مہمات تسخیر گڈھی ہای جاٹ سے فارغ ہوئی اور زن سورج مل کو اپنی طرف سے
چند پرگنات ساٹھہ لاکھہ روپیہ جمع کے قلعہ بھرت پور سمیت بخش دی اور راجہ مچھیڑی بھی ذلیل و زبون ہوا
اور قلعہ کچھن گڈہ علاقہ مچھیڑی پر ایک حملہ مین فتح پائی اور آٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ پر یہ معاملہ طی ہوا اور [illegible]
ہمدانی نے راجہ جی پور کو باوجود فتنہ آرائی مجدالدولہ و سفارش بادشاہ گوشمال واجبی دی سابق معاملہ
اوسکا معرفت مجدالدولہ طی ہوا تھا اب آٹھہ لاکھہ روپیہ [illegible] امیر الامرا نے فیصلہ کیا اور بذریعہ ہمت بہادر کے
کہ واسطہ اوسکا امیر الامرا سے تھا خلعت سلطانی نصیب ہوا اور یہ بات ذہن نشین ہوئی کہ
سوائی ذوالفقار الدولہ دوسرا نہین اب ذوالفقار الدولہ نے بواسطہ نصیحت نامہ مجدالدولہ کو

جو سلوک اور لطف فراموش تھے یاد دلائے اونھون نے آخر کار کلام مجید پر مہر ثبت کردی کہ اب مجکو سوائے
اطاعت عداوت منظور نہین القصہ جب امیر الامرا دہلی سی دور گئے اوس قسم کلام مجید پر حرف آیا یکقلم صفحۂ خاطر سی
محو ہوئی اور مجد الدولہ نے سکھہ کو پٹیالہ سے طلب کیا دیوان سنگہ و دل سنگہ و صاحب سنگہ و کرن سنگہ
وغیرہ جب قریب آئے براہ استقبال چلکر بعد ملاقات خلعت دیکر اپنے مطلب خاص سی مطلع کیا اونھون نی تین
سوال پیش کیے ایک یہ کہ فی سوار بیس روپیہ مہینہ لین گے اور دوسری روز روانگی سے تنخواہ دینی پڑیگی
اور تیسرے امیر الامرا سی مقابلہ نکرین گے غرض یہ تقریر خلاف سنگہ مجد الدولہ سے پہل اوٹھہ گیا اور ادھر سے
حرف طلب تنخواہ زبان سکھہ پر آیا اور دست تطاول دراز ہوا آخر کار مجد الدولہ اپنی جان بچا کر بحیلہ زیارت
شہدا راہ رخصت لی اتفاقاً سکھون مین باہم صورت اختلاف ایسی واقع ہوئی کچھہ سکھہ امر سنگہ وغیرہ نی مجد الدولہ سے
رجوع لاکر یہ سخن زیب زبان کیا کہ ستارہ تمھاری نصیبی کا برج شرف مین ہے اگر مدد دو تو لاہور او ملتان
بآسانی ہاتھہ آتا ہے مجد الدولہ کو منظور تھا کہ دائرہ دولت بادشاہی کو پچ کرے لیکن بوجہ مصارف زائد روانگی
شاہزادہ حسن بخت ہمراہ مجد الدولہ قرار پائی روانہ ہوئے راہ مین مقدمہ سرین رواڑی والا اور بھگونت سنگہ
ستگوروالی کا پیش آیا اوسکو مجد الدولہ نے طے کیا اور قدم طرف پٹیالہ بڑھایا اور ادھر دونون جماعہ
سکھہ مین نوبت مقابلہ آئی اسکی شرح سکھون کے حال مین قلمبند ہوگی مجد الدولہ اور شاہزادہ ایک جانب
بیگانہ کھڑے تماشا دیکھتے تھے جب میدان کارزار خونچکان کشتون سے غیرت گلزار بنا اور ایک گروہ غالب آیا
مجد الدولہ کہ مرد خفقانی تھا عالم پریشانی مین شاہزادہ سمیت جانب دہلی راہ فرار لی سے ای روشنی طبع
تو بمن بلا شدی ۞ اب فرقہ غالب نے دیکھا کہ مجد الدولہ حمایت مقابل کے واسطے آتا تھا عازم دہلی ہوا
اور اس خبر نے انتشار پکڑا شقہ بادشاہی اس عبارت سے بنام امیر الامرا جاری ہوا کہ ای کس بیکسان خود را
زود تر برسان کہ آفت سکھان بہ بربادی دار الخلافت می آید امیر الامرا نے کہ ولتخواہ سرکار شاہی تھا
فوراً حسب طلب جانب دار الخلافت عنان عزیمت اوٹھائی قریب پہونچے کہ عضو سکھون کے ٹھنڈے
ہوئے اور عزم سے اوس طرف کے کنارہ کیا اور مجد الدولہ نے پھر چاپلوسی تمام بادشاہ کو اس امر پر
قدم زن کیا کہ فرمان شاہی پھر جانے کے واسطے امیر الامرا کے نام نافذ ہوا مگر امیر الامرا نے بذریعہ
عرضداشت یہ مضمون قلمبند کیا کہ اب راہ دور سے آتا ہون ممکن نہین کہ بدون زیارت قدوم مبارک
پھر جاؤن خلاصہ جب مجد الدولہ عاجز آیا مجبور ہوکر امیر الامرا کو اپنی طرف سے یہ عبارت زیب قلم کی کہ ہرچند

بادشاہ کو آنا آپ کا منظور نہ تھا لیکن مینے راضی کیا ہے یہ لکھا اور براہ استقبال رکھا اور مرزا اکبر شاہ بہادر شاہزادہ بھی تشریف لائے امیر الامرا کو اپنی پالکی مین بٹھا کر ملازمت بادشاہ مین پہونچایا خلعت فاخرہ افتخار حاصل ہوا پھر ذوالفقار الدولہ نے بمشورہ افراسیاب خان وغیرہ عرضداشت اس مضمون کی زیب فزائی کہ عداوت و نافہمائی مجد الدولہ مجھہ ترقیخواہ کے ساتھہ حد سے زیادہ گذری امیدوار ہون کہ وہ پیمان شکن میرے سپرد کیا جاوے ناچار حضرت نے کہ سفارش مجد الدولہ منظور نظر تھی لطافت علیخان خواجہ سرا کی معرفت کہ رسالہ نواب وزیر تھا میر سید علی کے ساتھہ پہونچا دیا امیر الامرا صاحب حوصلہ تھا اظہار رنجش کیا نہ حرف شکایت تک زبان پر نہین لائے بلکہ اوسی کے گھر پر نظربند رکھا عطریات وادویات واطعمہ نفیس اوسکی عادت و خواہش کے موافق دیا کیا حفاظت جان و پاس عزت بھی ملحوظ خاطر رہا پوشیدہ نرہے اس عداوت و بغض کے دو سبب تھے ایک بخلافی مذہب اور دوسرے ذوالفقار الدولہ کوڑی کے برابر بھی نہین سمجھتا تھا آمدنی ملک اپنی سپاہ ہمراہی مین صرف کرتا تھا اور خزانہ شاہی خالی اور مجد الدولہ تہیدست پست حوصلہ یہ امر بھی باعث خلاف و نزاع کا تھا مگر نزاکت مزاج ولیاقت مجد الدولہ قابل [illegible] ایک مصارف اس شخص کا یہ تھا کہ چار لاکھہ روپیہ مہینہ دواخانے مین صرف ہوتے تھے اور سیکڑون روپیہ تولہ کا عطر ہمیشہ بیت الخلا مین پانی کے مانند چھڑکا جاتا تھا اور عطر دارچینی غذا تھی اور ترشیدہ ترلوز صورت کلاہ سر پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آب آب ہے اور معدہ خراب مگر دماغ آتشناک رکھتا ہون خلاصہ آنا عمدہ دواؤن کا اسکے بعد ولایت سے مسدود ہوا اور پلنگ پر اوس شیشہ نزاکت پیشہ کے لحافون کا یہ حساب تھا کسی مین پاؤ سیر روئی اور کسی مین نصف آثار اسیطرح دو سیر تک خوب روئی کے ساتھہ تصور کرنا چاہیے قصہ مختصر ذوالفقار الدولہ مجد الدولہ کو نظربند کرکے بادشاہ سے رخصت ہوکے تمام راجواڑہ اور اکبرآباد و شاہجہان آباد کو مفسدون سے پاک و صاف کیا ناظم اپنی طرف سے جابجا مامور ومقرر کیے ہمت بہادر جیپور اور افراسیاب خان و مرزا شفیع خان کو سکھون پر متعین کیا راجہ جیپور نے کچھہ چشم پوشی اطاعت سے کی تھی چنانچہ محبوب علیخان و مرتضی خان بڑیچ نے بہ سبیل کمک جاکر چند عرصہ مین قلاع نامی کو تسخیر کیا آخر راجہ مذکور نے کمر اطاعت پر باندھی لیکن محبوب علیخان نے بوجہ عدم کامیابی اتنا شنا پنا پیچ کہ تنخواہ اپنے ہمراہیون کی ادا کی اور راہی کربلاے معلے ہوئے اور مرتضی خان بڑیچ حلقہ اطاعت ذوالفقار الدولہ مین در آیا اس زمانے مین صحبت امیر الامرا لطافت علیخان سے لطافت پذیر [illegible]

چونکہ یہ خان مذکور فرستادۂ مختار الدولہ نائب وزیر تھا نگاہ مہربانی بیشتر تھی کہ یہ لطافت علیخان لکھنؤ سے اخذ خلعت وزارت کے واسطے آیا تھا کیفیت اسکی ذیل لکھنؤ مین واضح ہوگی اور وجہ گرمی صحبت یہ تھی کہ ذوالفقار الدولہ نے رنگ تماش بینی جمایا تھا طبیعت جس عورت پر مائل ہوتی تھی لطافت علیخان مزاج مبارک کو ظرافت طبعی سے خوش کرتا تھا آخرکار ذوالفقار الدولہ کو کثرت شرب مدام نے عارضہ تپ محرق لازمی مین مبتلا کیا کسی علاج نے تاثیر نہ بخشی وعدہ پورا ہو چکا تھا سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین کہ بیسوان سال جلوس کا تھا شکار شہباز پنجۂ اجل کا ہوا اور رونق سلطنت زوال نصیب ہوئی اور شہر دہلی آباد و ویران کامل دس برس آفتاب سپہر امیر الامرائی تجلی افروز رہا۔

شمشیر اجل کھانا ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کا اور گرم ہونا ہنگامۂ نفاق انکی اولاد و اقارب وغیرہ مین

جب عارضہ ذوالفقار الدولہ نے نہایت طول کھینچا بندگان سلطان سکندر شان نے بطریق عیادت قدم رنجہ فرمایا اوسوقت ذوالفقار الدولہ نے سفارش ہمشیرہ خویش جو ہمشیرہ بیگم معروف تھی کی چنانچہ درجۂ اجابت کو پہونچی پوشیدہ نرہے کہ تمام عمر عزیز مین ایک فرزند ذوالفقار الدولہ کو نصیب ہوا تھا جو تین برس اوس شعلہ رو کے دامن پیراہن سے ایسا شعلہ شمع سوزان گریبان گیر ہوا کہ رخت حیات جل گیا لیکن تین لڑکیان کتخدا چراغ شبستان عالی ہمین ذکر انکا بوقت مناسب زبان قلم پر آئیگا خلاصہ جب ذوالفقار الدولہ نے ہستی سے جانب عدم قدم اوٹھایا سرکار طلبگار ضبطی ہوئی ہمشیرہ بیگم نے ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ اگر خلعت مدار المہامی افراسیاب خان کو عنایت ہو تو بیس لاکھ روپیہ پیشکش کیا جاوے چنانچہ خان مذکور مخلع ہوا اور کچھ زر منجملہ پیشکش مذکور داخل خزانہ شاہی ہوا اور کچھ وعدہ پر رہا اب افراسیاب خان نے بمشورہ ہمت بہادر اتھ پاؤن نکالے اور چاہا کہ دائرہ دولت سلطانی ملک گیری کی راہ سے اپنی جگہ سے جنبش کرے بادشاہ نے قبول کیا اور سرانجام مصارف لشکر کے واسطے حکم دیا افراسیاب خان نے بقول معروف ع ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ہمشیرہ بیگم سے کہ دولتمند سمجھا تھا طلبگار زر نقد کا ہوا اوسنے جواب دیا کہ اسباب تیس لاکھ روپیہ کا جو متروکہ ذوالفقار الدولہ سے تھا تیرے دست تصرف مین ہے تو کیون نہین دیتا خلاصہ یہ مضمون دو دستہ آپس مین باعث نزاع و ملال ہوا ہمشیرہ بیگم نے مرزا شفیع کو جو خواہرزادہ ذوالفقار الدولہ تھا اور مہم پر سکھون کے مامور تھا بلایا اور شادی اسکی ذوالفقار الدولہ کی لڑکی کے ساتھ بڑے طمطراق سے کردی اور خطاب ناصر الدولہ و خلعت مدار المہامی سمیت

سرکار شاہی سے دلایا افراسیاب خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر بندگان حضرت کو نظر وصیت ذوالفقار الدولہ پر
اور اعانت ہمشیرہ بیگم منظور تو مناسب ہے کہ مجد الدولہ کو رہا فرمایئے کہ وہ انتظام مہمات سلطنت اپنے ذمہ ہمت پر
رکھکر تین لاکھ روپیہ نقد دیتا ہے اور آیندہ کسیقدر کا اقرار کرتا ہے معاذ اللہ بقول سعدی سے بد روز طمع دیدہ
ہوشمند ۔ بادشاہ نے مجد الدولہ کو خلعت مدار المہامی سے سرفراز فرمایا اور عمال اسکے طرف سے جابجا مامور ہوئے
لیکن اپنے علاقہ میں مرزا شفیع خان نے دخل ندیا یہ وجہ باعث فساد و نزاع تازہ ہوئی چنانچہ سر دربار زبان
مجد الدولہ و مرزا شفیع خان سے کلام سخت و سست آشنا ہوئے لگائیں بجھ گئیں عین شہر میں مورچہ بندی نے
آنکھیں دکھائیں آخر بواسطہ لطافت علیخان یہ امر قرار پایا کہ مرزا شفیع خان جانب کوئل و علی گڈھ جو علاقہ متعلقہ
نجف قلیخان ہے جائے اور جیپور محمد بیگ خان ہمدانی کے متعلق رہے اور نجف قلیخان کو حضوری حضرت قرار پائی
القصہ ہمدانی نے مرزا شفیع خان کو لکھا کہ آپ کس واسطے آزردہ ہیں اگر ممکن ہو تو آپ صورت استیصال نجف قلیخان
و مجد الدولہ ظہور میں لائیں اور میں تدارک افراسیاب کرتا ہوں جب یہ امر ظہور میں آیا آپ امور سلطنت اپنے
قبضہ میں لائیے اور ذمہ دار ہوجیے کہ روپیہ سرکار میں کمی نہوگی حسب مشیت اللہ تعالی جب یہ صورتیں حسب
خواہش ظہور میں آئیں اور خلعت امیر الامرائی سے سرفراز ہو کر مجد الدولہ کو قید کیا اور شکل گرفتاری نجف قلیخان
وقت شب عالم نشہ شراب میں مدہوش پڑا تھا پیدا ہوئی اوسوقت نجف قلیخان نے قسم کلام مجید کھا کر
صورت صفائی آئینہ ظہور میں آشکار کی اور افراسیاب خان نے بھی بذریعہ لطافت علیخان وہی رسم قسمی اوگلا
کیفیت نیرنگی طباع دیکھکر چشم عنایت بندگان حضرت ظل سبحان ذوالفقار الدولہ کی طرف سے مانند رخ شمشیر
پھر گئی لطافت علیخان نے باتفاق پول فرنگی کہ مرد جرار تھا باشارہ بادشاہ مرزا شفیع کو محاصرہ کیا اچار مرزا شفیع خان بسبب
اشارہ مجد الدولہ و نجف قلیخان دہلی سے بھاگ کے ہمدانی کے پاس پہونچا اور خواستگار مدد ہوا اب لطافت علیخان
نے سرکوبی ہمدانی کے واسطے خلعت عمدہ خالصہ محمد یعقوب خان کو دلا کر بنام ظفر احتشام بادشاہی شہر کے
باہر جا پہنچے ہمدانی یہ خبر پریشانی سنکر جیپور سے بگاریہ اطاعت بادشاہ پر قدم زن ہوا اور عرضداشت
اس مضمون کی ارسال کی کہ میں خانہ زاد سرکار شاہی ہون لطافت علیخان اور پول صاحب کو حکم ہو کہ باطمینان
جان و آبرو مجھکو در دولت پر حاضر کریں چنانچہ یہ دونون شخص حکم سلطانی کے موافق مکان پر جاکے ہمدانی
سے ملاقات کی ہمدانی نے بعد گرفتاری پول فرنگی کو ذبح کروا ڈالا اور لطافت علیخان کو دیدہ و دانستہ
بصارت سے عاری کیا اور چند قصور بعضی اونپر لگاکر بخلعت مرزا شفیع خان کو حضور اقدس سے دلایا

چونکہ بارہ لاکھ روپیہ عوض اسکی قرار پائی تھی جب بعد خلعت سرانجام ہوا روپیون کا نہوا آتش نفاق شعلہ زن
ہوئی مرزا شفیع خان نے دیکھا کہ ہمدانی صاحب سپاہ سے عہدہ برآئی دشوار ہے اور وہ آمادہ تاراجی اطراف
دار الخلافت پر تیار ہے ارسال مکاتبات بواسطہ وکلاے چالاک شروع کیے ایک جانب جاٹون سے تحریک کی اور
ایک طرف راجہ جیپور کو ورغلانا اور ہمت بہادر کو سیندھیہ کی لانیکے واسطے مامور کیا ہمدانی مرد دانا اور عقلمند تھا
اسنے جال مکر و فریب کا بچھا کر بواسطہ عہدنامہ قسمیہ صورت صفائی ظاہری مین اس شرط پر پیدا کی کہ مرزا شفیع اگر
مجکو اپنے ہمراہ لیجاوے چنانچہ مرزا شفیع خوف خوردہ تھا اس صورت پر ملاقات ہمدانی قرار پائی کہ یہ دونون
شخص راہ مین سر سواری ملکر باہم حاضر حضور ہون خلاصہ یہ دونون صاحب فیل سوار تھے جب بعد سلام علیک
ہاتھونکو مصافحہ کے واسطے دراز کیا ہمدانی مرد بسیار تنومند تھا اور صاحب قوت اور مرزا شفیع لاغر اندام و کم
طاقت اوسنے ہاتھ پکڑ اس زور سے اپنی طرف کھینچا کہ مرزا شفیع کو سر دست چھوڑانا دشوار ہوا آخرکار ہمدانی نے
بزخم پیش قبض روح مرزا شفیع قبض کی اور ہاتھی سے اوتھون ہاتھ زمین پر ڈالکر بخت برگشتہ کی صورت دکھایا
یہ خون ناحق بادشاہ کو ناگوار ہوا اور ہمشیرہ بیگم کو مرگ داماد سے رنگ زمانہ سیاہ نظر آیا اور سمجھی کہ باعث
اس شر و فساد کا افراسیاب خان ہے لہذا بمشورہ زین العابدین خان ایک شخص کو مامور کیا کہ اوسنے اکبرآباد
مین جاکر بہ حکومت پردہ ملازمی مین افراسیاب خانکو راستہ عدم دکھایا اب میدان خالی دیکھکر ہمدانی نے
بادشاہ کو اکبرآباد مین لاکر اسطرح اپنے قابو مین رکھا کہ حرکت کرنا ممکن نہ تھا اور جو چاہتا تھا نیابت و بہ بادشاہ سے
حکم مناسب مہر و دستخط کے ساتھ جاری کرتا تھا تین برس اسی صورت سے گذرین آخرکار بادشاہ نے تنگ آکر
شاہ نظام الدین معروف کوڑیا شاہ کو کہ ایک سید تھا خواجہ باقی باللہ مذہب حنفی سے اور مریدان خانوادہ چشتیہ سے
رونق صحبت حال و قال کا تھا پوشیدہ طلب مہاجی سیندھیہ کے واسطے روانہ کیا سیندھیہ مذکور کہ مدت سے
متمنی اس امر کا تھا ہی کمال سرعت کے ساتھ آکر حاضر ہوا اور اوسی روز خلعت مدار المہامی سے سرفراز و صوبہ
اکبرآباد امداد ہوا ہمدانی کہ صاحب فوج تھا لیکن تاب مقابلہ سیندھیہ نہ تھی ناچار درپردہ راجہ جیپور سے بہ اہتمام ولد
اکبرآباد سے جانب جیپور سدھارا رسالدار اور بقیہ سپاہ نجف خانی اس نحو مین حیدرآباد و لکھنؤ وغیرہ اطراف مین
پریشان و آوارہ ہوئی اور ہمشیرہ بیگم نے دوسری دختر ذوالفقار الدولہ کو غیاث الدین حیدر خان کے ساتھ
منعقد کردی اور قدم وارثا پائندہ سے اوٹھایا غیاث الدین بیگم فیض کے پاس کہ سلسلہ قرابت مربوط تھا پہونچا چنانچہ
معہ عہد قامت سید محمد خان مخلص بہ بیدکا اس دختر ذوالفقار الدولہ سے عقد ہوا اور دو لڑکیان اور

ایک فرزند مرزا حسام الدین حیدر مخاطب بہ مبارز الدولہ بطن سے دوسری عورت کے جو مشکوی غیاث الدینخان
مین تھی پیدا ہوئے اور تیسری لڑکی ذو الفقار الدولہ کی بعد مدت میر محمد مخاطب بہ شمس الدولہ موسوی ابن
میر احمد خان کے ساتھ جو خاندان مرزا گرامی خان میر منشی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی تھے اور فرقہ قزلباشیہ
خراسان سے تازہ ولایت منعقد ہوئی ذکر انکا اپنے مقام پر آئیگا اور معاش اولاد ذو الفقار الدولہ منحصر آمدنی
دہات جاگیر نجف گڈہ و اطراف کوڑہ جہان آباد و اطراف کوئل و عمارات اکبرآباد سے کہ قریب تیس ہزار روپیہ سالیانہ
کی تصور کرنا چاہیے ہے اور کچھ بیگم فیض آباد امداد کرتی تھین اور آخر کو وثیقہ بھی فرمایا یہ حال طلسم لکھنؤ مین
زبان قلم جادو بیان پر آیا ہے اور افراسیاب خان کے ایک بیٹا مسمی خادم حسین خان تھا جو سیندھیہ کی
طرف سے صاحب جاگیر تھا اور مرزا شفیع کے اولاد نہ تھی القصہ اب دو شخص نامی جمرکہ ذو الفقار الدولہ مین باقی رہے
ایک نجف قلیخان پسر خواندہ ذو الفقار الدولہ تھا اور دوسرا محمد بیگ خان ہمدانی کہ داستان ہرائی اوسکی زبان قلم پر ہے

ذکر مدار المہامی مہاجی پٹیل و ہزیمت یافتن از جیپور و نیرنگی چرخ نیلی رنگ

مہاجی سیندھیہ معروف پٹیل جسوقت خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوا مرتبہ عزت و آبرو اس درجہ کو پہونچا
کہ بغیر رلنگ پای اجازت روبرو بیٹھنے کے ہاتھ آئی مگر حسب ضابطہ و آئین سلطنت قدیم قدم مبارک حضرت
ظلسبحانی ہاتھ مین لیے رہتا تھا القصہ جب سیندھیہ راجہ جیپور سے طلبگار و خواہان معاملہ ہوا راجہ مذکور باغوا
ہمدانی بر سر نزاع آیا اور چھبیس ہزار راجپوتان راہوڑہ و چہار ضرب توپ لیکر آمادہ مقابلہ ہوا غرض
طرفین نوبت کارزار پہونچی میدان جنگ کئی روز گرم رہا اور زمین کثرت خون کشتگان سے رشک تختہ گلزار ہوئی
قضا ہی کار ہمدانی اجل رسیدہ زیر درخت پیل سر و قد کھڑا تھا گولہ توپ نے بہار گلستان حیات اوسکی
خزان کردی اسمعیل بیگ فرزند مرحوم نے رنگ شجاعت جمایا لیکن نہال فتح اہل جیپور بار ور ہوا اور پائے استقلال
مرہٹہ میدان معرکہ سے اوٹھ گئے سیندھیہ شکست نصیب بھرت پور مین آیا اور اسمعیل خان نے تعاقب کیا
اسوقت جاٹ قلعہ اپنا بمقتضاے دانش تواضع کرتا تھا لیکن سیندھیہ نے قبول نکیا اور مالاے مروارید جو
زیب گلو تھا نکال کر گردن جاٹ مین پہنایا اور حاضر حضور ہو کر ضرورت روانگی پونہ اظہار کی اور تدارک جیتو نکا
وقت مراجعت منحصر رکھا اور شاہ نظام الدین کو عہدہ خالصہ مدار المہامی سلطنت کا دلایا اور قلعہ داری
دار الخلافت اپنے داماد اور السکیہ کو حوالہ کیا اور آپ تھوڑی فوج لیکر روانہ پونہ ہوا بعد روانگی نجف قلیخان

کہ مرد بہادر و دانشمند تھا فوج اسمعیل خان سے طرح جنگ موزون کی اور راجہ جیپور سے بھی بمقابلہ آکر پھر اوسکو بارگاہ
سلطنت کی طرف رجوع کیا اور جو معاملہ ذوالفقار الدولہ نے فیصل کیا تھا سنبھال رکھا اور جودھپور مین جاکر راجہ بجی سنگھ کو
محاصرہ کیا راجہ مذکور نے دینا کلید قلعہ کا وقت نزول دائرۂ دولت سلطانی قرار دیکر کلید بالف عرضداشت
دکھیا اون کی معرفت ارسال حضور کی اور سوال جواب بواسطہ نجف قلیخان شروع کیا آخرکار بندگان حضرت نے بھی
فوجداری دارالخلافت رستم خان سے متعلق کی اور قلعہ داری پر سیوا سنگھ کو مامور کرکے منزل مقصود کی راہ پر
کوچ فرمایا چنانچہ مرزا محمد اکبر ہمراہ رکاب جناب تھے نواح رواڑی تک لشکر ظفر پیکر پہونچا تھا کہ وکیل راجہ جیپور نے
آکر عرض کی کہ راجہ پرتاب سنگھ والی جیپور حاضر حضور ہے لیکن حسب سررشتہ قدیم امیدوار استقبال علاحدہ
نامزد حضور قلیخان نے حکم سلطانی کے موافق بعد ادای رسم استقبال راجہ کو حاضر حضور کیا القصہ بعد حصول دولت
ملازمت خلعت فاخرہ سے سپر شمشیر فیل و اسپ پالکی جواہر قیمت سرفراز ہوکر جب اپنے خیمہ مین منزل آیا رسالداران
بزرگ نے حضور شاہی مین عرض کی کہ چٹیا سونے کی ہاتھ آئی ہے اگر ہمکو حوالہ ہو تو ہماری چاندی ہے
اتفاقاً یہ خبر متوحش اوڑتی ہوئے راجہ کی کانون تک پہونچی سنتے ہی رنگ رخ عنقا صفت پرواز کر گیا ہنوز کھولی
تھی اور سواری بھی تیار سوار ہوکر طرف جیپور روانہ ہوگیا اور داخل قلعہ ہوکر نجف قلیخان کو جو پیام دیا یہ شعر
اوسکے مضمون پر کفایت کرتا ہے شعر باز یاران چشم یاری داشتیم + خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + چونکہ زندگی
باقی تھی پنجہ دست اجل سے نجات پائی اور ہوس حضوری پر خاک ڈالی یہان تو صورت معاملہ اس رنگ پر
تھی اودھر ان تورانیون نے پھر جانا راجہ جیپور کا باغوائش نجف قلیخان اس شرارت سے اظہار کیا کہ آتش مزاج
سلطانی بھڑک اوٹھی اور طبیعت نجف قلیخان کی طرف سے مانند ہوا پھر گئی اور تماشا یہ تھا کہ یہان نجف قلیخان ہانسی کا
تعاقب کرتا اور سرکوبی مفسدان سرکش پر صورت شیر کو بخ رہا تھا چنانچہ غلام حسین چیلہ نجف قلیخان جو اون دنون
بحسب ضرب کئی گڈھیان اپنی قبضہ تصرف مین فتحیابی کے ساتھ لایا تھا اور سین مغلیہ تورانی نے موافق
حکم سلطانی مداخلت چاہی اور سادات پرگنہ سید آباد کو جو ضمانت نجف قلیخان مین تھا اسکو مارا اور گرفتار کیا اور
دولت دی قصہ مختصر یہ خبرین رہگیان اطراف نے سنکر تصور کیا کہ دولت خاندان تیموریہ سے روگردانی
کی کہ دوست و دشمن ایک پلہ میزان چشم مین تولے جاتے ہین اور بازار دو تنخواہان عیان نشار سرکار شاہی کا
سرد ہے اور کوتہ اندیشان بدسرشت کا گرم ناچار نجف قلیخان گردش آسمان کی طرف دیکھکر لشکر سے جدا ہوا
تورانی کہ شراب غرور مین مست تھے جو کچھ زبان بے لجام پر سخت سست آتا تھا نجف قلیخان کو کہتے تھے

آخر کار آتش غصہ و غضب نجف قلیخان کی وہ گرم باتین سنکر شعلہ زن ہوئی لامحالہ نوبت محاربہ پہونچی سر ہونا
توپ و تفنگ کا شروع ہوا اور لشکر تورانیان سلطانی آمادہ شرارت تھا یہان بھی برق شرربار کارزار چمکی
کہ ناگاہ حقہ ہاتھہ مین بیگم سمرو کے لب آشنا تھا سپیدان صاف گولہ توپ سے اوڑ گیا لیکن بیگم نے
عنان اشہب مردانگی ہاتھہ سی نچھوڑی اوسی طرح راہ جنگ پر قدم زن رہی مگر ہمت بہادر و شاہ پیرخان
کہ یہ دونون سردار نامی تھے اس معرکہ مین کام آئے اور بندگان حضرت ظلسبحانی بھی اوسوقت کہ زمین
جنگ کثرت خون سے گلرنگ تھی سر سپاہ تورانیان پر سایہ افگن آخر کار بیگم سمرو نے نجف قلیخان کو بعہد و پیمان
مستحکم دست بستہ حضوری حضرت مین حاضر کیا حضرت ظلسبحانی نے بزبان مبارک ارشاد فرمایا قطعہ باز آ باز آ
ہر انچہ ہستی باز آ + گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ + این درگہ ما درگہ نومیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی
باز آ + خلاصہ نجف قلیخان نے قفل زبان بستہ وا کیا اور یہ بات عرض کی کہ وہ شخص خانہ زاد و بندگان حضرت ہے
اور کنجیان قلاع مسخرہ کی حاضر ہین لیکن مرد سر فروش ہون اور نمک سپاہی جان نثار یعنی ذو الفقار الدولہ کا
کھایا ہے ان تورانیون کے ہاتھہ سے کہ بارہا محک امتحان مین قلعی کھل چکی ہے توہین و ذلت اپنی نہین
چاہتا اگر اس راہ مین سر بھی تن سے مفارقت کرے کچھہ پروا نہین مگر گردن شکستی تورانیان مغرور پر غرور
اب انشاء اللہ تعالی پیش قدمی اس راہ مین بر وقت خواہش الٰہی منحصر رہی اور لشکر ظفر پیکر نے وہان سے
مراجعت کی اور اقبال شاہی نے در پردہ روگردانی قضای کار بند و بد اخلت دار الخلافت نشان ظفر نشان
اور علم نصرت توامان بادشاہی کہ دعائین اور نقوش منصوریہ او سپر فرین اور زیب قلم تھی چنانچہ عوض خان خواص
اوسکو لیے مبارک مبارک گویان جلو سواری سلطانی کے آگے آگے رہتا تھا دفعتہ آتش سوزان گریبان
شقہ نشان مذکور کی دامن گیر ہوئی اور قلعہ ارک مین داخل ہوتے ہوتے وہ تمام تبرکات نصرت مندی
جلکر خاکستر ہوئی گویا یہ سفر سفر آخری کی دلیل روشن تھا اور آثار طلوع اقبال دشمن بعد اسکے پھر کوئی
راجہ اور صوبہ دار آستانہ ملک آشیانہ پر حاضر نہین ہوا بند و کشاد مقدمون کے وکیلون سے متعلق رہی
اور تورانیون نے شہر مین نالائق بدعتین شروع کین شاہ نظام الدین اپنی آرایش امارت مین ہمہ تن
مصروف ہوا اور حافظ ابراہیم کہ عہدۂ عدالت العالیہ تعلق تھا اور کلو خواص خدمت بادشاہی مین مشغول اور رعایا
دار الخلافت جو دولتمند تھی اوسپر ہاتھہ ظلم کے دراز ہوئے اور حافظ مستجاب جو شخص آبرودار تھا اوسسے
تین لاکھہ روپیہ لینے کے واسطے بیوجہ بادہ ظلم و تعدی سزاول مامور کیے وہ بیچارہ اوس روز روزہ مین تھا

حرف عذر زبان پر لایا ہمراہیان ہمت بہادر کہ دستک یافتہ تھے دشمن آبرو ہوکے زد و کوب سے دریغ نہین کیا
مال و متاع خانہ سب نذر تاراج ہوا مگر سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام
دعا کردن ❊ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ❊ آخرکار اس آتش ظلم بے سبب نے جملہ تر و خشک
اس گرمی سے چلا دیا کہ زبان قلم دم تحریر شمع سوزان کا دم بھرتا ہے مگر بہرحال اس مضامین پر سوز سے
ہر ورق کاغذ کو پرکالہ آتش بنانا پر ضرور لہذا آتش فشانی کرتا ہے —

کورنمکی غلام قادر خان اور بربادی خاندان شاہی

کچھ دنون اس سے پہلے ضابطہ خان پتھرگڈہ مین نشانہ ناوک اجل ہوا تھا غلام قادر خان اسکے فرزند نے تقویت سپاہ روہیلہ سے کمر سرکشی پر باندھی اور محالات خالصہ بادشاہی مین دست اندازیان شروع کین دہات و قصبات کو لوٹنا آغاز کیا مادھو راؤ ملازم سندھیہ اور اسکیہ قلعہ دار نے واسطے دفع کرنے اوس بلا کے جمنا سے عبور کیا اور مورچال آراستہ غلام قادر خان نے اسطرف کے افسرونکو پیام دیا کہ ہمکو بادشاہ سے اصلا مزاحمت نہین لیکن اسکیہ و نظام شاہ سے مقابلہ ہے یہ سنکر شاہ نظام الدین نے کہ تیر مقابل کا نشانہ تھا آدھی رات کے وقت راہ بلم گڈہ لی اور جاٹون سے خواستگار پناہ ہوا اور یہان بدمعاشون نے خوب مال و متاع پر اونکے ہاتھ مارا مدہان سرکار شاہی نے عیال و اطفال شاہ صاحب کو بہزار دشواری اونکے پنجہ سے چھوڑا کر حمام محل داس مین در پردہ بٹھایا مگر اوسدن تازہ حشر شہر مین برپا ہا جب برادر شاہ صاحب مذکور نے اس کیفیت سے بادشاہ کو اطلاع دی غرض جو کچھ اسباب مفرورہ اوباشان غارت پیشہ سے تلاشی ہاتھہ آیا مسترد کیا لیکن پارچہ ہاے ملبوس محل سے پردہ پوشی عریانی زنان شاہ صاحب مفرور کی ہوئی اور مادھوراؤ نے جو آپ کو قابل مقابلہ نہین پایا غلام قادر خان سے طرح آشتی ڈالی آخرکار رہنا بلاس رای وکیل کا اوسکی طرف سے دربار شاہی مین قرار پایا اور غلام قادر خان بواسطہ ناظر منصور علیخان باریاب مجرا ہوکر منخلع ہوا اور اپنے خیمہ مین جو اوسطرف دریا کے برپا تھی گیا مگر یہ صورت خالی فساد سے نہ تھی جب پھر غلام قادر خان نے پانچ چھہ ہزار آدمیون ہمیت اوس طرف سے دریا کے اوترنا چاہا اور بجانب مداخلت شہر قدم رکھا نگہبان دروازہ شہر مانع ہوئے غلام قادر خان نے جنگ زرگری سے کام لیا انعام و اکرام دیکر اونکو اپنا مطیع بنایا آمد و رفت شہر جاری کی اور نوبت قیام باغ

شاہ نظام الدین تک پہونچی لیکن بندگان حضرت نے بنظر قیافہ شناسی معلوم کیا کہ چشم بد دور ہنوز غلام قادر خان
پاپین کی در پردہ نگاہ پھری ہوئی ہے زہر ہوئی کی بنظر عاقبت اندیشی بیگم سمرو کو کہ میدان جنگ مین جنگ
جان نثاری جمایا تھا اور فیصلہ نجف قلیخان کی باعث تھی اس لیے بادشاہ نے اوسکو بلاکر اجازت دی کہ گڑھ
مکھلدار خان مین طرح اقامت ڈالی اور بخطاب زیب النسا بیگم فرزند خاص سرفراز فرمایا غلام قادر خان نے
کہ لفظ غلام خالی فساد سے نہین بارہا چاہا تھا کہ اس بیگم پر رنگ شبخون جمائے لیکن بیدار مغزی وہوشیاری
ملازمان بیگم نے محروم رکھا بلکہ مانند موج پریشان ہوکر بصورت عبور دریا ظہور مین لایا اوسوقت حسب الحکم
بندگان حضرت بچہ نگہداشت سپاہ شروع ہوئی اور چند ہزار مردم تورانی وہندی قلمبند ہوئے اسباب
طلائی ونقرہ جو کچھہ توشکخانہ سلطانی مین تھا سکوک ہوکر تقسیم تنخواہ ہوتی تھی اور نجف قلیخان بھی حاضر حضور تھا
باوجود استفسار حضرت غلام قادر خان وہ مضمون جو صفحہ دل پر زیب قلم تھا بکشادہ پیشانی عرض نکرسکتا تھا جب
حضرت فرماتے تھے کہ سبب تیرے آنے کا معلوم نہین ہوتا یہ جواب آتا تھا کہ حاضر حضور ہوکر عرض کرونگا لیکن
اوسنے چاہا کہ عبور دریای جمن سے ہمکنار ہو مردمان سرکاری لغب توپ وتفنگ سدراہ ہوئے اور صورت مقابلہ
پیدا ہوئی چنانچہ رسائی گولہ توپ مقابل دیوانخاص تک تھی ناچار بواسطہ رام رتن مودی اصلاح طلب ہوکے
اپنے سعد تعلقات کی طرف پھر گیا اور پرگنہ نایت گڈھ وغیرہ موضعون پر زبردستی متصرف ہوا اور اسمعیل بیگ ہمدانی
کہ دھولپور مین تھا راہ اخلاص نکال تسخیر قلاع جاٹ کر اعلی بالاتفاق پیمان وعہد کو مضبوط کیا اس عرصہ مین
جو مہاجی سیندھیہ پھر پونہ سے ہندوستان مین آیا تھا چنانچہ سیندھیہ اور جاٹ دونون ایک طرف اور
اسمعیل بیگ ہمدانی اور روہیلہ ایک طرف خلاصہ باہم آتش خصومت شعلہ زن ہوئی اور ہنگامہ نفاق گرم
غلام قادر خان اور اسمعیل بیگ نے چاہا کہ بحمایت بادشاہ مرہٹہ سے طلبگار انتقام ہو غرض جب لشکر
بادشاہی نے راجواڑہ سے مراجعت کی اوسوقت وہ عرضداشت غلام قادر خان ملاحظہ خاص مین گذری
بادشاہ نے کچھہ التفات اوسکی درخواست پر نکی اور مہاجی سیندھیہ کو اس مطلب خاص سے اس مدعا کی بابت
اطلاع دیا کہ تم براہ عجلت پہونچکر تدارک اوس فتنہ پرداز کا کرو قضای کار یہ شقہ بجنسہ ہاتھہ مین غلام قادر خان کے
پہونچا اور یہ بات بھی مشہور ہوئی کہ مولوی عطا اللہ سیندھیہ کے لانے کے واسطے خلعت وفرمان سمیت
گیا ہے غرض اوس مضمون پر سوز نے وہ آگ بدن مین غلام قادر خان کی پھونکی اور رافضی سپاہ کی
طرح پیچ وتاب کھاکر بہ اتفاق اسمعیل بیگ ہمدانی علم مخالفت سلطانی بلند کیا ہمت کرکوشائین اور پسران

افغ

مرتضی خان بڑبیچ وقت مقابلہ ہزیمت نصیب ہوئے اور مرہٹہ بھی عاجز آئے ایکدن غلام قادرخان
اور اسمعیل بیگ نے قلعہ ارک دار الخلافت کی طرف اوٹھایا فوج تورانیان جو ملازم سلطانی تھی اوسنے
دس لاکھ روپیہ کے طمع پر اوسے حق نمک سے چشم پوشی کی غلام قادرخان انکی چھاونی کی طرف سے
داخل قلعہ ہوا اگرچہ بسبب صورت مداخلت بوجہ سازش منظور علیخان ناظر وقوع مین آئی تھی دوسرے روز
بواسطہ ناظر غلام قادرخان دیوانعام مین آکر خلعت سلطانی سے مخلع ہوا اور رنگ قیام باغ بہادر علیخان مین
جمایا اور اسمعیل بیگ نے حویلی قمرالدین خان کو غیرت برج خورشید بنایا اور خروج باغ کو ثریا شاہ مین فروکش
ہوئی چونکہ آئینہ ضمیر شاہی صورت غلام قادرخان سے زنگ آلودہ تھا اور وجہ عداوت خان مذکور یہ تھی
کہ وقت نفاق مرہٹہ ایام دیوانی مجدالدولہ خواہان حمایت وطلبگار امداد سپاہ ہوا تھا اور بادشاہ نے بنظر ظاہر
پرستی شاہزادہ سلیمان شکوہ کو کچھ موجودہ سپاہ دیکر اوسکے ہمراہ اوسکے کیا تھا کہ سینہ پر …
غلام قادر کوئی مفسدہ برپا کرنے پائے اور دس ہزار آدمی کی تنخواہ اونکی ذمہ سرکار قرار پائی تھی اونکی
ہمراہی کے واسطے تجویز ہوئے غرض فی الجملہ ہر چہ صورت غلبہ ظہور مین آئی اور اسمعیل بیگ کو کہ نفاق
باطنی وکینہ سینہ بسینہ سے تھا غرض جب … سے قریب دار الخلافت پہونچا شاہزادہ …
بھی اس پر دے … مین کہ صورت اصلاح ظہور مین لاوینگا غلام قادر سے جدا ہو کے اس … سپاہ
کمکی طلبگار تنخواہ ہوئی غلام قادر نے حضور بادشاہ سے درخواست کی جب یہان سے صورت برآمد
تنخواہ نہوئی ملال خاطر غلام قادرخان زیادہ ہوا اور اوس سپاہی جو خواستگار تنخواہ تھی کہا کہ اسباب
دار الخلافت مین چلکر خواہ مخواہ زر تنخواہ بادشاہی سے لینگے اور دلمین تصویر یہ لی کیا کہ سوا …
دوسرا انغار اس گلستان ریاست مین … کاوش باطنی سے نکہت مخالفت جابجا شفیع علیخان ناظر …
کہ چشم عقل اوسکی بے نور تھی بلکہ پیدا ہو گیا کہ کوئی شخص سلطانی …
مثبت کردی کہ راہ مکر و فریب پر کسی روش قدم زن ہونگا غرض جب ناظر مذکور نے بادشاہ سے …
غلام قادرخان کے واسطے اجازت چاہی بادشاہ نے بنظر اغماض کہا دولت کا اوس نور چشم سے
چشمداشت کبھی نہین آنکھو نمین صورت خار کھٹکتا ہوا ہے اس بات پر اسمعیل بیگ نے دو …
… پیش کیا اچاہا بادشاہ نے کہ ستارہ اقبال برج … مین گرفتار تھا وہ مہری فلک …
حرف نا جا تے زبان پر گیا اب معاملہ کربلا ہو … دست یزید سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا

بر روی کار آتا ہے یعنی جو غلام قادر خان فرعون بے سامان سے نسبت آقای نعمت وقوع مین آیا کسی غلام بدکیش سی ظہور مین نہین آیا غرض جب بواسطہ ناظر بدعقل سلسلہ آمد و رفت غلام قادر قلعہ مین جاری ہوا اور نقش مراد بیٹھا جو سلطانی پہرے نگاہبانی کے واسطے مامور تھے اکثر مقامون سے اوٹھا کر اندر باہر دروازون پر آدمی اپنے مقرر کیے جب بند و بست کامل ہوچکا ایکدن آپ دوسو پٹھانون کو جو رفیق اور کینہ پرور تھے ساتھ لیکر بارگاہ سلطانی مین آمادہ فساد قریب تخت شاہی وہ بدبخت پہونچا اور سہ سوت اپنی جان نثارون سے باشارہ ابرو ہمکلام ہوکر پہلے شمشیر خنجر نما جسکا ظفر تکیہ خطاب تھا اوسپر قبضہ کیا اور وہ شقہ شاہی جسکا مضمون اوپر قلمبند ہوچکا ہے یعنے بادشاہ نی بنام سیندھیہ زیب قلم فرمایا تھا جیب سے نکال کر حضرت کی دست مبارک مین دیا ہنوز لب بادشاہ جواب سے آشنا ہوئے تھے کہ اوس بدباطن کینہ پرور نے ہاتھہ ظلم کا بڑھایا اور کمال بے ادبی کے ساتھہ بادشاہ کو تخت سی اوٹھاکر اپنی طرف کھینچا اور جو رفقای بدشعار اوس موذی کے ہمراہ تھے اونہون نے کشان کشان ایک گوشہ مین لیجاکر شمشیر برہنہ سر پر کھڑے ہوئے اور چارون طرف سی یورش پٹھانون کا شروع ہوا نوبت دار وگیر عورات محل و خواجہ سرایان شاہی کی آئی اور جو اشخاص حاضر دربار تھے وہ جانین اور آبروئین اپنی لیکر کافور ہوئے اور تورانی جو غلام قادر سے سازباز در پردہ رکھتے تھے چشم پوشی کر گئے سوای پٹھانون کے اور کوئی چڑیا وہان پر نظر نہ آتی تھی شاہزادی بھی شکار پنجہ عذاب سخت ہوئے چار ہزار اشرفی اور چودہ ہزار روپیہ نقد اور ایک من سونا اور چار من چاندی کے برتن اور تانبے کے تیس من اور دس تختہ شال اور پندرہ پشتارہ کمخواب بعہدہ سرکار مرزا احمد اکبر شاہزادہ سے بجبر حاصل کیا اور اسیقدر سرکار سلیمان شکوہ اور مرزا حسن بخت اور مرزا اسکندر شکوہ سی دست یاب ہوا اور محل نواب شاہ آبادی بیگم سے دو صندوق سربمہر اور دس ہزار اشرفی اور چالیس ہزار روپیہ اور ایک صندوقچہ جواہر اور ایک درج مروارید اور ایک من ظروف طلا اور پانچ من چاندی کے برتن اور ایک صندوق زیور طلائی سادہ و مرصع کار اور چند تختہ شال و کمخواب وغیرہ خواجہ سراؤن نے لاکر حاضر کیا اور اسے طریق نواب تاج محل اور نواب مبارک محل اور رانی چھوکر توشکخانہ سے بجبر و تعدی اخذ کیا المختصر دائیان اور لونڈیان غلام قادر خان کی جو معتمد اور معتبر تھین محل سلطانی مین بھیجی گئین اور تلاش مال و متاع مین خاک چھانی شروع کی نواب ملکہ زمانی جو بظاہر غلام قادر سی کچھ سازش رکھتی تھی وہ اس معاملہ مین شریک تھی اقبہ کچھ نقد و جنس بیگمات سلطانی سے دستیاب ہوتا تھا باہم

بھیجتی جاتی تھی اور افغان بدسرشت باواز بلند یہ صدا دیتے تھے کہ جس شاہزادہ ای نومحلہ و سلاطین سے
متمنی تخت سلطنت ہو وہ خزانون اور دفینون سے نشان دے اور تاج شاہی لے چنانچہ بیدار بخت بن
احمد شاہ کو یہ دولت خفتہ نصیب ہوئی بطمع تاج شاہی تخت سلطانی پر بیٹھا اور کنیزون سے پوچھکر اوس
مقام سے اطلاع دی جہان دو صندوق آلات مرصع کار و طلائی و نقرئی اور دو درج جسمین پانچ عدد
الماس بڑے بڑے اور چار عدد زمرد بے بہا تھے اور بواسطہ یعقوب خان خانساماں کرامت النسا بیگم خواہر
بادشاہ سے چند صندوق مال دستیاب ہوئے جسمین لاکھون روپیہ کا اسباب مرصع کار سونے چاندی کا
اور دو ہزار روپیہ نقد نکلا اور کنیزان محلات کو بخت واژگون کی صورت اولٹا لٹکاکر بزجر و توبیخ جسطرح بنا
نقد و جنس بہم پہونچایا اب کیفیت اس خانہ بربادی کی قلم جگر شگاف سے اظہار ہو نہین سکتی پھر غلام قادر نے
حضرت شاہ عالم کو آفتاب مین بٹھاکر زر نقد طلب کیا اونکے پاس سوای فحش گالیون کے کیا تھا آخر کار عین
ظلم کے ساتھ حکم دیا کہ چشم مبارک مین کوتاہ بینون نے گرم سلائی پھیر دی معاذ اللہ کیا پیر فلک نے آنکھین دیکھائین
کہ شاہ عالم بصارت سے دیکھتے دیکھتے معذور ہوئے غلام قادر نے بنظر دور اندیشی پاس آکر پوچھا کہ ای بادشاہ
کیا دیکھتا ہے اے ناظرین تاریخ یہ مقام کمال عبرت کا ہے بادشاہ ستم رسیدہ نے جوابدیا کہ ای کافر کیش
وہی قران مجید کہ جسپر تو نے مہر ثبت کی تھی دیکھتا ہون یہ سنکر وہ موذی سینہ پر کینہ حضرت کو
تکلیف دہ ہوا قندھاری خان اور بندول خان نے نوک خنجر سے دونون مردم دیدہ خانہ چشم سے نکال لیے
اور چشم بد دور ابھی یہ بھی منظور نظر تھا کہ شاہزادون کو بھی اسیطرح دکھائے خدا کی پناہ تازہ کہرام صورت
حشر برپا تھا ہی عورت محلات بیتاب و مضطر ہوکر محل سے بے حجاب نکل پڑین اور پای غلام قادر پر سر کو
رکھکر زار زار روتی تھین مگر بدسرشت سر دست پشت پا سے باتین کرتا تھا غرض ظاہر ہے کہ یہ روداد
خراب میدان کربلا مین واقع نہوئی ہو چشم ناظرین سے دریای اشک جاری تھا اور سینون مین زخم نہانی کا [illegible]
کہ بحکم مشیت مہار سنگھ رفقای غلام قادر بدشعار یہ کیفیت خراب آنکھون سے بے پردہ دیکھہ نسکتا تھا [illegible]
غصہ سے خشک ہو کر تر زبان ہوا کہ اے مردود جواب نمرود خدا سے نہین ڈرتا ہے قسم اپنے دھرم کی
کھاتا ہون کہ ابتک قدم تیری رفاقت پر ہارا لیکن اب اگر ہاتھ شاہزادون کی طرف اوٹھایا تو شمشیر آبدار ہے
اور تو بدشعار غرضکہ اس سرد کلامی مین بازار شمشیر و تفنگ گرم ہوا اور باہم آپسمین آتش کا نزاع اس زور و
شور کی مشتعل ہوئی کہ دستار غلام قادر بصورت طائر پر دار ہوا کہ ضرب گولہ سے پرواز کر گئی [illegible]

کہ قالب خاکی پیچ پڑے آخر کار رستم خان و یونس خان نے اس آتش شر بار پہ پانی ڈالا اور گرما گرمی حسب وضع سرد ہوئی اور شاہزادی صدیقہ کو جیسی سر بجگم خدا محفوظ رہے اس عرصے میں ایک سو استی اسامیان محل بادشاہی کی محبوس بلا ہوئیں وہ مراد بخش طوائف معشوقہ غلام قادر خان میں جاکر تمام لباس و زیور انکا پٹھانوں نے غارت کیا سوای پائجامہ و چادر ایک تار بدن پہ باقی نچھوڑا بعد اسکے جب حافظ ابراہیم کی مشکیں باندھی گئیں بہت اسباب و پوشاک و جواہرات غلام قادر کے ہاتھ آیا القصہ جب چار پانچ دن اس ہنگامہ رستخیز کربلا میں گذرے حکیم ابو علیخان نے اپنا نسخہ بادشاہی کیا یعنی یہ خبر دی کہ جو خورشید محل بیدار بخت کی کثرت عارضہ گرسنگی میں بستر خواب مرگ پر سوگئیں اسوقت کچھ نان و نمک محل میں بھیجا گیا اور گھر سے خیر النسا بیگم کے جو دوسری ہمشیر بادشاہ تھیں ایک صندوقچہ جواہر اور دو پٹارہ زیور طلائی و نقرئی و پارچہ قیمتی ملبوس خاص پایا اور گل محمد خان نے ناظر منظور علیخان کے گھر میں جاکر چالیس ہزار روپیہ اور پانچ ہزار اشرفی اور چند صندوق ظروف طلائی و نقرئی وغیرہ الا ظاہر کیا اور میان جواہر و میان صندل خواجہ سراؤں کو ستونوں میں باندھکر وہ بہ ہر کفش کاری سے دکھلائے کہ جو جواہرات باقی تھی ابھی ہدیہ دیا انھوں نے بھی اکیس دانہ مروارید غلطان شکلی بیر کے برابر کہ ہر ایک قیمت میں بادشاہ کی تھا نذر کئے اور بلکہ زنانہ کی خواجہ سراؤں نے کہ آٹھ پہر لگی میں آویزاں رہتی چالیس من ظروف سیمی اور دو صندوق پہلو کپڑوں کے اور چند مروارید کلان جو زیر زمین تھے نشان دیے اور امام بخش مختار کار مجد الدولہ کے گھر سے کہ زمین وہاں کی آپ ہی آپ شق ہوگئی تھی کئی صندوقچہ زیور طلائی وغیرہ اور دس من ظروف چاندی کے نکلے اور یوسف علیخان خواجہ سرا نے چھت دیوانخانہ ناظر کی کھدوائی پارچہ صندوقچہ جواہر اور مروارید کے ہاتھ آئے اور انگشت خانہ بادشاہی سے ایک تختہ دوشالہ اور ایک جاندانی اور ہزار ہا روپی اشرفیوں کی نکلیں اور اکیس دیگیں اشرفی و روپیہ سے لبریز گلشن سے ملیں اور چار خوان نقرہ اور چند چوکیاں چاندی کی اور نقرئی پائے پلنگ کے اور دو صندوقچہ سرمہ مرزا احمد اکبر کے خاک تودہ میں پوشیدہ تھے نکلے سلابچہ اور کٹورے وغیرہ نقرئی آبدارخانہ سے پائیں اور خدا بخش صاحبہ محل سے دو صندوق اشرفی محمد شاہی اور دو پٹارہ مروارید اور ظروف محمل و بانات وغیرہ اور بہت مال سونے چاندی کا پایا اور تمام خانگی اسباب پردہ اور فرش وغیرہ کہ جسکا حساب شمار سے افزون ہے جملہ برباد کیا اور کوئی وابستہ سرکار شاہی اس غارتگری سے محفوظ نہیں رہا معاذ اللہ کیا زمانہ پر فساد تھا ایک دن ایک لونڈی نے آکر اظہار کیا کہ جان نثار میری

کثرت گرسنگی و فاقہ سی ہونٹھون پر ہے اگر کچھ کھانا عنایت ہو تو عوض اسکے مین بھی دفینہ سی اطلاع دون
غلام قادر اس چیز کا بھوکا تھا ہی اوسنے فوراً کچھ روٹیان باورچیخانہ سی دلا دین اوس لونڈی نے بیت الخلا مین
نشان دی وہان ایک نقرئی کٹورہ ساڑھی پانچ من کا سلفچی آفتابہ طلائی مرصع کار اور ایک طلائی چوکی
اور ایک صندوق طلائی زیورون کا اور ایک صندوقچہ جسمین چاندی سونے کی تحفہ چیزین تھین نکلا غرض
جو کچھ دستیاب ہوتا تھا غلام قادر ہر روز اپنے لشکر مین کہ دریاے جمن کے پار فروکش تھا روانہ
کرتا تھا دس دس بارہ بارہ کشتیان نقد و اسباب سی لبریز پار جاتی تھین قصہ مختصر اس غارتگری
کی سوا اہل قلعہ پر اسقدر تنگی آب و طعام کی تھی کہ حرم احمد شاہ اسی آب و آتش گرسنگی و تشنگی مین
جل بجھی اور کئی دن لاش اوسکی بے وارثانہ پڑی رہی سونا چاندی اشرفیان اور قیمتی پوشاک ضبطی
کی وقت اوسکے گھر سی ہاتھہ آئی اور اسی طرح اسامیان بیداربخت اور ملکہ زمانہ کے محل مین صدمہ فاقہ سی
فوالاجل ہوئین اور ہر ایک کے پاؤن رسی مین باندھکر براہ سلیم گڈہ کشان کشان دریا مین بہا دی گئین
یہان تو یہ حشر برپا تھا اور ادھر غلام قادر خدا فراموش دیوانخانہ خاص وغیرہ شاہی مین مشغول ناو نوش تھا
اور جو کچھ بے آبروئی شاہزادون کی اوسکے ہاتھون برروی کار آئی قابل بیان نہین خلاصہ اب درمیان اسمعیل بیگ
و غلام قادر تقسیم مال مغروقہ کے واسطے نزاع واقع ہوئی آخرکار بیس ہزار روپیہ نقد اور دو صندوقچہ سربمہر
اور چند تختہ پشمینہ و کمخواب و چند من ظروف مسی جو خانہ مرزا اکمل اور مرزا طفل پسران مرزا بابر سی دستیاب
ہوئے تھے غلام قادر نے بابت حصہ اوسکو دیے غرض جب اسمعیل بیگ عہد و پیمان کے موافق اور
زیادہ طلبگار ہوا غلام قادر نے ایفاے وعدہ نوک شمشیر و سنان پر حوالہ کیا اور کچھ نہ دیا آخر شوال سے
آغاز ذی حجہ تک یہ حشر دارالخلافت شاہی مین برپا رہا تیسری محرم کو شہر مین تمام بازار اور دوکانین
اور آمد و شد خلق اللہ مسدود تھی مگر چند فقیر جان باز سر بازار آواز بلند کہتے تھے کہ سید الشہدا فرماتی ہین
کہ غلام قادر نے زیادہ حکم خدا سی خاندان تیموریہ پر سیاست کی اور ہاتھہ ظلم و تعدی کا دراز کیا اسکو بھی
سزا دو اتفاقاً ایکدن برج قلعہ کہ جسمین تمام باروت بھری تھی ایک گل توڑہ بندوق پیادہ سی اوسمین
اوڑ کر جا پڑا آتش شعلہ زن ہوئی اور وہ برج عنقا صفت زمین سی اوڑا غلام قادر کہ مصروف خواب
خرگوش تھا اوسنے معلوم کیا کہ اہل مرہٹہ اکی صورت بلا سر پر نازل ہوئی مضطر و بیقرار پلنگ پر سی زیادہ کی طرح
راہ دریچہ سی کہ حضرت دروازہ نام تھا نکل کر جمنا کے پار اپنی لشکر مین پہونچا اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا اکبر

اور سکندر شکوہ اور راؤ رچوا سامیان محل کی اپنے لشکر مین پیشتر روانہ کر چکا تھا سبکو ہاتھیون پر بٹھا کر سلاح بند پٹھانونکو
ساتھ توپخانہ اور سپاہ سمیت اور آپ پیادہ مین کہ ادبار سر پر سوار تھا سوار ہو کر براہ غوث گڈھ ہوش باختہ راہی
ہوا اس عرصہ مین فوج مرہٹہ بھی چارون طرف سے ہجوم لا کر صورت بلا اوسکی اوپر جا گری غلام قادر قریب سرائے
مغل خان پہونچا تھا کہ مرہٹہ مور و ملخ کے مانند یکجا ہو گئی غلام قادر نے چند سوارون سمیت باگ گھوڑے کی
اوٹھائی مرہٹہ تلوارین لیکر ساتھ علیخان و عبد اللہ خان افاغنہ پر نازل ہوئی اوسوقت عالم اضطراب مین
گھوڑا غلام قادر خان کا خندق مین جا رہا تا کہ وہ واژگون بخت پیچھا لالکی تمام لجام اسپ تھام کر بھاگا اور
شاہزادون کو مرہٹہ دست بدست لیکر سیندھیہ کے پاس کہ متھرا تک آچکے تھے آئے خلاصہ غلام قادر
برگشتہ نصیب گھوڑے کو دوڑا کر اپنے لشکر سے خارج ہوا اور فوج سیندھیہ نے پیچھا کیا غلام قادر آوارہ قسمت نے
ایک گانون مین پہونچکر ایک برہمن سے درخواست کی کہ اگر مجھکو اپنے گوشہ مکان مین پوشیدہ رکھکر چند
دیتا ہون برہمن نے اوس اجل رسیدہ کو اپنے گھر مین بحفاظت بٹھا کر لشکر سیندھیہ مین آیا اور خبر دی
چنانچہ علی بہادر اور رانی خان دو سردار چند سوار لیکر قضا کے مانند اوس برہمن کے ساتھ سر پر غلام قادر کے
نازل ہوئے اور بے تکلف قید کر لیا شکیبن آخر متھرا مین سیندھیہ کے حضور پہونچا دیا اور رسالداران
مرہٹہ مہاسنگھ و ناظر علیخان کو گرفتار کر لائے اب حسب مشیت حقیقی آہنگر سے حکم سیندھیہ سے ہر روز
ایک عضو غلام قادر کا آہن اور زنبور سے جدا کرتا تھا جب کئی دن وہ سخت جان شکار شیر اجل ہوا لاش
اوسکی بعد تشہیر جنگل مین ایک درخت کے تلے پھینک دی گئی کہ جانوران صحرائی نے زہر مار کیا اور کان
ناک اوس ناپاک کے کاٹکر ایک ڈبیہ مین بحفاظت رکھکر سیندھیہ نے حضور بادشاہ مین روانہ کیے
اولاد غلام قادر سے معین الدین خان مخاطب بہ نواب بنتھو خان اطراف دکن مین تھا وہان سے سہارنپور
مین سنہ ہجری مین ستر برس کے بعد اس معرکہ سے رجوع انگریزون سے لایا وہ رئیس زادہ سمجھکر بہ لطف
پیش آئے پانچسو روپیہ درماہہ مقرر کیا چند سال بریلی مین رکھکر پھر سیر گڈھ مین مرادآباد کے پاس قیام کیا
اور عمارات قدیمہ نواب نجیب الدولہ ضابطہ خان کی جو وہان پر تعمیر تھی اوسکے حوالہ ہوئی خلاصہ بصورت
سیاست ظاہری اذیت ونشان کے ساتھ بسر کرتا تھا القصہ مہاجی سیندھیہ نے شاہزادون کو
بہیئت دوا اپنے ساتھ لا کر داخل قلعہ مین پہونچایا اور حال خراب حضرت قدرت دیکھکر کمال اسف
کے ساتھ رقت کی اور بپاس بخت خفتہ قسمت کو سرگشتہ سے اوٹھا کر گوشہ ناکامی مین بٹھایا اور بجائے تخت سلطانی

بناکر بادشاہ کو آنکھون سے معذور ہوتے اپہر سے بزم رونق افروز کیا اور منظور علیخان کو قید شدید سلطنت
قلعہ مین محبوس کیا اور چند روز نظم و نسق مقدمات مالی و ملکی کو رونق دیکر دہلی سے جانب دکن عنان
عزیمت اوٹھائی اور گماشتے اپنے جابجا مامور کیے خلاصہ آفتاب سپہر سلطنت ایسا گہن مین آیا
کہ رعب حکومت امیرون کے صفحۂ دل سے گیا نزدیک اور کیا دور کا عظم جابار [illegible]
اور ہر شب شب برات اور ہر شب شنبہ قدرت سے شمشیر غلافی کی صورت باہر مملکت اور ملوکیت کا رنگ [illegible]
قانون و قاعدہ سلطنت مفقود تحریر و تقریر کی تاثیر نیبان شاہجہان آباد جو کچھ عذاب سے بچکر آوارہ و پریشان
تھے اکثر ہمراہ رکاب مرہٹہ گئے اور اکثر پیش دلیپ دکن مین پہونچے اور ہر ایک فرقہ دستکار مصور باقی گر
اور صنعت گر استاد قوال و کلاونت رکابدار باورچی درزی باغبان وغیرہ اور ارباب مناصب وضع والا
وغیرہ سرکار سلطانی بنات النعش کے مانند پریشان ہوئے تمام آباد محلے شہر دہلی کے ویران ہوئے
المختصر یہ معرکہ عظیم غلام قادری جو غارتگری نادری سے ہزار چند افزون تھا سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوا—

ذکر آمدن مہاجی سیندھیہ بعد گرفتاری غلام قادرخان در دار الخلافت

مہاراج سیندھیہ کو وقت روانگی دکن انتظام مداخل و مخارج سلطانی مین تردد تھا کہ اب کسقدر روپیہ
معین کیجائے کہ ضروریات مطبخ اور خانساماں اور دواب وغیرہ کارخانجات سلطانی کو کفایت کرے
نظام الدین شاہ کو پانی تنشائی سیندھیہ سے مطلع ہوکر بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر مقدمہ مذکور فیصل کیا
اور ذمہ دار ہوا کہ بہر صورت بادشاہ کو رضامند کرونگا مہاراج سیندھیہ نے اس معاملہ کو غنیمت سمجھکر
پرگنہ سولی و جلال آباد و مرہٹہ وغیرہ اور چند پرگنہ اور محال اوسی بارہ لاکھ جمع کے صوبہ دہلی سے الگ شاہ
نظام الدین کو تفویض کیے اور تحصیل و تشخیص مین اختیار کامل دیا اور سپاہ قدیم سلطانی کو جواب دیکر
چار پلٹن قدیم آمد اللہ آباد سے باقی رکھکر چوکی پہرہ قلعہ کے واسطے تجویز کیا اور انتظام محالات بھی سپرد
فرمایا اور عہدہ قلعہ داری پر اوسی نام حشیر زادہ کو مامور کیا اور اسکے ساتھ [illegible] دہلی و اکبرآباد کو
داد آلہی سمجھا ناظم اپنے جابجا مقرر اور روانہ کیے اور اون چار [illegible]
قدیم تھا تنخواہ انکی حوالہ نظام الدین شاہ ہوئی اور پرگنات و محالات [illegible]
چارون پلٹنون پر جلد دار و مدار امور سلطنت تھا اگر ہر چند [illegible]

بندگان حضرت منصوبوں سے خالی اور شکست وبست سے عاری نہ تھا بعد صحت وتندرستی اوسی قلیل سپاہ نیز
پھر خیالی پلاؤ پکانا شروع کیا جو عہدہ بخشیگری طالب علیخان آختہ بیگی خواجہ سرا کے نام قرار پایا تھا وہ شیرینی
نیاز کی طرح آج کسی اور کو اور کل کسی اور کو تقسیم ہوتا تھا لیکن نظر توجہ طالب علیخان پر زیادہ تھی اونکی
دیوانخانہ واحشام وجیب خاص وغیرہ کی جملہ خدمتیں تفویض اونکی تھین اور سرکار نیابت میر غالب علیخان کے
متعلق تھا چنانچہ یہ میر سید بزرگ امامیہ مذہب متدین صفات حسنہ سے آراستہ تھا اپنی خوش کرداری سے
ہر فرد بشر کو رضامند رکھا اور تحویلداری توشکخانہ اور کرک خانہ کی سپرد میر نور علی ہوئی وخدمت قورخانہ
وماہی مراتب ونشان مرزاجیون کے متعلق تھی اور خدمت احتساب شہر احمد علیخان کے نامزد لیکن مصاحبت
احمد علیخان اور صحبت مقربان دیگر زیادہ کرم تھی وجہ اسکی یہ کہ میر شکر اللہ نام منصب داران عہد فردوس
آرامگاہ سے ایک شخص تھا باوقار وصاحب تمکین سید حسین علیخان بارہہ کی طرف سے بخشیگری بعض
رسالہ کی بھی زیر قلم تھی غرض میر شکر اللہ کو تین لڑکیان تھین ایک لعل بیگم دوسری صالحہ بیگم جدۂ
احمد علیخان مرقوم الصدر تیسری تولا بیگم چنانچہ عالم شاہزادگی مین نظر محبت حضرت ظلسبحانی تولا بیگم پر
جا پڑی شیدای جمال ہوکر خواستگار عقد ہوئے میر شکر اللہ خان کو عماد الملک غازی الدینخان نے
درمیان پڑکر رضامند کیا مگر یہ شرط خان مذکور سے درمیان مین آئی کہ بادشاہزادہ سہرہ سر مین باندھکر
بکشادہ پیشانی میرے گھر زینت افزاے بزم عروسی ہو اور جو کچھ اسباب جہیز حسب مقدور دون وہ بنظر
محبت قبول کرین اور قدر ومنزلت اوسکی شاہزادیون کے سوا اور محالات سے ملحوظ خاطر رہے
بلکہ تورہ دارونمین پہلے محسوب ہو اور رسائی مجھ مشتاق دیدار کی اوس تک بلاقید حاصل رہے اور تکلیف
نوکری معاف خلاصہ شاہزادۂ دلدادہ نے یہ سب شرطین بسر وچشم منظور وقبول کین اور وہ صورت
عقد بآئین شائستہ ظہور مین آئی نواب زینت محل خطاب عنایت ہوا القصہ اس رشتہ سے احمد علیخان پوتہ
ہمشیرۂ زینت محل کا قرار دیا جاتا تھا یہ باعث ازدیاد تفضلات خسروانہ تھا اور حقیقت مین مرد خوش وضع
صاحب دانش زبان آور تھا چنانچہ بیباجی نام دختر نواب سعید الدینخان کے ساتھ منعقد کیا اس سلسلہ
کی وجہ نواب قطب الدولہ بھائی بیباجی کا مقربان حضور مین شمار کیا جاتا تھا یہ شخص بھی صاحب فراست
لئیق تھا اکابر وامرا کے مدار المہام سلطنت مین ایک نواب شاہنواز خان بہادر بھی اگرچہ سلسلہ اونکی نسبت کا
نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان سے پہونچتا تھا لیکن گردش آسمانی سے کربلاے فریق معاش سے تنگ آکے

چندی ذوالفقار الدولہ کے ساتھہ بسر کی لیکن شوق کیمیاگری مین کشتہ تھا اکثر اوقات زر ناخالص العیار
کو سکہ بنا کر سر بازار بیچتا تھا چنانچہ بعد ذوالفقار الدولہ اسی قصور مین نجف قلیخان کے ہاتھون قید
شدیدہ مین مبتلا ہو کر ایک مدت کی محبوسی سے رہائی پائی پھر طالب علیخان کے پاس پہونچا
ملازمت بادشاہ ہاتھہ آئی عزت و آبرو حاصل ہوئی المختصر بعد سانحہ غلام قادر حضرت ظل سبحانی رات دن
دیوانخانہ مین رونق افروز رہتے تھے محل معلے سے تعلق نہ تھا خانانی اوٹ فرقہ مردانہ و زنانہ مین کہ لاعلاج
خدمت کی واسطے ہر وقت حاضر باشی ضرور تھی حاصل اسی جلسہ مین خواص کہنہ سال اور داستان
خوان شیرین مقال اور مطربان خوش الحان اور شاعران جادو بیان اور حکماے دانشمند اور مصاحبان
سلطان پسند اور شاہ نوازخان و احمد علیخان و میر طالب علیخان وغیرہ شبانہ روز چوکی بچوکی نوبت
بہ نوبت حاضر رہتے تھے اور جو وہ غبار و کدورت رنج و غم حوادث دنیا سے آئینہ دل مبارک پر بیٹھی تھی
سخنان دلاویز کلام دلکش سے ارباب جلسہ دور کرتے تھے اور طعام اوس سے سیر اور زر
نقد سے مالا مال ہوتے تھے چنانچہ اس زمرہ مین جو شاہ نوازخان کو کل دو مرتبہ زر بانعام دستیاب
ہوا اسکو امانت کی جگہہ جیب مین نگاہ رکھتا تھا وقت ضرورت انعام سلطانی جسوقت تھیلی بردار وغیرہ
نہوتے تھے صرف کرتا تھا اور دوسرے وقت متصدیون سے از روی حساب لیلیتا تھا اور اسیطرح
نادر چیزین کم قیمت و کم مول لیکر حضور اقدس مین گذرانتا تھا انعام معقول پاتا تھا چنانچہ رفتہ رفتہ
اس سلسلے سے ارباب خزانہ اور جیب خاص والون اور متصدیون پر حکم رانی آغا کی آخر مراتب
اعلے کو پہونچکر مالک حل و عقد امور خانگی کا ہوا اور ایک تخت چوبی اور چتر وغیرہ سارا لوازمہ چودہ ہزار
روپیہ مین آراستہ کیا یہ مادہ تاریخ درستی تخت سلطانی کا میر طالب علیخان نے اسطرح موزون کیا
ع سر ریشۂ عالم ناہدار ۱۱۹۰ القصہ وقت دربار عام سادہو رام پیشکار خالصہ اور راجہ شنکر ناتھہ اور قاضی القضات
وغیرہ اپنے مقامون کو گرم کرتے تھے اور حال شاہ نظام الدین یہ تھا جب مہاجی سیندہیہ اسکو صوبہ دار
محالات خالصہ بنا کر روانہ ہوا اسنے ہاتھہ پاؤن نکالے جو روپیہ علاقجات سے تحصیل ہوتا تھا اون
چارون پلٹنون کی تنخواہ دیکر اکثر اپنے صرف مین لاتا تھا خرید جواہرات و تعمیر عمارات و آرایش باغ
وغیرہ بلا تکلف شروع کی عمارات قدیمہ شہر دہلی سی چونہ لکڑی پتھر اینٹ کہنہ یہ سب اسباب دس
لاکھہ سی زیادہ مفت بہم پہونچا کر و عمارت عالی و باغ دلکشا اور کئی لاکھہ روپیہ نقد صرف کرکے بنایا اور

اور کئی جگہہ دفینہ بھی ہاتھہ آیا چنانچہ خلائق شاہجہان آباد نے اوس مقام کا بہشت شداد نام رکھا تھا
اسکی تو یہ کیفیت تھی اور محالات سلطانی تکلیف و پریشانی مین مبتلا اور حضرت ظل سبحانی حسن اخلاق مین
ضرب المثل آفاق بچشم مروت منظور نظر تھا کہ یہ مجموعہ قلیل کثرت تکلیف سے برہم نہو بارہا جذب
قلوب کے واسطے از روی تفرح بازی شیرینی اور نخود بریان اور ریوڑی تازی تقسیم فرماتے تھے
چنانچہ پانچ چھہ سو روپیہ درماہہ کھچڑی کے نام سے لوگون کو عنایت ہوتا تھا اور یہ کھچڑی وہ شے تھی جو
نمک حرامی غلام قادر سے ظہور مین آئی تھی یعنی اہل محل سلطانی کو رات دن آب و دانہ حرام رہتا تھا
چوتھے روز کئی مین کھچڑی پکا کر محل مین تقسیم ہوتی تھی چنانچہ اوس دن سی اب تک جس شخص کو روز
اول عنایت ہوئی گویا روپیہ اور وظیفہ اوسکا قرار پایا غرض وہ رقم رقومات مصارف ماہواری اٹھارہ سو
روپیہ کھچڑی کے نام سے دفتر خانسامانی مین مجرا ہوکر نام بنام تقسیم ہوتی تھی القصہ قلت مداخل اور
کثرت عدم دستیابی تنخواہ سے ارباب نو محلہ اور محل محلے کی اسامیان ہر روز کوٹھون پر چڑھکر شاہ
نظام الدین کو دشنام مغلظہ دیتی تھین اور شاہ صاحب دس پندرہ ہزار روپیہ سے زیادہ ماہواری
نہ دیتا تھا باقی جملہ رقم حساب کتاب سالیانہ مین برابر کرتا تھا اور اسقدر مزاج حضرت مین متسلط تھا کہ اصلا
کسیکو قدرت اتنی نہ تھی کہ اوسکے باب مین دم مارتا آخر آتش استغاثہ سرکش ہوئی ناچار حضرت نے
بھی تنگ آکر شاہ نظام الدین کو بلایا اوسنے آنے مین تامل کیا بادشاہ نے خود عزم فرمایا مگر سبھا سکرن پنڈت کی
کسی حیلہ مین اوسدن قلعہ کے دروازہ سی روانہ گئی بادشاہ نے بھی تجاہل عارفانہ سی کام لیا یعنی خاموش
رہی اس عرصہ مین جشن شادی بعضی شہزادون کا پیش آیا اور شقہ خاص طلب زر کی واسطے سیندھیہ کے نام
روانہ ہوا اوہان سی سرانجام جشن شادی کے لیے شاہ مذکور کے نام لاکھہ روپیہ کی اجازت لکھہ آئی چنانچہ نظام الدین کو جو
کسیقدر رقم صرف مین سرانجام اوسکا اپنے ہاتھہ رکھ دیا اور باقی جملہ سرکار مرہٹہ سی بلا تکلف مجرا لیکر اپنے تصرف مین لایا غرض جشن ادھورا رہا یہ بات
حضرت کو بہت ناپسند و ناگوار ہوئی لیکن اخبار نویسون نے اس مضمون کو قلم انداز کیا سیندھیہ تک
خبر اسکی نہ پہونچی آخرکار روڑچی مرہٹہ کہ مالک خود کل معاملات کا تھا ایکدن کسی تقریب سی قصبہ بیگم گڈھ مین جالونکی
مہمانی مین گیا تھا چنانچہ ان مفسدہ پیشون کا ڈاکہ زنی و خونریزی شعار تھا روڑچی کو فریب و دغا سی مار ڈالا
ناچار صوبہ داری شاہجہان آباد حسب استحقاق بائی صاحبہ یعنی زوجہ روڑچی کے نام قرار پائی اور اسکی
طرف سے قلعہ داری مانسنگہ کے نام ہوئی یہ عورت نیک سیرت و پارسا تھی کبھی کبھی محل معلے سلطانی مین

بیگمون کے پاس آتی جاتی تھی اور حال پریشانی سکنہ نو محلہ اور بلازمان محل کا اپنی آنکھون سے دیکھکر آب دیدہ ہوتی تھی اور نظر عنایت سے دیکھتی تھی اور اہل شہر بھی چشم ترحم پڑتی تھی خلاصہ حسن خدمات سے محالات شاہی نہایت خوشنود و رضامند تھے اور خلق اللہ بھی آسودہ اسکی خوش نیتی کی برکت سے نرخ غلہ نے بھی صورت ارزانی دکھائی گیہون اور چنا ایک روپیہ کا تین من پختہ دستیاب ہوتا تھا اور گھی سات آٹھ سیر کا اور نرخ روغن سیاہ بائیس سیر المختصر اسوقت مین بائی صاحبہ کی بدولت زر ماہواری اہل محل کا دس بارہ ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھا لیکن بلا نزاع دیگر او قت پر ملتا تھا جو کشمکش آگے نصیب تھی اوس سے نجات ملی تھی مگر انتظام شہر اسوجہ کہ جاگیر دارون کو دار الخلافت سے کام نہ تھا بجز بی نو اور بازار بدمعاش شہر و گوجران نواح رہزنی پیشہ گرم تھا دن دہاڑے پگڑی سر سے لیجانا یا ہتھیلی صراف کی مارنا کچھ بات نہ تھی شاہ صاحب اپنی عیش و عشرت مین خود فراموش تھے کہ ان حرکتون کی مذمت سد باب نہ تھی ان کی انتظامی کے سبب جو اہل حرفہ باقی تھے وہ بھی ریاستین چھوڑکر غربت نصیب ہوگئے اور کثرت صحبت مرہٹہ وجات وغیرہ کے باعث آبروئی وضع لباس و پوشاک قدیم پہ پانی پھرا اور زبان آراستہ عوام الناس یعنی اردوی معلی کے زمین و آسمان کا فرق واقع ہوا القصہ اوسی زمانہ مین درمیان باغ شاہ نظام الدین بزم جشن ہولی مرتب ہوئی اور حضرت بھی بہار افزاے گلشن شاہ باغ شاد ہوئے بجز روش سولے اقرباے شاہ صاحب دوسرا ہوا خواہ جو ان رنج و محن سے صورت سرو آزاد نہ تھا شگفتہ و نہال تھے اور اہل شہر صاحب سرمایہ وہ بوئی گل کی روش اب نظرون سے بچھین حاسدون کے پردہ مین رہتے تھے گھر سے باہر قدم رکھنا مردم دیدہ کی صورت دشوار تھا اور کیفیت ساہوکاران یہ تھی کہ سربازار تھیلیان زر نقد سے صندوقون مین بند رکھی تھی حساب داد و ستد فقط قلم و کاغذ سے متعلق تھا شکل زر نقد نظر نہ آتی تھی آخر الامر شاہزادہ دارا شکوہ و مرزا احمد اکبر بہادر بھی تنگ آکر فرزین منصوبہ سے بساط شطرنج دہر مین کام لیا یعنی شاہ صاحب نامی ایک شخص کو اہل حرفہ سے اسباب پر مامور کیا کہ پیل اندیشہ کو چار خانہ دل مین جگہ دے تو اور رخ عزیمت بسواری اسپ تیز گام جانب دکن بخط مستقیم اوٹھائی اور حال بربادی ریاست جو شاہ نظام الدین کے ہاتھون پہونچا ہے مہاجی سیندہیہ سے اظہار کرے چنانچہ یہ سب جو دو تین حسب خواہش ظہور مین آئین

بہرکیف مہاجی سیندھیہ کو خوشنودی بادشاہ منظور نظر تھی سند محالات خالصہ شاہ حاجی کے نام لکھکر عنایت فرمائی
اور شاہ نظام الدین بحکم فرمان مہری سیندھیہ عزل نصیب ہوا شاہ حاجی نے آکر فیض الدین علیخان برادر حقیقی
قدسیہ محل کو نظم و نسق قلعہ داری تفویض کیا اور پرگنات خالصہ کی تحصیل مین مشغول لیکن صورت واویلا
اور خرابی معاملات کی بے روی کار ہی ظاہر ہو کہ تحصیل زر کا بھی ایک وقت معین ہو وہ سر دست کہان اور
انطفای آتش گرسنگی کے واسطے ضرورت زر نقد لاحق مگر یہان گرم بازاری داد و ستد ٹھنڈی تھی آخر
فیض الدین علیخان قلعدار پر بھی الزام آیا اس عرصہ مین شاہ نظام الدین لذت یافتہ حکمرانی تھا حساب
دینے کے واسطے پونہ مین سیندھیہ کے پاس پہونچا اور پھر سبز باغ دکھاکر نخل تمناسے برخوردار ہوا یعنی زر کثیر
نذرانہ دیکر سند مجدد اپنی عہدۂ قدیم کی حاصل کی اور پھر ایکصورت دار الخلافت مین نازل ہوا مطلق العنان
تھا ہی اب سررشتہ اطاعت شاہی سے بھی چشم پوشی کی اور بھوانی شنکر ایک شخص کو کہ سخت بے رحم تھا قلعدار
بنایا اور متوسلان آستانۂ خلافت تازہ سختی عذاب اور تحکم مین مبتلا ہوئے نمونہ اوسکی ظلم و تعدی کا ایک یہ ہے
کہ چند کمپنیان خزانہ لانے کے واسطے محالات سول سے بعد عبور دریای جمن آئی تھین پھرنے کے وقت حسب
قاعدہ باربرداری کے واسطے مزدورون کی جویا ہوئی ہمراہیان بھوانی شنکر قلعہ دار ون سپاہیون سے
اولجھے اور بے سبب نوبت دست و گریبان آئی یعنی اسباب زد و خورد مہیا ہوا صبح سے شام تک یہ ہنگامہ صورت
حشر برپا رہا آخر موافق حکم بادشاہ احمد علیخان محتسب کہ پالن متعینہ خزانہ اونکے ذیل سے تھین رفع فساد
واسطے آئی یہان دونون طرف سے گولیان بندوقون کی پانی کی مانند برس رہی تھین کہ قضاے کار
بھوانی شنکر کی طرف سے ایک گولی احمد علیخان گرسنۂ اجل نے کھائی آخر اوسی زخم دامن دار کے صدمہ سے
دو روز کے بعد گریبان لباس حیات چاک کیا اس قطع و برید شرارت نے قلعہ دار کے بادشاہ کو جامہ سے
باہر کر دیا آخر دارو غگی خزانہ پھر کسی اور پر قرار نہین پائی۔

کیفیت بدر رفتن شاہزادگان از شہر پنہ

پہلے سب شاہزادون سے مرزا جوان بخت بہادر نے بعد معرکہ غلام قادر دار الخلافت سے قدم اوٹھایا
صورت تشریح یہ ہے کہ ہنگام ورود موکب سلطانی جانب مشرق اور قتل حضرت عالمگیر ثانی
احمد شاہ درانی کے بعد تخت سلطنت خالی دیکھکر مرزا جوان بخت کو بجاے نیابت پدر اجازت
اورنگ نشینی ہوئی تھی اور مرہٹون نے بھی اسباب مین مزاحمت نہین کی اوسوقت سے سواے فرمانروائی

کہ اُس سے شاہزادہ مذکور مین سمائی تھی جب تخت شاہی نے حضرت ظل سبحانی سے رونق پائی اور اجل نصیب
ہونے سے ذوالفقار الدولہ کے رنگ دار الخلافت بدلا اوس سرو قامت گلشن ریاست نے لباس
شاہزادگی بدلکر حسب مشورہ زینت محل کہ مادر مہربان شاہزادہ تھین مکرم الدولہ اکبر علیخان کو ساتھ
لیکر والد بزرگوار سے پوشیدہ شہر سے باہر قدم رکھا اور قریب مقبرہ خاندوران خان پہونچکر سو آدمی
قوم گوجر کہ پہلے سے نوکر اور موعود وہان پر جمع تھے ہمراہ لیے اور بعد عبور دریای جمن رامپور مین پہونچے
اب نام خدا یہان سے دو تین سو پٹھان اور ہمراہ رکاب ہوئے چنانچہ فیض اللہ خان رئیس رامپور
استقبال کے واسطے نذر تواضع سے پیش آیا تھا اور اسی طرح اور رئیسون نے بھی خدمت شاہزادہ
سے کہ بادشاہ کی آنکھون کا تارا تھا چشم پوشی نہین کی پردہ چشم کو فرش بنا کر بٹھایا لکھنؤ مین نواب وزیر آصف الدولہ
نے حسب نوشتہ گورنر جنرل ہیسٹنگس بہادر کہ پیشتر اس سے یہان نافذ ہو چکا تھا کمال آبرو کے ساتھ شاہزادہ کو
ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک
نفیسہ کی اور دو زنجیر فیل اور پچیس اسپ بادرفتار کریم قلیخان پسر منیر الدولہ کی معرفت براہ استقبال
روانہ کیے چنانچہ مذکور نوکرون مین صاحب رتبہ و ذی آبرو اس سبب سے تھا کہ بعد روانگی حضرت شاہ عالم
ساتھ نواب وزیر کا الہ آباد پر پہونچا اور بعد انتقال منیر الدولہ پسر کریم قلیخان حضور وزیر مین حاضر رہتے تھے
القصہ یہ شخص حسب الحکم نواب وزیر کئی پلٹنین تلنگہ کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا
جب لشکر شاہزادہ قریب آیا نواب وزیر نے بھی قدم راہ استقبال پر رکھا اور اعزاز و اکرام سے ساتھ اپنے لاکر
بیچ مکان باغ سنگین محل و تکیہ محل لکھنؤ مین مشہور و موجود تھا کرسی زرنگار پر رونق افروز کیا اور پچیس ہزار
روپیہ درماہہ طلیخ وغیرہ اور کارخانے کے واسطے مقرر کیا اتفاقاً اوسی زمانہ مین نواب گورنر بہادر بھی
لکھنؤ مین تشریف فرما ہوئے تھے دربار بزرگ منعقد ہوا شاہزادہ و وزیر و نواب گورنر بہادر و رزیڈنٹ
و نواب سالار جنگ و مرزا علیخان اور باقی سب امرای قدیم و جدید رونق افروز جلسہ تھے کئی مہینے کی بعد
ہر چند صحبت شاہزادہ نواب وزیر سے مرغ بازی و پتنگ و آتشبازی و خورد و نوش مین دم یکرنگی
بھرتے تھے دو وجہ سے برہم ہوگئی اول مزاج شاہزادہ اخلاف پسند تھا ظاہرا ایک طوایفان لکھنؤ
سے چشم بد دور آنکھین عین جوش محبت مین لڑگئین اور دوم در پردہ نواب گورنر جنرل بہادر سے کہ
صوبہ الہ آباد خاص مداخل سلطانی سے تھا اب نواب وزیر کے تصرف مین ہے مجکو تفویض ہو چنانچہ

یہ امر بھی باعث برہمی صحبت نواب و شاہزادہ کا ہوا آخر کار شاہزادہ نے پہلے بنارس مین جا کر
قیام کیا کہ اس عرصہ مین نواب گورنر ہیسٹنگ بہادر سمت ولایت رخصت فرما ہوئے اور لارڈ کرنوالس
بہادر کرسی گورنری کلکتہ پر رونق بخش ہوکر لکھنؤ مین نواب وزیر کی ملاقات کے واسطے تشریف لائی
راہ مین صورت ملازمت شاہزادہ ظہور مین آئی تھی خلاصہ مافی الضمیر شاہزادہ سے نواب گورنر
موصوف نے مطلع ہوکر سوال مقدمہ الہ آباد نواب وزیر سے کیا لیکن جواب باصواب حاصل نہوا
بہرکیف پاسداری نواب وزیر ملحوظ خاطر دریا مقاطر تھی فی الجملہ مقدمہ صوبہ مذکور مین صورت تامل واقع
ہوئی ناچار شاہزادہ بنارس سے اپنی عیال واقربا کو لانے کو پھر رونق افزاے دار الخلافت ہوئے جب
حضرت ظلسبحانی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمعیت سپاہ کے ساتھ آیا ہے بروز ملاقات ارشاد فرمایا کہ تمہاری
ماہ دولت صبح روز پیری سے مبدل ہوئی اگر ارادہ سلطنت گوشہ نشین خاطر ہے تو بہر صورت موجود
چشم ماروشن دل ماشاد شاہزادہ نے معرفت احمد علیخان کے بہت استقبال کیا تھا جواب اوس سوال کا
عرض کر بھیجا کہ تا سلامتی ذات مبارک اصلا تصور اس امر کا فدوی کو نہین فقط اپنے عیال و اطفال کے
لینے کو آیا ہون اوسوقت حضرت نے فرمان صوبہ اکبر آباد شاہزادے کے نام لکھکر عنایت فرمایا شاہزادہ
نے اپنی طرف سے اسمعیل بیگخان کو وہان مامور کیا چنانچہ صحبت اسمعیل بیگخان مرہٹہ سے کمال موافق ہوئی شاہزادہ
منصوبہ صوبہ اکبر آباد حسب مراد کرسی نشین نہوا اسوجہ سے شاہزادہ نے ترک ارادہ اکبر آباد کیا اور پھر اپنے عزیز اور
اقربا و زن و بچہ سمیت لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے مگر اس مرتبہ جیسا کہ چاہیے رنگ صحبت وزیر نجما ناچار شاہزادہ
نے مزاج نواب وزیر خلاف پاکر اوسی ہفتہ مین پھر جانب بنارس روانہ ہوئے اور طرح قیام ڈالی نواب
گورنر بہادر نے سولہ ہزار روپیہ مشاہرہ شاہزادہ سرکار نواب وزیر سے حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادہ
نے کئی برسونکے بعد عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر نقد حیات سے ہاتھ اوٹھایا امین الدولہ برادر نواب وزیر اور
مسٹر ومکن رزیڈنٹ بہادر نے جنازہ شاہزادہ کو بآئین شایستہ نذر لحد کیا القصہ اولاد اونکی بنارس
مین عرصہ دراز تک مقیم رہی اور وجہ مواجب بدستور جاری نام و نمود بیگم صاحبہ اور اوس طوائف کا کہ جسکا
خطاب جہان آبادی بیگم تھا قائم رہا پہلی ولیعہدی اس شاہزادے کی نامزد تھی بعد رحلت دوسرے شاہزادے کو مسلم ہوئی

ذکر شاہزادہ مرزا احسن بخت بہادر

شاہزادہ مرزا احسن بخت بہادر اور شاہ نظام الدین پنجہ دست گردش افلاک مین آکر زیارت کعبۃ اللہ کی واسطے

حسب رخصت دار الخلافت سے نکلکر قریب دریای سندھ پہونچے اندنون عماد الملک غازی الدین
وزیر معزول کہ جسکی کیفیت کو زمکی زبان ترش خواص وعوام پر جاری تھی وہ حج بیت اللہ سے مشرف
ہوکر وقت معاودت خدمت تیمور شاہ درانی مین اوقات اپنی بسر کرتا تھا جب اوسنے سنا کہ شاہزادہ
موصوف قریب رونق افزا ہوئے اپنی عفو تقصیرات کے واسطے رفقای شاہزادہ کی معرفت حاضر
خدمت ہوکر دامن اپنا قصورون سے بواسطہ عفو پاک کیا اور جہت حصول ملک حسب مشورہ شاہزادہ
شاہ درانی سے خواستگار مدد ہوا چونکہ ہاتھہ زر نقد سے خالی تھا اور بادشاہ مذکور کو امور ولایت سے
عدم فرصتی لہذا ہاتھہ سے حمایت وامداد دے اوٹھایا شاہد تمنا کرسی نشین نہوا بلکہ بدنامی وزیر اون
سب باتون پر طرہ تھی آخر کار شاہزادہ ووزیر مین بھی صورت مہاجرت پیش آئی عماد الملک نے
ہندوستان مین آکر فی الجملہ مقدمات گجرات مین قدم رکھا اور شاہزادہ بیت اللہ کی جانب روانہ
ہوا وقت معاودت ہندوستان تک نہ پہونچا تھا کہ قزاق اجل نے قافلہ حیات لوٹ لیا۔

ذکر شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور مرزا سکندر شکوہ بہادر

شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور مرزا سکندر شکوہ بہادر معرکہ غلام قادر کے بعد رونق افزای
لکھنؤ ہوئے اس زمانے مین نواب آصف الدولہ بہادر مرض الموت مین مبتلا تھے کچھہ دنون
مراتب خدمت لائقہ ادا ہوئی لیکن جیسا کہ مد نظر تھا ظہور مین نہ آیا کہ وزیر موصوف نے انتقال
فرمایا کہ سولہ ہزار روپیہ درماہہ بنارس مین اولاد مرزا خورم بخت ومرزا جوان بخت کے واسطے
جاتا تھا اور سات ہزار روپیہ درماہہ قدیم صرف باورچیخانہ خورد بندگان حضرت جاری تھا اور مرزا
سلیمان شکوہ کے لیے چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کی خاطر دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پائے
چنانچہ یہ مواجب بھی بعد رحلت وزیر شامل حساب ملکی بواسطہ رزیڈنٹ بہادر ماہ بماہ پہونچنا
مقرر ہوا اور عہد وزارت یمین الدولہ بہادر تک بحال رہا خلاصہ یہ کیفیت مشرح طلسم لکھنؤ مین
زیب قلم جادو بیان ہوگی باقی احوال مرزا آبرو بخت و مرزا فیروز بخت و مرزا اعظم بخت وغیرہ
شاہزادون کا کہ باغ شباب بہار پر تھا دار الخلافت مین رونق پذیر رہے القصہ مرزا جوان بخت کے
بعد ولیعہدی سلطنت بہار گلشن ریاست یعنی مرزا محمد اکبر بہادر کے نام کہ اولاد اکبری تھی مسلم ہوئی

اور دستخط بادشاہی و قلم سلطانی پر دست قدرت حاصل اور نظم و نسق امور سلطنت متعلق ـ

تشددات سلطانی برسیدیان سیندھیہ

اس عرصے مین حضرت ظلسبحانی کو اخبار انتقال وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر و مسند نشینی چندروزہ وزیر علیخان گوشزد ہوئی بعد اوسکے قرار پانا وزارت کا یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کا آویزہ گوش ہوا بلکہ بستمر باہر عرضداشت یمین الدولہ بہادر نذر اور سیوجم ہمیت حاضر ہوکر سند صوبہ و فرمان وزارت کی درخواست کی اور سید جعفر قمی کہ معرفت کہ مدت سے املاک وغیرہ صفدر جنگ کی داروغگی پر مامور تھا یمین الدولہ کے حسب الحکم سوال و جواب مقدمہ مذکورہ تھا کہ فرمان قضا الٰہی پہونچا حرف زندگانی پر آیا لطف علیخان پسر سید محمد بلال خان عوض سید مذکور عہدہ داروغگی و سفارت پر مامور ہوکر آیا کارپردازان مہاجی سیندھیہ نے کہ مدار المہام سلطنت تھی جواب دیا کہ رسم و آئین قدیم اس دودمان عالیشان کی یہ ہے کہ پہلے نقد و جنس مرحوم سی لطریق ضبطی اس سرکار شاہی مین اکر داخل ہو بعد اوسکے اپنے مطلب کو رجوع کرے چنانچہ لطف علیخان اور شاہ حاجی کے درمیان کہ مدار المہام صوبہ تھا صورت مناظرہ واقع ہوئی چنانچہ اسطرف سے تحریر فرمان قلم تساہل ہوا اور عنایت خلعت و قلمدان مین تامل ہوا ناچار کارپردازان وزارت نے بھی اس سوال جواب سے مطلع ہوکر سات ہزار روپیہ ماہواری صرف باورچیخانہ خورد جو مقرر تھا اوسکے بھیجنے مین اسوجہ سے چشم پوشی کی کہ محالات الہ آباد تقسیم ملک مین سرکار کمپنی بہادر کی طرف جاتی ہے اب کیفیت کارپردازان مہاجی سیندھیہ کہ دست و گریبان دامن امور سلطنت سے ہے سنیے ترقی دن نرہی یعنی بھوانی سنگھ کہ سخت شدید الحکم تھا اور مرد سپاہی پیشہ اوسکے لوح سینہ پر یہ بات منقش تھی کہ ہر مقدمہ مین کارپردازان سلطنت پر سکہ اپنے حکم کا بٹھاتا تھا حکم دیا کہ رسم گاؤکشی کا دور ہو آخرکار اس معاملہ مین قصابون نے یورش کیا کہ پھر بھی ظالم بھوانی سنگھ کی انکی گردنون پر تیغ تیز تھی اور یہ خبر وحشت اثر از روی اخبار سنکر آتش غضب حضرت کی بھی مشتعل ہوئی چونکہ یہ امر باعث ضعف رونق اسلام تھا خون جگر کھاکر کلام سخت و سست زبان پر آ گئے ناچار بھوانی سنگھ مجبور ہوکر بعذر پیش آیا اور اپنے حکم سے باز آیا بلکہ مہاجی سیندھیہ تک یہ معاملہ بواسطہ کاغذ و قلم پہونچا وہ مرد

عاقبت اندیش تھا حسب رضای حضرت اپنے کارپردازان سابق کو عہدون سے معزول کیا اور
انتظام صوبہ داری نواح ملک و امور متعلقات دار الخلافت جنرل پیرون فرانسیس کو تفویض کیا
وجوہات کارگذاران مذکور حال سینہ بسینہ مین قلمبند ہوگی ایک وجہ قوی یہ بھی ظہور مین آئی جب تک فرانسیسان
مذکور اس ضلع مین قدم حکومت رکھین بادشاہ عالم پناہ کو ہمیشہ ہمت عالی فکر قلع وقمع مین مصروف
رہتی تھی اور شکست وبست ملحوظ خاطر حادثہ تازہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ محلدار بیگم ناظر ڈیوڑھیات محل
معلی کی چھٹی نویس تھی اور گوشہ چشم التفات حضرت مین صورت مردم چشم متمکن اور اسکو نواب
منصور خان ابن شاہ ولیخان وزیر احمد شاہ درانی سے سلسلہ ارتباط کا کسی رشتہ قرابت کی ساتھ
مربوط تھا اور یہ منصور خان بوجہ مفسدہ کہ فیمابین وشاہی سلطنت درانی واقع تھا لہذا اوس زمانے مین
وارد دار الخلافت تھا چنانچہ حضرت ظلسبحانی اوس محلدار بیگم کے معرفت جو آمد ورفت خانہ منصور خان
مین رکھتی تھی تحت بیعت فرمائی اور پیمان عہد مستحکم کے بہ محبت نامہ شکایت بہ فلک ناہنجار کی نسبت
اور کیفیت تعدیات مرہٹہ زیب قلم فرماکر خدمت شاہ کابل مین ارسال کیا اور خواستگار فوج و مدد کے
ہوئے الخلاصہ وہ بھی منصور علیخان کو یا بہ حد رفت تھی لیکن اوس زمانہ مین شاہ زمان ابن احمد شاہ درانی
تخت سلطنت کابل پر جلوس فرما تھا اوس خط کے پہونچتے ہی بہ نیت تسخیر عازم ہندوستان ہوئے
اور فوج دریا موج سمت لاہور پنجاب کے پاس تک پہونچی تھی کہ اودھر ولایت مین بعد رفتن شاہ زمان
آتش فساد برادری مشتعل ہوئی برادر شاہزمان تسلط اپنا اوس ملک مین چاہتے تھے لیکن محمود شاہ
نے جو دیکھا کہ میدان خالی ہے قزلباشان خراسان سے ملکر بہ سبب فرمان روائی کو جولان کیا آخر
مجبور ہوکر شاہزمان نے عالم دو دلی مین بھاگ کو اوس آتش شعلہ زن کے عنان عزیمت اوٹھائی
بقول شخصے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ ادھر حضرت ظلسبحانی خط لکھنا [illegible] گل شگفتہ تھے
وہ غنچہ خاطر بستہ کھلا کر سمجھ گئے اس عرصہ مین جنرل پیرون کو مال راو درانی خان وکپتان ڈوبای وغیرہ
سمیت راجواڑہ وغیرہ پر مامور ہوکر دہلی مین پہونچے اور صورت کدورت آئینہ دل بادشاہی مٹائی
نائب اپنے جا بجا مقرر و مامور کئے چنانچہ مار صاحب کو قلعہ دار و محافظ ناکجات وابواب شہر پناہ
دار الخلافت کا بنایا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوا تھوڑے دنون مین اپنی قوت و دلاوری کے
ساتھ تمام ملک حریف اور کوتہ اندیشون سے پاک کیا اور ایسا نقش حکومت کھڑے سے جمایا

کہ انتظام ایسا کبھی نہوا تھا مگر یہ شخص بدرجہ شہوت پرست تھا معاذ اللہ تصریح اوسکی زبان قلم پر
آنا زیب نہین گوشت خرزندان سگ جب انتظام جنرل پیرون بخوبی رونق پذیر ہوا عزم گرفتاری شاہ
نظام الدین و ولتمند بعلت محاسبہ چند سالہ کمر حسبت باندھی چنانچہ اہل قلعہ نے طلب کرنا تنخواہ ایام ماضی کا
بشد و مد شروع کیا شاہ نظام الدین نے یہ بلا اپنی پیرون صاحب پٹالی پیرون صاحب نے
کہا کہ اگر شاہ نظام الدین میرے سپرد کیا جاوے تو بیشک تنخواہ ایام گذشتہ میرے تعلق ہے
بہرحال طلبی شاہ نظام الدین ظہور مین آئی اوسنے آنیمین تامل کیا لامحالہ ابو ظفر بخت بہادر ولیعہد
بہادر کو حکم ہوا کہ چند پلٹن ہمراہی پیرون صاحب کی لیکر شاہ جی کو گرفتار کر کے حاضر کرو چنانچہ ستار خان
صوبہ دار کمپنی نے اوسکو گرفتار لاکر پیرون صاحب کو حوالہ کیا ایک مدت وہ بدکردار محبس نصیب
رہا مگر صورت انتظام مداخل مخارج تنخواہ اہل قلعہ اس مرتبہ جلوہ پذیر ہوئی کہ نواب شاہنواز خان
وجہ مقرری خزانچی پیرون صاحب سے بلا تکلف لیکر ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا اور صاحب ممدوح نے
بھی اپنی خوش کرداری کی وجہ سرمایہ معقول بہم پہونچایا اور تاحیات مہاجی دم اطاعت بھرا آخر
جب مہاجی سیندہیہ کے قصر حیات مین دزد اجل نے نقب لگائی اوسکو مدمقابل دولت اوسیندہیہ تصور کرتا تھا

بیان کپتان جنہار

مسٹر جنہار نام قوم فرنگ بلند بالا خوش شمر و شجاعت شعار صاحب تدبیر و مسن ابتدا مین رفیق شمرو صاحب
تھا جب شمرو صاحب نے دریا سے ہستی سے کنارہ کیا بیگم شمرو و جنہار مذکور مین تفرقہ پڑا مرد شجاعت پیشہ تھا
ایک ہزار سپاہی جو دم رفاقت بھرتے تھے ہمراہ اوسکے ہوئے سو جہ کپتان اوس پلٹن کا مشہور
تھا خلاصہ پہلے قدم جرأت ملک ہریانہ مین رکھا اوس زمانے مین قلعہ حسن گڈہ نقالون کے قبضہ مین تھا
مسٹر جنہار نے اوسکو محاصرہ کیا جب دیکھا کہ نواح و مضافات اوسکی قلعہ کے ایسے نہین کہ قلیل دنمیں
محصور ہو ایکدن قلعہ کے آنے جانے والون کے ساتھہ چالاکی و دلاوری سے اندر قلعہ ہو چکے
جوہر شمشیر روان دکھائے ناچار وہ نقال پریشان حال تیغ سیاست کے چورنگ ہوئے ناچار
لاکھہ دو لاکھہ روپیہ بہری کے طریق یکجا کرکے مسٹر جنہار کو دیئے اور عمل و دخل بھی اوسکا بخوبی
قلعہ مین ہوگیا اب جنہار نے اتھہ پاؤن نکالے فوج زیادہ بڑھائی گولہ بارود سامان حرب و ضرب کا

آراستہ و مہیا کیا اور اس مقام کا چنار گڈہ نام رکھا طرح بود و باش ڈال ادھر اودھر نکل کر لوٹ مار کرنا شروع کی ناگاہ اوس زمانہ قریب مین جمعیت ملکیہ فقیرون کی جیپور و اودیپور کو چھتر تیرتھ کی طرف نہانے کو جاتی تھی اور یہ بات گوش زد ہو رہی تھی کہ یہ قوم صاحب دولت ہوتی ہے غرض اونکو فریب و دلاسا کے ساتھہ تواضع و ضیافت کی امید پر بظاہر عجز و نیاز سمیت موعود کیا اور سیکڑون من میدہ گھی شکر دودہ لازمہ کھانے پینے کا یکجا کیا جب جملہ طعام خوشگوار پوری مٹھائی حلوہ وغیرہ سب تیار ہو چکا افیون و بنگ سامان نشہ و سرور مہیا کیا اور قلعہ کے اندر مکان فرش وغیرہ سے آراستہ کیا پھر اون آفت نصیبون کو طلب کیا اور وہ دام تذویر دانائی و اطاعت کے ساتھہ بچھا کر ہتھیار اونکے شمشیر و بندوق وغیرہ جملہ دم دروازہ قلعہ لینا شروع کیا یعنی جو گروہ اونکا آتا تھا کارپردازان قلعہ اوسکو باستقبال تمام لاتے تھے اور دروازہ قلعہ پہ اس حیلہ سے کہ ہتھیار کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہین اسلحہ اونکے لیتا تھا اور نشانی اونکے نام کی لاکھہ پہ چسپیدہ کرتا تھا کہ وقت معاودت خلجان و تلاش شناخت مین نہو غرض جب وہ پانچ چھہ ہزار فقیر امیر صورت جمع ہوئے افیون و بنگ و گانجہ اون بلا نوشون نے بکثرت تمام زہر مار کیا اور نشہ نے پردے غفلت کے آنکھون پہ ڈالے بڑہ بڑہکر ہاتھہ مٹھائیون پہ مارنے شروع کیے جب خوب شکم سیر ہوئے اور ہوش و حواس ہرن و نشہ شیر دوپہر رات گذری تھی کہ دو پلٹنون نے حسب اشارہ مسٹر جنیار آکر اون سب بیچارونکو توپ و تفنگ دھر لیا ناچار بیکسی مین کہ چھری تک پاس نہ تھی محصور ہوئے اور حفاظت متاع جان کے واسطے ہمیانیان زر سرخ کی شکستہ کمرون سے نکال کر نذر کین اور ہتھیار کے خواستگار ہوئے جنیار نے کہا کہ فقیر ونکو زر نقد و شمشیر و بندوق سے کیا کام اب بآرام تمام بلااندیشہ مانگتے کھاتے اپنی تیرتھہ پر ڈبل قدم چلے جاو وہ فقیر اس امر کو بھی غنیمت سمجھے القصہ مسٹر جنیار نے لاکھہ اشرفی سے زیادہ اس معرکہ مین یکشت پائین دولت سے مالامال ہوگیا فوج کو ترقی دی تنخواہین بڑھائین چار پلٹنون کی نوبت چھہ کی آئی اور تمام شہر و ملک و دہات ملک ہریانہ پہ عمل اپنا جمایا اور عنان عزیمت جانب کشورستانی اوٹھائی ہاتھہ پاؤن نکالے قلعہ سفیدون جو عمل مین صاحب سنگہ سکھہ کے تھا محاصرہ کیا صاحب سنگہ صاحب فوج تھا ساٹھہ ہزار آدمی لیکر بہ سر مقابلہ آیا لیکن بواسطہ شبخون مسٹر جنیار فتح نصیب ہوا تمام و کمال اسباب و اثاثہ کرورون روپیہ کا نقد و جنس بلامحنت ہاتھہ آیا کئی ضرب توپ اور ہزارون

گھوڑے خیمہ وخرگاہ وغیرہ پاکر ثروت تازہ سے مالامال ہوا قوت دوبالا پائی اور پھر دوسری بار قلعہ سفیدون کو محاصرہ کیا ایک درویش صاحب دولت اوس ضلع مین قریب تکیہ زن تھا چنار نے اسکو صاحب سنگہ سے طلب کیا چونکہ یہ وضع خلاف ہمت ومروت تھی اوس فقیر کے عوض بے ششش پنج سات لاکھ روپیہ دیکر چارخانہ بلا سے نکالا یعنی صورت اصلاح ظہور مین لایا پھر چنار نے اوسکو پیام نوکری دیا صاحب سنگہ نے قبول نکیا چنار نے دیکھا کہ اسنے قدم راہ اطاعت سے باہر رکھا تسخیر ملک پر کمر باندھی اور کئی قلعہ جو تصرف مین سکھون کے تھے اونپر اپنا نقش حکومت جمایا آخرکار فوج سیندھیہ وجنرل پیرون ملک ہریانہ مین آیا کئی بار نوبت جنگ ومقابلہ آئی تکمہ سپاہ فرانسیس ہمراہ جنرل مذکور بکثرت تھی تاب مقابلہ نہ لایا ہزیمت نصیب ہوکر خدمت پیرون صاحب مین حاضر ہوکر لشکر لارڈ ولزلی بہادر کے ساتھہ لکھنؤ مین پہونچا تعریف شجاعت وبہادری چنار کی زبان پر چھوٹے بڑے کے جاری تھی

بدست آمدن صوبہ دہلی واکبرآباد صاحبان کمپنی انگریز بہادر

جب ملک دکن مین امرت راؤ اور باجی راؤ کے درمیان بابت پیشوائی نقیض وقوع ہوئی پونہ مین آتش فتنہ وفساد نے سرکشی کی باجی راؤ نے انگریزان کمپنی کو اپنا حامی ومددگار بنایا شرح اسکی حال مرہٹہ مین بترتیب قلم ہوگی القصہ جب انگریز ششش ا ی حصہ ملک کے اقرار وعہد پہ ہمراہ باجی راؤ پونہ سے آئے جسونت راؤ ہولکر اور اکثر سردار قوم مرہٹہ جو باجی راؤ سے عہد وعداوت رکھتی سوا سے اسکے اور رؤسای عالیشان مرہٹہ اس بات سے آزردہ ہوئے اور متفق اللفظ کہ انگریز ہمارے امور خانگی مین کیا واسطہ اسوجہ انگریزی سپاہ وفوج مرہٹہ مین صورت محاربہ بشدت واقع ہوئی جب نوبت دولت راؤ سیندھیہ آئی اوسنے مقام ... مین شکست پاکر صلح طلب کی اور ملک اطراف ہندوستان سے صوبہ شاہجہان آباد واکبرآباد سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف عاید کیا لیکن معلوم تھا کہ جنرل پیرون وغیرہ اوس ملک کو کہ اونکے تصرف وقبضہ مین ہے بدون جنگ ... نہین سکے اور سوا سے اسکے ہولکر بھی رخنہ انداز موجود اسلیے لارڈ کمانڈر انچیف کہ ... سے فوج انگریزی سے مراد ہے اور جنرل لیک صاحب بہادر نامی ہوکر کانپور وفرخ آباد کی طرف سے فوجین آراستہ کرکے قدم جانب دہلی اوٹھایا قصہ مختصر کوشش حضرت

ظلسجانی ایسی صداے انقلاب کی درپردہ مشتاق تھی بقول ع ہر طرف کہ شود کشتہ سو اسلام ست
کمال خرسندی وخوشنودی کے ساتھہ سید رضی خان کوکہ اولاد سید صلابت خان محمد شاہی سادات خان
ذوالفقار جنگ جو اقرباے نواب صاحبہ محل سے کہ صاحب لیاقت وتمیز اور بالفعل گوشہ نشین تھے
اور بسبب آمدورفت لکھنؤ خاندان برہان الملک سے بھی کچھہ سلسلہ قرابت مربوط رکھتے تھے بلاکر خلعت سے سرفراز
فرمایا اور خطاب سیف الدولہ دیکر براہ سفارت لشکر ظفر پیکر لارڈ لیک صاحب بہادر کی طرف روانہ کیا اور
جنرل صاحب نے چوپر چٹھی یعنی بہ مضمون اصلاح مرہٹگان دکن اور فرمان دیدینے ملک کر واسطے
دوسرے شخص کو والی سیندہیہ سے پیرون صاحب کو طلب کیا فرخ آباد کا سکنج مین پہونچکیہ مضمون
کہ ہمارے اور فیما بین سیندہیہ کے اس شرط سے صورت صلح پیدا ہوئی ہے کہ ملک اطراف دہلی
واکبر آباد تمھارے سپرد کرونگا پیرون صاحب کے پاس روانہ کیا یہان پیرون صاحب مقام جہند مین
انگریزون کے ہاتھہ شکست پاچکا تھا چنانچہ اپنے سپہ سالارون مین یہ نقشہ مشورہ جمایا کہ یہ ملک
وسیع ہمتی کس جانفشانی سے کہ بوجہ کاوش مفسدان سراپا خار تھا ایک ہزار گلزار آراستہ کیا ہے
بحرب وضرب حوالہ کرنا شجاعت وسپاہگری سے دور ہے ہر چند فرمان دولت راو سیندہیہ نازل
ہوا القصہ یہ صورت مشورہ قرار دیکر پیرون صاحب نے حضرت ظلسجانی سے تقویت طلب کی اور یہ مضمون
حوالہ قلم کیا کہ حضرت پشت پناہ عالم ہین اگر ارشاد ہو تو سرفروشی کے واسطے جملہ انگلشیہ انگریزون سے
بامداد خزانہ آمادہ جنگ اور پیکار کا ہون حضرت ظلسجانی کی نظر تالیف قلوب دیکھا کہ ابھی انگریز دہلی
سے دور ہین اور یہ مدعی صاحب اقتدار سرفروشی نزدیک بہ صورت مسودہ اوسکا قبول کیا اور
شقہجات وزیر الممالک ونواب نظام علیخان وغیرہ روساے ہند ودکن وراجگان قرب وجوار کے نام
زیب قلم فرمائے کہ ارباب انگلستان ممنون بادولت ہین پیمان وعہد انکا صورت تار عنکبوت شکستہ و
ناتوان لہذا وتنخواہان خاندان تیموریہ کا طرح سمیت اسقدر شتہ ہین کہ رافعت اونکی منظور نظر اقدس ہے
ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونا واجب تر اور خلاصہ تحریرات سے ایام گذاری کرنا منظور رکھتا کہ شکستی
جنرل پیرون صاحب ہو سوا اسکا اور کوئی وجہ نہ تھی کس واسطے عظمت وحشمت وکشورستانی شجاعت
شعاری کے ساتھہ انگریز بہادر کی عالم مین شائع تھی کس اجل نصیب کو جان ذرا اپنی دوبھر تھی
کہ ہمت مقابلہ دل کرتے مگر پیرون صاحب اس مضمون سے خوشدل ہوکر تیاری لوازمہ جنگ وجدال مین

ہمہ تن سرگرم ہوا اور اپنی افواج مقامات کوئل و علی گڈھ وغیرہ مین یکجا کی اور کپتان درجون کو ارک
دار الخلافت کا قلعہ دار بنایا اوسی زمانہ مین ایک زلزلہ عظیم شاہجہان آباد اور تمام ہند و دکن مین
نازل ہوا کہ بہت سی بلند عمارتین اور بزرگ مسجدین اور مینار وغیرہ ضائع و منہدم ہوئے اور آسمان
بھی زمین پہ اسقدر بخیل ہوا کہ صورت باران رحمت الٰہی واقع نہوئی اور گرانی غلات نے اطراف
و دیار مین رنگ ارزانی جمایا ہمین ملک دوابہ گنگا اور جمنا سے ستلج و راجواڑہ تک عجب ہنگامہ قیامت
تازہ کا برپا ہوا اسواسطے کہ ہولکر و امیر خان اور پنڈارگان کو سپاہ انگریزی سے سوال جواب تھا چنانچہ
ہولکر سے بھرت پور مین جو پائے پناہ جنگ سخت واقع تھی ذکر اوسکا آیندہ زبان قلم پر آئیگا ان وجوہ سے
راہین اور راستے مفسدون سے خالی نہ تھے اور نواح دہلی مین فرانسیسان ملازم مرہٹہ اور سرداران
انگریزی مین وہ صورت نزاع و نفاق آشکار ہوئی کہ نوبت تفنگ و تیغ پہونچی کوئی ساز و باز انگریزی سے
چاہتا تھا اور کوئی شاکی اور حضرت ظل سبحانی حجت و دلیل مین ایام گذاری فرماتے تھے اور اب تک
قلعہ سے باہر قدم نرکھا تھا کہ مقابلہ افواج قاہرہ انگلشیہ سے سپاہ پیرون صاحب کو پڑا اور صوبات مین
کپتان جنبار مذکور منتظم تھا لیکن کچھ ہو نہ سکا آخر انگلشی سردارون لشکر ہوا اور بہانہ مین لوی صاحب کے
قدم استقلال مستحکم نہ تھے ہوش باختہ راہ فرار لی پیرون صاحب کہ سرجنبار سے معرکہ آرا تھا اوسنے
ہاتھ اس کام سے اوٹھایا اور فوج فرانسیسی جو ملازم ہولکر تھی وہ ازبان سندھیہ سے بسر نزاع آئی
خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اس زمانہ کشمکش مین جو ایک دوسرے سے رنجیدہ تھا جنبار صاحب و پیرون صاحب
نے کہ درجون صاحب سے عداوت رکھتے تھے اسلیے دار الخلافت کو محاصرہ کیا اور دونون طرف سے
گولہ ہائے توپ مینہہ کے مانند برستے تھے چنانچہ برج شرقیہ قلعہ ارک کہ اسد برج نام تھا شکستہ ہوا
اور غنیم ہزیمت پانے پیرون صاحب کی اور اطاعت قبول کرنے اہالیان کمپنی اور لارڈ لیک صاحب بہادر
کی مشتہر ہوئی اسوقت مین لوی صاحب چار پلٹن نجیب کی ہمراہ رکھتا تھا فرط اضطراب سے پریشانی کے
ساتھ تنہا راہ فرار پر کہ باعث سلامتی جان تھی قدم زن ہوا اور حضور اقدس مین پیام دیا کہ سپاہ
جنگ آزمودہ جو میرے ساتھ موجود ہے حضور نوکر فرمائین اور چھہ لاکھ روپیہ نقد مجھے دین کہ
اسوقت مجھے حفاظت خزانہ ہو نہین سکتی اور اگر مدد و معاون میرے ہوتے تو جانفشانی مین بہر صورت حاضر
ہون قاصر نہین نواب شاہنواز خان کہ اوس زمانے مین مدار المہام کارخانہ سلطنت تھا اوسنے تصور کیا

کہ یہ مال سرکار اور آمدنی محالات خالصہ سے ہے بلا تامل حسب سلطانی کے موافق درجون صاحب
کی معرفت قلعہ مین منگواکر داخل خزانہ عامرہ کی مگر صورت ملازمی سپاہ مذکور ظہور مین نہ آئی آخرکار
سپاہی اور افسران پلٹنون کے دینے سے اوس زر نقد کی کہ قبضہ تصرف مین تھا سخت نادم
ہوئے اور دریاے فکر مین غوطہ زن ہوکر راہ جستجوے تلاش معاش پر قدم رکھا جسطرف سر اوٹھایا
حریف بیٹھا ہوا نظر آیا آخر حکیم ابو علیخان کہ فی الجملہ نشہ شراب وہ انکی آنکھون مین اس خیال سے
باقی تھا کہ مین کھانڈے راؤ مرہٹہ کا ملازم ہون اور قرب بکر کیسہ زر سے خالی اوس سپاہ پریشان روزگار کو
اپنی طرف اس تقریر دلاویز سے کھینچا کہ ملک خدا وسیع اور تم خواستگار سرداری اور مجھکو بھی بہرصورت
سرپرستی تمھاری منظور نظر مناسب ہے کہ راضی رضاے الٰہی پر ہوکر جوہر شمشیر آبدار دکھائین
القصہ افسرون سے اوس سپاہ گمراہ کے سازوباز اتحاد کے ساتھ پیدا کیا اور آپ افسر اعلے
اوس جماعت کا بنکر طرح خروج ڈالی چنانچہ جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کہ یہ سنکے کہ دتین میجر
ہیرن صاحب پر فتحیاب ہوئے تھے بمقابلہ ان پلٹنون سے ہوا غرض لوی صاحب کی بھاگنے
کے بعد جو لوگ اونکے متفرق اور پریشان ہوئے اطراف بیانہ اور سکاٹو دہین جاکے ہنگامہ آرائی
شروع کی اور زمینداران مواضع ہمیشہ ہنگامہ جو اور انقلاب طلب رہتے تھے یہ اونکو خوان یغما
سمجھکر رنگ غارتگری اوس کمپنو مین جمایا لطیفہ تازہ یہ ہے کہ جسوقت جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر
اور پیالن لوی صاحب مین قریب دار الخلافت محاربہ پیش آیا اہل شاہجہان آباد نے صف آرائیان
افواج انگریز بہادر کی آنکھون سے بے پردہ نہ دیکھی تھی اور صداے توپ و تفنگ سپاہ رستم
شعار ولایتی کانون سے نہ سنی تھی فقط آراستگی قواعد و بہادری کمپنوہاے لوی صاحب پر تفاخر
نازش اور اعتماد رکھتے تھے کہ بلاشک عروس فتح سے ہم آغوش ہونگے ہزار کانون سے اس
اخبار فرخندہ آثار کے مشتاق تھے خصوصاً محمد خان کروڑی ہنگامیان شتابی کی اپنے دوستونکی
نہ ہمار کرنیکو کہ اوس کمپنو مین تھی روانہ کئین اور آپ بھی اوس کمپنو مین شامل ہونے کے واسطے
سواری آمادہ بیٹھا تھا کہ خبر برعکس گوش زد ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک مقابلہ انگریز مین تمام سپاہ
لوی صاحب بنات النعش کی صورت پریشان و متفرق ہوئی اور ہنگامیان شتابی کی اون تلنگونکو
نصیب نہوئین کھتائی مین پڑین ایسی چپاتین خلاصہ یہ تھے بیچ سخت خجالت اوٹھائی اور اوس کو کمینہ

تین روز برابر دروازے شہرپناہ کے دیدۂ عاشقان مہجور کے مانند کھلے رہے کوئی کسیکا پرسان حال نتھا یعنی باپ بھی لڑکے تک پہونچ نہ سکتا تھا القصہ یہ خبر وحشت اثر جون صاحب قلعدار نے سنکر وہ لاکھہ روپے بابت لوٹ ... صاحب مذکور ملازمان سلطانی کو سونپ دیئے وکم جراتی شاہزادگان وتباہی کمپنو مذکو کیف حسرت ملتا ہوا رات کے وقت کافور ہوا ــ

آنا لارڈ لیک بہادر کا دہلی مین

جب سیف الدولہ سید رضی خان سفیر بادشاہ مقامات کاسگنج مین کہ لشکر جنرل لارڈ لیک بہادر وہان خیمہ زن تھا پہونچا اور جنرل موصوف نے محبت نامہ سلطانی پایا کمال بشاشت وشادمانی کر ساتھہ کلام دلاویز محبت واتحاد کے زبان پر آئے اور مسٹر کیمل بہادر کو کہ سردار ذی اقتدار اور مقرب خاص لارڈ صاحب بہادر کا تھا اونکو اپنے طرف سے سفیر قرار دیکر اظہار ملازمت بادشاہ کمال ذوق شوق کے ساتھہ کہ عنقریب نخل تمنا بارور ہوتا ہے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا اور سید رضی خان کو اپنے پاس لشکر مین رکھا اور اودھر حضرت ظل سبحانی نے بھی علم وآداب اوس سردار صاحب اختیار کا دیکھکر کمال رضامندی سے مخلع فرمایا اور اپنے پاس جای قیام دی القصہ جب لشکر جنرل لارڈ لیک بہادر قریب دار الخلافت پہونچا شاہزادہ مرزا ولیعہد بہادر شاہ توازخان ہمیت براہ استقبال جاکر صاحب ممدوح کو باعزاز واکرام تمام لائے چنانچہ جنرل موصوف نے ولایتی تحفے طرح طرح کے بے بہا اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ پیشکش کیے اونکا م حصول دولت ملازمت بادشاہ نے ذو الفقار الدولہ خطاب اور بارہ پارچہ کا خلعت سپر وشمشیر وجواہرات وغیرہ عنایت کیا لیکن اکثر مہمات ہنوز ناتمام تھے اونکی ضرورت سے ٹھہرنا ایک ساعت کا عرصہ قیامت سے زیادہ تھا بعد حصول نقد رخصت راہ منزل مقصود پر قدم زن ہوے القصہ جسوقت جیور جٹھی مہری ودستخطی دولت راؤ سیندہیہ کی نظر پیرون صاحب مین گذری اور تکستیں فاش اوٹھائین سوا اسکے اور کوئی عذر متصور نہوا کہ تنخواہ چند سالہ سپاہ جو تین کرور روپیہ سے کم نہین مجکو دینا ہی اور بدون ادا سے تنخواہ مذکور صورت جان بری دشوار ہرکیف زر مذکور سرکار کمپنی سے لیکر لا امال جانب ولایت روانہ ہوا اور ملک الالیان کمپنی کے ہاتھہ آیا اور لارڈ لیک بہادر نے جانب اکبرآباد

نصفت فرائی غورسن صاحب قلعہ دار نی بھی کچھ دنون ہاتھ پاؤن بیفائدہ مارے آخر یہ شرط
حفاظت جان وآبرو قلعہ اکبرآباد اہالیان کمپنی انگریز بہادر کو تفویض کیا اور اکثر سرداران فرانسیس
واہل اسلام وہنود سے جو ہولکر اور سیندہیہ کے ملازم تھے اہالیان انگریزی کی طرف
رجوع لاکر حاضر آئے اور راجو اڑہ نے وکالتاً اور اصالتاً راہ اطاعت پر قدم رکھا چونکہ مہم ہولکر
ناتمام تھی امیرخان اور بیدارہ وغیرہ نے جانب مرادآباد وغیرہ سر فساد وشر اوٹھایا اور ہولکر نے
آپ جانب فرخ آباد بلاد قدیمہ کمپنی مین شورش برپا کی لیکن ہرنا تھ نام چیلہ ہولکر نے لاکھہ
سوار وپیادہ لیکر جمنا کے اوس طرف میدان پٹپر گنج مین دارالخلافت سے کوس بھر پر پہونچا
مگر کشتیان قبضہ سپہر بجز بادشاہی مین تھین صورت عبور بند تھی اوسی جگہہ سے توپین سر کرنا
شروع کین اور کسیقدر فوج اوسکی کسی جگہہ دریا پایاب پاگئی یا کوئی کشتی ہاتھہ آگئی ڈوبتے بہتے
دریا کے پار پہونچی مگر کرنیل اختر لونی نے کمال ہوشیاری کے ساتھہ شکست وریخت فصیل
شہرپناہ کو بنا کر جابجا توپین نصب کردی تھین کہ فوج ہولکر داخل شہر نہو سکی ناچار باغ نظام الدین
کوٹہ پاشاہ مین کہ بہتر بہشت شداد سے تھا پناہ لیکر توپین مارنا شروع کین آتش حرب وضرب
مشتعل ہوئی اور گولی توپ وتفنگ کے پانی کے مانند برسنے لگے صدای ہولناک توپون کی
رعد کی صورت پردے کانون کے اوڑانے لگی تمام رعایاے دارالخلافت عالم پریشانی مین
مبتلا تھی معاذ اللہ حشر تازہ برپا تھا مجال نہ تھی کہ اوس ہنگامہ قیامت خیز مین کوئی سقف خانہ کو
تکل صحن خانہ مین قیام کرے اور جسقدر کرنیل اختر لونی رزیڈنٹ دلداری خلق اللہ کرتا تھا اوتنا ہی
ہراس واضطراب مضاعف ہوتا تھا پر ہر تا تہ نے شجاعت ودلاوری مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہین کیا لیکن عنایت الہی نے کام فرمایا کہ لارڈ لیک صاحب بہادر نے اپنی فوج پیادہ سمیت یہ خبر سنکر
صورت باد صرصر اوچار منزلہ سے پشت حریف پر آگرائی کہ رخ اونکا پھر گیا اور جمعیت غنیم بنات النعش
کی طرح پریشان ہوگئی ہرنا تھہ ہزیمت نصیب نے بھاگنے کے سوا اور راہ نجات نپائی اصطلاحی
ہرنا تھہ یہ تھا کہ اگر حضرت ظلسبحانی ذراعانت مین دریغ فرمایا غارت کرنے مین شہر کے قصور نکرونگا
چونکہ حفاظت شامل حال تھی شہر اور اہل شہر تمام اوس صدمہ جانکاہ سے ہمہ تن محفوظ رہے لیکن باغ
نظام الدین جو رشک گلزار ارم تھا اور عمارات روکش قصر جنان تمام نیست ہوگئے ... لارڈ لیک بہادر

مسمار ہوئی القصہ سنہ ١٢١٨ ہجری تھی کہ دار الخلافت شاہجہان آباد و دار السلطنت اکبر آباد مین عمل کمپنی انگریز بہادر ہوا۔

تقرر پیشکش بادشاہ انجم بارگاہ از جانب اہالیان کمپنی انگریز بہادر

لارڈ لیک بہادر بعد تسخیر ملک دہلی و انقلاع قلاع و مصالحہ ہولکر جب دوسری مرتبہ دار الخلافت مین ملازمت حضرت بادشاہ گیتی پناہ کے واسطے تشریف فرما ہوئے صوفی اللہ یار خان میر توزک نے خلعت مبارکبادی و بشارت و ماہی مراتب وغیرہ سمیت مراتب استقبال ادا کیے اور ولیعہد بہادر شہر سے باہر جاکر بسواری پالکی عزت و احتشام کے ساتھہ مکان علیمردان خان مین کہ یہ کوٹھی رزیڈنسی قرار پائی تھی رونق افروز کیا عہدہ وکالت شاہ نواز خان متعلق میر ممنون کی تھا کہ یہ کچھہ دنون سے لشکر لارڈ صاحب بہادر مین ہمرکاب تھے اور سید رضی خان شہر مین خدمت مین رزیڈنٹ کے فیضیاب چنانچہ اس مرتبہ مقدمہ مداخل مخارج سرکار سلطانی درپیش ہوا اور لارڈ لیک بہادر نے سید رضی خان و میر ممنون و رزیڈنٹ کی معرفت کاغذ اوسکا حساب ماہواری سے طلب کیا اوسوقت مین بھی نظام الدین نے خدمت شاہ نواز خان مین از روی خیر خواہی یہ بات عرض کی تھی کہ جسقدر ہوسکے ہمت اور حوصلہ اجازت دے افزونی مصارف سلطانی بخوبی تمام عمل مین لاؤ اور کاغذ حساب مین بآئین شایستہ درج کرو لیکن اون پست حوصلون نے کاغذ پچاس ہزار روپیہ ماہواری مصارف محل و خانسامانی و قلعداری وغیرہ کہ یہ بھی رقم نظرون مین کثیر تھی لاکر پیش کیا خلاصہ اہالیان کمپنی بہادر گزرنہار یہ گمان قلت خرچ پر نہ تھا بمقتضای قاعدہ دانی و رتبہ شناسی دس ہزار روپیہ اضافہ اوس کاغذ سے تجویز فرماکر ساٹھہ ہزار روپیہ ماہواری مصارف کارخانہ سلطانی و خانسامانی و قلعہ داری وغیرہ کے واسطے مقرر کیا اور دس ہزار روپیہ بہت صرف ولیعہد بہادر تجویز فرمایا اور دو ہزار روپیہ ماہانہ شاہزادہ مرزا جہانگیر یعنی مرزا ایزد بخش کے لیے قرار پایا اور پچیس سو روپیہ مہینہ شاہ نواز خان کے نافذ ہوا چنانچہ اسی حساب کی رو سے شاہزادیون اور شاہزادون کے واسطے جداگانہ رقم مصارف مقرر کی گئی غرض تمام مداخل اسّی ہزار روپیہ ماہواری کہ جملہ دس لاکھہ اور کئی ہزار روپیہ سالانہ ہوا پیشکش بادشاہ جمجاہ مقرر ہوا اور سوای اسکے خرچ لبنت و ہولی و جشن و عیدین کا مستزاد اور دوسری حسن دانشمندی اہالیان کمپنی یہ تھی کہ تمام محاصل اوس صوبہ کا

مصارف

مصارف سلطانی کے نام اپنے کاغذ حساب مین لاکر روانہ کیا کہ رقم توفیر تعمیر شہر و عمارات و فصیل شہر وغیرہ اور تقریبات سلطانی مین جو پیش آئے صرف کیجاے اور تنخواہ عملہ رزیڈنسی اور جو کچھ متعلق اوس ملک کے تھا اور مصارف ضروریہ بادشاہ جملہ اوس کاغذ مین محسوب بعد اوسکے جو عہدنامہ بمہر لارڈ لیک بہادر زیب قلم ہوا ایک نقل دفتر رزیڈنسی مین رہی اور ایک روانہ گورنمنٹ صدر مین ہوئی اور ایک ملاحظہ اقدس بادشاہ دین پناہ کے واسطے آئی ॥

نقل عہدنامہ

دفعہ پہلی جمیع محالات مغرب رویہ دریاے جمن واقع مابین مغرب و شمال موضع قابل پور تک خالصہ شریفہ حضور مین ہوے دفعہ دوسری انتظام محالات مذکور باہتمام صاحب رزیڈنٹ مین رہیگا دفعہ تیسری اطمینان خاطر مبارک کے واسطے متصدی حضور کچہری مین حاضر رہکر بعد دریافت حصول مداخل و مخارج محالات حضور مین عرض کرینگے دفعہ چوتھی دو عدالتین دیوانی و فوجداری مین عملہ مقرر ہوکر فیصلہ مقدمات بحکم شریعت کرینگے دفعہ پانچوین شخص فاضل شرفاے دارالخلافت سے انتظام خدمت عدالتین پر مامور ہونگے دفعہ چھٹی روبکاری قصہ قتل مین عمداً و قصاصاً متعلقہ عدالت فوجداری کو صاحب رزیڈنٹ بہادر حضور اقدس مین گذرانکر اجرا اوسکا حسب الحکم حضور عمل مین لائینگے دفعہ ساتوین محالات خالصہ سے زر تحصیل وصول اگر ہو یا نہو لیکن مبالغ نقد مقررہ پیشکش شاہی ماہ بماہ خزانہ عامرہ سلطانی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر پہونچاینگے کہ تکلیف خادمان حضور کو نہو دفعہ آٹھوین درصورتیکہ محالات مرقومہ سے جو بواسطہ تردد و ترقی حال رعایا اضافہ ہو پیشکش مین بھی موافق حساب اضافہ ہوگا دفعہ نوین بابت مخراجات تقریبات ہفتگانہ جشن عیدین و جلوس سال و نوروز و ماہ رمضان المبارک و ہولی و بسنت کے واسطے دس دس ہزار روپیہ صاحب رزیڈنٹ بہادر حاضر کرینگے دفعہ دسوین جاگیرات مرشدزادہ ولیعہد بہادر و مرزا ایزد بخش واقعہ دوآب حوالہ اہلکاران کمپنی ہوگی دفعہ گیارہوین خرچ سپاہ و سہبندی محالات سرکار کمپنی کے متعلق خالصہ بعد انتظام مذکور اور جاگیرداران قدیم و جدید کو سندین مجدد و دیگر لارڈ لیک بہادر رحلت فرما کلکتہ ہوے پوشیدہ نرہے یہ بہادر ممدوح سردار عالی وقار ارسطوے زمانہ اور بقراط عہد تھا پاس آداب سلطنت بنظر دور اندیشی حد سے زیادہ ملحوظ فرمایا ایک روز صداے معروضہ پاے مبارک سے کتانہ ولایتی

کان ارباب اہتمام دربار شاہی نے کھڑے کیے لیکن صاحب ممدوح نے براہ مرتبہ شناسی بعد
عذر خواہی تمام یہ قانون جاری فرمایا کہ ہرگز کوئی سردار انگریز دربار سلطانی مین موزہ پہنکر پاؤن نہ رکھے
بلکہ صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی لباس جامہ و دستار اختیار فرمائین چنانچہ کچھہ دنون یہ روش جاری رہی
المختصر بعد فیصلہ مقدمات مذکور نواب گورنر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر تشریف فرمائی ولایت ہوئے
جملہ تحائف و نادرات مہمات مذکورہ سے کرتی لباس اپنا کہ بتیس سوراخ گولی سے تفنگ کی صورت اتفاق
زرین شجاعت ملاحظہ ارباب صدر ولایت ساتھہ لیے گئے چونکہ سایہ دامن فضل الٰہی گریبان گیر تھا رشتہ
جامہ حیات پہ داغ نہین آیا فوج پیادہ انکی فوج اسپ سوار مرہٹہ کا پچاس پچاس کوس تک تعاقب
کرتی تھی اور آپ بہ نفس نفیس ہر محاربہ مین رستم و اسفندیار سے بڑھکر شجاعت و دلاوری کے ساتھہ
ہزار دل سے جان عزیز لڑائی خلاصہ جب جناب ممدوح رونق افروز ولایت ہوئے اونکے بعد لارڈ بارلو صاحب
بہادر نے منصب گورنری کو سرفراز فرماکر کاغذ مصارف مہم مرہٹہ جو معائنہ فرمایا معلوم ہوا کہ کچھہ کرور
روپیہ سے کچھہ رقم زاید اس معرکہ مین صرف ہوئی لہذا بجہت رفع خسارہ بعضی قوانین تبدیل فرمائے اور
مسٹر ارچ الدسنتین صاحب کو کہ صاحب اپیل ضلع بریلی کے تھے صاحب قلم عمدہ رزیڈنسی پر
مامور فرمایا غرض ان صورتون کو زیادہ عرصہ گذرا تھا کہ مزاج بندگان اقدس جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا اور ملک عارضہ نے ہاتھہ پاؤن نکالے عمر شریف بھی اسی برس سے زیادہ تجاوز کر چکی
تھی آخر چھٹی رمضان ۱۲۲۱ ہجری شب چہارشنبہ کو صبح حیات شام ممات سے مبدل ہوئی اور
درگاہ قطب الدین بختیار کاکی مین لاشہ مبارک دفن ہوا ان شاہ عالم بہادر کی جانب شاعری طبیعت
موزون تھی اکثر کلام ولا و نیز فارسی اور ہندی بھاکہا مین ارشاد فرمایا ہے آفتاب [illegible] پر نور تھا جملہ ایام
فرمانروائی سینتالیس برس مین حساب مین شمار کی گئین اومین سولہ برس عین سلطنت مین آنکھون سی معذور رہکر

ذکر جلوس مسند میمنت مانوس پادشاہ دین پناہ غریب پرور معدلت گستر
صاحب قرانی ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ غازی و رزیڈنسی مسٹر سیٹن صاحب

یہ بادشاہ گلستان نسب عالیشان سلطانی سے نیند رہوان گل ہی اور بوستان حسب دودمان شاہی
سی چہرہ جوان بلبل فردوس مکانی بادشاہ کے گلشن خاندانی کی بہار اور اگر سلطنت دو دمانیہ
رفیع الدولہ و رفیع الدرجات کہ درمیان محمد فرخ سیر و فردوس آرامگاہ واقع ہوئین اور زبان قلم الی فاہیر

نہین آئین بلکہ حرف ممانعت اس مضمون پر آیا اور حال چند روزہ خروج محمد ابراہیم عبد اللہ خانی و بیدا بخت غلام قادری اگر از روے حساب فرد شمار مین افزون کیا جاے تو اٹھارہ وین چراغ پر نور شبستان سلطنت سے میزان مذکور درست آتی ہے القصہ جب شاہ عالم بہادر نے دار فانی سے ملک جاودانی کو کوچ فرمایا حضار دربار محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی کو خانہ ماتم یعنی محل معلی سے مانند یوسف چاہ غم و اندوہ سے کہ رنج و الم رحلت فردوس منزل سے دریاے حزن و ملال مین غوطہ زن تھے باہر لائے اور گوہر شاہوار مبارک سلطنت و مروارید آبدار بشارت تاج و تخت کو آویزہ صدف گوش مبارک کیا شمہ صفات حضرت ظل سبحانی سے ایک یہ مضمون تازہ زبان قلم پر آتا ہے کہ خاندان تیموریہ مین رسم قدیم تھی کہ جب تک اورنگ نشین حال سینۂ بادشاہ ماضی یعنی مرحوم پر پاؤن نہ رکھے ارکین سلطنت جنازۂ اقدس کو مدفن مین لے نہین جاتے تھے ہرچند اسباب پر اداے رسم قدیمہ مین قدغن شدید ظہور مین آیا لیکن غرض ارکان دولت مقبول نہوئی خلاصہ بعد انفراغ مراسم سوگواری اگرچہ شاہزادہ ایزد بخش معروف مرزا ہیلی بواسطہ سپر و شمشیر جویاے پرخاش ہوا جوہر شجاعت دکھلائے لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے صیقل کلام دلاویز سے اسطرح زنگ کدورت سینۂ پر کینہ شاہزادہ مذکور کا دور کیا کہ تلوار نے اپنے میان مین جگہ پائی بادشاہ فیجاہ دوم اورتخت گورگانی و تاج سلطانی محمد اکبر شاہ سے رونق پذیر ہوے نذرین بیگمات محل کی نظر اقدس مین گذرین اور انعامات لائق سے چھوٹے بڑے کامیاب ہوئے فرمان عالیشان تہنیت اطراف راجواڑہ و ممالک دور و نزدیک روانہ ہوئے اور نذر نواب گورنر جنرل لارڈ مار و صاحب بہادر و نذر نواب وزیر الممالک بہادر یمین الدولہ بہادر بواسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر اور نذر رئیس کبیر حیدرآباد دکن کہ یہ منصب متعلق فولاد جنگ بہادر سے تھا وکیل کی معرفت بذریعہ صاحب موصوف اور نذر عالیجاہ دولت راؤ سیندھیہ نواب محمد میر خان پسر کوریا شاہ کے اشعہ اور نذرین راجگان جیپور و جودھپور کے وکیلون کے ساتھ صاحب رزیڈنٹ کی وجہ نظر اقدس مین گذرین اور جاگیرداران قرب وجوار بذریعہ و بواسطہ صاحب موصوف اور امیران نامدار جو حاضر حضور تھے نزدیک یا دور تھے براہ اطاعت حاضر آئے اور بہت سے سلطانی خلعتون سے متمتع و ممتاز ہوا اور حصول مناصب سر بلند و سرفراز ہوا اسکے صدور تقسیم عہدہ و خطاب و خلعت شاہی جلوہ آرا ہوئی سب سے پہلے بادشاہ مرحوم کو فردوس منزل خطاب فرمایا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو [illegible] جنگ

صوبہ دارشاہجہان آباد واکبرآباد ومدارالمہام مقدمات مالی وملکی دیوان خالصہ بہ خطاب عنایت
ہوا اور نواب شاہنواز خان معین الدولہ مختار ومتمم امور خانگی جزسے کل تک ہوئی اور ہمشیرہ زادہ
انکا امیرالدولہ نوازش خان نام اور سربراہ کار نیابت شاہنواز خان کا ہوا اور عمدہ خانسامانی لطف علیخان
ابن رشیدی بلال خان سے لطف پذیر ہوا اور سید رضی خان سیف الدولہ کو وکالت کچہری رزیڈنٹ
بہادر والا لیان کمپنی قرار پائی اور مرشد زادہ سلیم بخت بہادر کا قلم بخشیگری پہ جاری ہوا اور نیابت
انکی رکن الدولہ رکن الدین خان ابن حاذق الملک حکیم ذکاءالله خان کو نصیب ہوئی اور خدمت
خزانہ عامرہ نجم الدولہ افتخار الملک سید ابوقاسم خان حسام جنگ سے چمکی اور عہدۂ نظارت نواب
عشرت علیخان سے رونق افروز ہوا اور دیوانی موات واہتمام ڈھوڑیات راجگی بہمیت راجہ جیسکھہ رائے
اقبال کو سپرد ہوئی اور دیوانی نظارت وخطاب مرزائی راجہ کدارناتھہ بن شنکرناتھہ پر قرار پائی اور
جواہر خانہ میر علی نقی پسر میر زین العابدین خان کورہ والہ کے نام زد ہوا اور نیابت جواہر خانہ بنھل
جی ہمری کو جو مقیم قدیم تھا ملا اور عہدۂ میر منشی گری میر غالب علیخان کے زیر قلم تھا اور قلعہ داری
ارک شاہزادہ مرزا بابر بخت بہادر کی تفویض ہوئی اور نیابت انکی افتخار الدولہ فیض الدین علیخان
برادر حقیقی نواب قدسیہ والدہ ماجدہ حضرت ظلسبحانی کے پانام ہوئی اور داروغگی دیوان خاص
وخطاب امتیاز الدولہ مرزا حسام الدین حیدر خان کو کہ فرزند مرزا غیاث الدین محمد خان فیض آبادی کے
ووالا دنجف خان کے تھے ہوا اور جاگیرات وعمارات نجف علیخان کے تصرف مین در آئی اور خدمت
عرض بیگی محمد اکرم خان کو نیابت اوسکی انکے فرزند نبی بخش خان نام قوم موات سے تفویض ہوئی
اور میر توزک صوفی الله یار خان ترک کو اور دواخانہ میر علی نقی کو اور تحویلداری محمد نقی کو اور مشرفی
بینی رام کو اور قورخانہ ماہی مراتب مرزا ابیون کو اور سلاح خانہ جلی حیدر علیخان کو اور توپخانہ احسام
وحبشی اعتقاد الدولہ جبار بیگخان کو اور مشرفی کنور سین کو اور سرکاری خانسامانی سادھورام بالی کو
اور باورچیخانہ حمایت الله خان کو اور مشرفی حافظ عبدالرحیم کو اور باورچیخانہ خورد کہ نواب وزیر کی طرف سے
تھا سید ابو محمد کو اور کرکراب خانہ وتوشکخانہ میر نور علیخان کو اور داروغگی خواصون کی شاہ حاجی کو
اور پیشکاری دفترین سادھورام کلان کو اور آثار شریف تحویلداری بہمیت میر عبدالغنی کو اور مشرفی
حافظ نقی اور تحویلداری آبدار خانہ کہ آبحیات خانہ اصطلاح اوسکی تھی عبدالرسول خان کو عہدہ

نظارت کو شامل اور فیلخانہ ذکاء اللہ خان و میر نجف خان کو کہ فوجدار خان خطاب تھا اور مشرفی
اسکی قطب الدین خان و سبحان بیگ مشرف کو اور اصطبل قطب الدین خان کو اور مشرفی کیدار ناتھ کو
اور باورچیخانہ غلام رسول خان منالال کی مشرفی سمیت اور ابتاع خانہ طالب علیخان کو اور منشی محمد امین
کو نام اور دار و غگی آہو خانہ و چیتہ خانہ اور گرگ خانہ و شیر خانہ کی محلدار خان کو اور مشرفی
سبحان بیگ کو اور آبخانہ میر حیدر علی کو اور مشرفی عبد اللہ خان کو اور چودھرات مولی رام کو
اور مال و متاع متوفی تعلق مدار المہامی ملک اور مشرفی اسکی سادھو رام کو اور بھنڈی خانہ
عبد الرسول خان کو اور مشرفی کیدار ناتھ کو بوتات قطب الدولہ کو اور رسوم اوسکی داخل صوبہ
بسیلہ اور نذر و نیاز تفضل حسین خان کو مشرفی کیدار ناتھ کو اور پیشکاری پورنچند کو اور توپخانہ
تفضل حسین خان کو اور مشرفی ہمت سنگہ کے نام نزد ہوئی اور تحویلداری نور علی خان کو اور کلیدداری
محمد عاشوری کو اور پیشکاری توپخانہ بابو رام کو اور مشرفی محمد علیخان اور نیابت پیشکاری سنبھو رام کو
پیشکاری داروغہ خواص کی مہتاب رائے کو اور چوکی نویسی کنور چند کو اور پیشکاری خواجہ سرایان خدمہ
محل عشرت علیخان کے ذیل میں اور مشرفی کیدار ناتھ کو اور ڈولی خانہ دینا مہرا اور عجب سنگہ کے
لڑکے کو اور سکھپیچ خانہ اور رومال خانہ پسر غلام رسول کو اور شمع و چراغ خانہ اسد علیخان کو اور
مشرفی بختاور سنگہ کو اور تحویلداری منور خان کو اور شترخانہ میانخان کو تھرا اوس کی مشرفی
کو ساتھہ اور شتران زنبورک حیدر علی کو بیدان ناتھہ کی مشرفی سمیت اور تحفہ خانہ نبی بخش اور مشرفی
کیدار ناتھہ و چودھری رادھا کرشن کو اور سکھپال خانہ محمد علی کو اور مشرفی عجب سنگہ کو اور فراشخانہ
قلندر بیگ خان کو اور گردھاری لال و ہولاس رائے وجیمنی لال مشرف اور کبوترخانہ محمد بخش کو
خلاصہ اسیطرح اور عہدے کہ تصریح اوسکی اختصار میں طول ہے ہر ایک صاحب استحقاق کو قدیم
و جدید سے تفویض و سپرد ہوئے اور علی قدر مراتب عہدہ و خلعت سے سرفراز ہوا چنانچہ چار سو خلعت
اس تقریبات میں عہدہ داروں کو سوائے اہل محل شمار میں آئے القصہ پہلے دن سے چھ مہینے تک
زمانہ بہ نیک گذرا آخر کار جام حیات شاہنواز خان لبریز ہوا شربت ممات نوش کیا بظاہر یہ شخص جہاندیدہ
اور صاحب دانش تھا لطیفہ ایک دن بندگان حضرت ظل سبحانی بہ ہمراہی نواب ناظم الدولہ رزیڈنٹ سے
خلوت میں ہو دس مشورہ سے کسی امر خاص کے واسطے ہمکنار ہوئے وقت سواری ہودج فیل پہ

خواصی مین جگہہ دی اتفاقاً ناظم الدولہ نے پھر کشا ہنواز خان سے کہا کہ مین آج بواسطہ نیابت جناب خواصی مین حضرت کے تھا اونھون نے جواب دیا کہ یہ امر آپ سے بہت بیجا ظہور مین آیا کسواسطے کہ ہملوگ رات دن کے خدمتگذار ہین مروحہ جنبانی اور چنور برداری عہدہ ہمارا ہے خلوت ہو خواہ جلوت سواری و قیام دونون یکسان ہین نہ وہ خواصی باعث فخر ہے نہ سبب توہین ہم ہون یا مانند ہمارے اور خانہ زاد قدیم ہو مگر آپکو خوشنما نہین کہ امراے عالی مرتبہ مین شمار ہے اور سوای اسکے آج آپنے اوس مقام کو سرفراز کیا کل اگر نواب گورنر جنرل بہادر تشریف لائین پھر وہ کہان رونق افروز ہونگے المختصر کتاب تاریخ مرأت آفتاب نما انھین شاہ نواز خان کی تصنیف سے ہے انکے بعد بھانجہ انکا امیر الدولہ نوازش خان نام کہ طالب اس منصب کا تھا بحکم تقدیر برعکس آئینہ ظہور مین صورت پذیر ہوا کہ بلای محاسبہ مین مبتلا ہو کر طلب ضبطی کے ساتھہ مجبرانہ ہوا خانہ نشین ہوئے اور مدار المہامی کارخانجات سلطانی نجم الدولہ سے چلی لیکن گرماگرمی عنایات نواب ممتاز محل صاحبہ سے بازار راجہ جیسکھہ راے کا گرم ہوا اور تھوڑے عرصہ مین طوطی اوسکی گلشن ثروت کا خوب بولا دولتمندی سے بال میرکا لے کو تھی شاہ نوازی کو رونق دی مگر ستارہ نجم الدولہ اوسی طریق زیر سایہ آفتاب حالات سے فقیر ہو کر چاہا بادشاہ حاجی کا کلکتہ کو بخلاف رای حضرت کا رزیڈنٹ سے مقدمہ تقرر ولیعہدی میں مجبور

گر حالات سے فقیر ہو کر چاہا بادشاہ حاجی کا کلکتہ کو بخلاف رای حضرت کا رزیڈنٹ سے مقدمہ تقرر ولیعہدی مین

بادشاہ گیتی پناہ نے نواب ممتاز محل صاحبہ سے خلوت مین وقت مواصلت پیمان وعہد فرمایا تھا کہ تیرا بطنی فرزند بعہدہ ولیعہدی سے سرفراز ہوگا اور امور سلطنت مین سوای اوسکے دوسرے کو مداخلت نہوگی اس نظر سے چشم بد دور شہزادہ مرزا جہانگیر شاہ کی طرف عین چشم عنایت تھی کوئی ساعت مردم چشم کی صورت نظرون سے جدا نفرماتے تھے لیکن یہ شاہزادہ شوخ چشم و آوارہ مزاج تھا طبیعت عشرت پسند اجلاف دوست تھی اور مرشد زادہ ابو ظفر بہادر خلاف اوسکے چنانچہ حسب وعدہ حضرت نے چاہا کہ منصب ولیعہدی مرزا جہانگیر بہادر کے نام مسلم ہو چونکہ یہ امر خلاف دستور سلاطین و حکم شریعت تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر نے روانہ فرمایا کہ یہ منصب جلیل فرزند بزرگ کو پہونچتا ہے ناچار پانچ ہزار روپیہ وجہ پیشکش ولیعہدی اور دس ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے مصارف مرزا جہانگیر بہادر کے واسطے قرار دیے اور خلعت منصب ولیعہدی سے مرزا ابو ظفر بہادر مخلع ہوئے خلاصہ یہ صورت باعث تکدر آئینہ ضمیر بیگم صاحبہ ہوئی اور راجہ جیسکھہ راے سے اسباب مین مصلحت چاہی اوسنے جواب دیا کہ سوالجواب ولیعہدی بالا بالا نواب گورنر جنرل

بہادر واہل کونسل صدر کلکتہ سے رجوع کرتا ہون چنانچہ شاہ حاجی کو براہ سفارت اس حیلہ کے ساتھہ
کہ اب تک خلعت گورنر بہادر کا نہین گیا لہذا روانہ کیا جاے بغرض خلعت گران بہا و فرمان شاہی
کہ جسمین الفاظ فرزند ارجمند زیب قلم تھے اس امید پر جانب کلکتہ روانہ کیا کہ عہد ولیعہدی مرزا جہانگیر
بہادر کے نام قرار پائے دو لاکھہ روپیہ سے زیادہ سر انجام تحائف مذکورہ مین راجہ جیسکھہ راے کے ہاتھہ
صرف ہوئے القصہ شاہ حاجی علم ولیاقت وشرافت نسب سے محروم تھا تجارت کفش فروشی
مین اوقات بسر کی ایکدن کی نقل ہے کہ حضرت ظل سبحانی دستر خوان پر رونق بخش تھے شیرمال جو
کہ اوسکو اردو مین کلیچہ اور بعضے گاوزبان کہتے تھے طلب فرمائی یہ شاہ حاجی بصدای بلند
بے تکلف یہ لطیفہ زبان پر لایا کہ بچکانہ حاضر کرو چنانچہ لفظ بچکانہ اصطلاح کفش فروشون کی ہے کہ بچون کی
کفش چرمی کو کہتے ہین قصہ مختصر شاہ حاجی اور منشی سیول پرادر بزرگ راجہ جیسکھہ راے دونون شخص
وتحائف مذکور ایک کلکتہ مین پہونچے اور یہ جواب اپنے سوال کا نواب گورنر جنرل بہادر وصاحبان کونسل
سے پایا کہ سوال جواب ایسے مقدمون کا رزیڈنٹ بہادر کی معرفت زیبا ہے تکلیف کرنا تم صاحبون کا اس
مسافت دور دراز مین ضرورت نہ تھا عبث محنت سفر اوٹھائی ناچار وہ دونون صاحب ذلیل مدام
بخت برگشتہ کی صورت پھر آئے مگر یہ تازہ صورت باعث تکدر صاحب رزیڈنٹ بہادر پیش آئی اور دوسرا
گل تازہ باعث غنچگی خاطر عالی کھلا کہ حسب عملدرآمد قدیم بادشاہ حال نے ورثای سلطنت یعنی اولاد
سلاطین ماضی کو حکم نظربندی دیا کہ زنہار قدم قلعہ سے باہر نہ رکھین کہ ہوای تمنای حصول سلطنت سے
آتش فتنہ وفساد بیٹھے بیٹھے بھڑک اوٹھے اور ہاتھہ پاؤن سرکشی کے ساتھہ نکالین لامحالہ اولاد
حضرت فردوس منزل نے یک زبان ہوکر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ ہملوگ ناتوان وزار
اس عملداری سرکار عالی مین اسقدر قوت وقدرت نہین رکھتے کہ بخوف گوشمالی کان ہلائین اور
ہاتھہ گریبان سلطنت کی طرف بڑھائین ہر نوع دامن قباے شاہ آرزو چاک چاک ہے اور
آرزوی حکومت تہ خاک پس دیدہ ودانستہ یہ آنکھین دکھانا اور نظربند فرمانا حضرت کا عین محروم رکھنا
زیارت مقامات متبرکہ نواح دہلی وسیر وتماشای اماکن نامی ومیلہ وغیرہ سے ہے آخرکار یہ مقدمہ
اس صورت پر قرار پایا کہ جملہ وارثان سلطنت یعنی شاہزادی اور بھائی حضرت فردوس منزل کی جملہ
دربار شاہی مین حاضر ہوکر بادشاہ کو سوگند وقسم کے ساتھہ اس امر پر رضامند کرین کہ ہم سب براہ اطاعت

ہمیشہ حاضر دربار وہمرکاب سواری مبارک رہا کرین خلاصہ بلاتکلف راہ آمد ورفت وا ہوئی اور
باب ممانعت مسدود بعد چندسال وہ شاہزادے مطلق العنان ہوئے اکثر شہر سے نکلکر اور ریاستون
کی طرف قدم زن ہوئے اور دست احتیاج عالم محتاجی مین کوتاہ ہمتی سے دراز کیا بہرحال اس
آوارہ گردی اور پریشان نوردی سے وہ گوشہ نشینی ونظربندی باعث بقاء وقار وآبرو تھی غرض
یہ صورت باعث زوال آفتاب سپہر سلطنت واقع ہوئی معاذ اللہ جب ستارہ شرف سے نکلکر برج
نحس کی طرف مائل ہوتا ہے دوست دشمن نظر آتا ہے اور کلام شیرین زہر تلخ زبان آشنا سے
معلوم ہوتا ہے باغبان تقدیر نے دوسرا سبز باغ دکھا کر خار تازہ دیا دوسرا سال جلوسی تھا
کہ حضرت ظل سبحانی برسم سیر وشکار صیدگاہ بیرن منارہ فیروزشاہی کی طرف کہ یہ مقام دلکش وفرحت افزا
تھا جملہ محلات وشاہزادہ سمیت بڑے طمطراق سے عزیمت فرما ہوئے صیادان دام افگن اور قراولان
جادوفن نے اسباب صید افگنی مہیا کیا اور بازداران عنقا شکار اور تیراندازان کماندار ملازم و
غیر ملازم جمع آئے اور جاگیرداران اطراف نے حاضر رکاب نصرت انتساب ہوکر لوازمہ ضیافت و
پیشکش شاہی یکجا کیا اور سرداران انگریزی نے سامان صید افگنی بندوق ہائے ولایتی وغیرہ
بارگاہ شاہی مین گذرانکر عنایات سلطانی سے سرفراز ہوئے غرض اس جلسہ خاص مین کہ جشن قبادی پر
طعنہ زن تھا بیش ہزار سے زیادہ خلق اللہ اس لشکر بادشاہی مین یکجا تھے خلاصہ چند روز بڑی عیش و
طرب مین گذری دن صورت عید تھا اور رات مانند شب برات تھی القصہ آج جس شب کو وقت صبح
عمل مراجعت وداخلہ شہر مین ہوا ناظم الدولہ نے افسران توپخانہ وکمپنی انگریزی کو زیب قلم فرمایا
کہ سلامی داخلہ بادشاہ سکندر جاہ کے واسطے توپین چند کمپنی سمیت دروازہ قلعہ پہ آمادہ رہین حسب
اتفاق اوس روز بوجہ دلچسپی وتماشائے سیر وشکار صورت مراجعت لشکر شاہی ملتوی رہی اور وہ
اسباب سلامی دروازہ قلعہ ارک پر موجود ہوا نواب افتخار الدولہ فیض الدین علیخان نائب قلعہ ارک کو
اولٹی سوجھی اصل مطلب سے کوئی آگاہ نہ تھا دوستی کو عین عداوت سمجھکر بادشاہ کو بواسطہ
عرضداشت اطلاع دی کہ سپاہ انگریزی نے آکر قلعہ شاہی کو محاصرہ کیا اور خانہ زاد دست قدرت
مقابلہ ومحاربہ نہین رکھتا خلاصہ یہ مضمون فتنہ انگیز جسوقت ملاحظہ اقدس مین گذرا طرفہ ہنگامہ ہائے وہوئی گرم
ہوا حضرت بھی حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے ہر ایک ورطہ دریائے حسرت مین غرق آب تھا اور قلزم

اضطراب مین غوطہ زن ہرچند ناظم الدولہ نے بواسطہ نجم الدولہ بادشاہ کو فشاے خاص سے مطلع کیا کہ یہ سامان سلامی حضرت کا ہی خدا نخواستہ اور کوئی مقام اندیشہ وجاے خدشہ نہین لیکن تسکین پریشان خاطرون کی نہوئی اوسیوقت بسرعت تمام صورت رجعت واقع ہوئی یہان بقول حکیم ع اسطرف سب نظر آتا ہے اودھر کچھہ بھی نہین ؛ وہ توپین اور پلٹنین خاص انگریزی سلامی حضرت کے واسطے آئی تھین باقی خیریت آخرکار نتیجہ اس قصور کا یہ رنگ لایا کہ ناظم الدولہ نے بنظر عاقبت اندیشی قرار دیا کہ اب سواری مبارک کا جانا شہر سے باعث فساد ہے فقط درگاہ قطب باعرس وغیرہ مجلس حال و قال تک جانا مضائقہ نہین القصہ جب تیسرا سال جلوسی شروع ہوا اور فراغت پائی جشن شادی جو کتخدائی مرشد زادہ مرزا جہانگیر بہادر دختر مرزا غلام حیدر پسر مرزا ببجو برادر فردوس گاہ محمد شاہ ساتھہ قرار پائی تھی بروے کار آیا چنانچہ یہ شمع شبستان عصمت حسن وجمال وفراست وثروت مین مشہور زمانہ تھی فردوس منزل نے بنظر محبت اوسکو لڑکپن مین نواسی بیگم خطاب دیا تھا و تین لاکھہ روپیہ کو قریب اس تقریب مین صرف ہوئے پانچ سو خلعت ہزار تکلف کے ساتھہ اہل محل و اراکین سلطنت کو چھوٹے سے بڑے تک عنایت ہوئے اور چند ہفتہ یہ بزم جشن عروسی طرح طرح توڑہ بندیون اور تکلفات سے آراستہ رہی اور خوارسن وخوبی سے ناچ رنگ کے ساتھہ پیراستہ راتین شہر کی کثرت روشنی سے شب ماہتاب کی صورت روشن تھین اور بروز روانگی برات قلعہ مبارک سے مکان زیب النسا بیگم عرف بیگم شمرو تک صحن بازار دوکانین چاندنی چوک کی دورویہ آرایش تختہ اے گل ابرق بادلہ زرتار و میناکار سے رشک تختہ گلزار ارم تھین المختصر اوسی زمانہ مین عرضداشت نواب سکندر جاہ بواسطہ وکلاے حیدرآباد دکن بمضمون درخواست خطاب فرزند نظر ہمایون سے گذری ہرچند زیادہ لاکھہ روپیہ سے پیشکش کرتا تھا لیکن حکم قدر شیم اس عنوان سے نافذ ہوا کہ جبتک صلبی نظام علیخان کی نہوجگی یہ معروضہ مقبول نہوگا ـ

احوال وقوع دولتخواہی نجم الدولہ اور رفع فساد شاہزادہ جہانگیر کا اور نظربند ہوکر جانا الہ آباد کو اور تبدیل ہونا خدمتگار

استعفاء انتظام نجم الدولہ کا معاملہ دفتر دیوانی جو بسبب نابینائی حضرت فردوس منزل یکقلم نگاہ خورد ہوا تھا پھر سے نو مرتب ہوا اور منصب بخشی شاہ نوازخان جو مرزا نوازش خان سے برسر دی تھا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر پشت پناہ پچاس ہزار روپیہ نقد پر تصفیہ پایا اور چھہ لاکھہ روپیہ نقد بابت قرضہ

لارڈ صاحب بہادر کچہری رزیڈنٹی سے خزانہ عامرہ سلطانی مین مسترد آیا اب کیفیت مرزا جہانگیر بہادر حرف بحرف قلمبند ہوتی ہے بدروشی اور خلاف وضعی اس شاہزادی کی باعث ملال بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بہادر تھی اور کثرت بادہ خواری نے اسقدر رنگ اپنا جمایا تھا کہ ہر وقت مطالعہ خط ساغر بادۂ گلگون پیش نظر تھا اور حکم قضا شیم بادشاہ ملازمان شاہزادہ پر نافذ کہ رسائی بنت العنب ہونے نپاوے مگر رفقای آوارہ مزاج بطمع زر کثیر در پردہ حاضر کرتے تھے ایکدن آدھی رات کے وقت ایک خواص خاص شاہزادہ دو شیشہ شراب ناب بغل مین پوشیدہ حاضر دروازہ قلعہ ارک ہوا کشکچیان دم دروازہ نے نام مرشدزادہ سنکر دروازہ قلعہ وا کیا اور در پردہ معلوم ہوا کہ کوئی شئی فساد انگیز زیر بغل خواص پوشیدہ ہے گریبان کی طرف ہاتھہ بڑھایا دامنگیر ہوئے خواص نشئہ شراب مین چور تھا اوسنے دونون شیشے شراب کے ہاتھہ سے رکھدیے اور جاکر اس معاملہ کی شاہزادہ کو خبردار کیا یہ شراب شباب مین مخمور تھا اور نشہ بادۂ جہالت مین مدہوش آتش غضب مشتعل ہوئی اوسی گرماگرمی غیظ مین صورت شعلہ اوٹھہ کر سر دست دم دروازہ مکان فیض الدین جمعدار قلعہ دار پہونچا قریب تھا کہ آبرو ہیرا اسکے پانی پھرے لیکن وہ ہوشیار تھا بچا لاکی تمام مانند نشئہ شراب پوشیدہ نظرون سے ہرن ہوا ناچار شاہزادہ صورت بخت برگشتہ پھر کر اپنے خوابگاہ مین آیا جب ساقی سپہر فلک دم صبح ساغر آفتاب لیکر مشرق سے نمودار ہوا قلعدار مذکور نے وہ دونون شیشے شراب کے خدمت صاحب رزیڈنٹ مین کیفیت شبینہ سمیت پہونچائی شاہزادہ ناعاقبت اندیش دشمن عقل یہ خبر سنکر آگ ہوگیا اور لاہوری دروازہ قلعہ مبارک کے جانب کہ آمد و رفت صاحب رزیڈنٹ بہادر اوسیطرف سے جاری تھی معاذ اللہ اور ہی فکر مین آکر مسلح بیٹھہ رہا اور یہ نہ سمجھا کہ فتنہ تازہ اوٹھے گا اور اودھر مرشدزادہ مرزا بابر بخت بہادر کو اطلاع دی کہ اوسنے دہلی دروازہ پر آٹھہ نہ پانچ سو رفیق سپاہی پیشہ فصیل قلعہ پر مامور کیے اور بلا خوف و سواس حکم دیا کہ اگر اسوقت صاحب رزیڈنٹ بہادر دروازہ قلعہ کے اندر قدم رکھین جو شمشیر آبدار دکھاؤ یہان ہونی ہے سو ارتھی ناظم الدولہ مسٹر سٹین صاحب بہادر رزیڈنٹ کہ ہنوز اس شعبدہ سے مطلع نہ تھے حسب عادت براہ سادہ مزاجی پاپیادہ بے تکلف چہتین لاہوری دروازے کے پہونچے یہان مرزا جہانگیر ندامت دانستگی منتظر وقت تھا ہی اور آتش شرارت غضب مشتعل دفعۃً پستول بالنشانہ ان

خوالہ صاحب ممدوح کی لیکن رشتۂ حیات باقی تھا بحکم خدا خیر گذری کہ فقط ٹوپی صاحب موصوف کی زنبور
گولی سے زمین پر آرہی بلائے ناگہانی سے بچ گئی اگرچہ ریاست میں غوطہ زن مردانہ وار چالاکی
قدمی سے کام لیا اور برق کے مانند اوس جگہ سے چپ چپاتے دروازہ مکان اجل سے صحیح وسلامت
باہر آکر اپنی کوٹھی خاص میں پہونچے اور اوسی دم افسران فوج کمپنی کو اطلاع دی ایک ساعت گذری
تھی کہ وہ فوج قہار صورت بلائے آسمانی اوس سرزمین پر نازل ہوئی اور نشانہ توپ پر قلعہ شاہی کو
دھر لیا چند کنگرہ فصیل قلعہ گولوں کے صدمہ سے سرنگون ہوئے بلکہ لاہوری دروازہ توڑ کر قلعہ ارک
کے اندر در آئے حشر زمانہ برپا کیا نجم الدولہ اس سانحہ سے بیخبر تھا دربار شاہی سے پھر کر اپنے دولتخانہ میں
دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ صدائے پر قہر توپوں کی سنکر کان کھڑے کیے کہ دفعتاً ہرکارہ خاص ڈیوڑھی
نے آکر صورت حال ماضی سے خبر دی نجم الدولہ عالم اضطراب میں ہاتھ کھانے سے کھینچکر پیادہ پا کہ وقت
انتظار سواری نہ تھا دہلی دروازہ تک جو مسدود تھا آئے آگے تلنگان کمپنی نے روکا آخر مجبور ہو کر سوای
فیل جانب زیر جھروکہ پہونچے دیکھا کہ حضرت ظل سبحانی برج طلا میں صورت آفتاب عالمتاب افروختہ ہیں
بصدای بلند عرض کی کہ براے خدا دولتخواہ کو اجازت حضوری ہو کہ راہ دروازہ مسدود ہے بادشاہ نے
کھڑکی کی راہ جو زیر برج واقع تھی بلا لیا اور بحسرت تمام ارشاد فرمایا کہ افسوس دوست جانی دشمن
زندگانی ہوئے نجم الدولہ نے ہزار منت وسماجت سے بادشاہ کو باوجود ممانعت اہل محل بسواری ہوادار
ساتھ لیکر پیشتر قدم اوٹھایا یہان اسوقت تک ناظم الدولہ اور کرنیل افسر کمان چھاونی اور سپاہیان
پلٹن انگریزی گورے اور گولیان جو حکم قضا رکھتی تھیں پانی کے مانند برساتے ہوئے دیوانخانہ
خاص تک پہونچے تھے قریب تھا کہ دروازہ محل بر محل توڑ کر بے تکلف اندر ایوان شاہی در آئیں
قصہ مختصر ادھر تو یہ آتش غضب شعلہ زن تھی اور ادھر غارتیون نے توشکخانہ وکچہری خانسامانی
وکرکرابخانہ وغیرہ پر دست غارتگری دراز کیا تھا کہ اس کشمکش میں نجم الدولہ کی آنکھ ناظم الدولہ
دوچار ہوئی دیکھا کہ چہرہ غضبناک حکم شعلہ جوالہ رکھتا ہے بڑھکر ہاتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کا پکڑ لیا
اور کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے دشمن جناب کون ناظم الدولہ بہادر نے ہاتھ اپنا چھوڑا کر فرمایا ع چہ کار سے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ اسوقت جو کچھ زبان نجم الدولہ نے یارسی وہی اصطلاحات لسانی سے
کام کیا کہنا شروع کیا بلکہ نوبت اس کلام کی بھی آئی کہ آج نام غلام قادر پھر زندہ ہوا اور وہی غدر

جہانگیری ظہور میں آئی خلاصہ اسوقت بھی ناظم الدولہ نے اپنی عالی حوصلگی و بلند ہمتی ہاتھ سے نہ دی
پایا کہ اسمیں کرنیل صاحب سے اختلاف میں نہیں ناچار نجم الدولہ نے کرنیل صاحب کی طرف مقابل
ہوکے پیغام زبان پر لائے کہ صاحب نے اسقدر مردانگی و شجاعت سو بیت پر مین کام لایا ہے کون
شخص آپکا مقابل ہے کہ بزور و شور جو مصدر تعدی و جور کا ہو پیش نظر لاوے جب اس گفت و شنود نے
طول کھینچا ناظم الدولہ نے فرمایا کہ جب تک مرزا جہانگیر ہمارے حوالہ نہوگا ہاتھ خونریزی سے نہ رکے گا
اسوقت نجم الدولہ نے اقرار مستحکم کیا کہ مرشدزادہ کو حاضر کرتا ہون القصہ وہ پرشش گولیون کی موقوف
ہوئی اور جسطرح بنا کلام تشفی آمیز کے ساتھ بادشاہ کو سمجھا کر مرشدزادہ جہانگیر کو خدمت صاحب رزیڈنٹ
بہادر میں حاضر کر دیا مگر جو کیفیت مفارقت و مہاجرت شاہزادی سے پدر بزرگوار و مادر مہربان و اہل محل
وغیرہ پر گذری وہ تحریر میں کیونکر قلم روشنائی نمک منہ پر آتا ہے خلاصہ بواسطہ حضرت عیسی علیہ السلام
یہ وعدہ قرار پایا کہ مرشدزادہ کو پھر بر وقت مصلحت بھیجا جائیگا اب وہ کیا گرمی ہنگامہ محشر خیز سرد
ہوئی ناظم الدولہ ہاتھ رومال میں باندھے جناب آلودہ حاضر دربار شاہی ہوئے و قدم حضرت جہان پناہ
پکڑ کر نذر گذرانی رخصت ہوئے اور مرشدزادہ کو مکان مسٹر چالی میں کہ بنگلہ پر تکلف تھا لا کر آرام و راحت
کے ساتھ فروکش کیا اور یہ کیفیت گذشتہ صدر کلکتہ کو لکھی آخر یہ جواب تحریر صاحب رزیڈنٹ بہادر
کلکتہ سے نافذ ہوا کہ چندے شاہزادے کو الہ آباد میں نگاہ رکھنا مناسب کہ تعلیم پذیر ہو بغرض دفع
ہونا اس صورت پر کدورت کا بھی باعث افسردگی خاطر حضرت تھا لیکن عارضہ مجبوری کا علاج کیا
ناچار مرشدزادہ موصوف محل خاص یعنی نواسی بیگم صاحبہ اور چند خواص معتمد اور خواجہ سرای ذی شعور
اور بعضے رفیق کہ چندان بدنام نہ تھے ان سمیت عزت و آبرو کے ساتھ داخل الہ آباد ہوئے اور
قلعہ میں طرح قیام ڈالی وقت قطع منازل ہر روز جس جگہہ خیام عالی مقام شاہزادہ سایہ افگن ہوتی تھی
عمال انگریزی و سرداران قرب و جوار با ہمہ جا ہو کر اپنی خدمات متعلقہ میں کوشش کرتے تھے
القصہ جب شاہزادہ نے قلعہ الہ آباد کو اپنے قیام سے رونق بخشی خواجہ سرای خاص و خواص
سلطانی قلیعہ شاہزادی کے واسطے مامور ہوئے اور نجم الدولہ بھی ہمراہ شاہزادہ الہ آباد میں گئے
غرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بعد روانگی مرشدزادہ چہرہ بیان پر مکرر تقسیم خدمات کی صورت اسکا ہوئی
اور ناگہی صورت سے تبادل ہوئے پہلے عہدہ نامہ شہر پناہ اور متعلقہ مرشدزادگان جو حضرت سلطانی کی خبر

قلمبند ہوا خلاصہ مضمون اوسکا یہ ہے کہ خدمات عمدہ مثل خانسامانی و بخشیگری و قلعداری جو بنام
شہزادون کے ہے اور بذریعہ نیابت خود اوسکی انجام گذاری کرتے ہین اب بطریق شہزادون
اوسمین مداخلت نہ ہے کی دوسری انتظام آمد و رفت ابواب قلعہ کا سردار انگریزی کے متعلق ہوگا
کہ وہ دونون کمپنی کے ساتھ مقیم رہکر بندوبست اپنا قلعہ مین سکے اور جو کچھ مناسب وقت جانے
عمل مین لائے بدون اجازت اوسکے شبانہ روز کوئی آوے جانہ سکے چنانچہ کپتان لکھ فارس نام
اس عہدے پر مامور اور مخلع ہوا اور مکان لاہوری دروازہ کے اوپر سکونت اختیار کی تیسرے فقرہ
شاہزادہ سفلہ فراج و بدنام تھے اخراج اونکا ہوا اور خدمت نیابت بخشیگری رکن الدولہ سے نکل گئی
اور رسالہ سواران ملازم بادشاہی مع عہدہ بخشیگری میر محمود خان کے نام کہ داماد نجف خان تھا
قرار پایا اور شمس الدولہ خطاب ہوا اور علاقہ پٹالن ملازم سلطانی مرزا اشرف بیگخان سے مع خطاب
اشرف الدولہ متعلق ہوا پہلے یہ شخص عہدہ کپتانی پر ملازم سرکار ہو کر تھا اور وجہ اسکے آنے کی لشکر سے
فصل حال امیرخان و ہولکر مین زیب قلم ہوگی اور عہدہ خانسامانی جو پیشتر لطف علیخان ابن شیدی فولاد
کو تھا چنانچہ اس عرصے مین بعد رحلت لطف علیخان یہ خدمت نیابت وزارت کی خدمات عمدہ سی
تھی نجم الدولہ کو الہ آباد سے بلاکر سپرد ہوئی اور خدمت خزانہ بھی جو قدیم سے متعلق انکے تھی مقرر
قرار پائی اور اوسکے شمول صاحب رزیڈنٹ بہادر کی طرف سے نیابت دیوانی خالصہ بھی نامزد تھی
اور خدمت قلعداری فیض الدینخان بدستور بحال رہی اور [illegible] کہ انکے اخراج شہزادون کا
ہوا تھا لیکن [illegible] عمدہ امانت سے منع کیا الغرض بعد رفاقت شاہزادہ جہانگیر باعث کثرت ملال خاطر
بادشاہ تھی اور حصول مدعا خاص کے واسطے [illegible] ناظم الدولہ کی [illegible] لکھین
فرما [illegible] حضرت [illegible] شالی [illegible] خاص اپنے دوش مبارک سے اوٹھا کر
ناظم الدولہ کو اوڑھا دیا اور یہ سخن [illegible] زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ [illegible]
آپکی [illegible] خالص ہے جو امر باعث رونق سلطنت و بہبودی خلق اللہ ہو ظہور مین آئے چشم ما روشن
و دل ما شاد اوسوقت ناظم الدولہ بہادر نے جواب دیا کہ جسوقت حضرت ظل سبحانی نے چند کل امور سلطنت [illegible] تنخواہ کو
تفویض فرمائی ہے جو کچھ مقتضای محبت و شرافت ہی اوسکی بجا لانے مین دقیقہ فروگذاشت نہوگا خلاصہ یہ کہ حسب [illegible]
ناظم الدولہ نواب گورنر جنرل بہادر صاحب [illegible] نے شاہزادہ مرزا جہانگیر کو بہمراہی تمام جانب دار الخلافت

روانہ کیا خلاصہ آنکھیں اوس رشک یعقوب مہجور کے دیدار یوسف ثانی سے روشن و پر نور ہوئین اور
پندرہ ہزار روپیہ ماہواری اضافہ رقم پیشکش مقررہ سلطانی سے افزون ہوکر بارہ لاکھ روپیہ کل سالیانہ
قرار پایا اور جو روپیہ کئی برسون سے جمع تھا خزانہ رزیڈنٹی سے یکمشت آکر خزانہ عامرہ سلطانی مین داخل ہوا
بعد اسکے تمام راجاؤن اور مرہٹہ وغیرہ کے وکیلون بلکہ وکیل حیدرآباد تک حکم صاحب رزیڈنٹ بہادر
اسطرح نافذ ہوا کہ جملہ کاغذات کیفیت پانی جاگیرات و پیشکش قدیم بلا کم و کاست درستی کے ساتھ حاضر کرو
اب نافذ ہونے سے اس حکم کے ارباب دانش کو یقین کامل ہوا کہ عجب نہین جو نقشہ انتظام سلطنت بوضع
قدیم جاری ہو لیکن مشیت الٰہی مین دخل فرشتون کا نہین انسان خاکی کو قدرت کہان جو حسب خواہش
اپنی ظہور مین لائے حسب تقدیر باعث برہمی منصوبہ بالا کا راجہ جیسکہ راے ہوا کہ اوسنے ارکین سلطنت
و نواب ممتاز محل صاحبہ سے بلکہ طبیعت بادشاہ کارپردازی ناظم الدولہ کی طرف سے پھیر دی کہ مداخلت
صاحب رزیڈنٹ بہادر امور خانگی مین اچھی نہین ثمرہ اسکا برا ہے اور جسوقت نجم الدولہ مرزا جہانگیر
بہادر کے ساتھ جانب الہ آباد روانہ ہوئے کارپردازان سلطنت نے حضور اقدس مین یہ فقرہ موزون کیا
کہ امروز نجمی پرواز نمود یعنی جس شخص سے اندیشہ و گمان مفسدہ پردازی تھا وہ خارج ہوا لہذا
طبیعت بادشاہ کھٹکی ہوئی تھی خلاصہ مطلب اب ناظم الدولہ کو یقین ہوا کہ ارشاد بادشاہ قابل اعتماد
و اعتبار نہین مہر خاموشی لب پر لگائی اور انتظام امور سلطنت سے دستکش ہوئے طوطی راجہ
جیسکہ راے بخوبی بولنے لگا اور وہ روپیہ اضافہ جو خزانہ رزیڈنٹی سے داخل خزانہ سلطانی ہوا تھا چاشنی
خورون نے یہ صورت خورد و برد نکالی کہ حضرت ظلسبحانی کہکر حقوق کارپردازان رزیڈنٹی کے نام
زرکثیر خزانہ شاہی سے حاصل کیا غرض پچیس ہزار روپیہ مین اس حساب سے صورت تقسیم واقع ہوئی کہ
پانچ ہزار روپیہ سید رضی خان وکیل رزیڈنٹی کے حصہ مین شمار ہوا اور پانچہزار راجہ جیسکہ راے کو سردست
پہونچا اور پانچہزار روپیہ نواب ناظر عشرت علیخان نے اپنے حصہ کی بابت پایا اور پانچہزار روپیہ بہاری لال
منشی رزیڈنٹی کے حساب مین در آیا اور پانچہزار روپیہ نجم الدولہ کے حصہ مین تھا بقول حافظ ع نہان
کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا یہ اخبار حرف بحرف صاحب رزیڈنٹ بہادر تک پہونچی چنانچہ
بہاری لال منشی نے اوسیوقت حسب الحکم مستعد کیا اور سید رضی خان معتوب عہدہ سفارت و وکالت سے
معزول ہوا کہ سواے دہات جاگیر کہ محاصل چھہ سات ہزار روپیہ سالانہ کی تھی اور سند مجدد دفتر لارڈ لیک کی

پائی تھی پانچ سو روپیہ ماہواری کچہری رزیڈنٹی سے قرار پائی چنانچہ بعد چند سال عزت و آبرو کے
ساتھ دنیا سے گذرا باقی بعلت خیانت وغیرہ اخراج راجہ جیسکھ راے شاہ وردھاک حسب استعفا لاٹ
صاحب رزیڈنٹ بہادر ہوا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد پہنچتی راجہ پیارے لعل پر وانگی پھر آنے کی
ہوئی اور خلعت امانت و نیابت بیگم صاحبہ اسی طریق عنایت ہوا آخر کار بواسطہ بیگم صاحبہ حضرت ظلسبحانی کے
حسب ارشاد راجہ جیسکھ راے و نجم الدولہ مین پیمان و عہد کے ساتھ صورت صفائی ظہور مین آئی اور
کاغذ عہدنامہ پر چار مہرین ثبت ہوئین عشرت علیخان و راجہ سیندہیل و راجہ جیسکھ راے و نجم الدولہ
القصہ اس عرصے مین چھٹا سال جلوس میمنت مانوس سے تھا کہ جزیرۂ جاوہ نام کہ جزائر شرقیہ
ہندوستان سے ہے بزور شمشیر قبضہ تصرف سرکار کمپنی مین آیا اور گورنری وہانکی بنام ناظم الدولہ
حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر قرار پائی اور مسٹر منکلف بہادر پر رزیڈنٹی دار الخلافت مسلم ہوئی چنانچہ
ناظم الدولہ بہادر براہ کلکتہ جزیرہ جاوہ مین رونق بخش ہوے اور چند سال وہان رہکر وزارت عمدۂ لوائے منت
کلکتہ پائی پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا قریب جہان گذران سے جانب ملک جاودان کے روانہ ہوے یہ
صاحب بہمہ صفت موصوف و زبان دان فارسی و عربی و انگریزی وغیرہ کے تھے شراب و گوشت خوک سے
پرہیز رہا اور میدان دلاوری و بہادری مین خنجر شجاعت تیز مشہور ہے کہ زمیندار ہریانہ جو تعلقہ ہوانسی
مین سرکش و بغاوت پیشہ تھا مہاجی سیندہیہ و مرزا نجف خان سے کبھی فروتنی نہین کی زر حاصلات
علاقہ دست برداشتہ دیتا تھا اوس آہو خصلت کو ناظم الدولہ بہادر نے تنہا بعزم شکار قلعہ مین
پہونچکر بجرأت تمام گرفتار کیا اور دس ہزار بندوقین اور تلوارین اوسکے گھر سے منگوا کر اوسیم
نور والین اور آہن جوہردار اوسکا صرف آلات قلعہ رانی کیا اور بواسطہ ضمانت استوار قید فرنگ سے
رہائی بخشی القصہ اوسی موسم مین راجہ پیارے لال میر منشی رزیڈنٹی بھی بعارضہ رفع بصارت مبتلا ہو کر
اپنے وطن عظیم آباد کی طرف سدہارے اور مسٹر منکلف بہادر رزیڈنٹ رونق افزاے دار الخلافت
ہوے اور منشی حفیظ الدین خان جو رفیق قدیم و اوستاد صاحب ممدوح تھے میر منشی گری رزیڈنٹی پر
مامور ہوے اور محفوظ علیخان برادر برکت علیخان پیش منشی کرنیل اختر لونی کے تھے سررشتہ دار
کچہری فوجداری بنے خلاصہ نقشہ دوسرا صورت پذیر ہوا کہ نجم الدولہ نے بھی بیمار ہو کر ۱۲۲۷ ہجری مین
جام شہادت اجل زہر بار کیا اور شاہجہان آباد مین دفن ہو کر مزار اونکا تعمیر ہوا اور یہ جگہ انکی فرزند محمد رضا خان

گرم کی یعنے خلعت عمدۂ نجم الدولہ سے اور مسٹر تشکلف بہادر کو حضرت ظلسبحانی نے منتظم الدولہ خلاصہ یار خان خطاب مرحمت فرمایا۔

جانا مرشدزادہ جہانگیر بہادر کا لکھنؤ مین

مرزا جہانگیر بہادر جب الہ آباد سے داخل دار الخلافت ہوئے کچھہ کچھہ اطوار مزاج تبدیل ہوئی تھی مگر اوسیطرح طبیعت عشرت دوست ولا ابالی پسند دختر رز سے گرمجوشیان محبت کی سر دہوئی تھین اور مصارف جا بیجا کی کثرت المختصر راجہ جیسکہ رائے ہر روز بعد برخاست دربار سلطانی ڈیوڑھی تسبیح خانہ یہ کہ خاص ڈیوڑھی بیگم صاحبہ عالیہ کی تھی عرض و معروض معاملات کے واسطے جاتا تھا اور آمد و رفت مرشدزادہ مذکور بھی اوسی دروازہ سے جاری تھی چنانچہ صورت راجہ مذکور مردم دیدہ مرشدزادہ دیکھکر دار کھاتے تھے اور اپنے حصول مطلب کے لیئے نگاہ غضب آلودہ ناوک جانستان کی طرح ڈالتے تھے پس اسنا شیر خونخوار سے ہمیشہ راجہ بزدل کو رہتا تھا اور زہرہ فرط دہشت سے آب آب جسقدر زر نقد شاہزادہ مذکور طلب کرتا تھا راجہ بطور اپنی حفظ جان و حرمت کے واسطے فوراً ارسال کرتا تھا رفتہ رفتہ عورات محل سے جو منظور نظر مرشدزادہ تھین دلجوئیون کے ساتھہ ساز و باز پیدا کیا اور رفیقان مرشدزادہ سے براہ رشوت راہ محبت نکالی کہ وقت بیوقت مبتلاے غضب مرشدزادہ نہوجاے آخر وہ دام تدویر وانے کے ساتھہ بچھایا کہ ہرزن و مرد گویا زبان راجہ بنگیا اور مرشدزادہ کو ترغیب سفر دینا شروع کیا اور تعریفین طرائفان لکھنؤ کی ہزار حسن و خوبی کے ساتھہ بیان کرنی آغاز کین اور جانا مرزا جوان بخت بہادر وغیرہ شاہزادون کا لکھنؤ مین اور بندشین بجا لانا باعزاز تمام نواب وزیر کا او ذہن نشین کیا کچھہ دنون مین سنگ اون تقریر آرائیونکا جمگیا یعنی مرشدزادہ کو آمادہ سفر لکھنؤ کیا اور شگوفہ کھلایا کہ بیگم صاحبہ اور بادشاہ اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بچشم قبول منظور کیا اور چار پانچ لاکھہ روپیہ خزانہ عامرہ سے مصارف سفر کے واسطے برآمد ہوا پچیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے ساز و ہودج ہائے نقرہ و طلا سے آراستہ اور پالکی جواہرنگار اور جملہ سامان سونے چاندی کا نفیس و عمدہ اور خلعت ہا فاخرہ اور جواہرات بے بہا اور خیمہ ہاے فلک فرسا پرتکلف اور نوبت خانہ و شہنچو کی ماہی مراتب اور تمام جلوس سلطانی بڑی شان و عظمت کے ساتھہ جیسا کہ چاہیے ہمراہ رکاب مرشدزادہ ہوا اور پچیس

ماہواری مصارف لشکر قرار پایا امیران نامی وقدیم سے فقط ایک یعقوب علیخان پسر احمد علیخان جو
عمدۂ نیابت حیدر علیخان تیر آتش عمدۂ فرو در آرامگاہ مین گرم رکھتے تھے اور دوسرے میان کالی صاحب
فرزند ارجمند مولانا مولوی قطب الدین ابن مولوی فخر الدین پیر خاندان تیموریہ ہمراہ رکاب مرشدزادہ
تھے اور باقی ہزل فروش خود مطلب اور شرفاے بے حسب گم کردہ نسب اور بازاریان لوطی مشرب کا
ذکر فضول غرض تیئیسوین صفر ۱۲۰۲ ہجری کو وارد دولت مرشدزادہ جانب لکھنؤ روانہ ہوا اب جو معاملہ
پہلی مرتبہ شاہزادہ عالی مقام کو درپیش ہوا یہ تھا عالیجاہ دولت راو سیندھیہ اپنی مرشد شناسی منشرح
ملاقات کو موضع سنکی رام پور نواح فرخ آباد مین آکر مقیم تھا خواستگار دولت ملاقات شاہزادہ ہوا
اور ہواخواہان شاہزادہ بھی نعمت غیر مترقبہ سمجھکر محرک ہوئی بلکہ بواسطہ یعقوب علیخان صورت ملاقات
قرار پائی لیکن سردار انگریز جو مہاراجہ عالیجاہ کے ساتھ تھے اونھون نے اجازت مستقل الارادہ نشینی
بہادر پر منحصر رکھا چنانچہ رزیڈنٹ ممدوح نے جواب مضمون اجازت طلب قلم انداز کیا اور یعقوب علیخان پر
حرف اعتراض آیا اور شاہزادہ نے برعکس تصور کیا کہ یعقوب علیخان مخل ملاقات ہوا اپنے لشکر مین
جگہ نہ دی چنانچہ خان مذکور فرخ آباد سے پھر کر حاضر حضور ہوا میان بھی عرضداشت شاہزادہ کو گزرانتا
ہو چکی تھی راہ نہ پائی خانہ نشین ہوا یہ خیال ذہن نشین شاہزادہ و رفیقان شاہزادہ تھا اور مین
نہ آئی خلاصہ امید قطع منازل سے ذوق افزاے لکھنؤ ہوئے نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر نے
دقیقہ اوسکے عظمت پاسداری مین فروگذاشت نہین کیا بارادہ استقبال چلکے بہ اعزاز و حرمت تمام خواہی
سمجھکر مرشدزادہ کو اپنے ساتھ لائے اور جو خلعت شاہزادہ سے کہ عنایت کیا تھا زیب بدن
فرمایا اور بکمال دلجوئی کے ساتھ پیش آئے کہ مرشدزادہ نے حصہ اپنا بہ دوستی وزیر کی وشوق
میان کالی صاحب کو دیا گوارا کیا دم ہمارا خلاصہ ناپسند یدہ حرکتین اوسیطرح شاہزادہ مین موجود
تھین اور طبیعت مطلق العنان فرط تشنہ شراب مین بادرفتار گھوڑے پر سوار ہوکر تنگ کوچون مین
برق جوالہ کے مانند پھرتے تھے بازاری لوگ اور چلنے والے پامال سم توسن برق رفتار ہوکر
اور طوائف شہر باوجود مسلوک ہونے کے مشتاقی شاہزادہ تھین جس بالزادی کو چاہا بجبر داخل
محل فرمایا اور جس طوائف کو منظور ہوا اپنے نوکر کے ساتھ ہم آغوش کیا اور اس اوضاع نامعقول
کی سواے طرہ یہ تھا کہ درگاہ حضرت عباس مین مخالفت تبرہ کی واسطے جانے کے درخواست کی تھی

القصہ یہ صورتین مخل قیام لکھنؤ ہوئین صاحب رزیڈنٹ بہادر والالیان صدر کو ہرگز پسند نہ ائین
آخرکار دوسری بار شہر لکھنؤ سے کانپور اور کانپور سے الہ آباد کی طرف روانہ کیے گئے اور پھر تا دم
زیست وہان سے صورت مراجعت باوجود تدبیر شاہزادہ وفکر بندگان حضرت ظہور مین نہ آئی اور
اوسی سال پہلے نواب ناظر عشرت علیخان عارضہ لقوہ مین چند مہینے مبتلا ہوکر نشانہ تیر اجل ہوئے
اور منظور علیخان ناظر معتوب کہ سن اوسکا نوے برسون سے تجاوز کر گیا تھا اور عہد نمکحرامی غلام قادر
سے محبوس چالیس ہزار روپیہ پیشکش دینے کے اقرار پر عہدۂ نظارت سے سرفراز ہوکر دو برسون کے
بعد رشتۂ حیات اوسکا تار تار ہوا خیاط اجل نے گریبان لباس زندگی چاک کیا دامن مادر لحد مین
سو یا نصیبہ اقبال علیخان سیدی کا چمکا خلعت نظارت سے مخلع ہوا یہ سیدی آفرین علیخان کے بھانجون سے تھا
اور ندامت اور قدامت سرکار ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بھی حاصل تھی لکھنؤ سے آکر تازہ
نوکر ہوا تھا اور اوسی سال جناب عالیہ متعالیہ نواب قدسیہ والدہ ماجدہ حضرت ظلسبحانی جہان گذران سے
جانب روضہ رضوان سدھارین نواب صاحبہ محل سے رشتہ قرابت مربوط تھا چنانچہ انکے مرنے سے
بھی صورت انتظام محل بعلی خراب ہوئی اور خلاف حضرت فردوس منزل مذہب اثنا عشری کو رونق
دیکر ایام عشرہ محرم مین بادشاہ کو تکلیف لباس سیاہ دی اور خوابگاہ شاہی کو چوبی تخت سے آراستہ کیا
سونے کے پلنگ کو شمہ وبندہ تصور فرماتی تھین بعد انتقال جوار درگاہ حضرت شاہ مردان مین جو باغ
سمیت تعمیر کی تھی دفن کی گئین تجہیز وتکفین وجنازہ اوٹھانے مین حسب وصیت سوا اہل شیعہ
اور کو دخل نہ تھا اور متروکات نواب قدسیہ سے زر نقد اور اینٹین سونے کی کرور روپیہ سے زیادہ
سوا جواہرات تھا کسواسطے کہ یہ جناب وقت سرکہ غلام قادر قلعہ مین تشریف نہ رکھتی تھین حویلی
نواب صاحبہ محل مین قیام تھا اس سرکار کی بدولت پناہ وحفاظت مین رہین اور وہ مال حوضون مین
خزانہ فوارہ کے مانند پوشیدہ رہا انکے بطن مبارک سے ایک حضرت ظلسبحانی اور دوسرے شاہزادہ
سلیمان شکوہ بہادر اور سکندر شکوہ بہادر تھے چنانچہ وقت انتقال قدسیہ یہ دونون شاہزادے
لکھنؤ مین تھے اسلیے حضرت ظلسبحانی نے بنظر و فور عدالت جملہ کوٹھی اور تمام صندوق وغیرہ مین
سربمہر متفصل فرما کر کنجی اوسکی بی بی سید کہ معتمد علیہا کہی جاتی تھی حوالہ فرمائی یہ عورت قوم کشامرہ سے
ہر کاروبار مین دخل یافتہ تھی اور عہدہ مختاری و چٹھی نویسی اسکے متعلق تھا خلاصہ اوس سال حضرت

آپ تنہا وست انداز نہین ہوئے منظور نظر تھا کہ جب وہ دونون بھائی یکجا ہون گے دیکھا جائیگا
اور باغات و دیہات متفرقہ اوس مرحومہ کے بھی داخل نزول نہین فرمائے آمدنی اوسکی اونھین
متعلقون مین صرف ہوتی تھی اور بی بہو نے بدولت نواب قدسیہ سرمایہ لاکھون کا جمع کیا تھا
خلاصہ یہ کہ وہ تین عورتین مقربان خاص بیگم صاحبہ ممدوحہ سے تھین ایک صاحبہ بیگم دوسری عالیہ بیگم
تیسری بی بی بہو چنانچہ بی بہو منظور نظر نواب ممتاز محل کی بھی تھین یہ وجہ زیادہ تر صاحب دولت ہونیکی ہوئی

مدار المہام ہونا امیر الدولہ نوازش خان کا اور نظر بند ہونا راجہ جیسکھ رای کا

جب مرشد زادہ جہانگیر بہادر لکھنؤ سے جاکر الہ آباد مین مسکن پذیر ہوئے لامحالہ پندرہ بیس ہزار
روپیہ ماہواری مصارف شاہزادے کے واسطے حسب الطلب خزانہ عامرہ سے جاتا تھا کچھہ نوکری
بعدہ رقم مذکور مین کچھہ حساب کمی واقع ہوا دو ایک مرتبہ بیگم صاحبہ نے بھی دس بیس ہزار روپیہ اپنے
خزانہ سے روانہ کیے اور خزانچی بھی زر فاضلات کا متقاضی ہوا آخر کار مصارف شاہزادہ مین
قلت بکثرت پیش آئی نوبت شکایت راجہ جیسکھ رای زبان قلم تک پہونچی کہ اسی کوتہ اندیش کے
سبب صورت غربت لکھنؤ نصیب ہوئی تھی اور مشورہ بیگم صاحبہ مین بھی شریک تھا القصہ اس مضمون سے
طبیعت بادشاہ راجہ سے سخت مکدر ہوئی اور صورت سے نفرت تمام بہرحال وہ بیچارہ تیر عزل کا
نشانہ ہوا ایکدن سواری راجہ اندرون قلعہ دم دروازہ دیوان عام تک پہونچی تھی کہ نبی بخش عرض بیگی
نے حکم قضا شیم سلطانی کہ زنہار دربار مین قدم نرکھی گوش گذار کیا ناچار راجہ مذکور صورت بخت برگشتہ راہ سے
پھر گیا اور سلطانی پہرہ دروازہ مکان راجہ پر مامور ہوئے کہ راستہ آمد و رفت مسدود رہے اور اوسی روز
خلعت مدار المہامی و امانت یعنی عہدہ راجہ مذکور کہ مختاری عبارت اوس سے ہے امیر الدولہ مرزا
نوازش خان خواہرزادہ شاہ نوازخان مرحوم کو محمود بخش کبوترباز کی معرفت اس شرط پر سرکار شاہی سے
عنایت ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ نقد بطریق پیشکش حضور اقدس مین حاضر کرونگا اور واصلات
راجہ مذکور بیرے ذمہ ہے اور انتظام امور کہ عمدہ تر فاضلات خزانچی ہے گوارا کیا القصہ محمود بخش
کبوترباز فن کبوتربازی مین یہ بیضا رکھتا تھا ہمیشہ کبوترخانہ سواری وقت روانگی درگاہ خواجہ
قطب الدین و نظام الدین وغیرہ ہمرکاب رکھتا تھا ہرا دل سے جھنڈا ول تک کبوتر تجاوز کرکے
اس سات آٹھہ کوس مین اقوت بال و پر دم بلند داڑھی بھرتے تھے اور چپ و راست سواری نہا

جدا نہیں ہونے تھے اور میدان سواری مین بکشادہ پیشانی گرہ اور بازی اور جنگ کرتے تھے
اور درمیان مکان مسقف محمود بخش چھتری بادلے کی سر پر رکھکر بیٹھتا تھا اور یہ کبوتر اوس
چھتری کے گرد بارہ دری کے اندر باہم بازی اور پرواز کرتے تھے غرض حضرت کو کمال شوق
کبوتر بازی تھا ایک ایک جوڑہ دو دو تین تین سو روپے کا خرید فرماتے تھے اور دم صبح بعد نماز
پہلی حضرت کبوترخانہ مین تشریف لاتے تھے اس وجہ محمود بخش سب سے بیشتر باریاب مجرا
ہوتا تھا اور اکثر عرضداشتین اہل مطالب کی نظر اقدس مین گذرانکر زر نقد حاصل کرتا تھا خلاصہ
جب یہ صورت ظہور مین آئی منتظم الدولہ رزیڈنٹ نے آنا دربار سلطانی کا قطعاً ترک کیا اور حضرت کو
بھی ثابت ہوا کہ سرفرازی مین نوازشخان کی سرعت خوب نہوئی اور نوازشخان پر بھی کیفیت رنجش
صاحب رزیڈنٹ بہادر اظہار ہوئی لامحالہ بنظر مصلحت خانہ نشینی اختیار کی اور حضور اقدس مین
عرض کر بھیجا کہ جب تک صورت اصلاح طرفین ظہور مین نہ آوے گی کارگذاری بندہ بیرونق ہے
نجیبہ کی بیگم صاحبہ ایک طرف اور والا صاحب رزیڈنٹ بہادر مستزاد اور کشیدگی ارباب صحبت طرہ
غرض باوجود خانہ نشینی و تعطل کبھی کبھی حضور اقدس مین راستہ آمد و رفت جاری تھا ان صورتون سے
اب حضرت کو منظور ہوا کہ مدار المہامی سرکار ابد قرار اوس شخص کو زیبا ہے جو راہ و رسم اہالیان
انگریزی و نوشت و خواند کلکتہ سے رکھتا ہو اور قوانین انگریزی سے بھی آگاہ ہونا اوسکا ضرور تر لہذا فرید الدین خان
اس عہدہ جلیلہ سے سرفراز ہوا یہ فرید الدین خان خواجہ زادون سے تھا درویش مشرب ستار شاہی
وضع چنانچہ برادران حقیقی و اقربا اوسکے زمانہ ماضی تک خاکستر بدن پر ملتے تھے اور آگ جلا کر ہندو
جوگیون کے مانند مشغول ریاضت گرم کرتے تھے مگر یہ خان مذکور بذات خود مرد دانشمند تھا سادہ مزاج
منکسر طبع باعلم ایک مدت کلکتہ مین رہکر مدرسہ انگریزی مین باوضاع اہل فرنگ علمون کو تحصیل کیا تھا
اور جوہر شناوت مرزا جعفر وغیرہ اعزہ لکھنؤ سے وقت قیام بوندیل کھنڈ آشکار ہو گئے بلکہ اوس ضلع
مین شامل تحصیلداران ہو کر کسیقدر سرمایہ بھی بہم پہونچایا اوسکے بعد بعض سرداران انگریزی کے
ساتھ ایران مین جا کر دولت آبرو حاصل کی اور دہلی مین آکر بازار تجارت کو رونق دی حویلی و
املاک بیرم خان جو مکان سعدی قلی خان سے بمقام معروفہ مین ملحق تھی بقیمت مول لیکر طرح قیام
ڈالی اور دولتمندی کے ساتھ شہرت پائی اقربا اوسکے خصوص داماد ملازمان بادشاہی سے تھا

اسکی سبب حضرت اقدس تک پہونچکر ذمہ دار اداے فاضلات خزانچی و محاسبہ کارپردازان معزول
و منسوب کا ہو کر خلعت مدار المہامی سے کامیاب ہوا دبیر الدولہ مصلح جنگ خطاب پایا حسب الحکم سلطانی
محاسبہ ستانی راجہ جیسکھہ راے و نوازش خان و خزانچی پر بظاہر مامور ہتا اور عہدہ داران منسوب سے
بھی محاسبہ لینے کے واسطے درپردہ آمادہ وقت روبکاری خزانچی نے تمسک پیش کیا اور کہا مجکو
حساب کتاب سے کیا سروکار جو کچھہ رقم سود مین کفایت منظور ہو حاضر ہون باقی خیریت اور نوازشخان
نے جواب دیا کہ مین نے دو تین مہینے سے زیادہ کام نہین کیا اور نہ کسی کام مین ہاتھہ ڈالا محاسبہ کس چیز کا
دون اور قول راجہ جیسکھہ راے یہ تھا کہ آغاز نوکری سے یوم معزولی تک کوئی کاغذ بے سند و
بے دستخط حضرت اقدس میرے پاس نہین بہرحال محاسبہ سے دامن پاک ہے لیکن بدولت
سرکار عالی زمین سے آسمان تک پہونچا اور سرمایہ ثروت جو کچھہ میرے پاس ہے جسوقت حضرت
دست شفقت سر پر رکھین نثار فرق مبارک کرون کچھہ دریغ نہین اور اگر تاوان کو حکم ہو اوسکو بھی
حاضر ہون مگر ظہور اس امر کا خلاف رسم و قاعدہ و قانون دنیا ہو گا خلاصہ دبیر الدولہ نے ہر چند
ناؤ مین خاک اوڑائی مگر گوہر مطلب ہاتھہ نہ آیا غبن اور خیانت جو کچھہ واقع تھی پائی نہ گئی اور
کاغذ نظارت و تقسیم محل مین تھی کہ اختیار بیگم صاحبہ مین تھی وہان تک رسائی و شنوائی فرشتون کی
کہان آخر مجبور ہو کر حضور مین عرض کی کہ محاسبہ دار حضور اقدس بیگم صاحبہ و راجہ جیسکھہ راے
کے سوا دوسرا نہین ہے کیونکہ پیشتر حضرت کو یہ بات ثابت تھی اب زیادہ تر ثبوت پہونچا غرض بیگم صاحبہ تک
نوبت گفت و شنود آئی بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ حضرت کو جو کچھہ اپنی ذات خاص کے واسطے
مطلوب ہو حاضر ہے مگر اداے فاضلات خزانچی یا اور مصارف کارخانہ بیرونی کے لیے نہین آخرکار
دبیر الدولہ نے دوسری بساط بچھائی یعنی چہارم تنخواہ جملہ ملازمین شاہی کم کر دی جب اس حساب مین
بھی گنجایش نہوئی فی روپیہ ایک آنہ اور افزون کیا اور بارہ مین سال جو تین جشن دو عیدین اور ایک
آغاز سال نو کا مقرر تھے موقوف کیے چنانچہ اس کمی مین اکثر وظیفہ خوارون اور روزینہ دارون
وغیرہ فقیرون پر پانی پڑا اور آگ نے اس ظلم و ستم کی وہ شعلہ زنی شروع کی کہ ہزارون
غریب اور فقیر جلکر سدومری کے ساتھہ دم سواری دبیر الدولہ کو سخن گرم کہنے لگے اور اسیطرح
شاعرون کا بھی قافیہ تنگ ہوا کہ برساختہ مضامین ہجو باعلان تمام موزون کیے اور ہر خورد و بزرگ

زبان طعن وتشنیع وا کی آخر کار یہ صورت پیش آئی کہ دبیر الدولہ جسوقت سوار ہوتا تھا در دولت تک
دریچہ پالکی نہار وانکرتا تھا اطفال بازاری شرارت پیشہ تالیان بجاتے تھے اور ارباب فرہاد نژاد
کام پتھروں سے لیتے تھے ہجوخوان گلی کوچوں مین باواز بلند اشعار ذم سی بھری اور فصاحت سے
خالی پڑھتے تھے اور بعض حضرات دوستان وندیم وغیرہ جو دربار ومحل حضرت تک بر محل پہونچتے
تھے وہ حسب اشارۂ جناب بیگم صاحبہ نقل اوس خرفات کی حرف بحرف کرتے تھے اور ہجو مین
لا کر پڑھتے تھے چند مدت بازار اس اختلاط کا گرم رہا غرض بازار دبیر الدولہ سرد ہوا اور مدار المہامی
کردکوئی امر جو منظور نظر حضرت تھا اوسکی کارپردازی سے ظہور مین نہ آیا مجبور ہوکر برضامندی
صاحب رزیڈنٹ بہادر پھر دوبارہ نوازش خان امیر الدولہ کو خلعت مدار المہامی سی سرفراز
فرمایا خلاصہ اس مرتبہ صورت اصلاح جمیع ملازمان مقرب حضرت بوجہ احسن جلوہ گر ہوئی اور اسطرح
صورت بند وبست مداخل ومخارج وغیرہ عمل مین آئی کہ آمدنی پیشکش ماہ بماہ صرف معمولی ہو
اور انعام بادشاہانہ جو تہیہ ستون اور چاشتہ خوروں کو ہاتھ سے حضرت اقدس کے ملتا ہے وہ
منحصر آمدنی بالائی مثل نذر ونیاز وہدایا وغیرہ پہ رہی اور ادای فاضلات خزانچی آمدنی محالات
کوٹ قاسم وغیرہ سے کنات طیول پر قسمت کیجاے اور مصارف مرشدزادہ مرزا جہانگیر بہادر بنسبت
بیگم صاحبہ قرار دیا جاسے اور پیشکش جرمانہ راجہ جیبکھہ راے پہ قرار پائے اور جب جشن سال کے
واسطے ضرورت خرچ واقع ہو خزانچی سرانجام اوسکا کرے اور اوسی جشن کی نذروں سے زر مذکور
ادا ہو باوصف اس انتظام کے زبان قلم بادشاہ کی جودو بخشش وعطاسی بند نہ تھی ہمیشہ دریاے مواج
کی مانند جاری تھی یہ صورت تسکین عوام الناس پیدا ہوئی دست دعا ہر طرف اوٹھے الغرض اگر تقسیم
نظارت پہ اختیار حاصل ہوتا تو انتظام جمیع مراتب آسان تھا مگر بوجہ پاسداری بیگم صاحبہ مداخلت کرنا
مصلحت سے دور اور دوسرے یہ کہ محال کوٹ قاسم مین عملداری چند اشخاص مثل راجہ تجارہ وعمل
فیروزپور وجاگیر احمد بخش خان وعمل کمپنی وغیرہ کی واقع تھی اس سبب سے آبادی اوس علاقہ کی
جیسا کہ چاہیے ہو نہ سکتی تھی اور مستاجری مین اوس جگہ کی بے انتظامی تھی کہ عزل ونصب
عہدہ داروں کا کیا جاتا تھا اسلیے وہ علاقہ بواسطہ مسٹر فریزر بطریق امانی میر نظام الدین ممنون کو
حوالہ کیا گیا مگر حسب لخواہ یہ تدبیر بھی درستی پذیر نہوئی اب جملہ سوانح جوان بیس برسوں مین گذرے

یہین ایک پہونچا اخبار فتح کوہستان افواج قاہرہ کمپنی کے ساتھہ کہ ذکر اوسکا جداگانہ فصل مین
زیب قلم ہوگا دوسرے فتح ہونا قلعہ ہاتھرس کا اس صورت سے کہ نواح کویل مین قریب بجیگڈھ
ایک ملک مختصر زمینداری مین جاٹون کی تھا شدہی کی وضع پر کہ اکثر کرانہ فروش تمام ہندوستان سے
ملک مغربیہ مین پہنچ کر بیچ لاتے تھے اور اکثر ممالک مغربیہ کی طرف جاتے تھے اور اسیطرح ایک منڈی
مرزاپور مین قریب بنارس واقع ہے کہ شکر وہان کی ملک شرقیہ مین جاتی ہے خلاصہ آمدنی ملک
بوجہ اختصار کم تھی اور محصول سائر بہت عمدہ اس نظر سے راجہ وہان کا تھوڑی فوج کے ساتھہ
بسر کرتا تھا کہ صاحب ثروت اور دولتمند تھا اتفاقاً وارثون مین بابت ریاست نفاق واقع
ہوا بعضی خدمت اہالیان کویل مین مستغاثی آئے لیکن فہمایش سے صورت اصلاح موافق حکم
اہالیان کمپنی پیدا نہوئی آخر میدان محاربہ و منازعہ گرم ہوا اور ناگاہ اوس میدان برج قلعہ ہاتھرس
مین کہ سراپا بارود سے معمور تھا آتش شعلہ زن کہ وجہ کامل معلوم نہوئی بھڑک اوٹھی اور وہ برج
عنقا صفت اوڑگیا افسران سپاہ انگریزی نے معلوم کیا کہ شاید یہ ایک سامان محاربہ کی اوڑی
آخر کا ثابت ہوا کہ برج قلعہ منہدم ہوا اور فتح خداداد نصیب ہوئی المختصر تفریق ریاست ہاتھرس کا
جملہ وارثون پر کی گئی اور اخراج مفسدون کا عمل مین آیا کہ اس فتح کی وجہ رعب اور خوف
اہل بھرت پور پر طاری ہوا اور صاحب افسر فوج جو باعث فتح قلعہ تھا وہ خدمت حضرت ظل سبحانی مین
حاضر ہوکر خلعت اور جواہر اور ہاتھی اور گھوڑا اور ڈھال اور تلوار سے سرفراز ہوا اور [illegible]
جنرل ہوٹ بہادر کمانڈر انچیف تمام سپاہ انگریزی کا جو خطاب لارڈی ممتاز تھا اور بہت با حشمت
سپاہ و چھاونی بعزم بودوباش دارالخلافت مین رونق افزا ہوکر بشرف آستانبوسی مشرف ہوکے
خلعت فاخرہ سے جو لائق صاحبان عالیشان تھا بادشاہ نے کمال عزت و شان کے ساتھہ
عنایت فرمایا اور صاحب عالی مرتبت نے بھی کشتیان پوشاک کی پانچ ارکین دولت کو بقصد ادائے
ریاست مرحمت فرمائین ایک نواب ناظر دوسرے افتخار الدولہ فیض اللہخان بہادر نواب قدسیہ
مرحومہ تیسرے شمس الدولہ بخشی داماد نجف خان چوتھے مدارالمہام پانچوین پسر نجم الدولہ مرحوم
محمد رضا خان نام اور اوسی سال مین عمدۃ الملک الغنی وکلاء کچہری انگریزی بنام نواب [illegible]
کہ اولاد نواب دلیرخان و عبد الحمید خان سے حیلہ سے قتل کیا اور منو لال نام جو اس خدمت پر

مامور تھا عزل نصیب ہوا اور راجہ جیسکھہ راے بھی معزول اور اوسی زمانہ مین تیاری جو تعمیر جدار و
سقف وستون ہاے دیوان خاص کہ عہد حضرت شاہجہان سے اس عہد تک کہ دو سو برسون کا
زمانہ تخمیناً گذرا خراب وخستہ ہوگئے تھے سر نو عمل مین آئی سنگ تراشان فرہاد شعار اور نقاشان
شیرین کار جیپور واکبرآبادی اور جو کچھہ دار الخلافت مین موجود اور ید بیضا رکھتے تھے اونھون نے
حسب الحکم سلطانی جو طلاکاری سنگین ستونون کی خراب ہوگئی تھی اور رنگ شکستہ عقیق کی گلکاری اوڑ گیا تھا
اور تمام گلکاریان پھول پھل پتی برباد تھی دو برس کی مدت مین ہزار عرق ریزی وجانفشانی کے
ساتھہ ترمیم کیا گئی آثار طلاے محلول اون عقیق کی گلکاریون مین صرف ہوا اور اجرت ایک ایک
پھول کی اون درختون سے ستر ستر روپیہ قرار پائی تھی خلاصہ لاجورد اور طلا کئی ہزار روپیہ کا اور
ایک لاکھہ روپیہ کا سونا اور ملمع وغیرہ صرف کیا گیا اور یہ شعر اگر فردوس بر روی زمین ست +
ہمین ست وہمین ست + منجملہ پیشانی پر اوس مکان جنت نشان کے آغا رشید
خوشنویس کے ہاتھہ سے زیب قلم ہے اور حسب اجازت نواب گورنر بہادر بذریعہ ٹھیکہ ڈیڑھ
لاکھہ روپیہ کے قریب تیاری مین بانات کی پردون اور سایبانون اور نقرئی وطلائی چوبون مین صرف
ہوا اور ایک کرسی مطلا اور بجاے تخت کی عوض بلند ورفیع ڈیڑہ گز کی جلوس میمنت مانوس بندگان
عرش آستان کے واسطے آراستہ ہوکر جلوس گیارہوین اور بارہوین سال کا بہ تکلف تمام
ظہور مین آیا اور اوسی عہد مین ایک سردار وزیر رتبہ ملک پیگو حاضر حضور ہوکر مشرف قدمبوس
ہوا اکیس کشتیان طرح طرح اسباب نفیسہ کی اور چند کشتیان تحائف چین کی اور چند دانہ
فادزہر حیوانی اصل اور سکہ ضرب روپیہ واشرفی مضروبہ ملک مذکور پیش کیے اور عطاے خلعت
ششش پارچہ تین رقم جواہر بیت سرفراز ہوا وضع لباس وصورت شریف اوس وزیر کی
خلاف روساے ہند و دکن تھی چہرہ بے ریش وبروت قامت بلند سینہ فراخ زیب جامہ نفیس
اوس پر حکمہ کھچا ہوا قبای دامن دار اور ایک لباس فتوحی نما چار آئینہ کی صورت مخمل سرخ سے
کلابتونی کام کی زیب تن اور کلاہ ہشت گوشہ سر پر فتین مگر شبیہہ برگ درخت انبہ طلائی
نصب اور ایک سوراخ بھی اوس کلاہ مین بقدر گنجایش بیضہ مرغ اور کنارے اوسکے طلاکار
اور دونون شانون کی طرف دو پر مخملی کلابتون کام کی بنی ہوئے اور وہ سکہ مضروبہ جو کشتیون مین

رکھے تھے چہرہ دار تھر ہندی کے برابر ناگری حرفون سے منقش وزن مین چار چار تولے سے
سکہ اشرفی و روپیہ کم نہ تھا اور ترجمہ کرنیوالے لغت پیگو و زبان اردو کی بصورت اہل بنگالہ ہمراہ
تھے وضع اور طور اونکی خالی شان و شوکت سے نہین اور نام خدا نام اوسنا می کا نیوسیو اون شگلار کہتے
تھا اور رسم بادشاہ ملک پیگو حسب استفسار ان لفظون کے ساتھ بیان کیا کہ نام ہمارے بادشاہ کا
چھتان چھپین سکان سکتن مہپدراکی ہے جو زبان زد خاص و عام ہے اور ترجمہ ان لفظون کا وقت سوال
یہ اظہار کیا صاحب دو لاکھ سوار و صاحب کان طلا و صاحب فیلان سفید - غرض یہ صورت شبیہ
غالی عجائب المخلوقات سے نہ تھی چنانچہ مرتضی خان مصور نے کہ بہزاد مانی خطاب تھا حسب الحکم سلطانی
شبیہ اوسکی کھینچکر وقعات سرکار مین داخل کی المختصر سیوز پیر بعد ملازمت بادشاہ دین پناہ سے سیر و
سیاحت کے واسطے جیپور وغیرہ راجواڑہ کی طرف روانہ ہوا اور احکام گورنری سرداران انگریزی
کو نام جو بلاد ہندوستان مین مامور تھے اوسکی تعظیم و توقیر کے واسطے نافذ تھی ذکر اسکا اپنے
مقام پر بہ تصریح زیب قلم ہوگا اور اوسی زمانہ مین جبکہ نہر اور جیسلمیر اور راجواڑہ کی طرفون مین
سیواڑے دھونڈھار تک بلائے قحط سالی نازل لاکھون آدمی عورت و مردان ملکون کے مند شاہپن
آکر کارخانجات سلطانی عمارات اور تعمیرات عمائد و سرداران انگریزی مین مزدورون کی طرح
بسر کی اور جو لوگ اوس زمرہ سے صاحب دولت تھے اونھون نے اکثر شاہجہان آباد وغیرہ
شہرون مین دکانین تجارت کی آراستہ کین اور یہی زمانہ تھا کہ عمارات سلیم گڈہ بلندی فصیل
دیوار پر بنایت عظمت و آبرو کے ساتھ کمال تکلف سے آراستہ ہوئی ایک طرف دریا سے نہر
پنجی اوسکے جاری کیا اور دوسری جانب باغ نہایت شاداب و سرسبز بنایا اسیوجہ سے
سلیم گڈہ کا خطاب نورگڈہ قرار دیا اور اوھین دنون مین راجہ بختاور سنگہ رئیس ریوڑی وفات
پائی ذکر اسکا اپنے جگہہ پر آئیگا چنانچہ ملازم اس سرکار دولتمند اور آبرودار میان مشیت خان
اور رکنون خان وغیرہ کے مانند جو ہزارون روپیہ کے نوکر تھے موقوف ہوکر بارگاہ فلک اشتباہ
مین حاضر اور ملازم ہوئے اور اوسیوقت مین اختیار فتح بلاد کشمیر و ملتان آئندہ کوشش ہوئی
اور شکست نصیب ہونا درانی پٹھانون کا لاہوری سکھون کے ہاتھون اور چشم بد دور نظر بند ہونا
شاہزادہ شجاع الملک ابن تیمور شاہ درانی کا سرکار رنجیت سنگہ مین کہ اوسکو بادشاہ لاہور

کھتا تھا دریافت خلاصہ مضمون بہ تشریح سکھون کے حال مین قلمبند ہوگا اور اوسی ہنگام کا ذکر ہے
کہ سررشتہ اخبار نویسون کی بود و باش کا تمام راجواڑہ مین حسب تجویز منتظم الدولہ رزیڈنٹ بہادر
قرار پایا چنانچہ جا بجا انگریزی اخبار نویس ہندو مسلمان یعنی منشی دیبی داس کہ سابق کچہری کلکٹری
ضلع بریلی کا منشی تھا اور فی الحال چند عرصہ سے یہان امیدوار اور میر نجابت علی وغیرہ روانہ
ہوئے اور اوسی سال انتقال فرمایا وزیر الممالک یمین الدولہ بہادر اور اجلاس کرنا مسند وزارت پر
رفعت الدولہ غازی الدین حیدر خان بہادر فرزند رشید کا مسموع ہوا اور ایک سو ایک اشرفی نذر والا
عرضداشت سمیت نظر ہمایون حضرت ظل سبحانی مین معرفت صاحب رزیڈنٹ گذری مقرون اجابت
ہوئی اور انھین روزون مین اخبار بریلی و بنارس سے کیفیت بلوائے رعایا جہت اجرای ٹکس
واضح ہوئی کہ ابواب جدید ارباب عدالت انگریزی نے رعایائے مذکورین پر بواسطہ قانون تازہ
جاری کیے تھے شرح اس معاملہ کی بھی اپنے مقام سے متعلق ہے

ذکر دولتخواہیون مولف کا کہ بوقت نزول دائرہ دولت نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر وقوع مین آئین

مشیت الٰہی مین فرشتون کو دخل نہین کیا مجال کہ چار کین بقول آتش ع کہ سید ہی
بات کو سمجھین ہمین رشتہ اولٹی ہو اور دیباچہ سال جلوس دوازدہم سے یہ کیفیت بخط سامع قلمبند
ہوئی ہے کہ عرضداشت نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر اس مضمون سے ملاحظہ اقدس بندگان حضرت
مین گذری کہ بارادہ اطراف مغرب ہندوستان کے سیر و تماشا کے واسطے بارہ تاریخ فلان کشتی و
بجرہ کی سواری پر براہ دریائے گنگ روانہ ہوا اور بندگان حضرت کو اطلاع دی غرض اس
مضمون آمد سے تازہ آتش فکر و خیال باطل و وہم کمال اضطراب کے ساتھہ دلون مین
ہر ایک کے مشتعل ہوئی کہ اظہار تاریخ روانگی نواب گورنر جنرل بہادر نے اور یہ کلمات گرمجوشی
اشتیاق ملازمت کسی نقطہ سے مندرج عرضداشت کیے بہرحال یہ معما سمجھنے کے قابل ہی لا محالہ
صاحب رزیڈنٹ بہادر سے جہت حل عقدہ پیچ و خم تہ دار بواسطہ شاہ بازخان سررشتہ تعلق ہوئی
او سفیرون نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت دائرہ دولت اس نواح کے قریب رونق بخش ہوگا احکام والا
تصریح حیثیت نافذ ہون گے ابھی یہ کتابہ اظہار نہین ہو سکتا مگر اسقدر معلوم ہے کہ اگر حضرت ظل سبحانی

التماس نواب گورنر بہادر منظور نظر چشم قبول ہوگا تو بیشک تشریف لانا بہادر ممدوح کا دار الخلافت
مین کئی شرطون کے ساتھہ کہ انکشاف اونکا بروقت ممکن ہی ہوگا خلاصہ ان باتون سی طبیعت
دور اندیش مقربان حضرت مطلب کو پہونچی جواب عرضداشت مذکور اس مضمون سی بعبارت فارسی
قلمبند ہوا۔ کہ نہضت این سمت موجب خوشنودی اابدولت شدہ آن فرزند ارجمند کہ بمراتب پاسداری
وقرائن اعزاز سلطنت سرگروہ امرا اعظم الشان اند یقین کہ بحسب قرائن این دربار کما حقہ خواہند کوشید
وابدولت را کہ مشتاقم بدیدار خود مسرور خواہند گردانید فقط بعد اسکے ظاہر ہوا کہ ملاقات نواب
گورنر بہادر بعد استقبال ومشایعت اس طریق پر منحصر ہے کہ ہم بزمی وبغل گیری ومعانقہ برابری
ونشست کرسی بلوازمہ محبت واتحاد بمیت درمیان مین رہی خلاصہ باوصف زوال ستارہ اقبال
سلطنت عہد امیر تیمور سے اس زمانہ تک کہ تفاوت زمین وآسمان ہے فراج حضرت عرش پر تھا نشست
کرسی خلاف شان وعظمت سلطنت سمجھکر جناب منتظم الدولہ مسٹر مٹکلف بہادر کو بلاکر ارشاد کیا کہ اگر ابدولت
ملاقات نواب گورنر بہادر خلاف قانون وقاعدہ کرین تو کون صورت فائدہ کی ظہور مین آئیگی صاحب ممدوح نے از راہ فکر
ونکتہ فہمی یہ جواب دیا کہ کچھہ فائدہ متصور نہین پہر حضرت نے فرمایا کہ اگر نہ بلاؤن تو کون ضرر متعلق سلطنت ہی چنانچہ پہر صاحب موصوف نے
یہی کلام کیا کہ کچھہ ضرر نہین یہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ جسوقت ملاقات صاحب موصوف سی نہ فائدہ متصور ہے
اور نہ امید ضرر پہر کسواسطے نقد وقار سلطنت ہاتھہ سے رایگان دون آخرکار یہ بات قرار پائی کہ
ایک شمشیر ولایتی حضرت ظلسبحانی کی طرف سے خواجہ فرید الدینخان لیکر منتظم الدولہ کے ساتھہ
دار الخلافت سے روانہ ہوئے اور مقامات مرادآباد مین پہونچکر پیش کی چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر نے
عوض شمشیر مذکور ایک ولایتی بگھی چار گھوڑون کی کہ نہایت نفیس وقیمتی تھی بطریق تحفہ ارسال بارگاہ
سلطنت فرماکر مقامات مرادآباد وغیرہ سے مراجعت فرمائی اور جو عمائد خواجہ مذکور کے ساتھہ گئے تھے
وہ بھی انعام وقیمتی خلعتون سے سرفراز ہوئے مگر صورت مکدر نے آئینہ ضمیر منیر والا مین قیام کیا
لیکن بعد خرابی بصرہ ہمون آتش درکا نسہ شانی ہے سچ ہے اور قول بزرگون کا درست کہ
جسوقت طائر اقبال پر وبال نکال کر دم پرواز بھرتا ہے انسان جو کرتا ہے برعکس کرتا ہی دشمن
دوست اور دوست دشمن نظر آتا ہے القصہ اب تک انتظام امور سلطنت امیر الدولہ نوازش خان کے
ہاتھہ کچھہ ظہور مین نہ آیا پہر خواجہ فرید الدین خان وجیہ الدولہ نے خلعت مدار المہامی بواسطہ ضمانت

رکن الدولہ حاصل کیا اور وہی حرکتین جنکا بیان زیب قلم ہوچکا ہے شروع کین اورعہدۂ رزیڈنٹی سے
منتظم الدولہ بہادر تبدیل ہوکر نظامت چوبیس پرگنہ کی جانب کلکتہ روانہ ہوئی اور عہدۂ خزانہ پرورش علی خان
برادر امیرالدولہ اور عہدۂ خانسامانی سید میر خان برادر محمد میر خان پسر خورد شاہ نظام الدین کے
نام بعد اخذ زر پیشکش عطا ہوا اور محمد رضا خان پسر نجم الدولہ مرحوم مصرعہ رخصت پڑھکر عازم بیت اللہ ہوئے

ذکر تغیر و تبدیل رزیڈنٹی و مختاری رکن الدولہ کا بسبب نیکنامی و دولت خواہی کے بدنام و معزول ہونا مع دیگر سوانح دار الخلافت کے

بعد روانگی منتظم الدولہ عہدہ رزیڈنسی کو جرنیل اختر لونی بہادر نے سرفراز فرمایا چنانچہ اوس زمانے مین درمیان امراے بادشاہی صورت نزاع واقع ہوئی دبیرالدولہ کو اپنی دانشمندی اور کفایت شعاری پر ناز تھا اہل دربار شاہی نظرون مین طفل مکتب تھے اور رکن الدولہ کو سبق کتاب غرور یاد تھا کہ گویا کہ ہی ابجد دبیرالدولہ کا کیقلم مین باعث ہون اور عہدۂ خانسامانی جو سید میر خان کو ملا مین سبب ہوا اور بنظر پرورش عہدہ خزانہ پرورش خان کو سپنے دلایا اور سواے ان باتون کے یہ بھی تصور تھا کہ ہمنے آغوش بیگمات مین پرورش پائی ہے اور عقدہ کشایان جملہ امورات محل کے میرے ناخن تدبیر سے وابستہ مین اور یہ نسخہ بھی پیش تشخیص تھا کہ معالج بندگان حضرت مین ہون اور محل مین محل بے محل اور حضرت ظل سبحانی تک بے تامل رسائی حاصل اور سید میر خان جو پیشکش دیکر عہدۂ خانسامانی پر مسلط ہوا تھا یہ بات ذہن نشین تھی کہ اس عہدہ مین غبن اور خیانت بہت ہے لیکن بعد مداخلت دریافت ہوا کہ جملہ گمان باطل تھا آخر منفعل ہوکر وہ علاقہ اپنے فرزند کے نام کہ ورنہ وہ بھی قلیل تھا مقرر کراکر اب تلاش معاش اور نوکری کی واسطے شہر سے نکلا اور دبیرالدولہ نے رکن الدولہ سے تنگ آکر شکایتین کسی حضور رزیڈنٹ مین شروع کین چونکہ اون دونون باہم صحبت موافق تھی لہذا صاحب ممدوح نے سفارش دبیرالدولہ کئی مرتبہ حضرت جہان پناہ سے کی اور زبان ثنا و صفت سے آشنا چنانچہ تقدیر خلاف تھی یہ تدبیر اور بھی باعث ضرر دبیرالدولہ ہوئی یعنی حضرت اقدس کے ذہن نشین ہوا کہ دبیرالدولہ حمایت انگریز سے

نازان ہے اسکی فکر مین ہوئی اب بدخواہان دبیر الدولہ کو گنجایش شکایت زیادہ ہوئی تجسس خیانت
مین خاک اوڑانی شروع کی اتفاقاً اوس زمانے مین جملہ عمارات محل معلے سے ایک مکان تھا
کہ چھت جسکی تانبے سے تعمیر تھی اور گمان صادق تھا کہ بیشک کچھہ خزانہ اسمین پوشیدہ ہے دبیر الدولہ
نے اس باب مین حضرت سے کہہ سن کر کہدوانے کی اجازت حاصل کی بعد مسماری قلعی اوسکی کھلی کہ
خیال دفینہ باطل تھا اور خواب پریشان ناچار وہ تانبہ دار الضرب مین بھجوا کر مضروب ہوا خلاصہ اس
مقدمے مین خیانت ہزارون روپے کی ذمہ دبیر الدولہ اور نواب محمد میر خان جسکو عہدہ دیوانی
بیگم صاحبہ تفویض تھا ثابت ہوئی غرض جو ارباب اس فعل مین شریک تھے اونکو حکم معطلی نافذ ہوا
اس بیچ مین آکر دبیر الدولہ بھی خانہ نشین ہوئے جب ساغر عمر لبریز ہوا قریب تھا کہ چھلکے جملہ ملک کو اپنا
لڑکون کو تقسیم کر دیا کہ بنا نزاع باقی نہ رہے آخر دار الانتقال سے رحلت کی اب وہ رکن الدولہ جو یکتا
اور مسٹر راس بہادر کہ صاحب قلم تھے جرنیل اختر لونی بہادر کی عوض رزیڈنٹ ہوئے چنانچہ رکن الدولہ
اور رزیڈنس سے صحبت بہت درست تھی خلاف نہ تھا اور درحقیقت رکن الدولہ نے اپنی مدار المہامی
مین اکثر کار نمایان کیے عرضیان چاشت خوارون کی جو حضرت دستخط فرماتے تھے اوسپر بھی یکقلم
حرف آیا اور جملہ کارخانجات بیگم صاحبہ پر مسلط ہوا مصارف بیجا اور بیجا سے محل کے آگاہ تھا ایسا انتظام
کیا کہ تھوڑے دنون مین زر فاضلات خزانچی ادا کیا اور اسباب جلوس سلطنت کو آرایش دی
ہودج ہاے نقرئی اور سازہاے طلائی و مینا کار اور مرصع آلات اور جواہرات جو اسباب شان
و شوکت سلطنت کے واسطے چاہیے مہیا کیا اور ہر روز اسباب عمدہ ہزار پانسو روپیہ کا لا کر حضور اقدس
مین حاضر کرتا تھا چنانچہ ان کارپردازیون سے ہمہ تن حضرت ظلسبحانی کو رضامند اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر سے بھی بنظر دو تنخواہی امور سلطنت و عہدنامہ جو ہمرہی جرنیل لارڈ لیک بہادر وہ سوال جواب معقول
کیا کہ مسٹر راس بہادر نے رپورٹ جانب کلکتہ روانہ کی اور سوا اسکے زبان مبارک سے فرماتی تھی
کہ ہم نہین جانتے کہ کس راہ اور کون حجت سے اہل کونسل عہدنامہ مذکور پر عمل نہین کرتے تنخواہ ضابطہ
ملحوظ مین لاتے ہین غرض یہ زمانہ مدار المہامی رکن الدولہ بڑے آرام و لطف سے گذرا جملہ و البستگان
سلطنت کی بروقت تنخواہ تقسیم ہوتی تھی کسیکو مقام شکایت نہ تھا لیکن بوجہ اس فتح عظیم کے نقش حکومت
بیگم صاحبہ مٹا دیا تھا اور اس درجہ آپکو بلند کھینچا تھا کہ روبرو کسی کے سر فرو نہین لاتا تھا اور ہر ایک

پاس مراتب سے دور آخر کار ارباب غرض اوسکی فکر و تدبیر مین عرق ریزیان کرنے لگے اور یہ صورت پیدا کی کہ ابتدای سلطنت سے مضمون ناموافقت حضرت ظل سبحانی و ولیعہد بہادر سے زبان زد خاص و عام تھا اور دوسرا طرہ اوسپر یہ تھا کہ جسوقت مرزا جہانگیر بہادر زخمی ہوئے تھے اکثر اہل قلعہ کو یہ گمان تھا کہ حسب اشارہ ولیعہد بہادر یہ صورت فساد واقع ہوئی چنانچہ یہ امر اور بھی باعث برہمی مزاج اقدس ہوا تھا اس وجہ مدار المہام پاسداری ولیعہد بہادر سے دور رہتا تھا مگر یہ معاملہ خلاف راے صاحب رزیڈنس تھا ظہور پایا یعنی نارضامند ہو کر مقدمہ کو در بکار فرماتے تھے اس نظر سے رکن الدولہ کو بہ نسبت اور شاہزادون کے اطاعت ولیعہد بہادر منظور نظر تھی لہذا چند غمازون نے ایکدل ہو کر بوضع مختلف بندگان حضرت سے بیان کیا کہ رکن الدولہ ولیعہد بہادر سے ساز و باز رکھتا ہے اور کوئی کاغذ جعلی مہر رکن الدولہ سے خلاف بناکر پیش کیا اور بعض بیگمات بخصوص مسیتی بیگم ساتھہ کہ اوباش اور آوارہ وضع تھی تہمت جو خلاف وضع رکن الدولہ تھی لگائی اور دیانت داری مین طرح طرح کا بٹہ لگایا اور خلل اندازیان کین آخر بیان تک طول کھینچا کہ مقدمہ محالات کوٹ قاسم وغیرہ کا درپیش کیا اور درخواست اضافہ جمع رکن الدولہ پر کسی شخص دولتمند کی لا کر حاضر کی لیکن بمقابلہ رکن الدولہ ٹھہر نہین سکتا تھا ناچار نبی بخش خان عرض بیگی نے کہ بدخواہ رکن الدولہ تھا شاہزادہ سلیم کو روبرو رکھکر جو زر نقد سالیانہ کوٹ قاسم قرار پایا تھا اپنے سرسبزی سخن کی واسطے نقد لا کر حاضر کر دیا القصہ آئینہ ضمیر حضرت قدر قدرت صورت رکن الدولہ سے مکدر ہو چکا تھا اور اب تازہ سر دست زر نقد یکلخت خلاف سابق ملاحظہ فرمایا خیانت حد ثبوت کو پہونچی دامن لطف و عنایت جو جانب رکن الدولہ دراز تھا کوتاہ کیا مخالفت پیدا ہوئی اور اسقدر آزردہ خاطری نے رنگ جمایا کہ اکثر کلمات بخشش زبان مبارک سے خلاف عادت صادر ہونے لگے غرض باعث اغوا و فساد رشد زادہ مرزا سلیم بخت بہادر تھی کہ بعد مرزا جہانگیر بہادر نظر محبت بادشاہ انپر زیادہ تھی جملہ حل و عقد مقدمات امور سلطنت انکی متعلق تھے اب اور سوانح چند جو بروی کار آئے سلسلہ بندی مقدمات کے لیے پیش و پس سے دنون کے مجبور نگار قلم انداز نہین کیا آغاز سے انجام تک مسلسل پہونچایا اگر مہینون اور سنون مین صورت اختلاف واقع ہو تو ارباب تاریخ دوست چشم پوشی فرمائین ایک مقدمہ اور ساتھون سے معاملہ انقلاب لکھنؤ ہے کہ وزیر الممالک رفعت الدولہ غازی الدین حیدر نے بادشاہ بنکر اورنگ شاہی اور تخت جہانبانی

تک اودہ گورنر نقوش مختصی وہین اسکی طلسم لکھنؤ مین مفصل قلمبند ہوگی الختصر بہ اعتبار حشمت شبیر
جو سوہان روح تھی سنکا مزاج بندگان حضرت نہایت رنج و اندوہ مین مبتلا ہوا دو تین دن سریر
سلطنت پر قدم نہین رکھا اور دربار عام موقوف رہا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ حال الشاہی
ز مانہ ایسا ہے کہ بندگان موروثی جادۂ اعتدال و راہ اطاعت بارگاہ سلطانی سے منحرف ہوکر
مصدر ز اعتدالی ہوئے کہ حکومت سلطانی نقش آب کے مانند اونکے سرون سے اوٹھی اور سپہ
بھی سکہ مراد اونکا نہین بیٹھا اب اطلاق لفظ بادشاہی کہ فقط نام اوسکا اس صفحۂ خاندان تیموریہ
مین باقی تھا اپنے نام زدکیا زیادہ اس سے اور کون ظلم و ستم واقع ہوگا افسوس کہ باوجود تم
ایسے دولتخواہون کے عہد حکومت مین نوبت وقار سلطنت اس ذلت کو پہونچی اور نظرون مین
ہادولت کے درحقیقت درویشی اس سلطنت سے کہین بہتر ہے اور منظور تھی کہ اب خاندان تیموریہ
کو واسطے نام سلطنت باقی رہے درگاہ خواجہ قطب الدین کافی ہے اگر اللہ تعالی نے کوئی سامان
مہیا کیا تو تمنای روانگی بیت اللہ بھی گوشہ نشین خاطر ہے چاہیئے کہ اس مقدمہ مین نواب گورنر جنرل
بہادر کو تحریر کیجیے القصہ جنرل اختر لونی صاحب بہادر کہ اس زمانہ مین رزیڈنٹ تھے بارگاہ سلطانی مین
حاضر ہوکر کسیطرح راہ اطاعت ظاہری سے قدم باہر نہین رکھا اور حرف معذرت بہ انواع تملق زبان پہ
لائے لیکن چند مدت قلعہ اور تمام شہر مین عجیب ہنگامہ حشر برپا تھا گویا قالب بہ روحی روح بی روح تھا
اور جو شورہ اور غوغا نوحہ اور شور کے ساتھ عورات محل سلطانی مین پڑا تھا اوسکی گرم بیانی مین زبان قلم
دم تیغ سوزان جلتی ہے ناگفتنی بہ آخر حکم ہوا کہ تمام شاہجہان آباد مین نام وزیر الممالک بخطاب وزارت
زبان پہ آئی اور اکثر وہ ولت زبان مبارک سی ارشاد فرماتی تھے صفدر جنگ نے بھی احمد شاہ کو ساتھہ
ز اعتدالیان کی تھین رباعی این خانہ تمام آفتاب ست ۞ سوای گردش فلک ناہنجار دوسرے کی شکایت
نہین آخر بہ سعی رزیڈنٹ بہادر چند روز کے بعد نوبت دربار پہونچی اور تخت موروثی جہت جشن سر نو مرتب ہوا۔

مقرر ہونا کچہری اجنٹی کا

حسب تجویز نواب گورنر بہادر بابت کچہری کے بجای رزیڈنٹ صاحب اجنٹ مقرر ہوکر سوال جواب
بادشاہی متعلق اوسکے رہی اور انگریزی سردار دوسرا سوال جواب راجواڑہ کے واسطے مامور ہوا
چنانچہ جنرل اختر لونی رزیڈنٹی سے معطل ہوکر مختار کار امور راجواڑہ ہوئے اور مسٹر ... اس عہدہ اجنٹی پہ

بجای ریذیڈنٹ حضور اقدس مین مقرر ہوئے المختصر اس زمانہ مین عدالتین دیوانی و فوجداری کے
کام جسطرح بریلی و فرخ آباد مین کہ عمل قدیم انگریزی تھا ہوتی تھے اوسیطرح شاہجہان آباد مین
بھی حسب سررشتہ و ضابطہ قانون انگریزی انفصال ہونا مقدمون کا شروع ہوا یہان اب تک وہ
قوانین جاری نہ تھے حسب قاعدہ قدیم جو سلطنت و ریاست مین مرسوم تھا یعنی بہ سفارش و اعانت
ارکان دولت بجملہ مقدمات انفصال ہوتے تھے اب حسب تجویز گورنر بہادر انگریزی قانون جاری ہوا
اور مسٹر الیٹ صاحب ضلع بریلی سے آکر اجنٹی پر مامور ہوئے پوشیدہ نہ رہے کہ ریذیڈنٹی عبارت وکالت
سی ہے اور اجنٹی نیابت گورنر سے متعلق ابتدا مرتبہ اسکا افزون تر تصور کرنا چاہیے اب بالکل رنگ
حسن سلطنت میلا ہوا اور ستارہ حکومت انگریزی چمکا کچہری اجنٹی مین منشی محمد حسن منشی سلطان سنگھ سررشتہ دار تھی

آنا نواب ناصر جنگ کا

یہ رئیس اولاد و خانوادہ بنگش سی تھا ذکر انکا بیان حال خاندان افاغنہ بنگش مین آئیگا نواب ناصر جنگ
ابن مظفر جنگ شوکت خطاب تھا عالم شباب سن بیس برس سے زیادہ نہ تھا زیارت مزارات اولیای
نواح دہلی وارد دار الخلافت ہوئے وقت ملازمت بندگان حضرت قدر قدرت ایک سو ایک اشرفی
نذر و دیگر کشتیان تحفون کی پیشکش کین خلعت گران سے رقومات جواہر و اسپ و فیل سمیت سرفرازی
پائی اور الوش خاصہ سے عنایت ہوا چونکہ خمیر اس سرزمین کا تھا عارضہ چیچک مین چراغ حیات کشتہ
ہوا داغ حسرت دیا اوراوسی ایام مین نواب ذو الفقار جنگ شمع خاندان پیشوایان برادر نواب
شمشیر جنگ رئیس باندہ سے رونق بخش شاہجہان آباد ہو کر دولت ملازمت و آستانہ بوسی بندگان حضرت
سی کامیاب اور خلعت فاخرہ سے ہاتھی گھوڑے سمیت مخلع ہوئے اور اپنی دار الریاست کی طرف
مراجعت فرمائی راجہ بنارس بڑی عظمت و شوکت و دولت و حشمت کے ساتھ سیاحت اطراف
مغرب اور تیرتھون کے اشتیاق سے پنجاب مین چند روز سیر و تماشای شہر لکھنؤ دیکھکر رونق بخش شاہجہان آباد
ہوئے ایک سو ایک اشرفی نذر ملازمت اور تحائف بنگالہ و بنارس گذرانکر خلعت گرانمایہ مع رقومات جواہرات
مخلع ہوئے اسپ و فیل و پالکی خاص سے سرفراز ہوئے مدت تک شاہجہان آباد مین رنگ قیام
جمایا کامو قوال شاگرد غلام نبی شوری اور جعفر خان ربابیہ اور اولاد چھجو خان وغیرہ مطربان نامور
خوش نغمہ صاحب جوہر راجہ ممدوح کے ہمرکاب تھے اونھون نے ساز اپنے کمال کا بجایا اور

شاہجہان آبادی خوش گلو کلاونت مشہور و معروف ہین اونسے روبروی راجہ ممدوح و عمائد شہر
صحبت غنا و سرود مین نوبت مقابلہ آئی لیکن یہ بے ساز و سامان ناسازی زمانہ سے بے بضاعت
اور بدولت فضل الٰہی اونکا مال اور میل عشرت کے ساتھہ درست اور اوسی زمانہ عشرت توامان
جشن نوعروسی ورشد زادہ مرزا سلیم بخت بہادر دختر مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے ساتھہ منعقد ہوا
اس جلسہ مین اہتمام زیب النسا بیگم زوجہ شہر و صاحب خانہ عروس ہین تھا بڑے جشن تکلف سے کہ تصریح
اوسکی باعث طوالت ہے بزم شادی نے رونق پائی انعام اور خلعتون کے جو ارباب مستحق تھے
مالامال ہوئے چالیس پچاس سردار انگریزی عالیشان و ذی رتبہ بھی شریک محفل عشرت ہوکر مورد
عنایات سلطانی ہوئے اور ارکین دربار بھی اپنے فراخور حال خلعت وغیرہ سے فیضیاب و مخلع ہوئے
المختصر مرزا سلیمان شکوہ بہادر نے اپنی والدہ محترمہ کی وضع بود و باش لکھنؤ کی وجہ طریقہ اثنا عشری
کمال غلو کے ساتھہ اختیار کیا تھا جملہ صاحبزادیان اور صاحبزادے انکے اسی رنگ مین ڈوبے ہوئے تھے
بلکہ ارباب قلعہ مبارک و اولاد تیموریہ کو بھی اس مذہب کے ساتھہ بدنام کیا تھا اور مرزا سلیم بہادر
خلاف اسکے پیر محمدی خلیفہ مولوی فخر الدین چشتی سے بیعت حاصل کیے ہوئے ہرچند انھون نے رنگ اپنا
جمایا مگر اوس بہار بوستان عصمت کو اپنے طریق پر لائین لیکن اس نخل تمنا و کوشش نے پھل نہ دیا
اور شجر آرزو بار ور نہوا آخرکار زن و شوہر مین گل و بلبل کی رنگ صورت نفاق حسب اتفاق پیدا ہوئی
اور اس روش باہم صحبت ناخوش ہوئی کہ مرزا سلیم بہادر نے اوس گلبدن کو اپنے گلستان عشرت سے
صورت خزان نکال کر جانب لکھنؤ رخصت کیا کہ اوسنے جاکر خانہ پدر کو آباد کیا مگر شہرہ حسن و جمال
اوس عروس خجستہ خصال کا عالم گیر تھا جو کچھ آتش افروزیان اوس شعلہ رخسار کی وجہ بر روی کار آئین
وہ طلسم لکھنؤ مین کلک آتش فشان شعلہ افشانی کریگا خلاصہ بعد ازانکی عروس مذکور مرزا سلیم بہادر نے اپنے
خاندانی عورت جو ہم مذہب و ہم طریق تھی سررشتہ ہم پہنچا کر طرح عقد ڈالی اور اوسکے عشق مین
شہرت نصیب ہوئی غرض یہ زوجہ ثانی زوجہ اول کی حسن صورت مین بہت کم تھی مگر حضرت عشق کو
تمیز کہان بقول معروف لیلی را بچشم مجنون باید دید بہرصورت مرزا سلیم بہادر بہزار دل سے فریفتہ و
عاشق زار زوجہ ثانی کے تھے کہ زبانون پر اہل شاہجہان آباد کی دکانین اور داستانین جاری تھین
اور جسطرح کیفیت عنایت نواب ممتاز محل صاحبہ نسبت راجہ جیسکھہ راے زبان زد خلائق تھی زیادہ دو

زوجہ ثانی حسینی بیگم مرزا سلیم بخت بہادر کی مسمی سوہن لال کا تھہ نسبت شائی خطاب راجگی و رسایل امارت حاصل اور جملہ حل و عقد امور سلطنت بوجہ مختاری مرزا سلیم بہادر سوہن لال سی متعلق ہنا چنانچہ اسکی گرم بازار ارکین شاہی سرد کیا جو شخص خلاف اوسکے چلا اوسکو ذلت کے ساتھہ شہر سی خارج کیا خصوصاً اوس شخص کا دشمن جانی تھا جسکو پیوستگی سرکار انگریزی سی حاصل تھی چنانچہ شمس الدولہ بخشی محمود خان اور اشرف الدولہ اشرف بیگخان پر وہ ظلم و ستم اسکے ہاتھون سی گذری کہ وہ صورت آئینہ متحیر

ذکر اختیار پانا مرزا سلیم بہادر و نیابت راجہ سوہن لال مع دیگر سوانح کے

اب تمام عہدہ داران سلطنت سی ثالث بالخیر تین شخص باقی رہے جنسی بند و کشاد امور سلطنت متعلق تھی اور حضوری صاحب رزیڈنٹ تک رسائی حاصل ایک راجہ سوہن لال مدار المہام دوسری بخشی میر محمود خان نام تیسرے میر اشرف بیگ خان ناچار یہ دونون اپنی حفظ آبرو و بقای ثروت کے لیے ہر دم کلمہ اطاعت راجہ مذکور بھرتے تھے اور کلام تلخ و ترش بھی اسکے علاوہ سوہن سے زیادہ تر شیرین کسواسطے کہ جملہ نظم و نسق سلطنت مرشدزادہ سلیم بہادر سی تعلق تھا اور سرداران انگریزیہ خصوص صاحب رزیڈنٹ بہادر کا معاملات قلعہ کی طرف انکے سی التفات باقی نرہے اور گرم بازاری نواب ممتاز محل صاحبہ بھی بوجہ رکن الدولہ سرد ہوئی اور حضرت قدر قدرت بھی حسب عادت ہاتھون سے ارکین سلطنت کی مجبور تھی لیکن گلشن ریاست مین بخوبی تمام طوطی شاہزادہ بولتا تھا یہ وجہ اور بھی مجبوری کی سبب غنچگی خاطر عالی تھی اور انتظام امور خانگی مثل مصارف سلطنت وغیرہ کارپردازی رکن الدولہ سی ظہور مین آچکا تھا اور ادای فاضلات خرچ سی بھی نجات مل چکی تھی اور مرزا جہانگیر بخت بہادر بھی کہ مصارف عمدہ رکھتے تھے گلشن ہستی سی جانب گلزار فردوس بہ رنگ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی جا چکے تھے یہ حریف برسر مقابلہ تھا یہ افزائش مصارف ستارۂ اقبال مرشدزادہ برج شرف مین تجلی افروز اور میدان خار و خاشاک اغیار سی صورت کف دست تھا توسن طبع چالاک شاہزادہ و راجہ سوہن لال مطلق العنان ہواے خود سری دماغون مین سمائی وہ باتین خلاف اور حرکتین نامطبوع ظہور مین آئین جو شایان حال سرکارین عالیین نہ تھین اون سب سے یہ ایک جملہ ہے کہ اون دونون اخبار کلکتہ سے گوش گذار ہوا کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور اکثر سرداران انگریزی متوجہ مہم ملک آشام ہوے ہین اور غالب حریف نے ہندوستان مین شہرت پائی ہر چند یہ خبرین محض غلط تھین کوتہ اندیشون نے بے پر کی اوڑائی تھین لیکن مرشدزادہ

مرزا سلیم بہادر ہولکے گھوڑے پر سوار ہو شگی رام پور وغیرہ کو چہانون سی خدا واسطے ملحوظ خاطر ہوئی
اور اسیطرح والدہ مرشد زادہ مذکور نے کہ زوجہ نواب امیر خان سی کوئی نسبتی سلسلہ مربوط تھا راہ ورسم
خط وکتابت جاری کی خلعت وتقریب اور تحائف نادر در پردہ بھیجکر نواب مذکور کو اپنی زمرۂ اہل جماعت
مین قرار دیا غرض یہ سبب آتش افروزیان راجہ سوہن لال دشمن آبرو کی تھین یہ راجہ پہلی بہت کم رتبہ
زمرۂ متصدیان خاصہ کلان ذیل ضمانت اللہ خان داروغہ مین ملازم تھا چند اوقات ہمراہ امیر الدولہ کو نواب پہنچا
نہ بعد اسکے کچھہ دنون متصدیان باورچیخانہ مرزا جہانگیر بخت بہادر مین دیگ اسکی گرم رہی جب یہان
کچھڑی نہ پکی گمس شیر کی صورت اخراج ہوا گوالیار مین پہونچا سردست کسی رسالہ کے وکیلو نمین
منسلک ہوا گھوڑے شرارت کے دوڑائے بعضی جماعہ دارون مین وہ آتش فتنہ مشتعل کی کہ باہم صورت
نفاق سرد مہری کے ساتھہ واقع ہوئی قریب تھا کہ رنگ خونریزی چہلکے مگر شرارت اوسکی قلعی کے
مانند کھل گئی جان وآبرو کی دشمن ہوئی آخر مجبور ہو کر وہان سے براہ گریز شاہجہان آباد مین
آیا صاحب قسمت تھا کارخانہ حسینی بیگم مین ملازم ہو کر منظور نظر ہوا اور بواسطہ سعی بیگم مذکور ملازمت
مرشد زادہ سلیم بہادر مین پہونچا یہ رتبہ نصیب ہوا ذرہ سی آفتاب بنا المختصر وہ اخبار وحشت آثار
جارج مسٹر الیٹ بہادر رزیڈنٹ کے سماعت مین حرف بحرف پہونچی تجسس وتحقیق کے درپے
ہوئی مرشد زادہ سلیم بہادر نے محض انکار کیا اور اوس زمانہ مین کوئی شخص ایسا دربار خاص شاہی مین
نہ تھا جو خبر تحقیق وہان تک پہونچاتا راجہ سوہن لال نے علاقہ انگریزی پیدا کر لیا تھا اور اوسی وقت مین
شاہ بغدادی نام ایک شخص شاہجہان آباد مین آیا اور آپکو اولاد غوث الاعظم سے پیرزادہ ظاہر کیا
کچھہ دنون نواب محمد میر خان ابن شاہ نظام الدین کے مکان مین رہکر مرزا غلام حیدر خسر مرزا جہانگیر بخت
بہادر کو اپنا مرید بنایا اور یہ نواب لیاقت ودولتمندی مین یکتای روزگار تھا مگر فی الحال خانہ نشین اور
دوہزار روپیہ بصورت وثیقہ سرکار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیہ مقرر بہر کیف اوقات اونکی بڑی
عیش وعشرت مین نیکنامی کے ساتھہ بسر ہوتی تھی چنانچہ غلام حیدر کی معرفت بعد معافی
قصور پھر دوبارہ سلسلہ آمد ورفت دربار شاہی و نواب مذکور تک جاری ہوا آخر کار مرزا غلام حیدر
اور شاہ بغدادی نے باہم یہ مشورہ قرار دیا کہ حضرت ظل سبحانی کی طرف سی بطریق وکالت وسفارت
جاکر بادشاہ روم سی ساز وباز پیدا کرے اور یہ شاہ بغدادی محض دنیا طلب تھا طلاقت لسانی کی

قوت سی آپکو مستغنی اور صاحب داعیہ آشکار کیا اور آشنائی اپنی ہر قوم سے اور سیاحی ملکون کی ظاہر
کی اور صاحب کیمیا بھی مشہور تھا آخر کار مرزا غلام حیدر نے وہ رنگ اوسکا جمایا کہ رفتہ رفتہ محرم اسرار
حضرت قدر قدرت ہوا اور مشیر شاہزادہ سلیم بہادر بنکر وہ سبز باغ دکھایا کہ رنگ سفارت مذکور جم گیا
یعنی حضرت ظل سبحانی کو یہ بات منظور ہوئی اور مرزا غلام حیدر نے کہ صاحب سرمایہ تھا سفیر بنکر بجہت روانگی
کعبۃ اللہ بڑے ساز وسامان امارت کے ساتھہ قدم جانب منزل مقصود اوٹھایا وہ شاہ بغدادی
بھی ہمرکاب تھا جب کئی منزلین طے ہوئین مرزا مذکور پر پردہ کھلا یہ درویش اوس شخص کو صاحب
دولت سمجھکر اس تزویر و مکر کے ساتھہ شاہجہان آباد سے ویرانہ مین لایا ہے کہ دوسری عملداری
مین راجون کے پہونچکر کام تمام کردون تا جملہ مال ومتاع لاکھون روپیہ کا بے مشقت ہاتھہ آئے
معاذ اللہ اب مرزا غلام حیدر کو تازہ حفاظت اپنی جان عزیز کی پڑی صاحب دانش تھا ہی نہایت
پریشانی وہراس مین ہزار تدبیرون کے ساتھہ چنگل سی اوس موذی کی چھوڑا کر پھرا اور براہ دار الخلافت
جان ومال سے محفوظ رہا غرض یہ منصوبہ سفارت بھی نادرست رہا اور اوسی عرصہ مین راجہ کشن گڈہ کو
اپنے ابناے جنس سے سوء مزاجی درپیش آئی چنانچہ راجہ مذکور اپنے فرزند ارجمند کو ریاست پر مقرر کرکے
شاہجہان آباد مین صاحب مایہ اور مشمول اور پٹہ دارون اور شرکون اور حصہ دارون مین راجہ جیپور
سی تھا چنانچہ مرزا سلیم بہادر نے حسب مواعید مخفیہ پیشگاہ حضرت ظل سبحانی سی خلعت عمدہ پالکی مرصع کار
اور جواہرات وغیرہ سمیت سرفراز فرمایا چند سال رہکر کچھہ سوال وجواب اسکی وجہ راجہ جیپور سی ہو کہ ہر ایک
متوقع ہوا تھا لیکن بعد انتظام مہم ملک آسام سرداران انگریز کو رعب ڈالنے کے واسطے اہل ہندوستان پر
کہ جنہین اسکی ذکر احوال بھرت پور مین زبان قلم پہ آئین کی تسخیر قلعہ بھرت پور پر نظر تازہ پڑی اور
منتظم الدولہ مشکلات بہادر کو نظامت کلکتہ سی عمدہ رزیڈنٹی حیدرآباد قرار پایا جو سرانہ تسخیر بھرت پور
پیش نہاد خاطر اولیاے سرکار انگریزی تھا لہذا صاحب ممدوح کو حیدرآباد سے بلاکر عمدہ رزیڈنٹی دار الخلافت
راجواڑہ سمیت شمول اور عہدہ ونکے سپرد کیا چنانچہ بسبب آمد آمد صاحب موصوف مرزا شاہزادہ سلیم بہادر
دریاے تفکر مین غوطہ زن ہوئے اور جو خیالات باطل اور منصوبے گوشہ نشین خاطر تھے ظہور مین نہ آئے
اور اوسی عہد مین جو مدت سی آراستگی و بنا سی عمارات شکستہ و شہر پناہ شاہجہان آباد ونہر فیض ودرستی
کوچہاے شہر درپیش تھی انتظام کو پہونچی چنانچہ ۱۲۴۵ ہجری کو یہ کام شروع ہوا تھا پہلے بخشی

سبھوانی سنگہ نے بوضع مستاجری درخواست لانے نہر گنگ کی گذرانی تھی لیکن منظور نہوئی منتظم الدولہ بہادر نے زر کثیر اوسکے مصارف کا سرکار کمپنی سے تجویز فرما کر عمل مقرر کیا مادھو رام متصدی سرپراہ اوس کام کا کچہری رزیڈنٹی سے مقرر ہوا غرض چھہ سات برسون کی مدت مین تخمیناً چھہ لاکھہ روپیہ خرچ ہوکر درستی اور صفائی اوسکی کہ منبع اوس نہر فیض کا کوہستان سے سلسلہ پذیر تھا عمل مین آئی پانی جاری ہوا اور جو منبع اوسکے خروج کا دریاے جمن سے مربوط تھا ادسنی درستی کے ساتھہ آبرو پائی چنانچہ آنے سے اوس نہر آبدار کے آبروی شہر و شادابی باغات و افزونی میوہ جات و زراعات حد سے زیادہ تر ہوئی اور تیاری عمارات تازہ و استحکام مکانات قدیم و درستی مقامات نامی و تکلفات وسعت بازار و صفائی کوچہ ہای شہر وغیرہ سے حقیقت مین دار الخلافت رشک فردوس برین نظر آتا تھا۔

ذکر ملازمت نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کا بادشاہ دین پناہ بتحریک شاہزادہ سلیم بخت عالیجاہ کی

اس سال مین کمانڈر چیف لارڈ کمبرمیر بہادر الفتاح قلعہ بھرت پور کے واسطے تشریف لائی اور منتظم الدولہ بہادر کیساتھہ صورت تسخیر بھرت پور واقع ہوئی ہنوز صاحب ممدوح اوس ملک کی انتظام مین مصروف تھے کہ نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر سیر و سیاحت ہندوستان مغربی و ملاحظہ موجودات فوج انگریزی کے واسطے اور تماشای دار الخلافت و ملاقات حضرت قدر قدرت جسطرح حاصل ہو منظور نظر تھی اور مرشدزادہ مرزا سلیم بہادر بقول سعدی کہ مار گزیدہ از ریسمان ترسد کہ پیشتر بوجہ عدم ملاقات بندگان حضرت ظلسبحانی مزاج نواب گورنر جنرل لارڈ ما‌ئرا بہادر مکدر ہوکر باعث برہمی اکثر معاملات ریاست ہوا وزارت لکھنؤ سلطنت سے بدل گئی بہرحال بادشاہ وقت سے آمقد خاص مین کہ سنکر وہ روغن قاز ملا کہ حسب تجویز راجہ سوہن لال مرزا افضل بیگ خان نام مرد سپاہی پیشہ کہ اقربای اشرف الدولہ اشرف بیگ خان سے تھا کو لیاقت عہدہ جلیل القدر نتھی چالیس پچاس روپیہ کی نوکری کو غنیمت سمجھتا تھا بحکم تقدیر خلعت سے سرفراز فرما کر حضرت قدر قدرت و مرزا سلیم بہادر کی طرف سے جہت پیام رسانی مامور کیا اور وسنے لشکر ظفر پیکر نواب گورنر بہادر مین جاکر کیفیت اشتیاق ملاقات کمال محبت کے ساتھہ اظہار کی چنانچہ نواب گورنر بہادر نے نہایت خوشنودی کے ساتھہ تشریف ارزانی فرمانا اپنا دار الخلافت مین کہ خواہش باطنی تھی بخط لطف منظور فرمایا اور مرزا سلیم بہادر

راہ استقبال پر قدم زن ہوئے باہین راہ متھرا کے پاس صورت ملاقات طرفین جلوہ آرا ہوئی
کہارہ کشتیان تحفون کی ہاتھی گھوڑہ سمیت نواب گورنر بہادر کی طرف سے مرشدزادہ مرزا سلیم بہادر
کی تواضع ہوئیں القصہ جسوقت نزول لشکر نواب گورنر بہادر داخل دار الخلافت ہوا مرزا سلیم بہادر نے
پیشتر آکر بادشاہ کو آمادہ ملاقات کیا اور فارغ کرسی جس سے دریغ تھا عرش پر پہونچا ولیعہد بہادر
حسب آئین وقاعدہ دروازہ شہر تک بطریق استقبال جاکر نواب گورنر بہادر کو اپنے ساتھہ باعزاز
واحتشام تمام لائے تا مدان سواری صاحب ممدوح دیوان خاص کے اندر چبوترہ زینہ سنگ مرمر تک
پہونچکر تخت سلیمان کی طرح زمین پر اوترا چھاتہ اور آفتاب گیر اور تمام سردار انگریزی پاپیادہ برہنہ سر
ٹوپیان ہاتھون مین حسب قاعدہ لیے ہمراہ تھے اور ادہر سے حضرت ظلسبحانی محل معلی سے تسبیح خانہ
مین رونق افزا تھے اوٹھکر دیوان خاص کے اندر نصف مکان تک کہ تمام فرش بچھا تھا تشریف
لائے اور صورت معانقہ ظہور مین آئی نواب گورنر بہادر نے کلاہ مبارک سر سے ہاتھہ مین لی اور
بندگان حضرت نے بھی حسب دستور رسم سلام وشوق ادا کی بغل گیر ہوکے گوشہ دیوان خاص
مین حضرت ظلسبحانی چبوترہ سنگ مرمر پر کہ مسند وتکیہ سے آراستہ تھا زینت بخش اور کرسی پر نواب
گورنر بہادر صورت آفتاب برج حمل تجلی افروز باقی سرداران انگریزی ایک طرف صف بستہ اور
صاحب رزیڈنٹ بہادر ملحق کرسی نواب گورنر بہادر کھڑے تھے خلاصہ بزم عشرت وصحبت نشاط منعقد
ارکین سلطنت دوسری جانب ادب کے ساتھہ غنچہ صفت خاموش اور صاحب رزیڈنٹ بہادر
ہمرنگ بلبل ہزار داستان باہم سوال وجواب کے واسطہ تھی جانبین سے جب خیریت ومزاج پرسی
بائین محبت ہوچکی حضرت ظلسبحانی نے مالای مروارید جو زیب گلوی مبارک تھا نکالکر اپنے ہاتھہ سے
گردن نواب گورنر بہادر مین پہنایا اور عطردان وپاندان دیکر رخصت کیا دوسرے دن کوٹھی رزیڈنٹ
مین تیاری محفل سلطانی ہوکر چوبی تخت طاؤسی اوس مقام پر نصب ہوا اور آرایش مکان فرش
پر تکلف وقالین مخملی وشیشہ آلات وغیرہ سے عمل مین آئی اور توپخانہ سلامی جداگانہ شعلہ انگیز اور سازندگان
ولایتی فرنگی ساز وسامان کے ساتھہ نغمہ پرداز اور سپاہ سوار وپیادہ صف آراستہ اور انگریزی سردار
شمار مین سو کے قریب اطراف ولشکر سے آکر دار الخلافت مین رونق افزا تھے القصہ جسوقت
حضرت ظلسبحانی ہندوستانی شوکت وعظمت کے ساتھہ زینت افزای کوٹھی مذکور ہوئی نواب گورنر بہادر

دروازہ کوٹھی تک پاپیادہ براہ استقبال باہر آکر آئین کے موافق کلاہ مبارک ہاتھہ مین لیکر
پیش روی سواری حضرت ہوکر زینہ عمارت تک ساتھہ آئی وہان سے بادشاہ دین پناہ ہاتھون ہاتھہ
ہاتھی سے اوترکر زینت افزاے ہوادار ہوئے اور مقام صدر تک پہونچکر تخت طاؤسی کو اپنے
رونق بخشی سے غیرت تخت کاؤسی فرمایا اور نواب گورنر بہادر کرسی زرنگار پر سرپر شاہی کی پاس
متمکن اور باقی ارکان سلطنت وسردار انگلشیہ صف آراستہ اپنی اپنے مقامون پر کھڑے تھے
المختصر چند کلمہ وکلام بواسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر حسب ضابطہ ترجمہ کی ساتھہ درمیان مین آئے
بعد اوسکے چند کشتیان جواہرات گران بہا کی جو سرکار وزیر الممالک وسرکار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیہ
ورئیسان ہندوستانی سے بطریق نذر وپیشکش دستیاب ہوئی تھین اونمین سے چیدہ چیدہ
چار پانچ لاکھہ روپیہ کی قیمت سی زیادہ اور ایک سو ایک کشتی انواع اقمشہ پر تکلف کہ تصریح اوسکی
باعث طوالت تحریر ہے ہاتھی گھوڑون سمیت پیشکش بندگان اقدس ہوئین قصہ مختصر بعد بر خاست
بصورت مشایعت حسب دستور دروازہ کوٹھی تک بآئین شایستہ جلوہ نما ہوئے اور توپخانہ سلامی
سر ہوا اوسکے بعد مرشدزادہ مرزا ولیعہد بہادر اور مرزا سلیم بہادر اور سب مرشدزادہ علی قدر مراتب
ملاقات وتواضع ومدارات سی ذخیرہ اندوز مسرت ہوتے اور جو سوال وجواب عہدنامہ منظور خاطر
بندگان عالی تھا سفیر پر محول ہوا چونکہ بالفعل روانگی نواب گورنر بہادر ہوا کھانے کے واسطے جانب
کوہ سیاہ تو پیش نظر تھی لہذا امر سفارت معاودت لشکر گورنر بہادر پر ملتوی رہا حاصل کلام بوقت
معاودت لشکر ظفر پیکر مقامات مرٹھہ مین پہونچکر مرزا افضل بیگ خان نے طرح سوال وجواب ڈالی
اور کلکتہ تک ہمراہ آئی لیکن جو مضمون ذہن نشین مرزا سلیم بہادر وراجہ سوہن لال تھا حسب دلخواہ صفحہ ظہور پر
منقش ہوا انفصال اوسکا تجویز نیتنظم الدولہ بہادر پر منحصر رہا اونھون نی کلکتہ مین جاکر جو کچھہ کونسل مین قرار پایا اطلاع دی

افضل بیگ خان کی سفارت کا نتیجہ وجواب عہدنامہ

مد اول قرار پائی ضلع قابل پور ومحالات مغرب رویہ دریای جمن کی جو کہ مین جو پہلی عملداری سرکار انگریزی مین
غرض یہ تھی کہ بعض محالات جو اوس طرف دریای جمن کے واقع ہین خالصہ سرکار بادشاہی مین دیئے گئین
چونکہ اوس پر عمل نکیا گیا سال ایک ہزار آٹھہ سو نو عیسوی صاحبان صدر ۱۳ سی درگذرے اور ایک لاکھہ
روپیہ قدیم وجدید ماہواری سے بقای شان وشوکت سلطنت کے واسطے کافی ہے ہمیشہ کے لیے

پیشکش مقرر کیا گیا اور صاحبان ڈائرکٹر نے اوسکو منظور کیا سواے اوسکے کچھہ ہو نہین سکتا
مد دوم انتظام محالات بوضع رزیڈنٹ ہوگا جواب یہ ہے بندوبست اون محالات کا بوضع رزیڈنٹ عمل
مین آتا ہی حاجت جواب نہین مد سوم متصدیان حضور کچہری مین بیٹھین گے جواب رہنے سے متصدیون
کی بجز نقصان حضوری اور کوئی فائدہ متصور نہین لہذا ضرورت نہین مد چہارم دو عدالتین مقرر ہوین ایک فوجداری
دوسری دیوانی جواب اسیطرح جاری ہی مد پانچوین دو شخص دونون عدالتون مین انفصال
مقدمات کے واسطے رہین گے جواب وہی ہے جو اوپر گذرا ہے یعنی جاری ہی مد چھٹین واجبات
حد شرعی وقتل وقصاص حکم حضور پر رہے گا جواب یہ ہے سرکار دولتمند انگریزی نے جہت
دادرسی خلائق جو کچھہ مصلحت ومناسب دیکھا اوسپر عمل کیا اب بدل نہین سکتا مد ساتوین محالات کی
وصول ہو یا نہو زر پیشکش ماہ بماہ پہونچے گا جواب ساٹھہ ہزار روپیہ پیشکش حضور اور دس ہزار روپیہ
ولیعہد کے واسطے اور دو ہزار روپیہ مرزا ایلچی صاحب بہادر اور دو دو سو روپیہ اور مرشدزادون کی
خاطر مقرری ہمیشہ پہونچتی ہین ضرورت جواب نہین مد آٹھوین بشرط اضافہ محالات پیشکش مین ترقی
ہوگی جواب دفعہ اول سے معلوم ہوا ہو یعنی پہلے سے آسکے اوپر عمل نہین ہوا ابھی نہوگا مد نوین
دس دس ہزار روپیہ بابت تقریبات جشن ہفتگانہ پہونچے گا جواب یہ ہے ان تقریبون کے واسطے
یکمشت لاکھہ روپیہ ماہواری اضافہ بسمت قرار پایا ہی مد دسوین جاگیرات مرشدزادہ درمیان جو آئی
حوالہ اہلکاران کمپنی ہوگی جواب یہ ہے کہ جواب اسکا ضرورت نہین یعنی عوض اوسکی پہونچتا ہی مد گیارہوین
خرچ سپاہ و سہ بندی محالات سرکار کمپنی سے دیا جاویگا جواب یہ ہے ابتدای عملداری انگریزی
سی یہ مصارف ذمہ سرکار کمپنی ہے خلاصہ یہ جواب عہدنامہ لارڈ لیک بہادر تھا لیکن جواب سوالات
تازہ یہ ہین پہلی دفعات مذکور صدر بکم و کاست عمل مین آئی اور سرحد محالات خالصہ دفتر کلکٹری مین
لکھا جاے جواب حسب تجویز صدر جواب ہر ایک دفعات مندرجہ کا مفصل زیب قلم ہوا ہے یہ بحث اوسی
جملہ سے ہی دوم مشاہرہ شاہ نواز خان کہ دو ہزار پانچ سو روپیہ بنظر پاس خانہ زادگی حضور جاری تھے
اور کچھہ دنون سے موقوف ہے تا دم تحریر جو کچھہ حساب سی نکلے داخل خزانہ ہو جواب مشاہرہ شاہ نوازخان
حین حیات تک تھا اوسکے مرنے کے بعد موقوفی اسکی واجب سمجھکر ضبط ہوا سوم جو رسم ورواج
اہالیان انگریزی ہے کہ رئیس ومتوسل سرکار انگریزی اپنے گھر کے مختار ہین اور بندوبست جو حسب

اور مشاہرہ لڑکون اور خانہ زادون کا مقرر فرماتے ہین وہ ہمیشہ باستعانت حاضر باشی حضور معلے
جاری رہے جواب صاحبان صدر اس خیال سے کہ حق تلفی ولیعہد بہادر اور اونکے اولاد کی
نہو بالکل اس درخواست کو منظور نہین کرسکے سوال اون شخصون کے کہ جنکی باب مین اقرار
سرکار درمیان مین ہے حضور کو نوکر رکھنے اور موقوف کرنے مین انکی اپنے حیات تک اختیار حاصل ہے
چہارم جملہ رئیسان ہندوستان حسب دستور سابق نذر دیا کرین جواب سرکار انگریزی بملاحظہ اکثر
وجوہات نگاہین کہ حقیقت اوسکی کسی پر پوشیدہ نہوگی نذر دینے کے باب مین جبر و ترغیب کرنہین سکتی
جو شخص اپنی خواہش سے اسطرح کی رسمون کو ادا کرے ممانعت سرکار سے نہین پانچوین
جسقدر دہات اور تعلقجات خاص صرف کے واسطے بیتول بیگم صاحبہ مین حضور کے و شہزادون اور
بھنون کے لیے مقرر ہین اگر کوتہ اندیش کارپردازان انگریزی کے روبرو دوسری طرح اظہار
کرین اور موافق اظہار سماعت نہو تو بیشک سرج متصور ہے جواب نواب گورنر بہادر نے بپاس خاطر
حضرت ظلسبحانی منظور رکہا ہے کہ جسقدر دہات خالصہ بیتول کے اپنے قبضہ و تصرف اور قرابتیان
و برادران حضور کے بدستور بحال رہینگے اگر ارباب بیتول سے لاوارث فوت کریگا بیتول متعلقہ
اوسکا قبضہ مین جناب حضور بادشاہ کے رہیگا اور ہر شخص ارباب بیتول کو سپرد کرنا روپیہ کا سرکار نے
اور عوض اوسکی مقرر کرنا مشاہرہ نقدی کا اختیار حاصل ہے بعد وفات اوسکے جس قسم سے اوسکا
روپیہ بیتول قبضہ حضور مین ہوگا اوسی قسم زر نقد شہرہ کہ عوض وہ کے مقرر ہوا ہے قبضہ جناب حضور
مین رہیگا چھٹےمین نوکر رکھنے مین سوار و پیادہ کے بقدر جلوس اختیار بندگان حضور ہے جواب
سابق اس مقدمہ مین ممانعت ہوئی نہ اب مزاحمت ہے اسی پیشکش مین جسقدر نوکر رکھنا ممکن ہو
اختیار ہے ساتوین رواج سکہ مبارک دار الخلافت و محالات خالصہ شریفہ مین مقرر ہو جواب
جسوقت کہ ٹکسال دار الضرب دار الخلافت سے موقوف ہوئی اوسیوقت سے بوجہ بعض سبب کہ
ذکر اوسکا ضرور نہین وہ بھی موقوف ہے اب نہین ہوسکتا آٹھوین ابتدا سے دو ہزار پانچ روپیہ
مشاہرہ شاہ نواز خان مختار سرکار والا کے نام مقرر ہو جواب یہ مشاہرہ اوسکے حین حیات تک تھا
ضبط ہوا اب تنخواہ نوکرون کی پیشکش سے عنایت ہوتی رہی نوین جملہ امرا ورئیس سے اس نوع
کہ جو کوئی فوت ہو اوسکے قائم مقام کو خلعت اور خطاب حضور سے ہوا کرے اور اپنے مقدار کے موافق

پیشکش حاضر باشی کے وقت حضور مین داخل کرے جواب جسقدر ملک ہندوستان کا تصرف و قبضہ
انگریزی مین ہے مالک و منتظم اوسکا بادشاہ ولایت کی طرف سے سرکار کمپنی ہے دنیا خطاب و خلعت کا
اون رئیسون کو ذمہ سرکار کمپنی ہے حضور والا کو خلعت و خطاب دینے مین فقط اپنے خاص نوکرونکو
اختیار ہے مگر ہان جو شخص اون رئیسون سے اپنی افزایش عزت کے لیے حضور سے خلعت مسند نشینی
یا خطاب کی درخواست کرے سرکار انگریز کو مزاحمت نہین گیا ہوین انگریز لوگ خطاب حضور والا سے
لیا کرین خصوصاً انگریزان حاضر باش صاحب رزیڈنٹ کہ سرکار کی طرف سے خدمت مین حاضر رہیگا
حضور والا کو اوسکو عنایت کرنیمین خطاب کے اختیار ہے فقط حاصل کلام حسب سفارش کلکتہ کا یہ
نتیجہ حضرت کو معلوم ہوا کہ ملاقات نواب گورنر بہادر سے بھی لطف بہم نہ پہونچا کف افسوس ملکر شہزادہ
سلیم بہادر و راجہ سوہن لال پر زبان طعن و تشنیع وا کی اور اس بات کے درپے ہوئے کہ اب جسطرح ہو
مطالب اپنے ولایت انگریزی مین رجوع کیے جاوین۔

روانہ ہونا بابو سوہن رام بنگالی کا انگلستان کو بسفارت بادشاہ ذیشان کے

مرزا افضل بیگخان دو برس تک سوال جواب مقدمات مین رہا اور نقد مدعا حسب مراد ہاتھ آیا مرشدزادہ
مرزا سلیم بہادر و راجہ سوہن لال نے بیان اوسکو یہ مضمون تحریر کیا کہ اب مزاج بندگان حضرت ہماری
طرف سے پھر گیا اور ممتاز محل صاحبہ یہ طعن فرماتی ہین کہ چھٹا گورنر جنرل بہادر کا سرپر جو بادشاہ باعث زوال وقار سلطنت
و خفا اوس مین ہوا اور بہ صورت بے حصول منقطع ہوئی اور بندگان خدا ہمکو اور تمکو اسقدر بچشم حقارت دیکھتے ہین
کہ آنکھین چار نہین کر سکتے بہتر وہ بات ہے کہ اب اور کوئی تدبیر معقول ظہور مین لاؤ اور نہین تو آپکو
معزول سمجھو اب کوئی اختیار مزاج بندگان حضرت مین باقی نہین خلاصہ یہ مضمون پڑھتے ہی طائر ہوش
مرزا افضل بیگخان پرواز کر گئے نوکری سے مایوس ہو کر نہایت اندیشہ مند ہوا اور فکر تازہ بسر دھی کار
لا کہ بابو رام سوہن بنگالی ساکن کلکتہ سے کہ اپنی قوم مین صاحب دولت اور بالیاقت تھا اوسکو
درستی ہمات کے واسطے ٹھہرا کر بلا بھیجا اوسکی حضور بندگان حضرت و راجہ مین اس مضمون کی
عہد و پیمان کے ساتھ روانہ کی نواب گورنر جنرل بہادر اور اہل کونسل سے ہرگز مقام اندیشہ نہین
اور چاپلوسی پر صاحب رزیڈنٹ بہادر کے اصلا توجہ فرمانا نچاہیے خدا پر نظر رکھکر اگر صورت میری استقلال
کی ظہور مین آئی تو مین سر اپنا جھکا جانب ولایت خدمت بادشاہ جمجاہ انگلستان مین براہ سفارت

قدم رکھتا ہون المختصر مشیران سلطنت عقل کے دشمن در پردہ کان اُسکے ایسی آواز کو مشتاق تھے اور بنظر حماقت منظور نظر تھا کہ درمیان نواب گورنر جنرل بہادر و حضرت ظلسبحانی ناحق کدورت واقع ہو بعد پیمان و عہد مستحکم بابو رام موہن کو دو ہزار روپیہ مشاہرہ پر نسلاً بعد نسل بدون اعانت زر نقد بسواری جانب ولایت روانہ کیا ایک جبہ بابو مذکور نے اس معاملہ مین سرکار سے نہین پایا مگر درمیان والون نے اس تقریب مین زر کثیر حضرت ظلسبحانی سے حاصل کیا اور رات دن اوسکے انتظار مین بسر ہوتے تھے حسن اتفاق سے پھر اوسی زمانہ مین لارڈ کلنپ صاحب بہادر کہ سر فوج ہم بھرت پور تھے پھر دار الخلافت مین رونق بخش ہوئے اور بادشاہ سے بعد ملازمت خلعت گرانمایہ ماہی مراتب نوبت نقارہ ہاتھی پالکی سپر شمشیر جواہرات سمیت دستیاب ہوا اور وقت مراجعت میرٹھ مین بیگم سمرو سے ملاقات کی در حقیقت یہ بیگم دولتخواہ بندگان حضرت تھی اُسنے کیفیت قلت مداخل و کثرت مخارج سلطنت دہلی اس حسن کے ساتھ بیان کی کہ نواب گورنر بہادر نے نہایت افسوس کیا اور اخبار پہنچانے نامہ محبت حضرت ظلسبحانی سمیت شاہنشاہ لندن تک پہونچانے پر رضامند ہوئے چنانچہ دوسرا نامہ محبت بادشاہ کیوان جاہ انگلستان کے نام بذریعہ گورنر جنرل بہادر روانہ ہوا اور بعد روانگی بابو رام موہن اہل کونسل کو معلوم ہوا کہ سفیر بادشاہ ہندوستان ولایت کو گیا خلاصہ صاحب رزیڈنٹ بہادر کے نام حکم پہونچا کہ بندگان سے کیفیت اسکی دریافت کرین کہ روانگی سفیر بادشاہ کی استصواب سے ہے یا خلاف القصہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نے پہلے کارپردازان سلطنت سے دریافت کیا مرزا سلیم بہادر و راجہ موہن لال نے لاعلمی بیان کی جب نوبت استفسار حضرت سے آئی اونہون نے بے تامل اقبال کیا غرض جب بابو رام موہن ولایت لندن مین پہونچا اور والا بار ان بادشاہ انگلستان کی معرفت دولت آستانہ بوسی حاصل ہوئی سفارت بادشاہ ہند کو نام کو رتبۂ عظیم پایا یعنی بادشاہ ولایت نے کرسی امرا و کلای سلاطین سے بالاتر عنایت فرمائی اور کمال مہربانی سے بزبان مبارک کلام لطف فرما کر چند سخن تسلی آمیز زبان پر لائے اور حسب منشاء خود درستی امور سلطنت کے باب مین اہل پارلیمنٹ کی معرفت نواب گورنر جنرل بہادر کے نام لکھا نازل ہوا اور یہان صاحب رزیڈنٹ بہادر کو حکم تعمیل اسکا پہونچا غرض اس عرصہ و تین برس مین مسٹر کولبروک عہدہ سے معزول ہوئے اور رزیڈنٹی مسٹر فریزر بہادر کے نام قرار پائی اور حضور بندگان

حضرت مین راضی نامہ کے واسطے درخواست کی اوپر پچیس ہزار روپیہ ماہواری اضافہ پیشکش دہی کا سخن زبان پر آیا بندگان حضرت نے پہلے راضی نامہ دینے مین پہلوتہی کی تھی کہ خبر انتقال بابو رام موہن ولایت مین کہ اونسے ایک بی بی ولایتی سے بواسطہ محبت سررشتہ عقد مربوط کیا تھا پہنچی اوسوقت عالم مجبوری مین کہ اقبال زوال پر تھا راضی نامہ دینے پر راضی ہوئے تھے لیکن یہبھی صورت بوجہ انتقال رام موہن سر دست ظہور مین نہ آئی —

ذکر تغیر تبدیل رزیڈنٹی و کچہری ہای عملداری انگریز کا

بعد نہضت فرمائی منتظم الدولہ مسٹر مٹکاف بہادر رزیڈنٹ مسٹر کولبروک بہادر نے آکر عہدہ رزیڈنٹی کو رونق بخشی اس سے پیشتر تک بہادر مذکور درجہ اول بورڈ کمشنر اضلاع بریلی فرخ آباد مین نیکنامی کی ساتھ مشہور رہی خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ایام رزیڈنٹی مین منتظم الدولہ بہادر نے شاہجہان آباد و راجواڑہ مین چھہ نائب سرداران انگریزی سے مامور کیے تھے ایک مسٹر سرولن صاحب بہادر کہ اونکے عہدہ نیابت رزیڈنٹی متعلق تھا دوسرے مسٹر صدرلین بہادر کہ یہ بھی نائب اول عہدہ مذکور کے تھے تیسرے مسٹر اسلپ بہادر عدالت اپیل مین نائب تھے چوتھے مسٹر طامس مٹکاف بہادر برادر منتظم الدولہ بہادر جج دار السلطنت تھے پانچوین صاحب رزیڈنٹ بہادر جیپور مسٹر کلارک سین نام چھٹے رزیڈنٹ بھرت پور مسٹر لاکٹ بہادر سوا اونکے اور صاحب رزیڈنٹ کوٹہ بوندی وغیرہ کے بھی انگریزی سرداروں سے تھے اور یہ سب صاحب عالیشان ہمہ صفت موصوف جب مسٹر کولبروک بہادر تشریف لائے چندے صاحبان سکرٹر اور نائبان منتظم الدولہ کے احکام و تجویز پر رزیڈنٹ بہادر حال نے حسب سررشتہ دم نہین مارا اور قدم اطاعت سے باہر نہین رکھا کہ دفعتہً بی بی ولایتی صاحب موصوف و لڑکا اونکا جو بطن ہندوستانی بی بی سے تھا مسٹر لشیر نام اور رفقای قدیم رای بالکرام و بابو گوپال رام بنگالی داخل شاہجہان آباد ہوئے اور بالاتفاق اپنے فائدے کے واسطے ان سب نے یہ بات قرار دی کہ انتظام و احکام قدیم عہد منتظم الدولہ درہم برہم ہو کہ نظم و نسق تازہ باعث اپنی گرم بازاری کا ہے بعضون نے حضور رزیڈنٹ مین سکرٹران قدیم کے باب مین باتین خلاف کہنا شروع کین چونکہ صاحب ممدوح کو حرف رشوت ستانی سے اصلا آشنائی نہ تھی زنہار سماعت اون باتون کی نفرمائی مگر بد اندیش رفیقون نے اوس ولایتی بی بی سے ملکر وہ سبز باغ دکھایا اور

کا ہم طاقت سے لیا کہ اوسنے قریب بین اگر اجراے کار رفیقون کی حسب معروضہ صاحب رزیڈنٹ بہادر
سے کہنا شروع کیا اور باب رشوت ستانی بہ کشادہ پیشانی کھلا القصہ جب شاہجہان سے لشکر نے
جانب راجواڑہ کوچ کیا حال رشوت ستانی وکیفیت کارسازی رفقاے صاحب رزیڈنٹ بہادر و بی بی
صاحبہ بے پردہ مشہور ہوئی اور قباحتین ظہور مین آئین اور یہ سفر اول کلکٹرون کے دریافت حال تشخیص
کو واسطے تھا اور معلوم کرنے رو داد روبکاری عدالت فوجداری و دیوانی اور ملاحظہ فرمانے قاضی اور
مفتیون کے حکمون کو بطریق دورہ اپیل واقع ہوا تھا چنانچہ ہانسی حصار وغیرہ قصبات مین کم کم دست درازی
کوتہ اندیشون نے کی اور بعد مراجعت دورہ عدالت جب نوبت دورہ رزیڈنٹی آئی اور علاقہ شمس الدین خان
و غلام فیض محمد خان بن نواب نجابت علی خان و ملک راجہ بلونت سنگھ و راجہ بنی سنگھ دالی الور و ملک
بھرت پور کی طرف کوچ کیا اس مقام مین بالکل پردہ چہرہ راز نہان سے اوٹھا محمد رضا خان ابن
نجم الدولہ بہادر کی زبان قلم سے ہے کہ راست و کذب سے مجکو خبر نہین مگر مشہور تھا کہ راجہ الور نقد و تحفہ
جواہرات تعداد نامعلوم لیکر بابو رام گوپال وراے بالکرام کی معرفت خدمت بی بی صاحبہ مذکور مین
حاضر آیا اور صاحبان سکرٹری کی اصلا اوسمین مداخلت نہ تھی باقی جو کچھہ تحقیقات و روبکاری اس باب مین
ہوئی طول ہے مختصر یہ کہ جب کو بروک صاحب بہادر تشریف لے گئے عہدہ اجنٹی ذیل مسٹر ہاکنس
بہادر کے نام کہ برسون ضلع بریلی مین عہدہ اجنٹ گورنری کو رونق دی قرار پایا یہ صاحب اہل علم و
دانشمند سے مانوس تھے اور اجلاف و بے ہنر سے متنفر چنانچہ اس باب مین ایک نقل جو گوش زد
ہوئی تھی حوالہ قلم کرتا ہون کہ امام بخش مرہٹہ ملازم سرکار وزیر الممالک لکھنؤ جو تعدیات معتمد الدولہ
سے تنگ آکر لکھنؤ سے خارج ہوا تھا بریلی مین قیام پذیر ہوا بہت ثروت و سرمایہ بہم پہونچایا تھا چنانچہ اوس زمانہ
مین وہ شہر اور رؤساے سرمایہ دار و صاحب دولت سے خالی مگر یہ مرہٹہ نقارہ اپنی امارت کا بجاتا تھا
عصا بردار وغیرہ سواری مین رہتے تھے اور طام جان پر سوار ہوتا تھا زنبیداریان اور گانون اکثر زر
نقد و دیکر مول لیے تھے جس سے صورت امارت رونق پذیر حسب اتفاق ایکدن سواری اسکی مسٹر
ہاکنس بہادر کی نظر سے گذری چونکہ خلاف طبع تھی وہ شان و شوکت سواری کی جو رئیسان عالیشان کی
واسطے چاہیے موقوف کی گئی کہ اوس مرد اجلاف کے لیے خلاف اسی طرح نینا بیگ نام وکیل راجہ
بلونت سنگھ کو اجازت در بار و بیٹھنے کی نہ دی بلکہ زبان مبارک پر یہ بھی کلام آیا تھا کہ نینا بیگ نام شخص

رئیس کا نہین ہوتا بعد انکے مسٹر ہارکین صاحب بہادر جو سابق رزیڈنٹ حیدرآباد دکن تھے اونکی جگہ پہ قائم ہوئے اور مسٹر ہاکنس صاحب بہادر وہان سے براہ لکھنؤ کلکتہ مین آکر روانہ ولایت ہوئے وعدہ عمر مستعار پورا ہوچکا تھا راہ مین قضا و چار ہوئی متروکات انکا بریلی مین عمارت عمدہ باقی تھی اور اسباب عمارت بہت تھا سب نیلام اور کچھہ حسب وصیت عورتون کو جو چنپیان ہندوستانی تھین ملا القصہ جب مسٹر ہارکین صاحب بہادر یہان تشریف لائے نقشہ دارالخلافت اور سکرٹرونکا اختیار اور اہل قلعہ کی بداطواریان دیکھین خلاف مزاج عالی تھین مستعفی ہوئے انکے بعد رزیڈنٹی مسٹر فریزر صاحب بہادر سے متعلق ہوئی مدت دراز تک قیام رہا لباس سادہ اہل ہنود کی وضع نہایت مطبوع خاطر تھی قبای سفید و پاجامہ ہندوستانی زیب تن فرماتے تھے اور کھانا ہندؤن کے طریق رسوئین مین برہنہ ہوکر دال روٹی گوشت بکری کا نوش کرتے تھے شوق اسپ سواری زیادہ تھا اور دہلی مین عہدہ ایجنٹی کو صاحبان سکرٹر کبھی مسٹر طامس مٹکاف اور کبھی مسٹر ٹرولن بہادر و کبھی مسٹر بلنڈ جو انگریز موجود ہوتا تھا انجام دیتا تھا

ذکر سوانح اواخر ایام سلطنت تا ایام رحلت بندگان حضرت

خلاصہ اب جسوقت دائرۂ دولت نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ہام پرسٹ بہادر معہ بیگم صاحبہ پور مین رونق افروز ہوا تھا تمام وکیل راجہ میواڑ و دھوندھار وغیرہ اور جملہ راجہ اور جاگیردار اطراف یکجا ہوئے اُسوقت سے اب تک انکو بارگاہ سلطنت سے واسطہ نہ تھا مگر نواب امیر خان کہ امیر کبیر تھا اوسی زمانہ مین ملازمت بندگان حضرت سے فیضیاب ہوکر خلعت فاخرہ جواہرات سپر و شمشیر و اسپ و فیل و پالکی سے سرفراز ہوا اور تحائف عمدہ زرکثیر سمیت پیشکش کیے اور منشی کرم احمد خیرآبادی بواسطہ ملازمی ہمراہ رکاب تھا احوال اسکا اپنے مقام پہ آئیگا اور وہی وقت تھا کہ حضرت قدر قدرت کا نواب ممتاز محل سے دل ملا تھا ایک عفیفہ پاکدامن خاندان نواب زینت محل کے ساتھہ طرح عقد ڈالی اور انور محل خطاب و حکم دیا کہ مسند انکی برابر مسند نواب ممتاز محل صاحبہ کے بچھی القصہ بعد انتقال مرزا جہانگیر بخت بہادر سوای مرزا بابر بخت بہادر و نواب ممتاز محل صاحبہ کوئی اولاد نہ تھی اور یہ کسی امور سلطنت مین دست انداز نہوئی تھی بلکہ ہمیشہ اپنی مادر مہربان کو تکلیف دہ ہوکر سات آٹھہ ہزار روپیہ ماہواری اپنے کارخانہ جدا گانہ مین صرف کرتی تھی اور مرزا سلیم بہادر سے دل مین رشک نفاق جما تھا اور

غلام رسول خان کہ صاحب اختیار کارخانہ مرزا بابر بخت بہادر تھا راجہ سوہن لال سے ملکر اپنا اور اپنی سرکار کا مطلب بناتا تھا اور ناموافقت کو اشکار ہونے دیتا تھا اور ہر چند اطوار اس مرشدزادہ کے مرزا جہانگیر بہادر سے کم نہ تھے مگر نواب ممتاز محل سرادتھا نے ندیتی تھین اور حضرت کو بھی نظر توجہ او سطرف کم تھی اور اگر کوئی مفسدہ قوی اونسے ظہور مین آتا تھا اوسکو چھپاتی تھے اور گوشہ نشینی سے اسقدر طبیعت مانوس تھی کہ جہت ملاقات نواب گورنر بہادر گھر سے قدم باہر نہین رکھا معاذ اللہ عین جوانی مین اجل نے آنکھین دکھائین حیات نے منہ چھپایا مرشدزادہ مرزا بلند بخت بہادر مرزا ولیعہد سے چھوٹے تھے اور سب بھائیون سے بڑی اوقات اپنی سلامت روی اور غربت مین بسر کی جیار دانگی عبد مین رخصت لیکر راہی ہوئی ہندوستانی رئیسون نے راستی مین اپنے حوصلون کی موافق خدمتگزاریان کین خصوصاً نواب سکندر جاہ بہادر اور اولاد اونکی حیدرآباد مین براہ استقبال عز و اکرام کے ساتھ پیش آئی اور لاکھون روپیہ کا نقد وجنس تواضع کیا بحسن اتفاق نگاہ شاہزادہ بچشم جہت اکثر عورتون پر خواہش کے ساتھ پڑی نزدیک تھا کہ آتش شرارت و مفسدہ مشتعل ہو مگر بنظر دور اندیشی نواب سکندر جاہ نے اونکو رخصت کیا کہ وہ پھر دارالخلافت مین براہ رجعت تشریف لائے اور مرزا جہان خسرو بھی مصارف سے تنگ آکر بیت اللہ کے نام سے بیکانیر اور جیلمیر و لودھیانہ کی طرف کہ راجواڑہ سے متعلق تھا روانہ ہوئے ریگستان و ملک بہٹان تک جاکر بعد سیر و سیاحت پھر دہلی مین مسند دا ئے مرزا جہان شاہ شاہزادہ چلر امپور مین تشریف لیجاکر عازم دکن تھے ظاہر ہے کہ ان سب شاہزادون کو ہوای کشورستانی نے ایسا اوڑایا کہ غربت نصیب ہوئی اور نقش مراد کہ محض خیال باطل تھا کرسی نشین نہ تھا ولایتی بیگم گوہر دریای عصمت تیمور شاہ درانی یعنی دختر نیک اختر نے دارالخلافت مین رونق افروز ہوکر بواسطہ شمس الدولہ مرزا محمود خان بہادر محل سے مین جہت ملاقات بیگمات پہونچکر راہ و رسم پیدا کی بلکہ ہزار روپیہ ماہواری خزانہ سلطانی سے مقرر ہوا خلاصہ یہ خبر سنکر اکثر اولاد درانی اسطرف آئی از انجملہ شاہزادہ نادر مرزا وغیرہ کی پیش و کم تواضع بارگاہ سلطانی سے وقوع مین آئی اور پھر کچھ ارباب جانب کابل پھر گئے اور ایک سانحہ تازہ یہ بروی کار آیا کہ ایک شخص وارد دارالخلافت ہوا اور اپنا نام غلام قادر خان تک حرام مشہور کیا اور نقد ملازمت بندگان حضرت حاصل کی اور امید عفو قصور کی درخواست کی چونکہ پہچاننے والے اوسکی ابھی تک موجود تھے کسی کو یقین نہ آیا مگر حضرت ظل سبحانی کہ مزاج مقدس نہایت رحیم تھا اوسکو بلا کر بہ التفات پیش آئے اور فرمایا کہ صورت اسکی غلام قادر خان سے مشابہ ہے آخر معلوم ہوا کہ یہ شخص اقربا یا چیلہ غلام قادر سے تھا حیثیت

ظاہری اوسکی یہ تھی کہ شتر اشتی اسپ ویابو سوار ہمرکاب تھے غرض مخلع ہوکر بعد رخصت کسی جانب راہی ہوا
المختصر حضرت بادشاہ مرزا جہانگیر بہادر سے محبت دلی تھی اونکے مرنے کے بعد اونکے فرزند ارجمند شاہزادہ کا
جداگانہ کارخانہ مقرر کیا پہلے مختاری اوس کارخانے کی منشی امان الحق بھائی بخشی غلام حیدر خان کو قرار پایا
کیفیت انکی مفصل احوال ناگپور مین مندرج ہوگی غرض یہ بخشی ساکن رواڑی بعد والی ریاست ناگپور ملازمت
بندگان حضرت سے آکر مشرف ہوا فی الجملہ اسباب امارت مہیا تھا لوگون نے چاہا کہ مدار المہامی سرکار ابد قرار
سلطانی تفویض انکو کیجاوے چونکہ نسبت ناگپور یہان عشر عشیر صورت ترقی کی نہ تھی بدنیل مرام پھر وطن
کی طرف روانہ ہوئے منشی امان الحق ملازم سلطانی ہوکر مختار کارخانہ صاحب زادہ ممدوح ہوئے مگر چند
عرصہ کے بعد حالات قلعہ مبارک دیکھکر عاجزی کے ساتھ نوکری سے کنارہ کش ہوئے مگر غلام نبی انکا لڑکا
عہدہ پر مامور ہوا اور مختاری کارخانہ صاحب ممدوح حمید الدینخان پسر کلان خواجہ فرید الدین خان دبیر الدولہ
کو نامزد ہوئی پوشیدہ نرہے دبیر الدولہ کے دو فرزند تھے ایک حمید خان جو علاقہ پر مامور ہوئے اور دوسرے
زین العابدین خان جو اپنے باپ کی سفارش سے چھٹے انگریزی جرنیل اختر لونی بہادر کی وجہ صاحب رزیڈنٹ
جنگ کے ساتھ عہدہ منشی گری پر مامور ہوئے وہان دو لاکھ روپیہ کا جواہرات کسی حیلہ کے ساتھ سرکار
راجہ جیپور مین کسی عورات محل سے ملکر حاصل کیا اس جرم مین گو وقت روبکاری بوجہ رفاقت صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے چشم پوشی کی یہ لئے ثابت نہین ہوا لیکن عہدہ سے معزول فرمایا غرض جیپور سے شاہجہان آباد
مین آکر اوس سرمایہ کو بحفاظت تمام پردے مین چھپایا اور متروکات پدری کہ دو تین لاکھ روپیہ سے کم نہ تھا
اوقات اپنی سلامت روی کے ساتھ بسر کرنی شروع کی باوجود قدرت و دسترس بتکلف پاپیادہ آمد و رفت
کوچہ ہاے شاہجہان آباد مین رکھتے تھے مگر عہدۂ مدار المہامی سرکار سلطنت کے بھی خواستگار ہوئی تھی
اور حمید الدین خان چند روز کے بعد مختاری کارخانہ صاحبزادہ سے موقوف ہوکر لکھنؤ مین آئے اور روشن الدولہ
سے ملاقات کرکے پھر شاہجہان آباد مین گئے مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین عہد نواب وزیر آصف الدولہ
بہادر سے چھ ہزار روپیہ وثیقہ مقرر تھا بعزت و آبرو تمام بسر کرتے تھے جب وزارت لکھنؤ سلطنت کی
بدلی اور انقلاب عام واقع ہوا یعنی عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ مین جو سبب ملکہ بیگم دختر مرزا ممدوح مشہور
مزاج پیش آئی وہ طلسم لکھنؤ مین قلم جادو بیان تحریر کرے گا مرزا سلیمان شکوہ سعی کرنیل کارنیہ لکھنؤ کی
کا سکنج مین سلامتی کے ساتھ پہونچے اور یہان سے کرنیل مذکور شاہجہان آباد مین بادشاہ کے پاس پہونچکر

وہ نقش اپنی مراد کا جما یا کہ خزانہ سلطانی سے پندرہ ہزار روپیہ خرچ راہ کے واسطے اقبال علیخان ناظر کی معرفت لیکر کاسگنج مین سواری و باربرداری معہ سمیت رکھنے کے لیے آیا چنانچہ ملکہ بیگم جو مرزا سلیم بہادر سے رنجیدہ خاطر تھیں وہ اور خادمان محل کے ساتھہ کاسگنج مین قیام پذیر ہین فقط مرزا سلیمان شکوہ جریدہ تو اپنے ہمراہ لیکر عازم دار الخلافت ہوئے یہان مرزا ولیعہد بہادر اور امیرون کے ساتھہ بڑے تزک سے براہ استقبال قدم زن ہوئے اور مرزا سلیمان شکوہ بہادر کو ساتھہ لاکر حضور اقدس مین حاضر کیا ہنگام ملاقات دونون بھائی ہجران نصیب فرط محبت سے آبدیدہ ہوئے اور کمال تپاک سے بغلگیر ہوئے چند روز صورت مہمان عزیز محل معلے مین تشریف فرما رہے بلکہ تجویز تھی کہ تین چار ہزار روپیہ درماہہ بھائی کے واسطے مقرر ہو چونکہ مرشدزادہ سلیم بہادر کو ملکہ بیگم سے نفاق کلی تھا عم بزرگوار سے بھی صورت اتفاق ظہور مین نہ آئی ناچار مرزا سلیمان شکوہ کو کہ آمد جنرل لارڈ منٹو بہادر درپیش تھی منظور تھا کہ اپنا اظہار حال خدمت گورنر ممدوح مین وقت تشریف آوری کرنیل کاربر کی معرفت مناسب ہے ہنوز یہ مشورہ باہم تھا کہ ناگاہ خبر تازہ آویزہ گوش مرزا سلیمان شکوہ ہوئی کہ فرزند کرنیل مذکور جو سرپرست اہل محل مرزا ممدوح کا سگنج مین تھا وہ داستان حسن و جمال ملکہ بیگم سنکر عاشق زار ہو کر مشتاق جام بادۂ مواصلت ہزار جان سے تھا قصہ کوتاہ اس حضرت عشق نے پردۂ ناموس ملکہ بیگم دشمن ناموس و ننگ اوٹھا دیا وہ تیر محبت دل پر پہنچا کہ محل سے پوشیدہ نکل کر کھل کھیلی آخرکار فرزند مذکور خوف پدر سے جو کچھہ سرمایہ باپ کا تھا لیکر اوس معشوقہ کے ساتھہ کسی طرف راہی ہوا ہرچند خبر سنکر کرنیل مذکور نے بسبب عاق فرزند چاہا کہ صفحۂ دل مرزا سلیمان شکوہ سے وہ حروف کدورت جو منقش ہو چکے تھے نہ اوٹھے بسبب ترک ملاقات پڑھ کر قیام کاسگنج سے ہاتھہ اوٹھایا اور جانب اکبرآباد روانہ ہوئے مگر لاکھہ روپیہ کرنیل مذکور کا بطریق قرض ذمہ مرزا سلیمان شکوہ تھا حسب اظہار ملال خاطر ایشان درخواست زر قرضہ مذکور کی صورت نقیض پیدا کری اور جو مشورہ باہم قرار پایا تھا کہ ہنگام تشریف آوری نواب گورنر جنرل بہادر درستی مطالب دلخواہ لکھنؤ مین آ نکلی اوس پر بھی بالی بھی ادہی چھ ہزار روپیہ وثیقہ لکھنؤ بحال رہا اور نوکرون کی بابت تنخواہ عدالتین نالشین کین آخرکار انہون نے ادہا معلوم ہوا کہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین قضاء الہی کو نقد حیات دیکر مخمصۂ دنیا سے نجات پائی اور وہ وثیقہ بھی فوت ہوا اگرچہ کسی کوشش تمام ہزار روپیہ ماہوار اولاد

ذکر دار پر کھنچے جانے شمس الدین خان کا بحکم خالق زمین و آسمان کے

احمد بخش خان ترک خاندان بدل بیگ خان سے تھا جب سالار ترک سرکار شاہی سے بعد برابری امور سلطنت

درہم برہم ہوا ایک جماعت اونمین سے لکھنؤ مین آکر ملازم سرکار وزیر بہادر ہوئی اور جو تھوڑے سوار وہان
تھی نجف قلیخان کی بعد خانہ نشین ہوئے اور بعضے راجہ الور و مچھیڑی اور بعضی اطراف جیپور مین پہونچی جسوقت
لارڈ لیک بہادر نے اسطرف کے راجاؤن اور افواج ہولکر پہ لشکر کشی کی تھی اور میدان مقابلہ مین
فوج انگریزی کو کام مشکل سے پڑا تھا یعنے افسران فوج زخم دامن سے سر بگریبان تھے اوسوقت
یہ احمد بخش خان راجہ بختاور سنگہ والی الور کی وکالت مین سو دو سو سوار ہمرکاب رکھتا تھا افسر فوج
انگریزی کے مشورہ سے نشان فوج انگریزی نیکر پیچھے پیچھے عین مقابلہ مین اپنے سوارون کو نمودار
کیا اور ہرکارہ بھیجا کہ فوج جنرل صاحب کمک سپاہ کے واسطے آ پہونچی اسبات سے جو لوگ لشکر انگریزی
مین پریشان و منتشر حواس تھے اور اصل کیفیت سے بیخبر تھے قوت تازہ پاکر مردانہ وار حملہ پہ قدم زن ہوئے
اور مخالفون کو ثابت ہوا کہ فوج تازہ حمایت انگلشیہ کو پہونچی تاب مقابلہ حملہ تازہ نہ لائی صاف رخ میدان سے
پھیر کیا اور فتح فوج انگریزی کو نصیب ہوئی اوسوقت افسران فوج نے جیتی نیکنامی کی احمد بخش خان کو
دی اور اوس مقام پر کہ فیروز آباد جو سر نواح میوات قریب تر تھا تھانہ احمد بخش بٹھایا اور جنرل لیک بہادر
نے کمال عنایت سے رسالہ پانچ سو سوارون کا مرحمت فرمایا اور چھہ لاکھہ روپیہ کا ملک فیروز آباد کچھہ کم یا زیادہ
ضلع میوات وغیرہ سے جاگیرداد تنخواہ رسالہ مین حوالہ کیا اوسوقت ترقی دولت احمد بخش خان نے قوت پائی
نوبت نشان ہاتھی گھوڑے وغیرہ سامان امارت مہیا کیا اور بنظر دانشمندی صاحبان رزیڈنٹ و افسران سپاہ
انگریزی سے راہ و رسم پیدا کی اور مکانات عمدہ سواے عمارات سابق صورت کوٹھی انگریزی لب دریای جمن
شہر پناہ شاہجہان آباد کے درمیان تعمیر و آراستہ کیے طرح سکونت ڈالی اور ملک میوات مین کہ نہایت
سرکش تھا نقش اپنی عملداری کا بٹھایا اور راجہ بختاور سنگہ کو بھی راضی رکھکر سوال جواب الور سے سرکار
انگریزی مین تعلق اپنی رکھا قلعہ مستحکم آراستہ کیا توپین نصب کین اسباب امارت و سامان شوکت بیس لاکھہ
روپیہ سے زیادہ جمع کیا آخر خلل دماغ نے نوبت جنون پہونچائی وعدہ پورا ہوچکا تھا قضا آئی درگاہ شاہ
نظام الدین اولیا مین جگہہ دفن کی پائی تین لڑکے خان مذکور سے ہی ایک شمس الدین خان دوسرا ابراہیم خان
تیسرا امین الدینخان بعد انتقال احمد بخش خان شمس الدینخان ہوئے آخرکار بھائیون مین ترکہ پدری
کے واسطے نزاع درپیش آئی اور عدالت مین نوبت استغاثہ پہونچی اقربا اوسکے جو خو کردہ الطاف احمد بخش خان
تھی ناراض رہتے تھے از انجملہ فیض اللہ بیگ خان اور فتح اللہ بیگ خان کہ اپنے خاندان مین نام آور سمجھے

چنانچہ فتح اللہ بیگ خان حرارت مزاج سے خالی نہ تھا اکثر دربار معلی بادشاہی مین مردود ہوا اور عبادہ دار
الجھا کرتا اتفاقی الحال ابراہیم خان وغیرہ عزیز واقارب احمد بخش خان سے بیت تھی اور شمس الدین خان سے
کدورت آخر مقدمہ مذکور نے چند برسون مین نہایت طول کھینچا احکام کلکتہ تک روبکاری پہونچی فیصلہ
اوسکا تجویز مسٹر فریزر صاحب رزیڈنٹ بہادر پر کہ مالک فیصلہ مقدمہ اپیل تھے منحصر رہا غرض فتح اللہ بیگ کو
صاحب ممدوح سے سررشتہ محبت واتحاد مربوط تھا انکی وجہ سے سفارش مسٹر فریزر صاحب بہادر کو مقدمہ
ابراہیم خان کی طرف توجہ زیادہ تھی راست و دروغ برگردن راوی اول جب نوبت اس امر کی پہونچی
کہ صبح یا شام احکام فیصلہ آخر جاری ہو شمس الدین خان نے اس خیال سے ایسا نہو جو ریاست پدری
ہاتھ سے جاتی رہے دشمن جان بہادر ممدوح بنگیا وہان بھی قضا فیصلہ مقدمہ حیات ختم کرچکی تھی یعنی
ایک شخص میواتی نے حسب اشارہ شمس الدین خان کام صاحب ممدوح کا کہ وقت شام تنہا گھوڑے پر
سوار اپنی بنگلہ سے شہر مین آتے تھے بضرب بندوق تمام کیا آخر نوبت عدالت فوجداری کی فتح اللہ بیگ
کہ دوست مسٹر فریزر صاحب بہادر کا تھا دشمن جان شمس الدین خان بنگیا اور عدالت مین وقت روبکاری
گواہی کے ساتھ قتل ہونا صاحب کا حسب اشارہ شمس الدین خان ثابت کردیا اور صدر کلکتہ تک کیفیت
روبکاری تحریر ہوئی آخر بحکم قصاص اوسکو عمر سی سالہ مین پھانسی ملی اور آبروئے احمد بخش خان کو بھی
پانی پھر اعوام الناس وجہ بیقصوری کہ اس روبکاری مین صریح عداوت قلبی فتح اللہ بیگ خان کی تھی قبر
شمس الدینخان شہید پر پھول وشمع روشن کرتے تھے خلاصہ اوسی زمانہ قریب مین ابراہیم خان بھی عمر
بست سالہ مین بحکم قضا ششجہت سے گذرا ملک جاگیر ملک سرکار انگریزی کے ذیل مین شامل
ہوا فقط دو جاگیر جو راجہ الور کی طرف سے تھی اولاد کے نام قائم رہی —

ذکر خاندان افاغنہ بڑیچ

مصطفی خان نام قوم افغان بڑیچ کہ علی محمد خان روہیلہ سے کچھ سلسلہ تھا شاہجہان آباد سے
بنگالہ مین وارد ہوا رفاقت مہابت جنگ صوبہ دار مین سرفراز خان سے کہ مخالف خان مذکور تھا مقابلہ کیے
چنانچہ مہابت جنگ نے اوسکی کیفیت جانفشانی حضور بادشاہ مین لکھکر چہارہزاری منصب اور خلعت پالکی
نقارہ وعلم سمیت دلاکر مالک دس ہزار سوار کا بنایا اور صف جنگ خطاب بھی ملا چنانچہ مصطفی خان

مذکور شاید تنخواہ مین سوارون کے صوبۂ عظیم آباد کی درخواست رکھتا تھا اور وہ صوبہ تفویض ہیبت جنگ
تھا القصہ ہیبت جنگ نے جنگ زرگری کے ساتھ سترہ لاکھ روپیہ وکیل کو دیکر مصطفی خان کو نوکری
سے موقوف کروا دیا آخر کار مصطفی خان نے عظیم آباد مین جا کر ہیبت جنگ سے مقابلہ کرنا چاہا اودھر ہیبت جنگ نے
مہمان بلا کر چاہا کہ اگر نوکری مہابت جنگ سے موقوف ہے ہمارے پاس رہے لیکن سرخیل جنگ بتعصب مذہب
کی وجہ کہ اوسکو کافر سے زیادہ تر تصور کرتا تھا منظور نکیا کہ ہمت تسخیر ملک پر باندھے تھا مہابت جنگ و ہیبت جنگ
مخالف تھے اور مرہٹہ سے بھی درخواست امداد کی کی تھی لیکن مرہٹہ اسکی نوکری پر راضی نہوئے ناچار
سرخیل جنگ نے اب عزم خروج کیا اور پندرہ ہزار سوار اور سو ڈیڑہ سو ہاتھی بہم پہونچا کر عظیم آباد پر آکر ہیبت جنگ
سے نوبت مقابلہ ومحاربہ آئی اجل دست و گریبان تھی زخم دامن دار کھا کر نشانۂ تفنگ قضا ہوا مرتضی خان
فرزند مقتول نے رگھو جی مرہٹے کو آستین انتقام پدر پر چڑھائی اور اپنے افاغنہ سے ہم سوگند ہو کر
ہیبت جنگ کو پیغام نوکری دیا گو مہابت جنگ نے منع کیا انہوں کہ آتش کشتن واخگر گذاشتن وافعی کشتن
وبچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست چونکہ قضا سر پر سوار تھی مکان چہل ستون مین ہنگام جاء سپاہ
عبد الرشید خان پٹھان نے چاہا کہ بہ تخم کنار روح ہیبت جنگ قبض کر لی کار جبر روح کیا اور ہمراہ او شیرخان
نے ڈھکر جبر وح کو جوہر شمشیر دکھائے اور کام اوسکا تمام کیا اور اوسیوقت ایک پٹھان نے سر دست
پا و دست اوسکا کاٹ کر مسند پر رکھا یا محمد عسکری خان و مہتاب رائے وغیرہ دو تین آدمی جو جانثار تھے
اوس معرکہ مین فی النار ہوئے القصہ پٹھانون نے تین لاکھ روپیہ خانہ حاجی احمد سے منضبطی مین لیکر
زن و بچہ ہیبت جنگ کو مع ہمراہی چھوٹے لڑکے سمیت بسواری رتھ بے پردہ کشان کشان لشکر مین
لائے اور اسی ہزار سوار و پیادہ جمع کر کے مرہٹہ کی پشت گرمی سے مہابت جنگ کے ساتھ سامان
جنگ مہیا کیا ہنگام مقابلہ سردار خان و مراد شیرخان طعمۂ نہنگ شمشیر اجل ہوئے اور شمشیرخان مع مرتضی خان
سمیت میدان سے بھاگ کر لکھنؤ مین آئے نواب شجاع الدولہ بہادر کے نوکر ہوئے تین ہزار سوار
ہمرکاب تھے پھر مہابت جنگ نے عیال واطفال پر نظر پرورش کی اور شادی دختر اولاد شاہ قاسم
سلیمانی کے ساتھ کر دی آخر کار عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین مرتضی خان موقوف ہو کر دلی مین
گیا مرزا نجف خان کا ملازم ہوا جب جام حیات چھلکا اپنی قوم کے ہاتھ مارا گیا چنانچہ مرتضی خان کو تین
لڑکے اور ایک لڑکی تھی بطن زن ہم قوم سے اور بطن چند صاحبہ طوائف سے بھی ایک لڑکی تھی جو

فیض علیخان کو منسوب ہوئی اور نجابت علیخان و مرزا اسمعیل خان بھی دو فرزند بطن سے طوائف مذکورہ کے
تصور میں آئی مگر ریاست غازی خان برادر مرتضےٰ خان سے متعلق ہوئی آخرکار غازی خان مہاجی سندھیا کی
ملازمی میں راجپوتون سے لڑکر مارا گیا المختصر بہادر خان مذکور سعادتمند و لیئق فرزند تھا اوسنے حسب وصیت
پدر ریاست پر قدم نہیں رکھا کہ ایسا نہو کہ کوئی خلل ناموس میں واقع ہو وہ ریاست نجابت علیخان کے نامزد
ہوئی اور محالات وغیرہ وغیرہ سیندھیہ کی طرف سے اوسکی جاگیر میں مقرر تھے وقت رونق افروزی لارڈ لیک
بہادر نجابت علیخان نے حاضر ہوکر دم اطاعت بھرا جسوقت سپاہ انگریزی کو نواب امیر خان سردار سپاہ ہولکر
سے مقابلہ پیش آیا فیض طلب خان کہ جانب انگریز تھا زخم نیزہ کھاکر گرفتار ہوگیا لیکن امیر خان نے ہم قوم سمجھکر بواسطہ
کلام اللہ قسم دیا اور ممانعت کی کہ اطاعت انگریز نکرنا لیکن فیض طلب خان نے پھر لشکر انگریزی میں آکر اپنے
حقوق جانفشانی بواسطہ وہان زخم نیزہ اظہار کیے اور وہ کشش تدارک پلٹن ڈبلی صاحب جو ساتھ
حکیم اللہ علیخان کی ہنگامہ آرا بھی ہوا چنانچہ لارڈ لیک بہادر نے اضلاع کالوڈی جھجہر وغیرہ جو تخمینا بارہ لاکھ روپیہ
کے تھے بپاداش رسالہ میں کہ چھ سو سوار کا تھا اونکو عنایت کیے انھون نے آپس میں اس صورت سے
تقسیم کیا پرگنہ بہادرگڑھ اولاد بہادر خان سے کا انعام ہوا اور پرگنہ [illegible] دی حصہ فیض طلب خان کا [illegible]
جاگیر کو اس خوبی سے آراستہ کیا اور آباد کہ جمع اوسکی [illegible] لاکھ روپیہ سال کی ہوگئی تین پلٹن اور
چار سو سوار جنگی اور اسباب توپخانہ مہیا کیا عمارات قلعہ جھجر میں امارت کے ساتھ تعمیر کی [illegible]
انتظام نے حسن دکھایا کہ پچاس ہزار روپیہ [illegible] خزانہ میں جمع کیا [illegible] شادی میں جو خرچ
مصارف ہوتی تھی سپاہ پر بھی کی صورت [illegible] آتی تھی اور [illegible] درمیان شاہجہان آباد
کوئی رئیس انکے مقابلہ امارت میں نہ تھا آخرکار چند سال نجابت علیخان [illegible]
سے ہم آغوش ہوا اور فیض طلب خان فوجی ترین قضا سے ہمکنار ہوا اسوقت آپس میں اتفاق رہا بعد انتقال
نجابت علیخان فیض محمد خان لڑکا اوسکا ریاست پر قابض ہوا کچھ حصہ اقربا کو کم کیا اور اپنے اسباب
امارت پر غرور کے ساتھ عیش و طرب میں زندگی بسر کرتا تھا صحبت مطرب اور ستار نوازون کی پسند خاطر
تھی اور طبیعت سیر و شکار و دست دیوانی علاقہ لاولد پنشن ناتھر قوم کا جس کے حوالے تھی آخر اسی شوکت
و امارت میں سنہ ۱۲[illegible] ہجری کو قضا نصیب ہوئی اکثر ملک قبضہ تصرف انگریزی میں درآنے لڑکون
کے واسطے نقدی وجہ قرار پائی —

اب کیفیت بیگم شمرو زیب النسا جسے شمرو کو بعض اسباب ایمانی یعنی لوگ فرنگی کہتے تھے چنانچہ بیان
کچھ زبان قلم پہ آچکا ہے جب قاسم علیخان والی بنگالہ کا ملازم تھا پھر ملازمت بادشاہ نصیب ہوئی اوسکے
بعد نواب وزیر کے ساتھ بعد جنگ بکسر مغرب میں جاکر نوکر ہوا افغانیان کے ہان پھر مرزا نجف خان کے پاس
آکے جاگیر سات لاکھ روپیہ کی پائی خلاصہ اطراف دار الخلافت میں قیام پذیر تھا جیتا نام طوائف شہر کی بازاری
تھی زیبا نام ایک زرخرید لونڈی اوسکی صاحب جمال تھی نظر الفت امیر شمرو کی اوسپر جا پڑی خواہش ملاقات
میں اوسکے دیر تک رسائی ہوئی چند روز کے بعد آمد و رفت د صورت آشنائی صحبت کے ساتھ پیدا
ہوئی ایک روز حضرت شمرو صاحب ڈھال تلوار لیے تھے اور کلام تیز لاف و غرور آمیز زبان پر حسب اتفاق
زیبا طوائف نے اختلاطا اسطرح جوہر شمشیر زبان کے دکھائی کہ اگر تلوار میرے ہاتھ میں دو تو معلوم
ہو کہ کون مرد ہے شمرو مذکور زخم خوردہ تیغ نگاہ تھا اوسنے بے تکلف تلوار اپنی حوالہ کی اوس زیبا نے
مردانہ وار میان سے تلوار کھینچکر بلا اندیشہ نذر شمرو کی چنانچہ یہ حرکت معشوق نہایت پسند عاشق آئی
بیگا کو دیکر زیبا پر قبضہ کیا اور اپنے گھر میں لاکر صاحب اختیار بنایا آخر یہان تک اوسکو اختیار کامل ہاتھ
آیا کہ چند عرصہ میں حکم اوسکا سپاہ پر جاری ہوا اوسی زمانے میں مہاجی سیندھیہ نے قدم جانب دکن
اوٹھایا شمرو مذکور نے بھی کہ جاگیر یافتہ اس سرکار کا تھا ہمراہ رکاب ہوا لیکن پہلوان قضا کی کشتی ہاری
یعنی شمرو شکار اجل ہوا اکثر افسر سپاہ نے حسب وصیت اطاعت زیبا مذکورہ پر کمر باندھی اب زیبا مذکورہ بیگم
مشہور ہوئی اور وہ انتظام معقول کیا کہ تمام سپاہ خانہ میں کوئی قدم راہ اطاعت سے باہر نہیں رکھتا تھا
آخر کار مہاجی سیندھیہ اور باقی مرہٹہ سے کمال صورت موافقت وقوع میں آئی سیر و شکار میں ساتھ
رہتی تھی اور معرکون میں قدم جرات مردانگی کے ساتھ پیشتر رکھتی تھی شجاعت و دلاوری میں مشہور زمانہ
ہوئی اور جنگ مرہٹہ میں کہ انگریزون سے میدان کھڑلہ میں ہوئی تھی کار نمایان توپ و بندوق کے
ساتھ کیے میں ذکر اوسکا شایان قلم پہ آئیگا چنانچہ اسکی شجاعت و بہادری پر مرہٹہ کو ناز تھی اور معرکہ
نجف قلیخان میں کہ قلعہ بند ہوچکا بادشاہ سے ہو کہ فردوس منزل سے خطاب فرزندی پایا اور نجف قلیخان
کو حاضر کیا اور زیب النسا بھی خطاب رکھتی تھی اوسکے غلام قادر میں بھی موجود تھی والیان ریاست
ریاستان صاحب عظمت کے معاملات اسکے حضور میں انفصال پاتے تھے اور کار پرداز یان ظہور میں
آئین کہ زبانون پر خاص و عام کے الفاظ آفرین و تحسین جاری تھے اتفاقا ایک افسر اوسکے رسالہ کا

صحبت مین مشہور ہوا تھا چنانچہ بوجہ سپاہ مین باعث بدنامی تھی لہذا رفع تہمت کے واسطے اوس
افسر کو جان سے ہلاک کیا جھگڑا پاک کیا اور روبرو اہل سپاہ وہ شجاعت پیشہ یہ سخن آبدار کہتی تھی
گو شوہر میرا یہ شمشیر دو دم ہے گو لباس نسوان مین ہون مگر مرد میدان ہون القصہ اوس وقت سے کسیکو جگہ
دم مارنے کی نرہی شمرو کے ایک فرزند تھا افراسیاب نام بیگم نے شادی کردی تھی صاحب اولاد تھا
جب افراسیاب جہان سے گذرا بیگم نے اوسکے لڑکے کا نام جان صاحب رکھا تھا اور فرزند خوانده
بنایا خلاصہ اتنی جمعیت کے ساتھہ جاگیر مین قیام پذیر ہین جسوقت لارڈ لیک صاحب بہادر تشریف لائے پیمان و
عہد کے ساتھہ محالات مروجہ جو تصرف مین تھے برنوسند مجدد حاصل کی بارہ لاکھہ روپیہ سے سترہ
اٹھارہ لاکھہ روپیہ تک نوبت آبادی پہونچائی چار پلٹن نجیب کی توپخانہ جمعیت آراستہ کین دو تین ہزار
سوار نوکر ہمرکاب تھے تنخواہ ایک کی ماہ بماہ تقسیم کردیتی تھی اور قواعد سوار و پیادہ آپ لیتی تھی حسن
امارت و سامان ریاست و اسباب عدالت مین انگریز صاحب دانش و ریسان صاحب عقل اوسکو آپ سی بہتر
سمجھتی تھی ظلم و زبردستی اصلاً منظور نظر نہ تھی بلکہ اسباب مین ضرب المثل تھی اکثر لڑکیان صاحبان شریف کی پالکر شادیان
اونکی حسب قوانین انگریزی ظہور مین لائی و گرجا اور کلیسا بر خلاف مساجد و معابد مسلمانی اور عمارات
رفیع سلطانی ہر سطح پر آراستہ اور تعمیر کی اور اپنے عزیزون کو خوشنما آغوش راحت مین پرورش کرتی تھی
لباس ہندی پہناتی تھی اور صاحبان عالیشان گورنر بہادر سے اپنے زمانے مین اسقدر ربط و لطف
واتحاد کے ساتھہ بہم پہونچائی تھی کہ حصہ اوسکا روبروی گورنر جنرل بہادر سفید منبر پر مسانی کرتا تھا اور
مسٹر ڈیسن کو کہ داماد اوس رشک خاندان کا مشہور تھا یعنی ایک دختر پرورش کردہ اوسکے ساتھہ منسوب کی
چونکہ صاحب دانش اور بردبار تھا کارپرداز اپنے گھر کا بنایا خزانہ معقول جمع کیا اور بوجہ حقوق شناسی سلطان
نجف خان مرحوم وغیرہ کو بھی لطف و عنایت سے سرفراز کیا اور شادی مین مستدزادون کی بعین مددگار ہوئی تھی
اور ارباب قلعہ کے ساتھہ سلوک و تواضع و خدمت سے پیش آئی تھی مگر اس شیر خونخوار قضا نے کسیکو نہین کیا ۱۲۵۱ ہجری
اپنی قضا سے جانب بہشت بہ ذوق بخشش ہوئی ملک اوسکا مال انگریزی مین داخل ہوا خزانہ وارثونکو حسب وصیت تقسیم ہوا غرض بصد
نیکنامی کے ساتھہ یادگار زمانہ ہوئی —

شمس الدولہ میر محمود خان اور مرزا اشرف بیگ خان کی کیفیت

حال شمس الدولہ اظہر من الشمس زیب قلم ہو چکا ہے یہ فرزند میر احمد خان خاندان مرزا گرامی خان

عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوکر
انجشیگری سے سرفرازی پائی
ائی حرف نقطہ حیات پر آیا
شیگری محمد علیخان بہادر
رف بیگ خان نے بھی اوسی سال
داران انگریز سے زمانہ لارڈ لیک
سے دو شخص بہت نیکنام رہے ایک
ن آباد مین تعمیر و یادگار باقی ہین دونون کے
یخ عبدالقادر جیلانی نذر و نیاز امام و عشرہ
لی جاگیر سرکار انگریزی سے عطا ہوئی اور آپ بھی
عطا ہوا تھا چنانچہ وہ دشمن جان عزیز قوم دلاک سے
ہلاک کیا اور آپ سہ منزلہ کوٹھی پر کود کر کالا منہ کر گیا
ے نکلوا کے مرنے سے شرفا ہی اشہر وہ خاطر ہوئے کہ با
شوہر ہوگئین محتاج اور غریب مضطر ہوئے

سوانح جان گداز

ی کے سات سیارون کے مانند سپہر سلطنت مین تجلی افروز تھے چنانچہ
رحضرت کو دو شاہزادون سے محبت زیادہ تھی اب ایک تازہ داغ اندوہ
صلب مرزا جہانگیر بہادر سے تھا سینہ پر رکھتے تھے اور دوسری ضعف و
پچالی تھی تیسرے مرزا سلیم بہادر مختار کار سلطنت جو فی الحال باعث ملال خاطر
ر چار عمر تھی سال مین یہ بھی ششش جہت سے گذرے افسوس صد افسوس اسوقت مین
کہ عمر سبحانی پچاسی برس کی پہونچی تھی ہجوم اندوہ و غم تازہ نے بستر ناتوانی پر ڈالا اور کثرت
نج و ملال نے مرشدزادہ کے سوگ اور ماتم مین راہ فردوس برین دکھائی یعنی عالم بیماری مین معالجہ

حکمای حاذق مثل امام الدین خان پسران ذکا اللہ خان وغیرہ کا مفید نہوا آخر دنون مین قلعہ ارک سے اوٹھکر درگاہ شاہ قطب الدین بختیار کاکی مین تبدیل آب وہوا کے واسطے قیام فرمایا بعد چندے باہ کمال استقلال وہوشیاری کے ساتھہ مشغلہ خاص مین مشغول رہکر ستائیسوین رجب ۱۲۸۲ھ ہجری کو جہان فانی سے رحلت فرمائی یہ بادشاہ ملکی صفات تھا لباس بادشاہی مین استر خاکساری رکھتا تھا خدا بخشے اور اسی سال نحس مین شاہ روم وشاہ اودہ وبادشاہ لندن نے رخت ہستی تن سے اوتارا اور قدم راہ ملک عدم پر مارا ہیت دار فانی مین بہنے قرار کسے + سبکو آمادۂ سفر دیکھا۔

ذکر خاندان نظام الملک آصف جاہ

خاندان شیخ شہاب الدین شہروردی اولاد محمد بن ابی بکر اصحاب رسول خدا شیخ الشیوخ بغدادی واقارب ابو الحسن سہروردی سے کہ سوا الجواب ملوک فرمایمہ مین خلفای عباسیہ وجمعیت خلائق سے تمول وثروت مین مشہور تھے مرجع سلاطین رہتا تھا اور اسفار حاج آشین رحمت حجاج پر جہاڑتے تھے اور مصادرسے شیخ عالم عزیزان نامی تھا ایک عورت اپنی قبیلہ سے اسکی عقد مین تھی ایک لڑکا اس سے میر بہاؤ الدین نام ظہور مین آیا اور اسیطرح جاریہ اوسکی پاس تھی اوس سے بھی فرزند پیدا ہوا کہ میر شہاب الدین نام تھا یہ شیخ عزیزان نے سنہ ہجری مین ترکستان سے آکر مستفیض خدمت شاہجہان ہوا اور شاہزادہ دارا شکوہ بادر شہر پاد سکے استقبال کے واسطے گئی اور دولتسرای خاص بندگان حضرت تک لاکر تسبیح خانہ مین ملاقات کی پانچ لاکھہ روپیہ براہ تواضع دیکر جانب حجاز معہ آگیا وہان پر شاہد قضا سے ہمکنار ہوا میر شہاب الدین نے نعش اوسکی سہروردین پہونچائی طریقۂ مشیخت چھوڑکر دولت دنیا کی آرزو مین منصب پنجہزاری وخطاب عابد خان سے سرفراز ہوکر اپنے فرزند کو ولایت سے بلایا اور دختر نواب سعد اللہ خان وزیر کے ساتھہ منعقد کیا کہ حسین قلیچ خان اوس سے پیدا ہوا اور میر بہاء الدین سکے پیچھے ہندوستان مین آکر کتخدا ہوئے محمد امین خان اوس سے وجود مین آیا محمد امین نے عہدۂ وزارت عہد فردوس آرامگاہ مین پایا چنانچہ قمر الدین وزیر فرزند انکا تھا اور حسین قلیچ خان نے جب رنگ شباب جمایا اچھے مردہی پر ناسور ہوا بعد اوسکے داروغگی گرز برداروں کی نصیب ہوئی مہم دکن پر مقرر ہوا اور بیجاپور مین وہ کارہای نمایان کیے کہ غازی الدین خان

فیروز جنگ خطاب اورنگ زیب نے عنایت فرمایا اور بعد انتزاع قلاع دیگر ہفت ہزاری منصب حاصل
ہوا اگرچہ پانچوین سال بہادر شاہی مین ششش جہت سے گذرا چنانچہ اجمیری دروازہ کے قریب مقبرہ اوسکا
تعمیر ہے فرزند نونہال انکا اپنے گلشن خاندان کا سرو روان اور رنگ و بوے بوستان متقدمین و
متاخرین سے بہتر تھا چنانچہ حسب تقدیر نظام الملک آصف جاہ خطاب اسکا تھا عہد اورنگ زیب مین
کارہاے نمایان کو زینت دی اور زمانۂ فرخ سیر مین گوشہ نشین تھا کہ پھر طلبی اوسکی صوبہ مالوہ مین ہوئی
اسکے بعد صوبجات دکن کو نظم و نسق سے رونق بخشی کہ اسی کارگذاری کے باعث فردوس آرام گاہ کی
وزارت ہاتھہ آئی آخر قہرمان ایران جب تشریف لائے منصب وکالت مطلق پر مطلق العنان
ہوئے کوئی امیر اونکے وقار و عظمت کے ہمسر نہ تھا اور عہد وزارت مین بادشاہ کو یہ راہ بتائی تھی
کہ پانچ امر حضرت ہو کہ رہین ایک یہ کہ خاین اور نافرمان کو ملازمی مین نہ رکھین دوسری رسم مستاجری ملک
سے موقوف فرمائین تیسرے رشوت پہ یکقلم حرف آئے چوتھے کافرون پہ جزیہ اورنگ زیب کی طرح
قرار دین پانچوین بادشاہ ایران تک راہ و رسم بحال رہے لیکن فردوس آرامگاہ عشرت طلب تھی
اور صحبت امیر خان و روشن الدولہ وغیرہ مطبوع طبیعت ارباب نشاط سے مالوف لہذا اختیار دستخط
کوکی کوکہ زن آوارہ بھی عنایت فرمایا تھا اسوا سطے وزارت نے رونق نہ پائی آخر مجبور ہوکر اوسنے آپکو دکن
مین پہونچایا اور انتظام کو وہان کے غنیمت سمجھا آخر بعد فیصلہ نادر شاہ پھر دہلی مین آیا ایام
حیات حساب سے پوری ہو چکے تھے وقت رحلت چند باتین اپنی اولاد کو وصیت کین ایک یہ بات
کہ ہمیشہ سے سلسلہ آشتی و اتحاد مضبوط رہے دوسری خون ناحق سے احتراز مناسب مجرم کو قاضی
شرع کے حوالہ کرنا واجب تیسری ہمیشہ حرکت رہے کہ حفاظت ملک مین غفلت نہو مگر ایام بارش مین
فوج کو رخصت دینا لازم چوتھی آپ جا اسپہ انچ شبانہ روز کا نلین پانچوین استمداد معاملات مرجوعہ مین
اہل اللہ سے ملحوظ خاطر رہے چھٹے جاگیر وا یما خلائق مسدود نہو ساتوین امرائی ہر پاکردہ میری دوری
نصیب نہون ہندو اور مسلمان نوبت بہ نوبت مامور رہین آٹھوین بھائیون کو قوت بازو سمجھنا چاہیے
اور میری دختر زادہ ہدایت محی الدین خان کے حال پر نظر شفقت منظور رہے نوین اونکے کو کار اعلی اور
اعلے کو کار ادنے پر مامور کرنا خوب نہین دسوین حقوق بادشاہی دہلی فراموش نہون گیارہوین
لڑائی مین دلیری نچاہیے کرنا دفع الوقتی ملحوظ خاطر رہے مگر وقت مجبوری عاجزی ہے بارہوین

قبلہ رو ہو کر طرح جنگ ڈالنا خلاف سے ہے تیرہوین حفاظت خزانہ مقدم تر اور تنخواہ سپاہ ماہ بماہ
دینا نہایت مناسب چودھوین زرداران دکنی کو جگہ دینا نچاہیے پندرہوین برہان پور و بیجاپور
سے خبردار رہنا واجب تر القصہ رحلت محمد شاہ سے مہینے بھر کے بعد آصف جاہ نے انتقال کیا چھہ فرزند
تھے اکثر صاحب ریاست ایک غازی الدین خان جو دہلی مین تھا کہ صفدر جنگ نے اوسکو ملہار راؤ
سمیت بھیجا تھا چنانچہ اورنگ آباد مین پہونچکر قضا کی حکومت نصیب ہوئی دوسرے نظام الدولہ
ناصر جنگ میر احمد خان نام ولیعہد کہ سال ١١٦٢ ہجری کو برہانپور سے اورنگ آباد مین آکے مسند ریاست پر
قدم رکھا اسنے حسب تحریر امیر خان عمدۃ الملک اپنے باپ سے بغاوت اختیار کی تھی چنانچہ ذکر اسکا باقی

کیفیت نظام الدولہ ناصر جنگ و عروج فرانسیس

جب شاہجہان آباد سے حکم طلب نافذ ہوا ناصر جنگ بہادر نے اپنی طرف سے ہدایت محی الدین خان کو
کہ دختر زادہ نظام الملک اولاد عبد اللہ خان شاہجہانی سے تھا اور بالفعل حکومت پرگنات
ادونی رائچور پر مامور چنانچہ حسب وصیت نظام الملک بنظر شفقت نیابت کل دکن اوسکو
تفویض کی اور آپ بارگاہ سلطانی کی طرف عازم ہوا غرض جب تک لشکر لب دریای نربدا تک
پہونچی شقہ بادشاہی بحکم مراجعت نازل ہوا کہ اسواسطے کہ اوسکو بھائی غالب جنگ کے نام سے مقدمہ پیشکش
صوبہ انفصال پایا تھا نظام الدولہ نے رجعت کی اور اوسی چند روز مین کہ ناصر الدولہ جانب شولاپور
راہی ہوا تھا ہدایت محی الدین خان نے علم طغیان و عصیان بلند کیا نظام الدولہ نے برسات کی وجہ
چند سے اورنگ آباد مین قیام کیا اور چند نصیحت نامہ ہدایت محی الدین خان کے نام سے قلم کیے
اوس زمانے مین حسین دوست خان نام معروف چندا میان قوم نوایت سکنائے ارکاٹ کہ مرد
ذوفنون و مصاحب ہدایت محی الدین خان تھا اوسنے تسخیر ارکاٹ کے واسطے ترغیب دی اور
مفسدہ تازہ برپا کیا ہدایت محی الدین خان نے انور الدین خان پر کہ یہ دونون نظام الملک کی
طرف سے ارکاٹ مین رہتے تھے لشکر آراستہ کیا ناگاہ قضا پر چڑھا تھا عین معرکہ مین انور الدین خان
کام آیا ہدایت محی الدین خان نے ارکاٹ مین عمل اپنا کیا غرور و شوکت نے رنگ جمایا جواب خطوط
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے ناصواب تحریر کیے اس عرصے مین محمد علی خان نام پسر انور الدین خان
بھی خونبہای پدر کا مدعی ہوا تھا کہ ناصر جنگ نے بعد اختتام ایام برشکال لشکر کشی کی محمد علی خان نے تو قاسم

چنانچہ پلی تین صاحب نے استقلال کیا اور آپ فوج کثیر و توپخانہ وافر بہمراہ ہدایت محی الدین خان پر کہ دشمن
جانی پیدا ہوا تھا اورنگ آباد سے بندر پھولچہری مین کہ جہری پانچ سو کوس مفاصلہ پر تھا پاشنہ کوب
بلغار کی طریق پہونچا اور ادھر ہدایت محی الدینخان جمعیت فرانسیسی و توپخانہ و سپاہ آراستہ لیکر میدان
مقابلہ مین پہونچا چھبیسوین ربیع الثانی ۱۱۶۳ ہجری کو صف کارزار آراستہ ہوئی تین پہر کامل توپ و تفنگ
سے میدان جنگ گرم رہا آخرکار فرانسیسیون کی گرمی شجاعت سرد ہوئی ہزیمت نصیب ہو کر پسپا ہوئی
اور ہدایت محی الدین خان بند گرفتار ہوا لوگون نے چاہا کہ زندہ رہنا اسکا باعث فساد ہے لہذا رشتہ حیات
منقطع کرنا چاہیے مگر نظام الدولہ نے حسب وصیت پدر چشم پوشی کی زندہ مقید رکھا اور ہمراہیون کو
بھی اسکے جان آبرو سے بچایا لیکن اہل فرانسیس سے عداوت درمیان مین آئی یعنی بعد ہزیمت مرفوپال دپ
کنار جمعیت منتشرہ اجتماع کرکے اطراف ارکاٹ مین مصدر شورش و پرخاش ہوئی نظام الدولہ نے ابھی قدم
راہ محبت پہ رکھا تھا ارکاٹ مین اونکے دفع کرنے کے واسطے قیام پذیر ہو کر فوجین اونکی تدارک
کے واسطے روانہ کرین چنانچہ دو تین شکستین نصیب ہوئین اور تمام ملک کرناٹک دست برد فرانسیس
مین آیا اور قلعہ نصرت گڑہ عرف جنجی پر کہ پائے تخت نواح مذکور تھا متصرف ہوئی اور ہمت خان وغیرہ سرداران
جمعیت افاغنہ ساکن کرناٹک سے در پردہ رنگ سازو باز جاکر فرانسیس سے پیمان وعہد مضبوط کیا کہ ہم نظام الدولہ کو
درمیان سے اوٹھاتے ہین المختصر چند بین جگہ پرخاش ہرچند کوشش زد ہوئین لیکن نظام الدولہ اپنی سپاہ
سے صورت آئینہ صاف رہا سازش کرنا پٹھانون کا فرانسیس سے غلط سمجھا کہ اس عرصہ مین غلبہ اونکا حد سے
زیادہ گذرا ناچار نظام الدولہ نے عین شدت بارش مین آمادہ شہادت ہو کر بندر پھولچہری سے [illegible]
کوس کے فاصلہ پر نصرت گڑہ کی طرف پہونچے چنانچہ سترھوین محرم ۱۱۶۴ ہجری کو اہل فرانسیس نے
بڑھکر لشکر نظام الدولہ پر شبخون مارا اور توپین سر کرنا شروع کین اودھر قضائی آنکھون پر نظام الدولہ
کی پردہ غفلت ڈالے تھے اور اجل سر پر سوار شجاعت و دلاوری کے ساتھ کہ ہنوز کچھ رات باقی تھی
کہ ہاتھی پر سوار ہو کر اوسی راہ سے کہ جمعیت افاغنہ کی چھاونی تھی چلا عزم مقابلہ کیا اوسوقت بھی
دولتخواہون نے مکر و فریب افاغنہ سے خبردار کیا لیکن نظام الدولہ کے دلمین سمائی تھی کہ اہل افاغنہ
سے مجھے کوئی بدی نہین کی [illegible] کے عوض مین وہ میرے ساتھ براہ بغاوت و پرخاش پیش آئین کی فہمائش
کسیکی سماعت نکی نظام الدولہ چھاونی افاغنہ مین قدم رکھا تھا اودھر ہمت خان بھی ہاتھی پر سوار ہو کر قریب آیا

نظام الدولہ نے دلمین تصور کیا کہ شاید مجھکو پہچانا نہین آپکو عماری فیل سے بلند کیا کہ وہ مطلع ہو کہ اسقدر
فرصت مین مقابل نے تفنگ اپنی نشانہ پر سر کی کہ سینہ بیکینہ نظام الدولہ پر گولی اوسکی پہونچی
اور کام اوسکا تمام کیا باقی رہا فیلبان اوسکو اور پٹھانون نے بڑھکر کشتہ کیا اور سر نظام الدولہ کاٹ
ڈالا آخرکار دولتخواہون نے سر و تن نظام الدولہ کا ایک لاش کو بعد غسل و کفن جانب اورنگ آباد
روانہ کیا چنانچہ مابین مرقد شاہ برہان الدین قبر پدر بزرگوار کے قریب صورت دفن ظہور مین آئی
القصہ چارون فرزند نظام الملک کے اپنے بھائی کے لشکر مین تھے اونکو پٹھانون نے قید کیا
اور ہدایت محی الدین خان کو قید سے چھوڑا کے مسند ریاست صوبہ جات دکن پر بٹھایا —

کیفیت اسیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر فرزند تیسرا آصفجاہ اور مقابلہ ساتھ فرانسیسیان گم گشتہ راہ کے

ہدایت محی الدین خانکو جب ریاست نصیب ہوئی ہمت خان نائب ہوا اکثر بلاد و قلاع نامی افاغنہ مین
تقسیم ہوئے اسکے بعد فرانسیسیان بندر پھلچری سے مالک چند پلٹن اوسی قوم کی نوکر رکھین اور سپاہ افاغنہ
ساتھ لیکر عزم حیدرآباد کیا چونکہ ہدایت محی الدین خان پٹھانون کی اطاعت مین تھا چونکہ قدر جانب نظام الملک
سے باقی بھی اکثر مقدمون مین اونکے خلاف رائے چلتا تھا کہ غالب ہونے لہذا آپس مین نزاع باطنی واقع
ہوئی کبھی کبھی کلمات خصومت آمیز بہ اعلان تمام زبان پر لاتے تھے اور ہمیشہ کھینچ و رکیچ قدم زن
تھے جب قریب سفر مین لکی پلی کہ مساکن ہمت خان نزدیک تھا پہونچے اونھون نے رنگ جمایا
گفتگو و مخالف سے نکل کھلا لے آخر باہم جنگ و جدال سے قرار پایا جبکہ معرکہ آرائی کی اوسی مین ہمت خان آ
گئین اور ہنگامہ سخت برپا ہوا چنانچہ اہل افاغنہ اکثر افسرون سمیت اوس کارزار مین کام آئے نشانہ
تیر و تفنگ ہوئے خود فوج و حشم ہدایت محی الدین خان پر بھی زخم خدنگ پہونچا چشم زدن مین نشانہ تیر اجل
ہوا الغرض اس معرکہ مین وہ چارون فرزند نظام الملک آصفجاہ کے نظر بند تھے ایک سلابت خان دوسرا
صلابت خان تیسرا نظام علیخان چوتھا مغل علیخان چنانچہ چارون صاحبزادی ہاتھی پر سوار خالی کھڑے
تھے جب ہدایت محی الدین خان قتل ہوا رسبنا ایک داس دیوان قدیم نظام الملک نے جھکر یہ کلام
طعنہ آمیز زبان پر لایا اور گویا ہوا کہ سخت مقام حیف و جای افسوس ہے کہ بیدست و پا کھڑے رہو وقت
وہ ہے کہ انتقام خون پدر و برادر پر قدم اوٹھاؤ یہ سنکر صلابت جنگ نے سر در گریبان ہو کر

کچھ تامل کیا مگر نظام علیخان نے ہاتھی اپنا سر دست قریب فیل ہمت خان لاکر اس پھرتی اور چالاکی سے
کام لیا کہ ہاتھی پر ہمت خان کے جا پہونچا حریف غافل تھا اور قضا سر پر سوار کہ نظام علیخان نے
سر ہمت خان کاٹ کر سینہ بلکہ واس پر کہ فیل سوار تھا پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا اسطرح مردانہ وار
انتقام لیتے ہین کہ دفعتاً وہ سخت شور ہاے ہو کا کہ حشر کی صورت پیدا ہین برپا ہوا کہ بیان سے باہر پوشیدہ نرہے
کہ یہ وہی مقام سراین تھا جہان نظام الدولہ ہمت خان کے ہاتھ مارا گیا تھا اور دن بھی وہی تھا کہ نعش
نظام الدولہ اورنگ آباد مین پہونچکر دفن ہوئی تھی غرض اسی مقام مین صورت مدفن اون دونون
فتنہ پردازون کی ایک لیل ونہار مین واقع ہوئی اور خلق اللہ کو حیرت سخت تھی کہ منتقم حقیقی نے اچھی
صورت انتقام پیدا کی القصہ اس واقعہ کے بعد سرداران لشکر نے فراہم ہوکر نواب صلابت جنگ کو
کہ بھائیون مین بزرگ تھا مسند ریاست پر قائم کیا اور نذر مبارکباد گذرانی آشوب فرو ہوا اور سر اون
پٹھانون کے نوک سنان نیزہ پر رکھکر خلق اللہ کو دکھائے اور سرداران فرانسیس حسب دستور
حلقۂ ملازمی مین درآئے گویا نوکر سرکار آصفیہ ہوئے غرض یہ مرحلہ سترھوین ربیع الاول ۱۱۶۴ھ
ہجری مین طے ہوا بعد اسکے حیدرآباد مین مظفر ومنصور آکر عرضداشت اور نذر مسندارائی حضور
اقدس عالمگیر ثانی مین ارسال کی وہان سے خلعت اور فرمان صوبجات حاصل ہوا اب صلابت جنگ کو
استقلال کامل ہاتھ آیا کارپردازان قدیم نے رفع نزع وفساد کے واسطے باہم بھائیون مین یہ صورت
تقسیم ملک قرار پائی کہ صوبہ کنبا بسالت خان کے نام جو بطن خجستہ بانو بیگم سے تھے مقرر ہوا اور بلدہ
بیجاپور مین مغل خان کو جو بطن خواص سے تھا دیا اور نیابت ریاست جاگیر صوبہ برار بہمیت نظام علیخان
کو تفویض ہوئی اور جملہ حساب محاصل ومداخل حیدرآباد واورنگ آباد صلابت جنگ بہادر سے کہ رئیس اکبر
تھے متعلق ہوا نظام علیخان نے اپنی نیابت مین پہلے شاہنواز خان کو جو نظام الملک نے قید کیا تھا
چھوڑ کر وکالت مطلق پر مامور کیا اور منصب ہفت ہزاری سات ہزار سوارون سمیت مع خطاب صمصام الدولہ
دلاکر بمورد تفضلات شایان فرمایا صمصام الدولہ منتظم اچھا تھا خوب انتظام کیا جو زر خطیر اس مہمات مین
خزانہ آصفیہ سے صرف ہوا تھا تھوڑے زمانے مین پھر پہنچا دیا غرض کتاب ماثر الامرا جسمین احوال سلطنت
تیموریہ مندرج ہے تالیف کی ہوئی اسی شاہنواز خان کی تھی کہ مسودہ اوسکا غلام علیخان آزاد بلگرامی
نے فراہم کیے اور خطبہ اپنا لکھا اب نظام علیخان اور شاہنواز خان نے باہم مشورہ ہوکر وہ نظم ونسق

ملک و ریاست کا ظہور مین لانے کہ اوج و ترقی نے شان و شوکت پیدا کی اوس وقت حوصلہ کشورستانی نے
ہاتھ پاؤن نکالے خلاصہ آخر یہ مشورہ قرار دیا کہ ملک کہ دکن ہندوستان مین مرہٹہ ہو بقبضہ پیشگی تاخت
جمانا چاہیے غرض اسطرح عزم ملکگیری پر آمادہ ہوکر جانب ناگپور کہ دارالریاست بھونسلہ تہا لشکرکشی کی گھوجی بھونسلہ
مقابلہ سے ہاتھ اوٹھا پانچ لاکھ روپیہ نقد براہ مصادرہ دیکر مقابل کو راضی کیا پھر دوسری بار ملک میسور پر
جو جنوب دریای شور سرنگ پٹن کے متصل ہے نازل ہوئے وہان کے راجہ نے پچاس لاکھ روپیہ
پیشکش دیکر حصہ اپنے ملک مین قرار دیا تیسری مرتبہ سریاراؤ مرہٹہ جو صاحب جاگیر تہا ل کا عہد
نظام الملک سے متمرد پیشہ تہا اور قوت بہم پہونچائی تہی اوسکو بزور شجاعت گرفتار کیا اور تمام ملک
اوسکا اونکے قبضہ تصرف مین در آیا القصہ ان ہی صورتون سے انکی قلمرو نے وسعت پائی سپاہ راضی
خزانہ معمور ہوا اور اس سے پیشتر قوم نصاری فرانسیس ملازم ہوئی اور ضلع سکاکول و راجمندری
انکی جاگیر مین عنایت ہوا موسی بوشی نام فرانسیس سیف الدولہ بہرہ الملک رئیس اس جمعیت کا تہا اور
اسکی سرکار مین عبدالرحمان نام ایک شخص پسر خواجہ قلندر بلخی جو عہد نظام الملک مین بلخ سے آکر صاحب
اعتبار ہوا فوجداری مچھلی بندر اسکی سرکار مین آئی جسوقت دفتر آصفیہ کے متصدیون نے محاسبہ
زر نقد اسکے ذمہ تحریر کیا عبدالرحمان فرانسیسیون سے آشنا ہو چکا تہا کشتی محاسبہ کے سبب
مچھلی بندر سے نکلکر پھولچیری بندر مین خواستگار پناہ ہوا اور فرانسیسیون سے راہ و رسم پیدا کی کپتان
کور مدد نام افسر کمان مچھلی بندر نے اوسکو بخوشحالی بحکم بہمی کی وجہ اپنا دوست بنایا تہا اور نظر
التفات زیادہ تہی جسوقت ہدایت محی الدین خان نے مچھلی بندر مین عمل کیا ولے لکن صاحب قوم
فرانسیس گورنر پونڈچری کا تہا کپتان کور مدد نے جمعیت سپاہ فرانسیس کو افسری موسی بوشی
مین نوکر رکہکر عبدالرحمان اسطور کو کہ زبان فارسی فرانسیسی سے آشنا تہا اہلکار و سررشتہ دار
قرار دیا غرض عبدالرحمان نے کہ صاحب جوہر تہا موسی بوسی کے ساتھ رہکر ثروت عظیم بہم پہونچائی
حل و عقد امور سرکار فرانس دسوالجواب انکے امرای آصفیہ سے متعلق اسکے تہی قطب الملک اسد الدولہ
حیدر جنگ خطاب پایا بے مشورہ اسکے کوئی کام جاری نہین ہوتا تہا جس وقت امیر الممالک نواب
صلابت جنگ کا فرانسیسیون سے دل مکدر ہوا شاہ نوازخان کو حکم دیا کہ فوج فرانسیس یکقلم موقوف کرکے
اور جاگیر مین مسدود غرض فرانسیسیون نے اس عزم سے مطلع ہوکر حیدرآباد کو محاصرہ کیا اور اکثر نواح

حیدر آباد پر متصرف ہوئے نواب صلابت جنگ کہ ہنوز خارج شہر تھا سنکر حیدر آباد مین آیا خلاصہ شہر مین اہل فرانسیس تھی اور باہر فوج نواب صلابت جنگ القصہ دو مہینے تک طرفین مین توپ و تفنگ سے میدان گرم رہا اور نواب نظام علیخان اوسوقت جانب برار و بسالت جنگ سی صحبت موافق نہ تھی لہذا مقدمہ فرانسیسیون کا اصلاح پذیر ہوا آخرکار یہ بات قرار پائی کہ سند جاگیر سنکاکول و راج بندری سرنو فرانسیس کو لکھدی اور نوکری بحال رہی جو باعث مصالحہ ہوئے اسکے بعد اہل فرانسیس نے شہر کو خالی کیا اور رخصت ہوئے اور نواب صلابت جنگ پھر اپنے لشکر مین آکر جانب ملک گیری متوجہ ہوئے محالات تھالنی وغیرہ رام چندر مرہٹہ سے انتزاع کیے اور قلعہ دولت آباد پر کہ عہد اورنگ زیب سے قبضہ سادات بخارا مین تھا نظر تسخیر ڈالی مورچال آراستہ کیے اور آکر اورنگ آباد مین قیام کیا سرداران فوج اخذ تنخواہ کے واسطے برسر فساد آئے اور درپے عزل شاہ نوازخان ہوئے اور بسالت جنگ کو جو امیر الملک نے قید و گرفتار کیا تھا اسکو گھر سی نکال لاکر امیر الملک کے پاس لائے اور مظہر ہوئے کہ اگر عہدۂ وکالت مطلق اسکے نام زد ہو تو بلوای سپاہ موقوف ہوتا ہے کہ شاہ نوازخان کے ہاتھون سی سخت تنگ آئے ہین اب صمصام الدولہ شاہ نوازخان نے دیکھا کہ سپاہ دشمن آبرو ہی وقت شب اپنے رفیقون سمیت چار پانچ سو آدمی لیکر بحفاظت حرمت و جان کے واسطے لشکر سے جدا ہوئے اور قلعہ دولت آباد مین پناہ لی مال و متاع اوسکے گھر کا بلوائیون نے غارت کیا آخر نواب صلابت جنگ نے مجبور ہوکر خلعت وکالت مطلق بسالت جنگ کو حسب استرضای افسران سپاہ عنایت کیا اسکے بعد تدارک شاہ نوازخان مدنظر تھا قلعہ دولت آباد کو محاصرہ کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی اس سوانح مین متوسط تھے مدعا اس مفسدہ کا یہ تھا کہ شاہ نوازخان مرد عاقبت اندیش جمع کرنے مین خزانہ کی مصروف تھا اور انعام سپاہ مین مخل لہذا اہل سپاہ بد دل تھے چونکہ شاہ نوازخان نائب و دستگیر نظام علیخان تھا جب یہ خبر نظربند ہونے شاہ نوازخان کی لشکر برار مین گوش زد نظام علیخان ہوئی سخت ناگوار ہوا کلمات خشونت آمیز بھائیون کے تحریر کیے اور پیام دیا کہ خواستہ الٰہی جو کچھہ تمھارے اور ہمارے درمیان مین حکم فرمائی مین مصلحت سے ہے غرض جب بسالت جنگ نے نیابت بھائی کی پائی دفع کرنا نظام علیخان کا پیش نظر تھا جانوجی بھونسلہ ناگپور کو لکھا کہ جاگیردن سی گماشتونکو نظام علیخان کے بیدخل کرو اسکے بعد بسواس راو پیشوا سی ملکر اعانت چاہی اور نظام علیخان پر

فوج کشی کی اور اوسطرف سی نظام علیخان جوابدہی مین متوجہ ہوے جنگ صعب دونون لشکرون مین
واقع ہوئی ایک مرتبہ اسی ہزار آدمی لشکر نظام علیخان کی جان سے کشتہ اور جسم سی مجروح ہوئی اور
جعفر علیخان دیوان کا بھی دفتر حیات یکقلم گاؤخوردہ ہوا اور جبکہ توپخانہ بسواس راؤ بھاؤ کے ہاتھ آیا
اور دوسری لڑائی اسطرح پیش آئی کہ غلام سید خان کہ ثانی الحال مشیر الملک خطاب ہوا تھا
مغلوبی مرہٹہ مین درآیا لیکن حسن تدارک مشیر الملک سی صورت فتح نمایان ہوئی ایک سو ہزار مرہٹہ اس
کارزار مین نذر تیغ و تفنگ ہوا خلاصہ مقام اوڑلیہ مین یہ لڑائی ہوئی تھی اور شروع ہونا مشیر الملک کی
ترقیون کا اوسی زمانہ سی ہے مرہٹون کو جان بچانی اور گھوڑونپر سوار ہونا سخت دشوار تھا اس عرصہ
مین نظام علیخان نے سپاہ آصفیہ مین طرفہ تفرقہ شکست و بست ڈالا غرض اہل سپاہ خاصہ پیش کھنی
مین جسقدر کہ شاہ نوازخان سے ناراض تھے نظام علیخان سے آملے یہان تک کہ بسالت جنگ
مغلوب ہوکر اپنے سپاہ کے ہاتھون محبوس و منکوب ہوا غرض فوج نے اوسکو پکڑکر نظام علیخان کو
حوالہ کیا کہ وہ قلعہ ادونی مین نظربند ہوا امیر الممالک نواب صلابت جنگ نے جب یہ صورت معاینہ کی
نظام علیخان سی ناراض نہ تھا برار اور جاگیر سے اوسکو بلاکر تسلی کے ساتھ بھائی کو آغوش محبت مین
جگہ دی آصف جاہ ثانی خطاب و لقب ولیعہدی عنایت فرمایا اور انتظام کاروبار ملکی و مالی و خانگی تمام
وکمال سے نو تفویض کیا اور شاہ نوازخان کو قلعہ دولت آباد سی بلاکر مسترد کیا نظام علیخان نی نیابت
اپنی عہدہ وکالت سمیت پھر اوسکو حوالہ کی غرض جو انتظام شکستہ وخراب ہوا تھا پھر تازہ اوس سرکار
مین حسن تدبیر ہوا مطمئن خاطری ظہور مین آئی اس عرصے مین بالاجی اور بسواس راؤ کہ ذکر انکا
پیشواؤن کی ذیل مین آئیگا نظام علیخان سی جلے ہوئے تھے انتزاع اورنگ آباد کے واسطے
فوج کثیر لاکر شہر کو محاصرہ کیا شاہ نوازخان نے اپنے آقا کی حسب اشارہ فوج متعلقہ سمیت مضافات
سندکھیڑ مین اکر لشکر مرہٹہ سے مقابلہ کیا نظام علیخان نے بھی شاہ نوازخان کے پیچھے قدم اوٹھایا
تین چار لاکھ شمار یہ فوج ہمرکاب مرہٹہ تھی غالب آئی اور سات آٹھ لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ خاندیس
سی قلعہ اسیر سمیت صوبہ دکن کی عوض نعلبندی مرہٹہ مین درآیا اور حکومت اسلام نے سلام کیا غرض عہدنامہ
پیشوایان دکن و سرکار آصفیہ مین قرار پاکر نقش عمل مرہٹہ اوس ملک مین بیٹھا عامل جابجا روانہ کیے
زور و ظلم پر کمر باندھی سیکڑون منصبدار جنکی جاگیرین اوس ضلع مین مقرر تھین نان شبینہ کو محتاج ہوئے

سماعت اسکے داد و فریاد کی دونون سرکارون مین نامسموع تھی الغرض اندنون صوبہ برار کے بعض محالات قبضہ بہونسلہ مین آکر نصف سے کم برار و حیدرآباد و بیجاپور اولاد آصفیہ کے تصرف مین بہی بلکہ اسکے چہارم حصہ پر مرہٹہ نظر اپنی لگائے تھے خلاصہ اس عیش و بیش مرہٹہ مین نوبت فتح و شکست کی عرصہ دراز تک پہونچی امیرالملک صلابت جنگ نے جماعۂ فرانسیس کو اپنی حمایت و کمک کے واسطے طلب کیا اور موسی بوسی فرانسیس سکاکول وغیرہ جاگیردن سے آئے حیدر جنگ مذکور نے جو رنگ زمانہ دوسری وضع پر دیکھا اور امیرالملک کو دست مرہٹہ سے مغلوب پایا اس فکر مین تھا کہ مختاری خانۂ آصفیہ لینا چاہیے لہذا جمعیت مغلیہ مین اور زیادہ تر آتش فتنہ مشتعل کی اور اونکے سردارون کو بزور فریب و تدبیر اپنی طرف کھینچا اور طلب تنخواہ کے واسطے بلوا کرنے کی راہ بتائی اور بیخ کنی کی در پردہ کوشش کرنی شروع کین مگر بظاہر دم محبت و اتحاد شاہ نواز خان بھرتا تھا یہان تک کہ پھر دوسری بار سپاہ آصفیہ نے بلوا کیا حیدر جنگ نے اپنے اظہار اخلاص فرانسیس و نمائش خدمتگذاری کے لیے آٹھ لاکھ روپیہ امیرالملک کے عوض خزانہ فرانسیس سے سپاہ کو پہونچا کر ابراہیم خان کاردی وغیرہ افسران سپاہ آصفیہ کو اپنی طرف لیا اور امیرالملک صلابت جنگ اور انکے بھائی بسالت جنگ کو سمجھایا کہ قلعہ دولت آباد جگہ پناہ و امن کی ہے اور سپاہ ہر وقت نافرمانی پر آمادہ مبادا کسی دن آتش فساد مشتعل ہو اور بے ادبی کے ساتھ پیش آئین گرفتار کرین لہذا عقل یہ بات چاہتی ہے کہ بود و باش جناب مع لشکر و فوج بیہودہ اوٹھاؤ اور تیاری قلعہ مین اسی دن کے واسطے لاکھون روپیہ صرف کیے ہین قیام پذیر ہو کر حکومت کرو غرض یہ مشورہ اون صاحبون کو نہایت پسند خاطر آیا اور بے تکلف قلعہ دولت آباد مین در آئے حیدر جنگ نے اسی شرط پر مفسدہ سپاہ رفع کیا تھا القصہ پھر پہرے فرانسیسی بظاہر حفاظت کے واسطے اور باطن مین خالی عداوت سے نہ تھا دونون امیرون پر مامور کیے اور شاہ نواز خان کو مع میر عبدالسلام و میر عبدالنبی فرزندون سمیت اور یمین الدولہ وغیرہ اور نظام علیخان کو بھی نظربند کیا اور آپ بہ کشادہ پیشانی حاکم وقت بنا ۔

ذکر مسند آرائی بار دیگر نواب نظام علیخان بہادر بتمام و اہتمام مور ریاست و اقتدار ... [illegible]

نواب نظام علیخان نے دیکھا کہ وہ دونون شخص بادۂ غفلت مین سرمست ہین آپ بھائیون کے

لشکر سے جدا ہو کر باغ بیگم مین قیام پذیر ہوئے حیدر جنگ نے مرزاجیون کی معرفت پیام بھیجا کہ تمکو بھائیون کی رفاقت اور خاطرداری موسی بوسی مناسب ہے کسواسطے رونق افروز قلعہ نہین ہوتی نظام علیخان نے جواب اس سوال کا کمال فرحت کے ساتھہ دیا کہ مجکو حیدر جنگ سی چند باتین خواہش باطنی کی اظہار کرنا ہے لہذا ایک ساعت کے لیے کھڑے میرے پاس آئین کہ مین کھکر داخل قلعہ ہون مجکو اصلا مفارقت بھائیون کی گوارا نہین چونکہ قضا نے پردے غفلت کی آنکھون پر جھکا دیے تھے حیدر جنگ خنگ زرگری سے غافل اوسیوقت اوٹھکر آیا اور یہان چند رفیق جانباز و معتمد شمشیر و خنجر تیز کیے حسب اشارہ نظام علیخان آمادہ قتل حیدر جنگ تھے آتے ہی کام اوسکا تمام کیا اوراب نظام علیخان نے دیکھا کہ لامحالہ مقابلہ فرانسیس درپیش ہے تنہا اسپ پر سوار اختقل پنڈت دیوان قدیم عہد پدر بزرگوار کے دیرہ مین کہ کھانا کھا رہا تھا پہونچا اسنے نوالکر مرہٹہ کو پاس کہ تیس ہزار سوارون ہمیت وہین قریب فروکش تھا پہونچایا اور پیمان وعہد مضبوط کیے اور دوسری طرف رام چندر مرہٹہ کو کہ دس بارہ ہزار سوار اوسکے ہمرکاب تھے طلب کیا غرض شکوہ شاہانہ وشوکت امیرانہ کے ساتھہ نظام علیخان کو اورنگ آباد مین کہ دو کوس کے فاصلہ پر تھا پہونچایا اور موسی بوسی کو پیام دیا کہ ہمنے جو تمہارے ساتھہ سلوک ایسے نمایان کیے تھے اوسکا یہی عوض تھا جو صلابت جنگ و بسالت جنگ کے ساتھہ ظہور مین آیا اگر سلامتی جان زار منظور نظر ہے تو تشریف لیجاؤ اور اگر تامل ہے تو آمادہ جنگ ہو القصہ جسوقت موسی بوسی کیفیت قتل حیدر جنگ سے مطلع ہوا شاہنوازخان کے گھر مین کہ مصلای نماز پر تھا اگر لچھمن نام ہندو بچہ کے ہاتھون اوسکو دونون لڑکون سمیت راہ عدم دکھائی اور ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ کو اپنے گھر کا مختار کیا المختصر جسوقت پیام نظام علیخان گوش زد ہوا تاب مقابلہ نہ رکھتا تھا سر محاصرہ حیدرآباد سی اوٹھکر بندر مچھلی پٹن کی راہ لی اور نظام علیخان نے زمینداران اطراف سکاکول وراج بندری کو کیفیت گمراہی ارباب فرانسیس سی بواسطہ کاغذ و قلم اس حکم کے ساتھہ اطلاع دی کہ ہمنے جاگیر انکی برطرف کی اب جسطرح ممکن ہو انکو ملک سی خارج کرو چنانچہ زمینداروں نے اموال و اسباب فرانسیسیون کا بواسطہ شبخون بلاتکلف غارت کرنا شروع کیا اور کشت و خون کا بھی کوئی سنگ اوٹھا نہین رکھا ہر چند ذوالفقار جنگ مختار بہ دم مصالحہ مین تدارک کرتا تھا لیکن کچھ فائدہ نہ تھا

آخر کار فرانسیسی مجبور ہوکر اپنی سلامتی جان عزیز کیواسطی راہ فرار پر قدم زن ہوئے۔

کیفیت محاصرہ کرنے قوم انگریز کی وابتدای آنی اس فرقہ کی چینا پٹن سے اور لینا بندر پھولچیری کا فرانسیسیون سے

جو اہل فرنگ یعنی انگریزی عہد حضرت جہانگیر تیموریہ سی سواحل دریای پر قیام پذیر تھی سنہ ۱۶۱۲ عیسوی مطابق سنہ ۱۰۲۱ تخمینا ہجری کی شروع مین پہلی قوم پرتکیزی نی کوٹھی جہت تجارت تعمیر کی نام اونکے افسر کا کپتان تھا اور گورنر خطاب اور یہ کمپنی جو دو سو پندرہ نفر قوم نصارا سے تھی سرمایہ سات لاکھ روپیہ کا بہم پہونچا کر اوسکے شریک تجارت تھی اور انکے منصرم اور کارپرداز چوبیس ۲۴ آدمی انگریز تھے بجز سوای تجارت تمنای حکومت و امارت نہ تھی اول مرتبہ بحکم جہانگیر سی احمد آباد و بیپا پٹن عمارت بنائی تھی اور مردم قلیل چوکی اور پہرے کے واسطے نوکر رکھتے تھے دوسری مرتبہ زمانہ حضرت شاہجہان مین انھین اہل فرنگ سی مسٹر بوس ڈاکٹر نے معالجہ شاہزادہ جو بارہ وقت مین جلگیا تھا کیا بفرمان شاہی جہت قیام براہ تجارت عنایت ہوا تھا اور اجازت تعمیر کوٹھی شہر بنگالہ مین ڈاکٹر موصوف نی حکمت عملی سی حاصل کی غرض یہ اہل فرنگ مدراس اور بمبئی مین اطاعت کے ساتھ مسکن پذیر تھے اور قدم دریای شور سی روی زمین ہند و دکن پر نہین رکھا تھا مختصر تاجرون کی صورت کنارے اور گوشے مین بصد رنج بسر کرتے تھے فقط چوکی اور پہرے کے واسطے کئی سو آدمی نوکر تھے چند سال اس سی پیشتر اونھون نے شاہزادہ فرانسیس کو سلطنت و ملک پدری پر قایم کیا تھا اس سبب انگریز و فرانسیس مین نزاع کلی بلکہ عداوت قلبی واقع تھی اب کیفیت اونکی پریشانی کی جو زمیندارون کے ہاتھون نصیب ہوئی سنکر طبیعت نظام علیخان پھر گئی اسکے استیصال پر آمادہ ہوئے چنانچہ انگریزان چینا پٹن پر تاخت لاکر بندر پھولچیری کو محاصرہ کیا اور جنگ و جدال تواتر مین اسقدر قافیہ فرانسیسیون کا تنگ کیا کہ شرارت اور گرمیان اونکی ساری سرد ہوگئین اور عمارات اونکی جو اطراف قصبہ مین تعمیر تھی نذر آتش کی اور مستحکم قلعون کی بنیادین ڈھائین خلاصہ صورت اخراج فرانسیس انکے حسب دلخواہ ظہور مین آئی بعد ازان کہ فرانسیس پریشان روزگار سپاہ ٹیپو سلطان حیدر ناک مین در آئے اور اکثر اپنی ولایت کے جانب روانہ ہوئے اور بنات النعش کے مانند متفرق ہوکر ہندوستان مین پہونچے جابجا رئیسون کی نوکریان کین وہ قوت و شوکت تمام خواب و افسانہ ہوگئی

القصہ اوسوقت سی غلبہ نصارای انگریزی دکن اور ہند مین ہر جگہ واقع ہوا چنانچہ اوسی سال
پہلی نقش انکے عمل کا دکن مین بیٹھا اور گورنر انگریزی نی پینا پٹن وغیرہ مین قیام کیا اور اوسی سال کے
آخر یا شروع مین بنگالہ پر بھی قبضہ پایا خلاصہ یہ معرکے دکن کے سنہ ایک ہزار ایک سو ستر یا کتھتر ہجری مین
وقوع ہوئی القصہ بعد استیصال فرانسیس نواب نظام علیخان کی قوت وشوکت نی زیادہ تر رونق پائی اور
حضرت غرور نے بھی دماغ مین جگہہ کی ہر چند صلابت جنگ وصابت جنگ دونون بھائیون نے قلعہ دولتآباد
سی مخلصی پائی لیکن نواب نظام علیخان کی طرف سی غافل نہ تھے در پردہ پیشوایان پونہ وغیرہ مرہٹون سے
بیقلم رسم خط وکتابت جاری تھی لہذا نظام علیخان سی صورت اختلاف ظہور مین آئی اور حرف محبت لوح
دل سے اوٹھا کہ اس عرصہ مین مادھورا و پیشوا تازہ مسند نشین تھا بھاو بسواس راو کے حسب مشورہ تسخیر
ملک واخذ دولت آصفیہ کی جانب رخ کیا چنانچہ اشارہ صلابت جنگ بھی اس مقدمہ مین شامل تھا ناچار
نظام علیخان نے اپنی جمعیت موجودہ سمیت مقابلہ مرہٹہ پر کمر باندھی اور متواتر لڑائیان پیش آئین بلکہ کئی مرتبہ
مغل علیخان تیسرا بھائی نظام علیخان کا بھی ہراول سپاہ مرہٹہ بکر صف آرا ہوا تھا غرض اس جنگ وجدال کو
زمانہ دراز گذرا آخر نظام علیخان نے ہزار تدبیر سی پہلے مغل علیخان کو جو جانب مقابل ہوکر دم شجاعت بھرتا تھا
گرفتار کیا بعد اوسکے مرہٹون کو پونہ تک پسپا پایا اور اسقدر جوانمردی اور جلادت سی کام لیا کہ مادھوراو
امان زبان پر لاکر مصالحہ پیش آیا اور ملک ستائیس لاکھہ روپیہ کا جو پہلے نواب سے لیا تھا مسترد کیا فقط
قلعہ دولت آباد مین عمل مرہٹہ رہا اور تمام ملک مین فتح وظفر کے ساتھہ عملداری نظام علیخانکی ہوئی اب نواب کو
مرہٹہ کی طرف سی کچھہ طمانیت ہاتھہ آئی صلابت جنگ کو قید کیا اور قلعہ بندر مین لگا رکھا چنانچہ پندرہ برس
کے بعد اوسی قید ومحبس مین ششجہت سی گذرا اور قید حیات پنجروزہ سی نجات پائی اب نظام علیخان نے
بیدغدغہ ہوکر عرضداشت اس تمام کیفیت کی حضور مین حضرت شاہ عالم عالی گوہر کہ رونق افروز
تخت سلطنت تھی نذر سمیت وکیلون کی معرفت ارسال کی خلعت اور فرمان نظامت صوبجات دکن حاصل
کیا اور نیا خطاب اپنا آصفجاہ ثانی قرار دیا اور رعیت کو انعام وبخشش سے شاد کام کیا اور اپنی طرف سے
خلعت مختاری راجہ پرتاب ونت برہمن جیجیدی ساکن سکندر کو عنایت کیا اور ارشاد فرمایا سہ ۱۱۷۵ ہجری یادہ بار [illegible]

کیفیت بقیہ حال استقلال آصفجاہ ثانی نظام علیخان بہادر مع واردات ٹیپو سلطان وغیرہ بالاجمال

اب نظام علیخان کو سوای آبادی ملک وآراستگی سپاہ اور کوئی فکر نہ تھی لیکن اکثر اون کو شادیون کا خیال تھا

کہ اس عرصہ مین اتفاقاً پونہ مین برہمنان پیشوا کی صحبت درہم وبرہم ہوئی تفصیل اسکی انکی روداد مین جداگانہ قلمبند ہوگی غرض منصب پیشوائی کو مادہوراؤ اپنی طرف کھینچتا تھا اور رگھناتھ راؤ اپنی جانب آخر رگھناتھ مغلوب ہوکر باسک بترنک کی طرف روانہ ہوا وہان محمد مرادخان اورنگ آبادی اعزاز واکرام کیساتھ پیش آیا اور اپنی پناہ مین جگہ دی نظام علیخان اور انگریز سے صورت تصفیہ نکال کر امداد وحمایت کا متعہد ہوا جسوقت سرداران مرہٹہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ نظام علیخان بپاس اعانت رگھناتھ راؤ پر ہے از رہ رفاقت مادہوراؤ چھوڑ کر رگھناتھ سے آملے اور رگھناتھ کو احمدنگر مین لائے اور مادہوراؤ بھی ادہر سے اونکے مقابلہ کے واسطے نکلا چنانچہ باہم دونون پیشواؤن مین صورت مقابلہ ومحاربہ پیش آئی مگر مادہوراؤ ہزیمت نصیب ہوا اور رگھناتھ راؤ نے شرط کے موافق ملک پچاس لاکھ روپیہ کا قلمرو پونہ سے قلعہ دولت آباد سمیت جو اب تک قبضہ مرہٹہ مین تھا سپہ واگذاشت کرکے نظام علیخان کو دیا چونکہ یہ مقدمہ محمد مرادخان کی وجہ ظہور مین آیا تھا لہذا پاسداری انکی نظام علیخان کو زیادہ تر ملحوظ تھی اب راجہ پرتاب ونت دیوان کو آتش حسد ورشک لگ اوٹھی اوسنے نواب سے عرض کی کہ رگھناتھ کو حمایت عالی مین در آیا مگر منصب پیشوائی کے قابل نہین لہذا باہم مرہٹون مین تفرقہ اندازی اپنی فتوحات عمدہ کی باعث ہے جانوجی بھونسلہ رئیس ناگپور وگونڈوانہ کو جو صاحب فوج وشوکت ہے بطمع پیشوائی بلاکر نوکر رکھکے مقابل رگھناتھ راؤ کا مقرر کرنا چاہیے اسطرح بیہودہ وشورہ فرنگ اپنا جمایا اور رگھناتھ کو یہ کیفیت ساری معلوم ہوئی سمجھا کہ مقابلہ نواب وبھونسلہ دشوار ہے پونہ سے نکلکر دست تاراج دراز کیا اور تیس ہزار سوار سمیت آکر اورنگ آباد کو محاصرہ کیا مؤتمن الملک ناظم اورنگ آباد ہمت خان کوتوال برادر محمد مرادخان سمیت برسر مقابلہ آیا آخرکار رگھناتھ یہان سے اوٹھکر بگلانہ کی طرف گیا اور سپاہ آصفیہ نے تعاقب کیا جب رگھناتھ راؤ نے برار کی طرف رخ کیا وہان بھی فوج اسلام سد راہ ہوئی ناچار رگھناتھ نے حیدرآباد سے قدم اوٹھایا یہان شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم تھا یہ بھی برسر مقابلہ آیا آخر رگھناتھ دودلہ ہوکر فکر مین تھا کہ ناگاہ زمرۂ رئیسان پیشوائی تسخیر ہندوستان پر کمر باندہی اور چار پانچ لاکھ فوج قدیم وجدید لیکر روانہ ہوئے اودہر شہر پونہ سپاہ سے خالی ہوا مثل مشہور ہے کہ خانۂ خالی را دیو می گیرد نظام علیخان نے سپاہ آصفیہ سمیت جانب پونہ قدم اوٹھایا عداوت مذہبی تھی ہی کوئی دقیقہ خرابی اور تاراجی مین اوٹھا نہین رکھا بزور شمشیر پونہ پر قبضہ کیا غلام علیخان آزاد نے یہ تاریخ کیا کرم موزون فرمائی ہے ع آتش زد پونہ را سپاہ اسلام ٭ ہنوز لشکر پیشوا نے کچھ سواد ہندوستان

علی کی تھی کہ یہ خبر سنکر مضطر و تتشری کے ساتھ پھرا اور اطراف پونہ مین پہونچکر نظام علیخان پر لشکر
کشی کی اودھر فوج مسلمانی کم تھی اہل بھونسلہ جو ہمراہ تھے وہ پہلو تہی کرتے تھے غرض جسوقت فوج
نواب مقامات راکھین بھون مین دریای گنگا گوداوری کے اوپر آمادہ عبور ہوئی کہ سپاہ مرہٹہ پانی کی
مانند آ برسی توپخانہ جبشی نواب کچھ اسطرف اور کچھ اودھر کشاکش مین پڑا اتھل پتھل دیوان اور
سرداروں سمیت دریای فنا مین ڈوبی آخر نظام علیخان نے ہزار خرابی کے ساتھ دریا سے اوتر کر راہ
حیدرآباد لی آخر بلہارا و ہولکر نے درمیان مین پڑکر صورت اصلاح نکالی اور اسباب غارت رفتہ پھیر
دلایا غرض اس کشمکش مین نواب مغل علیخان نے بھی قید نظام علیخان سے رہائی پاکر شاہجہان آباد
مین قدم رکھا پیشگاہ سلطنت سے چکلہ داری سرہند پر مامور ہوئے سکھون کے مقابلہ مین میدان گرم
کیا آتش جنگ و جدال مشتعل کیکہ ہزیمت اوٹھائی اور دہلی مین جاکر نقش قیام جمایا اور سلسلہ عقد خاندان
نواب سعد اللہ خان مین بہم پہونچایا خلاصہ دات اور کچھیات سرکار نظام الملک اسکے قبضہ مین آگئے
آخر کچھ دنون کے بعد وعدہ حیات پورا ہوا دنیا سے ہاتھ اوٹھایا راہ عدم پر قدم رکھا قصہ مختصر جب
نواب نظام علیخان حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے سر دست دو مقدمے پیش آئے ایک
خروج حیدر نائک و ٹیپو سلطان کا جنگ مین شرح اس مضمون کی اپنی جگہ پر لکھی ہوگی القصہ
مدت دراز نظام علیخان کو بیان فوج کشی مین گذری آخر کئی لاکھ روپیہ کا ملک حیدر نائک کو تواضع
کیا دوسرا اہل بھونسلہ سے ناگپور مین باہم نزاع پیش آئی سا باجی بھونسلہ جو اوس زمرہ مین تھا اوس نے
نواب سے مدد چاہی چنانچہ نواب نے ظفر الدولہ کو بیش ہزار فوج دیکر جانب برار روانہ کیا آخر اسکے پہونچنے
کے بعد وہ مقابلہ اہل بھونسلہ آپسمین اصلاح پذیر ہوا اور سا باجی نے اپنی شرط کے موافق کچھ
قلعون کی مثل کاویل و پرنالہ وغیرہ جو صوبہ برار سے تصرف بھونسلہ مین ملک آصفیہ سے عہد ناصر الدولہ نظام علیخان
و بیالت جگ وغیرہ بھائیون مین باہر نکل گئے تھے دھونسا جی کے سپرد کین چنانچہ وہ ملک قبضہ
عمال نظام الملک مین در آیا اور صورت تصفیہ فیمابین دھونسا جی سے ظہور مین آئی خلاصہ بھونسلہ نے
منت کش ہوکر رخصت کیا آخر مودھوجی رئیس بھونسلہ نے کہ دانشمندی مین بوضع خود کامل و مشہور تھا
خدمت نظام علیخان مین آکر وہ بساط اطاعت بچھائی کہ خان مذکور کمال مسرور ہوئے اور چاپلوسی مین
آکر جب پسند قلعہ کاویل عنایت فرمائی اور ہر مقدمہ مین پاسداری ملحوظ خاطر تھی کہ اس عرصہ مین مصر خانہ پیشوا

آتش فتنہ سرکش ہوئی صورت اوسکی یہ ہے کہ رگھناتھ راو نے کمپنی سے مدد چاہی آخر بمبئی مین پہونچکر وہان کے انگریزی سردارون سے ملکر امیدوار استمداد رہتا تھا اور پونہ مین ریاست مادھوراو کم عمر و ناتجربہ کار کے نام قرار پائی چنانچہ مشیر الملک نے کہ عہدہ نیابت و مختاری پر سرکار آصفیہ مین مامور تھے انتزاع صوبہ بیجاپور کے واسطے کمر باندھی اور مہاجی سیندھیہ کو دو کرور نقد دینا کہکر طلب کیا کہ پیشوا سے برسر مقابلہ پیش کرے اور آپ تماشا دیکھے ع بہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ٭

ذکر داخل ہونا انگریز کا خانہ نظام علیخان مین اور ظاہر ہونا جنگ کہرلہ کا

القصہ اسی طرح مشیر الملک نے انگریزان بمبئی سے بواسطہ نامہ و پیام مضمون آشتی و محبت کا چاہا اور چند پلٹن انگریزی ملازم رکہین اور نگاہداشت فوج جدید شروع کی اور یہ تصور تہا کہ سلطنت شاہ عالم عالی گوہر کو جو بکہرامی غلام قادر خان کی وجہ کہٹائی مین پڑکر سخت ضعیف ہوئی تہی اوسمین نمک مرچ لگائی یعنی رونق دی چونکہ یہ پلاو خیالی تہا اور خلاف مشیت الہی دال نہ گلی یعنی مہاجی سیندھیہ ہنوز ہندوستان مین مشیر الملک تک نہ پہونچا تہا کہ ملک عدم کی طرف روانہ ہوا دولت راو سیندھیہ کہ عنفوان شباب نو رسیدہ تہا قائم مقام مہاجی سیندھیہ ہوکر مقدمات خانہ پیشوایان مین اولجہا رہا اور پیل بند منصوبہ شکست ہوا القصہ جب پیشوا کو سیندھیہ سے صورت اصلاح واقع ہوئی نظام علیخان کی بوجہ شرارت جو نسبت پونہ ظہور مین آئی تہی کمر انتقام پر باندہی چنانچہ مادہوراو نے اپنی فوج دریا موج بیکس سیندھیہ کی طرف سے ملک نظام علیخان پر برنگ تاخت جہایا چنانچہ اس معرکہ مین تمام اقوام مرہٹہ اور بہونسلہ اور گائکواڑ اور سیندھیہ اور پلٹنین فرانسیسی اور ڈبائی صاحب اور بیگم شمرو جملہ پایرکاب مرہٹہ اور پیشوا کے تہین اور اودہر سے نواب نظام علیخان نے نواب ... شمن خان پدر اسحاق خان و راجہ اجودہن سنگہ ... اور سردارون ہمیت مقابلہ کے واسطے قدم بڑہایا اور افواج انگریزی دونون طرفون سے سلسلہ دوستی مربوط رکہتے تہے چند پلٹنون سمیت آکر ایک طرف تماشائی دونون جانب کے تہے چنانچہ یہ جنگ عظیم مقام کہرلہ مین واقع ہوئی غرض جیت مرہٹہ کی تہی چار دن جا بر لشکر اسلامی محاصرہ مین رہا لیکن نامہ نویس دیوان سرکار پیشوا نے کہ خیر طلب سرکارین تہا اس عقلمندی کے ساتھ طرح سوال جواب ڈالی کہ آتش جنگ جو مشتعل تہی سرد ہوئی آخر یا مہر لیکر

ومشیر الملک نے باہم فیصلہ کیا کہ نظام علیخان حال و بقایا کی عوض کرور روپیہ پیشوا کو دیکر فارغخطی و عہدنامہ
اتحاد و محبت کے ساتھ لین لیکن سردست تمام مبالغ موجود نہ تھے نصف زر دیکر ارسطوجاہ مشیر الملک کو
باقی کی بابت اول کے طریق سپرد کیا غرض یہ مصالحہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین واقع ہوا القصہ ارسطوجاہ
مشیر الملک ایک مکان مختصر مین نظربند رکھا گیا یہ وقت وقابو تھا کہ نانا فرنویس اعتراضی پیشوا مین دراکر پہاڑ
کی طرف روانہ ہوا القصہ سنہ ۱۲۱۲ مین روداد کی حال پیشوا مین مندرج ہوگی اب طوطی مہاراجہ دولت راو
سیندھیہ بخوبی بولا اور مشیر الملک نے زر بقیہ کہ جسکی بابت قید تھا دینا قبول کیا اور رہائی پائی حضور
نظام علیخان مین حاضر ہوکر سرنو امور ریاست کو رونق دی اور دشمنون سے ایام ماضی کا انتقام لیا
غرض نواب نظام علیخان نحیف و زار ہوکر عارضہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا اور مشیر الملک نے قوت تازہ
اور اختیار کامل پایا چونکہ میانہ ٹیپو سلطان و اقوام انگریز بہادر نزاع کہنہ تھی گورنر جنرل بہادر کلکتہ
و بمبئی و مندراج کو مدافعت ٹیپو سلطان منظور نظر تھی لہذا اہل مرہٹہ اور نظام علیخان اور ارباب بھونسلہ
سے اتفاق بہم پہونچا کر بنیاد جنگ و جدال قائم کی جسوقت ٹیپو سلطان پر فتحیاب ہوئے تخمیناً تیس
لاکھ روپیہ کا ملک حصہ نظام علیخان مین در آیا اسکے بعد سرداران مرہٹہ اور اہالیان انگریز کے
درمیان مین پیشوائی باجی راو ثانی کی وجہ کہ ذکر اسکا اپنے مقام پر آئیگا نزاع و مخالفت ظہور
مین آئی انگریزون کو پیشوائی باجی راو منظور تھی اور مرہٹہ بالاتفاق یہ بات کہتے تھے کہ ہمارے گھر مین
انگریز کو جای مداخلت نہین اور نظام علیخان کو بھی حمایت باجی راو مد نظر غرض راجہ مہیپت رام صاحب
صوبہ ملک اورنگ آباد نے فوج مرہٹہ سے جانفشانیون کے ساتھ مقابلہ کیا اور نواب سبحان خان سالار
نے لشکر جنرل ولزلی بہادر کے ساتھ ہوکر نظام علیخان کی طرف سے کارہاے نمایان کیے غرض
مصالحہ انگریز و مرہٹہ مین قرار پایا اوسوقت وہ ملک جو صوبہ برار سے نظام علیخان نے رگھوجی بھونسلہ کو دیا تھا قلعہ
گاویل و نرنالہ وغیرہ بیست پھر سرنو ملک و ریاست نظام علیخان مین شامل ہوا اور سرحد فیما بین ملک متعلقہ
و ملک بھونسلہ دریاے وردھا قرار پائی غرض نظام علیخان نے اس فتوح کے بعد سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین اوسی عارضہ
کی وجہ جو لاحق تھا پھر عود کیا اور جہان گذران سے گذرا عمارات و باغات حیدرآباد مین یادگار باقی ہے

ذکر جلوہ فرمائی و مسند آرائی نواب عالیجناب فلک قباب مظفر الممالک نظام الملک
میر فرخندہ علیخان بہادر فتح جنگ کہ ساتھ فولاد جنگ صاحب حیدرآباد دکن کے

نواب نظام علیخان نے بعد رحلت غفران آب خطاب پایا آٹھہ فرزند ارجمند تھے ایک نواب میر احمد علیخان مخاطب
عالیجاہ کہ عین شباب مین تیر نگاہ اجل کے نشانہ ہوئے دوسرے میر انتظام علیخان جمشید جاہ کہ یہ بھی
عہد جوانی مین ملک جاودانی کی طرف سدہارے تیسرے میر سبحان علیخان فریدون جاہ کہ سات ہزار
روپیہ کا درماہہ مقرر تھا عزت و امتیاز کے ساتھہ موجود چوتھے میر ذو الفقار علیخان دارا جاہ کہ چھہ ہزار
روپیہ ماہواری انکی مقرر تھی زندہ پانچوین میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ چھہ ہزار روپیہ درماہہ نقد مقرر
اور سلامت و صحیح چھٹےین میر جہاندار علیخان کیوان جاہ کہ سب بھائیون مین چھوٹے پانچ ہزار روپیہ
درماہہ پاتے تھے خلاصہ یہ سب فرزند بطن مختلفہ سے تھے لیکن میر ظہور علیخان اکبر جاہ کہ یہ بھی چھہ ہزار
روپیہ کے درماہہ دار اور حی القائم اور ساتوین میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ اور آٹھوین میر فرخندہ علیخان
فتح جنگ زیب آرای مسند آصف جاہی در ریاست مین اور مقام پدر بزرگوار کی رونق بخش اور اکبر جاہ
برادر حقیقی جود و عطا مین آصف جاہ کی مقابل اور حاتم کے ہم پلہ نام انکی والدہ محترمہ جناب عالیہ متعالیہ کا
تہنیت النسا بیگم بنت خواجہ صالح کہ منصبداران شاہی سے تھے چنانچہ دختر نیک اختر خواجہ مذکور [illegible]
سے منسوب ہنگام رحلت غفران آب بھائیون سے باب ریاست مین ملال و کدورت واقع ہوئی ہر ایک کو
دعوی ملک ستانی اور خواہش حکمرانی تھا غرض یہ معاملہ صدر کلکتہ تک پہونچا حسب تجویز اہل کونسل
یہ بات قرار پائی کہ ہنوز مشیر الملک ارسطو جاہ موجود ہے جسکو چاہے صاحب مسند کرے پھر سند نو عہد نامہ کو
تازہ کیا اور فولاد جنگ کو کہ بوادی تقدیر کا کڑا اٹھا مسند ریاست پر بٹھایا اور اب بدستور سابق صاحب
اختیار مہمات تھا اجمالا مقدمات عہدنامہ خاص سے پہلے اصل مطلب یہ تھا کہ مبلغ ۴۹ اونچاس لاکھہ پچاس ہزار
روپیہ سالیانہ تنخواہ فوج ظفر موج انگریزی جو دوست آصفیہ لازم ہوئی ہے موافق اوسکی ملک
بانٹا و سپاہ انگریزی مین جدا کیا جاوے گا اور ایک انگریز انتظام کے واسطے رہیگا دوسرے صاحب
رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد مین رونق افروز رہیگا اور فوج مین جنریل و کرنیل مامور ہوگا تیسرے جس وقت
کوئی مدعی غنیمان ملک بیرونی پیش آئے یا فتنہ پردازی بدخواہان اندرونی ظہور پکڑے تین چار پلٹن
انگریزی سپاہ نظامت کی حمایت کرین اور چوتھے چھاونی فوج انگریزی اطراف ملک مین چار و ناظر
اور ایک چھاونی قلیل خاص حیدرآباد مین تیار ہو خرچ اوسکا ذمہ ناظم رہیگا پانچوین تاجر اور سوداگر
انگریزی کا بدستور بلکہ زیادہ تر مطلبی خاطر ملحوظ رکہکر اپنے خرید و فروخت مین مشغول رہین کوئی مزاحمت اونکی

نہوگی چھٹے مین دوست و دشمن ایک دوسرے کے تصور کیے جاوینگے ساتوین سواے اسکے کسی امر مین
مداخلت اہالیان انگریزی نظامت و عدالت کی نہوگی غرض یہ عہدنامہ تاریخ بارہوین اکتوبر سنہ ۱۸۰۰ء کو
قلمبند ہوا اس فیصلہ ارسطوجاہ کو چند مہینے گذرے تھے کہ اجل نے آکر جھگڑا حیات کا تمام کیا بعد اسکے
عہد مدار المہامی و وکالت مطلق میر عالم خان بہادر کے نام تجویز ہوا القصہ خان مذکور نے ضبطی خانہ
ارسطوجاہ چاہی لیکن خلاف ضابطہ سرکار آصفیہ تھی ظہور مین نہ آئی مگر مہیپت رام دیوان پایۂ عزل سے
در آیا پیشکاری اور دیوانی مہاراجہ چندو لعل بہادر کو تفویض ہوئی اور علاقہ اورنگ آباد اور سرافسری
فوج نواح انگریزی راجہ سکھو رو ور کے نام مقرر ہوئی القصہ وہ میر مسطور شیعہ مذہب تھا جسوقت معرکہ
کربلاے معلی بر روی کار آیا اسنے مدد کامل دی اور کئی لاکھہ روپیہ وہان تعمیر عمارات عالیہ کے واسطے ارسال
کیا اور توپین جابجا نصب کین دروازہ ہاے شہرپناہ اور برج وغیرہ تیار کیے چنانچہ استخوان میر عالم خان
حسب وصیت کربلا مین دفن ہوئین اور اولاد اوسکی عزت و آبرو کے ساتھہ وہین پر سکونت پذیر تھی اور
بعد اسکے عہدہ وکالت نواب منیر الملک بہادر سے متعلق ہوا یہ منیر الملک نواب غیور جنگ ابن شیر جنگ کے
فرزند تھے عہد نظام الملک آصف جاہ مین داروغگی فیلخانہ کی انکے نام تھا اور کچھہ مدت اورنگ آباد کی صوبہ داری
عہد نواب نظام الدولہ مین ہی تھی اور مادر نواب منیر الملک دختر نواب داراب قلیخان کی تھی کہ یہ نواب
عہد اورنگ زیب مین دیوان بادشاہی اور منصب دار قدیم تھے پرگنہ ابدل آباد وغیرہ مین لاکھہ روپیہ
جمع کا ملک جاگیر اس سرکار سے عنایت ہوا اور رسالہ چارسو سوارون کا ہمرکاب تھا اور دوسو سوار سواے
اونکے اور منصب پنجہزاری بھی رکھتے تھے لیکن راجہ چندو لعل بہادر قوم کا کایستھہ مرد نیکذات حاتم صفات تھا
اوسکا ثانی ہمت اور مروت اور سخاوت مین مردم دیدۂ بشر کو دیکھنا محال بلکہ کانون نے بھی زبان جہان
کتاب سے سنا نہین مشہور ہے کہ صبح کے وقت جب بستر خواب سے اوٹھتے تھے پانچہزار روپیہ نقد پہلے
غریبون اور محتاجون کو دیکر دربار مین جاتے تھے تیس پینتیس برس برابر یہی طریق جاری رہا باقی خیرات
سواری اور وظیفہ خوارون کے سالیانے اور جاگیرین اور انعام مین لاکھون روپیہ ہر سال کا صرف
تھا غرض دریاے جود و بخشش نے اوس راجہ کی اسقدر روے زمین پر سوا جی کی کہ تمام خرد و بزرگ
سیراب تھے سخنوران صاحب ہنر اور فضلاے بلاغت شعار اونکے لطف و کرم کے مداح اور فیضیاب خلاصہ
سکہ اونکی نیکنامی کا آج تک ہندوستان مین جاری ہے نظم و نسق ملک اونکی خوش کرداری و کار پردازی سے

اس حسن وخوبی کے ساتھہ ظہور مین آیا کہ جسکا جواب نہین غرض یہ مطلب اس داستان سرائی سے یہ تھا کہ یہ سرکار نواب سکندر جاہ بھی قابل یادگار زمانہ تھی —

ذکر احوال خلاف اور نکلنا تلوار کا غلاف سے درمیان امیران دربار کے اور تغیر وتبدل ہونا عہدہ ریذیڈنٹی اور سفارت کا اور خارج ہونا بعضے اہل تجارت کا +

خلاصہ کثرت معارف ونیکنامی راجہ نے وہ گرما گرمی پیدا کی کہ تمام اراکین سرکار آصفیہ آتش حسد ورشک مین جل جلکر خاک ہونے لگے اور براہ شرارت لگانا بجھانا شروع کیا رفتہ رفتہ آتش غمازی اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ نواب فولاد جنگ بہادر کا دل پانی ہوگیا اور یقین کامل کہ لامحالہ یہ صرف راجہ چندو لال خیانت خزانہ وبدولت ہے آخر کار حاسدون نے فتنہ پردازیان کین کہ رفقای راجہ اور رفقای مبارز الملک ملازم سرکار مین نزاع واقع ہوئی اور درمیان مین تلوارین کھچین کہ عین دربار مین ... بہادر سردار مارا گیا ... کشتہ ہوا اور اکثر حاضرین دربار زخمی ہوئے قصہ کوتاہ اور بھی چند صورتین اسیطرح کی خلاف ظہور مین آئین جو باعث ملال خاطر نواب ممدوح ہوئین غرض ابھی کوئی تدارک اس فساد کا نہوا تھا کہ آشوب تازہ پیدا ہوا —

ذکر فساد صاحبزادگان کا ظہور مین پہونچنا اور قلعہ کیول گڈہ کا تصرف مین لانا اور تدارک کارپردازان کا کرنا

سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین سرداران انگریز بہادر اور باجی راو ثانی پیشوائی آخرین سے مخالفت ظہور مین آئی وجہ اسکی ذکر پیشوا مین بیان کیجاتی ہے غرض پیشوا خوف سپاہ انگریزی کے باعث دو تین لاکھہ سوار ہمرکاب لیکر پونہ سے برآمد ہوا اور بعضے امرای اورنگ آباد وحیدرآباد سے پیام ونامہ بمضامین اعانت وامداد جناب نواب سکندر جاہ مین جاری کرنا چاہا اور یہان سرکار نواب ممدوح مین مبارز الملک وغیرہ صاحبزادگان والاتبار نے خیالی پلاو پکانا شروع کیا اور سمجھے کہ باتفاق راجہ چندو لال حصول دولت وریاست محال بجز این نگاہداشت سپاہ جداگانہ مین قلم اوٹھایا اور فرمان پر پیر گوارے انتظام باہم ہوسکے غرض شروع ... کیا اور قلعہ کہ ... مین ... ممدوح ...

سرگرم ہوئے اور سامان جنگ وجدال کے آراستہ کرنے مین ہمہ تن مصروف غرض جب باجی راو
پونہ سے روانہ ہوا افواج قاہرہ انگلشیہ نے منزل فرار تک پہونچنے نہ دیا اور یہان صاحبزادہ والاشاہ
قلعہ گولکنڈہ مین چند عرصہ تک آمد فوج پیشوا کے منتظر رہے جب منہزم اور نظر بند ہونا باجی راو پیشوا کا
سرکار انگریزی مین معلوم ہوا وہ ہوائے شور و شر جو دماغ مین سمائی تھی ہوا ہوئی اور اپنی حرکت
ناشایستہ سے متنبہ ہوکر پدر بزرگوار سے کرنیل رسل وعملہ انگریزی کے معرفت عفو قصور کی درخواست
زبان پر لائے اور اونہین دنون رسیدنٹی حیدرآباد کو مسٹر مٹکاف صاحب بہادر نے تشریف لاکر رونق بخشی
چونکہ تمام قلمرو نواب مین بد انتظامی شائع تھی اور رخ نواب ممدوح چندولال سے پھرا لہذا صاحب
موصوف نے بذات خاص مصروف ہوکر انتظام ملک و ریاست پر کمر باندھی اور راجہ چندولال نے
میدان خالی پاکر وہ روغن قاز ملا کہ صورت رنگ آئینہ ضمیر نواب سکندر جاہ سے زائل ہوئی وہ تجویز
قدیم اپنا تصور فرماکر بدستور استقلال و اختیار کامل امور ملک و ریاست مین عنایت فرمایا مسٹر
مٹکاف صاحب بہادر جو نظم و نسق ملک پر مامور ہوئے تھے وہ کشیدہ خاطر ہوکر شاہجہان آباد کی
طرف کہ مقام [illegible] پر ریذیڈنٹی تھی روانہ ہوئے اور کرنیل مارکین بہادر کے نام ریذیڈنٹی حیدرآباد
قرار پائی —

ذکر مجمل تعداد سپاہ و خزانہ و قلعہ حیدرآباد کا اور واقع ہونا اختلاف مذہب خاتمہ کام سکندر جاہ تک اور انتقال فرمانا اس سرای ناپائدار سے

صوبہ اورنگ آباد و بیدر و حیدرآباد وغیرہ قلمرو نواب سکندر جاہ چار کرور روپیہ کے قریب تھے آمدنی
ڈیڑھ کرور روپیہ کا ملک داخل جاگیرات منصبداران و راجہ ہای نامی مین تھا جو دم اطاعت سرکار
موصوفہ بھرتی تھی اور جسقدر ملک خالصہ مین محسوب ہو روپیہ اوسکا سال بسال سرکار مین
آتا تھا مصارف فوج و محالات مین خرچ ہوتا تھا یہ تخمینا ڈھائی کرور روپیہ کا تھا باقی سامان امارت
و اسباب عظمت مہیا اور لاکھون روپیہ مہینے کا خرچ مستزاد فوج سوار و پیادہ کے سوا تین پلٹن
حبشیہ و ترکیہ اور ہندی عورتون کی کہ جسکو چیٹ پلٹن کہتے تھے اسلحہ بند لوگ تھین جو خاص حرم کی
اور پہرہ کا کام دیتی تھین وردی اور لباس انکا تلنگون کی صورت باقی تحائف حیدرآباد وغیرہ

ظروف بدری اور قصبہ ورنکل مین قالین خوش وضع بنایا جاتا ہے اور دولت آباد مین کاغذ معقول
بنتا ہے باقی کوئی شے نامی نہین آب وہوا بھی وہان کی قابل تعریف نہین گرمجوشی سردی بہت کم
لحاف وغیرہ کی حاجت نہین جیت بیساکھ کا موسم خوش آیند مگر برسات مین گلی کوچے نشیب وفراز کے
سبب نہایت خراب اور چھاونی انگریزی دریای پڑولے کے اوس طرف واقع تھی اور میلے دو مقامون کے
مشہور ایک پہلے قدم رسول جو سر کوہ واقع چنانچہ دو طرفون سے دو پہاڑ حوالی شہر مین آئی ہین ایک پر
قدم رسول صلعم اور دوسرے پر قدم جناب امیر علیہ السلام مجمع عام رہتا ہے خیمے اور ڈیرے دولتمندون کے
نصب ہوتے ہین بزم رقص وسرود رونق پذیر دوسرا ایام عشرہ محرم کہ سواری نعل صاحب کی نکلتی ہے
یعنی وہان کی خلق اللہ کا گمان یہ ہے کہ ابا عبد اللہ الحسین شہید علیہ السلام شب عاشورہ مین گشت اطراف
فرماتے ہوئے اوس نواح مین رونق افروز ہوتے تھے جہان نعل اسپ سواری خاص گر پڑا تھا لہذا
ہر سال خلق اللہ یہان کی ایک نیزہ بلند پر رکھکر شب عاشورہ کو اوس پہاڑ پر جہان قدم رسول ہین پہنچاتی
[illegible] روشن ہوتی ہین مگر ایام عشرہ محرم نہایت خلاف شرع
[illegible] کا مجمع بلکہ مرثیہ خوانی ہوتی ہی اور تقسیم طعام بعض مقامون پر بیشک ہوتا ہے
خلاصہ نواب سکندر جاہ بہادر کو اپنے تمام ایام ریاست مین نوبت محاربہ ومقابلہ نہین آئی سنہ ۱۲۴۴ ہجری کو
عارضہ استسقا مین عروس قضا سے وصل نصیب ہوئے اور آپسمین نزاع واقع ہوئی مبارز الدولہ
بہادر چاہتے تھے کہ ہم ہاتھہ پاون نکالین لیکن راجہ چندو لال نے صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے
ناظر الدولہ بہادر فرزند بزرگ کو مسند ریاست پر بٹھایا اور رسم انعام ونذر نیاز مزارات اولیاء
وغیرہ کہ ایک مدت سے مسدود تھی جاری ہوئی یعنی پھر نام ہمت وسخاوت کا جو عرصہ سے مفقود تھا مجدداً
پیدا اور شائع ہوا ۔

ذکر ثروت وسلطنت خداداد وریاست وحکومت چند روزہ حیدر نایک وٹیپو سلطان ملک میسور مین ابتدا سے انجام تک اور ختم ہونا ساتھہ قادر قوی وغیور کے

نوایت وہ ایک قوم مسلمان سے ہے جو حجاج بن یوسف وزیر بنی امیہ کہ ظلم وخونریزی انکی نسبت
سادات وشرفای حوالی مدینہ منورہ وبغداد وعرب مشہور خاص وعام خوف جان ومال سے بھاگ کر

ایک گروہ اونمین سے ہندوستان و دکن کی اقامت پذیر ہوا چنانچہ اہل ہنود انکو
اپنے ملت وطریق سے خلاف دیکھکر مستفسر کیفیت ہوئے جب ثابت ہوا کہ ستم رسیدہ ہین بنظر ترحم
اجازت قیام دی مگر اس شرط پر کہ بانگ وصلواۃ کو سلام کرین یہ اعلان زبان پر نہ لائین کشت و
خون ومفسدہ پردازی سے پرہیز رکھین اور ظاہری لباس وخوراک اپنی ہندوون کی وضع
قبول کرین چنانچہ اوس جماعت نے عالم مجبوری مین وہ شرطین کو بار خاطر تھین منظور کین اور
طرح قیام ڈالی فرودری پیشہ تھی اور ہمیشہ اطاعت اہل ہنود پیش نظر جب عہد سلطان علاء الدین
خلجی مین ملت بیضای اسلام دکن مین شائع ہوی قوم نوایت دراوسلاطین کے حلقہ ملازمی
مین درآئے رفتہ رفتہ صاحب عہدہ بھی ہوئے بزرگان حیدر نایک اوسی جماعت سے ہین
کہ بعض مضافات بیجاپور مین عہدہ قضا پر مامور ہوئے تقدیر شرافت و متاع آبرو وعزت ناتھہ آئی بھر
گردش چرخ کی بدولت ریاستون مین ہرج مرج واقع ہوا وہ فلاکت نصیب ہوئے اور قصبات مین
دہقانون کے ساتھہ اوقات بسر کرتے تھے گو مصنف خلیفۃ الالٰہیہ نے بقلم کرتابت کہ نایک
دکن مین ایک قوم تھی ہنود و مسلمان سے ارذل ترین لیکن بعد تحقیقات معلوم ہوا کہ نایک قوم
نہین ایک عہدہ ہے اور یہ عہدہ اوسوقت مسلم ہوتا ہے کہ چند اشخاص متابعت کرین تب اوسکو
جماعہ دار نایک کہتے ہین فرقہ سپاہ مین بھی نایک ہوتا ہے عہدہ دار غرض پدر حیدر نایک کا فتح نایک
نام تھا اور مقامون مین بیجاپور کے فرقہ سپاہ سعادت اللہ خان ناظم ارکاٹ مین نوکر تھا انکی زوال
دولت کے بعد قصبہ کولار مین قیام پذیر ہوکر براہ تلاش معاش گھر سے نکلا شاہباز اور حیدر نام
دو لڑکے بھی ساتھہ تھے شمشیر تقدیر نے جوہر دکھلائے کہ شیردارون مین راجہ چکدیو راج کے نوکر ہوئے
یہ راجہ زمینداران قدیم ملک میسور دارالریاست سرنگاپٹن سے تھا کہ دم اطاعت حاکم گولکنڈہ و بیجاپور
بھرتا تھا عہد سلطنت اورنگ زیب مین پچاس لاکھہ روپیہ پیشکش گذران کر راج کی کے ساتھہ بسر کرتا تھا
اور نواب آصف جاہ نظام الملک تک فرمان برداری واطاعت ہی پائی بعد آصف جاہ راہ بغاوت پر
قدم زن ہوئے اوسوقت مین فتح نایک کو تین سو پیادون کی جمعداری دی تھی اور نایک خطاب تھا
کہ تھوڑے عرصے مین بخششی قضا نے اسم اسکا فرد دفتر حیات سے نفی کیا بڑا لڑکا شاہباز نام اپنے
باپ کی جگہہ نوکر ہوا اور چھوٹا لڑکا اپنے بھائی سے جدا ہوکر مرتضیٰ خان جاگیردار چنبلور کے پاس جاکر

ملازم ہوا القصہ جب شاہباز بھی شکار پنجہ شہباز اجل ہوا حیدر موروثی نوکری کی امید پر سرنگ پٹن
مین آکر راجہ نندراج کا نوکر ہوا اور متصدیان راجہ کو برگ تنبول کبھی پھول و پھل اور کبھی مٹھائی وغیرہ
سوغات کے طریق پہونچا کر ایسا رضامند کیا کہ اونکی سعی و سفارش سی جمعداری ہزار پیادون کی نصیب
ہوئی خلاصہ اس حیدر نے اپنی خدمتگذاری کو وہ رونق دی کہ صاحب اعتماد بنا اور انتظام ڈیوڑھی
خاص بھی حوالہ ہوا چنانچہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین دیوان کلان چورن راجہ میسور کی نیابت کو اور محمد علیخان بن انورالدینخان
کی کمک و مدد کے واسطے ترچنا پلی مین آیا حیدر مذکور بھی ہمرکاب تھا بعد مراجعت سپاہ ملازم راجہ
میسور نے حصول زر تنخواہ کے واسطے دیوان کلان چورن پر ایسا تقاضا شدید کیا کہ دیوانہ
بنا دیا آخر حیدر مذکور نے درمیان ہو کر فیصلہ انکا نصف تنخواہ پر کر دیا اب حیدر کی کارگذاری اور
اعتماد نے وہ چند رونق پائی اتفاقاً تھوڑے زمانے کے حیدر اور دیوان مذکور مین باہم ملال و
کدورت واقع ہوئی وجہ اس اختلاف کی زبانی کونڈراو کہ ملازم سرکار انگریزی و دیوان کچہری سیرن
پٹن کا ناگپور مین تھا اور پیشتر اس سے متصدیان معتمد سرکار ٹیپو مین سلسلہ ملازمی مین تھا معلوم
ہوا کہ راجہ نندراج بستر خواب پر شاید خواب سی ہم آغوش ہوا کہ ہنگام بیداری یہ حکم دیا تھا کہ اسوقت کوئی
یہان خوابگاہ مین آنے نپائے اتفاقاً دیوان کلان چورن نے کسی ضرورت سی راجہ کے پاس جانا چاہا
حیدر نے ممانعت کی دیوان حماقت شعار دیوانہ تھا زبان حجت دراز کی غصہ کوتاہ حیدر نے قدم خوابگاہ
مین رکھنے ندیا آخر دیوان مذکور اپنا سا منہ لیکر پھر گیا وقت دربار جب راجہ نے جلوس کیا دیوان مذکور
دفتر شکایت حیدر سے لے بیٹھا اور دستار اپنے سر سے اتار کر زمین پر پٹک دی راجہ نے غور کیا
یہ قصور حیدر مذکور نہین اوسنے حکم میرا تعمیل کیا آخر اس گفتگو نے طول کھینچا ناچار حیدر نے بپاس خاطر
دیوان قدیم راجہ سی عرض کی کہ مجکو بیڑہ پان کا رخصتی عنایت ہو راجہ نے رفع شر کے واسطے یہی
رنگ دیکھا حیدر نے بیڑہ پان اپنی دستار مین باندہکر شہر میسور سی قدم باہر نکالا اور ایک موضع مین پہنچکر
جعلی خط جو برہمنون کی عبارت و کتابت مین قلمبند تھا پیشوایان دکن کی طرف سی اپنے نام مضمون
طلب زیب قلم تھا ہر ہندو و مسلمان کو جو ادہر سی وارد ہوتا تھا دکھانا شروع کیا اور کہتا تھا کہ پیشوا
صاحب نے مجکو بلایا ہے لہذا نوکری راجہ نندراج چھوڑ کر پونہ مین جاتا ہون چنانچہ یہ تقریر دلاویز سنکر
ایک خلق اللہ تمنای نوکری سرکار پیشوا مین یکجا ہوئے اور نذر جمعداری گذرانکر حیدر کو جمعدار اپنا بنایا

خلاصہ دو ہزار آدمی سے کے قریب اس تقریب و فریب مین جمع آئے اور بازار حسن سخن آرائی حیدر نے
رونق پائی اکثر مہاجنون سے بھی زر نقد اس چال مین براہ قرض حاصل کیا آخرکار یہ جمعیت ایکدل و زبان
ہوکر تاخت و تاراج پر آمادہ ہوا مال و متاع کثیر غارتگری مین بہم پہونچایا اب حیدر صاحب دولت بنا
اور تنخواہ سپاہ پیش قرار مقرر کی رفتہ رفتہ اوس جمعیت نے روز بروز ترقی پائی رعب تاراجی و سطوت
قزاقی اوسکی شہرون مین شائع ہوئی خلاصہ طریقہ جنگ فرانسیس و انگریزی سے بخوبی آشنا تھا اپنی ہمراہی
سپاہ کو توپ و تفنگ و قواعد و آلات جنگی سے آراستہ کیا ایکدن قابو پاکر کینہ دیرینہ جو نقش سینہ
تھا آشکار کیا یعنی دیوان کلان چورن کو گرفتار کیا اور قیدخانہ دکھایا یہ دفتر کا خورد ہوا پھر سے نو
بکقلم سرکار راجہ بند راج مین اختیار و اقتدار حاصل کیا اور کچھہ دنون کے بعد راجہ کو بھی [illegible]
بنا کر کچھہ وجہ بسر اوقات کے لیے مقرر کردی گوشہ ناکامی مین بٹھایا اور ملک و خزانہ تمام تصرف
حیدر مین در آیا اور راجہ بنکر صاحب مسند و والی ریاست ہوا قصہ کوتاہ یہ حیدر نایک ایک مرد [illegible]
ترشرو و ستیزہ جو کبھی مقید صوم و صلوۃ کا نہین رہا جنوبی ملک کی طرف پہنا پٹن نام ایک ملک ہے
وسیع نہایت آباد چنانچہ حکومت وہان کی کنتی رانی کے متعلق تھی القصہ اس ملک مین ایک بتخانہ تھا
قدیم اور نہایت بزرگ افضل ترین نذر و نیاز اوس بتخانہ کی یہ تھی کہ حیلہ و فریب سے ناک انسان کی
کاٹ کر نذر کرتے ہین چنانچہ چند خادم اسی کام پر مامور ہین غرض حیدر نایک نے راہ و رسم رانی سے
پیدا کی اور اہل شہر سے طرح دوستی و اتحاد ڈالی اور تازہ رسالہ بھی برہمنون کا براہ خود بینی جداگانہ
نوکر رکھا خمر و قمار وغیرہ مسکرات و منہیات کو اپنے عہدہ مین بکقلم رواج دیا رسم عقد و نکاح بالکل
موقوف کی معاذ اللہ حرام کو زیادہ تر رونق دی بازار ظلم و تعدی گرم کیا خبر رسی اور تجسس ایسا تھا کہ
لیموان اونٹ وغیرہ تک کی خرید و فروخت پر بیان دیتا تھا بلکہ جس وقت اونٹ وغیرہ بوسیدہ ہو جاتی تھی
خریدارون کے ہاتھہ بیچتا تھا اور نوکرون کو اجازت وطن جانیکی نہ تھی اور اسیطرح مردانہ جوانمردی
و ہمت و شجاعت مین یکتائے روزگار تھا اور تدبیر جنگ و جدال مین بے نظیر حکم اوسکا نہایت شدید اور
مستحکم نافذ ہوتا تھا آخر اسنے اور فیتو نے بھی حکم خدا سے اللہ بمنت و شفقت اوسکو ہاتھہ آئے استاد محمد غوث
نام درویش سالک اولاد سید محمد گیسو دراز کی زبان سے یہ روایت گوش زد ہوئی کہ ایک روز حیدر
نایک کے ہمراہ رکاب تھا ایک جنگل مین پہونچے اتفاقاً وہین جا سے حیدر نایک کہ نہایت وسیع تھا درخت

مغیلان کے کانٹون مین اولجھا حیدر نے اوسیدم گھوڑے سے اوتر کر اپنے نوکرون کو اجازت دی
کہ اس صحرا مین خیمے برپا کیے جاوین کہ مادر مہربان یعنی ارض اللہ نے ضیافت ہماری کی ہے اور
بیلدارون کو حکم دیا کہ زمین اطراف صحرا کھودنا شروع کی نصیبہ یار تھا کہ ایک خزانہ بزرگ اور دفینہ کثیر
جسمین زر نقد طلائی و نقرئی و جواہرات گران بہا حساب و شمار سی افزون تھا ہاتھہ آیا اسیطرح ایکدن شکار
کو واسطے سوار ہوا ناگاہ ایک شیر خونخوار نشانہ ناوک نگاہ ہوا حیدر نے گھوڑا اپنا اوسپر ڈالا وہ شیر ہرنکی
صورت چوکڑی بھرتا ہوا نظرون سے غائب ہوگیا غار مین پہاڑون کے درآیا حیدر نے حیدر یانی حکم دیا کہ
اس مقام کو کھودو چنانچہ وہان بھی متعدد کوئین ہون ہای مالا ہی سے لبریز نکلے ایک نقل عجیب اور حکایتون
سی اوسکی یہ ہے کہ چند ارابہ بارکش صندقون سی مامور مقفل اوسکے لشکر کے ساتھہ رہتے تھے اور
اون صندوقون مین مورچگان سیاہ و سرخ کلان قامت بھری ہوئے تھے راتب اونکا شکر اور
چاول سرکار حیدری سے مقرر تھا لیکن کسیکو وجہ اس بارکشی کی معلوم نہ تھی کہ یہ جانور کسواسطے
ہمراہ لشکر رہتے ہین اتفاقاً ایک روز گذر لشکر حیدر نایک اوس سرزمین پر ہوا کہ دریای شور کے قرب و
جوار مین واقع تھی نہایت نمناک آخر دریافت ہوا کہ اس ملک مین ایک راجہ نہایت زبردست صاحب ثروت
کہ سکہ اوسکی حکومت کا بڑی شان و شوکت کے ساتھہ بیٹھا ہے کبھی جد و آبا نے اوسکی جادۂ اطاعت سلاطین و
وامرا پر نہین رکھا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اوس سرزمین پر بچھوون کی کثرت اس درجہ تھی کہ رات کو آدمی
اور جانور وغیرہ کوئی قیام نکرسکتا تھا اس نظر سی کسینے آنکھہ اوس طرف نہین اوٹھائی لیکن حیدر نایک
کہ نہایت شوخ دیدہ تھا بلا دغدغہ اوس جگہ خیمہ زن ہوا اور وہان کے راجہ کو پیام دیا کہ اپنے ملک مین
سکہ ہمارا اور دیگر خطبہ ہمارا بنام ہمارے جاری کر کے خراج ہمی ارسال کرے راجہ نے یہ سوال سنکر جواب تکبرانہ دیا اور قدم راہ اطاعت
سی کھینچا حیدر نایک نے اوسی رات کو افواج قاہرہ مورچگان جو صندوقون مین مقفل تھے رہا کی وہ
ایک چشم زدن مین ساری سرزمین پر ابر کے مانند چھا گئی اور بے تکلف اون تمام بچھوون کو کہ جنکا شمار ریگ سی
افزون تھا کاٹ ڈالا آخرکار راجہ نے یہ خبر سنکر عالم مجبوری مین اطاعت اور خراج دینا قبول کیا اور
حاضر خدمت ہوکر سر جبہ کا یا غرض تدبیر حیدر نایک موافق تقدیر واقع ہوئی حکومت تازہ ہاتھہ آئی
یہ شخص کسی مذہب اور ملت کا پابند نہ تھا جناب سیدہ دوران حضرت فاطمہ زہرا کو بیبی اور حسنین کو صاحبزادہ خطاب کرتا تھا
باقی تمام عالم اوسکی نظرون مین لنگر سے کمتر غرض حکم خدا سی اقبال اوسکی اطاعت کا دم بھرتا تھا

اور نصیبا ہمتین یاور و مددگار توپخانہ بزرگ و فوج کثیر آراستہ کی اور سامان امارت بڑی حشمت و
عظمت کے ساتھ مہیا کیا اور سفیر اپنا ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت حضور حضرت ظل سبحانی مین کہ محمد
شاہ عالم بادشاہ کا تھا بھیجکر استدعا کی کہ اگر حکم اجراے سکہ و خطبہ میرے نام اس ملک مین
کہ تازہ تسخیر کیا ہے عنایت ہو تو تنخواہ دس ہزار فوج کی نسلاً بعد نسلٍ سلاطین قدیمہ دکن کی بصورت
سال بسال ارسال و نذر کرون کا غرض یہ عرض اوسکی مقبول نہوئی آخر حیدر نایک نے سلاطین روم
و ایران سے سفیر اپنا بھیجکر راہ و رسم ارسال تحائف و ہدایہ کے ساتھ پیدا کی چنانچہ کریم خان سردار لشکر
ایران کی فوج مغلیہ سے ملکر بارہ ہزار مغل نوکر رکھے اور پیشگاہ سلطان روم سے خطاب سلطانی اپنے
فرزند سعادتمند کے واسطے یعنی ٹیپو سلطان حاصل کیا چتر و آفتاب گیر و تخت مرصع و طلا بنا کر
اپنے فرزند کو اوسپر بٹھایا چنانچہ ٹیپو اوس دن سے لفظ سلطان کے ساتھ مشتہر ہوا چار لاکھ سوار و
پیادہ ہمراہ تھے اور ملک چودہ کرور روپیہ سال کا راجاؤن اور مرہٹون وغیرہ سے بزور شمشیر قبضہ تصرف
مین لایا غرض تمام سپاہ اوسکی مالا مال ثروت تھی اور روزمرہ تنخواہ مین ہون طلا و اشرفیان تقسیم ہوتی
تھین کارپردازون کو حکم قطعی تھا کہ اہل معاش جس ملک سے یہان آکر وارد ہو اوسکو زر نقد دیکر ملازم
رکھلو چنانچہ یہ ماہیوا آوازہ اوسکے جود و بخشش و قدر شناسی کا خاص و عام ملا دہندوستان
اور اقلیم اسلام تک شائع ہوا امراے ہند نظام علیخان و مرہٹہ وغیرہ کے مانند اوسکے نظرون مین
ہیچ تھے ہر طرف زد و برد اوسکی جاری تھی آخر اطراف ڈبلواپر کہ حکومت وہان کی عورت سے
متعلق تھی تاخت لیجا کر کئی کرور روپیہ نقد حاصل کیا اور علم شہرت و عظمت نے سر اوٹھایا۔

ذکر مخاصمت حیدر نایک قوم انگریزون کے ساتھ اور وجوہات خصومت اور لڑائی کے

محمد محفوظ خان اپنے برادر کلان نواب محمد علیخان امراے جدید والی ارکاٹ سے رنجیدہ ہو کر حیلہ حج ادائی
بیت اللہ کی ارکاٹ سے نکلکر سرنگ پٹن خدمت حیدر نایک مین پہونچا سر دست عزت و آبرو پائی آخر
ہم صحبت مین یہ مشورہ قرار پایا کہ ارکاٹ ملک وسیع ہے اور محمد علیخان امراے قدیم سے نہین اوسکی ملک پر
قبضہ کرنا چاہیے چونکہ محمد علیخان نے فوج انگریزی نوکر رکھی تھی وہ صورت ظہور مین آنا غیر ممکن تھا
لہذا اوس منصوبہ کو قائم کیا کہ محمد محفوظ خان اپنے بھائی سے طرح یگانگت ڈالے چونکہ محمد علیخان سپاہ

انکا بنیہی پیدا کرتا ہے لہذا اونسی قوم کو ابہی استقلال کامل حاصل نہین ہوا ہے استیصال کریں
اور ملک ارکاٹ سے خارج کرکے ملک مین نشان اوسکا دکھائی نہ دے غرض اس عزیمت پر پہلے محفوظ علیخان
کو جاگیر سے لاکھہ روپیہ تواضع کیے اور نظام علیخان کے پاس بواسطہ وکالت بہیجکر اسباب پر مامور کیا
کہ نظام الدولہ نے مہم کرناٹک کا عزم کیا اور مرہٹون کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور محمد محفوظ علیخان
کو فتح جنگ خطاب اور خلعت گران بہا ماہی مراتب سمیت دیکر رخصت کیا بعد اسکے نواب شجاع الدولہ بہادر
وزیر الممالک صوبہ اودہ کو پیام دیا وہان سے جواب باصواب حاصل نہوا چنانچہ یہ ذکر احوال نواب ممدوح مین
بتصریح قلم سے القصہ اس عزیمت کے بعد ۱۱۸۰ھ کے شروع مین راہ مہم انگریز پر قدم بڑہایا ادہر
محمد علیخان سپاہ انگریزی لیکر میدان جنگل مین مقابلہ کے واسطے پہونچا اور ادہر سے حیدر نایک
و نظام الدولہ سمیت صف معرکہ آراستہ کی توپ و تفنگ سے میدان جنگ و جدال گرم کیا محمد علیخان
مرد جری تہا فوج ہندوستانی محاربہ انگریزی سے ناواقف لہذا شاہد ظفر و نصرت سے ہم آغوش ہوا
نظام الدولہ نے حیدرآباد کی طرف اور حیدر نایک نے سرنگ پٹن کی جانب پس پا ہوکر قدم اوٹہایا مگر فکر
انتقام مین تہے کہ محمد علیخان نے اپنی جوانمردی سے اہل فرنگ سمیت سرنگ پٹن دار السلطنت حیدر نایک پر
زور کیا اور بصورت محاصرہ قلاع اطراف ظہور مین آئی چنانچہ قلعہ کشن گڈہ اور قلعہ نرل تصرف مین آیا
کہ اس عرصے مین محمد علیخان عارضہ مند ہوکر صاحب فراش ہوا مگر انگریز جواب محاربات و تیرہ تہے حیدر نایک
نے ابہی تک سامان جنگ حسب دلخواہ آراستہ کیا تہا دفع الوقتی کی نظر سے پینتیس لاکہہ روپیہ نذرانہ
خرچ مہم دینا کرکے انگریز سے تجدید صلح نامہ عمل مین لایا اور جو قلاع تصرف محمد علیخان مین آئے تہے پہیر لیے
القصہ جب انگریز نے مطمئن خاطر ہوکر سرنگ پٹن سے کوچ کیا آخر سمت بیلاپور مین پہونچکر محمد علیخان
نے اعتنا و مصالحہ سپاہ و لوازم کو برطرف کیا مگر حیدر نایک نے وہ تمام فوج جو وہان سے برطرف ہوئی تہی
نوکر رکہہ لی زور و ظلم کرنا شروع کیا براہ استقامت کے ساتہہ میدان فرنگی کندہ مین پہونچکر مقیم ہوا
مگر انگریز سے کسیطرح پرخاش نہین کی غرض جسوقت حیدر نایک سرنگ پٹن سے باہر آیا تہا میدان
خالی پاکر مرہٹون نے تاخت و تاراج پر کمر باندہی حیدر نایک نے چند عرصہ مغالطہ دیکر انگریزان مندراس
کمپنی کو تحریر کیا کہ شرائط صلح نامہ یہ ہو کہ باہم دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن ہین چنانچہ فی الحال
مرہٹے نے ہمارے ملک کی طرف آتش ہنگامہ مشتعل کی ہے لہذا شرائط مصالحہ ضرور واجب غرض کہ سنہ

مندراس نے اس مقدمہ کو کونسل وجواب کلکتہ پر حوالہ کیا اور حیدر نایک نے عمداً مرہٹہ سے طرح صلح ڈالی اور جو ملک اونکا لیا تھا واپس کیا اس عرصہ مین ساز وسامان حرب وضرب اور اسباب قلعہ ستانی اور سپاہ وتوپخانہ جنگی حیدر نایک نے آراستہ کیا جس سے قوت کامل حاصل ہوئی قصہ مختصر اس عرصہ ایک سال مین قلعہ اور شہر بندر پہولچری انگریز کے ہاتھون خراب ہوا اور فرانسیس سے امان جان عزیز کے واسطے منتشر ہو کر پہلے موسی لالی فرانسیس نے نوکری نظام الدولہ قبول کی پھر وہان سے اوٹھ کر حیدر نایک کے پاس آیا چنانچہ اسکی معرفت حیدر نایک نے سلسلہ رسل ورسائل بادشاہ فرانسیس و پونا پاٹ سے جاری کیا اور فوج فرانسیسی مدد کے واسطے طلب کی جب فوج ظفر موج فرانسیس وغیرہ بکثرت ملازم حیدر نایک ہوچکی مسٹر اسس بہادر گورنر مندراس کو پیام مخالفت روانہ کیا ادھر سے سفیر نقل صلح نامہ لیکر آیا حیدر نایک نے قلعہ سرنگ پٹن کے اندر آنے نہین دیا اور یہ جواب زبان پر لائے کہ ہم جانتے تھے کہ قوم انگریز صادق الوعدہ ہے چنانچہ خلاف اسکے صریح ظہور مین آیا وعدہ وفا ہوا یعنی وقت آمد مرہٹہ ہماری کمک وامداد سے دیدہ ودانستہ چشم پوشی کی چشمداشت نہ تھی ناچار براہ عجز نوبت صلح مرہٹہ سے آئی پس تمہارے مصالحہ سے کیا فائدہ کہ وقت ضرورت بدون حکم کونسل کام کر نہین سکتے اور بر تقدیر جب حکم کونسل بھی نافذ ہوا اسوقت محمد علیخان سے تقاضی خرچ اور ڈالی کہ ہمکو مہم درپیش ہے اعانت زر قرض کی طریق کرو سبحان اللہ وہ اسباب وجواہر بیچ کر تمکو دفعتہً اسوقت تیاری لشکر کیجاوے اور آہستہ آہستہ ایک کوچ دو مقام چلکر ہماری سرحد ملک تک پہونچنا ہووے غرض اس وار کیو مدت دراز چاہیے تا کہ زبان مردم چشم حریف مین سرمۂ خاموشی کھینچا جاے اور پاے مقابل مین حنائے فراموشی باندھی جاے کہ اسطرف نظر نہ اوٹھاے اور قدم اس راہ پر نہ رکھے ہم کہ فوج سوار ہمرکاب رکھتے ہین دس کوس تک دوڑ مارنا اور پھر آنا ایک بات ہے خزانہ اور سامان مہیا حاجت قرض لینے کی نہین پس ہمارے تمہارے صورت موافقت کس طرح ظہور مین آوے غرض یہ جواب سوال زبانی وکیل حوالہ کیا اور جواب مکتوب گورنری مین بھی یہی مضمون قلمبند کیا بعد اسکے سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین تیس ہزار سوار ہمرکاب اور چالیس ہزار پیادہ تفنگچی ساتھ لیکر بلا تامل مہم کرناٹک پر قدم رکھا بالاگھاٹ اور کرناٹک قلعہ جات جو ارکاٹ کے متعلق تھے فتح کیے نصیر الدولہ برادر سوم محمد علیخان جو قلعہ چتور مین تھا کچھ دنون لڑا آخر عیال واطفال سمیت گرفتار ہو کر مقید ہوا جب یہ خبر انگریزان

مندراس کو پہونچی وہان سے کرنیل بیلی سپاہ جرار لیکر میدان جنگ کول مین آئے اور صف کارزار طرفین
سے آراستہ ہوئی اور سدن عین گرما گرمی محاربہ مین لشکر حیدر نایک سے ایک شرربار اور شعلہ افگن بان
آکر باروت خانہ سپاہ انگریزی مین آتش افشان ہوا کہ دفعتہً وہ تمام باروت خانہ نذر آتش ہوا اور
سپاہ انگریزی منہزم ہوئی اور کرنیل بیلی اسیر پنجہ تقدیر ہوا اب حیدر نایک نے قدم آگے بڑھایا اور
آکر ارکاٹ کو محاصرہ کیا راجہ بیربر نایب محمد علیخان بعد مقابلہ محصور ہوا او وہینوں تک برابر جنگ قائم رہی
اندنون محمد علیخان میلاپور مین تھا جب دو مہینے تک فوج کمکی نہ پہونچی ناچار راجہ بیربر نے لب مصالحہ
وا کیے اور قلعہ ارکاٹ نذر حیدر نایک کیا حیدر نایک نے قلعہ مین آکر محمد علیخان کی عورتون کو آگ مین
جلا دیا اور تمام اسباب اور مال ضبط کیا نشہ شراب نخوت دماغ مین تھا یہ حرف نوک سنان زبان پر
جاری تھے کہ مین قہر خدا ہون تادیب مردم ارکاٹ کے واسطے اس روی زمین پر نازل ہوا ہون
بعد اسکے لوٹنا اور غارت کرنا اوس نواح کو شروع کیا اور ہر جگہ سے تھانے قدیم اوٹھا کر اپنا
نقش عملداری بٹھایا خلاصہ محمد علیخان سے سوای اسکے کچھ بن نہ آیا کہ انگریزان مندراس کی پاس
جا کر قیام کیا اور قلعہ مندراس کو پہلے سے زیادہ آراستہ کیا غرض اندنون زد و برد و آمد و شد سپاہ
حیدر نایک و فرانسیس سے خوف غارتگری کی وجہ راستہ بند تھا اور دریای شور پر انگریز و فرانسیس سے
لشکر رنجی تھی اور ولایت مین شورش لڑائیات واقع لہذا وہان کے لوگون کو فرصت و فراغت و خیال
و دماغ اسطرف کا نہ تھا توسن حکومت حیدر نایک کمال جولانی پر تھا اور نرخ غلہ سخت گرانی پر لہذا
ان صورتون کی وجہ ایک قیامت برپا تھی غرض ٹیپو سلطان پسر حیدر نایک نے قلعہ مندراج کو
محاصرہ کیا اور سردار خان خسر حیدر نایک نے قلعہ پھولچری کو کہ انگریز نے دست فرانسیس سے پایا تھا
محاصرہ کیا تمام ارکاٹ اور پھولچری اور مضافات مندراس تصرف سپاہ حیدر نایک مین در آئے
غرض قلعہ مندراس مین قیام انگریز تھا اس عرصہ مین انگریز سخت مخوف و منفعل ہوئے تھے کہ جنیل
سر ایر کوٹ بہادر نے سپاہ بہمیت کلکتہ سے براہ دریا آکر رسد غلہ کی پہونچائی اور چار ہزار تلنگہ حفاظت
شہر مندراس کے واسطے چھوڑ کر باقی بارہ ہزار تلنگہ اور چار ہزار ترک سوار ہمرکاب لیکر شروع سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مین جنگل گلشنہ مین آئے اور وہان سے چلکر بمقابلہ سپاہ حیدر نایک کی طرف قدم اوٹھایا اور قلعہ دیورنی کو
تسخیر کیا سپاہ حیدر نایک کے قدم میدان جنگ و جدال مین نہ جمے صاف اوٹھ گئے انگریزون نے

قلعہ وغیرہ بندر ونکو مستحکم کیا آمد فوج ولایت وبنگالہ کے منتظر تھے ایک روز محمود بندر سے جانب
سلمیر متوجہ ہوئے کہ حیدر نایک نے فوج سمیت آکر وہان میدان جنگ آراستہ کیا لیکن جنرل
سر امر کوٹ بہادر نے فتح پائی سلمیر مین داخل ہوئے مہینے دو مہینے مین چھہ ہزار فوج جسمین کرنیل
ہاس وکپتان بن برس کی افسری تھی راہ خشکی سے دریاے چلپکا اوترکر شریک ہوئی اور مردان
تھانہ گنجام وچھلی بندر نے بھی ساتھہ اونکا دیا غرض جنرل ممدوح نے انکی پشت گرمی وقوت سے
قلعہ سریا سور کو تسخیر کیا اور میدان فرنگی کوٹ مین بعد کونسل قدم آگے بڑھایا غرض میدان سے کول
مین انگریز اور ٹیپو سلطان سے محاربہ سخت پیش آیا یہان موسی لالی فرانسیس نے ہزیمت پائی
سے میدان سے پھر گیا پیٹھہ دکھائی حیدر نایک نے تعاقب کیا مگر وقت آویزش حیدر نایک شکست
نصیب ہوا اسکے بعد قلعہ مندراس مین بھی جنگ عظیم واقع ہوئی پھر لشکر حیدر نایک پس وپا
ہوئی اور ادھر دو ہزار گورہ جھولدار ولایت سے بمبئی مین پہونچکر قلعہ ستو گہری کو چھین ا انتزاع کیا اور
سرداران کو قتل کیا ہزار گھوڑے تلنگہ ہاے انگریزی کے ہاتھہ آئے اور جنرل سید و فی بنگالہ سے
سنہ ... آکر توپین قلعہ مندراس سے لین اور دس پلٹن تلنگون اور گوردن کی اور بہت سے سوار ایک ٹیپو
سلطان کو اوسی مندراس مین محاصرہ کیا میدان کارزار کو رونق دی چونکہ قلعہ مذکور لب دریاے شور
واقع تھا ایک طرف ٹیپو سلطان خشکی مین مصروف جنگ وجدال اور قلعہ کے دوسری جانب دریا تھا
اوس سمت سے فرانسیس اپنے جہازون پر سے توپین اور بندوقین اہل قلعہ پر سر کرتے تھے
اور انگریز قلعہ مین سے جواب حریف بخوبی دیتے تھے قصہ کوتاہ اس جنگ وجدال مین سالہاے
دراز گذرے کہ حیدر نایک نے بستر عارض سے ہم آغوش ہوکر مرض حیات سے شفا پائی مگر وقت
نزاع ٹیپو سلطان کو اپنے پاس بلاکر وصیت کی کہ پہلے نظام علیخان سے موافقت رکھنا اور صورت
مصالحہ اہل مرہٹہ سے بدستور قائم رہے کہ بیٹے یہ دونون معاملہ اپنے روبرو حیات مین طی کردی
ہین اسمین زنہار تفاوت نہو دوسرے اپنے نوکرون کو بیٹے بعد امتحان جانفشانی ہر ایک کے
سر پطرہ افسری رکھا ہے انکے زوال دولت کا ظاہر و باطن مین خیال نکرنا تیسرے اللہ تعالی نے
سلطنت خداداد تجکو عطا کی ہے اسباب اسکا اورون کے ملکون سے انتزاع کیا ہے لہذا
تمکو بھی ایک مقام وقلعہ مین قیام کرنا نچاہیے بلکہ دنکو کسی جگہ اور رات کو کسی مقام پر اپنے ملک مین رہنا چاہیے

تا صاحبان عزم مین محسوب ہو اور ساز و سامان حرب و ضرب اسقدر جمع کیا ہے کہ چودہ برس تک جنگ وجدال مین بلا تشویش کام آئے بچشم غور دیکھنا چاہیے کہ انگریز برسر مقابلہ مین اگر تم سے ہو سکے تو اسباب جنگی گولہ بارود اور سامان قلعہ ستانی اور مردم کارآمدنی یکجا کرو اور خزانہ وافر مہیا جو تجھ تمھاری برخورداری کا ہے بہرحال چودہ برس تک تیری دولت و ثروت کو زوال نہین مگر آیندہ کو اندیشہ مند ہون باخبر رہنا غرض اس وصیت کے بعد حیدر نایک نے کلمہ الوداع پڑھا۔

ذکر سلطان پیل افگن شیر گیر رستم دستان افراسیاب میدان ٹیپو سلطان کا

ٹیپو سلطان حیات پدر سے صاحب تخت و تاج تھا جب حیدر نایک نے رحلت کی ٹیپو سلطان نے اشک حسرت ابر مژگان چشم تر سے برسائی آخرکار صبر و شکیبائی سے کام لیا حریف برسر مقابلہ تھا اور دشمنان قوی کمین گاہ مین لامحالہ تخت جہانداری پر قدم رکھا چتر مرصع سر پر صورت بال ہما سایہ افگن تھا اور سکہ اس مضمون کا جاری کیا ؎ سکہ زد در جہان بآسانی ٭ شاہ ٹیپو سکندر ثانی ٭ وزن روپیہ و اشرفی تین تولہ اور چار تولہ سے کم نہ تھا شجاعت و جرأت مین روی زمین پر بے نظیر جسکا جواب نہین یقین ہے کہ پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ نہ دیکھا ہو غایت جلادت سے اپنی جان عزیز کو برابر پشہ تصور کرتا تھا صاحب فہم عالی طبع فراست و دست خدا پرست حد سے زیادہ رعب اوسکا دلون پر مخالفون کے ابر کے مانند چھایا ہوا مثل مشہور ہے کہ اگر صاحب اسپ گھوڑے کو دریا مین پانی پلانے کو لیجاتا تھا تو وہ سر اپنا اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ شاید آئینہ آب مین صورت ٹیپو سلطان نظر آتی ہے غرض روبروی حیدر نایک کے ٹیپو سلطان تمام سپاہ ملازم تھا اور بارہا جنرل میڈوا اور جنرل کوٹ وغیرہ انگریزون سے مقابلہ اور محاربہ کیا کبھی مغلوب اور کبھی غالب تمام ارکاٹ و اضلاع مندراس تصرف مین تھا شہرہ جرأت و بہادری ہر ہر نادر پیر کی سماعت مین پہونچا اور آوازہ قدر شناسی فرقہ سپاہ ہر شاہ و گدا کے آویزہ گوش ہوا جب اوسنے سپاہ اور اثاثہ سلطنت و سامان کشورستانی اپنی باپ سے بہتر بہم پہونچایا معزز و ممتاز زیادہ ہوا ٹیپو سلطان کی جرأت و دلاوری سے ایک نقل قابل یادگار کہ ایک وقت ٹیپو سلطان اپنی دار السلطنت سے باہر تشریف لیگیا تھا میدان خالی پاکر انگریزون نے قلعہ سرنگ پٹن کو زر نقد و بکہ حصار کے اندر قدم رکھا جب یہ خبر ٹیپو سلطان نے سنی مردم ارکاٹ کو جمع کیا

اور فاتحہ خیر پڑھکر دوسو کوس کے فاصلے سے دس ہزار سوار جرار ہمرکاب لیکر سیلاب کے مانند شبا روز
مین آکر متصل منزل مقصود پہونچا چنانچہ اوس دس ہزار سوارون مین فقط دوسو سوار ہمراہ باقی تھے کچھہ راہ
مین عاجز ہوکر پیچھے رہگئے اور کچھہ گھوڑی سوارون کے چلنے سے بیکار ہوگئے ٹیپو سلطان اونہین دوسو
سوارون سمیت زیر قلعہ آکر جانب بلندی عنان توسن اوٹھائی اوسوقت دو ہزار تلنگہ اور کئی سو انگریز اور
گورے کہ اس معاملے سے محض بیخبر تھے فصیل و برج قلعہ پر نکلکر توپ و تفنگ سے کام لینا شروع کیا
چنانچہ رفعت حصار ساٹھہ ہاتھہ سے زیادہ تھی ٹیپو سلطان اسپ باد رفتار سے اوترکر دست دیوار
حصار پر قوت و بہادری کے ساتھہ کمند ڈالکر بے نردبان چڑھگیا باقی جو سوار ہمرکاب تھے اس زدوخورد
مین تلف ہوئے اور مجروح ہوکر چالیس نفر جانفشانی پر آمادہ ہمراہ باقی تھے کہ فصیل حصار سے قلعہ کے اندر
شیر خونخوار کی صورت در آئے اور تلوارین میان سے لیکر وہ جوہر شجاعت و دلاوری کے دکھائے کہ
انگریز اور تلنگون کو فرصت دم شماری کیسی واہ لفظ آہ تک بھی زبان پر آنے نہ دی ہزار تلنگہ اور انگریز و گورہ
بلکہ زیادہ حساب شمار سے قتل ہوئے میدان صاف کردیا باقی کچھہ ادھر کچھہ اودھر گوشہ نشین چاہ پور اور خود اسکا
پناہ ہوئے قطعہ بروز نبرد آن یل ارجمند ٭ بہ شمشیر و خنجر بہ گرز و کمند ٭ برید و درید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست ٭ خلاصہ فتح و ظفر قبضہ مین تھی پھر سر نو قلعہ تصرف ٹیپو سلطان مین آیا مختصر
تصدیع اس جنگ صعب و کارزار دلیرانہ کی انگریزون نے دیکھا کر اپنے مکانون مین آویزان کین غرض ننگ
شجاعت و تہوری ٹیپو سلطان خوب چمکا غرض ہنگامہ اس مخالفت و عداوت کا ہر سو گرم رہا روز بروز
قوت اور دلاوری ٹیپو سلطان نے رونق پائی چارون طرف ہندو دکن مین ڈنکا اوسکی حکومت کا بجا
لیکن یہ قضا سخت حریف و دشمن جان انسان کی ہے توانا و ضعیف سب اس شیر خونخوار کے شکار
مین لشکر و خزانہ جملہ بیکار آخر سرداران انگریز کے گورنر جنرل اشٹنگ بہادر کے حکم سے کونسل کلکتہ
مین یکجا ہوکر یہ بات نکالی کہ تمام رئیسان مرہٹہ اور نظام علیخان سے طرح مصالحہ ڈالی جاوے تا رسم اتحاد پیدا
ہوکر یہ رستہ اس فتنہ و فساد کا بند ہوا اور افواج قاہرہ خشکی و دریا کی طرف روانہ کیجاوے کہ بصورت سیلاب
ہر طرف موج زن ہوا اور رسد رسانی کی تدبیر کامل ظہور مین آئی کہ اتفاق جنگ و جدال مین واقع ہو غرض
گورنر اشٹنگ بہادر نے وکیل جانوجی بھونسلہ ناگپور و کونڈوانہ کو جو کلکتہ مین رہتا تھا طلب کیا اور ساٹھہ
لاکھہ روپیہ باقیات چوتھہ سالہاے دراز ملکات بنگالہ و اوڑیسہ کی بابت نقد دیا اور تین لاکھہ روپیہ ماہواری

پہونچانا قبول کیا اسکے بعد جنرل بنارس کو پالن تلنگہ و گورہ سمیت گونڈوانہ و جھارکھنڈ کی راہ جانب
مندراس روانہ کیا اور تحائف بسیار صاحب بھونسلہ اور پیشوایان مرہٹہ کے واسطے ارسال کیے
اور سبکو ترغیب دی کہ رسد رسانی و امداد سپاہ انگریزی مین ہمہ تن مستعد رہین خلاصہ جنرل بنارس
مندراس تک لیکن کوئی نقد مطلب ہاتھ نہ آیا قلعہ مین مقیم ہو کر رنگ مصالحہ اور معاملہ کا جمایا اور سلسلہ جنبانی
شروع کی مگر ٹیپو سلطان نے قبول نہ کیا آخرکار تینتیس ہزار تلنگہ اور سوار انگریزی یکجا کیے اور جمعیت
نظام علیخان و جماعہ مرہٹہ بشرائط مضبوط کہ ذکر اوسکا آیندہ زبان قلم پر آئیگا بہم پہونچائی چنانچہ پچاس ہزار
سوار و پیادہ نظام علیخان کی طرف سے میر عالم خان وغیرہ کے افسری مین اور لاکھہ سوار سے زیادہ ہمراہی
مادھوراو پیشوا اور چالیس پچاس ہزار سوار ہمراہی رگھوجی بھونسلہ باقی اور اکثر زمیندار اپنی جمعیت
سمیت ہمرکاب انگریز بہادر سے میدان بلیار مین جمع ہوئے خلاصہ باوجود تدارک واقعی نرخ غلہ اس
گرانی کو پہونچا کہ آٹا فی روپیہ سیر بھر ملنا دشوار تھا باقی دریای شور کی طرف سے اور سپاہ عمدہ عمدہ جنرل
کرنیل سمیت راہ جھارکھنڈ و گونڈوانہ سے پہونچی غرض اوس سرزمین پر دریای آہن موج زن تھا سبب
اجتماع افواج قاہرہ ہو چکا سخت لڑائیان علی التواتر مقامات مختلفہ پر واقع ہوئین کہ شرح اوسکی خالی
طوالت سے نہین قصہ کوتاہ آفتاب حیات ٹیپو سلطان لب بام تھا اور اقبال حریف چمکا ہوا سپاہ
ٹیپو سلطان اس لڑائیون مین بکثرت کام آئی اور ہر طرف سے راستہ آمد کمک مسدود ناچار ٹیپو سلطان
ٹوٹا پھوٹا شکستہ حال آہستہ آہستہ بڑی شجاعت و بہادری کے ساتھ سرنگاپٹن تک پہونچا مگر فوج انگریزی
نے تعاقب اوسکا نہین چھوڑا اور وہ سے جابجا ملک عمدہ بات لشکرکشی و پایمالی زراعات و دست اندازی قحط سے
سخت پریشان تھی قصہ مختصر جب نوبت محاصرہ قلعہ سرنگاپٹن آئی اور لشکر انگریزی نے مقابل قلعہ
مورچے باندھے پھر بازار توپ و تفنگ گرم ہوا اور خرید و فروخت متاع جان بواسطہ حرب و ضرب جاری ہوئی
شبخون اور چھاپون نے رنگ اپنا جمایا اور طرح ساز و باز افسران سپاہ ٹیپو سلطان سے بواسطہ
طمع زر نقد در پردہ ڈالی اور تمام کارپردازان کو اپنی راہ پر لگا لیا غرض اس جنگ و جدال سخت و
سست مین بارہ برسون کے قریب مقتضی ہوئین تھین مردمان ہمراہی ٹیپو سلطان جان سے تنگ آگئے
تھی بلکہ تاب و طاقت مقابلہ نے جواب دیا بلا تکلف اکثر اہالیان سرکار انگریزی سے مل گئے اور شکستہ خاطری نے
ہمت خورد و بزرگ کے رنگ شجاعت مٹا دیا غرض جو فوج قلعہ مین ٹیپو سلطان کے ساتھ تھی تینتیس چالیس

ہزار سے زیادہ تھے یہ بھی چاہتے تھے کہ یارب کہین جلدی صورت صلح نکل آئے آخرکار ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر مصالحہ قبول کیا اور پیام دیا گورنر جنرل بہادر نے اس شرط پر منظور کیا کہ اگر تین کرور تیس لاکھ روپیہ بابت مصارف مہم و نصف ملک تقسیم کر دے تو مضائقہ نہین غرض اس شرط پر صورت صلح ظہور مین آئی ٹیپو سلطان نے دو کرور روپیہ نقد اور دو فرزند اپنے برغمال کے طریق گورنر بہادر کے پاس بھیج دیئے ہنوز طمانیت کامل طرفین نہوئی تھی کہ اتفاقاً قلعہ مین فتور بپا ہوا یعنی قلعہ دار فوج انگریزی سے ملکر دروازہ قلعہ بطمع زر کھول دیا وہ تمام فوج انگریزی حصار مین در آئی معاذ اللہ وقت رخصت اقبال و آمد زوال ٹیپو سلطان کا تھا زبان معتمدین سے ہے کہ جسوقت فوج انگریزی حصار مین پہونچی ٹیپو سلطان بے خبر دسترخوان پر کھانا کھانے مین مشغول تھا کہ یہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوئی ٹیپو سلطان خون جگر کھا کر رہگیا اور آہ سرد کھینچکر ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا جو ایک جامہ بدن پر تھا اوسکے سوا ایک سیف آبدار میان سے لی شیر خونخوار کی صورت محل سرا محل سے نکل آیا فقط چند خواص اور خاص بردار چھ سات سو آدمی سے زیادہ اوسوقت ساتھ نہ تھے قریب دروازہ اول مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا ٹیپو سلطان اپنی جان زار سے گذرتا ہی وہ داد شجاعت دی کہ رنگ رستم و سہراب شادیا یعنی سینہ بے کینہ پردہ پر ابر گولیان بندوقون کی پڑین کہ صاف چھلنی بنگیا اور مجروح ہو کر روح نے مفارقت کی انتہای دلاوری اور بہادری کا یہی تھا کہ زندہ حریف کے ہاتھ نہ آیا خلاصہ شہرون مین تحفہ تازہ برپا تھی کہ تصریح اوسکی زبان قلم پر آنہین سکتی غرض صاحبان عالیشان نے تصویر اس معرکہ قیامت خیز کی بھی بنوا کر عزیز رکھی اور شجاعت و مردانگی ٹیپو سلطان کے ثناخوان تھے اور تصویر اس ہنگامہ کی بھی قابل دید غرض یہ واقعہ جانگاہ سنہ ۱۷۹۹ عیسوی مین گذرا اجمالاً مال مفروضہ شہر و قلعہ سے تیس لاکھ روپیہ انعام فوج انگریزی مین تقسیم ہوا اور سوای اسکے طلائی و نقرئی تمغے فتحیابی کے عبارت انگریزی مین منقرافسران قلعہ گیر کی زیب گلو ہوئی باقی کرور روپیہ نقد اور تھوڑا سا مال حصہ نظام علیخان مین آیا اور کرور روپیہ نقد اور کچھ ملک دریای شور کے ادھر اودھ پیشوا کو ملا باقی قبضہ سرکار انگریزی مین رہا قصہ مختصر جنرل مارکوئیس ولزلی بہادر صاحب آوازہ ہوا اور پسران ٹیپو سلطان کو افسران انگریزی نے عزت و اعزاز کے ساتھ کلکتہ مین سنہ ۱۲۱۴ ہجری کو پہونچایا ایک مکان جدا گانہ مین نگاہ رکھا دس دس ہزار روپیہ درماہہ انکے صرف کے واسطے مقرر ہوا اور ایک کرنیل انکے حالات کا ناظر تھا اور باقی

اولاد حیدر نایک کے واسطے حد سرنگ پٹن رہی ایک لاکھ تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ سالانہ وثیقہ نقدی ابتدای سال ایک ہزار سات سو پچانوے عیسوی سے قرار پایا ملک سرنگ پٹن شاہجہان آباد سے چار مہینے کی راہ پر ہے چھہ منزل مین پوری تک اور یہان سے چھہ منزل ساگر تک اور یہان سے بارہ مقام ناگپور تک اور یہان سی سترہ ۱۷ دن کی راہ اورنگ آباد تک اور دس منزل حیدرآباد دو پندرہ بیجاپور تک اور یہان سے ایک مہینے کی راہ سرنگ پٹن تک ہی آم اور انگور اور انجیر یہان کا تحفہ ہی—

ذکر صوبہ داران قدیم صوبۂ بنگالہ و بہار و اوڈیسہ شرقی ہندوستان کہ جو اس سو برس کے عرصہ مین گذرے ہین ۵

جعفر علیخان صاحب مسلمان و بطن پیران نام زن برہمن سے تھا کہ عالم طفلی مین کسیکے ہاتھہ درمیان ایران فروخت ہو کر نشو و نما اور علم و ہنر سے آشنا ہوا اور عہد اورنگ زیب ۱۱۱۱ ہجری مین ہندوستان تک رسائی ہوئی یہان سے بعد چندے خطاب مرشد قلیخان کے ساتھہ شہرت پائی اور صوبہ بنگالہ پر مامور ہوا جسوقت دوسرا ناظم مقرر ہوا اسنی جگت سیٹھہ سی رجوع کی اور نظامت بنگالہ بارگاہ سلطنت سی مول لی اب بلا تکلف جب کوئی ناظم اور آیا اوس سی محاربہ اور مقابلہ مین بند نہ تھا مرتے دم تک عہد سلطنت فردوس آرامگاہ محمد شاہ تیموری بابری مین صوبہ بنگالہ بہار و اوڈیسہ شجاع الدولہ داماد جعفر علیخان مذکور کے نام زد تھا حکومت پاکر بنیاد دلبرہ مرشدآباد ڈالی اور امارت بہتسی پیدا کی یہ امیر رعایا پروری و رفقا نوازی مین اسقدر مشہور و معروف تھا کہ نام رفیقون کے ورق پہ ہاتھی دانت کی لکھوا کر اپنے پاس رکھتا تھا کہ صفحہ دل سے محکوک نہو ہنگامہ آمد قدمان ـــــ یعنی نادرشاہ ایران شجاع الدولہ نے ۱۱۵۱ ہجری کو قضا کی اور سرفراز خان لڑکا اوسکا علاء الدولہ خطاب سے مستقل صوبہ داری صوبہ بنگالہ وغیرہ پر ہوا اس صوبہ دار کے اولاد نرینہ بیٹے دولت فرزند سی محروم تھا مگر دو نفر کو کہ زبان ہندی مین عبارت دایہ بچہ سی ہے تھے ایک حاجی احمد اور دوسرا الہوردی نام جسوقت سرفراز خان معاملات و انتظام صوبہ جات مین مصروف ہوا اوسکا سپہ دار ان قدیم مثل راے رایان عالم چند و جگت سیٹھہ مہاجن وغیرہ اور اسیرون کو ضعیف کرکے عہدۂ نیابت بنگالہ اپنی شہرت سے حاجی احمد کو حوالہ کیا اور ملک دہلی سی بلاکر مدار المہام بنایا اور آپ عیش و طرب مین مشغول الشب کے ساتھ

مشغول ہوا معاملات ریاست سے ہمہ تن غافل تھا اوسوقت سے آمدنی بنگالہ وبہار واوڈیسہ کی کبھی
دو کرور اور کبھی تین کرور سالیانہ مصارف ملک کے بعد ارسال خزانہ سلطانی شاہجہان آباد ہوتی تھی اور
دوسرا کوکہ الہ وردی نام معروف مرزا بندی اپنی لڑکیون کی وجہ قربت خدمت سرفراز خان مین مالک
کاروبار تھا اور پہلے بنیابت شجاع الدولہ مین صوبہ بہار پر مقرر نواب اسحاق خان کی معرفت راہ ورسم
جداگانہ اولیان سلطنت سے پیدا کی تھی جسوقت سرفراز خان نے نارضامند ہوکر حاجی احمد کو نیابت
بنگالہ سے معزول کرنا چاہا الہ وردی نے بمقتضای برادری وحمایت حاجی احمد تصفیہ چاہا مگر صورت صلاح
مزاج سرفراز خان پیدا نہوئی آخرکار الہ وردی نے شاہجہان آباد مین ڈیڑہ کرور روپیہ اضافہ وندر
دیکر سند صوبہ داری بنگالہ وبہار بارگاہ سلطانی سے اپنے نام منگاکر سرفراز خان کا فوج کشی کر ساتھ
کام تمام کیا ہگلی مدت ریاست اس شخص کی چودہ مہینے شمار مین آئی آخر بنگالہ مین آکر الہ وردی سند
صوبہ پر متمکن ہوا استمالت خلق خدا وغور رسی رعایا مین جانفشانی کی اور وابستگان سرفراز خان کو
جو باقی تھے اونکے پرداخت وپرورش پر نظر رہی ستارہ تقدیر عروج پر تھا تھوڑے زمانہ مین
منصب ہفت ہزاری وعلم ونوبت وماہی مراتب وخطاب الہ وردی خان مہابت جنگ حاصل کیا
اور صوبہ بنگالہ پر بذات خود متصرف ہوکر سند صوبہ بہار اپنے داماد زین الدین احمد خان اور
سند فوجداری سلہٹ وچاٹگام شہامت جنگ خطاب سمیت نوازش محمد خان دوسرے داماد کے
نام زیب قلم فرمائی منصب وخطاب صولت جنگ سید احمد خان نام اپنے برادر زادہ کو عنایت کیا
اور سند ڈھاکہ خطاب سراج الدولہ سمیت اپنے نور چراغ یعنے پوتے کو کہ فرزند زیبا تھا مرحمت
کی تھی اور نظر محبت بھی اس نور عین پر رکھتے تھے اور سند رسالہ ہزار سوار تعیناتی منصب وخطاب
نائب جنگ ساتھ عطاء الله خان داماد حاجی احمد کو پیشگاہ سلطنت سے حاصل کردی اور بقوت استقلال
جابجا رسالے مذکورین کو روانہ کیا اور تسخیر صوبہ اوڈیسہ کے واسطے کہ قبضہ مرشد قلیخان ثانی داماد
شجاع الدولہ مین تھا عزم کیا مرشد قلیخان جہت مقابلہ الہ وردی خان طالب کمک وحمایت ہوکر اوڈیسہ
سے دکن مین نواب آصف جاہ کے پاس راہی ہوا یہان الہ وردی خان نے اوڈیسہ مین مداخلت
کی اور نائب اپنا بٹھاکر بنگالہ کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی اور مرشد قلیخان جو آصف جاہ کے پاس
پہنچکر خواستگار حمایت ہوا آصف جاہ نے مصلحتاً اپنا آنا مناسب نہ دیکھا اور وابستگان بادشاہی سے

خلاف ہوا زینہار میں مرہٹہ اسے ناگپور کی طرف اشارہ کیا مرشد قلیخان اس ذریعہ سے جا بعد مرہٹہ ناگپور کو
شش آنہ آمدنی بنگالہ سے دینا قبول کیا اور اپنا ممد و معاون بنایا قصہ کوتاہ اس قوت سے الہ وردیخان
مہابت جنگ پر زور پڑا افوج مرہٹہ بہ افسری بھاسکر پنڈت پچیس ہزار سوار لیکر بردوان و بنگالہ میں پہونچی
اور تازہ برنگ تاخت و تاراجگری جمایا دس برسوں تک یہ قیامت مخالفت بپا رہی اور نواب صفدر جنگ
انہیں سے کہ ان دنوں صوبہ اودہ سے حکم سلطانی کے موافق کمپنیوں میں بنگالہ ہو کر آئے تھے الہ وردیخان کو
قیدیان اور شہر ارین پٹھانون کی رعایا پر جو ہمراہ صفدر جنگ آئی تھی پسند نہ آئیں لہذا صفدر جنگ کو
اپنی ملکیون سے نکالا کر فقط اپنی سپاہ موجودہ و تعیناتی قدیم کی قوت سے مرہٹون کے ساتھ سر برہا
خلاصہ جسوقت آمد فوج مرہٹہ سنتا تھا سو جہ ہم ہوتا تھا اور سرحدات دکن واوڑیسہ تک پہونچا تھا اور
تعاقب کرتا تھا کبھی مرہٹہ بنگالہ تک دست تعدی دراز کرتے تھے اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا لیجاتے تھے
مگر شہر و ملک میں کچھ امن و امان تھا القصہ مہابت جنگ بھی متوجہ درستی امور ریاست ہوتا تھا
بہرحال اونکے مقابلہ میں اوقات صرف کرتا تھا شرح اسکی مفصل حال بہونسلہ ناگپور میں سپرد قلم کی
آخر صورت مصالحہ اس معاملہ کی میر حبیب و مصلح الدینخان کی معرفت بوقوع میں آئی یعنی صوبہ کٹکہ اور
بارہ لاکھ روپیہ سال نسبت مرہٹہ مقرر ہوئے القصہ مہابت جنگ نے اس عرصہ ریاست میں محفل
شادی سراج الدولہ بڑی کر و فر کے ساتھ بصرف زر کثیر آراستہ کی اس جشن عروسی میں تمام آدمی
بنگالہ کے نوبت بنوبت میں شریک تھے اور ہر نوبت پچیس روپیہ سے کم نہ تھا اور خلعت گران بہا دو تین ہزار
جواہرات بیشمار تقسیم ہوئے آخر الہ وردیخان مہابت جنگ نے ایام پیرانہ سالی میں سراج الدولہ کو
نیابت صوبہ بہار پر مقرر کیا اور راجہ جانکی رام کو کارپرداز اونکے گھر کا بنایا اور صولت جنگ نام نواسہ کو
صوبہ کٹکہ دیکر میر جعفر علیخان کو مختار انکے گھر کا کیا اور سید محمد قاسم خان کو جو برادرزن مہابت جنگ تھا
فوجداری رنگپور عطا کی اور آخر دنون میں صولت جنگ کے نام فوجداری پورنیہ بھی اضافہ فرمائی
اور خادم حسین خان کو نایب پورنیہ بنا کر ولیعہدی اپنی سراج الدولہ کے نام قرار دی غرض عمر
مہابت جنگ ستر برس کے قریب پہونچی تھی اور مصالحہ مرہٹہ سے بھی فارغ اس عرصہ میں اکثر امیر
نامداران بنگالہ نے قضا کی اور صولت جنگ اور مہابت جنگ بھی ناموافقت آب و ہوا سے اوس
ملک کے دریاے فنا میں غوطہ زن ہوئے راہی رایانی میر عالم چند کے نام زد ہوئی اور پیشکاری میدرام

قرار پائی اور جانکی رام نے بھی مع جان اپنی رام کے حوالے کی دولبرام پسر جانکی رام کی نیابت سراج الدولہ پائی اسکے بعد شدت عارضہ نے مہابت جنگ کو بستر بیماری پر ڈالا سنہ ہجری اور کسی روایت سے سنہ ہجری مین صحت کلی حاصل ہوئی یعنی قضا کی صوبہ بنگالہ وریاست سراج الدولہ کے نام مستقل ہوئی اور میر جعفر علیخان نیابت سے معزول ہوکر عہدۂ بخشیگری صوبہ جات پر مامور ہوے ـــ

ذکر ریاست سراج الدولہ و دشمنی اونکی سرداران انگریز کے ساتھہ اور مداخلت اس فرقہ دانش خیر کی بعد لڑائی کے اور ساتھہ حکومت کے پہونچنا میر جعفر علیخان کا اور کشتہ ہونا سراج الدولہ کا

بعد انتقال صولت جنگ فوجداری پورنیہ شوکت جنگ پسر صولت جنگ کے نام مقرر ہوئی سراج الدولہ مسخرہ و دست ستم شعار تھا اور شراب خوار پہلے سے صولت جنگ کے ساتھہ حسد و پرخاش رکھتا تھا چونکہ اب مطلق العنان ہوا اکثر امراء بنگالہ اسکے ہاتھون قتل ہوے میر جعفر علیخان کو بخشیگری سے معزول کیا اور شوکت جنگ سے پرخاش شروع کی اور انتزاع فوجداری پورنیہ پر کمر باندھی آدمی بھیجے روانہ کیے کہ علاقہ شوکت جنگ کو تاراج اور کھر راج بلیجب دیوان نذر محمد خان کو غارت کرین کشن ... نام نائب شوکت جنگ نے فوج سراج الدولہ سے مقابلہ نہ تہا سمجھکر بحیلہ درشن جگناتھہ و گنگا ساگر راہ کلکتہ لی اور تاجران انگریزی کے پناہ مین وہان پر قیام کیا سراج الدولہ نے فرقہ انگریز سے تو شتجوا حاکمانہ پر قلم اوٹھایا یہ فرقہ غریب الوطن تھا اور کمان خلاف روساء بنگالہ سے متمکن خاطر نہ تھا کسو اسطے کہ موافق حکم سلطانی عہد جہانگیر بادشاہ سے مقیم تھے بعد اسکے بحکم شاہجہان سنہ عیسوی مین فرمان بادشاہی اور فرمان شاہزادہ عظیم الشان کہ صوبہ دار بنگالہ تھا پاکر اجازت تعمیر کلکتہ لی تھی چنانچہ بڑی بڑی کوٹھیان بناکر قیام پذیر ہوئے اور یہ کوٹھیان سوداگرون کی مشہور تھین بلکہ ڈھاکہ و تنبورہ و ہوگلی و مالدہ و راج محل و پٹنہ وغیرہ تمام ضلعون مین کوٹھیان تعمیر تھین اور شاہ انگلستان سے بھی اجازت یافتہ تھی مگر کلکتہ سے اس طرف کبھی قدم باہر نہین رکھا تھا ... تاجر اور بیوپاریون کی معرفت بھیجتے تھے اور جو کچھہ مال خزانہ اور ولایت سے آتا تھا اپنے کوٹھیون مین نگاہ رکھتے تھے غرض قوتین قومین فرقہ نصاری سے نواح کلکتہ مین مسکن پذیر تھین چنانچہ قوم ولندیز ہوگلی و چنچڑہ مین اور قوم

فرانسیس و فرانس دانگلہ اور قاسمبازار مین تھے جب بعد اورنگ زیب ضعف سلطنت ہند نے زور پکڑا
حوصلہ اونکا زیادہ ہوا عہد فرخ سیر مین معافی محصول کے واسطے مسٹر ملٹن نے بارگاہ سلطنت مین
جاکر درخواست دی دو برسون تک جواب حاصل نہوا جسوقت آمد گورنر مدراس نے شہرت پائی
اوسوقت اس شرط سے کہ راہ حجاج و اعراب بند نہو فرمان عدم مراجعت محصول جاری ہوا اوس
زمانے سے کام اس فرقہ کا بدستور جاری تھا اور عہد الہ وردی خان تک جاری رہا اب انکو ضعیف کرنے
فرانسیس اور لوٹنے جلانے سے بندر پھولچری کی قوت تازہ حاصل ہوئی اور اولاد آصف جاہ نے مقابلہ فرانسیس
کے واسطے انکو نوکر رکھا محمد قلیخان ارکاٹ والے نے دینا تنخواہ سپاہ انگریزی کا قبول کیا دکن مین سپاہ
انکی قدرے قلیل جمع ہوئی تھی لیکن کلکتہ مین نہ تھی اب جو کشن نتیجہ نے کلکتہ مین جاکر پناہ لی اور اونھون
نے مضمون سفارش آمیز بخدمت سراج الدولہ مین لکھے وہان سے جواب یا قبول آیا کہ ہم تمھاری قوم کو
کلکتہ مین رہنے نہ دین گے ناچار انگریزون نے جواب مراسلات سراج الدولہ مین تامل کیا اور بھیجہ
بیقصوری کشن نتیجہ کی باب مین زبان قلم کو تکلیف دی سراج الدولہ نے چراغ پا ہوکر اوسکو پذیرہ
کیا اور اسی عزم پر کمر مستحکم باندھی کہ کلکتہ پہ برق تاخت کی ڈالی اور انگریزی میدان جنگ گرم کری
اور دست و گریبان ہوا آخر تاجران انگریز نے اس عزم سے مطلع ہوکر باہم مشورہ کیا مسٹر واچھ نام ہمقوم کو
کوٹھی مین چھوڑا اور مسٹر ورنگ گورنر کلکتہ نے یہ خیال کیا کہ بدون فوج انگریزی چارہ نہین اور فصیل قلعہ
بھی اب تک تیار نہوئی تھی لاچار مسٹر ورنگ براہ جہاز جانب مندراج روانہ ہوا وہان فوج انگریزی
بسبب پھولچری و مندراج مین جنگ فرانسیس کے واسطے آکر بعد فتح مقیم تھے اوسکو اپنی جانب رجوع
کیا القصہ بعد روانگی مسٹر ورنگ سراج الدولہ فوج لیکر ۱۶ جون ۱۷۵۶ عیسوی کو کلکتہ مین مسٹر
واچھ اور انگریزی کوٹھیون پر اقوام نصارہ کے تاخت لاکر انگریزی اور ارمنی تاجرونکو غارت کیا اور
کلکتہ تاراج چنانچہ بہت سا مال برباد ہوا اور ایکسو چھیالیس آدمی قوم انگریز سے گرفتار کیے اور ایک
خانہ تنگ و تاریک مین کہ طول اوسکا چھ گز اور عرض ساڑھے چار گز سے زیادہ وسعت مین نہ تھا
قید شدید کے ساتھ بند کیا اور باقی حول صاحب وغیرہ دست بستہ حاضر ہوئے اسوقت ہمراہ سراج الدولہ
پچاس ہزار آدمی مسلح موجود تھے اور انگریزون کی طرف ہندوستانی نوکرون سمیت دو سو کی جمعیت تھی
چنانچہ سراج الدولہ نے چھاونی انگریزی کو جو قلعہ سے چالیس گز کے فاصلے پر تھی اور کاہی بنگلے

انگریزون کے ہتھی واڑ سبکو جلا دیا اور اکثر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے اور اکثر مجروح آخر چلے قلعہ مین پہونچکر
دو روز تک آتش جنگ مشتعل رہی لیکن کچھ کام نہ نکلا ناچار انگریزون نے بی بیون کو کشتی پر بٹھا کر
ڈیڑھ کوس کلکتہ سے آگے جاکر لنگر ڈالے اور یہان سراج الدولہ اور دیوان نانک چند نے ان قیدیونکو
جو گرفتار مصیبت تھے انکو اوس تنگ مکان مین بند کیا اور آب و دانہ سے محروم رکھا ناچار عالم گرسنگی
مین مرنا شروع کیا اور بآرزوے تمام مشتاق و تمنی اس بات کے تھے بلکہ درخواست کرتے تھے کہ ہمین
جلد تر قید حیات سے نجات دو اور بے تکلف قتل کر ڈالو تا عذاب سخت سے رہائی پائین آخرکار اوس ضیق
و کشمکش مین صبح تک ایک سو چھیالیس آدمی جو قید تھے تئیس آدمی زندہ نکلے باقی جان سے گذرے چنانچہ
اوس مکان کا نام بلیک ہول قرار دیا اور کلکتہ کا علی نگر نام رکھا باقی پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ انگریزی
سے ہاتھ آیا القصہ نانک چند دیوان کو نائب چھوڑ کر سراج الدولہ نے قدم راہ مراجعت پر جانب بنگالہ
رکھا اہل قلعہ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ اور اسباب فرانسیسیون سے تین لاکھ روپیہ دیکر نجات پائی الغرض
جب بنگالہ مین آیا شوکت جنگ کو پیام دیا کہ پورنیہ سے دست بردار ہوکر اور جاگیر دوسرے مقام کی لے
بہرحال تیری جان نثار ہے حیف آتا ہے نہین تو کیا تکرار شوکت جنگ کم عمر ناتجربہ کار بد خلقی اور کم عقلی
مین سراج الدولہ سے بڑھا ہوا اپنے باپ کے رفیقون کے ساتھ تنازع شروع کی اور اپنی ہمت
مین لاف زنی آغاز کی کہ بنگالہ اور اودہ کو فتح کرکے تخت دہلی سے بادشاہ کو اوٹھاکر کابل و قندھار
مین سکہ حکومت بٹھاتا ہون اس خام خیالی مین دار السلطنت شاہجہان آباد مین عرضداشت اور
خطوط نواب ضیاء الدولہ اور سعد الدینخان عماد الملک وغیرہ کارپردازان سلطنت کے نام روانہ کیے
اور راہ و رسم پیدا کی اور درپردہ سند صوبہ بنگالہ کے واسطے کروڑ روپیہ پیشکش دینا اس شرط پر
قبول کیا کہ چراغ حکومت سراج الدولہ کشتہ کیا جاے اور نواب عالیجاہ آپ خطاب بارگاہ سلطنت سے
طلب کیا بلکہ اپنے ارکان دولت کو تاکید تھی کہ اسی القاب سے تلفظ اور عرائض مین یاد کیا کرین چنانچہ
جواب بنام سراج الدولہ کمال غرور اور افزونگی سے زیب قلم کیا کہ مین منتظر اور پا در رکاب بیٹھا ہون
کہ آپ کب آتے ہین اور ہوس شمشیر زنی خاک مین ملاتے ہین خلاصہ اوس طرف سے سراج الدولہ
جام بادۂ شباب سے مخمور اور ادھر سے شوکت جنگ سرشار شراب جہالت قدم زن ہوے لیکن میدان
ساری و نواب گنج مین پہونچکر ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیا شوکت جنگ فیل سوار تیر و کمان کے ساتھ

دادمردانگی دی آخر اجل رسیدہ تھا گولی تفنگ تقابل کا نشانہ ہوا فیلبان اوسکی لاش کو عرصہ وغا سے
ہاتھون ہاتھ لیگیا فتح نصیب سراج الدولہ ہوئی اور نوے لاکھ روپیہ سر دست ہاتھ آیا اب اور بھی
نشہ شراب نخوت سراج الدولہ چمکا تین مہینے سے زیادہ زمانہ نگذرا تھا کہ اس عرصے مین مسٹر ڈریک
مندرجہ سے سپاہ انگریزی ایکہزار تین سو پچاس نفر بہ سرداری اڈمرل واٹسن اور کرنیل کلیف
اور آٹھ سو تلنگہ ہندوستانی لیکر پہونچا اور درمیان آب گر کہ سپاہ بھاگیرتی کے پاس جہاز سے اوتری
نہ تھی کہ وکیل اپنا سراج الدولہ کے قریب روانہ کیا اور طالب امان عفو ہوا یہان سراج الدولہ نے
باوجود فہمائش ہواخواہان عذر اوسکا قبول نکیا عزم محاربہ سے باز نہ آیا جب کرنیل کلیف دو تین پلٹن لیکر
جہاز سے اوترا پہلے نانک چند نے توپخانہ گرم کیا وہ ٹھنڈہ ہو ٹھنڈے کلکتہ سے بنگالہ مین بھاگ کر پہونچا
سراج الدولہ یہ اخبار سنکر مع سپاہ موجودہ کلکتہ مین پہونچا اوسوقت پھر وکیل بکمر انگریزونکی
طرف سے آیا اور زر نقد دینا قبول کیا مگر سراج الدولہ شکار شہباز جہالت تھا جو دماغ مین چڑہی تھی
وہ چڑھی رہی ١٢- ربیع الثانی ١١٧٠ھ ہجری مطابق دسمبر ١٧٥۶ء عیسوی کو کہ فقط ڈھائی مہینے فتح پورنیہ
سے گذرے تھے لشکر انگریزی نے سراج الدولہ پر شبخون مارا اتفاقاً اوسدن کثرت شبنم حد سے
زیادہ تھی کہ آدمی قریب کا نظرون سے دور تھا سخت مقابلہ ہوا دوست محمد خان وغیرہ ہمراہیان سراج الدولہ
اس معرکہ مین کام آئے اور گولی تفنگ حریف ہودج فیل سواری نانک چند مین پہونچی یہ تو تیر کے
مانند بھاگ کر بنگالہ مین پہونچا فقط پانچ سو آدمی چھوڑ گیا تھا اور سراج الدولہ کہ چراغ عقل کشتہ تھا
اپنے خسر محمد ایرج خان نام کی صلاح سے قدم قرار راہ فرار پر رکھا آخر لیس پا ہو کر بعد خرابی بسیار پیام مصالحہ
دیا اور دو کرور روپیہ نقد عوض اون کوٹھیون کے جو کلکتہ مین غارت گئی تھین مسٹر واچیہ کی معرفت
دینا اقبال کیا بہرحال لینے کے دینے پڑے کچھہ زر نقد پہونچا کر بقیہ زر کی عوض بشرط مصالحہ چھپہ
پرگنہ کلکتہ کے پاس بطریق رہن انگریزون کو سپرد کیے اور ایک کرور روپیہ کا وعدہ آیندہ پر کیا اور
میر جعفر خان جو پیشتر سے پہونچکر کلکتہ مین مقیم تھا اوسکو وکیل اپنا بنایا وجہ یہ تھی کہ اسنے ولایتی پیپون کو
ننگ و ناموس سمیت جہاز پر سوار کر کے بھیجا یا تھا جان و مال پر پانی پھرنے نہین پایا لہذا دوستی کا انگریزون کے
ساتھہ دم بھرتا تھا خلاصہ بخوبی صورت مصالحہ ظہور مین آئی ناچار سراج الدولہ نے بنگالہ مین آکر میر
جعفر علیخان اور دولہ رام وغیرہ سے کینہ جوئی شروع کی اور جگت سیٹھہ کو کہ مرد معقول تھا اور مضحکہ کے ساتھہ

۹۰

رنج دینا بہتر نہ سمجھا اور ملازمان عہد مہابت جنگ کو جو معزز و نامور تھے اونسی ہرزہ گوئی کے ساتھہ پیش آیا
اور سر رعایا سے ساتھہ دامن التفات اوٹھایا اور افسران فوج کو تیغ زبان کے جوہر دکھائے اور موسیو لا
نام فرانسیسی کو جو مفرور و مقہور انگریزی دکن سے آکر وارد بنگالہ تھا نوکر رکھکر فوج فرانسیسی کو ملازم کیا
یہ بات منظور نظر تھی کہ فرانسیس سے موافقت پیدا کرے کرنیل کلیف صاحب نے سراج الدولہ کو لکھا
کہ فرانسیسیون کو جو دشمن ہمارے ہین اونکو اپنی شرط کے موافق جو شرط بابت مصالحہ ہے نوکر نہ رکھو
پہلے ہمارے پاس فوج نہ تھی جو کچھہ ہونا تھا وہ ظہور مین آیا اب سامان حرب و ضرب اسقدر موجود و مہیا ہے
کہ وقت محاربہ آتش میدان کارزار آب گنگ سے فرو ہونا دشوار اس تحریر و مضمون گرم سے آتش نخوت
سراج الدولہ سرد نہوئی یعنی اصلا التفات نکی سر لاس کو بہار و عظیم آباد کی طرف روانہ کیا اور میر جعفر خان
کو بھی کہ بنگالہ مین کلکتہ سے آئے تھے رنجیدہ خاطر کیا اور اوس کشمکش مین ارباب توپخانہ نے بھی [illegible]
تنخواہ کی سراج الدولہ نے یہ امر میر جعفر خان پر حوالہ کیا ارباب توپخانہ نے اوسکے گھر کو محاصرہ کیا
آخر خان مذکور نے بی بی گسیٹی نام دختر مہابت جنگ کو کہ صاحب سرمایہ تھی متفق کر کے کچھہ روپیہ
بطریق قرض لیا اور دولہ رام کی معرفت خدا خدا کر کے پہونچایا اودھر سپاہ [illegible]
انگریزون سے جاری اور جگت سیٹھہ کو اپنی طرف کھینچا اور حرامزادے بنگالہ سراج الدولہ سے منحرف تھے
اونکو ہموار کیا آخر ان سبھون نے ملکر ایک محضر ستم شعاری سراج الدولہ کے باب مین لکھکر متفق کر کے
سو بہہ انگریزون کو جگت سیٹھہ کی معرفت دینا منظور کیا چنانچہ وہ محضر میر جعفر خان کی ذریعہ کلکتہ مین
بھیجا گیا اور متواتر طالب سپاہ انگریزی ہوئے اس فکر مین تھے کہ چراغ ریاست سراج الدولہ
کشتہ کرین المختصر ابھی تک ایک کروڑ تین لاکھہ روپیہ منجملہ زر مشروطہ اول جانب سراج الدولہ
باقی تھا کرنیل کلیف صاحب لشکر سمیت اوسکے اگنے کے واسطے کلکتہ سے مرشد آباد مین آئے
یہ پہلا مرتبہ ہے کہ سپاہ انگریزی نے قدم کلکتہ سے باہر رکھا تھا خلاصہ مرشد آباد مین آئے اور
سراج الدولہ دار الامارۃ سے نکلکر لشکر انگریزی کے قریب پہونچا اور جو باتین خلاف گفت و شنود تھین
وہ کہلا بھیجین اور صورت ادائے زر تقاضا بھی سے دست پیدا نہوئی آخرکار سراج الدولہ نے
میر مدن بخشی کو سپاہ موجودہ سمیت مقابلہ انگریز کے واسطے روانہ کیا اور مقام پلاسی مین نقشہ
صف آرائی جما مین معرکہ مین میر مدن بخشی تاب آتشباری توپخانہ انگریزی نہ لایا رخت ہستی سے

خاک سیاہ ہوا سراج الدولہ پریشان عالم ہراس مین میر جعفر خان اور محمد ایرج خان کے پاس
کہ پہلے جدا ہو کر در پردہ انگریزون سے ملے تھے اور یہ وعدہ تھا کہ جسوقت لشکر تمھارا آئیگا ہم شریک
ہین آکر دستار سر قدمون پر رکھی اور الفاظ عذر ندامت آمیز اور مضمون خجالت انگیز زبان پر لایا
اور موہن لال دیوان کو جو پیشتر مقابلہ فوج انگریزی کے واسطے بھیجا تھا اوسکو پھر بلا لیا اور مصالحہ
اعتماد و عقل پر میر جعفر خان کے چھوڑا انھون نے ہمہ تن اغماض کیا اور اس محاربہ مین افسرون نے
فوج سمیت ہزیمت و شکست پائی تھی میدان سے بھاگی اور ہر ایک نے اس دریای زد و خورد سے
کنارہ کیا ہرچند سراج الدولہ نے دروازہ خزانہ بے تکلف وا کیا کہ اسوقت کوئی معین اور مددگار
نہو مگر کسینے التفات نکی اور کوئی دوست نظر نہ آیا آخر مجبور ہو کر بنگالہ مین پہونچا اور چند صندوقچہ
جواہر گران بہا کئی کروڑ روپیہ کا مال اور اشرفی سے معمور لیکر اپنی محبوبہ لطیف النسا نام کو سواری
رتھہ زنانہ مین بٹھا کر جملہ مال و اسباب ہاتھیون پر رکھہ اپنے دولتخانہ سے پوشیدہ قدم باہر رکھا
اور بسواری کشتی بادرفتار آبرو کے ساتھہ عظیم آباد کی طرف راہی ہوا کہ موسر لاس فرانسیس کو
سپاہ سمیت مقابلہ انگریز کے واسطے آمادہ کرے اتفاقاً موسر لاس حال یہان کا پیشتر سنکر عظیم آباد
سے براہ خشکی روانہ ہو چکا تھا معلوم نہ تھا کہ سراج الدولہ بنگالہ سے براہ دریا کشتی پر سوار آتا ہے غرض
ان دونون مین وہ تفرقہ ہوا کہ باہم ملاقات نہوئی جب موسر لاس یہان پہونچا سپاہ انگریزی نے
اوسکے ہمراہیون کو ہزیمت نصیب کیا غرض اس لوٹ مین اشرفیان دو کروڑ روپیہ کی خزانہ
بنگالہ سے ہاتھہ آئین ہر ایک سے علے قدر مراتب مالا مال ہوا غرض اسوقت مین جو میر جعفر خان نے
مرشد آباد کو خالی پایا مسند حکومت پر اس نظر سے کہ بظاہر علاقہ مہابت جنگ اسکے ساتھہ منسوب تھی اور
استحقاق سے حسب اجازت انگریز بیٹھہ گیا اور دولہ رام کو دیوان بنایا اور میر محمد قاسم خان کو
تعاقب سراج الدولہ پر مامور کیا وہ عظیم آباد کی طرف روانہ ہولے فوج انگریزی نوکر رکھہ کر
بیس لاکھہ روپیہ سے زیادہ سالیانہ مقرر کیا اور کلکتہ سے چوبیس ۲۴ پرگنون سمیت ہاتھہ اوٹھایا
اور عہدنامہ موافقت قلمبند کیا اور خطاب حسام الدولہ شجاع الملک مہابت جنگ اپنی مہرون مین کھدوا کر
اپنے بیٹے صادق علیخان عرف میرن نام کو شہامت جنگ اور اپنے بھائی کاظم علیخان کو ہیبت جنگ خطاب
دیا یہ صادق علیخان بطن سے اوسی عفیفہ کے تھا القصہ بعد اسکے عہد شہت حضرت عالمگیر ثانی

اور عماد الملک وزیر کے حضور مین ارسال کی اور کیفیت یہان کی مشرح لکھکر سند صوبہ بنگالہ
وبہار اپنے نام طلب کی اب سراج الدولہ ادبار نصیب کشتی سوار متصل راج محل پہونچا تلاش طعام
کو واسطے کشتی سی اوترکر خون جگر کھاتا ہوا تکیہ دانا شاہ درویش تک قضا کے ساتھہ پہونچا اتفاقا
اس درویش بداندیش کی داڑھی ومونچھہ ایام حکومت مین سراج الدولہ نے مونڈاکر شہر سی خارج
کیا تھا اوسنے بچشم عداوت دیکھکر پہچانا اور چاپلوسی کے ساتھہ اپنی تکیہ مین اوس سند نشین کو بٹھایا
کہ حیلہ سی اب اسباب طعام حاضر کرتا ہون جاکر آغا نظام حاکم راج محل کو بر محل اطلاع دی وہ آغا
مذکور میر محمد قاسم علیخان کو کہ اوسکے تعاقب مین سر دست پہونچا تھا ساتھہ لیکر صورت قضا نازل ہوا
اور سراج الدولہ کو اوس عورت اور لڑکی اور اسباب وجواہرات اور اشرفی اور طلائی آلات
سمیت کہ مالیت کرورون روپیہ کی تھی گرفتار کیا اور بلا کد وکاوش بغیرتی کے ساتھہ مرشدآباد
مین لایا وہ ثروت اور عظمت گرفتاری کی وجہ کام نہ آئی قصہ مختصر محمد بیگ نام رفیق صادق علیخان
نے اوسکو قید ہستی سے آزاد کیا اور سر کاٹ کر دروازہ پر آویزان نعش کو بعد تشہیر دریا مین پھکوادی
معاذ اللہ مقام عبرت ہے سراج الدولہ اپنے قتل کے وقت کہتا تھا کہ جو مینے حسین علیخان کو
بیگناہ قتل کیا تھا یہ اوسکا انتقام ہے خلاصہ جب نعش اوسکی ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر واسطے تشہیر
روانہ ہوئی عالم بے اختیاری مین وہ ہاتھی اوسی مقام پر پہونچکر کھڑا ہوا جہان حسین علیخان کو قتل
کیا تھا یہ حسین علیخان نائب ڈھاکہ تھا تعمیرات سراج الدولہ سی ایک عمارت عالی امام باڑہ مرشدآباد
مین مشہور ہے کہ لاکھہ روپیہ اوسکے صرف سالیانہ کے واسطے سرکار نظامت سے حسب احکام
انگریزی مقرر تھے اور موہن لال دیوان اوسکا گرفتار ہوکر حوالہ دولہ رام ہوا اور مرزا مہدی نام
برادر سراج الدولہ کو بھی شکنجہ عذاب مین مبتلا کرکے زہر دیا گیا —

ذکر ریاست میر جعفر علیخان اور اونکی بیٹے صادق علیخان کا اور خلاف کرنا اونکا سرداران انگریز کے ساتھہ اور پاداش مین پہونچنا عوض اوسکی

اوس زمانی مین طوائف الملوکی تمام ملک بنگالہ مین نازل تھی بہتون کو داعیہ خروج بہم پہونچا
چنانچہ حاضر علیخان نام زرخرید غلام صولت جنگ مرحوم اور اچل سنگہ کایتھہ ستا میر نے بعض تعلقہ کو

باہم ملکر پورنیہ مین خروج کیا اور رام نراین نے عظیم آباد مین جعفر علیخان کے ساتھہ عزم مخالفت
کیا اور طرح عداوت ڈالی وجہ اوسکی یہ تھی کہ میر جعفر علیخان بھی ایک ملازمان سراج الدولہ سے
تھا اس نظر سے حکومت و اطاعت اوسکی گوارا نہ تھی آخرکار میر جعفر علیخان نے صوبہ پورنیہ کو جہت
رفع فساد اہل خروج خادم حسین خان پسر خادم علیخان کو کہ یہ اوسکو ماموں کہتا تھا اور مرد باثروت
و صاحب اقتدار تھا حوالہ کیا ادہر رام نراین کے تدارک کے واسطے جانب عظیم آباد عازم ہوا اور
خادم حسین خان نے حاضر علیخان کے مقابلہ مین ہزیمت دی اور پورنیہ مین انتظام کیا اور رام نراین
نے جب آمد میر جعفر علیخان سنی انگریزون سے بذریعہ خط کتابت آمیزش شروع کی اور بواسطہ دیوان و
منشی میر مذکور سندین حسب دلخواہ مہری میر جعفر علیخان سے لکہوائین چنانچہ یہ جعفر علیخان حرف شناس
کم علم تھا کارپرداز رشوتین لیکر جو چاہتے تھے مضمون اپنا جماتے تھے خلاصہ وہ سندین رام نراین
کے پاس پہونچین اوسنے سرداران انگریز کے ملاحظے مین گذرانکر بیقصوری اپنی اور جرم میر جعفر علیخان
عدالت ثبات کو پہونچایا اور ارباب انگلشیہ کو پایہ حمایت مین لیکر عظیم آباد مین بلایا وقت سوال انگریزی کوئی
جواب معقول میر جعفر علیخان کو نہ آیا سوای تساہل اور موافق رام نراین کے ساتھہ اور جانا عظیم آباد کا
دوسری تدبیر معقول عقل مین نہ آئی آخر چند روز میر مذکور عظیم آباد مین قیام پذیر ہوکر رنگ جشن ہولی مین
مصروف ہوا اور رام نراین کو بدستور بحال چھوڑکر مرشدآباد مین آیا اونہین دنون راو شتاب رای
کایتھہ کہ پہلے دہلی مین سپتات نویس خانہ آغا سلیمان نام غلام کرجی پہلے سے ملازمان سرکار خانہ دوران خان
صمصام الدولہ مین وہا تہ قلیل پر نوکر ہوا صاحب دانش تہا بنظر تقدم بالحفظ احوال سلطنت دہلی
خراب دیکہکر دیوانی عظیم آباد و قلعداری رہتاس و وارونگی جاگیر صمصام الدولہ کہ بہار و بنگالہ مین تھی
حاصل کی اور شاہجہان آباد سے عظیم آباد مین آیا اور رام نراین سے سلسلہ محبت مضبوط کیا اور میر جعفر علیخان
سے ملاقات کی اور انگریزون سے توسل بہم پہونچاکر سند اپنی متعلقہ علاقون کی مہری و دستخطی کرنیل
کلیف بہادر سفارش نامہ سمیت رام نراین کے نام لیکر عظیم آباد مین آیا اور مقیم ہوا اور میر جعفر علیخان
بہار سے پھرکر جب بنگالہ مین آیا بساط عیش و عشرت بچہائی ناچ رنگ مین مشغول ہوا اور شرابین پینا
شروع کین اور پھر اوسی کثرت نشہ مین شراب غرور نے کاسہ دماغ مین جوش مارا کہ انگریزون
سے صحبت بیخرش ہوئی اور بنیاد پرخاش ڈالی بسم اللہ ابجد نزاع انگریزی یہ تھی قوم ڈچ سے

۳۲

سازو باعث آغاز کیا اور جہازی فوج اوس فرقہ کی نوکر تھی چنانچہ انگریزون کو فریب اوسکا معلوم ہوا آخر
آتش غضب مشتعل ہوئی پہلے قوم ڈچ پر جاکر چنچرا نگر کو انتزاع کیا اور ہزیمت دیکر میر جعفر علیخان کو لکھا کہ
دیکھو اب تمسے باتین خلاف عہد ظہور مین آتی ہین وہ بظاہر کلام عذر زبان پر لاتا تھا لیکن باطن مکدر طبیعت صاف
نتھی اور لڑکا اوسکا صادق علیخان زیادہ تر باپ سے عیاشی مین مصروف تین چار ہزار آدمی اوباش
وضع بدشعار شاہجہان آبادی رفیق تھے اور ملک پر یکقلم راجہ چنبی لال کو اختیار دیا اور ہرکارون پر مدار
ریاست اپنا قرار دیا جہانگیر نگر راجہ باجبتہ کو جو ملازم حسین علیخان تھا حوالہ کیا اور ضلع بردوان عوض تنخواہ
فوج سپاہ اور انگریز جو ملازم تھی سپرد و تفویض ہوا اور ہوگلی امیر بیگ کو تفویض کی اور پورنیہ
خادم حسین خان سے متعلق تھا خلاصہ یہ سب لوگ باپ اور بیٹے کی غفلت شعاری سے مطلق العنان
تھے گویا جہانگیر واسطہ آمدنی مسدود ہوا اور تقسیم تنخواہ فوج مین خلل واقع آخر کار عبدالہادی خان
وغیرہ رسالدار نے اوسکی گرفتاری کی فکر مین گھوڑے سے تدبیرون کے دوڑائے اور محضر تازہ درست
کیا کہ میر جعفر علیخان سوای عشرہ محرم گھر سے باہر نہ نکلتا تھا تجویز تھی کہ جسوقت امام باڑہ مین سراج الدولہ
کی آئے شبیہ کہین رفتہ رفتہ یہ خبر جعفر علیخان تک پہونچی اوسنے محرم سے پہلے عبدالہادی خان کو حکم
اخراج دیا اور زمیندارون سے اشارہ تھا کہ اونھون نے کام اوسکا تمام کیا اور اسیطرح گھسیٹی بیگم کو
کہ حسین اوسکی تھی تمام عیال سراج الدولہ سمیت کمال ذلت کے ساتھ جہانگیر نگر مین پہونچایا اور میرن
نام اوسکے فرزند کو کشتی مین بٹھاکر خبر خواص اور خادمون سمیت دریا مین ڈبوادیا اور عمارات خالی
کروالی غرض یہی صورت باعث نزاع ہوئی اور اوسی زمانے مین شاہزادہ عالی گوہر بھی تسخیر
عظیم آباد کے واسطے رام نراین سے برسر مقابلہ آئے تھے اوسوقت میر جعفر علیخان بحمایت و مدد
رام نراین اپنی سپاہ انگریزی جو ملازم تھی باسرکردگی کرنیل کلائیو اور کپتان نوکس روانہ کی اور
اپنے فرزند کو ساتھ کیا چنانچہ صاعقہ آسمانی نے خرمن ہستی میرن جلاکر برباد کردیا خلاصہ جب تک کرنیل
کلایف بہادر متوجہ حمایت تھے کام جعفر علیخان کا خراب ہونے نہین پایا جب عہدہ گورنری شمس الدولہ
مسٹر ہول کو قرار پایا اوسوقت میر محمد قاسم علیخان داماد میر جعفر علیخان سے آزردہ ہوکر جانب کلکتہ روانہ
ہوگئے اور وہ محضر عبدالہادی خان نے جو ہاتھ لگے تھے روبروی گورنر بہادر پیش کیا اور کیفیت
ظلم و غفلت جعفر علیخان اور حال نادہندی تنخواہ بیان کیا منظور تھا کہ زر پیشکش دیکر ریاست پر قبضہ کرین

غرض اس سوال وجواب کی بنگالہ مین آکر علی ابراہیم خان رفیق کی معرفت بواسطہ تحریر تھوڑی بہت سپاہ نوکر رکھنا شروع کی اسی عرصہ مین شمس الدولہ نے کلکتہ سے مرشد آباد مین آکر میر جعفر علیخان کو پیام دیا کہ اہل فوج اور رعیت ملک تمسے راضی نہین لہذا مناسب ہے کہ وجہ معقول اپنی فراغ رجال قرار دیکر ایک جگہ عیش وراحت کے ساتھہ بسر کرو اور ریاست محمد قاسم علیخان کو تفویض ہو چونکہ اقبال مائل زوال تھا یہ امر بخوشی منظور کرنا دشوار تھا قبول نکیا سرداران انگریز کو زیادہ ترنا گوار ہوا قصہ کوتاہ شمس الدولہ بہادر نے محمد قاسم علیخان کو مسند حکمرانی بنگالہ پر بٹھادیا اور جعفر علیخان کو پروانگی دی کہ جاگیر مرشد آباد مین سکونت اختیار کرے یا کلکتہ مین قیام پذیر ہو غرض عالم مجبوری مین جعفر علیخان نے قیام کلکتہ منظور کیا اور تمام اسباب امارت وجواہرات جو کئی پشتون کا اندوختہ تھا لیجاکر کلکتہ مین جو بازار چوک تازہ بنا تھا قیام کیا یہ عزل ونصب ۱۱۷۴ہجری موافق ۱۷۶۰ عیسوی مین واقع ہوا۔

ذکر ریاست وامارت میر محمد قاسم علیخان عالیجاہ کا بنگالہ وبہار مین اور مخالفت کرنا ساتھہ اہالیان کمپنی کی خاتمہ کار تک ؞

میر محمد قاسم علیخان مخاطب بعالیجاہ بن سید مرتضے خان ابن عم امتیاز خان متخلص خالص سادات طباطبائی ونبا بر سیر یحیٰی بوریا نشین ومیر باقر سے ہے اس میر باقر خالص تخلص کا امتیاز خان خطاب تھا اور صوبہ گجرات پر مامور جسوقت مسند ریاست پر قدم رکھا عرضداشت بارگاہ حضرت شاہ عالم عالی گوہر مین جو رام نراین سے ہنگام شاہزادگی معرکہ آرا تھا اور اب حسب تجویز شاہ درانی بہار مین سریر سلطنت پر جلوہ آرا ارسال کی منصب ہفت ہزاری وخطاب امتیاز الدولہ نعیم الملک نصرت جنگ عالیجاہ اپنے واسطے اور خطاب مظفر الملک شمس الدولہ نامر جنگ اپنے فرزند کے واسطے حاصل کیے اور اونھین دنونمین عہدہ وزارت بھی پایا تھا منصب ہفت ہزاری اور خطاب معزالدولہ صلابت جنگ اپنے چچا میر تراب خان نام کے لیے اور خطاب ورسالہ اپنے دوسرے چچا مسمی ابو علیخان کے واسطے زر پیشکش نذر دیکر دستیاب کیا اور منصبداران قدیم کو دلجوئیون کے ساتھہ نوکر رکھا اور حل وعقد ونیابت علی ابراہیم خان سے متعلق تھا اور دیوانی تنخواہات سپاہ اوسکے نامزد ہوئی اور دفتر منشی گری حافظ اسد اللہ خان کے زیر قلم اور داروغگی توپخانہ خواجہ گرگین ارمنی کی تفویض ہوئی اور تفنگچی

پیادہ ہی کرگین خان کے حوالہ کیے اوسکو مقرب حضرت بنایا اور جواہرات اپنا زر مشروطہ کے عوض انگریزونکی
کی پاس سوا ہی ضلع بردوان کے روانہ کیا اور بیس لاکھ روپیہ نقد پہونچایا کہ اہل کونسل آپسمین تقسیم کرین
اور تنخواہ سپاہ عہد جعفر علیخان کسیقدر اپنے پاس اور آمدنی ملک سے ادا کی اور کسیقدر زر نقد بنگیت سیٹھ سے
بھی قرض لیکے تنخواہ مذکور دیا اور انتظام مداخل مخارج نہایت خوبی کے ساتھہ درست کیا جو جمع
ملک ایک کرور چالیس ۴۴ اور دو لاکھہ اور تینتیس ۳۳ ہزار کی تھی اوسکو دو کرور چھپن ۵۶ لاکھہ چوبیس ۲۴ ہزار تک پہونچایا
اور جس حیلہ کے ساتھہ بنا زر نقد خلائق سے لیکر جمع کرنا شروع کیا اکثر صاحب ثروت اور دولتمندون کو
بیروز گار کیا علاوہ ارباب نشاط سی جو انعامات میر جعفر علیخان نے دیے تھے مسترد کیے اور گھر راجہ بلکیت سنگھ
ضبط کیا اور اوسکو اپنی طرف کھینچا اور اسد زمان خان پسر بدیع الزمان خان زمیندار بیربھوم وغیرہ اور
زمینداروں پر بھی فوج کشی کی اور گرگین خان کو مامور کیا اور میجر یاک انگلش اور خواجہ محمدی خان
بخشی کو معین کیا اور بخوبی گوشمالی شمردان ملک بروی کار آئی بعد اوسکے خواستگار ملازمت بادشاہ
ہوکر میجر کرنایک بہادر کی معرفت حاضر بارگاہ عرش اشتباہ میں ہوکر عظیم آباد کے پاس دولت قدمبوسی سے
مالامال اور سرفراز خلعت صوبہ جات حاصل کیا چونکہ نظم و نسق مداخل سلطانی صوبہ بہار سی متعلق تھا بذریعہ میجر مذکور
پیشکش وغیرہ طے کیا اور بادشاہ کو جانب اودھ رخصت کیا اور خانہ رام نراین علت محاسبہ مین ضبط رکھا
سات لاکھہ اوسکا امانت دارون سے بھی ہاتھہ آیا اسپر بھی رام نراین نظر بند تھا اور خانہ خزانچی تاراج
کیا اور مرلی وغیرہ اوسکے متوسلون کو گرفتار و قید کرکے زر کثیر لیا اور راجہ شتاب رای پر زور ڈالکر
شہر و قلعہ رہتاس و دیوانی عظیم آباد و محالات جاگیر صمصام الدولہ انتزاع کیے اور تازہ سند بادشاہی
اپنے نام طلب کی اور انفصال اوسکے معاملہ کا اجازت انگریز پر محول کیا آخر کار کونسل سی حکم ہوا کہ فلانا شخص
مرد منتظم ہے محاسبہ واجب ہین جو پرخاش کرتا ہے خلاف دستور نہین شتاب رای کو اگر اطاعت منظور ہو
تو رہے نہین اوسکے ملک سی خارج ہو چونکہ شتاب رای تو نسل انگریز پر ناز رکھتا تھا مجبور ہوکر ملک و زیر مین
قیام پذیر ہوا اور میر مہدی علیخان برادر عالیجاہ کو فوجداری ترہت قرار پائی چنانچہ میر مہدی علی خان
نے منسا رام برادر رام نراین کو کہ آتش نزاع مشتعل کی تھی مار کر اوسکے علاقہ پر قابض ہوکر اپنا دخل کیا
اور محمد تقی خان نے فوجداری پورنیہ پائی غرض چند سال مین اسباب امارت و سامان منازعت و سرانجام
حرب و ضرب آراستہ کیا اور انتظام عملداری اس خوبی کے ساتھہ کیا کہ رخنہ سرکشون کا مسدود ہوا اور

اور زمیندار بھوجپور وغیرہ کے عمدہ عمدہ فرمان پذیر ہوئے اور راجہ بلونتھ کو نیابت عظیم آباد دیکر ایسا
رعب فوج اور رعیت پر ڈالا کہ بے حکم اوسکے ممکن نہ تھا کہ ایک ذرہ اپنی جگہہ سے جنبش کرے حکم تھا کہ اسپ سوار
گھوڑے سے اوترکر سواری مین سلام کیا کرین القصہ تقی ہزاری وغیرہ محارسان قلعہ رہتاس جو سرکشی پر
آمادہ تھے قید کیا اور بشن سنگھ زمیندار شاہ آباد نے بنارس مین بھاگ کر پناہ لی شمرو فرنگی تین چار
پلٹنین اور توپخانہ سمیت بکسر مین اور روشن علی سپاہ شعینہ سمیت بھوجپور مین مامور ہوئی اب
عالیجاہ کو شناخت ملک مکھہ مد نظر تھی جانب مونگیر روانہ ہوئے اور قلعہ مونگیر کو سر نو تعمیر و آراستہ کیا
اور بہت سا اسباب طلائی او شیشہ آلات امام باڑہ سراج الدولہ سے منگاکر اوس مکانمین نصب کیا اور
تازہ رونق دیکر اوس جگہہ کو دار القرار اپنا قرار دیا اور بڑی شان و عظمت کے ساتھہ حکمرانی نصیب ہوئے
مکانات و عمارات عالی مین پردہ زربفت اور بادلہ کے آویزان کیے اور چلمنین موتیون کی کلابتون سے
بنائی ہوئین لگائین اور تمام ظروف وغیرہ سلفچی آفتابہ لگن شمعدان طلائی مرصع کار مہیا کیے اور اسقدر
راہ و رسم انگریزون سے بڑھائی کہ گورنر جنرل بہادر ہمیشہ ملاقات کو تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ گورنر
شمس الدولہ بہادر مرشدآباد مین رونق بخش ہوئے تھے ضیافت اونکی کمال مدارات و تعظیم و استقبال
لائق کے ساتھہ عمل مین آئی اور قواعد پلٹن گرگین خان دکھائی چنانچہ شمس الدولہ بہادر نے بعد ملاحظہ
قواعد ارشاد فرمایا کہ فوج تمھاری خوب آراستہ ہے تماشائی اہل ہندوستان کے واسطے لائق ستایش
لیکن زنہار ہوشیاری کے ساتھہ اعتماد پر اس سپاہ کی جماعہ انگریز بہادر سے خیال مخالفت اور حوصلہ منازعت
نکرنا کہ ناحق نام ہندوستان ضائع ہو اور رابطہ اخلاص و اتحاد جو سابقہ درمیان تمھارے اور سرکار کمپنی
کے مربوط و منسلک کردیا ہے شکستہ نہونے پائے خدانخواستہ اگر ارادہ جنگ انگریز کے ساتھہ منظور نظر عالی ہو تو
تو زر نقد اور زبان اور تحریر اور تقریر سے مضائقہ نہین خلاصہ یہ گوہر شاہوار لائق آویزہ گوش قبول کیجئے
القصہ اب بنیاد حکومت میر قاسم علیخان اسقدر مستحکم و مضبوط ہوئی کہ اصلا کسیکو یارای مخالفت اور قوت
منازعت باقی نہ تھی مگر چشم زدن مین بحکم مشیت ریاست نے جواب دیا کہ اس عرصے مین عالیجاہ کو خیال تسخیر ملکات
نیپال نے حرکت دی بصلاح گرگین خان اوسطرف طبیعت رجوع ہوئی یہ طمع تھی کہ وہ ملک سونے کی کان
کہلاتا ہے اگر ہاتھہ آگیا تو چاندی ہے پہلے گرگین خان کو سپاہ کثیر کے ساتھہ اودھر روانہ کیا
علی ابراہیم خان نے مشورہ دیا کہ فوج انگریزی کا اسوقت ساتھہ لینا مناسب ہے مگر عالیجاہ نے قبول نکیا

اور قدم جانب کوہستان اوٹھایا ابھی کوہ پتیا یہ تسخیر ہوا تھا لیکن بعد عبور دریاے گنگ یہ خبر فرح سماع ہوئی
کہ اہل کوہستان نے فوج ہراول کرکین خان کو شبخون عظیم مارکر تفرقہ انداز جمعیت ہوئے آدمی بہت ضائع
کیے اور تلف اور باقی ماندون پر نہایت وقت تنگ تھا عالیجاہ عجلت شعار نے ناچار راہ مین توقف کیا
اور علی ابراہیم خان کو بھیج کر کرکین خان کو پھیر بلایا اور مہم موقوف کی۔

ذکر بہم پہونچنا اسباب نزع وکدورت کا اور واقع ہونا جنگ کا درمیان عالیجاہ وسرکار انگریزی کے وجمع ہونا بادشاہ ووزیر کا اور اخراج عالیجاہ کا

جرکمالے رازوا ے جب تک عالیجاہ جادۂ محبت جماعہ انگریز سے منحرف نہین ہوا یوماً فیوماً دولت وثروت نے اوسکی ترقی پائی اب رشتۂ اتحاد توڑ کر آمادہ اسباب نفاق یہ ہوا تصریح اوسکی یہ ہے کہ وقت ملاقات شمس الدولہ بہادر سے ذکر اسباب کا زبان پر آیا جو تجار اس ملک مین آتے جاتے ہین وہ محصول اپنے مال کا نہین دیتے اور کہتے ہین کہ جب تجار سرکار کمپنی محصول دینگے ہمکو بھی عذر نہین اس سبب سے نقصان لاکھون روپیہ کا متصور شمس الدولہ بہادر نے فرمایا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محصولات قدیم تاجرون کو معاف ہے اب رسم جدید کا جاری ہونا خلاف آئین اور معاف رکھنا اوسکا باعث آبادی ملک ونیکنامی تمھاری کا ہے غرض جب عالیجاہ نے اصرار کیا بپاس خاطر جواب دیا کہ ہم وقت مراجعت جسوقت کلکتہ مین پہونچین اوسوقت تم یہ مطلب قلمبند کرنا جو کونسل مین قرار پائیگا وہ اطلاع دیجائیگی خلاصہ ابھی نوبت سوال جواب نہ آئی تھی کہ عاملون نے استفسار مضمون کہ جو عالیجاہ نے اپنے عاملون کے نام لکھا تھا کہ بقدر محصول تجارون کے گورنر بہادر سے لکھنے کہا ہے وہ جلد جواب اوسکا خاطر خواہ آتا ہے فریفتہ ہوکر گرفتار کرنا تاجرون کا شروع کردیا بلکہ تاجران انگریزی کو گرفتار کیا جسوقت عالیجاہ مہم کوہ سے پھر کر عظیم آباد مین آئے خطوط آمد صدر سے معلوم ہوا کہ دار وگیر تاجران جو براہ عجلت پیش از صدور حکم انگریزی ظہور مین آئی باعث ملال شمس الدولہ بہادر ہوئی چنانچہ بعد معاینہ مکتوبات ارباب کونسل کے حکم اسی مضمون کا نافذ ہوا کہ بالفعل کل محصولات معاف کیے اور ارباب کونسل کو تحریر کیا کہ گماشتہ ہمارے جو تمھارے آدمیون نے گرفتار کرلیے ہین اونکو جب تک رہا نکروگے ہم بھی تمھارے گماشتون کو خلاصی ندینگے القصہ اس تحریر کے بعد ارباب کونسل نے یہ بات تجویز فرمائی کہ محصول تاجران انگریزی کا لینا

باعث توہین سرکار کمپنی ہے لہذا معاف کرنا اسکا صلاح ہے باقی اور سوداگرون پر اختیار عالیجاہ
باقی ہے آخرکار مسٹر امیت اور مسٹر جی وغیرہ نے کپتان جانسن کے ساتھہ عظیم آباد مین آکر عالیجاہ سے
مونگیر مین مطلب مذکور کا پیام دیا اور شمس الدولہ بہادر نے بھی رقیمہ مصلحت آمیز تجویز فرمایا تھا کہ جو کچھہ
مسٹر امیت استدعا کرین قبول کرنا بگوش محبت عین مصلحت ہی اور عدم اقبال کو باعث ضرر و زوال
تصور کرنا چاہیے اور باقی نہ ولبست تمھاری کامون کا خاطر خواہ ظہور مین آئیگا اور ارباب کونسل جو فی الحال
مخالف ہین اصلاح اونکی بھی بخوبی عمل مین آتی ہے چونکہ ستارہ اقبال عالیجاہ زوال پر تھا باوجود
اس تحریر محبت آمیز کے مقدمہ مذکور گرگین خان کو حوالہ کیا اوس ناعاقبت اندیش اور کج فہم نے اطاعت
انگریز سے راہ انحراف نباہی اور سرداران انگریز کو اصلاح مقدمہ محصول کو آئے تھے اونکو زیف
پریشان عجیب سے زیادہ تر آشفتہ کیا اور لیت لعل مین ڈالا رام نراین کو قید کیا اس عرصہ مین گرگین خانکو
انگریزون نے اپنی طرف کرلیا عالیجاہ نے افروختہ ہوکر گرگین خان کو ایک مغل کے ہاتھہ سے راہ فنا
دکھائی اور شہرو کو نوکر رکھا جب انگریز نے اسکو طلب کیا نہ دیا اور جگت سیٹھہ کو بھائیون سمیت جو
مرشدآباد مین آباد تھے اس خیال سے کہ زرنقد سے اعانت انگریز نکرین بلاکر قید کیا یہ جگت سیٹھہ اور فتح چند
اور پوتے اوسکے مہتاب رائے و سروپ چند مارواڑی قوم نواح جودہپور کے رہنے والے جو عہد
شجاعت الدولہ مین ناظم بنگالہ نکہ قضا نصیب ہوئے تمام دولت و مال فتح چند وغیرہ پوتون کو ہاتھہ
آیا تھا اور اسقدر صاحب دولت تھے کہ میر حبیب اور مرہٹہ نے دو کرور روپیہ اونکے گھر سے لیا
اونھون نے بنظر دولتمندی و دریادلی درم ماہی کے برابر بھی نہ سمجھا اور مہابت جنگ کو بھی بنگالہ
سے دہلی تک ایک سکہ جس سن کا طلب کیا اُن شخصیون کا باندہ دیا الغرض اسوقت غلام حسین اور صیبا لینی
سیٹھہ کو اوسکے بھائی سمیت قید کرلائے عالیجاہ نے عنایات و التفات شاہی کے ساتھہ نظربند کیا اور
محمد تقی خان حاکم بیربہوم نے موافق حکم عالیجاہ کے سیٹھہ کا محاصرہ کیا چنانچہ یہ امر بھی کمال باعث رنج
ملال اہل کونسل ہوا کہ آمدنی کرورون روپیہ کی موقوف ہوئی مسٹر جی و مسٹر امیت جو مونگیر مین آئے تھے
انکو بو علیخان استقبال کرکے لایا اور بعد ادای رسم ضیافت وغیرہ مقدمہ تجارت پیش کیا اور بخوبی سمجھایا
مگر عالیجاہ نے مسٹر جی کو اپنے پاس رکھکر اور انگریزون سے جو انکے ساتھہ تھے کہا کہ جب تک
گماشتے ہمارے خلاصی نہین پاتے رہائی مسٹر جی سخت دشوار ناچار مسٹر امیت نے بنگالہ سے نکلکر جب

جانب مونگیر مراجعت کی افسر فوج متعینہ عظیم آباد کو لکھا کہ صحبت ہماری عالیجاہ سے برہم ہوئی تم
براہ سرکشی تسخیر قلعہ وغیرہ مین زنہار کوتاہی نکرنا اور آپ کلکتہ کی طرف قدم زن ہوئے تا وہان پہونچکر
یہ کیفیت ارباب کونسل سی ظاہر کرے قضاء انگیز تھی منزل مقصود تک کیا راستہ مین عالیجاہ کے
عاملون نے کام اونکا تمام کیا بعد اوسکے افسران سپاہ انگریزی متعینہ بہار یعنی میجر کسترس اور
ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ جو تھے اونھون نے عین غفلت مین قلعہ عظیم آباد پر شبخون لا کر خالی کرا لیا مہدی قلیخان
نے زیادہ مقابلہ اونسی خلاف مصلحت سمجھکر عالیجاہ کو اطلاع دی عالیجاہ نے اور فوج بھیجکر تبار کیواسطے
تاکید تحریر کیا ناچار مہدی قلیخان نے طرح مقابلہ ڈالی انگریزی سپاہ دو تین کمپنی کے قریب تھی
اونکو قلعہ سی نکال دیا القصہ اس سپاہ انگریزی نے راہ کلکتہ لی راہ مین بنگالی افسران فوج انگریزی
جو کم جمعیت تھا گرفتار کر لیا فقط قصور تسخیر قلعہ حسب الحکم عالیجاہ اونکو حوالہ تیغ بیدریغ کیا اور جتنے
عالیجاہ مین روانہ کیے نائب عالیجاہ جو اطراف قاسم بازار وغیرہ مین تھے اونھون نے انگریزون کو
پکڑ کر قتل کرنا شروع کیا چنانچہ شورش عظیم و فتنہ تازہ بپا ہوا اوس وجہ ارباب کونسل کو شمس الدولہ
بہادر و مسٹر ہیسٹنگس بہادر سے کہ حامی عالیجاہ تھے نزاع واقع ہوئی القصہ ارباب کونسل آپسمین
دو گروہ ہوئے ایک گروہ طرفداری عالیجاہ کرتا تھا اور دوسرا گروہ خلاف اوسکے راہ مخالفت پر
قدم زن آخر کار باہم بحث و تکرار مین یہ بات قرار پائی کہ اگر ہزار آدمی ہماری قوم سی محبوس و کشتہ ہون
کچھ مضائقہ نہین مگر عالیجاہ سے خواہ مخواہ مقابلہ کرنا چاہیے اور عوض خون مسٹر ایسٹ بہادر کہ عمدہ
سرداران انگریز سے تھا لینا چاہیے القصہ شمس الدولہ نے جوابدہی ولایت کے واسطے دستخط
اس حکم کی اہل کونسل سی لکھوا کے جیب مین رکھی اور عنقریب روانہ ولایت ہوئے اور عالیجاہ بدرخواست
اوستاد عالم و شجاعت الدولہ کے پاس آئے اہل کونسل نے میر جعفر علیخان کو جو وارد کلکتہ تھا
اوسکو مکان پر بلا کر مژدہ ریاست و امارت بنگالہ سرنو دیکر دو پلٹنون کے ساتھ مہم عالیجاہ پر روانہ کیا
معاذ اللہ اسوقت عالیجاہ نے زنبور خانہ فرنگ کو تکلیف دی اور اپنے دوستون کے نسبت بھی
اندیشہ کی آخر کار جو رفیق سپاہ شب تیرہ بخت نے دکھایا وہ اظہر من الشمس ہے بیت در ریاست خلل ہجوم
خرابی افگند ما دوست دشمن ہمی شود در گردش ایام ما قاسم علیخان عالیجاہ تلون مزاج بھی تھے
اور طبیعت پروا ہمہ غالب دوست و دشمن نگاہ مین یکسان اور علم سے بھی اسقدر آشنا نہ تھا جو مضمون عاقبت اندیشی

ذہن نشین ہونا خلاصہ اپنی فوج مین بھی دشمن سمجھا جملہ خرد و بزرگ شکستہ خاطر تھے فی الجملہ جب سپاہ انگریزی کلکتہ سے مرشدآباد مین آئی پہلے مقابلہ محمد تقی خان سے بیربھوم مین اور سید محمد خان نائب عالیجاہ سے مرشدآباد مین واقع ہوا محمد تقی خان میدان جنگ مین مارا گیا اور سید محمد خان فرار ہوا بارہوین محرم ۱۱۷۷ ہجری کو محمد امیر خان نے مرشدآباد مین پھر سے نومنادی ریاست میر جعفر خان پھروادی اور مسند ریاست نے اوسکے اجلاس سے رونق پائی المختصر سپاہ انگریز کو مانند سیماب قرار کہان تھا چار پانچ دن کے بعد مرشدآباد سے نکل کر جستجوی عالیجاہ مین سرگرم تھی آخر خاک چھانتے ہوئے مونگیر آئے عالیجاہ نے یہ خبر سنتے ہی فوج جدید نوکر رکھکر میدان سوتی مین جمع کیا اور سیف خان فوجدار پورنیہ اور اسد اللہ خان اور شمرو فرنگی نے بھی آٹھ سات پلٹنین اور دو تین ہزار سوار جمع کیے خلاصہ فوج انگلشیہ سے نوبت مقابلہ آئی آتش حرب و ضرب مشتعل ہوئی توپ و تفنگ نے آتشبازی شروع کی تر و خشک جلنا آغاز ہوا پہلے دن فوج عالیجاہ کی طرف غلبہ حریف ہوا لیکن شمرو اور مارکار دونون فرنگیون نے میدان کارزار سے منہہ پھیرا پیٹھہ دکھائی اور اسد اللہ خان وغیرہ ہزیمت نصیب ستارہ اقبال انگلشیہ چمکا تھا غالب آئے اور بقیہ فوج عالیجاہ نالہ اودھوہ پر کہ عالیجاہ نے پہلے سے پسند اور بہتر سمجھکر مقابلہ کے واسطے قرار دیا تھا جمع آئی یہ دریاچہ اودھونال جنوبی راج محل سے جاری ہوا دریای گنگ سے ملا تھا طول و عمق بہت کنارے پر اوسکے صحرای پرخار و جنگل دشوار گذار واقع تھا جنگلی سرکپاس و مغیلان دشتی کے درخت باہم دست و گریبان اور سوای اوس پل کے کہ جو عالیجاہ نے بصورت سد سکندری استوار او سپر باندھا تھا اور دامن کوہ سے ملا ہوا دوسری راہ نہ تھی القصہ عالیجاہ نے قبائل و عشائر اپنے میر سلیمان خان و نوبت رای کے ساتھ قلعہ رہتاس مین روانہ کیے اور آپ میدان اودھوہ مین آکر شریک فوج ہوا مگر وقت روانگی گلے مین رام نرائن کے سبوچکلی باندھکر نذر دریا کیا اور رای رایان اور راجہ بلبھہ وغیرہ اور زمیندارون کو آمیزش انگریز کے خیال سے قتل کیا اور مرزا نجف خان کو کہ تازہ کابلی سے نوکری چھوڑکر آیا تھا تین لاکھہ روپیہ نقد دیکر ملازم رکھا اور مع کامگار خان برادر نامدار خان وغیرہ بھیتیان کے زمینداران کو ساتھہ اور سپاہ شیون ترہت کی افسری دیکر مہم انگریز پر مامور کیا غرض ڈیڑہ مہینے تک مورچہ قائم رہے ہمیشہ توپ و بندوق سے گرم رہی بعد اوسکے مرزا نجف خان کوہستان بھاگا اور مورچال شکستہ ہوگئے اور عالیجاہ بھی عالم

اضطراب مین عظیم آباد کی طرف قدم زن ہوے غرض آتے ہی بلا تکلف دونون سیٹھون کو جان سے ہلاک کیا اور جو انگریز پنجۂ دست قدرت مین اسیر تھے اونکو شمرو کے ہاتھون ہوا ہی توپ پر چنپک کی مانند اوڑا دیا قصہ کوتاہ سپاہ انگریزون نے مونگیر مین اگر غرت قلیخان قلعہ دار کو زر نقد دیکر رضامند کیا اور قلعہ مونگیر پر متصرف ہو گئے اور فوج عالیجاہ مین تفرقہ کلی برق کے مانند پڑا گرگین خان اپنے ترک سوارون کے ہاتھون کہ وقت طلب تنخواہ بدزبانی کے ساتھ پیش آیا تھا مارا گیا غرض غلبۂ انگریز نے شہرت پائی ملوک الطوائف تمام ملک مین وقوع ایک طرف بنگالہ اور مونگیر سے عمل عالیجاہ صورت نقش آب اوٹھا اور ایک طرف میر روح اللہ خان خلف سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان نے معرکۂ جنگ اودھ مین صورت ہزیمت دیکھکر کشتی سوار آتا تھا اتفاقاً اوسی راہ دریا مین ایک کشتی جسپر خزانہ دو لاکھ روپیہ کا نقد تھا اور عالیجاہ کے پاس آتی تھی مل گئی اوسپر بلا تکلف متصرف ہوکر پورنیہ مین پہونچا اور خروج کیا جعفر علیخان اور انگریزون سے شیر و شکر کے مانند ملکر پورنیہ پر قابض ہوا اور ایک جانب جو سپاہ انگریزی باقی پور مین چھاونی رکھتی تھی اوسنے حصار عظیم آباد کو محاصرہ کیا مہدی علیخان برادر عالیجاہ اور محمد قلیخان قلعہ دار نے مقابلہ کیا اکثر انگریز اس جنگ و جدال مین کام آئے لیکن فتح نصیب انگریز دیوار حصار صدمات گولہ توپ سے توڑکر قلعہ مین در آئے اب عالیجاہ کا نام و نشان مسکن باقی نہ رہا دریا کے فکر مین ہاتھ پاون مارنے شروع کیے اور چند عرضیان علی الاتصال بشرکت وزیر حضور حضرت ظل سبحانی مین روانہ کین اور خواستگار حمایت و مدد ہوا اوسوقت لشکر فیروزی اثر بادشاہ وزیر الممالک شجاع الدولہ بہمیت بوندیل کھنڈ مین مصروف تسخیر مرہٹہ تھا یہ بالا بالا تحریک عالیجاہ موجب ملال خاطر وزیر الممالک ہوئی ابھی یہ مقدمہ لیت و لعل مین تھا کہ اوسی زمانہ مین عرضداشت میر جعفر علیخان بھی درخواست صوبہ بنگالہ مین اس شرط پر آئی کہ بروقت حصول آرزو پچاس لاکھ روپیہ نقد پیشکش اور صوبہ بہار بمصارف حضرت ظل سبحانی نذر کرونگا یہ گفتگو پیش تھی آخرکار عالیجاہ نے آپ حاضر لشکر ہوکر سر اپنا قدمون پر بادشاہ کے ڈالا اور طلاقت لسانی کے ساتھ مضمون مقابلہ اسلام و نصارا ظاہر کیا چونکہ بادشاہ و وزیر دونون اونکو جنگ مرہٹہ مین مصروف تھے عالیجاہ شریک جنگ ہوکر چند قلعہ نواح بوندیل کھنڈ سے اپنی سعی و کوشش کے ساتھ فتح کیے ہندوپت کو مطیع و فرمانبردار بناکر حق اپنی جانفشانی و کارگذاری کا ثابت کیا اور وزیر الممالک سے بہ تواضع پیش آیا گیارہ لاکھ روپیہ سالیانہ اور کسی روایت سے لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار روپیہ مقام

روز مداخلت عظیم آباد سے مقرر کیا اور صوبۂ عظیم آباد جو پچانوے لاکھ روپیہ جمع کا تھا آصف الدولہ کو دینا
قبول کر کے وزیر کو رضامند کیا وزیر اور بادشاہ کو سپاہ مقابلہ سمیت لیکر پیہم قدم مقابلہ جانب انگریز اوٹھایا
میدان حرب کو خیمہ گاہ بنایا اس مرتبہ سوال جواب مین عرصہ کئی مہینونکا گذرا نوبت محاربہ آئی نہین کہ وزیرالملک
فوتقاضا خرچ عالیجاہ سے کیا عالیجاہ نے کہا کہ مجکو فوج سمیت رخصت بنگالہ دو کہ میر جعفر علیخان کو نکال کر
خزانۂ قدیم سے زر نقد لیکر نذر کردون متوسلان عالیجاہ برگشتہ بخت نے جو وزیر سے در پردہ ساز و باز رکھتے تھے
بیان کیا کہ عالیجاہ خزانۂ وافر اور زر نقد بکثرت اپنے ساتھہ رکھتا ہے اگر چاہے تنخواہ سپاہ بکشادہ پیشانی
دے سکتا ہے چنانچہ اوسوقت تک تین سو پچاسی ہاتھی اشرفی اور روپیون سے بھرا اور بہت سا جواہرات
بیش بہا لشکر مین موجود تھا چونکہ اقبال ادبار سے بدلا مزاج وزیر کو اوس اخبار نے برہم کر دیا کہ مدار الدولہ
کی کیفیت سوال جواب قاسم علیخان عالیجاہ کی بادشاہ سے منیر الدولہ کی معرفت مقدمۂ عہدۂ وزارت مین
ڈیڑھ کرور روپیہ پر حرف بحرف وزیر تک پہونچائی بلکہ خط و کتابت جو زیب قلم ہوئی تھی بہم پہونچائی اسوجہ سے
درمیان وزیر و عالیجاہ صورت نفاق حسب اتفاق واقع ہوئی اور میر سلیمان خان خانسامان عالیجاہ نے
صندوقچہ جواہرات نفیس کا لاکر وزیر کو حوالہ کیا روایت مختلف ہے کہ چھتیس ۳۶ سے جواہر بیش بہا اوس صندوقچہ
مین تھا اس معاملہ نے گویا کہ عالیجاہ توڑ کر خاک پر بٹھا دیا سچ ہے جب اقبال رخصت ہوتا ہے بال بال
اپنے بدن کا دشمن بنجاتا ہے یعنی دوسرا تازہ زخم دامن واشم و فرنگی نے دیا کہ سپاہ قدیم نے اسکے
اشارے کے موافق اتنا تنخواہ کے واسطے بلوا کیا آخر خزانہ اشرفیون کا جو محل مین بے غل تھا
خالی کرا لیا القصہ باوجود ان ظلمون کے وزیر الممالک نے محاسبہ ملک متصدیان سلطانی کے نام طلب کیا
آخر کار اس کشمکش نے عالیجاہ پر وہ وقت تنگ کیا اور کجروی فلک نے وہ روز بد دکھایا کہ سوائے دشمن
و بدخواہ کے کوئی دوست و آشنا نظر نہ آتا تھا ناچار مجبور ہوکر عالیجاہ نے ترک لباس کیا گو اکثر
نواب وزیر نے تسلیان دیکر لباس ... رونق افروز کیا تھا سومرک فرانسیس نے اور
افسر دین سمیت رفاقت عالیجاہ سے انحراف کیا یعنی جدا ہوئے اب عالیجاہ شخص بیدست و پا ہوکر
سرکار انگلشیہ کا سخت تشنہ تھا آخر نواب عالیجاہ کو اس حیلہ سے کہ فوج تمھاری راہ اطاعت سے
گذری ہے بہرحال تمام اندیشہ سے ہاتھی پر بٹھا کر ہاتھون ہاتھ اپنے لشکر مین لائے اور ایک مختصر خیمہ مین
بطریق نظربندی قیام پذیر کیا ابوالحسن خان اور میر فتح علیخان کو محافظ اونکا بنایا ابوالحسن خان کہتا تھا

کہ ایک دیگ مین عالیجاہ کو بٹھا کر جوش دو تو زر نقد بکثرت ہاتھ آئی لیکن میر فتح علیخان آبرو دار تھا اس آتش غضب کو بجھاتا تھا القصہ جب نواب وزیر الملک نے علی ابراہیم خان وغیرہ اور دوستان جانی سمیت پکڑ کر طلب کیا خانہ کو سرو دانشمند تھا اوسنے شجاع قلیخان چیلہ نواب سے کہ ذی رتبہ تھا ساز و باز کر کے اوس مخمصہ سے نجات پائی اور پہاڑ امانت داری کا سر شمرو پر رکھکر کہا کہ چند لاکھ اشرفی اسکی امانت مین ہین لیجیے اور میر سلیمان خان نے اس جادو بیانی کے ساتھ کہ خزانہ عالیجاہ قلعہ رہتاس مین ہے لانے کے واسطے رخصت پائی چنانچہ یہان سے جا کر بنارس مین انگریزون کے قیام کیا اس عرصہ مین سرداران انگریز کو ثابت ہوا کہ نذرانا خلعت بادشاہی جعفر علیخان کے واسطے ابتک تساہل نواب وزیر الملک سے ہوا سواء اسکے کہ نواب وزیر ابخواہان ریاست ہر سہ صوبہ کا ہے آخر کار آمد و رفت وکلاء معتمدین سے فی طرفین کے وہ نوبت کلمات سخت سست سے بہم پہونچائی کہ صورت نزاع نواب وزیر اور انگریز سے واقع ہوئی اور باہم مقابلہ یکجا ہوا جنگ صعب ظہور مین آئی چنانچہ یہ بھی لڑائی بکسر کی مشہور ہے القصہ جب میدان مین صف آرایان ہو چکین نواب وزیر نے عالیجاہ سے کہا اب نوبت کارزار سے گذری جو کچھ ہو مجھسے بہر کیف رہنا آپکا اس لشکر مین اچھا نہین خلاصہ زر نقد اپنی سرکار سے دیکر عالیجاہ کو رخصت کیا ناچار عالیجاہ نی لشکر نواب سے قدم باہر رکھا اور سات آٹھ کوس پر پہونچکر انتظار آمد عیال و اطفال مین متوقف تھے کہ علی ابراہیم خان نے اوسوقت یہان سے لکھبھیجا کہ متصل لشکر قیام حضور مناسب نہین جب تک خداوند تعالے ادبار کو اقبال سے بدلے اب کسی طرف عنان عزیمت اوٹھائین آخر کار عالیجاہ وہان سے اپنی اہل عیال کو لیکر ملک افاغنہ مین اترچندی و شاہجہان پور کی طرف آئی اور وہان سے راہ اکبر آبادی مہاجی سیندھیہ کے پاس پہونچکر اپنی کیفیت سے مطلع کیا اور مدد چاہی اوسنے بھی کنجشک طلائی سمجھکر جو کچھ سر دست بن آیا حاصل کیا اور دیکھا کہ اب فقط خالی استخوان باقی ہین گوشت کا نام نہین سخن سازی پہ اعتماد نکیا غرض یہان سے بھی عالیجاہ بذیل مرام سے جبکہ زمانہ کمال پیر فلک کو بہ سر کینہ پایا اور بنا پیچ و تاب کھاکر جا بجا عقل سے باہر ہوا اور مزاج اعتدال سے گذرا نوبت جنون بہم پہونچی غضب بہ ہیچ وقت اور فی محل مستکرار الفاظ خلاف دولت و اقبال کا سے دیوانگی کے ساتھ بدنام کیا اور رفقا سے اونکے جو رفقا کہ باقی [illegible] سے وہ بھی کنارہ کش ہوئے اب تنہائی و فلاکت نے قریب ہلاکت پہونچایا پانچ چھ برس خستہ حالی اور پریشانی مین بسر کیے آخر بستر مرض پہ کام اونکا تمام ہوا موت آئی جہان سے گذر [illegible]

لعش حسب وصیت شاہجہان آباد مین جاکر درگاہ حضرت شاہ مردان کے درمیان مین دفن ہوئی اور مقدمات ریاست بنگالہ بعد فتح انگریز درستی پذیر ہوئے علی ابراہیم خان بواسطہ عقل و دانش عاقبت اندیشی کی وجہ انگریزسی ملک مقبوضہ یہان بناعمدہ اور خدمت سی سرفرازی پائی اور بر سر عرصہ پہونچا سفارش بقیہ عیال عالیجاہ سرکار انگریزی مین کر کے صورت وجہ معاش نکالی تین تین سو روپیہ درماہہ لڑکون کا اور ڈیڑہ ڈیڑہ سو روپیہ درماہہ دختران عالیجاہ کے واسطے مقرر ہوا چنانچہ ایک لڑکی اونکی اقبال الدولہ ابن مختار الدولہ اور دوسری لڑکی محمد نامر خان کے ساتھہ منعقد ہوئی جب صاحب زادے سن تمیز کو پہونچے فیض تربیت علی ابراہیم خان سے علم وہنر کے ساتھہ آراستہ ہوئے نوکری تحصیلداری وغیرہ بقدر لیاقت وآبرو سرکار انگریزی سی پائین اور نواب مرتضی خان دختر وزیر الممالک یمین الدولہ سی منسوب ہوکر لکھنؤ مین آئے طرح قیام ڈالی میر عبد اللہ اور میر کلو وغیرہ نے بھی لکھنؤ مین پہونچکر بعزت وآبرو بسر کی اور سینہ ہیہ کے پاس بھی جاکر اعزاز حاصل کیا اور بعض پوتے عالیجاہ کے بنارس اور لکھنؤ مین ناز ونعمت کے ساتھہ قیام پذیر ہوئے۔

ذکر بقیہ احوال جعفر علیخان اور اونکی لڑکونکا اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا اوسکے خاندان کے ساتھہ اور منتقل کرنا نیابت اوس مقام کی نواب مظفر جنگ اور اونکی لڑکون سے

جب ستارہ اقبال عالیجاہ برج نحس مین آیا اور وزیر الممالک نے ہزیمت پائی مقدمات مداخل مخارج سلطنت طے ہوکر صوبہ بہار سے وجہ معاش قرار پائی اور قیام بندگان بادشاہ الہ آباد مین ہوا اور مصالحہ وزیر انگریزسی ظہور مین آیا امن وامان اطراف بہار وبنگالہ مین صورت پذیر ہوئی میر جعفر علی خان ۱۲ محرم ۱۱۷۸ ہجری کو مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے حکمرانی کے ہاتھہ پاون نکالے خصوصا خلعت صوبہ بنگالہ بارگاہ سلطنت سے حاصل کیا اور آمدنی صوبہ بہار سرداران انگریز کے حکم سے سپاہ انگریزی کی جو تعینہ تھی صرف مین آئی اور بقیہ زر سالیانہ مصارف بندگان بادشاہ مین داگذاشت ہوا اور آپ قطعا تعلق بہار سی نہ رکھا خلاصہ بیان ہے کہ حکومت شہر وعدالت دیوانی وفوجداری یعنی کوئی شی جعفر علیخان سے علاقہ نہ رکھتی تھی جسکو سرداران انگریز مامور کرتے تھے مامور ہوتا تھا اور جسکو مقہور کرتے تھے مقہور ہوتا تھا بلکہ بنگالہ مین بھی بمشورہ

انگریز کی کوئی مقدمہ انفصال نہ پاتا تھا مسٹر سیان مڈلٹن یہان کی رزیڈنٹی پر صاحب کلان کے نام سے رونق بخش ہوئے القصہ جب امر مین صورت متنازع فیہ واقع ہوتی تھی سید جعفر علیخان آپ بسواری بجرہ راہ دریا پر جانب کلکتہ کہ دو روزہ راہ پر تھا جاتے تھے کہ مقدمہ طی کرتے تھے ہنوز دو برس طی ہوئے تھے اور انگریز و نواب وزیر مین معاملہ بدینشیں تھا کہ جعفر علیخان جو کسی ضرورت سے کلکتہ مین گئے تھے وقت مراجعت ۱۴ شعبان ۱۱۷۹ھ ہجری کو عارضہ مند ہو کر جام شربت اجل نوش کیا ان جعفر علیخان کے تین فرزند تھے سید بلوری نجم الدولہ خطاب جنکو مسٹر جانسن رزیڈنٹ نے بعد وان جو بعد مسٹر مڈلٹن رزیڈنٹی بنگالہ پر مامور ہو کر آئے تھے اونھون نے اسکو مسند ریاست پر بٹھایا عہدہ دیوانی نند کمار اور نیابت بہار وعظیم آباد سید کاظم خان برادر جعفر علیخان کو سپرد کی اور نگلی نیابت و مہرج نراین کے تفویض کی اور راو شتاب رای نے صوبہ اودہ سے پہر کر سرکار انگریز سے جو مصالحہ وزیر کو واسطہ تھا کر ایک لاکھ روپیہ حاصل کیا اس عرصہ مین نند کمار نے آپکو گرگ باران دیدہ اور نجم الدولہ کو صاحبزادہ تصور کر کے معاملہ دارون سے رشوت ستانی اور اخذ بیجا زیادہ حد سے شروع کیا اور مہرین جعلی بنا کر ناظم اور سرکار کمپنی کے درمیان موشکدوانی آغاز کی آخر کار بالام ہوا گورنر جنرل لارڈ کلیف بہادر جو شمس الدولہ کے بعد گورنری پر مستقل ہوئے اونکو طریقہ نند کمار نہایت نامطبوع آیا جرم بکثرت ثابت کیے آخر گردن مارنے کے قابل معلوم کیا اور ولایت کو کیفیت اوسکی لکھی ہنوز جواب نہ آیا تھا کہ لارڈ کلیف بہادر ولایت سے جانب انگلستان روانہ ہوئے پہر دوبارہ گورنری شمس الدولہ پر مسلم ہوئی ولایت سے کلکتہ مین رونق بخش ہو کر حق نند کمار مین کوئی چارہ نہین دیکھا ناچار حسب تجویز گورنر اول پہانسی کا حکم دیا جو نند کمار کو نصیب ہوئی اور گہر اوسکا ضبطی مین آکر تاراج ہوا کئی لاکھ روپیہ نقد اور مہرین جعلی نکالین آخر نیابت نظامت بنگالہ سید محمد رضا خان کے نام قرار پائی خطاب مبارز الملک خانخانان مظفر جنگ اور خلعت عمدہ جواہرات سمیت اور پالکی جہالردار اور ہاتہی اور گہوڑا اور نشان اور ماہی مراتب عنایت ہوا یہ مظفر جنگ مردمتین و صاحب دانش حکیم علوی خانکے اقربا سے تھا لیکن اوسوقت مین چہوٹے بڑے سب رئیس بنگالہ انگریز سے رجوع رکہتے تھے نظامت و ناظم کو ہیچ اور پوچ محض سمجہتے تھے اور مسند نشین نظامت کو سوای نگاہداری عظمت و درستی زینت کسی کام مین مداخلت نہ تہی نہ کسی کے عزل نصب کا اختیار تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو جملہ اختیار حاصل ہوا چنانچہ اب راو شتاب رای کا ماہیانہ پچیس ہزار روپیہ اور منصب پنجہزاری قرار پایا اور حکم ہوا کہ صحبت ارباب

کونسل بہار مین بیٹھہ کر شریک مشورہ رہی آخر دھیرج نراین نائب صوبہ بہار اور راوشتاب رای ایک
مسند پر بیٹھہ کر مقدمات بہار جاری کرتے تھے اور صاحب کلان نے قلعہ مین طرح سکونت ڈال کر اونپر
حکمرانی فرماتے تھے کچھ دنون کے بعد راوشتاب راے نے دھیرج نراین پر چند قصور ثابت کیے کہ وہ
گرفتار محاسبہ ہو کر کلکتہ سے روانہ ہوا اس معاملہ کو ایک برس پورا گذرا تھا کہ گورنر جنرل بہادر کلکتہ سے
ملاحظہ حالات بنگالہ کے واسطے عازم ہوئے نجم الدولہ راہ استقبال پر جاکر جب پھرے دو تین روز مین
لقمہ نہنگ ہیضہ ہوئے گورنر بہادر نے افسوس کیا اور اوسکے بھائی سیف الدولہ ابن جعفر علیخان کو مسند
نظامت پر جگہہ دی آخر بعد مراجعت گورنر جانب کلکتہ نواب مظفر جنگ نے دھیرج نراین کو شکنجہ عذاب
محاسبہ سے نجات دلا کر بعد فیصلہ فارغخطی دی ابھی چند مہینے نگذرے تھے کہ سیف الدولہ کو عمر شباب
مین عارضہ چیچک لاحق ہوا بھائی سے دو برس کے بعد انتقال کیا ثالث بالخیر مسند نظامت مرشد آباد
نواب مبارک الدولہ سے کہ تیسرے فرزند جعفر علیخان کے تھے متعلق ہوئی اور گورنری مسٹر ورلسٹ بہادر
مشورہ سے جبکہ کرٹیر بہادر کمانڈر چیف کے ساتھہ قرار پائی مگر اس ریاست نے کئی برسون قیام پایا بڑی
حسن وخوبی سے حکمرانی کی بعد بائیس برس ۱۲۰۸ ہجری مین قزاق اجل نے قافلہ حیات لوٹ لیا اس
عہد مین نظامت بنگالہ چوسٹھہ لاکھہ روپیہ کی تھی اسمین سے بائیس لاکھہ روپیہ حصہ سرکار کمپنی بہادر
تھا کہ تنخواہ فوج انگریزی کے واسطے باقی تھی اور باقی روپیہ سالیانہ نظامت مقرر تھا اور فوج انگریزی
تعیناتی بنگالہ ملازم نظامت مشہور تھی اور ہمیشہ دربار مبارک الدولہ بہادر مین نواب گورنر جنرل بہادر
وصاحبان کونسل اور کمانڈر چیف اور جملہ سرداران انگریزی تشریف لاتے تھے جلسہ چاہ پانی اور تماشا
وغیرہ ناچ رنگ کے ساتھہ منعقد ہوتا تھا ابتدا مین منی بیگم زوجہ ومحل مبارک الدولہ بہادر اور ببو بیگم
والدہ سے صورت نفاق واقع تھی سرداران انگریزی نے نواب مظفر جنگ کو اصلاح فیمابین کے واسطے
حکم دیا چنانچہ مظفر جنگ کو طرفداری جناب عالیہ ببو بیگم صاحبہ منظور نظر تھی آخر انگریزی سردارون نے
واسطہ اصلاح ہو کر دونون بیگمون کو راضی کیا اور مراتب عزت وتوقیر مین قوانین قرار دیکر خطاب اور
القاب وآداب جاری کیا اور مرتبہ عظمت نگاہ رکھا بعد اسکے مبارک الدولہ اور مظفر جنگ مین آتش
نزاع مشتعل ہوئی ہر ایک مغرور ریاست تھا اور راوشتاب رای بھی محاسبہ مین مبتلا ہوا لیکن مسٹر
بارلک کے ذریعہ سے نجات پا کر سر نو داخل کونسل عظیم آباد ہوا آخر نظر جنبہ جانب مبارک الدولہ بہادر

تھی مگر جنرل کادرون بہادر کمانڈر چیف فی بنگالہ مین آکر واسطے اصلاح نزاع مبارک الدولہ و ظفر نائب
مصروف ہوئے اور سر نو خلعت نیابت دلایا بلکہ عمدہ فوجداری صوبہ بہار او سپر مستزاد ہوا اور دیوانی نظامت
علی ابراہیم خان کو تفویض ہوئی اور معاملات عظیم آباد بہ تعہد خیالی رام وساد ہو رام مین در آئی آخر یہ دونون
بدنامی کی ساتھ مبتلای عزل ہوئے اور ارباب کونسل مین تغیر و تبدل واقع ہوا چونکہ مصارف مبارک الدولہ
بہت تھا بنظر کفایت وکمی اوس تمام بتیس لاکھ روپیہ مین سے پھر نصفا نصف یعنی سولہ لاکھ روپیہ جیسے تنخواہ
سپاہ مین در آئی اور باقی خرچ نظامت رہا خلاصہ مبارک الدولہ کو حاجت جنگ وجدال نہوئی بخوبی اوقات
عیش و طرب مین بسر کی ارباب نشاط سے مشغلہ رہا داستان بوستان خیال سے طبیعت نہایت مانوس
تھی غرض تیس ۳۰ چالیس ۴۰ برس قطعاً آب وہوا ے بنگالہ نہایت خراب و مسموم مشہور ہوئی غریب الوطنون
کی ترک بود وباش کی اور اکثر رئیس قدیم قضای ایزدی سے گرفتار اجل ہوئے یہان تک کہ مبارک الدولہ
کو بھی پیام حضرت اجل آیا رخت ہستی تن سے اوتارا آخر کار معالجہ آب وہوای مسموم شراب خواری اور
استعمال افیون وغیرہ مسکرات پر قرار پایا اور وہ نوبت پہونچی کہ امیر وغریب کی عورتون نے بہ کشادہ پیشانی
بادہ کشی اختیار کی خراب ومطعون ہوئین خلاصہ مطلب بعد مبارک الدولہ نواب سر جنگ فرزند ارجمند اونکا
رونق فزای مسند ریاست ہوا نیکنامی کے ساتھ حکمرانی کی یہ بات مشہور عام تھی کہ دعای فقرا سے ریاست
بنگالہ ایک سیم پر قرار نہین پاتی عمر صاحب ریاست بہت کم ہوتی ہے صداقت اس بات کی حکومت
سر جنگ سے ہوئی کہ اونھون نے بھی سات آٹھ برسون سے زیادہ مسند ریاست پر قرار نہین پایا عین
جوانی مین قضا نے آنکھین دکھائین چشم بد دور احمد علیخان والا جاہ فرزند مہین نور دیدہ سر جنگ کی جگہ باپ
کی گرم کی لیکن عنفوان شباب مین انکو بھی قضا نے سرد کیا ٹھنڈی ٹھنڈی عازم فردوس بریں ہوئے
بھائی انکے زین العابدین خان عالیجاہ لقب بلند اقبال خطاب نے مسند نظامت کو سرفراز کیا اوسوقت
مین مسٹر جان ہیکن صاحب بہادر رزیڈنٹی پر مامور ہوئے بعد دریافت حالات ملاحظہ فرمایا کہ اب کوئی امرای
قدیم سے باقی نہین صاحبزادہای نوعمر بیگمین صاحب عرصہ ہوکر مصارف لاابالی مین مشغول تھی آخر کار اوس
سولہ لاکھ روپیہ ماہواری مین بارہ لاکھ روپیہ در نظر انتظام جملہ مصارف متعلقہ ریاست مقرر فرمایا کہ صاحب
مسند اور وثیقہ دار اور وظیفہ خوار قدیم اور محلات امرای بزرگ اور بیگمات محل ناظم رضامند رہین اور تین لاکھ روپیہ
مصارف امام باڑہ سراج الدولہ اور میلہ نواڑہ اور تیرہ وغیرہ مین جو تالاب اور دریاچہ پر بصرف لاکھ روپیہ

نظامت سے ہوتا تھا مقرر کیا باقی اور تیاری عمارات و باغات و آرائش شہر کے واسطے مقرر رہا اور اس انتظام
مین جملہ اختیار صاحب رزیڈنٹ بہادر تھا آخر بلند اقبال نے عین شباب مین کہ عمر زیادہ تر تیئیس برسون سے
نہ تھی سات آٹھ ہی برس مین زمانہ ریاست طے کیا سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین جہان فانی سے گذرے ہمایون جاہ
ابن والا جاہ پر وہ ریاست قرار پائی جو دو ہمت نے نام پیدا کیا بعد انکے انکا فرزند ارجمند منتظم الملک
محسن الدولہ فریدون جاہ منصور علیخان نصرت جنگ نے گیارہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر قدم
رکھا اور کرنیل سکلو دنی اپنی رزیڈنٹی مین دولتخانہ کو سر نو ۲۰ بیس لاکھ روپیہ کے صرف سے جو نظامت مین
جمع تھے آراستہ کیا اور نو لاکھ روپیہ سالیانہ صرف نظامت سے بارہ ہزار روپیہ صرف ذات ناظم کو واسطے
پہونچتا تھا یہ کیفیت سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین گذری اور امور ملک و سپاہ کو نظامت سے تعلق نہ رہا اس نظر سے مضمون
خانگی ریاست تحریر کرنا ناحق زبان قلم کو تکلیف دینا ہے کاغذ و سیاہی کا خون کرنا ہے مگر حال نواب مظفر جنگ
اسطرح پر تھا کہ جسوقت یہ دوسری مرتبہ نیابت نظامت پر مقرر ہوئے بنگالہ مین تشریف لائے اپنے
بیٹے بہرام جنگ خطاب کو علاقہ فوجداری ہوگلی پر مامور کیا یہ شخص پر مغز و تیمین تھا آخر بہرام جنگ بھی عالم
شباب و جوانی مین شکار شیر اجل ہوئے مظفر جنگ کو غم فرزند نے سخت افسردہ خاطر کر دیا ترک لباس
ریاست منظور تھا مگر دولتخواہون نے گوارا نکیا مگر مظفر جنگ نے عہدہ نظامت فوجداری سے بواسطہ
استعفا کنارہ کیا ہرچند انگریزی سردار مجوز تھے مگر قبول نکیا ناچار اوس عہدہ پر انگریز جابجا مامور ہوئے
انجام کار مظفر جنگ نے اوسی کثرت غم و رنج مین کہ خدا نصیب دشمن نکرے ستر برس کے ہوکر قصہ
حیات تمام کیا دوسرے بیٹے انکے جناب نواب والا استطاب دلاور جنگ قائم مقام و جانشین پدر ہوئے
یہ شخص اپنے باپ اور بھائی سے بھی زیادہ نازک مزاج تھا بسبب صحبت نواب مبارک الدولہ کی اوٹھائین
تھین کلکتہ مین جا کر قیام کیا تین لاکھ روپیہ سالیانہ اہل کونسل نے مقرر فرمائی چنانچہ دلاور جنگ نے
جیست پور مین چھاونی اور کوٹھی پختہ نہایت تکلف کے ساتھ تعمیر و آراستہ کی عیش و عشرت مین بخوشی
و آرام مشغول رہے ـــــ

کیفیت سلاطین اسلام کا آغاز

جب آفتاب اقبال سورج بنسی راجاؤن کا زمین ادبار مین غروب ہوا ستارہ طوائف الملکی کا چمکا یہ ولایت اور وہ نہایت وسیع و آباد تھی مشرق کی طرف بہار اور جانب جنوب دریاے گنگ قنوج اور سمت غرب دہلی و آگرہ اور سوی شمال کوہستان نیپال ہنوز سکہ فرمان روائی اہل اسلام کا بیٹھا نہ تھا پہلے اوس سے ملک جنوبی دریاے گنگا کا زیر قبضہ راجہ جیچند والی قنوج خلف بیجے چند ولد مدن چند ابن گوبند چند مین تھا چنانچہ بابت یکہزار چار سو اڑتالیس مطابق ۷۹۶ ہجری مین خطبہ محمد شاہ بن فیروز شاہ کا جونپور مین پڑھا گیا اوسکے بعد سکندر پسر ناصر الدین ۷۹۶ ہجری مین سریر آرا ہوا اور ۸۰۲ مین مبارک شاہ کو تخت و تاج شاہی مبارک ہوا اور ۸۰۴ ہجری مین ابراہیم شاہ نے تاج بادشاہی سر پر رکھا اور ۸۴۴ ہجری مین محمود صاحب سلطنت ہوا اور ۸۶۲ ہجری مین محمد شاہ سریر تخت شاہی پر بیٹھا غرض ۸۸۱ ہجری مین دور حکومت اس خاندان کا دست و بال سے اوٹھا اور ۹۴۳ ہجری مین یہ ملک ہمایون بادشاہ کے دست سے مفتوح ہو کر داخل تیموریہ ہوا اور ۱۱۳۰ ہجری کو قبضہ مین سعدی منصور جہان صفدر جنگ در آیا تصریح اوسکی یہ ہے کہ تاج سلطنتون کے بیچ مین یہ وزارت ہندوستان ایک خاندان سے تعلق رکھتی خصوصاً سلاطین تیموریہ مین انقلاب تاج یعنی عہد محمد شاہ فردوس آرامگاہ کہ آخرین سلاطین دہلی سے گذرا پہلے وزارت محمد امین ابن سید بہاء الدین روسای حیدرآباد سے تھی قرار پائی جب آفتاب حیات انکا غروب ہوا قمر الدین خان کو ہیچ وزارت پر اوج ہوا معرکہ شاہ درانی مین مصلای نماز پر رکعت عمر ختم ہوئی صفدر جنگ داماد برہان الملک رونق مسند وزارت ہوا برہان الملک بہ نکائے ولایت ایران نیشاپور کا اصل قوم سادات سے تھے اور فقرا الدین صفوی سے تعلق اور بعض فرقۂ قزلباش سے یہ حکم روان انکا جاری ہو بہت تصریح حسب و نسب یہ ہے کہ سید مخاطب بہ برہان الملک ابن سید نصیر بن سید محمد امین اول ابن محمد جعفر ابن قاضی شمس الدین ابن زید ابن حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام جب انقلاب از اصفہان مین تنگ اپنا جلایا یعنی پٹھانون سے جنوبی تسلط کیا وہ جناب شیخ محمد علی حزین و اقلیخان ذوالفقار و آستانی و سید خان سمیت یہ سب لوگ اصفہان سے نکلا نہ صورت بنات النعش متفرق ہوے کہ چنانچہ سید محمد امین براہ دریا سواری جہاز بنگالہ مین آکر شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کے پاس پہونچے اور وہان سے بعض عمال سلطانی کے ساتھ دہلی مین اور وہان سے ہمراہ سربلند خان القصہ

سپہ سالاری سے بذریعہ سادات بارہہ حضور فرخ سیر مین پہونچکر کار عملداری پر مامور ہوئے اور مقدمات سلطنت
و ندیم ہمیکی مین وہ کارنمایان ظہور مین آئے ایک قتل حسین علیخان بارہہ مین شریک تھے اور دوسری صورت
انتظام صوبہ اودہ پیدا کی اور وقت داخلہ لشکر نادرشاہ و مقابلہ محمد شاہ واسطہ فیصلہ ہوکر مقبول طرفین ہوئی
لیکن جس روز نادرشاہ داخل دہلی ہوا ورد شقا قلوش مین جہان فانی سے نہایت نیکنامی کے ساتھ تمنای
وزارت مین کوچ کیا چند کرور روپیہ حساب شاہی خزانہ مین موجود تھے اور بسبب ندیم ہمیکی محمد شاہی شاہجہان آباد
مین صورت دفن قرار پائی دولت فرزند سے دامن آرزو خالی تھا لیکن چار لڑکیان تھین سو نقشش جہت
ایک بیگا بیگم نام بطن دختر میر تقیخان صوبہ دار اول اکبر آباد سے تھین جو مرزا نصیر ابن مرزا شاہ سے منسوب ہوئی
دوسری محمدی بیگم جو بطن اسی بیگم سے تھی جو محمد قلیخان الہ آبادی کے ساتھ منعقد ہوئی تیسری بندی بیگم جسکی
شادی فرزند سیادت خان برادر برہان الملک کے ساتھ ہوئے مرزا بندہ اونکے فرزند تھے چوتھی نواب صفدر جنگ
سے سلسلہ زوجیت رکھتی تھی اور دو بہنین برہان الملک کی تھین ایک شوہری عزت الدولہ برادر صفدر جنگ سے
عزت یافتہ ہوئی اور دوسری مرزا یوسف سے متعلق تھی چنانچہ سید محمد خان و شاہ میر خان و محمد امین خان و مرزا
جعفر اوس سے پیدا ہوئے صفدر جنگ قوم افاغنہ سے نام انکا مرزا محمد مقیم خان ابن مرزا مسیح نواسہ محمد خان ابن
مرزا محمد قلی کی تھی اور ناصر مرزا خاندان امیر تیمور یہ کے پوتون مین سے تھے بواسطہ بھیجی نذرانہ دو کرور روپیہ پیشکش
سرکار بادشاہ مین و دیگر خلعت صوبہ داری اودہ سے صفدر جنگ نے مرتبہ حاصل کیا اور سعی نواب امیر خان سے
لکھیان بنگالہ مین محسوب ہوئے اور شہر دہلی مین اگر مصاحبت و قربت محمد شاہ میسر ہوئی کہ اس عرصہ مین آتش ہنگامہ
احمد شاہ درانی مشتعل ہوئی چنانچہ ہمراہ شاہزادہ مرزا احمد راہ کمک پر گرم رفتار ہوکر فتح نصیب ہوئے ہنگام
مراجعت اخبار انتقال محمد شاہ قرع سامع ہوئے صفدر جنگ نے شاہزادہ مرزا احمد کو تخت سلطنت پر رونق
افروز کیا یعنی بٹھایا اور انتظام وزارت اپنی ذمہ ہمت پر اوٹھایا پسر قمر الدین خان انتظام الدولہ نام کہ تمنے
اس امر و شرف کا تھا اوسنے سمجھا کہ آفتاب منصب وزارت برج زوال مین در آیا آتش حسد و پرخاش
سینہ پرکینہ مین شعلہ زن ہوئے حسن اتفاق سے جب محاربہ افاغنہ بنگش مین صفدر جنگ نے ہزیمت پائی
اور فرصت ہاتھہ آئی انتظام الدولہ نے باغوای مزاج بادشاہ سرکار وزارت سے باز رکھا جب دوبارہ شراہ
کشی شاہ درانی جوش پر آئی غبار بادہ شرارت انتظام الدولہ نے یہ رنگ جمایا کہ صفدر جنگ کو حکم سلطانی
جہت مقابلہ درانی صورت تشنہ نافذ ہوا اتفاقاً ناگاہ شکست فوج تازہ مین دونون نے زیادہ طول کھینچا افروختگی آتش

مزاج بادشاہ بواسطہ ہوا خواہی انتظام الدولہ دوبالا ہوئی آخرکار کشتہ ہوا چراغ حیات خاوند خان کہ باتفاق صفدر جنگ تھا صورت انقطاع کلی امور سلطنت آشکار ہوئی فقط صوبہ اودہ بحال رہا اور وزارت نے انتظام الدولہ سے انتظام پایا اور پھر عماد الملک سے تعلق ہوئی مردم امامیہ مذہب جسقدر دہلی مین دم رفاقت صفدر جنگ بھرتے تھے قصہ مختصر پھر یہ جناب عارضہ مند ہوئے چنانچہ عارضہ ورم پائی ذرلیسے اٹھہ پاؤن نکالے کہ بمقام شیری گھاٹ پر پہونچکر ہاتھہ زندگی سے دھویا اور قدم دیار نیستی سے جانب ملک جاودانی اوٹھایا نعش انکی مدرسہ دہلی مین جو تیئس لاکھہ روپیہ کے صرف مین تعمیر کیا تھا دفن ہوئے صورت رحلت صفدر جنگ در احمد شاہ سنہ ہجری مین پیش آئی اور راجہ نول رائے نیابت صفدر جنگ افتخار یافتہ تھا خلاصہ اب صوبہ اودہ شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ جو بطن دختر نواب اسحق خان سے تھے رونق پذیر ہوا خلاصہ صوبہ اودہ انکی بعد شجاع الدولہ سے متعلق ہوا۔

ذکر نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کا

جلال الدین حیدر خان نواب شجاع الدولہ گوہر شاہوار دریای نواب صفدر جنگ دختر زادہ برہان الملک سپہر ہمت کا آفتاب اور قلزم شجاعت کا گوہر نایاب فنون سپاہگری مین یکتای زمانہ اور کمالات صوری و معنوی مین یگانہ جوہر شمشیر قوت جسمانی معرکہ عالم مین آشکار ہین پارہ کاغذ کی صورت سردست سپر چیرڈالنا بات تھی اور حروف سکہ زر بزور انگشت نقطہ بریدہ کی طرح مٹا دینا شوشہ تھا آتش شہوت اس مردی کے ساتھہ شعلہ زن تھی کہ صحبت امردسے بھی نہ بچے تھے سوای بیگم صاحبہ خاص کئی سو خادمہ محل تصرف مین تھین ایکدن دریای گھاگھرہ مین عروس غسل سے ہمکنار تھے اور علم شناوری سے بخوبی آشنای ایک نہنگ خونخوار سے دوچار ہوئے بعضے کہتے ہین کہ اس کو ہدریای شجاعت کو نگل گیا تھا اور بعضے اسبات پر ہین کہ نواب موصوف قعر دریا مین آویزش کے ساتھہ مردانہ وار غوطہ زن تھے دو گھڑی کامل اس معرکہ مین گذرین ملازمین سرکار عالی صورت موج پریشان فغان و نوحہ مین سرگرم آخرکار نواب شجاعت شعار نے چھری سے جو درمیان لنگ پوشیدہ رکھتے تھے کار نہنگ تمام کیا اور سلامتی جان کے ساتھہ اوس دریای ذخار سے نکلے غرض ابعد رحلت نواب صفدر جنگ اسمعیل بیگخان وغیرہ سالداران کہ محمد قلیخان الہ آبادی سے سازو باز رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ نگہبانی اس سپاہ کی جو کہ بے شبان کی صورت پریشان ہے آسان نہین کسواسطے عالم شباب نواب نام بدار حسن پذیر ہے اور ماشاء اللہ حسن مبارک چھبیس ۲۶ برس کا اور نشہ شراب ریاست جوش پر اور صاحب زادگی

طبیعت مین موجود خلاصہ صحبت امراؤ گر گوشائین گرم تھی اور خوش طبیعت خواجہ سراؤن سی طبیعت مانوس ایکدن
نگاہ محبت آمیز نواب شہوت پرست ایک دختر ناکتخدای بقال پر جا پڑی اور ناوک جگر دوز ادای دلفریب سے سینہ
گذرا چنانچہ امراؤ گر گوشائین شرارت پیشہ وقت شب اوس ماہ وش کو پلنگ سمیت اوٹھا لایا نواب شہوت
دوست شیفتہ طبیعت نے بکشادہ پیشانی بادۂ وصل سے ساغر آرزو لبریز کیا اور پھر وقت صبح گوشائین مذکور
جہان سی لایا تھا اوسکو سر دست پہونچا دیا آخرکار آتش بلوہ مشتعل ہوئی بیگم صاحبہ نے بواسطہ آبیاری سی لوای
فرو کی ان وجہون سے وابستگان ریاست کو منظور تھا کہ محمد قلیخان کو طلب کرین لیکن بیگم صاحبہ نے بواسطہ
جنگ زرگری انکو رضامند فرمایا کہ محمد قلیخان اگر دہی آکر پھر گیا چنانچہ یہ حرکت باعث نفاق ہوئی اس عرصہ مین
نواب نے تہا پیچ کچھہ دنون مین رئیسان مغلیہ کو بخوبی گوشمالی دی اور جو مطیع و فرمان بردار تھے انکو سرفراز
اور سرکشون کو جو منحرف تھے انکو موقوف کیا القصہ اب صورت نظم و نسق ملک حسن و خوبی کے ساتھہ جلوہ نما
ہوئی اور رعب دبدبہ کوتہ اندیشیون کی صورت ابر چھایا اس زمانہ مین کہ کبھی انتظام الدولہ سے رد ہوئی اور
مسند وزارت و مدار المہامی عماد الملک نے گرم کی دوستان انتظام الدولہ کا دشمن تھا اور دشمنون کا
دوست اور عمدۂ امیر الامرای جو نجیب الدولہ سے متعلق تھا انتظام الدولہ نے احمدخان بنگش کو دیا اور جاگیر
اوسکی جاگیر پر لٹنے مطلق الشان کیا چنانچہ نجیب الدولہ دست مرہٹہ سے عاجز ہوکر سکرتال مین محصور تھا اور
روہیلہ جو اوسکے ہمراہ تھے جانب کوہستان پریشان ہوگئے گوبند پنڈت عامل مرہٹہ نے کمر تاراجی و غارتگری
بکشادہ پیشانی باندھی ناچار نجیب الدولہ نے تنگ آکر نواب شجاع الدولہ بہادر سے رجوع کی پہلے امراؤ گیر
و نجف خان و میر باقر رسالدار اور پھر نواب شجاع الدولہ نے پہونچکر میدان جنگ و جدال مرہٹہ گرم کیا آخر
گوبند پنڈت نہایت نصیب راہ فرار پر قدم زن ہوا اور نجیب الدولہ نے رہائی پاکر بار احسان و منت اوٹھایا
نامۂ عجز و انکسار کا سر پر رکھا لفظ عرضی اپنے خط مین زیب قلم کرتا تھا یہ مضمون باعث ازدیاد اتحاد فیمابین ہوا
بعد اسکے جب شاہزادۂ عالی گوہر نے اپنی تشریف آوری سے آبرو بخشی نواب شجاع الدولہ نے سات لاکھہ
روپیہ نقد اور کئی ہزار اشرفیان اور پانچ چھہ ہاتھی طلائی و نقرئی سامان سمیت اور پالکی مرصع کار اور چند راس
اسپ باد رفتار عربی و ترکی اور خوانچہ جواہر اور دس کشتیان قماش لطیف اور اسلحہ جوہر دار اور خیمہ فلک فرسا
اور اسباب بارکش بعہ چالیس پچاس چالاک اونٹ پیشکش کیے اور حسب الطلب محمد قلیخان بہ امید تسخیر
بنگالہ الہ آباد تک برسم مشایعت ہمراہ رکاب ہوکر شاہزادہ ممدوح کو طرف بنگالہ روانہ کیے قلعہ اور الہ آباد پر قابض

و متصرف ہوئی اور محمد قلیخان کو شہزادہ کی ساتھہ کر دیا محمد قلیخان نے جب دیکھا کہ نواب شجاع الدولہ ملک الہ آباد پر متصرف ہوئی لشکر شاہزادہ پھر آیا اور شجاع الدولہ کی ہاتہ سے گرفتار ہوکر مارا گیا اور اتنے سبب یورش نگا قیام لشکر شجاع الدولہ بمقام مہدی گہاٹ پر جاتا تھا کہ بواسطہ نجیب الدولہ حکم طلب شاہ درانی بمقابلہ جنگ سیاہ مرہتہ سے پیشین تھا نازل ہوا نواب ممدوح نے حضور درانی مین پہونچکر لاکھہ روپیہ نقد نذر دی اور دولت ملازمت حاصل کی اور اسقدر مورد الطاف سلطانی ہوا کہ شاہ نے اپنے شاہزادے کو حکم معانقہ دیا خلاصہ بعد فتح و نصرت ایام عشرہ محرم واقع ہوئی نواب نے لباس سیاہ چہاونی کو پہنا کر علم اوٹہائی اور باعلان تمام لفظ تبرا زبان پر لائی غرض پاس و رعایت نواب شاہ کو اسقدر منظور نظر تھا کہ اسباب مین شکایت درانیون کی سماعت نفرمائی اور بہنگام مراجعت ولایت جب شاہ نے سلطنت شاہ عالم کو واسطے اور امیر الامرائی نجیب الدولہ کی لیے زیب قلم فرمائی عہدہ وزارت ہندوستان بنام نواب بالاستقلال دوام قرار دیکر فرمان جاری فرمایا چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے حضرت شاہ عالم کو اوسی فرمان کی ذریعہ سے بنگالہ و بہار سے بلاکر فیض آباد مین طرح سلطنت ڈالی اور آپ خلعت وزارت سے مخلع ہوئے اور باہم کالپی مین آکر بخیال تسخیر مرہتہ سے دست و گریبان ہوئے اور صورت فیصلہ ہندوپت سے بھی اوسی زمانہ مین آشکار ہوئی کہ ہمت بہادر گوشائین نے لباز و باز کرامت خان کہ مرد دلاور و سابق رفیق ہندوپت تھا اور اب منحرف قلع و قمع کیا بلکہ کرامت خان اس دار و گیر مین جان سے گذرا لیکن گوشائین نے تدبیرون سے ہندوپت کو لاکر حلیف نواب کا بنایا اور ظہور نام زمیندار نے بھی اوسی زمانے مین تیس ہزار آدمی بہم پہونچا کر زمین فساد سر پر اوٹہائی اور گرفتار ہوا غرض نواب ممدوح حضرت شاہ عالم سمیت ابھی کالپی و بندیل کھنڈ کی تسخیر مین مصروف تھے کہ عالیجاہ قاسم علیخان نے انگریزی شکست پاکر بدرست پندرہ لاکھہ روپیہ سالیانہ مواجب فوج نواب وزیر قرار دیکر پہلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی کئی لاکھہ روپیہ کا نواب کو دیا اور ایک ارابہ فیل نذر بہو بیگم صاحبہ مادر نواب کیا القصہ نواب کو بادشاہ سمیت اپنے ساتھہ جانب بہار لیگئے بلدیو سنگہ زمیندار بنارس بھی اسی سفر مین بذریعہ راجہ بینی بہادر حاضر آیا لیکن عالیا اوس نواح کی ارباب افاغنہ سے کہ قطع اشجار باغات و بربادی زراعات پر دست تعدی و ظلم دراز کیا تھا نہایت تنگ آکر انگریزون کے باب ترقی مین دعاگو تھے اور خلاف مشورۂ عالیجاہ نواب اپنی وضع پر طریقہ جنگ ملحوظ رکھتے تھے اس نظر سے منغص ہوکر عالیجاہ نے باظہار تدبیر زر نقد اجازت جانے کی جانب بنگالہ علی ابراہیم خان کی معرفت طلب کی نواب وزیر نے پیام دیا کہ فی الحال کار پردازان سلطنت جیسا ملک کا چاہتی ہین عالیجاہ نے جواب دیا کہ مین تمھاری اعانت سے آیا ہون ملک و مال پر دسترس نہین رکھتا

آخر کار اس قیل و قال مین عالیجاہ نے کہ محض بے بال و پر تھا چاہا کہ ترک لباس امارت کرے لیکن
نواب وزیر نے نظر بند کیا اور طرح سوالجواب معاملہ انگریزون پر ڈالی اظہار انگریزونکا یہ تھا کہ بنگالہ و بہار
و اوڈیسہ یہ تین صوبہ تصرف بندگان حضرت مین ہین اور دو صوبہ ہماری تعلق مگر نواب وزیر کو منظور نہ تھا آخر کار
صورت مقابلہ قرار پائی میجر میرو نام مغلوب الغضب فوج انگریزی مین افسر تھا اور نواب سالار جنگ بھی صلاح
و ترغیب محاربہ دیتے تھے چنانچہ نواب وزیر نے عالیجاہ کو بسواری فیل رہا کیا اور آپ میدان مقابلہ مین آرا
ہوئے المختصر اس معرکہ جنگ مین وہ آتش ہنگامہ جدال و قتال شرربار ہوئی کہ پیر فلک بعینک شمس و قمر
تماشائی اوسکا تھا خلاصہ عبور نالہ درکار لی فوج انگریزی کو دشوار تھا ناچار رخ اونکا بینی بہادر کے غول پر
پھرا شیخ غلام قادر وغیرہ اور میر باقر خان نے کہ جنکا امام باڑہ لکھنو مین مشہور ہے بو اسطہ توپ و تفنگ
ایسی داد شجاعت اور دلاوری کی دی کہ ساری گرمی آتش ہنگامہ فوج انگریزی سرد ہوئی اور بینی بہادر
گھوڑے سے اوترکر بچھون کے شامل ہوا شام تک صورت تفرقہ فوج مقابلہ مین آشکار رہے اور ہر آئینہ
صورت فتح وزیر نمودار تھی لیکن رات کے وقت لڑائی موقوف ہوئی صبحگاہ کواکب افواج سلطانی آسمان
روی زمین پر مانند آفتاب عالمتاب تجلی افروز ہوئے اور وہی آتش حرب و ضرب میدان جنگ مین شرربار
قریب تھا کہ بینی بہادر نقاب حجاب چہرہ عروس فتح سے اوٹھائے لیکن مشیت الٰہی خلاف خواہش تھی کہ ناگاہ
شجاع قلیخان چیلہ نے بجمعیت سواران عین معرکہ مین نمودار ہو کر چاہا کہ سکہ فتح و ظفر اور نقش نام آوری
و شجاعت اپنے نام کا بٹھائے غرض عنان شکستہ اسپان برق رفتار کی ہتھون سے سپاہ انگریزی مین خاک
اوڑائی اس وجہ بینی بہادر کی طرف شرر باری توپ و تفنگ براہ شرارت سرد ہوئی اور توپخانہ فوج انگریزی
کہ اونکی نظرون مین یہ دونون حریف یکسان تھے اوسی گرما گرمی کے ساتھ آتش افشان رہا مغلیہ سوار و پیادہ
آتش زیر پا تھے عین گرمی ہنگامہ حرب و ضرب مین پای استقلال میدان سے اوٹھ گیا ایسے پردے آنکھون کے
جلے کہ اپنے لشکر مین آتش غارتگری مشتعل کی بلا تکلف لوٹنا شروع کیا غرض فوج غالب وزیر مغلوب ہوئی
نواب وزیر مجبور ہو کر میدان سے کنارہ کیا عنایت خان پسر حافظ رحمت خان نے کہ ہمرکاب وزیر تھا مغلیہ کو
نوک سنان طعنہ پر رکھکر شہوری اور بہادری ارباب افاغنہ اس شد و مد سے بیان کی کہ نواب وزیر نے
بینی بہادر کو اوسی جگہ حکم قیام دیکر آپ افاغنہ سے طلب امداد کے واسطے جانب بانس بریلی قدم بڑھایا اور
بندگان حضرت ظلسبحانی نے خلاف رضا نواب وزیر اوس جگہ مقام کیا اور انگریز سے صورت اصلاح

براہ آشتی ظہور مین لائے چنانچہ عہدہ وزارت بخیال پاسداری انگریز شہزادہ محمد مرزا اکبر کے نام قرار
دیا اور مصالحہ نواب وزیر سے بمعرفت بینی بہادر اس شرط پر ظہور مین آیا کہ عالیجاہ دشمن کو حوالہ کرین اور
مشہور ہے کہ دو افسران انگریز ذی مرتبہ قرابتیان گورنر کلکتہ سے وقت معرکہ جو قبضہ نواب وزیر در آئے تھے
اونکو نواب وزیر نے خیمہ و خرگاہ و اسباب خورد و نوش شراب و آب برف وغیرہ سامان آسایش
امارت کے ساتھ مہیا کیا تھا اور تماشائے رقص و سرود سے دلجوئیان اونکی عمل مین آئین تھین چنانچہ بعد
ہزیمت اونکو ایک ایک تھیلی اشرفیون کی اور خوانچہ جواہر گران بہا اور چار چار برق رفتار و شایستہ گھوڑے
اور اسباب وغیرہ دیکر اپنے قید سے رہا کیا تھا وہ ہر ایجان سے تصفیہ مقدمہ نواب وزیر مین دل لڑاتے تھے
اور ثنا و صفت نواب وزیر حد سے باہر اپنے جلسہ صاحبان ہمقوم مین بیان کرتے تھے چونکہ نواب وزیر
جانب بریلی تشریف لیگئے تھے صورت مصالحہ وقوع مین نہ آئی محمد بشیر خان قلعہ چنار گڈھ اور علی بیگخان
الہ آباد مین نواب کی طرف سے مامور تھے خلاصہ میدان خالی تھا انگریزون نے قبضہ اپنا تمام ملک وزیر پر
کرلیا محمد اکبر خان کو کوتوالی لکھنؤ پر مامور کیا تھا اور بلدیو سنگہ راجہ بنارس کو کہ ذمہ دار تسخیر قلعہ چنار گڈھ
ہوا تھا چنار گڈھ کی طرف روانہ کیا کہ اس راجہ نے جاگیر محمد بشیر خان کو بعد مقابلہ ہزیمت دی اور نجف خان کو
کورہ اور الہ آباد کا منتظم بنایا اور قلعہ الہ آباد مین بخوبی عمل انگریزی بیٹھ گیا اور نواب وزیر نے جب مصالحہ سے
انحراف کیا بینی بہادر کہ سست مصالحہ تھا مجبور ہوکر طرف لکھنؤ روانہ ہوا اور شتاب رای کو معرفت اوسکی
یہ سوال جواب مصالحہ انگریز سے اسطرح پیش آیا تھا کہ ساختہ و پرداختہ بینی بہادر سے نواب وزیر کو انکار نہوگا
چنانچہ یہان صورت خلاف ظہور مین آئی انگریزون نے اوسکو کہ ناص واسطہ تھا گرفتار کیا عالم مجبوری مین
شتاب رای نے اقرار کیا کہ در اصل مین ذمہ دار بینی بہادر حاضر ہون وہ تو کافور ہوگیا لیکن مین حاضر ہون آپ
آپ جو کچھ تجویز فرمادین منظور ادا اوسکا ہون افسران انگریز کو یہ کلام مصداقت التیام بہت خوش آیا عزل و نصب
عمال و بند و بست امور ملکی لکھنؤ کیقلم رای شتاب رای پر حوالہ کئے خلاصہ جب نواب وزیر بانس بریلی مین
پہونچے ادھر آئینہ دل ارباب افاغنہ مخالفت نواب صفدر جنگ سے زنگ آلودہ تھا اور خلاف طریق و
مذہب ہونے کے اوسپر چلا اصلا التفات درخواست نواب وزیر پر نہ کی بلکہ اکثر کلام فساد آمیز و تمسخر کے
زبان پر لائے اوسوقت بھی تیس ہزار سوار و پیادہ ہمرکاب وزیر تھا قریب تھا کہ اون شرارت آمیز باتون سے
صورت فساد و شر برپا ہو لیکن حافظ رحمت خان عقلمند تھا وہ ہمراہ رکاب نواب وزیر فرخ آباد مین آیا

یہان احمد خان بنگش نے بھی عین اہانت کے ساتھ پاسداری نواب سے چشم پوشی کی اور یہ کلام نا ملائم زبان سخت پر لایا کہ یہ بضاعت قلیل جو کہ میں ہے صرف ارباب افاغنہ کرنا خلاف عقل مناسب ہی کہ صلح کی عوض انگریزونکو نذر کرو بقول معروف سعی پیل در کل ماندہ اشپیل بایپا کشد ❊ خلاصہ نواب وزیر اوسوقت عالم یاس مین نہایت ملول خاطر ہوئے اتفاقاً اوس زمانے مین عماد الملک رونق افزاے فرخ آباد تھے اونھون نے بیس ہزار روپیہ یومیہ مقام اور چالیس ہزار روپیہ کوچ تنخواہ قرار دیکر باہان اوہولکر کو بلا کر اور ہمراہ نواب وزیر کیا اور آپ بھی شریک لشکر ہوئے چنانچہ پھر آتش مقابلہ مقامات کورہ مین انگریز کے ساتھ مشتعل ہوئی اگرچہ مرزا نجف خان ملازم انگریز نے جو مقام کورہ مین شمار فافت نواب وزیر اختیار کی لیکن پہلی مقابلہ مین فوج ہولکر منہزم ہوئی اور مغلیہ ہوش باختہ تھے اور چھان بیدل ناچار بعد خرابی بصرہ نواب وزیر نے دیکھا کہ سواے مصالحہ اور کوئی صورت کشایش نہین چنانچہ اس عرصہ مین بیچ کرنیک نام افسر ذی مرتبہ سپاہ انگریز مین تھا اور خیر طلب نواب وزیر ناچار راو شتاب راے کو جو فوج انگریز کے ہمراہ تھے بلا کر سوالجواب مصالحہ پیش کیا شتاب راے نے براہ شتاب قدم اس راہ مین رکھا اور صاحب ممدوح کے پاس پہونچکر ہنوز باتین مصلحت آمیز آشتی و صلح کی تمام نکی تھین کہ نواب وزیر دس بارہ سوار بقاعدہ اور سو پچاس پیادہ اردلی کے سواے شاگرد پیشہ بسواری پالکی طرف بیچ کرنیک بہادر کی طرف قدم اوٹھایا بیچ ممدوح کو کلام صلح شتاب راے پر اعتماد نہ تھا ہوائی سمجھے تھے کہ سواری نواب وزیر وو دری نمود ہوئی بیچ موصوف نے پہلے بسرعت تمام شتاب راے کو اداے رسم استقبال کے واسطے روانہ کیا اور آپ خیمہ سے نکلکر چند قدم پیادہ پالکی نواب کے ساتھ چلکر اپنے خیمہ مین رونق افروز کیا اور کمال بشاشت کے ساتھ ملاقات کی اور اوسی جلسہ مین خطوط اہل لشکر وزیر کہ جنمین مضامین پیوستگی و سازش قلبند تھے دکھائی خلاصہ یہ تواضع عطر و پان وغیرہ کمال خوش و خرم رخصت کیا اور صلحنامہ ٹھہری طرفین اس مضامین کے ساتھ ثبت ہوے کہ پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ نقد اور پچیس ۲۵ لاکھ بطریق تنخواہ صوبہ سے نواب وزیر دین کہ خانہ پری خرچ سرکار کمپنی جو اس مہم مین صرف ہوا ہے ہو جاے ایک رزیڈنٹ اور ایک انگریز جہت حصول سالیانہ اور ایک جرنیل سپاہ ملازم حضوری ہنگہ ہمراہ وزیر رہے اور صوبہ اودہ بہ وزیر اور صوبہ الہ آباد بہ پادشاہ متصرف ہین صوبہ بنگالہ و بہار و اوڈیسہ سے کچھ سروکار نرکھین اور پچاس لاکھ روپیہ سالیانہ نقد عوض نوکری سپاہ انگریزی سال بسال پہونچتا ہے دوست و دشمن طرفین یکسان گنے جاوین اور قصور راجہ بلدیو سنگہ بنارس والہ معاف ہوا اور راجہ مذکور نے بائیس لاکھ روپیہ سالیانہ نواب وزیر کو سال بسال دینا قبول کیا المختصر انتہی

۱۷۶۵ء

یہ معاملہ گذرا اور عماد الملک نے ملک پندرہ لاکھ روپیہ کا جو وزیر منت کش تواضع کرتے تھے قبول نکیا بلکہ چند روز کالپی میں کہ جاگیر تھی رہکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور نواب وزیر نے خلعت وزارت سے مخلع ہوکر بادشاہ کو الہ آباد میں پہونچایا اور اپنے فرزند یمین الدولہ کو کہ ابھی سترہ برس کا سن تھا اتالیق اور دیوان اور توشکخانہ سمیت چھوڑ کر اپنے ملک کی طرف قدم زن ہوئے —

ذکر احوال راجہ بینی بہادر کا

بیسواڑہ میں ایک برہمن تھا آنکھوں سے معذور گدائی پیشہ لڑکا اسکا بینی بہادر نام ہاتھ پکڑے تمام شہر لیے پھرتا تھا بینی رام صراحی برداری سرکار راجہ مہانراین دیوان نواب شجاعت الدولہ میں دو تین روپیہ مہینہ کا نوکر ہوا چالاک وخوش تقدیر تھا رفتہ رفتہ مصاحب بنا اور عمدہ کاموں میں دست اندازی حاصل ہوئی ستارہ قسمت ترقی پذیر تھا ایکدن نواب نے بضرورت تین لاکھ روپیہ مہانراین سے طلب کیا [illegible] اگرچہ شراب خواری میں سرشار تھا لیکن بینی بہادر ہوشیار اسنے اوس کام کو بخوبی تمام سرانجام دیا اور عوض اسکے خلعت چکلہ خیرآباد سے مخلع ہو کر [illegible] دونوں [illegible] خطاب راجگی سے سرفراز ہوا [illegible] سازوباز اسکا انگریزوں سے جنگ بکسر میں ذہن نشین نواب وزیر تھا اور آئینہ دل کدر لہذا لکھنؤ میں آکر بینی بہادر کو بقید گرفتار کیا اور حسب اجازت دونوں مردم دیدہ خانہ چشم سے برآوردہ کیے گئے غرض [illegible] چشم [illegible] جنگ کے بعد دو سال واقع ہوئی الغرض پھر نواب وزیر نے فیض آباد میں آکر طرح عمارت عالی ڈالی اور بادشاہ کو الہ آباد سے بواسطہ ارسال عرضداشت بلا کر سیر و تماشا عمارات نوساختہ دکھایا اور [illegible] بارہ لاکھ روپیہ نذر دیکر پھر الہ آباد میں پہونچا دیا اور یہان رنگ شادی آصف الدولہ فرزند ارجمند کا برپا کیا یعنی دختر انتظام الدولہ بن قمرالدین خان کے ساتھ قرار دی خوش نظر علیخان خواجہ سرا شاہجہان آباد میں جاکر نواب امام الدین خان [illegible] انتظام الدولہ مرحوم کو صاحبزادی سمیت لائے اور طالب علیخان و [illegible] ہمراہ اسکے پھر نواب شجاع الدولہ کی بیگم [illegible] امام الدین خان [illegible] بواسطہ خواجہ سرایان [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] شادی میں صرف کیا اسی زمانے میں [illegible] سرد و بدل واقع ہوئی [illegible] نواب وزیر وصاحب [illegible]

چھاونی جھلکا پھونک دی تا ہنگامہ شرارت اونکا سرد ہو یہ ثابت خان مرد دلاور شجاعت شعار عمال بادشاہی سے تھا صاحب جرأت راجہ جیسا کہ ہندو ہی سوائی کو مسلمانون سے کمال نفرت تھی اتفاقاً کسی تیرتھ پر غسل کے واسطے گیا تھا وقت مراجعت ثابت خان فیل سوار نے وہ کام چالاکی کے ساتھ کیا کہ سر دست ہاتھی پر راجہ مذکور کے جا پہونچا اور تیغ زبان نصیحت کے جوہر دکھائے کہ یہ مخالفت اہل اسلام ایکدن باعث ضرر جان عزیز ہوگی خبر شرط ہے آئندہ اختیار القصہ پلٹن اسکی مع بندوق ثابت نہایت کم ہم و چکی ہو گئی تھی جب سرکار دربار ثابت خان ٹھنڈا ہوا یہ پلٹن میر نعیم خان کے حوالہ ہوئی اسی عرصہ مین خط حیدر نایک دکن و مدراس سے نواب وزیر کے نام اس مضمون کا آیا کہ مجھکو انگریزون سے منازعہ درپیش ہے اگر آپ ادہر فوج ظفر موج لیکر تشریف لائین تو استیصال اونکا کلکتہ سے بآسانی تمام ممکن ہے بیت درختیکہ اکنون گرفت ست پای بہ نیروی مردی بر آید ز جای ۰ چنانچہ نواب وزیر نے جواب خط مین یہ عبارت زیب قلم فرمائی کہ فی الحال مجھکو انگریزون سے صورت آشتی ظہور مین ہے خلاف محبت قدم بارنا اور صلح سے ابعد حسب اتفاق یہ خط بجنسہ صاحب رزیڈنٹ کے ہاتھہ جا پڑا کہ اوس مضمون کے خلاف اونکے لوح دل پر منقش تھا مجبور ہو کر اوس خط کو بجنسہ مستقیم جانب کلکتہ روانہ کیا وہان سے اتحاد نامہ مضامین شکر گذاری کے ساتھ آیا جو باعث ازدیاد والفت و استحکام بنائے محبت جانبین ہوا ـــ

مقدمہ خارج ہونا امراؤ گر گوسائین کا درپیش ہوا

جس وقت غلبہ پٹھانون کا لکھنؤ و الہ آباد مین ہوا امراؤ گر گوسائین ملازمی سے پہلے شہر الہ آباد مین آیا تھا اور پٹھانون سے میدان جنگ و جدال گرم کیا اسوجہ سے نواب صفدر جنگ بہادر نظر التفات اوسکی حال پر فرماتے تھے اب نواب شجاع الدولہ بہادر سے محبت اوسکی کم ہوئی یہان سے جا کر احمد خان بنگش کا نوکر ہوا نواب وزیر نے خان مذکور کو ہر چند بابین مالفت لکھی اوسنے جواب لکھا کہ مین فرمان پذیر نواب وزیر ہی ہون جو قدم راہ اطاعت پر رکھون یہ بات خلاف اسکے آتش غضب مشتعل ہوئی تو نوبت پہونچکر مستعد مقابلہ ہوئے جب لوگون نے دیکھا کہ جانبین مین آتش فساد و پرخاش شعلہ زن ہوتی ہے امراؤ گر گوسائین کو سمجھایا کہ وہ عالیشان رنجیدون مین یہ فسدہ برپا ہونا اچھا نہین اور نواب سالار جنگ بھی لکھنؤ سے فہمایش احمد خان کے واسطے گئے تھے چنانچہ خان نخوت شعار نے نواب سالار جنگ کو جنگ نذر گری و قید کر لیا بقول شخصی کہ نمک

یہ خبر دہلی مین پہونچی نجیب الدولہ نے براہ سرعت فرخ آباد مین پہونچکر درمیان دونون لشکرون کے خیمہ برپا کیا
اور پانی اوس آتش ہنگامہ پر ڈالا سالار جنگ کو قید سے چھوڑایا آخر کار امراوگر گوشائین کچھ مدت جاٹون
کے پاس رہکر پھر آیا اسکے بعد بندگان شاہی کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کی طرف جانا معلوم ہوا تو وہان اطلاعی نوشتہ
وزیر کے پاس آیا نواب وزیر نے حسب الطلب بارہ لاکھ روپیہ بطریق قرض اور سامان مطلوبہ ہاتھی اور ارابہ وغیرہ سمیت ارسال کیا
اور آپ بھی براہ مشایعت فرخ آباد تک پہونچے جب لشکر سلطانی دار الخلافت مین داخل ہوا ضابطہ خان
پسر نجیب الدولہ سے کہ بعد پدر اسکی جگہ کو گرم کیا تھا صورت نزاع واقع ہوئی نوبت مخالفت پیش آئی
اسباب جنگ وجدال مہیا ہوا حسب عادت رہیلے سکرتال مین محصور ہوگئے اور مرہٹہ نے مرزا نجف خان
کو شریک ہوکر بادشاہ کی طرف سے میدان معرکہ گرم کیا عیال واطفال اوسکے قید کرکے مہاجی سیندہیہ کو
سونپے آخر کار ضابطہ خان مغلوب ہوکر دوستی نجیب الدولہ کے اعتماد پر نواب وزیر سے رجوع لایا اور
اپنے باپ کے حقوق محبت یاد دلاکر طلبگار حمایت ہوا نواب وزیر نے محمد ایرج خان کو اپنی دستار مبارک
سمیت بدلنے کے واسطے مہاجی سیندہیہ کے پاس برسم سفارت روانہ کیا اور پیام دیا کہ ضابطہ خان
ہمسے رجوع لایا القصہ مہاجی سیندہیہ نے باعث افتخار سمجھکر کمال خورسندی کے ساتھ خط نواب وزیر
کو اپنے سر پر رکھا اور تین روز عالم نشاط مین صدای نوبتخانہ گرم رہی عیال واطفال ضابطہ خان جو قید
مین گرفتار تھے رہا کیے اور حسب اشارہ نواب وزیر اوسکے معاملہ کی درخواست دہلی سے کی اور مرہٹہ کو کہا
کہ مہم ضابطہ خان موقوف رکھو چنانچہ مرہٹہ نے نواب وزیر کو پیام دیا کہ ہمنے مہم مذکور سے ہاتھ اوٹھایا لیکن
اشارہ سلطانی جسکے موافق مامور تھے اور اب جانا ہمارا اونکی طرف بضرورت پیش آیا ہے بدین راہ دی
ریاست کھونا تمہاری بھلی ہے یہ پیشہ ہمارا ہے لہذا امیدوار ہین کہ ساٹھ لاکھ روپیہ ہمکو دو یا دلا دو
چنانچہ نواب وزیر نے قریب لشکر پہونچکر حافظ رحمت خان کو بلایا اور صلاح اس باب مین پوچھی القصہ
سفر کمایون مشہور ہے اس سفر مین بہت لشکر ہمراہ نواب وزیر تھا چنانچہ سوداگرین فقط بنجارون کی
لشکر ظفر پیکر مین تھین خلاصہ بعد رد وبدل بسیار یہ بات قرار پائی کہ پٹھانون کو دست قدرت باقی نہین
لیکن نواب وزیر تمسک چالیس لاکھ روپیہ کا مہری رحمت خان لیکر مذکور مرہٹہ کو اپنے پاس سے
عنایت کرین نواب وزیر نے حافظ رحمت خان سے تمسک بمیعادی ایک سال کا لکھوا کر بیس لاکھ روپیہ
پٹھانون سے اور چالیس لاکھ روپیہ اپنے خزانہ سے بنام حافظ رحمت خان قرض کے طریق اور چالیس لاکھ

اپنی طرف سے کہ جابجا ایک کروڑ ہوا مرہٹون کو دیکر جانب پونہ رخصت کیا قلعہ جات اٹاوہ وغیرہ اور ملکون کے
جو پٹھانون سے تعلق رکھتے تھے اپنے قبضہ تصرف مین لائے اور وہ تمسک لیکر اپنی ملک کی طرف
رجعت فرمائی اور ضابطہ خان کو ساتھ لاکر نوکر رکھا ہزار سوار عنایت فرمائے —

ذکر جنگ نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کا حافظ رحمت خان سے

پھر کیفیت دلی نواب وزیر کے قوم افاغنہ سے بعنایت ایام ماضی کا تھا کہ اونھون نے شکست بکسر کے بعد جب نواب وزیر نے مدد وحمایت چاہی تھی کلمات سخت وسست لاف زنی کے ساتھ زبان پر لائے تھے اس اثنا سے تکبر شکنی اونکی منظور تھی لیکن نجیب الدولہ نہین چاہتے تھے کہ صورت مخالفت واقع ہو چونکہ مشیت الٰہی مین انسان کا دخل نہین اس عرصہ مین نجیب الدولہ نے قضا کی اور میعاد تمسک پوری حافظ رحمت خان مذکور سے ہوئی نواب وزیر نے طلب کیا حافظ رحمت خان نے پٹھانون کو فہمائش کی کہ زر مشروطہ پہونچانا ضرور ہے ایسا نہو کہ مقدمہ سہل دشوار ہوجائے مگر پٹھانون کو یہ خیال ہمیشہ رہا کیا تھا کہ ایک طرف ضابطہ خان مع دو ہزار سوار جمعیت ملازم نواب ہے اور دوسری جانب دوندے خان کہ وسپردہ وزیر سے ساز و باز رکھتا ہے کہ چنانچہ مخالفت غیر ممکن اسلیے ادای زر مذکور مین عذر وتساہل کرتے تھے آخر کار نوبت یہانتک پہونچی کہ حافظ رحمت خان نے جواب خط نواب وزیر اس مضمون سے تحریر کیا کہ پٹھان ہمارے اختیار مین نہین اور میرے ذاتی حصہ مین پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین ہوا [illegible] ہے اور بالفعل آپکے قبضہ تصرف مین ہے زر مذکور سے کم نہین کہ ادای زر [illegible] اوس سے ممکن نہ ہو نواب وزیر نے [illegible] گورنر جنرل [illegible] بہادر کو [illegible] کہ حافظ رحمت خان [illegible] اپنی تحریر سے [illegible] کرنا چاہتا ہے [illegible] اوس [illegible] منظور ہے [illegible] اس [illegible] آگئی اوس [illegible] کمپنی بہادر [illegible] نواب گورنر جنرل بہادر [illegible] نواب وزیر [illegible] جنرل [illegible] جمعیت [illegible] [illegible] کیا جانب [illegible] ہوئے اور ادھر حافظ رحمت خان [illegible] [illegible] کی [illegible] طرف سے [illegible] ہوئی [illegible] روشن ہوا تھا

کہ افاغنہ کمر بستہ نے سر بالین سو نہ اوٹھایا تھا کہ سپاہ انگریزی کو اپنے سر پر دیکھا حافظ رحمت خان فیل سوار میدان مین آیا ہنوز رزمگاہ مین ہنگامہ حرب و ضرب بخوبی گرم نہوا تھا کہ دفعتہ گولہ توپ صورت قضا سر حافظ رحمت خان پر سر دست آ پہونچا چشم زدن مین کام تمام کیا آخر افاغنہ جو آتش زیر پا تھی گرما گرمی اونکی سرد ہوئی اور قدم میدان سی اوٹھا کر راہ فرار پر رکھا اور وابستگان حافظ مقتول عیال و اطفال سمیت دامنکوہ کوہستان کمایون ہوئے مگر جنرل چاپمن صاحب بہادر نے تعاقب اونکا چھوڑا نہین ذکر اسکا آگے احوال رحمت خان مین بہ تفصیل آئیگا خلاصہ یہ پھر نواب وزیر نے اپنی فرزند ارجمند یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو بیس ہزار سوارون سمیت بریلی مین مامور کیا اور چند افسر مثل مرتضی خان بڑیچ اور سیدی بشیر خان وغیرہ وہان چھوڑے اور صورت انفصال معاملہ یہ ہوئی کہ حسب درخواست فیض اللہ خان جو پٹھان سمیت جانب کوہستان گیا تھا چودہ لاکھ روپیہ کا ایک رامپور اولاد علی محمد خان کے نام کہ سرگروہ پٹھانون کا تھا بطریق جاگیر عنایت فرمایا اور ہانسی حصار وغیرہ جو اوس طرف دریا جمن کے واقع ہی نواب نجف خان کو کہ حمایت کے واسطے مقامات اسولی مین آئے تھے ذیل سلطنت مین حوالہ کیا باقی قنوج کوئل تک اور شاہجہان پور سی امروہہ تک جسقدر ملک ذیل مین روہیلون کے تھا قبضہ نواب وزیر مین رہا بعد اسکے نواب محبت خان پسر حافظ رحمت خان جنرل چاپمن صاحب کی معرفت ملازمت مین حاضر آیا کیفیت اسکی آگے زیب قلم ہوگی اور ضابطہ خان کو مرزا نجف خان کے حوالہ کیا کہ پتھر گڈہ مین جا کر بایک کامیاب ہوا یہ باتین تو یہان تک ختم ہوئین اب نواب وزیر بعد انفراغ مہم فیض آباد مین آکر اپنی فوج و ملک کے نظم و نسق مین ہمہ تن مشغول ہوئے لیکن بقول مولف بیت دار فانی مین بے قرار گئے * جسکو آباد سمجھا * قضای کار نواب وزیر عارضہ مبارک مین مبتلا ہوئے بعض اشخاص روایت خلاف مشہور کرتے ہین کہ نواب وزیر نی دختر حافظ رحمت خان کے ساتھ خلوت چاہی تھی اوس عصمت شعار نے بمقتضای غیرت ناخن مین زہر آلودہ [illegible] کی جگہ [illegible] دیا لیکن عارضہ مذکور راستہ سی لاحق ہوا تھا کہ پالکی آئینہ دار پر سوار ہو کر بطریق ڈاک فیض آباد پہونچے اور بہ چند عرصہ جراحان ہند و فرنگ کا معالجہ رہا ہنوز صورت تندرستی ظہور مین نہ آئی تھی کہ بادہ سر طلائی چھلکا اور جام حیات شراب ممات سی لبریز ہو چکا تھا دوسری ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری کو دار ناپائدار سے جانب عالم قرار کوچ کیا گلاب باغ مین جو بنایا ہوا اونکا فیض آباد مین ہے دفن ہوئے پھر استخوان انکے [illegible] شاہجہان آباد مین کہ [illegible] جہان جہان کا [illegible] تھا وہان پہونچا ہگی ایام ریاست

وزارت بائیس ۲۲ سال شمار مین در آئی و عمر بیالیس ۴۲ برس کی تھی اس چند عرصہ مین اس صاحب داعیہ اور عالی
ہمت نے وہ نظم و نسق فرمایا کہ اس خاندان مین دوسرے سے وقوع مین نہین آیا اٹھارہ ہزار ہرکارہ ملازم
تھا جو خبرین پونہ اور سرکار مرہٹہ کی نو دن مین اور کابل کی بارہ دن مین آتی تھین اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے
شجاعت و سپاہگری مین بھی اسقدر نام آوری پیدا کی اور رونق تازہ دی کہ سوای چھوٹے بڑے توپخانہ کے
سات سو توپین جلبی نوساختہ ہمرکاب رہتی تھین اور کئی ہزار فرانسیس اس کارخانہ مین نوکر تھے چنانچہ بعد مصالحہ
انگریز بہ طرفی اونکی ظہور مین آئی بلکہ یہ بات شامل عہدنامہ بھی ہوئی تھی کہ فرانسیس کو نوکر نرکھین گے اس
زمانے مین کپتان ہاپر بہادر رزیڈنٹ تھے القصہ پھر میجر پولیر بہادر تشریف لائے اور کرنیل گلپس ملازم
فوج انگریزی مین مامور تھا کوئی عمارت نامی نواب وزیر مرحوم کی لکھنؤ مین تعمیر نہین ہوئی چھاونی فیض آباد
و عمارت وہان کی ساختہ نواب وزیر نامی موجود اب کیفیت امیرون کی جو اس عہد وزارت مین تھی یہ ہے
پہلی آتما رام قوم کھتری دیوان برہان الملک یہ شخص صاحب مرتبہ تھا اور دو لڑکے تھے ایک راجہ پرتاپ سنگہ
اور دوسرا راجہ رام نراین یہ دونون قدیم سے عہدۂ دیوانی ہی کامیاب رہے چنانچہ صاحب ریاست
رام نراین تھا اور لڑکا انکا راجہ مہانراین لئیق و ہوشیار کہ راجہ رام نراین کے بعد رحلت عہدۂ دیوانی نصیب ہوا
اور حال راجہ بینی بہادر جو نائب مشہور تھا اس سی پہلے قلمبند ہو چکا ہے مسمی راجہ صورت سنگہ پہلے متصدیون کے
زمرہ مین راجہ مہانراین کے تعلق نوکر تھا پھر اسکے بعد علاقہ اطلاق نویسی مین مامور ہوا آدمی لیاقت دار و
کارپرداز تھا روز بروز ستارہ ترقی مائل باوج رہا عہدۂ محاسبہ عمال ملک متعلق ہوا آخر رفتہ رفتہ کار دیوانی پر
مامور ہوا اور راجہ جگناتھ داماد اسکا تھا خلاصہ وہ دونون حسن لیاقت و لباس امانت سی متحلی تھے اور دیوان
کہے جاتے تھے عمارات عالیہ انکی لکھنؤ اور فیض آباد مین مشہور اور محمد بشیر خان غلام حبشی کہ مولد اسکا اور اسکے
باپ کا لاہور اور کرم اللہ خان اسکا وکیل معین الملک صوبہ دار لاہور ہو کر بارگاہ سلطنت مین حاضر رہتا تھا چونکہ
شیعہ مذہب تھا نواب صفدر جنگ سے رجوع لاکر حضور نواب شجاع الدولہ بہادر مین مرتبہ حاصل کیا اور بعد
جنگ بکسر قلعہ داری چنار گڈہ بنا اور فوج متعینہ بریلی کا جو مرزا سعادت علیخان بہادر کی جنگ حافظ رحمت خان
کی بعد قرار پائی تھی سردار ہوا تھا مرتضے خان اور محبوب علیخان اور لطافت علیخان سمیت مامور ہو کر بریلی مین
رہتا تھا اور عہدۂ میر توزک متعلق حال اسکے وفات کا ذکر سلطنت مین گذرا اور جسجگہ مناسب ہوگا زیب قلم کیا جاویگا
اور عہدۂ خزانہ عامرہ نواب شجاع الدولہ بہادر رای ٹیپر چند بقال برادر زادہ ذوقی مل کے تفویض تھا اور کثرت

سپاہ کی وجہ نواب شجاع الدولہ بہادر کو نوبت خزانہ جمع کرنے کی کم پہونچی جو کچھ زر آمدنی آتا تھا خرچ سپاہ
مین صرف فرماتے تھے باقی محل مین نگاہ رکھتے تھے خزانچی برای نام تھا اور عہدہ نظارت بہار علیخان
اور جواہر علیخان خواجہ سراؤن کے نامزد تھا چنانچہ بہار علیخان خوبصورتی و خوش جمالی کے بدولت معشوق
نواب موصوف مشہور تھا اور جواہر علیخان خواجہ سرایان ہمراہی بیگم صاحبہ مین بہت مرد متین و پر منفعت تھا صاحب
قدرت اور توشکخانہ نواب وزیر عنبر علیخان خواجہ سرا کے سپرد تھا اور سوا اسکے محبوب علیخان اور الماس علیخان
وغیرہ خواجہ سرایان ہمراہی بیگم صاحبہ یعنی زوجہ شجاع الدولہ بہادر مشہور تھی اور باورچیخانہ مولوی فضل علیخان
سے گرم تھا اور حسن رضاخان کو بھی سرکار نواب مین خصوصیت حاصل اکثر احکامات مالی و ملکی انکے واسطے سے
جاری ہوتے تھے چنانچہ یہ پوتا جانسپار خان کا تھا اور جانسپار خان خواجان معتمد عہد شاہجہان بادشاہ سے تھا
خلاصہ انکے نسل سے چار بھائی تھے محمد عسکری خان محمد ابراہیم خان صمصام الدینخان مرزا علی رضا اور
محمد عسکری خان کے دو فرزند اور ایک لڑکی تھی چنانچہ یہ لڑکی مرزا علیخان کے ساتھ منسوب ہوئی نواب
لطف الدولہ انکے نطفہ سے تھے اور نام اون دونون لڑکون کا مرزا ننھی صاحب اور منگلو صاحب تھا اور
محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہ تھی مگر مرزا صمصام الدین کے جو فرزند تھا وہ جوہر لیاقت سے محروم لہذا
مشہور نہوا مگر مرزا علی رضا کے تین فرزند اور تین لڑکیان تھین ایک بنارسی بیگم جو لطف علیخان ابن نبد علیخان
داروغہ داغ تصحیحہ سے منعقد تھی اور دوسری مرزا جعفر صاحب سے سلسلہ زوجیت رکھتی تھی ذکر انکا اکثر زیب قلم ہوگا
اس سرکار مین دانشمند تھا باقی اور متوسلان سرکار انگریزی مین جہان بیلی صاحب کی وجہ منسوب کیے گئے تھے
اور تیسری زوجہ مرزا جنکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب کی تھی یہ کلب علیخان عموی نبد علیخان
مذکور وغیرہ مردان علیخان کے تھے یہ تینون لڑکیان اور نواب مرزا حسن رضاخان ایک بطن سے تھے
اور موسے رضاخان اور غلام رضاخان دو لڑکے مرزا علی رضا کے بطن مختلف سے پیدا ہوئے چنانچہ
حسن رضاخان کو انکے عموی محمد ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا اسوجہ حسن رضاخان وقت شباب سے
ہمراہ نعیم خان رہے یہ نعیم خان خالہ محمد ابراہیم خان کے فرزند تھے بعد اسکے کچھ دنون ہمراہ بشیر خان سرکار
نواب شجاع الدولہ مین سرفراز ہوئے اور نعیم خان مصاحبان قدیم عہد صاحبزادگی نواب شجاع الدولہ بہادر
سے تھے آخر کار جماعت نجیبان ثابت خانی انکے متعلق ہوئی چنانچہ کوٹھی نعیم خان کی بنائی ابتک لکھنؤ مین موجود ہے
اور بعضے انکے اقربا ثابت خان سے بہاتے ہین نوبت گرد ہمت بہادر خطاب اور امداد کمیدان اور دونون

رسالدار ساتھ ہزار سوار قوم مغل سمیت پرتاپ گڈہ اور الہ آباد مین رہا اور ابتداے عہد نواب آصف الدولہ
بہادر مین دست اجل نے چہرہ اوسکا فرد حیات سے نظری کردیا سید محمد باقر خان نبیرہ شیدی فولاد خان
کوتوال شاہجہان آباد کی پانچ چھہ ہزار سوار و پیادہ زیر حکم تھے اور تدارک راجہ ہاے سرکش ملک سروار کہ
عبارت دامان کوہستان لب دریاے گھاگھرہ سے ہے متعلق رہا پھر بعد عہد نواب آصف الدولہ بہادر علاقہ
جاگیر بیگم صاحبہ واقع فیض آباد مین بسر کی سرکار وزیر سے تعلق نہ تھا گوپال پنڈت بھائی رگھوجی بہسہ
باجی راو ایک ہزار پانچ سو سوار مرہٹہ ہمرکاب رکھتا تھا اور اونتالیس ۳۹ ہزار روپیہ مشاہرہ رسالہ مین دستخط اسکے
کام کرتے تھے آخر مرہٹون مین جا کر شامل ہوا جمیل الدین خان تورانی دو ہزار سوار کے رسالہ پر کار فرما تھا
اور پیر اجل نے زندگانی اپنی اسی سرکار مین طے کی عمارات اسکی درات لکھنؤ مین باعث بنیاد نشان قائم رہی
مگر آثار اولاد باقی نہین جملہ مسمار اور مرتضی خان بڑیچ پسر مصطفی خان جنگ خر کہ امراے بنگالہ سے عہد مہابت جنگ
مین تھا آخر بنگالہ سے پھر کر نواب شجاع الدولہ بہادر کا نوکر ہوا چار ہزار روپیہ درماہہ ذات تھا اور رسالہ
سواران ہمراہ اور انکی اولاد نے دہلی مین ترقی پائی لطافت علیخان خواجہ سرا ایک بھرگڈہ یعنی چار پلٹن کا
مالک تھا محبوب علیخان کے ساتھ بارہ ہزار سوار و پیادہ تھے دہلی مین ہمرکاب نجف خان رہکر زیارت کے
واسطے راہی ہوا قاسم خان بسمل پانچ چھہ ہزار سوارون کا رسالدار تھا لیکن عہد نواب آصف الدولہ بہادر
کی پہلے برخاستہ ہوکر جانب اطراف دکن قدم زن ہوا اور بعضے اقربا اوسکے شاہجہان آباد مین رہے
کریم بیگ خان اور میر عزیز اللہ خان پنجابی وغیرہ یہ سوار اونکے صاحب رسالہ تھے جمشید بیگ اور خواجہ نعمت اللہ
کے ہمراہ دو دو ہزار ترک سوارون کا رسالہ تھا چھہ ہزار پیادہ نجیب شاہجہان آبادی کہ پیش پاسی شمار کیے
جاتے تھے حوالہ مرزا احمد سالار یہ نجیب کام سے توپ تفنگ کے بخوبی آشنا تھے اور مرزا احمد نہایت مردم شناس تھا
کسیکو اوسکی پلٹن مین جگہ نہ تھی سب سپاہی نجیب و شریف تھے اور نام بائیسی پلٹن آخر عہد سلیمان جاہ
باقی رہا مگر اولاد سے انکی تعلق نہ تھا ان مرزا احمد کے دو فرزند تھے نامی ایک نے بعد برہمی روزگار کانپور
عمل انگریزی مین بسر کی اور دوسرے میر نظر علی نام داماد معتمد الدولہ صاحب وثیقہ اب تک باغ [illegible]
مین شگفتہ و خرم ہین شیخ احسان اللہ اور بالاراو مرہٹہ بھی رسالدار تھے خلاصہ اس سرکار عالی مین
ایک [illegible] ہزار پیادہ [illegible] تھے اور روایت بعضون کی یہ ہے کہ ستر ہزار پیادہ تلنگہ اور [illegible]
[illegible] خانی اور [illegible] نواب شجاع الدولہ بہادر کے [illegible] ہزار سوارون سے زیادہ آخر عہد نواب [illegible] کے

اکثر کار سوارون سے متنفر ہوکر نگاہداشت سوار پیادہ کی طرف توجہ زیادہ تھی —

ذکر وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر

نام نامی وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر برگزیدۂ خدا و خلائق کا مرزا یحیی خان بہادر اور مرزا امانی بھی لوگ کہتے تھے بلاشک ایسا جوان جملہ خوبیون سے آراستہ پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ ہزارون برس سے نہ دیکھا ہوگا قامت مبارک اس سرو بوستان ریاست کا جانب اسفل اعلے سے کمتر تھا اسوجہ سواری اسپ مین رانین کم آشنا تھین خانۂ زین کو جسطرح چاہیے آباد نکر سکتے تھے تیر اندازی و تفنگ زنی مین ید بیضا حاصل اور ذہن عالی اور یادداشت اس صورت کی تھی قسم حیوان و انسان سے جسکو ایک نظر دیکھ لیا پس صورت مردم دیدہ تصویر اوسکی بیاض چشم مین منقش ہوگئی ایام صاحبزادگی مین عہدۂ میر آتشی اور خدمت غسل خانہ بادشاہی انکے نام سے کرم اور آبرو یافتہ تھا طبیعت خدا پرست کوئی دم یاد الہی سے فراموشی نہ تھی ہاتھی یا پالکی پر سوار ہوتے تھے سبحان اللہ وقت سواری بھی درگاہ معبود مین جبہہ سائی کے ساتھ استغفار و توبہ فرماتے تھے اور کبھی تسبیح ہاتھ سے اوس دانائے دہر کے جدا نہوتی تھی نماز پنجگانہ اوس زندہ دل کی قضا ہونا کیسا ادا ہوا کی مصارف عشرۂ محرم و تعزیہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کمال خضوع و خشوع کے ساتھ تھا چنانچہ جس دکان مین سر بازار تعزیہ ملاحظہ فرماتے تھے پاپیادہ چلتے تھے کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ نذر کرتے تھے کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم مین خرچ تھا جو کچھ باب تعزیہ داری مین ان نواب وزیر سے ظہور مین آیا عشر و عشیر اوسکا سلاطین پیشین کو نصیب نہوا خلاصہ عہد مبارک مین یہ شہر لکھنؤ انکی بدولت رشک گلزار ارم تھا ہولی اور بسنت اور جشن وغیرون مین ہر سال لاکھون روپیہ صرف فرماتے تھے بہار عشرت و عیش سے گلشن ہستی مین اس نواب رنگین طبیعت سے رونق پائی اور خرچ مطبخ خاص کا سواے فرمائشات دو ہزار دو سو روپیہ یومیہ سے زیادہ تھا اور جس وقت عزم شکار فرماتے تھے جنگلی ہاتھی چالیس چالیس سوار اور پیادے کے آدمی دست بدست زنجیر شکار مین باندھ لاتے تھے شیر و گرگ و آہو وغیرہ کے شکار کا کچھ حساب نہین مرغان ہوا مینا دکھ جگہ دور کشانہ شیشہ فلک اور گاوچشم کا زہرہ آب تھا اور مرغخانہ وغیرہ سرکاری مین ہزارون روپیہ ماہواری کا صرف المختصر ہنوز جنازہ نواب شجاع الدولہ بہادر گلاب باغ مین نہ پہونچا تھا کہ نواب سالار جنگ اور مرزا علیخان

وغیرہ اور امرا اکابر شایستہ جہان رہ سے مراجعت فرما کر جناب عالی یعنی آصف الدولہ بہادر کو مسند وزارت پر
جلوہ افروز کیا کرنیل کلیس صاحب بہادر اور مسٹر کتو صاحب بہادر جو اہالیان کمپنی کی طرف سے مامور تھے
حسب ضابطہ رسم تواضع سے خرسند ہو کر زبان گویا کو لفظ تہنیت سے آشنا کیا اور سید مرتضی خان
جو ایام صاحبزادگی سے مدار المہام تھے انکو عہدہ نیابت بالاستقلال سے سرفراز فرمایا او مختار الدولہ بہیبت جنگ خطاب عنایت
ہوا اور عہدہ جرنیلی انکے لڑکے کے نام زد ہوا اور اقبال الدولہ خطاب پایا اور نیابت جرنیلی خوشحال رای پسر فولاد رای کو
عنایت ہوئے اور عہدہ نظارت و خانساماں تحسین علیخان اور آفرین علیخان خواجہ سراوں کو تفویض فرمایا القصہ
جو عہدنامہ وقت جلوس سرکار انگریزی سے قرار پایا مضمون اوسکا یہ تھا کہ پہلے کمی کرنا سپاہ زاید عہد نواب شجاع الدولہ
بہادر مرحوم کا اور دوسرے نوکر رکھنا دو کمپو انگریزی پچیس لاکھ روپیہ تنخواہ نقدی کو سرکار کمپنی کے واسطے
اور تیسرے پرداخت برادران و اقربای نواب وزیر مرحوم مغفور و اطاعت حضرت سلطانی اور چوتھے رہنا ایک
شخص کا بارگاہ سلطنت میں بطریق وکالت تجویز ہوا پہر کہیں یہ سب باتیں حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام پائیں۔

ذکر حال مختار الدولہ

پوشیدہ نرہے کہ مختار الدولہ خاندان سادات حسنی حسینی کہ اصل انکی مدینہ سے نقل کی گئی ہے وہاں سے
اکثر سلاطین میں خروج کیا عباسیہ نے انکو عراق سے باہر کیا پھر اصفہان فارس میں آئے مولد انکا شیراز ہے
بزرگ انکے ہمیشہ داخل زمرہ مرزایان و فقرا ایران زمانہ صفویہ میں تھے چنانچہ عمارات و باغات و ریاست انکی ایران
یادگار باقی ہے جس وقت فوج قوم او ذلکیہ افغانیہ وغیرہ افاغنہ عہد نادر شاہ سے پہلے خواستگار سلطنت ایران ہو کر اصفہان
کو محاصرہ کیا اور امراے صاحب دولت صفویہ کو مبتلاے محاسبہ کر کے اخذ زر کی واسطے کشاکش میں ڈالا اشرفا
اور امرا اوس دیار کے جلاے وطن ہوے دفتر بادشاہی اور خانہ ای رعایای اصفہان کو لوٹا اور جلایا اوسوقت
سید ابراہیم ابن سید منصور ابن سید علی رضا کہ سات پشت سے نسب انکا محمد طباطبا اور ابراہیم طباطبا سے سلسلہ پدری
محمد ابراہیم دونوں ابنا حسن مثنی اولاد حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام کے تھے بصرہ و بغداد و اطراف
بصرہ و فارس میں مدت تک نیز سبز شمشیر سلطنت کیں چنانچہ تفصیل انکے احوال کی مجالس المومنین و عمدۃ المطالب
وغیرہ میں مشہور ہے کہ حسن مثنی اولاد حضرت امام حسن کو دو طرح کی بزرگی تھی ایک فاطمی ہونا اور دوسرے
ماں کی طرف سے کہ نسب نوشیروان عادل سے ملتا ہے کسواسطے کہ شہربانو زوجہ جناب ابا عبداللہ الحسین

علیہ السلام دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ ایران کی تھی اور اولاد حسن مثنیٰ مین مدت تک سلطنت عراقین رہی مگر خلفاء عباسیہ نے زوال شوکت کے ساتھ عرب سے اخراج کیا اور فارس مین لاکر مدت دراز تک قید رکھا خلاصہ سید احمد مذکور چند پشت سے داخل جرگہ مرزایان دفتر ایران تھے عہد دولت صفویہ تک سب سے آخر کشاکشی افاغنہ مین عزل و نصب ہوئے اور خانہ برباد آخر کار سید احمد عالم تجرد مین اصفہان سے باندازِ نگاہ مخفی و پوشیدہ نکلکر جانب بیت اللہ قطع منازل کرنا شروع کی بعد طواف حرم شریف مدینہ شریفہ مین آکر وہان سے زیارت مزار مطہر جناب سیدۃ النساء علیہ وعلی ابیہا الف الف تحیۃ والسلام کے واسطے گیا اور خدام درگاہ سے استدعا کی کہ بہ نیت زیارت حجرہ منورہ کے اندر مشرف ہو خادم آستانہ شریفہ نے جواب دیا کہ یہان رسم زیارت بیرون قبہ سے ہے اندر اوسکے کوئی مرد جاتا نہین ناچار سید احمد یہ بات سنکر نہایت غم واندوہ مین تین رات دن برابر آستانہ مبارک پر بے آب ودانہ گریہ وزاری کے ساتھ مشغول رہا چوتھی رات کو خدام روضہ مطہرہ نے عین خواب شیرین مین دیکھا کہ یہ سید احمد فرزند ہمارا ہے دروازہ مزار مبارک بلا تکلف کھول دو مقام شش وپنج کا نہین اور اوسی وقت صداے طیبہ طیبہ گوش زد ہوئی اور جناب سیدہ نے سر سید احمد پر دست شفقت رکھکر تسلی دی چنانچہ کرامت مخدومہ نشان پنجہ شریفہ سر دست سر سید احمد پر آشکار ہوا اور تا دم مرگ باقی رہا ہر ایک کو اوسکے دیکھنے سے صورت آئینہ حیرت ہوئی تھی خلاصہ اوس عالم غشیت مین نشان پنجہ دست مبارک دیکھکر سید احمد اسقدر گریہ ومناجات مین مصروف ہوا کہ عالم بیخودی طاری تھا ابھی آدھی رات گذری تھی کہ خادمان درگاہ حسب الحکم سیدۃ النساء علیہا السلام سر سید احمد پر پہونچے اور جو لباس اوسکے زیب بدن تھے پارہ پارہ کرکے تبرکاً اوٹھا لیگئے سید احمد مدت دراز تک مدینہ مین رہکر خدمت آستانہ سے مشرف رہے اور اس حکایت نے شہرت پائی حضور صفویہ سے بعہدہ وخطاب طباطبا خان مرحمت ہوا اگرچہ کتاب عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین زیب قلم ہے کہ ابراہیم طباطبا ہنوز خورد سال تھے ایکدن باپ نے چاہا کہ جامہ قطع ہو ابراہیم سے پوچھا کہ تمھارے واسطے قمیص قطع ہو یا قبا ابراہیم کہ ہنوز خورد سال تھے لکنت زبان طفلانہ سے لفظ قبا قبا کے عوض طبا طبا زبان پر لائے اوسوقت اولاد اونکی طباطبا سے مشہور ہوئی اور وجہ دوسری اور کتابون مین یہ بھی قلمبند ہے کہ صداے طباطبا روضہ مطہرہ سیدہ موصوفہ سے اور کسی اولاد ابراہیم کے واسطے نافذ ہوئی تھی اور اہل عرب وعجم نے کلمہ طیبہ طیبہ کو تحریف وتصحیف کرکے طباطبا کہا ہے بحال الام زمانہ ماضی کا ہے اور دو ساختہ طباطبا خان شد سید احمد کا جو گذرا دیکھیو

اوسکے ہنوز موجود تھے کہ بعض لوگون نے سنا ہی الغرض سید احمد کو ایام سکونت مدینہ منورہ مین جاروب کشی
درگاہ سے کام تھا اور بسر اوقات تحریر کلام اللہ پر تھی کہ خط نسخ کی نہایت درجہ خوشنویس تھے القصہ اہل وعیال
بھی اونکے ساتھ تھے جب سن بلوغ کو پہونچے اور طالب معاش ہوئے سید احمد اونکو لیکر اپنے مکانات مین کہ درمیان
ایران تھے پھر اصفہان مین آئے چونکہ عملداری ایران و امور سلطنت نے انتظام پایا تھا خیال محاسبہ دفتر و اندیشہ
برہمی سلسلہ اور تلف ہونے کاغذ ملکی سے خوف کھا کر ایک لڑکے کو کہ سید مصطفے نام تھا کہ ثانی الحال بخطاب
مصطفوی مخاطب ہوا تھا ساتھ لیکر جانب ہندوستان متوجہ ہوئے اور کچھ اولاد اونکی اصفہان مین قیام پذیر
ہوئی اوس زمانہ مین حضرت خلد منزل بہادر شاہ ابن اورنگ زیب کو علماء لاہور سے شیعہ و سنی کے بارہ مین منازعہ
اور گفتگوے علمی تھی مرزا موسوی خان کہ جملہ اکابر علما و امرا سے تھے اونھون نے سید احمد کو اپنے گھر مین بطریق مہمان
رکھا اور علم و کمال سے اونکے حضور خلد منزل کو آگاہ کیا چنانچہ تسبیح خانہ مین صورت ملاقات تعظیم و بغلگیری کے ساتھ
ظہور مین آئی سید احمد کہ حافظ سو ہزار حدیث صحیحہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی تھے وہ گوہر نثار ہوا کلام آبدار کے
نیسان زبان سے برسائے کہ حضرت نے نہایت محظوظ ہو کر ایک طلائی طبق زر سرخ سے لبریز اور ایک نقرئی طبق
روپیون سے بھرا ہوا نذر کیا پاندان اور اوسکے ساتھ کچھ عنایت کیا ملازمان و خدمتگاران سید احمد سے ایک شخص تھا
لال خان نام مرد با کیفیت و صاحب تصرف اکثر نقل کرتا تھا کہ وہ اشرفی و روپیہ ہر ایک وزن مین دس تولہ سے
کم نتھا خلاصہ بعض ارباب کہتے ہین کہ اوس صحبت و ملاقات مین خطاب طبا طبا خان سید احمد کو ادا ہوا بہر کیف
یہ الفاظ خطابی ہین آخر کار سفارت ایران کے واسطے انکی تجویز ہوئی لیکن قبول نکی کسواسطے کہ غلبہ نادر شاہ
سے وہی کار تھا اور سید مصطفے کو پیشکار خلد منزل سے خطاب مصطفوی خان عنایت ہوا ہنوز لشکر فیروزی
مین تھے کہ خلد منزل نے منزل خلد مین قیام کیا اور صورت مخالفت در شاہی سلطنت مین واقع ہوئی اور عہد سلطنت
حضرت محمد فرخ سیر تک وہ شاہجہان آباد مین رہے اور نواب برہان الملک سے جو ولایتی شناسائی رکھتے تھے
ملاقات کرکے ملازمت محمد فرخ سیر سے مشرف ہوئے خلاصہ جب سید احمد نے رخصت ولایت کی درخواست
کی اور حضرت کو چشم التفات و رحمت منظور تھا کہ انکو کسی عہدہ و خدمت لائق پر مامور کرین لیکن سید موصوف
قطعاً اغماض و انکار کیا چونکہ حسب و نسب انکا آفتاب سے زیادہ تر روشن تھا حضرت نے اپنے محل مین تذکرہ
انکا کیا نواب ملکہ زمانی نے ایک لڑکی سید کی اپنے مہد عاطفت مین پالی تھی بہرحال صورت و سیرت مصطفوی خان
سے مطلع ہو کر ارشاد کیا کہ اگر سید طبا طبا خان کو دیوے انکا بیٹا ہے تو اپنے فرزند سعادتمند کو ہم الکرین

کہ ہم شادی اسکی اپنی آنکہون کے ساتھہ عمل مین لائین خلاصہ یہ صورت نواب مولوی خان و نواب
برہان الملک کی بوجہ سعی ظہور مین آئی یعنی اوس لڑکی کے ساتھہ کہ رقیہ بیگم نام تھا شادی فرزند کی
ہوئی اور عروسی جہیز لاکھہ روپیہ سے زیادہ عنایت کیا اسباب وسرا پنجوانی دخواجہ سرا جواہر و زیورات بھی
و پالکی بھی مرحمت فرمائے چنانچہ محمد ایاز نام خواجہ سرا اونہین خواجہ سراؤن سے تھا اور بعض زنان پیران کی
زبان سے سماعت مین پہونچا ہے کہ پنجرے طلائی تار کی جسمین زمرد و یاقوت نصب تھے اور اوس لڑکی کے
کھیلنے کے واسطے بنی تھی اسباب جہیز کے ساتھہ آئی اور پرگنہ موہونہ باڑی قلمرو لکھنؤ مین بابت جاگیر دیا گیا
خلاصہ مصطفوی خان اپنی جاگیر مین نواب برہان الملک کے ساتھہ آئے جب سلطنت فردوس آرامگاہ کو
پہونچی القصہ نواب صفدر جنگ بہادر اور سید مصطفوی خان سے بواسطہ نواب برہان الملک صورت دستار بدلنے
کی ظہور مین آئی قصہ مختصر طباطبا خان یعنی سید احمد کا سن مبارک زیادہ ہو چکا تھا لکھنؤ مین پہونچکر جہان فانی سے
گذر گئے مقبرہ اونکا راج گھاٹ مین دریائے گومتی پر تعمیر ہوا چنانچہ وہ مزار پاک اونکا جے ارباب حاجات اور صاحبان
حاجت کا تھا پھول اور چراغ اہل غرض لاکر روشن کرتے تھے خلاصہ مطلب مصطفوی خان کو کسی ضرورت کی
جاگیر مین صورت توقف واقع ہوئی انھون نے سند جاگیر نواب برہان الملک کو اور جاگیرداروں کے
حصول حوالہ کی اوسکے بعد برہان الملک نواب صفدر جنگ نے یہ عادت قرار دی کہ جب برس دو برس
مصطفوی خان نے اوس جاگیر مین مقام کیا تمام داخل خالصہ کہ عوض جاگیر ہوتا تھا اپنے تصرف مین لاتے
جس وقت متصدیان سرکاری محاسبہ نکالتے تھے صفدر جنگ بہادر مصطفوی کو یہ مضمون اپنے ہاتھہ سے
زیب قلم فرماتے تھے کہ صاحب من سلامت مدت ہوئی کہ باہم ملاقات نہین ہوئی بہت اشتیاق رہتا ہون
والسلام خلاصہ یہی اشارہ تیسری علاقہ تھا غرض یہ خط پہونچنے کے بعد خان مذکور لکھنؤ مین آکر یا
دو برس اپنا زر جمع کیا ہوا صرف کرتا تھا چنانچہ خرچ اسکے نان ونمک کا کم سے کم ہزاروں روپیہ دراہمہ سے
زیادہ تھا جب نواب ممدوح کو اخبار اسکے تکلیف خرچ کی پہونچتی تھی سند دوسرے علاقہ کی دیکر رخصت
کرتے تھے خلاصہ محاسبہ انکا بالکل معاف تھا بعد انتقال نواب صفدر جنگ خان مذکور نواب شجاع الدولہ
بہادر سے اجازت روانگی عتبات عالیات لیکر روانہ ہوئے اولاد میرلال صاحب درویش مشرب طریقہ
میرزائی و صدری و بہشت مین داخل جسے گروہ درویشان ولایت کہتے ہین اور مشہور ہوا یہ خبر کہ نفس آپ کو
نام زادان طباطبا اور برادران سید احمد سے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ سید احمد دو بھائی تھے ایک صاحب سجادہ

اور دوسرے صاحب امارت و ارادت غرض جو صاحب سجادہ تھے وہ راہی بریلی مین رہے مکان اور اولاد
انکی اور سجادہ قائم ہے اور جو دنیادار تھے مراد اون صاحبون سے ہے کہ اولاد مصطفوی خان مین معروف تھے
اور خاندان مختار الدولہ نے انھین سے نام پایا اور سید احمد جال نے کہ خروج ہمرہی جہاد کی ساتھہ کیا قریب لاہور شہادت
نصیب ہوا ان سے تہا واللہ اعلم القصہ جب مصطفوی خان نواب شجاع الدولہ بہادر سے رخصت ہوکر بنگالہ مین پہونچے
گوش زد ہوئی کہ بوجہ نزد و برد جنگ و جدال فرانسیس و انگریز مین واقع ہے اس رہگذر سے راہ آمد و شد
غربی جہازون کی بالکل مسدود ہے ناچار بنگالہ مین صورت توقف پیدا ہوئی قاسم علیخان نے نہایت لطف و اعزاز سے پیش آکر
مصطفوی خان کو چند محال پورنیان کے نواح مین بطریق جاگیر عنایت فرمائے ایک مدت تک بنگالہ مین رہے
چنانچہ عشرہ محرم اور ایام متبرکہ مین تقسیم کرنا طعام کا مغلیہ کو زبان زد مردم بنگالہ تھا بعد چندے عرصہ ناموافقت آب و ہوائے
بنگالہ نے کام اونکا تمام کیا اونکے لڑکون مین ایک سید صاحب پدر پیاری بیگم صاحبہ کہ زوجہ مختار الدولہ کی تھی
اور دوسرے سید کرم خان باقی بھائیون مین ایک میر محمد باقر خان اور دوسرے میر محمد طاہر خان تھے اور فرزندان
میر محمد باقر سے ایک سید محمد خان اقتدار الدولہ اور دوسرے سید مرتضے خان مختار الدولہ خطاب اور
تیسرے سید اسمعیل نصیر الدولہ مظفر خان اور فرزندان میر محمد طاہر صاحب سے ایک میر محمد نصیر خان اور
دوسرے محمد سعید خان اور تیسرے میر بابا صاحب اور چوتھے محمد شفیع خان صاحب اور دختران مصطفوی خان
سی صاحب جیو صاحبہ تھین القصہ اوسی جاگیر سے معاش اونکی برقرار جب میر محمد قاسم خان صوبہ دار بنگالہ نے
انگریز کے ہاتھون ہزیمت پائی صورت بربادی ریاست نظر مین آئی آخر جاگیر اون صاحبون کی بھی ضبطی
نصیب ہوئی ناچار خویش و اقربا سمیت لکھنؤ مین آئے مگر اس مرتبہ تمام سرمایہ بنگالہ زمیندارون نے غارت
کیا جب لکھنؤ مین پہونچے نہایت تکلیف سے اوقات بسر ہوئی تھی نواب شجاع الدولہ بہادر کہ ہمہ تن
انھین مہمات مین مصروف رہتے تھے ہنوز کوئی صورت بندوبست معاش نہوئی تھی کہ آغا صادق وغیرہ
جو اوس زمانہ کے امیرون مین صاحب لیاقت تھا انکی وجہ وہ غربت نصیب حضور نواب آصف الدولہ بہادر کے
ایام صاحبزادگی مین کہ رونق بخش فیض آباد تھے پہونچی اور سید مرتضے خان کو عہدہ خانسامانی سرکار سے
تفویض ہوا اور ڈیوڑھی بیگم صاحبہ یعنی والدہ آصف الدولہ بہادر کی اقتدار الدولہ سید محمد خان کو حوالہ
ہوئی خلاصہ انتظام امور خانسامانی نے سید مرتضے خان کے ہاتھون نہایت رونق پائی آخر انکو براہ
وکالت اپنی درستی مطالب کے واسطے پدر بزرگوار کے پاس بھیجا سید مرتضے خان نے اپنی حسن تدبیر سے

جاگیر آصف الدولہ کے واسطے مہری شجاع الدولہ بہادر حاصل کی اب پہلے سے زیادہ تر رونق کارخانہ ظہور مین آئی جب شجاع الدولہ بہادر سراے عاریت کو چھوڑ کر جانب ملک بقا روانہ ہوے اسوقت شورش عظیم وارثان وزارت مین پیدا ہوئی کوئی ملازمان شجاع الدولہ کو منظور نہ تھا کہ چشم بد دور آصف الدولہ مسند وزارت کو رونق بخشین لیکن مختار الدولہ اور کرنیل کالیس صاحب اور مسٹر کیوبی صاحب کمپنی کی طرف سے موافق عہدنامہ شجاع الدولہ مدد و معاون موجود و معتمد علیہ سے تھے انکو متفق کرکے عہدنامہ جدید پر سے قرار پر آصف الدولہ بہادر کو مسند وزارت پر جلوہ آرا کیا اور نیابت مختار الدولہ پر مسلم ہوئی اولاد شجاع الدولہ بہادر مین تین فرزند صاحب اقتدار تھے پہلے آصف الدولہ بہادر کہ ولیعہد تھے دوسرے مین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر کہ بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اضلاع بریلی مین حافظ رحمت خان کی وقت مہم سے قیام پذیر تھے اور ثالث بالخیر مرزا جنگلی صاحب نے چھپن سے اطاعت اپنے بھائی ولیعہد کی قبول کی اور کاروبار نیابت نواب شجاع الدولہ بہادر کہ ہنوز نیابت قرار نپایا تھا محمد ایرچ خان کرتے تھے چونکہ نواب مرحوم آپ ہمہ تن کل انتظام امور ریاست مین مصروف تھے اقتدار نایب نہ تھا یہ محمد ایرچ خان افغانزادہ کم اوقات حنفی مذہب باشندہ دھول پور باری کا تھا پہلے راے لال چند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین ملازم تھا پھر خدمتگاری مسعود خان خواجہ سرا سے بادشاہی مین بسر کی پھر سرکار نواب شجاع الدولہ بہادر مین آکر داروغگی بازار لشکر کی پائی آخر کار اپنی چالاکی و یاوری طالع کی بدولت مورد الطاف ہوکر احکامات عالی مین مداخلت نصیب ہوئی یعنے لوگون کو احکام وزیر الممالک پہونچاتا تھا لکھنے پڑھنے سے یکقلم محروم مگر احکام رسانی مین بعلیہ ملازم سرکار اوسکے ساتھہ مسلوک ہوتے تھے چنانچہ کچھہ دنون مین صاحب دولت ہوکر آکر جیب خاص نواب ممدوح قرار دیا بعد وفات نواب شجاع الدولہ بہادر ایکدن حیلہ و فریب سے حضور نواب آصف الدولہ بہادر مین یہ بات عرض کی کہ اگر مجکو رخصت عنایت ہو تو سندین وزارت اور صوبجات کی بارگاہ سلطنت سے لکھوا دون کہ باعث استحکام ہر امور ہو خلاصہ جسوقت رخصت ہوا دہلی مین پہونچا مجد الدولہ کی نسبت گنجایش نپائی نہ اوسکے سرایہ ہونے سے آگاہ ہوکر عمداً اوسکے مقدمات مین لیت و لعل رکھتے تھے اور نظر وہین تھا کہ یہ چڑیا سونے کی جال سے نکلکر جانے نپاے گوپال پنڈت وغیرہ صاحب سپاہ جو ہمراہ اوسکی مامور ہوے تھے اونھون نے تنخواہ اپنی شاہجہان آباد مین طلب کی ایرچ خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کے برابر سمجھی اسی حیلہ حوالہ مین رکھا کہ آج کل مین خلعت وزارت لیکے

چلتا ہون اور اہل دربار شاہی ذلیل قوم سمجھکر اکثر مضحکہ کرتے تھے ایکدن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہی
کی کہ خان مذکور کو جواب نہ آیا فرط حجاب کی وجہ کوپال نہ پٹ سے جو متقاضی تنخواہ تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ میری جناب
رخصت مین خلل انداز ہے بہرکیف اوس سے سمجھنا چاہیے قصہ کوتاہ مردان سپاہ نے فریب مین آکر اوسکے
مکان پر ہلہ کیا رام ناتھ تو عالم اضطراب مین کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم سلطانی ابہج خان کے نام نافذ ہوا
کہ دار السلطنت مین یہ کیتین فساد انگیز ہین اور خلاف ضابطہ ناچار باون ہزار روپیہ دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا
آپ مجد الدولہ سے خوف کھاکر نواب نجف خان کو جو محاصرہ قلعہ آگرہ مین مصروف تھے لکھا کہ مجد الدولہ
سے الینا چاہتے ہین نجف خان گوش بر آواز ایسی فرد کے تھے اپنے آدمی بھیجکر ابہج خان کو اپنے پاس
طلب کیا اور قریب مسند جگہ دی عزت و توقیر مین اوسکے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی فرد گذاشت واقع نہین ہوئی اسکے بعد
رب نواب آصف الدولہ بہادر عہد نامہ کی وجہ تنگی سپاہ کی مسارف پر مصروف ہوتے تھے —

ذکر دو تنخواہی مختار الدولہ بسرکار وزیر الممالک مین

کا پہ وارثی مختار الدولہ نے دو رنگ جمایا اور اسناد وزارت بارگاہ سلطنت سے اس حسن کے ساتھ درست
ہوئی کہ یہ صورت کسی انقلاب مین موجود نہ ہوئی تھی بلکہ شاہ درانی سے خلعت حاصل کیا اور دونون سرکار
اونکو بھی خلعت عنایت ہوا اور دقت سواری لشکر جانب آٹاوہ اہل سپاہ سے مدد کیا تھا اوسکو بہ دقت
تنخواہ کے کہ اوسوقت عطا نہین ہوتے تھا پشت گرمی فوج انگریزی کی وجہ دفع کیا اور بدین بالعموم
و بخشش بیج محض حکم تھا اور نعمت ہدایت ناحق مقابلہ کیا اور دھکر بیش آیا کہ اونکے کشتہ اوسے نہین بچہ باقی
نہ تھا کتاب عماد السعادت مین لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے حسب ہدایت کے واسطے میر افضل سے الماس بالکل کو
تخمیہ کیا تھا اور میر افضل نے وہ خط حیات لال کے پاس بھیجا تھا جو میر آلو اور خبر کو لکھا تھا مختار الدولہ کے
ہاتھ آیا لاکر حاضر کیا مختار الدولہ بہادر نے اوسکو پارہ پارہ کیا یہ مضمون سا خوش معلوم ہوتا ہے اور عقل کا اسکے
سو دو ہاتھ آیا اوس خط کا میر آلو کو سو بقصور کیا جاکر کہ اس طرح کا خط اسکا مضمون فتنہ انگیزی کا باعث ہوا باقی
ہوسکتا ایسے حریف کے اطمینان تمام جمع نہین سکتا اور اگر یہ مضمون جب دکھلایا ہو تو اوسکو
نواب وزیر سے تصور کرنا چاہیے کہ بیچ اونکے جا سکا ایکون کے لشکر اب مرحوم سے باوجود عطف
عنایات حضور اعتماد کو شامل اس سرکار مین بڑھا تھا اور ساتھ اونکے ایک جم غفیری ہمرکین موافق

کہ صاحبان انگریز سے مندرج عہدنامہ ہوئے تھے دفع اور موقوف کرنا ہمت بہادر کا نواب وزیر نے چاہا تھا
اور جسوقت میر افضل سے دہ خط بھیجا پھر کسو وجہ ہمت بہادر نے میر افضل سے نزاع کی کہ تمنے شکایت
ہماری بندگان نواب وزیر مین عرض کی اور سوای ان باتون کے اگر میر افضل مطیع و فرمانبردار مختار الدولہ
تھا پھر کسواسطے شکایت مختار الدولہ مغفور نواب وزیر مین پہونچائی تھی کہ وہ حلقہ اطاعت سے باہر ہے اور ہمکے
ساتھہ آمادہ کاوش و اگر نواب وزیر کو بیگناہ رکھنا اوسکا منظور تھا تو کسلئے اونکے ساتھہ آپ عازم جنگ ہوئے
اور مختار الدولہ کو بھیج کر میدان رزم گرم کیا اصل صورت اس قصہ کی یہ ہے کہ فوج نوکر رکھی ہوئی نواب
شجاع الدولہ بہادر کی جملہ بالاتفاق مغرور تھی کہ ہرگز ہمکو کوئی موقوف نہین کر سکتا مگر اس شرط سے
جو درمیان نواب وزیر اور سرکار انگریزی مین ہوئی تھی آگاہ ہوکر غافل تھے اور نواب وزیر اونکے موقوف
کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تھوڑے سے جرم نافرمانی مین موقوف فرمائین جسوقت طلب
میر افضل حضور مین ہوئی راجہ جھاؤلال اونکے پلہ حمایت پر تھا اور وہ وقت برطرفی کے بندوقین نہین
دیتے تھے بلکہ شامل لشکر ہوکر اشارہ جھاؤلال سے آتش بلوہ مشتعل کی تھی اس نظر سے انکی صورت تادیب
ظہور مین آئی جھاؤلال اور چپ چیلہ اس مقدمہ مین ملزم ہوئے اور قید شدید پاکر حوالہ مختار الدولہ کے کئے گئے
اور قبل اسکے تمام ملک تنخواہ سپاہ مین تھا اس عہد مین یہ بات قرار پائی کہ زر نقد سے ملک اگر خزانہ عامرہ
مین داخل ہوا اور خزانہ سے زر نقد تنخواہ سپاہ مین تقسیم ہوا کرے اور پچاس لاکھہ روپیہ نقد
سوای اسباب بیگم صاحبہ فیض آباد سے حاصل کیا اور پانچ لاکھہ روپیہ سالیانہ ملک فرخ آباد مظفر جنگ سے
مقرر ہوئی کہ عہد شجاع الدولہ بہادر تک یہ بات ظہور مین نہ آئی تھی محمد رضا خان برادرزادہ مختار الدولہ کی زبان قلم
سے ہے کہ مولف کتاب سیر المتاخرین اوس زمانے مین وارد لکھنؤ ہوکر امیدوار عہدہ سفارت دہلی تھا اور
اور امر عہدنامہ سے ناواقف محض چنانچہ مختار الدولہ در ماہہ تجویز کرتے تھے کہ دیتے ہین وکالت دہلی کے
کہ جسکا خواستگار تھا حسب الحکم انگریز مجبور تھے خلاصہ اسوجہ مکدر ہوکر کلمات توہین نواب وزیر و مختار الدولہ
کی نسبت زبان قلم پہ لائے اور اوسی کتاب سے یہ مضمون ہے کہ مختار الدولہ نے باوجود اسقدر نسبت
کو جو انگریز سے تھی اور سرکار وزیر مین اختیار کامل حاصل لیکن اپنے واسطے جاگیر اور نفع پیدا نکیا خلاصہ
بدون دریافت اصل مطلب مولفین کتب کو زیبا نہین کہ بے تحقیقات واقعی جو کچھہ رطب و یابس حوالہ گوش ہو
زبان قلم کے نذر فرمائین اور درج تاریخ کرین خصوصا وہ مطلب جو باعث زوال آبروی صاحب غیرت وفا کا

اور کتاب عماد السعادت مین مندرج ہے کہ اشارہ نواب وزیر قتل مختار الدولہ کے واسطے تھا یہی
غلط محض ہے کیسلیے کہ مولف کتاب مذکور آپ زیب قلم کرتا ہے کہ جسوقت مرزا محمد امین بن مرزا یوسف کور
نے آصف الدولہ بہادر سے عرض کی کہ مین مختار الدولہ کو درمیان سے اوٹھاتا ہون نواب ممدوح نے اجازت نہ دی
اور نواب سالار جنگ نے بھی باوجود اسکے کہ لڑکی اپنی پسر مختار الدولہ کے ساتھہ منسوب کی تھی امتحاناً
ایکدن نواب وزیر سے پوچھا کہ باب قتل مختار الدولہ مین کیا حکم ہے اوسوقت بھی آصف الدولہ بہادر راضی
نہوئے اور سوای ان باتون کے اگر آصف الدولہ بہادر کو کشتہ کرنا اونکا منظور ہوتا یا موقوف کرنا مد نظر تو کون
مانع تھا ہزار حیلہ بروی کار لاسکتے تھے اب محمد رضا خان پسر نجم الدولہ کی تحریر سے ہے کہ جوارباب اوس
عہد مین حاضر حضور تھے اور فرزند مختار الدولہ اور نجم الدولہ اپنے بزرگوار سے ازروی تحقیقات معلوم ہوا کہ اصل
حال یہ تھا کہ مختار الدولہ شیرازی بعد نشو ونما ولایت سے آیا تھا صحبت اجلاف و ارزال مطبوع خاطر نہ تھی
مگر نشہ شراب غرور ونخوت جو لازمہ اہل ولایت ہے آنکھون مین چڑھا تھا اہل ہند سے کم اختلاط تھی امرا اور اعزا اور
عمائد سے چنانچہ محبت خان پسر حافظ الملک سے کہ باپ اسکا مالک ملک کٹھیر سے تھا کج ادائی کے ساتھہ ملاقات کرتا تھا
باقی ملازمان سرکار نواب وزیر اوسکی نظرون مین کٹھیرتے تھے خلاصہ یہ باتین محمد ایرج خان وغیرہ کی خلاف تمیز
جھاؤلال اور بسنت علیخان خواجہ سرا وغیرہ جو شریک جلسہ نای نوش تھے انھون نے نواب وزیر سے
عرض کیا کہ ہملوگ حضور کے ساتھہ بزم شراب گرم کرتے ہین تو یقین ہے کہ مختار الدولہ بزور شمشیر ہمکو سرد
کریگا جب یہ وار خالی گیا تا کر پھر عرض کیا کہ محاسبہ کرور روپیہ کا مختار الدولہ سے لینا چاہیے اسپر حضور نے التفات
نکی آخر کار جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھائے اونھون نے باہم یہ بات قرار دی کہ مختار الدولہ صبح کے وقت
جسدم بندگان عالی بستر خواب پر آنکھہ کھولتے ہین آتا ہے اور حضور صورت اوسکی دیکھہ کر اوٹھتے ہین اور کمپنیان
سلامی کے واسطے دولتخانہ کے اندر آتے ہین بہتر یہ ہے کہ اوسکو تفنگ جانستان کا نشانہ کرین لیکن جناب عالیہ
کیفیت اس معاملے کی معلوم نہ تھی مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ جنکو مختار الدولہ سے واسطہ قرابت تھا شریک
مشورہ تھے اور صورت نسبت قرابت یہ تھی کہ نواب کلب علیخان پوتے نواب علی مردان خان شاہجہانی کے
چند لڑکیان تھین ازانجملہ ایک بطن بیگم صاحبہ سے کہی جاتی تھی ہینڈو بیگم صاحبہ نام تھا جو بطن پیاری بیگم و صلب سید
صاحب ابن مصطفی خان سے پیدا ہوئی تھی اور زوجیت مختار الدولہ مین درآئی ہینڈو بیگم خوشدامن مختار الدولہ
تھین اور کلب علیخان خسر نواب صفدر جنگ تھے کہ ایک لڑکی انکی نواب سے منسوب تھی اور ایک لڑکی مرزا حسن رضا خان کو

اس قرابت قریبہ کی وجہ مرزا محمد روح نے مختار الدولہ کو اوس منصوبہ قتل سے جو قاتلون نے باہم قرار
دیا تھا اطلاع کیا بلکہ مدت دراز تک یہ بار گران احسان گردن پیاری بیگم و اقبال الدولہ پر رکھا کیے کہ ہمنے
مختار الدولہ کو قاتلون کے ہاتھون سے بچایا ورنہ اوسیوقت کام تمام ہو چکا تھا القصہ وہ کیفیت سنکر
مختار الدولہ اندیشہ مند ہوئے اور صبح دم حسب معمول حضور جناب عالی مین حاضر نہوئے دو تین مرتبہ عصا بردار
سرکاری بھی طلب کے واسطے آیا مگر مختار الدولہ نے عذر کسل طبیعت عرض کیا جب تیسری بار عصا بردار
پھر حکم لایا کہ جو طبیب و علاج تمھارے گھر مین مہیا ہے وہ یہان بھی موجود مناسب ہے کہ جلد آؤ کہ جناب عالی تمھاری
انتظار مین ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہین ہوئے ناچار مختار الدولہ چھ سات سو سوار کار گذار اور اکثر عزیز و
اقارب اپنے ساتھ لیکر پہلے خدمت مسٹر جان پریسٹو رزیڈنٹ بہادر مین گئے کہ فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع
کرین پوشیدہ نرہے کہ معاملہ لشکر بمقام اٹاوہ مین پیش آیا تھا چنانچہ نواب وزیر بھی فی الفور سوار ہو کر ڈیرہ
مسٹر جان پریسٹو مین پہونچے ان دونون صاحبون کے پہونچنے مین پیش و پس تفاوت چند منٹ واقع ہوئی
ابھی مختار الدولہ نے باتین شروع کی تھین کہ آمد آمد جناب عالی شائع ہوئی خلاصہ مختار الدولہ اور رزیڈنٹ
بہادر نے بعد ادای رسم استقبال جناب عالی کو لاکر بمقام صدر مین بٹھایا اوسوقت جناب عالی نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے دو تین کرور روپیہ ہمارا خراب کیا اور حساب اوسکا
نہ سمجھایا مختار الدولہ نے یہ سوال سنکر مہر اپنی مسٹر جان پریسٹو صاحب بہادر کو حوالہ کی اور جواب دیا کہ
صاحب شناس میرے ہین ایک روپیہ سے کرور دو کرور روپیہ تک جو ذمہ میرے ثابت ہو مین اوسکے
ادا کرنے مین حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی نام اون مفسدہ پردازون
کی اطلاع فرمادین کہ مین اسیقدر روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ امر کی دولتخواہی سے
خالی نہین جناب عالی نے اوسوقت نام ہرایک کے ارشاد فرمائے مختار الدولہ نے عرض کی کہ پہلے دولتخواہی
دولتخواہ یہ ہے کہ ایام صاحبزادگی جناب عالی مین کارخانہ سرکار کو جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام دیا اور دوسری
سند جاگیر نواب شجاع الدولہ سے مسترد کی کہ باعث انتظام و رونق کارخانہ سرکار عالی ہوئے اور
تیسری اوسوقت کہ سب لوگ متفق اللفظ کہتے تھے کہ آصف الدولہ بہادر عیاش و صاحبزادہ مزاج ہین لیاقت
وزارت نہین رکھتے دولتخواہ نے اوسوقت مسٹر کلیس اور مسٹر کنوی صاحب کو خلاف مرضی مسٹر مڈلٹن صاحب
بہادر آمادہ اور جانباز سرکار پر کیا اور چوتھے محمد ایرج خان خلعت وزارت پیشگاہ سلطنت سے نہ لا سکا اور

بنیج پارون صرف زر خزانہ خلعت بارگاہ سلطانی شاہجہان آباد و بادشاہ ولایت سے منگا دیا اوسوقت
کسی شخص نے دعوی خیر طلبی و دو قتخواہی نہ کیا اب کہ جملہ انتظام صورت پذیر ہوچکا وقت عیش وکامرانی
ہاتھہ آیا نمک حلال خیر خواہیان اپنی بگھارنے لگے بہر کیف انصاف ان باتون کا حضور عالی کے ہاتھہ ہے
اگر ان باتون پر بھی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس سلطنت و وزارت سے نان جو ہزار درجہ بہتر زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی مناسب نہین سمجھہ دو تنخواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو چنانچہ صاحب رزیڈنٹ بہادر
نے بھی اقرار ضمانت کیا جب یہ صورت ظہور مین آئی نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین لیکر فرمایا
کہ مین ہمیشہ تمسے رضامند رہا اور اب بھی خوشنود ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسیوقت میرے ساتھہ چلکر
اپنے مخالفون کو سمجھہ لو چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھاکر اپنے خیمہ مین لائے ہنوز سواری حضور
خیمہ مین نہ پہونچی تھی کہ بسنت علیخان وغیرہ نے یہ خبر نشتر سنکر نقد ہوش ہاتھہ سے دیا غرض بسنت علیخان
سلامی دیکہ فی الفور اپنے پلٹن مین بھاگ کر جا چھپا اور سب اسیطرح روپوش ہو گئے فقط راجہ جھاؤلال
کہ شامت سر پر سوار تھی حاضر رہا اوسکو جناب عالی نے بلاکر مختار الدولہ کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ اسکو قید رکھو
غرض مختار الدولہ نے راجہ جھاؤلال کو لاکر خیمہ جداگانہ مین رکھا فقط اسیقدر ممانعت تھی کہ قلمدان
اور اسلحہ اوسکے پاس نجانے پائے اور پہرہ سر پر رہے سوای اسکے طعام خوشگوار و لباس و رقص و
رنگ مین کوئی فتور نہ تھا اب دوسرے دن بسنت علیخان کلام اللہ ہاتھہ مین لیکر آیا اور قسم کھائی کہ مجھکو سوای
اطاعت اور کوئی بات منظور نہین مختار الدولہ نے کلام مجید اوسکے ہاتھہ سے لیکر خلعت دیا اور فرزند خواندہ
بنایا خلاصہ ایک ہفتہ تک یہ معاملہ اسی طرح پر رہا کوئی صدا نہ اوٹھی لیکن جناب یمین الدولہ جو جمعیت کے
ساتھہ بریلی مین بعد فتح جنگ حافظ رحمت خان تشریف رکھتے تھے اور سید بشیر خان ساتھہ تھا اور
راہ و رسم خط و کتابت صاحبان انگریز سے جاری تھی لیاقت و دانائی مین جملہ اولاد شجاع الدولہ
بہادر سے ممتاز تھے اور تفضل حسین خان اتالیقی اور سرپرستی مین اون جناب کے مصروف مگر مختار الدولہ
نے اون دونون شخصان پر صاحب بہادر سے اجازت لیکر بریلی سے بلا لیا تھا چنانچہ لشکر آباد مین
موجود تھے اور ہوای تمنای وزارت دامنگیر یقین ثابت ہوا کہ جب تک عروج مختار الدولہ پر باقی
نہ پہونچیگا اسکا آبرو آب رہ جانا دشوار ہے لگا آتش بسنت علیخان سے جا ملا اور پیمان و عہد باستواری مین
راجہ جھاؤلال و بسنت علیخان سے ہوئے اب فکر تازہ قتل مختار الدولہ و آصف الدولہ بہادر کی گوشہ نشینی

خاطر ہوئی راجہ جھاؤ لال و فضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوئے
اور سید باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر خان کے ساتھ تھے اونھون نے بھی دم شراکت بھرا اور تفضل حسین خان
بھی اس سوال جواب مین شیر و شکر تھے چنانچہ بسنت علیخان اسیدہ بنا بہت مین ہمہ تن مصروف اوس کام مین تھا
اور آگے سے زیادہ تر حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق و جانثار
کامل بنا القصہ جسوقت لشکر نواب وزیر آمادہ مین تھا شدت گرمی قیامت کی تھی اور ہوائین تند و درشت چلتی تھین
مگر بسنت علیخان نے اوس لشکر مین ایک تہخانہ فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ اور مرتب کیا چنانچہ تعریف
اوس مکان کی مکرر سہ کرر حضور نواب وزیر و مختار الدولہ مین بیان کی اور تہ دل سے منظور نظر تھا کہ قدم رنجہ
فرمائین اور دعوت کرنا بھی عداوت کے ساتھ پیش نہاد خاطر تھا چنانچہ ایکدن کمال تکلف کے ساتھ سامان
ضیافت مہیا کیا اور بلجاجت تمام حضور جناب عالی مین رونق بخشنے کے واسطے عرض کی ابھی رشتہ حیات مضبوط
تھا حرف عذر ہواے تند و شدت گرمی کا زبان پر آیا مگر مختار الدولہ کہ جام حیات لبریز ہو چکا تھا دام فریب
مین آگئے یعنے اوس تہخانہ مین تشریف لائے آدمی جلو اور سواری کے جو ہمرکاب تھے رخصت فرمائے
ہرچند بعض ہوا خواہون نے مختار الدولہ کو یہان آنے سے منع کیا تھا لیکن قضا نے پردے غفلت کے
آنکھون پر چھوڑ دیے کچھ ساعت نکی دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا خلاصہ مختار الدولہ آکر رونق افزاے
مسند ہوئے سواے چند طوائفون کے وہانپر اور کوئی نہ تھا ایک جالو نام طوائف جو مطبوع نظر مختار الدولہ
تھی وہان پر موجود اور سوتا گھن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر آئے بسنت علیخان کہ اپنے خیال مین
تھا اوسنے رنگ بزم شراب جمایا دور ساغر چلا شیشہ خالی ہوئے خلاصہ شراب مسموم کے نشہ نے رنگ تازہ
در پردہ آنکھون مین پیدا کیا اور بسنت علیخان اس حیلہ سے کہ سامان ضیافت حاضر کرے تہخانہ سے باہر آیا کہ
دفعۃً اودھر اودھر سے دہ مرد ان جلاد پیشہ جو قتل مختار الدولہ پر آمادہ اور مامور تھے صورت قضا سے پیش
نازل ہوئے چھری اور خنجر اور شمشیر سے کام انکا ایکدن مین تمام کیا اور بسنت علیخان اوسی عالم انتشار مین بعد
قتل مختار الدولہ اپنی پلٹن مین آیا اور مسلح ہوکر فوج سمیت نواب وزیر کے عزم قتل پر روانہ ہوا خیمہ نواب وزیر
مین اوسی گرمی کے ساتھ پہنچا یہان نواب ہوشیار ہو چکے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ مسلح آنا کس عزم پر
ہے بسنت علیخان نے عرض کی کہ دشمن جناب عالی کو کشتہ کیا نواب وزیر نے فرمایا کسکے حکم سے پھر عرض کیا کہ حکم
کیا موقوف تھا جسکو دشمن حضور معلوم کیا قتل کیا پھر نواب وزیر نے فرمایا شاید اب عزم قتل میرے قصد ہے

اوسوقت نسبت علیخان نے عالم اضطراب مین ہاتھین جھٹکنا شروع کین اور دیکھا کہ راجہ نوازسنگہ اور
جانی خان اور چند اشخاص مسلح حضور کے روبرو کھڑے ہین وقت ہاتھہ سی جاچکا تھا عرض کی یہ مجال
خانہ زاد نہین کہ نواب وزیر نے نوازسنگہ کو اشارہ کیا کہ اوسنے شمشیر خونخوار سی کام اوس بدشعار کا تمام
کیا اور کشتہ کرنے کے بعد کلام فحش کہکہ پاپوش کاری بھی کی اور نواب آصف الدولہ بہادر طوفان صفت
اوٹھکر خیمہ کے بالاخانہ پر کہ کبوترخانہ اوسپر نصب تھا پہونچے اور ادھر غلام محمد خان عرف بڑی مرزا
صاحب کو جو نسبت علیخان مقتول سی رنگ قرابت جما تھا یعنے ہمشیرزادہ مشہور تھے اونسے میان سی باہر
ہوکر بالاخانہ پہ جاکر ہاتھہ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور نیام سی لیکر جانی خان سے قصد مقابلہ کیا تب بڑی مرزا نی
کہا کہ مجکو کسی سے خصومت نہین ہے اگر کوئی شخص ہو تو یہان سے باہر نکلجاؤن جناب عالی نے
فرمایا کہ جانے دو جب بڑے مرزا بالاخانہ سے نیچے اوترے چوکی کے خاص بردارون نے چاہا
کہ بندوقون پہ دھرین جناب عالی نے ارشاد فرمایا کہ ہمنے اسکو پناہ دی اس عرصہ مین پلٹن ہمراہی نسبت علیخان
کی جو امیدوار کشتہ ہونے جناب عالی کی تھی بلاتکلف سراپردہ تک آچکی جب معلوم ہوا کہ نسبت علیخان
واصل جہنم ہوا اور جناب عالی بالاخانہ پر رونق افروز ہین اپنا منہہ لیے ہوئے پھر گئی مگر اوسوقت لشکر
مین ایک عجب ہنگامہ تھا اور حشر تازہ برپا قریب تھا کہ بدمعاش دست غارتگری دراز کرین کہ جناب عالی نے
تسلی خلق اللہ کے واسطے ہاتھی پر سوار خیمہ سی باہر رونق بخش ہوئے انور علیخان خواجہ سرا نے معتمد
مختار الدولہ خواصی مین تھا القصہ تفضل حسین خان نے کیفیت اوس سانحہ کی حرف بحرف سردست
یمین الدولہ تک پہونچائی اور عرض کی کہ ارباب لشکر واقع ہونا اس خونریزی کا اشارہ جناب سی مشہور
کرتے ہین یہ سنکر نواب سعادت علیخان بہادر مضطر اور اندیشہ مند ہوئے اور اوسیدم خیمہ امراؤ گر گوشائین
مین تشریف لائے خواستگار حمایت ہوئے خلاصہ یہ ہرکارہای اخبار نے فوراً جناب عالی تک خبر پہونچائی
نواب وزیر براہ عجلت سوار ہوکر خیمہ امراو گر گوشائین مین در آئے اور سبب آنے یمین الدولہ کا دریافت
کیا امراو گر گوشائین نے سخن سازی کی راہ سے سوگند یاد کی اور کہا کہ مجکو کسی طرح مکر و فریب حق حضور
مین منظور نہین آخرکار نواب وزیر وہان سی پھر کر خیمہ مسٹر جان پیڈو مین تشریف لائے اور کلمات حیرت آمیز
باب مختار الدولہ مقتول ہین زبان پر لائے مسٹر جان پیڈو صاحب بہادر نے بھی بہت افسوس کیا
القصہ جسوقت نواب وزیر نے جانب خیمہ رزیڈنٹ بہادر رخ کیا گوشائین مذکور نے یمین الدولہ سی کہا

اسوقت حمایت کرنا حضور کی انگریزون سی جنگ مول لینا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سی تشریف لیجائین کہ
نواب وزیر بھی آپکی طرف سی بدگمان ہین اوسوقت یمین الدولہ نے اوسکے گھر مین اٹھہ ڈالکر فرمایا کہ اگر مجھکو حمایت
سی گریز ہی تو مجھکو کسی طرف بحفاظت پہونچا دو گوشائین نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہین سکتی مگر ایک گھوڑی بادرفتار
نذر حضور کرتا ہون کہ سو کوس راہ طی کر سکتا ہی آخرکار وہ گھوڑی برق رفتار کو نذر دیکر لب دریای جمن تک پہونچایا
اور رخصت کیا چنانچہ یمین الدولہ نے تفضل حسین خان سمیت عبور دریا فرمایا اور آبرو کے ساتھہ لشکر نجف خان
کی طرف کہ اٹاوہ سے دو تین منزل دور تھا صورت موج دریا روانہ ہوئی باقی اور قاتل مختار الدولہ بھی کافور
ہوے لیکن محمد بشیر خان اس سی کچھہ دنون پیشتر لشکر نجف خان مین پہونچا تھا چنانچہ یمین الدولہ بہادر اور محمد بشیر خان
اور محمد ایرج خان یہ سب لشکر نجف خان مین یکجا ہو گئے اور یہان نوازش علیخان خواجہ سرا نے نعش مختار الدولہ
کو بعد تجہیز و تکفین آغوش لحد مین سونپا اور وہین اٹاوہ سی دو کوس مقبرہ اونکا تیار کیا چنانچہ مردان علی بیگ
فی لاشہ بسبت علیخان ٹہر کر دو فرسے اوٹھایا تھا اور خاک مین ملایا گیا نے تقسیم کیے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ
اس تقریر سے شرکت نواب آصف الدولہ بہادر قتل مختار الدولہ مین ثابت نہین ہوتی بلکہ حفظ الہی شامل حال
تھا ورنہ آپ جان پر جنابعالی کے آبنی تھی —

ذکر حال مختار الدولہ کا

بعد قتل مختار الدولہ نواب وزیر نے چاہا کہ مہم نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خان برادر کلان مختار الدولہ
یا سید معز خان اونکے مجھلے بھائی کو تفویض فرمائین مگر اونھون نے قبول نکیا اس عرصہ مین انور علیخان
خواجہ سرا جنکا اعتبار الدولہ خطاب تھا وہ امور نیابت کو سرانجام دیتا تھا کچھہ دنون کے بعد پھر مہم نیابت
سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کو سپرد ہوئی لیکن یہ شخص حرف آشنا نہ تھا معاملہ فہمی و شعور بہر کیف صورت
پیشدستی پیش آئی محمد ایرج خان کے باب طلب مین فرمان روانہ کیا یہ خان مذکور مرزا نجف خان کی طرف
سی اکبرآباد مین تحصیلدار تھا حسن اتفاق سی اوسی زمانہ مین مرزا نجف خان اور یمین الدولہ بہادر اس نظر سے
پچاس لاکھہ روپیہ محمد ایرج خان کے پاس موجود ہے اخذ کیا چاہیے قلعہ ڈیگ واقع اکبرآباد کی طرف آئی
تھی ہنوز منزل مقصود تک نہ پہونچے تھے کہ محمد ایرج خان حسب شقہ نواب وزیر بسواری کشتی راہ دریای جمن
قدم زن ہوے جب تک مرزا نجف خان اکبرآباد مین پہونچے پہونچے یہ ملک نواب وزیر مین آکر داخل ہوا اور

خلعت گرانمایہ ہاتھی پالکی سمیت پیشدستی کا حاصل کیا ان دو کامون کے سوای اور کوئی امر اس شخص سے ظہور مین نہ آیا ایک یہ کہ ضیاء الدولہ اور نصیر الدولہ برادران مختار الدولہ سے نہایت بد تھا یہانتک کہ اقتدار کو سرد مہری کے ساتھہ آفتاب گرم مین جگہ دی اور زنبور کانون مین آویزان کرکے طالب محاسبہ ہوا اور وہ سزای سخت جو لائق نہ تھی تجویز کی آب ودانہ اور بول براز مسدود کیا دوسرے سلسلہ سپاہ سرکار توڑ کر بدنام ہوا اور مسٹر جان پیسیو کو بلا ان پہونچا ہنوز دو مہینے اس حکومت کو نہ پہونچے تھے کہ ایرج خان آپ بھی مرض سوء القینہ مین مبتلا ہوکر بول وبراز بند ہوا دوہی تین دن مین شفای کلی پائی یعنی اجل نصیب ہوا غرض ضبطی اموال ایرج خان وخانہ مختار الدولہ ایک ساتھہ قریب ہوئے اور عمارات عالی مختار الدولہ دریاے گومتی کے پاس جہان حسن باغ اور احاطہ سیدیون کا تعمیر سے تھی پہلے یہ احاطہ مختار الدولہ کا مشہور تھا لاکھون روپیہ صرف ہوکر باہتمام مظفر حسین خان مین بنا تھا اکثر اوس عمارت سے منہدم ہوئی اور اکثر صیغہ ضبطی مین در آئی اسبابا تر دو باب نیابت مین لاحق تھا کہ اوسی زمانہ مین لشکر اٹاوہ سے پھر کر لکھنؤ مین آیا اور اقتدار الدولہ نے سامان ضیافت جنابعالی مہیا کیا چنانچہ روز دعوت فرش پا انداز ہزارون روپیہ کا بچھایا اور چبوترہ سوا لاکھہ روپیہ کا کمال تکلف کے ساتھہ مرتب کیا وقت رونق افروزی جنابعالی اسباب نشاط نورنگ اپنا جمایا جب بزم رقص اوٹھی نواب وزیر دسترخوان پر بیٹھے خاصہ تناول فرمایا اور سرانجام کشتی ہاے نقد وجنس جو لوازمہ ضیافت تھا قبول کیا وقت رخصت اقتدار الدولہ براہ معانقت نواب وزیر کو پالکی تک پہونچا کر رخصت ہوئے ابھی مکان مین داخل ہوئے تھے کہ اوسیوقت حسب الحکم جنابعالی پھر تلنگون کے سر پر صورت بلا آپہونچی اور حکم کیا کہ دیوانخانہ سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹھاؤ آخرکار چند ایام اپنے گھر مین نظر بند رہے اور پھر سر نو ضبطی اونکے گھر کی ہوئی جب یہ صورت ظہور مین آچکی نواب وزیر تالیف قلوب اقربای مختار الدولہ کے درپے ہوئی اور دروازہ آمد ورفت وا کیا اکثر پیاری بیگم صاحبہ زوجہ مختار الدولہ کو گھر قدم رنجہ فرماتے تھے اور سیر وتماشا مین مصروف رہتے تھے اور حال اقبال الدولہ پر نہایت لطف وکرم کے ساتھہ مہربانی مدنظر تھی جاگیر اور پرگنہ اور پالاکھہ روپیہ جمع کا جو اقبال الدولہ کے نام زد تھا بحال رکھا اور جو شادی اقبال الدولہ کی دختر نواب سالار جنگ کے ساتھہ وقت حیات مختار الدولہ قرار پائی تھی اور شادی بنالی بیگم دختر مختار الدولہ جو بطن تحملات سے تھی مرزا چھجو صاحب پسر نواب سالار جنگ سے مقرر ہو چکی تھی اوسکے صرف کے واسطے دس بیس ہزار روپیہ بیگم صاحبہ کو دیکر بخوبی سرانجام دیا

چنانچہ آفرین علیخان وغیرہ خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک تھے اور روبرو انکے رسمین ادا ہوئین اور دولت النساخانم زوجۂ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ فرماتی تھی وجہ اس رشتہ کی یہ تھی کہ دختر نواب سالارجنگ گویا خواہر عم زاد جناب العالی تھین اور نہایت لطف شفقت انکے حال پر مبذول فرماتی تھی لیکن پرگنہ دلمؤ جو جاگیر اقتدار الدولہ مین تھا بعد معرکہ ضیافت کی اور تجویز دوسری جاگیر کی تھی کہ اس عرصہ مین نیابت مرزا حسن رضاخان صاحبان صدر نے قبول فرمائی اور عہدہ رزیڈنٹی لکھنؤ بھی تبدیل ہوا حیدر بیگ خان بعد انتقال ایرج خان عہدۂ پیشدستی پر مامور ہوئے اور عوض جاگیر دلمؤ اقتدار الدولہ کو چکلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا صیغہ مستاجری مین تجویز ہوا انھون نے جاکر زمینداران ٹپول سے میدان جنگ گرم کیا اور نصیر الدولہ بھائی دوسری انکے جاگیر اقبال الدولہ سے کچھہ زر نقد لیکر عازم وا نکی دکن ہوئے چنانچہ راجہ ریوان تک پہونچکر کچھہ دنون کے بعد پھر آگئے کچھہ زمانہ تعطل مین گذرا اور اقتدار الدولہ بعد چند سال علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوئے مگر چند سال جاگیر پرگنہ دریا بد جو متعلق اقبال الدولہ سے تھی برقرار رہی آخرکار مقدمات سائر مین عمال الماس علیخان و عامل اقبال الدولہ سے نزاع واقع ہوئی چنانچہ پیاری بیگم صاحبہ زوجہ مختار الدولہ اور دختر نواب سالارجنگ زوجۂ اقبال الدولہ جناب العالی سے مستاجری سائر جاگیر کی سائل ہوئین آخر یہ قرار پایا کہ جاگیر بھی شامل مستاجری الماس علیخان ہو چنانچہ بعد وضع مصارف سپاہ سات ہزار روپیہ نقد مہینا مقرر ہوا اسکے بعد تین ہزار روپیہ ورباہہ جاگیر کی عوض قرار دیا گیا قصہ مختصر جسقدر التفات انگریزی انکی جانب ہوئی تھی اوسی قدر کارپردازان وزارت بدظن ہوتے تھے یہان تک کہ وہ تین ہزار روپیہ مواجب بھی مسدود کیا آصف الدولہ بہادر خلاف مختار الدولہ مشہور تھے اور یہ برہمی جاگیر و کمی مواجب کی وجہ ناسلوکی نائبون کی تھی —

ذکر احوال حسب سرفراز الدولہ کا

احوال حسب و نسب سرفراز الدولہ اس سے پہلے حال امرای شجاع الدولہ بہادر مین زیب قلم ہوچکا ہے کہ خاندان جان سپار خان سے تھے اور حال حیدر بیگ خان یہ ہے کہ حیدر بیگ خان اور نور وزبیگخان دو مغل زادہ کابلی تھے حنفیہ مذہب میان تمکین کے ساتھہ رفاقت مین تھے بعد اوسکے راجہ بینی بہادر کی سعی سے عاملون کے زمرہ مین در آئے نہایت سخت گیر تھے چنانچہ عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین

بابت باقیات زر تشخیص تحصیل دونون بھائی مقید ہوئے نوروز بیگ خان جو آفتاب گراہین بٹھایا جاتا
تھا ان صدمون سی دن اوسکے حیات کے مبدل شام ممات سی ہوئے مگر حیدر بیگ خان کو بہادر علیخان
خواجہ سرا نے جناب بیگم صاحبہ سے بذریعہ سفارش تحصیلداری گوڑہ کہ جاگیر بیگم صاحبہ مین تھا دلادی وہان
بھی حسب عادت دست تصرف دراز کیا چنانچہ اس علت کی وجہ کشاکشی مین مبتلا ہوا آخر ضمانت اقتدار الدولہ
سید محمد خان بہادر نے اوس بلا سی نجات دی اوسکے بعد محمد ایرج خان نے پھر اوسکو محاسبہ مین دھرا
مرتضی خان بریچ نے ضامن ہوکر حافظ عزت و آبرو ہوئے حسب اتفاق طالع خوابیدہ اس عرصہ مین بیدار ہوا
مسٹر جان پرسیو صاحب بہادر کو بوجہ بی علمی سرفراز الدولہ کہ ہمیشہ سوال جواب کاغذی درپیش رہتے تھے
تلاش صاحب علم تھی حسب تقدیر اسمعیل بیگ خان شورہ والے نے جو ڈاکخانہ اور رزیڈنٹی ہرکارون کا داروغہ
تھا ملاقات کی سبب تقریب حیدر بیگ خان بہ آئین شایستہ اداکی منصب نیابت اور خطاب امیر الدولہ دلاکر
اوس کام پر مامور کیا یہ شخص دانشمند و کردہ کار و لئیق و شریف پیشہ تھا اور علم نوشتخواند مین یکقلم کامل کمال
حسن و خوبی کے ساتھ عروس نیابت کو آراستہ کیا کہ نیکنامی عالم مین شائع ہوئی اور کاغذات دفتر عہد
شجاع الدولہ بہادر سے کہ وہ کارخانہ سپاہانہ تھا اتبک ابتر و خراب چنانچہ ارباب دفتر قدیم و جدید کو کوئی
حرف غلط کی طرح پوچھتا نہ تھا اس عہد مین عہدۂ دیوانی ٹکیت راے قوم کایست سری باستب کو مع
خطاب راجگی قرار پایا یہ راجہ ٹکیت راے خویش حشمت علیخان تحویلدار جواہرخانہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے
ملازمون سے تھے دس پندرہ روپیہ سے زیادہ درماہہ نصیب نہوا تھا یہان سی مخلصی پاکر اکبر علیخان
داروغہ دیوانخانہ مختار الدولہ کے نوکر ہوئے ستارہ قسمت برج شرف مین ترقی پذیر تھا اور عنایت الٰہی
شامل حال تھوڑے دنون مین بوجہ خوش کلامی کہ شعر و سخن سی طبیعت آشنا تھی انور علیخان خواجہ سرای مختار الدولہ
راہ آمد و رفت پائی مشرف دیوانخانہ ہوئے آخر مختار الدولہ کے بعد سرفراز الدولہ تک رسوخ حاصل کیا اور
اس مرتبہ کو پہونچے جو اظہر من الشمس ہے حقیقت مین یہ شخص خوش وضع نہایت خوب صاحب حلیم الطبع صفت
موصوف تھا امور خیر مین نیکنامی سے مشہور عالم ہے باب چندہ و روزینہ وغیرہ اکثر جنہون کا انھین کے
عہد دولت سی سرکار لکھنؤ مین وا ہوا ہزار در ہزار روپیہ تا بقای سلطنت تمام قلمرو اودھ مین مجرائی دفتر سلطانی تھا
اور خاص عمارات عالی پختہ اور باغات میوہ دار اکثر بزرگ تیرتھون پر تعمیر اور موجود ہین اور بہت سی پل پختہ
سرحد دریا سے معراج پر جاری اور گنجیات آباد شہر و دہات مین اونکی نیکنامیون کا نشان دہر رہے ہین

یہ حاتم عہد سپہر خیر کا آفتاب پرنور تھا اکثر معابدون پر شوالے اور ٹھاکر دوارے نام خدا موجود لاکھون روپیہ کے یومیہ دار اور وظیفہ خوار اس صاحب قلم کے بدولت پرورش یافتہ اتبک دعای خیر مین سرگرم اور اکثر بانکارین قائم اور اکثر ذات اور اراضی صیغہ معافی مین محتاجون اور غریبون کو سرکار نواب وزیر سے دلاکر دست آویزین ملکی عنایت کین جنپر کسی طرحکا حرف آنا محال تھا بلکہ اب تک یہ چشمہ جاری ہے یعنی سرکار انگریز بہادر سے مستحق پاتے ہین ابتدای وزارت سی آخر سلطنت تک اس قلمرو مین مثل اونکے صاحب خیر دوسرا نہین ہوا اور ہمیشہ محفل و جلسہ مین تذکرہ مثنوی مولوی روم علیہ الرحمۃ و تصنیفات شیخ سعدی شیرازی رہا کرتا تھا اور کلام حافظ شیراز عزیز و ممتاز خلاصہ تقریر یہ ہے کہ سرفراز الدولہ اور امیر الدولہ اور راجہ ٹکیت رای ثالث بالخیر اس شش جہت مین آخر عہد نواب وزیر تک بے شش و پنج نیکنام رہے اور اوسی زمانہ مین عمدہ جرنیلی سپاہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ کے نام زد ہوا یہ شخص مرض جوع مین مبتلا اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور بنیابت جرنیلی مرزا امام بخش کے نام قرار پائی یہ امام بخش غلام بچہ کسی شخص کا تھا کہ اپنے آقای نعمت کی پاس سی بھاگ کر ایام صاحبزادگی آصف الدولہ بہادر مین حاضر آیا مقرب ہوا آخر نواب شجاع الدولہ بہادر نے نالائق حرکات دیکھکر اوسکو ملک سے اخراج کیا تھا لیکن وزارت جناب عالی مین پھر آکر نیابت جرنیلی کو پہونچا تیس چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار سوار ونکا افسر بنا اقتدار کامل حاصل ہوا لیکن کچھ دنون کی بعد پھر حسب عادت اپنی طریق بد وضعی پر قدم زن ہوا آخرکار پھر حکم اخراج نافذ ہوا کہ فرصت سواری اور اسباب اوٹھانے کی نپائی شہر سی نکالا گیا اور اوسی سال کرنیل گاڈر صاحب بہادر کلکتہ سی تشریف لاکر اس شہر وعدہ سی ملازم نواب وزیر ہوئے اور وہ پلٹنین جو محمد ایرج خان نے برطرف کین تھین ہر طرف سی بہم پہونچا کر پھر جمع کین چنانچہ پہلے فتح چند نایک قلعہ دار تال گانون پرگنہ فرخ آباد کے قریب کر بغاوت باندھی تھی لشکر کشی کی گرفتاری اوسکی ظہور مین آئی اسکے بعد حسب الحکم گورنر بہادر گجرات و دکن کی طرف مامور ہوکر روانہ ہوا اور اوسی عرصہ مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان بہادر نے راجہ صورت سنگہ کو کہ مین الدولہ کی بعد صوبہ داری بریلی پر قائم تھا معزول کیا گیا عوض اوسکے راجہ کندن لال کہ متصدیان عمدہ افاغنہ سی تھے منصوب ہوا اسنے تمام ملک آباد کو علیکھیر کو ویران کیا اور زر تحصیل کی علت تصرف مین قید ہوکر زندان حیات سی بواسطہ ممات نجات پائی اور میر زین العابدین خان معروف کوثری والد سید بیگ پسر میر شجاع الدین

ابن شاہ علیخان ابن میر تقی وزیر شاہزادہ اکبر ابتر ابن خلد مکان اورنگ زیب سے تھا فی الحال رفاقت
الماس علیخان خواجہ سرا مین معزز چنانچہ صیغہ عالی مین سات آٹھ لاکھ روپیہ سرمایہ بہم پہونچا کر سرای معالیخان
مین امام باڑہ اور مسجد عالی اور چاہ آبرو دار نہایت بزرگ دم دروازہ طیار کیا کہ وہ نشان اب تک لکھنؤ مین
کو سڑک درمیان امام باڑہ ہو کر نکل گئی ہے موجود بعد انتقال مصری بیگم اونکے زوجہ کے ہاتھ ترکہ کئی
لاکھ روپیہ کا نقد وجنس آیا اور اس عورت صاحب ہمت نے الماس علیخان سے عرض کی کہ اسقدر نقد وجنس
متروکات شوہر سے حاضر ہے اوس خواجہ سرای سیر چشم عالی دماغ نے صورت زلف محبوب آشفتہ ہو کر نیسان
زبان سے گوہر افشانی کی کہ مال مردہ پھر مردہ کی جانا چاہیے لہذا مناسب ہے کہ لڑکونکو تقسیم کردو مین محتاج
وکوتاہ ہمت نہین جو دست اخذ دراز کرون چنانچہ زبان مصری بیگم سے اسکے جواب مین پھر کوئی بات نکلی
صورت شیرینی وہ ترکہ لڑکونکو تقسیم کردیا اور فضل خدا سے یہ سید بزرگ مرحوم کثیر الاولاد تھا بعض لڑکون
نے وہ زر نقد عالم شباب مین رائگان صرف کیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی چنانچہ نظامتین سرکار
نواب وزیر سے مرحمت ہوئین اونہین سے سید کاظم علیخان اور میر ہادی علیخان اور میر باقر علیخان رشید
وبزرگ وصاحب عظمت تھے باقی کیفیت اورون کی قلمبند ہوگی خلاصہ یہ سید زین العابدین علت محاسبہ
مین زندان نصیب ہو کر قید ہستی سے رہائی پائی اور انہین دنون مین جب رسالہ سید جمیل الدین تعلق رائی کا
شکستہ ہوا ناچار یہ ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خان کے پاس گئے القصہ چوتھی برس نواب یمین الدولہ
سعادت علیخان بہادر لشکر مرزا نجف خان سے پھر کر لکھنؤ مین آئے اور کچھ دنون سعادت گنج مبارک مین قیام
فرمایا اور پھر اپنے موافق درخواست شہر بنارس مین جا کر طرح قیام ڈالی تخمیناً دو لاکھ روپیہ صاحبان انگریزی
معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا اور بعد انکے پھر مرزا جنگلی صاحب بڑی صاحب زادے شجاع الدولہ بہادر کے
لشکر نجف خان مین تشریف لیگئے ابھی زیادہ قیام نکیا تھا کہ مرزا نجف نے قضا کی جانب باغ خلد سدھارے
صاحبزادے ممدوح نے بھی مراجعت فرمائی اور پھر کچھ دنون کے بعد عظیم آباد مین جا کر بود و باش
اختیار کی اوسی زمانہ مین کرنیل ہانی صاحب بہادر نے ملک سردار جنابعالی سے اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان کو
کار دبار وہان کا سپرد کیا ان مرزا کے عہد مختار الدولہ تک مرزائی کے ساتھ بخوبی گذری بعد اونکے حیدر بیگخان
نے جو درماہہ پانچ سو روپیہ کا پاتے تھے موقوف کیا یہ وجہ شکستہ خاطری کی تھی چنانچہ جملہ کیفیت اپنی مسیر طالبی
نام کتاب مین کہ تصنیف اونکی ہے مندرج فرمائی القصہ پیش از تقدیر و پیش از قسمت غیر ممکن اتفاقاً

حیدر بیگ خان کو صاحب ممدوح سے کچھ صورت عناد واقع ہوئی کہ وہ بہت جلد جانب کلکتہ تشریف لیگئے
کاروبار وزرا ابو طالب خان بھی برہم ہوا ناچار یہ بھی جانب کلکتہ روانہ ہوئے اور وہان سے ولایت لندن کی
طرف قدم اوٹھایا اور اوسی زمانے مین صوبہ الہ آباد اسمعیل بیگ خان شورہ والہ کو کہ حیدر بیگ خان کا
ساعی ہوا تھا قرار پایا چنانچہ انھون نے وہان جاکر طلب باقیات مین اکثر اراضی و املاک زمیندارون کی
مول لیکر صاحب سرمایہ ہوگئے مگر دولت حیات سے ہاتھ اوٹھایا زین العابدین خان فرزند اسمعیل خان
کے تھے کہ چندے مدت پرمٹ بریلی مین سرکار انگریزی مین نوکر رہے بعد اوسکے شاہجہان آباد مین عسرت
کے ساتھ بسر کی پھر کچھ دنون لکھنؤ مین بیکاری و تعطل سے مشغلہ رہا آخر دیوانہ ہوکر سنگ ساز قضا ہو گئی
دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر منصوب ہوا یہ شخص رفقاء خادم حسین خان
بنگالہ والے سے تھا مومن اور دوستدار ائمہ معصومین چنانچہ نظیر اپنا نرکھتے تھے یہ روایت مشہور ہے
کہ عشرہ محرم مین معمول تھا کہ عاشورہ کو تمام مال و متاع نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند بلکہ اپنی ذات
سمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتے تھے اور پھر قرض و دام سے زر نقد بہم پہونچاکر
مول لیتے تھے خلاصہ جس جگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوئے
وہان ہنگامہ چوری کا بسبب زور و شور کے ساتھ تھا بلاتکلف حکم شدید نافذ کیا کہ زنہار کوئی شخص رات کو دروازہ
اپنے گھر کا بند نکرے خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان ظہور مین آئے سرکار سے لے اور چور کو بلاکر
بلااندیشہ راہ فنا دکھاتے تھے اور ہاتھ کاٹ ڈالنا ایک بات تھی چنانچہ اوسی کے تمام عمل مین نام دزد
باقی نرہا اور جس جگہ ایک ہفتہ کے واسطے جاتے تھے نیو امام باڑہ و مسجد کی پہلے بٹھاتے تھے اور قبر
اپنی بناتے تھے کہ آخر ایکدن جہان سے اوٹھنا ہے اور ویسی آستانہ نجف اشرف کے لیے جناب عالی
نے پانچ لاکھ روپیہ اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپیہ معرفت حاجی محمد کے بھیجا تھا چنانچہ خواجہ صاحب ممدوح
نے اپنے حوصلہ کے موافق اور دست قدرت کے لائق زر نقد بھیجکر شش باب تعمیر ہوئے اور ہمیشہ تسمہ چرمی
زیب کمر اور لباس شنجرفی در بر خلاصہ جامہ خاکساری مین لباس دنیاداری کو آبرو دی تھی اور پیشانی
عرضیون کی جو بسبب حکام زیب قلم کرتے تھے پہلے یہ حرف زبان قلم پر آتا تھا کہ داتا برحق [illegible]
اس فقرہ کے بعد قلم جانب مطلب اوٹھاتا تھا اور غریبون کو لنگرخانہ سے کھانا اور موسم زمستان مین رضائی
ملتی تھی چنانچہ انکے بعد جواب انکا صفحۂ روزگار پر پیدا ہوا چنانچہ انکی اولاد سے میر ابراہیم علی نام

بیلی مین چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہے پھر انگریزی تحصیلداریون مین رونق پائی اور اوسی زمانہ
مین جنرل کوٹ بہادر کمانڈر چیف ولایت سی کلکتہ مین اور یہان سے لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے نواب وزیر
نے الہ آباد تک رسم استقبال ادا کی اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکھنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی چنانچہ
اون دنون ملک سرنگاپٹن دکن مین انگریز بہادر اور حیدر نائک پدر ٹیپو سلطان سی جنگ صعب اور مقابلہ سخت
درپیش تھا جنرل صاحب ممدوح نے درخواست اعانت زر نقد و فوج نواب وزیر سی فرمائی چنانچہ امرای لکھنؤ
اور جملہ جاگیردار ونپھری کی کئی لاکھ روپیہ کی قرار پائی تھی غرض ہر ایک کو اسبات مین اغماض تھا مگر اقبال الدولہ
نے پیش قدمی کی ساٹھ ہزار روپیہ لاکر حاضر کردیا اب راستہ بھری مذکور طوعاً و کرہاً جاری ہوا حیدر بیگ خان
سرفراز الدولہ کو یہ معاملہ خوش نہ آیا جاگیر اقبال الدولہ قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا درماہہ تھا موقوف
کیا اور انھین دنون مین مسٹر جان پپسیو دوبارہ لکھنؤ مین تشریف لائے تھے کچھہ حیدر بیگخان سی آزردہ
ہوکر پھر گئے رزیڈنٹی متعلق مسٹر چیملین اور جرنیلی جانسین صاحب سی تعلق تھی اور جو مقدمہ راجہ جیت سنگہ
کا نواب گورنر جنرل بہادر سے بنارس مین واقع ہوا شرح اوسکی حال مین انگریزی سردارون کے
بیان ہوگی مگر واقع ہونا اس واقعہ کا درمیان نواب وزیر و نواب سالار جنگ و بیگم فیض آباد باعث تکدر ہوا
کسواسطے کہ وہ راجہ عہد والبستگان سرکار وزیر سے تھا رستم علیخان رفقای نواب صفدر جنگ نے منسارام
زمیندار قوم برہمن کو اپنے وقت مین درجہ اعلی تک پہونچایا تھا جب رستم علیخان رفیق عمدۃ الملک نواب
امیر خان بادشاہی کا ہوا محمد علیخان صفدر جنگ کی طرف سی علاقہ منسارام پر مقرر ہوگیا ہرچند یہ شخص اول تحصیلدار
تھا مگر منسارام نے لڑکی اپنی جو بطن طوائف مسلمان سے تھی اوسکو زوجیت محمد علیخان مین دیا تھا اور
مالگذاری سرکار مین فروگذاشت نہین کی اسکے بعد بلونت سنگہ لڑکا اوسکا اپنے باپ سے خوش معاش
زیادہ ہوا مالگذاری مین بھی کوئی بات خلاف ظہور مین نہین آئی مگر جسوقت سرکار وزیر سی طلب ہوتی تھی
کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کے برابر مین جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے پھر نہین آتا وجہ اسکی یہ تھی کہ اوسی زمانہ
مین پرتھی سنگہ پرتاب گڈہ والہ حکم وزیر سے قتل ہوا تھا مگر بلونت سنگہ جنگ بکسر مین شریک لشکر تھا
اور بیناد بلدہ رام نگر بنارس بلونت سنگہ سے ہے اور قلعہ بجی گڈہ پر جو سر کوہ رفیع و راہ دشوار گذار
واقع ہے بہ قیمت زر خطیر مول لیکر خزانہ اپنا وہان رکھا تھا اور کارپردازان سرکار مین سی سازش کا
رنگ جمایا باکہ چیت سنگہ فرزند بلونت سنگہ سی رعیت نارضامند تھی اسواسطے نواب آصف الدولہ بہادر

اخراج اونکا چاہتی تھی مگر گورنر جنرل بہادر نے امان دی تھی اتفاقًا اوسی عرصہ مین گورنر جنرل
بہادر سے کچھہ نزاع ظہور مین آئی نواب سالار جنگ نے بنظر سعی آصف الدولہ کو منع کیا کہ انگریزون
کی طرف ہوکر بلونت سنگہ سے میدان جنگ گرم نفرماوین چنانچہ یہ خبر اوڑتے اوڑتے کلکتہ تک پہونچی
حکم ارباب کونسل نافذ ہوا کہ جاگیر ہمشیرہ سالار جنگ ضبط ہوکر توفیر سرکار مین جمع ہوا کرے چنانچہ الماس علیخان
جو عامل اوس جاگیر کا تھا پایۂ عزل مین درآیا اور مرزا شفیع منصوب ہوئے اوسوقت حیدر بیگ خان نے
موقع پاکر جناب عالی سے عرض کی کہ فی الحال قسطین سرکار کمپنی کی دینا ہین وہ بھی بیگم صاحبہ سے دلائی جاوین
چنانچہ اس مقدمہ مین بیگم صاحبہ نے عذر پیش کیا آخر معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ خواجہ سراؤن کی فہمائش پر
عمل فرماتی ہین ناچار جناب عالی خواجہ سراؤن کے تدارک کے واسطے عازم فیض آباد ہوئے اور وہان
جاکر جواہر علیخان وغیرہ خواجہ سراؤن کو پابزنجیر فرمایا اور وقت ملاقات بیگم صاحبہ نے خلعت عطا کیا آلات
طلائی و نقرئی بھی بہت سا ہاتھہ آیا القصہ قصور وزیر سالار جنگ وغیرہ معاف ہوا اور مزاج گورنر بہادر
صورت آئینہ صاف پھر سے تو جاگیر صورت طبیعت بیمار بحال ہوگئی یہی دو تین بادشاہی سردار دہلی سے لکھنؤ
مین آئے تھے نواب سالار جنگ برادر افتخار الدولہ اور مرزا علیخان ابن نواب اسحاق نجم الدولہ پسر
موتمن الدولہ اسحاق خان کلان ابن غلام علیخان ابن مرزا حسن شوشتری کہ نسبت اونکی حلیمہ خاتون
مرضعہ جناب رسالتمآب علیہ السلام سے منسلک ہے مرزا حسن عہد خلد مکان اورنگزیب مین آکر بواسطہ
اعظم شاہ عہدہ باورچیخانہ پاکر ملازم ہوئے تھے اور غلام علیخان بھی نوکر رہے تھے اور اسحاق خان
کلان کچھہ دن رفاقت امین الدولہ انصاری مین رہکر محمد تقی وزیر شاہزادہ اکبر ابتر کے پاس رہے اور
عمدۃ الملک کے ذریعہ سے حضور سلطنت تک حاضر آئے چنانچہ ذکر اسحاق خان کلان سلطنت محمد شاہی
سلسلہ پذیر ہے قصہ مختصر جس روز سے صفدر جنگ بوجہ مخالفت انتظام الدولہ دہلی سے جدا ہوئے سالار جنگ
اور مرزا علیخان دونو بھائی ہمراہ تھے ندیم پیشگی اونکے خاندان مین قدیم سے چلے آتے تھے جاگیر چھہ لاکھہ
روپیہ کی ہمراہ جاگیر وجہ شجاع الدولہ کے ساتھہ کہ ہمشیرہ اونکی تھین سرکار بادشاہی سے جداگانہ مقرر
ہوئے یہ دونون سرکار خاندانی معتمدان روزگار سے تھین مرزا علیخان متانت مین بےنظیر تھے کسی سے
آشنا نہین ہوا اور باورچی دو دو سو روپیہ درماہہ کے اس سرکار مین ملازم تھے اور اولاد مرزا علیخان
فی پانچوین سال جلوس آصف الدولہ مین رحلت کی نواب احمد علیخان شوکت جنگ شخص نام اور فرزند ارجمند

محمد تقی خان ہوش تخلص نہایت نیک صفات تھا اور ہندی شاعری ہوش کی لائق پسند ارباب سخن ہوئی ہے
نواب شوکت جنگ کثیر اولاد تھے لہذا تقسیم درماہہ کی وجہ صورت امارت باقی نہ رہی مگر آسودہ روزگار رہے
اور نواب سالارجنگ کمال شگفتہ رو خندہ پیشانی خوش زبان عمر بھر پچاس ہزار روپیہ ماہواری لنکے صرف
مین آیا نغمہ اور سرود سے طبیعت زیادہ تر مالوف تھی باوجود شاگردی اچھا برس کلاونت کہ ابنای تانسین
سے تھا گوی سبقت اوستادی مین لیگئے اور اسدرجہ کمال اس علم موسیقی مین بہم پہونچایا کہ قوالون و کلاونتون
سے حصہ شادی و غمی کا بمقتضای ظرافت اور علم اور کمال بہیجہ لیتے تھے خیال اور ترانہ اور سور وغیرہ میراثی
انکا دستور العمل خوانندگان زمانہ تھا چنانچہ رسمین عیش و طرب کی لنکے مرنے کے بعد فنا ہوگئین رفیق اور
ملازم انکے مدت العمر نوکری سے موقوف نہین ہوے تنخواہین اونکی غرہ کے روز گھر بیٹھے پہونچا کین
سید قاسم علیخان اور اصغر علیخان وغیرہ کہ ذکر اونکا جا بجا آئیگا فرزند سالارجنگ کے نامی گرامی تھے اور
سواے اس خاندان کے اولاد قمرالدینخان جو تقریب شادی نواب آصف الدولہ بہادر مین آئے تھے
ذکر انکا قلمبند ہوچکا ہے تیسرا خاندان کلب علیخان و بندہ علیخان کا جو گنج علیخان کے فرزند تھے چوتھے
مدارالدولہ ابن میر یوسف خان ابن میر موسیخان قدیم امیر منصب داران بادشاہی سے مقرب خلد منزل تھے
اور مدارالدولہ آپ بھی عہدۂ بخشیگری سے سرفراز جسوقت سے کہ شاہ عالم نے انکو دہلی سے الہ آباد کو
بھیجا تھا وہان بھی یمین الدولہ سعادت علیخان نے مرزا نجف خان کے جاگیر علاقہ ہنڈون تیاتہ پر قابض
ہوئے مدارالدولہ کو نائب اپنا بنایا جب یمین الدولہ بہادر لکھنؤ مین تشریف لائے مدارالدولہ ساتھ آئے
علاقہ چھبرہٹہ ساٹھہ ہزار روپیہ جمع کا انکی جاگیر مین قرار پایا آیندہ ذکر انکے اولاد کا بھی زیب قلم ہوگا کہ
خاتمۃ الشیاطین لکھنؤ ہوئے الغرض ساتوان سال جلوس آصفیہ مین راجہ بلبھدر سنگہ ناظم اودھ بیگمان
سے فرقی تنخواہ کی علت مین مقابلہ پیش آیا اور مدبلہا ی شرارت شعار شریک اونکے ہوئے آخر کار فوج
انگریزی کے ہاتھون کشتہ ہوا اور اوسی سال راجہ چھپراج بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث
کہ خوف عدالت دامنگیر تھا بھاگ کر آئے بعد عزل ٹہیر چند عہدۂ خزانچی گری اور خطاب راجگی سے
سرفراز ہوا اور آٹھوین سال محکمہ عدالت لکھنؤ مین قرار پایا مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفی سے
فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھے مگر بھوانی سنگہ اردلی کہ صاحب اقتدار تھا اوسکے
مداخلات کی وجہ مقدمات عدالت ضعف پذیر رہے اور اسلئے دارونگی سید محمد نصیر خان بہادر برادر

عمر اور مختار الدولہ کے نام زد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوی کے واسطے مقرر تھے مصارف انکے ماہواری کا سرکار سے مقرر تھا لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی چونکہ راجہ ٹکیت رائے مدار المہام دیوانی حال مفتی غلام حضرت پر توجہ کمال رکھتے تھے اسواسطے سید محمد نصیر خان برخاست دل ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے اور پھر طوطی غلام حضرت کا خوب بولا —

ذکر آمد و رفت گورنر بہادر

اس آٹھ برس کے زمانے مین دو مرتبہ نواب گورنر ہسٹنگ بہادر رونق افزای لکھنؤ ہوئے پہلے اوسوقت کہ ہنگامہ جیت سنگھ و حیدر بیگ خان گرم تھا اور تمام نقشہ قدیم برہم ہوا اور اختیار صاحبان انگریزیہ اس سرکار مین کمتر ہا میجر اسپرن کو جو کمپنی کی طرف سے ناظر معاملات تھے موقوف کیا اور کمسوی کرنیل گاڈر صاحب کو بھی جو تسخیر گجرات کے واسطے گیا تھا اور گوہد وغیرہ قبضہ تصرف مین لایا معزول کیا اور کرنیل ہانی کو ملک سردار سے بدل دیا اور عبداللہ بیگ بٹریہ کو جو زمرہ ترکسواران انگریزی سے برطرف ہوکر سنہ اول تحصیل فرخ آباد ہوا تھا اوسکو ملک سردار مین بھیجا لیکن بدذاتی وجہ امیر بیگ کے ہاتھون سے خرمن حیات پائمال ہوا القصہ سرکار کمپنی سے متواتر طلبی قسط ہوتی تھی اور یہان سے زیادہ بہا پہونچنا متعذر رہتا ہر مرتبہ تمسک حال و بقایا افزائش سود سمیت قلمبند ہوتا تھا حیدر بیگ خان صدر مین لکھتی تھی کہ یہ بے انتظامی کمپنی کے گماشتون کی سبب سے ہے اسواسطے میجر پامر صاحب کردہ ہوکر آئی تھی اور دوسری مرتبہ گورنر ہسٹنگ بہادر جب تشریف لائی تمسک مہری نواب وزیر بابت زر قسط جو تعدادی پونے دو کرور روپیہ کا تھا پھیر لیا اور کہا کہ اسکو آپ اپنے ہاتھ سے چاک فرمائیے کہ سود سرکار کا نقصان ہماری کئی وجہ ہوا اور اہالی عملہ دینا اوسکا نہین چاہتے ہین نواب وزیر یہ کلام سنکر نہایت منت کش اور محظوظ ہوئے اور تاکید فرمائی کہ زر روا بھی دیا جاوی آخرکار گورنر جنرل بہادر نے حکم فرمایا کہ اندنون اطراف و شہر مین قحط سالی واقع ہے ایک ہزار روپیہ ہماری طرف ــــ سے خیرات فرمائیے چنانچہ دس ہزار روپیہ ماہواری بابت خیرات کچہری ریزیڈنٹی سے شامل وثیقہ جنرل مارٹین جاری ہے بعد اوسکے سفارش راجہ جھاؤلال حیدر بیگ خان سے فرمائی اور ہاتھ اوسکا انکے ہاتھ مین دیکر جانب ولایت رخصت ہوئے بعد انکے لارڈ کرنوالس رونق افزای کلکتہ ہوئے اور حیدر بیگ خان کو یہ فکر دوسری درپیش تھی کہ مصارف یہان کا اس وضع پر تھا کہ پہلے اس سے

شاہزادہ جوان بخت جہاندار شاہ خطاب تشریف لائے تھے اور نواب وزیر نے بخوبی محبت موافق آئی تین لاکھ
روپیہ سالیانہ اونکے مصارف کے واسطے مقرر ہوئے اور بارہ دری نگینہ محل مین قیام و یکچند مکین مناسب
اوراہیمین اوسوقت گورنر جنرل ہستنگز صاحب بہادر بھی اوسجگہ موجود تھے لیکن شاہزادہ موصوف نے کرم بخش طوائف کو شمع کاشانہ محل
بنایا بنظر پاسداری بیگم صاحبہ یہ امر خلاف رائے نواب وزیر ظہور مین آیا اور محبت شاہزادہ مرغ بازون وغیرہ
قوم ارذل سے زیادہ بڑھی آخر یکہ تر ہوکر روانہ بنارس ہوئے اور یہ درخواست زبان پر لائے کہ صوبہ الہ آباد
جو تعلق وزیر مین ہے آمدنی اوسکی مجھکو چاہیئے لارڈ کرنوالس بہادر نے شاہزادہ سے بنارس مین ملاقات
کی اور اونکی درخواست سے مطلع ہوکر نواب وزیر کلمہ کلام اوس باب مین زبان پر لائے آخر دو لاکھ روپیہ
سالیانہ جہت شاہزادہ قرار پایا اور دوسری مرتبہ جو شاہزادہ موصوف دہلی مین جاکر پھر آئے تھے یہ حال
زیب قلم ہوچکا ہے سوای اس مصارف کے نواب وزیر ساٹھ لاکھ روپیہ سالیانہ جشن ہولی و بسنت وغیرہ
لاابالی صرفون مین خرچ فرماتے تھے اور ہرسال بتقریب شکار جو کوچ درپیش ہوتا تھا کارپردازان سے
استفسار تنگ حالی فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رای کا دم ضیق مین پڑتا تھا اوسوقت حاضر کردیتے
اور سوای اسکے جو فوج زائد تھی خرچ اوسکا بھی زیادہ تھا یہانتک کہ ترک سوارون نے بلوہ کرکے تنخواہ
اپنی حیدر بیگخان کو گھیر کر لی آخرکار بنظر کمی قدیم رسالہ دار موقوف کیے گئے چنانچہ بہت بہادر اور بھائی
اوسکا امراؤ گیر اور لطفہ خان تیرتیج اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہوکر لشکر نجف خان مین پہنچے
اور بعض اشخاص پریشان ہوکر اور جانب سدہارے اور حیدر ولی محبوب علیخان کی فوج انگریزی نے
موافق حکم وزیر بلند آتش کی اور نشان توپ و تفنگ خارج کیا چنانچہ وہ بھی نجف خان کے پاس جاکے ملا
جو نکری مین مشغول ہوا اور سوای اسکے مزاج نواب وزیر مین یہ بات پیشتر تھی کہ جو تاجر کوئی شی عمدہ لاتا تھا بلا تامل
خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ کی لاکھ روپیہ تک مول لینے مین دریغ
نہ تھا چنانچہ جنرل مارٹن فرانسیس جو صاحبان مثل پولیر صاحب سے تھا اوسنے کرورون روپیہ
نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا اور نام آوری کے ساتھ جہان فانی کو چھوڑا یہ کیفیت مصارف
نواب وزیر کی تھی مولوی دلدار علی اور سید مرتضی وغیرہ علمای مذہب امامیہ نے حسن رضاخان کی وجہ
نام پیدا کیا نماز جمعہ اور جماعت کی جسکا رواج و رسم اس ملک مین نہ تھا لکھنؤ اور فیض آباد مین فقہ
اور مسائل کے زور سے جاری کی اور کربلا مین جاکر حکم اجتہاد وہان کے مجتہدون سے لیا اور پھر آئے

اجتہاد اپنا جاری کیا اور مصارف حیدر بیگ خان جو نائب سرفراز الدولہ حسن رضا خان تھا بلکہ نیابت سے
بڑھکر صاحب اختیار چھپن لاکھ روپیہ سالیانہ سے کم نہ تھا کوٹھے کناری عطر روغن خوشبو لاکھوں روپیہ کا تلف و
صرف ہوتا تھا اور مصارف راجہ ٹکیت رای خدا بخشے نورا سے عطے نور عمارتین عالی اور باغات شمرو اور گنج
گنج سے اور پل اور معابد گاہین بیشمار آج تک روی زمین پر یادگار باقی ہین اور مصارف الماس علیخان
کہ ہمیشہ مساجری مین بسر اوقات کرتے تھے زیادہ تر اون صاحبان سخاوت پیشہ سے تھا تفضل اور
شمصاری ان حضرات کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے عمارت عالی لاکھون روپیہ
کی تعمیر کی غرض یہ خرچ و مصارف باعث ترقی افکار حیدر بیگخان تھی آخر کار سپاہ دیر قلم سیاہ کمی کا پہرا
عنایت الہی سے اوس زمانہ مین آمدنی ملک تین کرور روپیہ سالیانہ سے کسی طرح کم نہ تھی ناچار حیدر بیگخان
نے پہلے کلکتہ مین یہ تحریر روانہ کی کہ مین ایک طرف تقاضاے اقساط کمی سے مبتلای عذاب ہون اور
دوسرے مصارف نواب وزیر سے وان روح بہتر یہ ہے کہ آپ یہان تشریف لاکر اپنی قسطون کے
عوض ملک تقسیم کرلین کہ دائمی خرخشہ موقوف ہوجای ملازم سرکار نواب وزیر ہون اسمقدمہ مین اپنی
طرف سے التماس کر نہین سکتا اگر اودھر سے سوال کیا جاے اعانت اوسکی میرے ذمہ ہے غرض باوجود
اس تحریرات کے کلکتہ سے سواے بہار کے کچھ جواب نہ آیا آخر کار حیدر بیگخان نے کہ تاو دن سے لگی تھی
بعد داخلہ لارڈ کرنوالس صاحب بہادر نواب وزیر سے رخصت لیکر جانب کلکتہ قدم اوٹھایا اور وہان پہونچکر
جواہرات کرور روپیہ حضور گورنر بہادر مین پیش کیا اور کیفیت ساری جو صفحہ دل پر منقش تھی عرض کی گورنر
بہادر نے فرمایا کہ عوض اس تحفہ کے کون شی نایاب اپنی طرف سے خدمت جناب عالی مین روانہ کرون زیبا
یہ ہے کہ یہی تحائف جو نواب وزیر نے جواہرات بھیجا ہے ہماری طرف سے جناب عالی کو پہونچا دو بلکہ یہی مضمون
محبت نامہ مین لکھکر حیدر بیگخان کو رخصت کیا اور آپ بھی عقب خانہ کو رونق افروز کلکتہ ہوے لیے جناب حضور
یہان سے بھی رسم استقبال و ضیافت وغیرہ علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی خلاصہ کہ گورنری
صحبت مین اکثر قیمین خرچ چہاونی شادین اور اکثر نام انگریزون کے جو سرکار نواب وزیر سے تنخواہین
پاتے تھے نکال ڈالی کہ یہ حرف زبان مبارک پر لاے کہ گورنران سابق بلند خاندان نہ تھے جو پاس انکی
نواب وزیر سے دور رہی کس واسطے کہ مراتب وزیر الممالک لائق اسکے نہین کہ زبان کو مجال چون و چرا
ہیچ ہے ع قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ؛ خلاصہ گورنر بہادر ممدوح جو آفتاب سپہر خاندانی تھے

اونھون نے مصارف نواب وزیر و کثرت خرچ عمائد لکھنؤ مین حرف شکایت کبھی زبان مبارک پر نہین لاتے
بلکہ محظوظ ہوکر وہ اخراجات و مصارف جسمین کمی و زیادتی کی گنجائش تھی تصرف فرمایا اور کثرت خرچ ارکان
دولت سرکار نواب وزیر سے اصلا خبر نہوئے القصہ ظہور اس مقدمہ کا باعث خوشنودی نواب وزیر
ہوا اور حیدر بیگ خان پر نوازشین فرمائین بلکہ سب سے زیادہ تردد و تنخواہ نظر آیا القصہ حیدر بیگ خان نے
اس انتظام مین مدت بسر کی اپنے آقای نعمت کا خیر طلب تھا خلق اللہ مین نیکنام رہکر فوج و سپاہ مین نگاشتہ تھا
آخر ۱۲۱۴ ہجری مین شکار شہباز اجل ہوا اور قضا سے پہلے عالم بیماری مین فرد جنس و نقد جو کچھہ گھر
مین تھا لکھکر حضور نواب وزیر مین روانہ کردی کہ یہ مال سرکار ہے چاہے لین چاہے بخشدین اکبر علیخان و
حسین علیخان دونون لڑکون کو سپرد نواب وزیر کیا خلاصہ متروکات مذکورہ نقد و جنس سمیت بیس لاکھہ
روپیہ کے قریب تھا لڑکے بھی کمسن چونکہ نواب وزیر سیر چشم تھے اور حسن خدمتی حیدر بیگ خان سے رضامند
نظر اونکے مال و اسباب پر نکی لینے ضبطی سے محفوظ رکھا تمام اونکی اولاد کو بخشدیا حقیقت مین اس خانہ زاد
نے لکھنؤ مین نام آوری کے ساتھہ عمر عزیز بسر کی اور اسی سفر دن مین نواب محبت خان بھی جو ہمرکاب جناب عالی
جانب بہرائچ گئے تھے وہان سے کلکتہ مین جاکر منظور تھا کہ عرض حال کرے لیکن یہان سے ملاقات کو واسطے
ممانعت تھی گورنر جنرل بہادر نے بدون ملاقات رخصت کیا حیدر بیگخان نے اونکو ہمراہ اپنے لاکر بدستور
درماہہ دو ہزار روپیہ کا بحال رکھا اور اوسی زمانے مین غلام قادر خان ابن ضابطہ خان اپنے باپ سے رنجیدہ
ہوکر لکھنؤ مین آئے پالکی جھالردار خلعت پائی اور یہان کی قوت سفارش سے پھر اپنے وطن کی طرف روانہ
ہوگئے چنانچہ ضابطہ خان نے حسب ضابطہ قصور معاف کیا اور بارہوین سال جلوسی مین تیاری عمارت عالیشان
امام باڑہ کلان کہ جسکا جواب روی زمین پر نہین ہی اور مسجد بزرگ فرشتون کی سجدہ گاہ اور رومی دروازہ
فلک فرسا تعمیر ہوا جسقدر تکلفات قابل دید ہین رفعت مسجد و امام باڑہ ہمپایہ بام فلک سے ہے اور وسعت
نشانہ ناوک نظر سے بعید چونہ اور اینٹ کے سوا ایک تسو بھر لکڑی کا نام نہین طول دالان امام باڑہ ساٹھہ
درعہ اور عرض بیس گز اور بلندی رومی دروازہ چالیس پچاس گز سے اونچی نہایت خوش قطع اور نازک کار بیان قلم
فرماتے ہین کہ ارباب سیاح و جہان گشت زمانہ کا قول ہے کہ فی الواقع کوئی عمارت اس درجہ عظمت و لطافت
کی ساتھہ شاہجہان آباد و مرشدآباد و اکبرآباد وغیرہ مین کیا روی زمین پر چونے اور اینٹ کی نہین دیکھی جلوس و
آرائش و کثرت آلات نام خدا اوس امام باڑہ کی قابل دید چشم پیر فلک نے کمتر دیکھی ہوگی خلاصہ

کرور روپیہ سے زیادہ قیمتی اسباب جھاڑ لالٹین بزرگ سبز و سرخ رنگ کے روشن قندیل مہرو
ماہ اور آئینہ ہای کلان قد آدم چشمہ خورشید سے مصفا اور آبدار اور چند ضریح مبارک سونے چاندی
کی مرصع کار سراپا نور سقف فرسا ہزار حسن و خوبی سے رونق بخش امام باڑہ تھیں اور زینت شیشہ دار
سرخ و سبز قیمتی لاکھ روپیہ سے جو ڈاکٹر فلٹن صاحب سے فرمائش ہوئی تھی افسوس صد افسوس بعد رحلت
نواب وزیر لکھنؤ میں پہونچی اور اوسی عہد میں سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت آصفیہ نہر
لانے کے واسطے دریای فرات سے آستانہ نجف اشرف تک کہ چند فرسخ قریب آب شور تھا خزانہ عامرہ
سے روانہ کیے گئے اور کچھ زر نقد سے کار مرزا حسن رضا خان اور کچھ خواجہ معین الدین انصاری کا بھی
درستی صحن روضہ نجف کے واسطے کربلای معلی کی طرف روانہ ہوا چنانچہ چشمہ فیض کسی بادشاہ دریا دل کا
جاری ہوا تھا سوچ نہ ہوا اور نام نواب وزیر کے ہند سے عرب تک آبرو پائی اور تیرھوین سال
جلوسی مین مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے سوال جواب و ملاقات گورنر جنرل
بہادر کے واسطے کلکتہ مین گئے تھے پندرہ لاکھ روپیہ صرف کر کے پھر آئے سوای اپنی راہ و رسم
کی اس یا نہ گھٹی ہے اور کوئی بات سرکاری فائدے کی ظہور مین نہ آئی اقبال شہور سے دوکان تلوا لی
فاتحہ آبائی ایلہ اور چودھوین سال سٹرچیری صاحب بہادر سفیر الہند کی تعین سرکار کی لکھنؤ مین پاس
تشریف لائے اور اوسی سال جشن شادی مرزا وزیر علیخان پسر خواندہ نواب وزیر کا جو دختر اشرف علیخان
ابن نواب سید علیخان مختار و بختی مردان خان کے ساتھ قرار پائی تھی رونق پذیر ہوا تیس لاکھ روپیہ صرف
مین آیا خلاصہ فقط تین لاکھ روپیہ کا روغن سپیاہ روشنی مین جلا تھا باقی جو حسن آرائش و لطف بزم نوعروسی
کی تعریف مین زبان قلم مدہ آئین ہر صفحہ کاغذ روشن ارژنگ مانی ہو جائے اس جشن شادی کے مثل
کوئی بزم جشن ابتدای وزارت سے اختتام سلطنت تک مرتب نہین ہوئی ہزارون سیر جو لذت کی جو سات سو پنجوں
مین ہوتے تھے مین اسی شادی مین سے اور تختہ ہای آرائش منقش و بادلہ و تمامی سے تمام آراستہ اور زمین
پر اسباب دولتخانہ سے سچاچار باغ تک کہ مسافت تین کوس کی درمیان مین حائل تھی حسن آرائش کے
ساتھ چنا ہوا تھا ساری زمین بہار گلشن دکھائی دیتی تھی اور ناچ رنگ کھانے وغیرہ کی تعریف مین قصول
مین محمد علیخان رئیس رامپور اور سعید مظفر جنگ فرخ آبادی حسب الطلب نواب وزیر اس تقریب مین شریک
جلسہ تھے اور بعد اس شادی کے رسم کتخدائی مرزا رضا علی چھوٹے لڑکے کی جو گود لیا تھا ختنہ

مرزا جنگلی صاحب کے ساتھہ کم صرف مین ادا ہوئی مگر یہ بزم شادی بھی فی الجملہ غیرت حسن گلشن و رونق بہار گلزار تھی غرض نواب آصف الدولہ بہادر مین ساری آمدنی ملک انھین صرفون مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت کے کسیکو کسی سے کام نہ تھا ہر روز روز عید تھا اور ہر شب شب معراج سچ تو یہ ہے کہ یہ خواب خیالی تھا جو مردم دیدہ کی نظرون سے گذرا۔

بیان کیفیت شہر لکھنؤ جو رونق نواب وزیر سے رشک فردوس تھا بیان کرنا ضرور ہوا

موضع لکھنا پور و لچھمن پور دہات زمینداری مسمے لکھنا قوم اہیر جوراج سے راجہ ملہا سنگہ پاسی قوم سے تعلق رکھتے تھے جسوقت آمد لشکر بادشاہان اسلام یعنے علاء الدین غوری و محمود غزنوی و سید مسعود غازی تسخیر ملک ہندوستان کے واسطے شروع ہوئی بعد فتح و ظفر حسب مقتضاے شاہنشاہی صرف تغلبندی وغیرہ لیکر تاج بخشی فرمائی عنان اسپ عزیمت جانب معاودت اوٹھائی تھی اوس زمانے مین اکثر اہل اسلام وہان و قصبات اقلیم ہندوستان مین رہگئے اونہین سے مسمی سید عبد الوہاب موضع کٹولی مین قیام پذیر تھے اور یہ موضع لکھنا پور سے جانب مغرب نالہ بہتا ہے کہ فاصلہ تین کوس کا ہے واقع ہے یہان کی بھی زمینداری لکھنا اہیر مذکور سے متعلق تھی چنانچہ یہ اہیر تعلقدار جو بیس گانون کا تھا سید عبد الوہاب خدمت و خبرگیری سے آبرو یافتہ ایکدن مسمے تالوقی سنگہ فرزند راجہ ملہا سنگہ جہت شکار ہاتھی پر سوار باز و چرغ ہمراہ سمیت موضع کٹولی مین وارد ہوا حسب اتفاق دیوارین مکان سید مذکور کی کوتاہ قامت تہین ناگاہ سہرہ نام اونکی لڑکی کہ حسن و جمال مین رشک مشتری و ماہ تھی اوس خلل نژاد کی نظر پڑ گئی اور کمان عقل و فراست کی اوتر گئی ہزار جان و دل سے اوسکے حسن دلکش کا فریفتہ ہوگیا اور سینہ ناوک نگاہ جگر دوز سے نشانہ صورت زلف وسعت تمناے شادی دراز کیا اور عالم بیتابی مین اپنے گھر جا کر سید مذکور سے پیغام عقد دیا یہ سید بہرہ وضع دار صحیح النسب شریف و نجیب تھا یہ نالائق کلام کہ خلاف شان و آبرو تھا سنکر کان کھڑے کیے اور صورت بید لرزان اپنی زندگی سے سیر ہوکر آمادہ مرگ ہوا کہ آبرو پر پانی نہ پھرے مسمی سید احمد حسین و سید محمد حسین دو فرزند زادے اوسکے نہایت دانشمند و صاحب شعور تھے اونہون نے چالاکی و ہوشیاری کی وجہ سید ممدوح سے بواسطہ مشورہ یہ راہ بتائی کہ آپ یہ نسبت نامعقول قبول فرمائیے مگر اس شرط پر کہ مہلت دو مہینے کی دستیاب ہو اور یہ بہانہ زبان پر لائین کہ اس عرصہ مین تمہاری شان کے

موافق سامان شادی تدبیر و کوشش سی بہم پہونچایئن چنانچہ اوس بوالہوس نے یہ شرط منظور کی اوسوقت وہ فرزند صاحب تدبیر جانب لشکر امیر تیمور راہی ہوئے لشکر ظفر پیکر نواح پنجاب مین نازل ہو چکا تھا ہنوز مقام کرنال وغیرہ پر نہ پہونچے تھے کہ لشکر تیموریہ آکر وارد ہوا القصہ صاحبزادون نے شیخ المشائخ رئیس الملک شیخ علاء الدین متوطن قصبہ تھمس منجملہ قصبات شرفاً و تعظیماً بیت اللہ یعنے کعبہ شریف سے جو سرکار شاہی امیر تیموریہ مین عہدہ بزرگ سے سرفراز تھے اور اکثر جنگ و جدال مین کار نمایان انکے ہاتھون سے ظہور مین آ چکے تھے سبب باعث مزید اعتبار و موجب ترقی عز و وقار تھا دولت ملازمت حاصل کی اور کیفیت نالوشتی ہنگامہ قوم پاسی کی اظہار کی چونکہ اونکو پاس آبرو سیادت و خیال مذہب تھا فرمایا کہ تم سے دو لاکھ روپیہ نقد لیجاؤ اور اس شرط سی شادی قبول کرو کہ ہم قوم شریف سے ہین اور یہ مواصلت و رشتہ مندی بوجہ سرداری و ریاست جو تمکو نصیب ہے ہمارے اہل قوم نے جو ہندوستان مین رہتے ہین نہایت پسند کی اور جیسا کہ مناسب تھا مدد خرچ مین بھی دریغ نہین کیا لہذا ہم چاہتے ہین کہ تمہاری سب قوم یعنے جملہ خورد و بزرگ برات مین شریک ہوکر تشریف لائین قریب لاکھ روپیہ کے نقد و جنس جہیز مین دونگا اور سامان مہمانداری شراب و طعام خوشگوار وغیرہ جماعت برات کے موافق سوا اوسکے مہیا کرنا منظور ہے سوا اس تلقین و فہمائش کی یہ بات بھی استفسار فرمائی تھی کہ ای سیدزادون اوس جوار و نواح مین کوئی دوست بھی تمہارا ہے اونھون نے کہا کہ سمے لکھنا امیر تعلقدار وہان کا جو راجہ مذکور کے ہاتھون نہایت تنگ آیا ہے اور ہماری خبرگیری و دلجوئی مین مصروف رہتا ہے اور دم محبت و اتحاد کا بھرتا ہے شیخ المشائخ نے فرمایا کہ یہ لشکر تیموریہ صبح و شام نازل دہلی ہوتا ہے تم گھر اپنے جاکر حسب شرائط مذکور بزم شادی آراستہ کرو اور جو دن برات آنیکا قرار پاوے اوس سی دس روز پیشتر ہمکو اطلاع دینا اور چند جاسوس و ہرکارہ چست و چالاک فقیر و مساکین شکستہ حال کے لباس مین اون سیدزادون کے ہمراہ کردیے القصہ وہ سیدزادے سفر سی کامیاب آئے اور شادی بخوبی قرار پاگئی اور یوم ساعت عقد قرار پایا اونھین ہرکارون نے کہ ڈاک کی صورت بیٹھے تھے شیخ المشائخ کو جاکر خبردار کر دیا کہ آج سی اسقدر دن شادی کے باقی ہین شیخ المشائخ نے مطلع ہوکر امیر تیموریہ سے بعد عرضحال جمعیت تدارک پاسی مذکور اجازت لی چنانچہ امیر تیمور نے تسخیر ملک اودھ و ملک دہلی وغیرہ کے لیے

حکم قطعی نافذ فرمایا چنانچہ تیس ہزار سوار اور پانچ ہزار زنبورک وہ شیخ المشائخ ساتھ لیکر بر سبیل یلغار
بصورت حشر عین برات کے دن کہ یہان سب چشم براہ انتظار تھے پہونچے مسمی لہراپاسی راجہ لامر پور
و بلنگ سنگہ راوت پاسی والی قصبہ سہالی کو برات کے دن قضا لائی تھی میر ممدوح نے تیس ہزار
کی شراب اور ستر ہزار روپیہ کی قیمت اور تمام سامان کھانے کا جو ساتھ ستر ہزار آدمیون کو واسطے
اکتفا کرنے مہیا کیا تھا جب بزم شادی نے رونق پائی اور سب چھوٹے بڑے یکجا ہوئے شرابین
بکثرت چلنے لگین اور دھوان دھار نشون سے خرابیان پیدا ہوئین اکثر بیہوش ہوئے غفلتین غضب
کی چھا گئین اور اکثر راگ رنگ مین مصروف تھے ناگاہ شیخ المشائخ نے آ کر ہی حکم قتل عام دیا چنانچہ
ایک چشم زدن مین تیس ہزار آدمی کے قریب واصل جہنم ہوئے باقی زن و فرزند چھوڑ چھوڑ کر عالم
اضطراب مین بحالت خراب بھاگے بہت اجل رسیدہ کی جانون پر نالہ بیتا مین پانی پڑا صورت حباب
ڈوب موئے اور اکثر اسیر پنجہ دست بلا ہوئے اور سید صاحب نے نجات پائی آبرو پر پانی پھرتے
پھرتے رہ گیا آخر کار شیخ صاحب ممدوح جانب گڑھ مانک پور متوجہ ہوئے وہان کا رئیس فتح سنگہ نام
کہ نہایت سرکش تھا اور قلعہ اوسکا مستحکم سخت مگر بعقل سستی تھی تاب مقابلہ فوج مقابل لاسکا براہ اطاعت
قدم زن ہوا اور صورت تصفیہ معاملہ ظہور مین آئی خلعت پایا اسکے بعد شیخ مذکور نے نگہداشت فوج جاری
کی اور مردم کارگذار و شجاعت شعار ہر چار طرف انتظام ملک کے واسطے مامور کیے اور آپ پانچ ہزار
سوار اور دس ہزار پیادہ اور ہزار زنبورک لیکے موضع لکھناپور مین نازل ہوئے خیمہ برپا کیے اور مسمی
لکھنا اہیر کو خلعت سے ممتاز کیا اور زر نقد سے مالامال اور فرمایا کہ جو کچھ تمنای دل ہو عرض کر
اوسنے درخواست کی کہ موضع لچھمن ٹیلہ جو مقام میرا رہا ہے اسمین کوئی قصور واقع نہو اور سر نو آبادی حضور
کو اس شہر مین منظور ہو میرے نام سے ہو اوس وقت قصبہ لکھنو لکھنا کے نام سے موضع لکھناپور
مین آباد کیا گیا اور حدین اوسکی یہ قرار پائین جانب مغرب نالہ جبرئیل قصائی مشہور تھا اور جانب
مشرق نالہ اسمعیل گنج اور جانب شمال دریاے گومتی اور جانب جنوب بابا نالہ موضع تل پورہ جسکا نام
آغا میر نے دولت پورہ رکھا تھا چنانچہ ان حدون کے درمیان مین پانچ ہزار گھرون کے قریب
سوای بازار و جلوخانہ و شش مین دروازہ وغیرہ آباد ہوا اور خاص آبادی لکھناپور مین قریب دریای مذکور
کہ زمین وہان کی رفیع و بلند تھی قلعہ تعمیر کیا گیا چنانچہ مچھی بھون وہی مقام خاص ہے اور لچھمن ٹیلہ

محاذی لکھنا پور قریب آبادی قلعہ مذکور واقع ہے خلاصہ اوس سال صوبہ اودھ کا بندوبست پینتالیس لاکھ روپیکا ہوا جب کچھ زر نقد جمع خرچ سمیت سرکار امیر تیمور مین ارسال کیا گیا وان سے جلدوی جانفشانی مین وہ زر نقد صیغہ انعام مین آگیا حکم شاہی نافذ ہوا کہ قلعہ لکھنا پور مین باون پرگنہ قرار دیکر باونی مشہور کرو اور انکو معاف ہوا اور جہت تنخواہ سپاہ حکم دیا کہ بعد تسلط بریلی وبداون وپیلی بھیت وغیرہ جو کچھ تنخواہ قرار پائیگی وہ بھی صیغہ معافی مین مجرا اور منہا ہو جائیگی چنانچہ چار برس تسلط کے بعد صورت مذکور ظہور مین آئی القصہ چودہ برس تک شیخ المشائخ نے اس ملک مین داد زندگانی حکمرانی کے ساتھہ دی بعد انتقال اونکے بیٹے شیخ فخر الدین المعارف شیخ الہدی گیارہ برس کی عمر مین عہدۂ پدر بزرگوار پر سرفراز ہوا چار برس تک وہ وشمشیر خنجر مسمی گھبر دیال ودیوان اور شیخ محمد صلاح نایب شیخ مرحوم نے بدستور کام کیا اور بخوبی انتظام دیا اسکے بعد شیخ الہدی نے آپ انتظام ملک پر کمر باندھی چنانچہ گورکھپور اور بانسی مین بازار جنگ عظیم گرم کیا ستارۂ اقبال برج شرف مین تھا عروس فتح وظفر سے ہم آغوش ہوئے اور اپنی طرف سے محمد پناہ اپنے برادر عم زاد کو نائب مقرر کیا اور آپ دربار گہربار امیر تیمور مین پہونچے اوسوقت جب مہم ملک ہندوستان مین مثل مقامات اوڑیسہ وگجرات وبوندیل کھنڈ وغیرہ پیش آئین انتظام اوسکا شیخ الہدی سے متعلق رہا اور شیخ المشائخ رئیس الملک عمدۃ الموالی شیخ فخر الدین احمد بہادر خطاب پایا مگر لفظ خان خطاب مین قبول نہین کی چالیس برس کمال رتق وفتق کے ساتھہ کار سرکار شاہی مین مصروف رہے جب عارضہ ضیق النفس مین طبیعت وقف ہوگی شیخ عبد الرحیم اپنے پسر زادے کو خلعت دلا کر خطاب قدیم سے ممتاز کیا عمر اونکی سو برس کو قریب ہوئی تھی جب سو ہوئے بادشاہ ہمایون پسر امیر تیمور تخت نشین ہوئے اور شیر خان وسلیم خان رسالہ داران نے سرکشی کی فوج شاہی اونکے سرکوبی وتدارک کے واسطے مامور ہوئی قریب گیا جی کہ معابد ہندوؤن کا ہے جنگ واقع ہوئی فتح وشکست اختیار خدا تھی فوج شاہی نے ہزیمت پائی ہمایون بادشاہ آپ فوج کثیر سمیت متوجہ جنگ ہوئے سرداران لشکر اکثر کہ شیر خان وسلیم خان کی قوم سے تھے عین معرکۂ جنگ مین نمک حرامی کو چاشنی دیکر آئے کھٹائی مین پڑے اوقات شیرین بادشاہ ممدوح تلخ ہوئی مصلحت وقت سمجھکر لڑائی سے ہاتھ اوٹھایا اور ہمرہ یلغار رہا شیخ المشائخ نے نقد وجنس سے کوئی امر خدمتگذاری مین فروگذاشت نہین کیا جب بادشاہ نے ولایت مین جا کر پھر لکھنؤ پر قدم رکھا شاہ تہماسپ فرمان روا ولایت کی پشت گرمی سے گرمی بازار دشمنون کی سرد کی اور سر نو صاحب تاج وتخت ہوئے

رئیس الملک خدمت سلطانی مین پہونچکر خدمت سابقہ کے عوض سرفراز و ممتاز ہوئے باون پرگنہ
نواح لکھنؤ کے نسلاً بعد نسل اپنے نبیرہ مسمے نواب حیات خان و نواب وارث خان کے نام معاف
فرماکر سپہر رونق بخش اودہ ہوئے صوبہ اودہ و بنارس و الہ آباد و بداؤن و صوبہ بہار وغیرہ سمیت کی جمع
مین تنخواہ فوج کی منہائی و مجرائی ہوکر جو کچھ باقی رہا اوسمین چھتیس ۳۶ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ شاہی مقرر
ہوا اسکے بعد جو کچھ دونون مجرائی و منہائی ہوکر باقی رہا وہ سب معاف و مرفوع القلم ہوا قصہ مختصر دیبی سنگہ
قوم ناگر عہدہ کروڑہ گری و انتظام ملک اودہ کے واسطے مامور ہوا کئی پشت یہ خدمت قوم مذکور مین
متعلق رہی جب محمد شاہ تخت نشین ہوئے برہان الملک کہ ناظم ملک ہنڈوانہ و بیانہ کے تھے خیرخواہانہ
ظہور مین آئین مزید اعتبار و افتخار حاصل ہوا صوبہ داری ملک اودہ سے سرفرازی پائی بڑے بھائی
کو سعادت خان اور چھوٹے بھائی کو سیادت خان خطاب عنایت ہوا اونہین پانی پر اصورت حباب
سے لکھنؤ نے رونق پائی اب مؤلف وجہ تسمیہ لکھنؤ جو در اصل ہے سے نجات پائی آبرو پر پانی پھرتے
دانش قبول دلپسند فرمائین چونکہ تخت گاہ راجہ رام چندر شہر اودہ تھا ہوئے وہان کا تین بار تجربہ
رام چندر شہر لکھنؤ مین تھی چنانچہ پوشیدہ نہ رہے جو لچھمن ٹیلہ لب دریای گومتی قلعہ کے قریب موجود ہے
کہ زبان سنسکرت مین لچھمن کو لکھن بھی کہتے ہین لہذا یہ سرزمین آباد لفظ لکھن سے مشترک ہوکر لفظ
مین لکھنؤ ہوگئی باقی اور سخن آرائیان ہین کجا لکھنا اہیر اور کہان لکھنؤ بقول شاعر ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

محاربۂ نواب وزیر با افاغنۂ رامپور

سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین مقدمۂ جنگ افاغنۂ رامپور درپیش تھا چنانچہ نواب شجاع الدولہ بہادر نے ملک
رامپور فیض اللہ خان کو کہ جسکی جمع تیرہ ۱۳ لاکھ روپیہ تھی بعد محاربۂ حافظ رحمت خان جدا کردیا تھا جب
خان مذکور شکار پنجۂ شہباز اجل ہوئے محمد علی فرزند بزرگ اونکا کہ مذہب تشیع و ملت اثنا عشریہ سے
مانوس تھا اوس وجہ دستگیری نواب وزیر سے قائم مقام ہوا چنانچہ غلام محمد خان دوسرے فرزند کو
بسبب تعصب مذہب اپنے برادر بزرگ کو راہ فنا دکھائی اور بدون اطلاع و اجازت نواب وزیر
مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا غرض یہ بات نواب وزیر کو سخت ناگوار خاطر ہوئی سرکار کمپنی کو لکھا کہ جنرل
بہادر نے جنرل ایبرکرمبی بہادر کو مع پندرہ سردار انگریزی اور چھ پلٹن گورہ اور تلنگہ کی مامور فرمائین

کہ مقام کانھہ پور مین یہ سپاہ انگریزی اکر جمع ہوئی اور اسطرف دریا کے لشکر دریا موج وزیر سے آگے
سوج زنی کی غلاصہ کٹرہ کمال زئی مین پہونچکر رام پور سے تین منزل اسطرف فوج انگریزی سے
مقابلہ ہوا جب فوج افاغنہ نے شکست کھائی اور غلام محمد خان کہ ہنوز میدان مین نہ آیا تھا رام پور سے
کوہستان کی طرف سنگ آمد و سخت آمد راہی ہوا تھا آخر اونھین جرنیل کے ذریعہ سے نذر و نیاز سمیت
نظر بند ہو کر آیا اور اکیس ہزار اشرفی پیشکش دینا احمد خان پسر محمد علیخان مقتول کے نام سے قبول کیا
اور نیابت نصر اللہ خان کو تفویض ہوئی اور تیرہ لاکھ روپیہ کے ملک سے محالات ٹھاکردوارہ وغیرہ
چار لاکھ روپیہ کے جمع کے داخل قلمرو نواب وزیر ہوئی اور غلام محمد خان عیال سمیت الالیان
انگریزی کے حوالہ ہوا تشریح اسکی حال افاغنہ مین قلمبند ہوگی اور جس روز لشکر ظفر پیکر نواب وزیر
شیخ المہدی سے آپ استظام مہ دکانین دو رویہ کمال حسن وخوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ
بیچ شہر مین تھا عروس فتح و ظفر نواب کے دکانون مین زیب افزا تھے اور پری پیکر رنڈیان سر سے
پانو تک الماس و در بار گوہر بار اسپر تھیتہ اور گران بہا پوشاکون سے پیراستہ لب بام اپنے مکانون اور
کمرون مین جلوہ آرا و ہجوم و شور ہجوم تماشائیون سے کوچہ و بازار رشک گلزار ارم تھا غرض اسدن تک
عمدہ رزیڈنٹی مسٹر چیری صاحب بہادر سے رونق افروز تھا —

ذکر ناموافقت نواب وزیر سرفراز الدولہ و راجہ ٹکیت رائے

بعد رحلت حیدر بیگ خان جب سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کلکتہ مین گئے تھے اور جو روپیہ
کمپنی کا ذمہ نواب وزیر قسطون کی رو سے چاہتا تھا اوسکی وجہ سود مین تیس لاکھ روپیہ سالیانہ
دینا قرار کیا تھا چنانچہ تقاضا اوسکا اہل شہر و عمال سے رہتا تھا آخر ٹکیت رائے نے شکایت
کثرت مصارف نواب وزیر لکھکر خط نواب گورنر جنرل بہادر کا نواب وزیر کے نام اس مضمون کا
حاصل کیا کہ زر خطیر مصارف بیجا مین رائگان صرف ہوتا ہے اگر عوض اوسکے خزانہ مین جمع ہو تو کسی کار
ضروری مین آوے نواب وزیر نے اس مضمون سے دریافت کیا کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے
کی ہے وگرنہ انگریز کچھہ ناصح ہمارے نہین اس نظر سے راجہ مذکور کو نظرون سے اشک رائگان کے
مانند گرا دیا اور عزل پر مستعد ہوئے چنانچہ راجہ مذکور نے ایکدن فرد قرضہ مہاجنان شہر تعدادی

پچیس لاکھ روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھوا کر بملاحظہ مین گذرانکر عرض کی کہ سود اسکا باعث نقصان
سرکار ہے چونکہ توجہ نواب وزیر جانب کاغذ بہت کم تھی دیکھکر نہایت افروختہ ہوئے اور غضب مین اگر
راجہ جہاؤلال کی طرف مخاطب ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جبتک حیدر بیگخان زندہ رہا
تکلیف حساب و کتاب کی نہین دی جسوقت کہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کے ہون یہ کارپرداز لوگ
جو لاکھون روپیہ اپنے حقوق کا لیتے ہین محض بیکار ہین یہ سنکر پہلے راجہ جہاؤلال خاموش رہا جب
دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت عرض کی کہ راجہ ٹکیت راے مہاجنون سے شہر کے
ساز و باز رکھتا ہے اور بیجناتھ جو داروغہ خزانہ کا ہے وہ بھائی راجہ ٹکیت راے کا ہے اور آج اسقدر
دست قدرت حاصل ہے کہ اگر چاہے عمارت نقرئی تعمیر کرے غرض یہ سب زر سرکار کی بدولت ہے
آخرکار یہ حکم عالی نافذ ہوا کہ راجہ جہاؤلال مہاجنون کو اپنے گھر مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلاکر
گفتگو کرے اور رای بالک رام این محاسبہ ہو قصہ مختصر بعد رد و قدح حسب فیصلہ بالک رام بھی گیارہ
لاکھ روپیہ مہاجنون کا نکلا باقی سب حساب مصنوعی تھا اس جرم مین خزانچی گری بیجناتھ سے نکلکر بچھراج
کو دی گئی جب راجہ ٹکیت راے نظرون سے گرگئے ناچار بواسطہ سرفراز الدولہ مسٹر
چیری صاحب بہادر رزیڈنٹ سے پیوستگی چاہی اور سلسلہ جنبانی کی مگر سر دست سود مند نہوئی جسوقت
راجہ ٹکیت راے نے پھر کاغذ آراستہ کر کے پیش کیا بہرکیف بسفارش سرفراز الدولہ اور سعی
رزیڈنٹ بہادر سے راجہ کو پھر خلعت دیوانی اور پیشکاری کا حاصل ہوا مگر آئینہ ضمیر نواب وزیر
غبار آلودہ رہا صورت صفائی جلوہ گر نہوئی بلکہ سرفراز الدولہ سے کدورت مزاج مین آگئی رزیڈنٹ
بہادر نے عرض کی کہ بخشیگری سرفراز الدولہ کے فرزند سے متعلق ہونا چاہیے اور تعلق دیوانی کا
راجہ سے مناسب اور مصاحبت جہاؤلال کے نسبت قرار پذیر ہو اور باہم کوئی شخص کسی کے
عہدے مین دست اندازی نکرے اور بچھراج خزانہ مین رہے مگر نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے
فرمایا تھا کہ تم نائب ہمارے ہو جہاؤلال خیرخواہ پر نظر التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ
کو بے توقف کرنا مناسب مگر سرفراز الدولہ کو عزل ٹکیت راے منظور تھا آخرکار نواب وزیر نے
کاغذ گذرانیدہ ٹکیت رای کو جعلی قرار دیا اور بخشیگری فرزند سرفراز الدولہ کو بسبب کمسنی یا کدر خاطر
کی وجہ نصیب نہوئی مرزا جعفر کو ملی جہاؤلال کو عزل مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت رای کا مدنظر تھا اس معاملہ

نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب کے درمیان مین شمشیر نخش نے جوہر دکھائے اور کدورت دلی نمونہ
مین آئی نواب وزیر نے صدر کو لکھا وان سے مسٹر لڈن بہادر رزیڈنٹی پر مامور ہوئے اور اہل صدر
سے یہ تحریر آئی کہ حسب استرضاے جناب عالی مسٹر چیری صاحب کو موقوف کیا اب مناسب ہے کہ جھاؤ لال
کو جناب عالی کسی کار و بار ملکی مین مداخلت نہ دین معطل کرین غرض باوجود اس تحریر کے نواب وزیر لطف
وکرم جھاؤ لال سے کم نہ کیا اور جھاؤ لال نے ہرچند خاک اڑائی اور منشی عبد اللہ کی معرفت
تصفیہ و صفائی چاہی لیکن مسٹر چیری صاحب ایسی قباحتین نہ لکھ گئے تھے کہ جو اصلاح فراج رزیڈنٹ
بہادر حال ہوتین اور تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پاکر جانب کلکتہ روانہ ہوئے
اور راجہ گوبند رام قوم ناگر کہ اوس عہدہ پر مامور تھا موقوف ہوا کہ اس عرصہ مین جناب عالیہ متعالیہ
بیٹی برہان الملک اور مان شجاع الدولہ بہادر کی فیض آباد مین جنت نصیب ہوئین یہ جناب عالیہ عالی ہمت
و بلند حوصلہ تھین اور سبحان اللہ فراج مبارک بھی اسقدر سادہ تھا کہ سکھ چین نام لونڈی ملازمہ قدیم
کلید دار خزانہ تھی اوسکو جسوقت ضرورت زر نقد ہوتی تھی آفتاب دینے کے بہانے تھیلیان خزانہ
بیگم صاحبہ سے نکال کر دھوپ مین رکھتی تھی اور جسقدر چاہتی تھی دامن آرزو کو گریبان تک مالامال
کرتی تھی اور شام کے وقت تھیلیان خزانہ مین رکھکر بیگم صاحبہ سے تر زبان ہوتی تھی کہ آج اسقدر
روپیہ دھوپ مین خشک ہوگیا چنانچہ بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھکر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین لاکھ روپیہ
کی جاگیر پیشگاہ سلطنت سے جداگانہ تھی اور جو دوسری جاگیر شجاع الدولہ اور صفدر جنگ سے لی تھی
نقد پچاس لاکھ روپیہ سے زیادہ تصور کرنا چاہیئے اور جواہرات اور اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ کا
بھی حساب اور شمار مین لاکھون سے کم نہین تھا چنانچہ نواب وزیر لے اسکے لینے کے واسطے
خواجہ سرا وغیرہ متوسلان ڈیوڑھی کو کہ اطاعت وزیر سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہناکر کمال
تشدد کے ساتھ صورت منضبطی ظہور مین لائے القصہ راجہ جھاؤ لال نے تھوڑی حمایت منشی
غلام قادر خان کی وجہ دست تعدی دراز کیا اور خرچ قدیم اعزہ اور سرداران سپاہ و عزیز و
اقارب و اہل حرم سرای برہان الملک نواب صفدر جنگ موقوف اور کمی کر کے ایسی کفایت نکالی کہ
ڈیڑھ کرور روپیہ قرضہ صاحبان انگریزی کا جو عہد راجہ تکیت راے سے تھا ادا کیا اور چالیس لاکھ
روپیہ نقد خزانہ سے ایک قرضہ سب انگریزون کا بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھہ مہینہ

قسط بند کیا اور سوای اسکے کچھ زر نقد بھی خزانہ مین جمع کیا اور امور خانگی مین بھی خیر خواہیان
کین کہ نواب وزیر اکثر زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رای نے
گھر اوس شخص کا برباد کیا مگر جھاؤلال نے پھر سر نو قائم کیا القصہ جسطرح کہ انتظام امور خانگی راجہ
جھاؤلال سے ظہور مین آئے تقریبات صدر ایسا شایستہ نہو سکے بلکہ جو کچھ وقوع مین آیا خلاف وہان کا
تھا شرح اوسکی یہ ہے کہ جب راجہ جھاؤلال اہل کلکتہ سے اپنی درستی مقدمات مین مایوس ہوگئے
درپردہ نامہ و پیام مرہٹہ گان کالپی سے شروع کیا اور جو لڑکا انکا بطن نجیبن طوائف سے تھا اوسکو
دختر رحمت بہادر کے ساتھ منعقد کیا اور شادی اپنی لڑکے کی اونکی لڑکی کے ساتھ کر دی کہ سلسلہ
اتحاد مضبوط ہوا اور ایک لڑکی محمد بخش خان کو کہ قوم ترک جنگ تورانی شاہجہان آباد سے تھا حوالہ کی
کہ وہ اپنے عقد مین لایا اور عمر خان بیروت دراز کو رامپور سے بلا کر نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ
نصر الله خان کو نیابت احمد علیخان سے موقوف کرکے عمر خان کو نایب رامپور کا بنائے کہ یہ ساز و باز
و پیوستگی افاغنہ رامپور و تورانیان شاہجہان آباد و مرہٹہ گان کالپی کے وقت ضرورت کام آوے
اسی زمانہ مین وقائع فرخ آباد سے معلوم ہوا کہ نواب مظفر جنگ ابن احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد
فی زمانہ ریاست ویران کیا بڑا لڑکا اوسکا جانشین ہوا جھاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ
مشتعل ہو فراج نواب وزیر کا اس راہ پر لاکے کہ اس صاحب مسند فرخ آباد نے اپنے باپ کو
زہر دیکے ہلاک کیا تھا لائق مسند نشینی نہین مناسب ہے کہ بعوض اسکے دوسرا فرزند رونق افزاے مسند ہو
اور خداوند خان نایب غرض جب کیفیت افاغنہ پسور شمس آباد کو کہ جو شریک دولت فرخ آباد تھی
معلوم ہوئی اونھون نے مداخلت نواب وزیر خلاف سمجھ کر مفسدہ برپا کیا آخر وہ جماعت جو مسلح
خداوند خان تھی براجہ جھاؤلال کی پاسداری کی وجہ سے مستعد مقابلہ نہوئی اور اونھین دنون مین
کابل سے آمد آمد زمان شاہ درانی کی جانب لاہور مشہور ہوئی راجہ جھاؤلال نے بھی یہان سے پیام خفیہ
بھیجے اور موافقت باہمی اور قلعہ الہ آباد کو اس اشارہ سے کہ اگر فوج ابدالی پہونچے پناہ و کمینگاہ ہو
سر نو آراستہ کر کچا پاکا اور نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور قدم لکھنؤ سے باہر رکھین غرض یہ جملہ
خبرین صاحبان کونسل اور نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ کو پہونچین اور اشتباہ ہوا کہ جھاؤلال نواب
وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے اور بھی آئینہ فراج نواب گورنر بہادر مکدر ہوا اور یہ صورت تازہ قرار پائی

کہ فوج انگریزی اس نام سے کہ اگر لشکر شاہ ابدالی اس طرف رخ کرے ہم تدارک کرین گے
قلعہ الہ آباد مین جمع ہونے لگی لیکن فوج ابدالی نے لاہور سے ولایت کی مراجعت کی غرض مدعا کے
گورنر جنرل بہادر اوس جمعیت سے جو قلعہ الہ آباد مین جمع ہوتی تھی اصلاح حال لکھنؤ منظور نظر تھا
آخرکار مسٹر جان سور صاحب بہادر نے تفضل حسین خان کو ساتھہ لیکر کلکتہ سے تدارک ابدالی کے
بہانہ مین کوچ کیا اور بنارس مین آئے اور وہان سے فوج بنارس اوٹھا کر لکھنؤ مین تشریف لائے
نواب وزیر نے تمامی امراے وزارت ساتھہ لیکر براہ استقبال قدم رکھا اور آئین ضیافت اور مدارات
معمول کی بخوبی ادا ہوئین آخرکار نواب گورنر بہادر نے باعلان تمام درخواست کی کہ جناب عالی
راجہ جھاؤلال کو کہ اکثر خبرین مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اوسکی ذات سے مسموع ہوتی ہین
ہمارے حوالہ کرین تو ہم جو کچھہ اوسکے حق مین بہتر جانین ظہور مین لائین قصہ مختصر اسوقت نواب وزیر کو
کہ عالم مجبوری تھا سواے اسکے کچھہ بن نہ پڑا کہ راجہ مذکور کو حوالہ کیا نواب گورنر بہادر نے راجہ مذکور کو
عظیم آباد مین بھیجا کر ایک مکان عنایت فرمایا اور پانچ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا کہ اوسنے تمام عمر اپنی
عیش و عشرت مین بسر کی اور عمارت عالی بنائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تھا غرض
سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور وقت انتقال اپنے دفن کے واسطے بوضع اسلام وقف
کی غلامہ لکھنؤ مین راجہ مذکور جسوقت کھانا کھاتا تھا تو انہین شہر کی روبرو اوسی فرش پر ناچنی گاتی
تھین اور ایک طرف مسلمان بیٹھے کھانا نوش کرتے تھے اور دوسری سمت ہندو لوگ زہر مار کرتے تھے
غرض جملہ خانوادہ انکا متابع الاسلام تھا کار اولاد نرینہ سے محروم رہا چند لڑکیان تھین ایک لڑکی خاندان
نواب اشرف علیخان مین مرزا بچھو ولد ابراہیم علیخان کے ساتھہ منسوب ہوئی بعد انتقال مالک
میراث اولاد بطنی بخشن طوائف کی ہوئی دوسری لڑکی ولی محمد خان عظیم آبادی کے ساتھہ منعقد
ہوئی چنانچہ لکھنؤ مین یہ آکر عمارت راجہ جھاؤلال پر متصرف ہوئی اور بخشن طوائف چند مدت سے راے
بالک رام سے متعلق تھی اسوجہ سے درماہہ اوسکا جاری رہا کچھہ دنون کے بعد راے بالک رام سے
کوئی نزاع خفیف پیش آئی تھی کہ اس عرصہ مین بخشن نے انتقال کیا اور راے بالک رام نے بھی
راجہ کی بعد ترک لباس کیا اور بعض وارثون نے انکی انگریزی سردارون سے توسل بہم پہنچا کر
اپنی اندوختہ سے اوقات معمول مقرر رکھہ کر بعزت و امتیاز تمام بسر کی اور دیہات معافی رکھتے

پالکی رام کے بیٹوں میں کنور رتن سنگھ کے نام کہ فرزند انکے تھے سرکار انگریزی سے بحال رہی
بعد روانگی جھاؤ لال جانب عظیم آباد نواب گورنر مسٹر جان شور نے صاحب بہادر نے جناب عالی سے پیام دیا
کہ کار نیابت مرزا حسن رضا خان سے لیا جائے اور دیوانی و پیشکاری راجہ ٹکیت رائے سے متعلق ہو
مزاج نواب وزیر کا جھاؤ لال کے جانے سے کمال افسردہ تھا یہ جواب اوس سوال کا دیا کہ اگر دینا
نیابت اور دیوانی انھیں دو شخص کو منظور ہے تو میں عتبات عالیات کی طرف روانہ ہوتا ہوں نشیب
بھی دوسرا پیدا چاہیے کرتا ہوں بلاشبہ تبدیل لباس کرونگا یہ جواب سنکر نواب گورنر بہادر نے تامل کیا
کچھ دنوں الماس علیخان خواجہ سرا کی طرف گمان نیابت ارباب شہر کو رہا مگر گورنر بہادر کو منظور نہ تھا
قصہ مختصر آخر حسب مرضی نواب وزیر و گورنر بہادر تفضل حسین خان کے نام عہدہ نیابت قرار پایا خلعت
سے مخلع ہوئے غرض تفضل حسین خان نے معرفت اکرام اللہ خان سرفراز الدولہ کو اپنی کیفیت سے
آگاہ کیا تھا کہ مینے بہت سا خون جگر کھایا تھا کہ امر نیابت بدستور آپکے نام قرار پائی لیکن خلاف اوسکے
ظہور میں آیا آپ ملال اس بات کا نفرماوینگے چنانچہ سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر خوشنودی کے
ساتھ حاضری حضرت عباس منگاکر تقسیم کی اور خان مذکور سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت
خوش ہوئے پوشیدہ نرہے کہ سیف اللہ خان اور کرم اللہ خان دو برادر اعیانی کشمیر سے لاہور میں
تھے سیف اللہ خان کے پانچ لڑکے تھے رحمت اللہ خان کہ عدالت بنارس بھی کچھ دنوں انسے متعلق
رہی دوسرے انعام اللہ خان کہ لکھنؤ میں تشریف رکھتے تھے تیسرے احسان اللہ خان چوتھے افضل اللہ خان
پانچوین اکرام اللہ خان اور سوا انکے دو لڑکیاں ایک محمد حسین خان کے لڑکے کے ساتھ منسوب
ہوئی اور دوسری سلام اللہ خان پسر میر محمد خان کے ساتھ منعقد تھی لیکن کرم اللہ خان مدت تک
وکالت نواب معین الملک صوبہ دار لاہور پر مامور رہا اور تین لاکھ روپیہ سالیانہ پایا کیا چنانچہ تفضل حسینخان
انھیں کرم اللہ خان کے فرزند خوش اقبال تھے اور مولد انکا قصبہ سیالکوٹ تھا دلی میں آکر شاگرد
مولوی نظام الدین کے ہوئے اور علم ریاضی مرزا خیر اللہ مہندس سے اخذ کیا بعد اوسکے لکھنؤ میں آکر
فرنگی محل میں ملا حسن سے استفادہ کیا ہنگام سبق اعتراض حاکمانہ کرتا تھا ملا حسن ناخوش ہوکر
کتاب کو زمین پر دے مارتا تھا آخرکار اپنے مدرسے میں آنے کو منع کیا رفتہ رفتہ بتوسط یعقوب علیخان
خواجہ سرا کی معرفت حضور نواب شجاع الدولہ میں حاضر آیا اور منصب اتالیقی یمین الدولہ سعادت علیخان کا

مامور ہوا جسوقت یمین الدولہ الہ آباد مین تھے خان مذکور مصروف مطالعہ رہتا تھا اور مولوی سید
دلدار علی مغفور جو مجتہد مذہب شیعہ تھے وکالت تفضل حسین خان کی کرتے تھے اور مولویان
عصر سے مباحثہ پیش نظر تھا چنانچہ مولوی غلام حسین سے اکثر متنازعہ رہتا تھا بالجملہ بزرگوار انکے
حنفی مذہب رکھتے تھے یہ فقط اپنی ذات سے طریقہ اثنا عشری پر قدم زن ہوئے جسوقت یمین الدولہ
لکھنؤ مین لشکر مرزا نجف خان سے عازم ہوئے نواب آصف الدولہ بہادر نے گورنر ہسٹنگ بہادر کے
نام خط تحریر کیا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ مین آئین گھر اونکا ہے مگر تفضل حسین خان ساتھ اونکے
نہ آنے پائے اسوجہ سے آنا تفضل حسین خان کا لکھنؤ مین موقوف رہا بالا بالا کلکتہ مین پہونچے جب مہم
گونڈہ انگریزی کو پیش آئی اوسوقت افسر کمان کے ساتھ جا کر راناے گونڈ کا مقدمہ فیصل کیا اور رسوخ
خانہ انگریزی مین پیدا ہوا لیکن ایک مرتبہ جرنیل ہالر صاحب بہادر کے ساتھ لکھنؤ مین آکر پھر کلکتہ مین گئے
اس مرتبہ گورنر شور بہادر نے تفضل حسین خان کو ہمراہ اپنے لاکر ملازمت جناب عالی مین پہونچایا بعد
اوسکے علاقہ وکالت نامزد ہوا رفتہ رفتہ نیابت نصیب ہوئی اور مرزا مہدی علیخان کو جو عاملان سرکار
وزیر سے تھے مشیر اور جلیس اپنا بنایا اور مرزا جعفر کو عہدہ بخشیگری تفویض کیا اور خلعت دلایا اور
بعض رفقا میر حیدر بیگ خان کو خدمت دیوانخانہ اور کوتوالی کی دلائی اور نصیر الدولہ سید معزز خان کو
طرح محبت ڈالی اور امیدوار کیا مگر اونھون نے اوس زمانے مین تبدیل لباس کیا تھا اور اسباب دنیا
ترک اور سن مبارک بھی زیادہ تھا اس نظر سے نوکری اور علاقہ کچھ قبول نکیا القصہ تفضل حسینخان
جسوقت امور سرکار مین تنگ ہوتا تھا اکثر کہتا تھا کہ مجھکو مطالعہ کتب و شغلہ درس و تدریس اس نیابت
سے بہتر تھا غرض اس مقدمہ کو ابھی ایک سال پورا نہوا تھا کہ مزاج جناب عالی جادۂ اعتدال سے منحرف
ہوا شروع مین مرتکب استعمال خمر تھے بعد اوسکے توبہ کی مگر شراب سے مشغلہ رہا اوسکو چھوڑ کر
افیون پر ٹھہری اور پہلے حقہ سے طبیعت کشیدہ تھی مگر اب دمساز تھا خلاصہ مرض نے ہاتھ پاؤن
نکالے دوا اور غذا مین بے اعتدالیان واقع ہوئین حکماے حاذق شفائی خان اور حکیم صادق وغیرہ
کہ ہر ایک صاحب تصانیف اور ارسطوے وقت تھے معالج بنے رہے مگر نواب وزیر ارشاد فرماتے تھے کہ
اب مین خواستگار زندگی نہین ہون بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جانے سے جھاؤلال کے جان عزیز
نواب وزیر کے اپنی زندگانی ناگوار خاطر رہی بلکہ دوا سے پرہیز تھا آخر جام حیات لبریز ہو چکا تھا صورت استسقا

آشکار ہوئی آب برف سے کہ مجوشی سی ہی مرض نے طول کھینچا استعمال دوا بھی ترک ہوا اور علاج
بھی موقوف کیا پچیس برس میں ریاست اور وزارت مین باآرام و عشرت گذری تھین آٹھوین ربیع الاول
١٢١٢ ہجری کو حیات پنجروزہ سے ہاتھ اوٹھایا شش جہت سے جانب فردوس برین قدم رکھا
جملہ سن مبارک اکاون برس کا تھا آغا محمد روضہ خوان مصنف کتاب جام جہان نما و بحر البکا روضہ
خوانی اور مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین ولایت سے ہندوستان تک بے نظیر تھے بہت برسین
ہو چکی ہین کہ ولایت سے آکر ملازم سرکار جناب العالی ہوئے تھے تاریخ مدفن نواب وزیر جو بی مثل نصب علم
فرمائی یہ ہے بہار روح و ریحان و جنات النعیم القصہ طبیعت وزیر الممالک خدمت عطیات عالیات کی
زوارون سے نہایت مائل تھے سیکڑون کوٹھی خاک کربلا اور تحائف اور نادرات متبرکات
کربلا و نجف اشرف سے مامور تھے باوجود اس عظمت اور حشمت کے وقت انتقال جملہ کوٹھون پر
دفعتہً مہر و قفل نصب ہو گئے خاک کربلا و کفن ہرن مرزا حسن رضا خان کے پاس سے آکر نصیب ہوا
دو ہزار ہاتھی اسوقت تک سرکار عالی مین موجود تھے اور بائیس سو روپیہ روز کا خرچ مطبخ سرکاری
مین تھا چنانچہ برف اور پھول اور گلاب اس عہد مین باوجود کثرت کسی کو دیکھنے کو میسر نہین ہوتا تھا
جملہ کارخانہ سرکار مین جاتا تھا حقیقت مین ایسا عظیم الشان صاحب عظمت رئیس اس اقبال اور اقتدار کا
مادر گیتی نے دوسرا پیدا نکیا ہوگا انکے عہد دولت تا رث بالخیر مین تین رزیڈنٹ تشریف لائے پہلے
مسٹر جانسن پرسنڈ بہادر بعد اونکے مسٹر ایوس بہادر انکے بعد مسٹر چیری صاحب بہادر بعد انکے مسٹر
لمسدن اور نیابت سوا مختار الدولہ وایلچ خان و حسن رضا خان دوسرے کو نصیب نہین ہوئی۔

ذکر وزیر علیخان

غفران مآب نواب آصف الدولہ بہادر کے کوئی فرزند نطفہ سے نہ تھا ہمیشہ آرزومند رہے کہ
ورثای وزارت پر گہر ہو اور باغ ریاست پر ثمر لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوس مین ایک فرزند
سیدی غریب کو جناب العالی نے اپنے آغوش فرزندی مین جگہ دی اور وزیر علی نام رکھا غرض
اسیطرح دس بارہ لڑکے اور رضا علی اور شجاع علی اور دیانت علی وغیرہ تھے مگر کسینے نام اور نمود
نہین پائی جو وزیر علی کہ ستارہ اقبال انکا برج شرف مین متمکن تھا نہایت ذکا اور صاحب دانش

وخوبصورت و رنگت ملیح وکمسال خوشنما تھا تعلیم علم و آداب و ہنر و انشا کی بخوبی پائی خوشنویسی مین مرزا
محمد علی اعجاز رقم کے شاگرد تھے اور فنون سپاہگری مین رستم خان بیچکیت کی خصوصاً اسپ تازی اور
شمشیر افگنی اور تیر اندازی اور چوگان بازی مین گوی سبقت لیگئے حقیقت مین غفران مآب کو وزیر علی
سے کمال الفت تھی اور بدرجہ نہایت محبت چنانچہ احوال کتخدائی اس فرزند خوانده کا زیب قلم ہو چکا ہے
القصہ حسب وصیت نواب وزیر مکان باولی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر اور جملہ ارباب وزارت نے
ملک وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا اور حسب آئین سب رسمین خوشنودی اور شادکامی کی مثل نہادی
وغیره ادا ہوئین اور خلعت بخشیگری سے مرزا جعفر صاحب کو مخلع کیا لیکن وزیر عالیخان مہمات ملکداری
اور وزارت سے کہ یہ کوچہ دشوار گذار ہے محض ناآشنا غرض وه حرکتین ناشایستہ اس کثرت سے
وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہای دراز مین پیدا ہوئین وه عرصہ تھوڑے روز مین واقع ہوئین نئے نئے مصاحب پیدا کیے مین مبارک سا بکا
تھا اور عالم شباب جوانی پر شہر لکھنؤ حسن خیز پری رخساروں سے رشک قاف تھا اور حوروشون سے
غیرت گلزار ارم مرزا وزیر علیخان نے فریفتہ حسن طوائفان بازاری پر ہو کر بازار صحبت گرم کیا صحبت شیشہ
و جام کی خوش آئی نشہ شراب و بنگ نے رنگ جمایا مرزا وارث علیخان جو معشوق لکھو خان کو توال کا مشہور
تھا اوسکو داروغہ کچہری ارباب نشاط کا بنایا مشیر اور ہمدم ہوا اور میر عزت علی سیدی عزت شاگرد ان شیخ خان
بیچکیت سے تھا وہ مساز ہوا اور اسیطرح اکثر قوال اور کلاونت کہ لیاقت مصاحبت نہ رکھتے تھے
اونکو مراتب بخشے اور امیران قدیم اور اہلکاران لائق سے منہ چھپایا اور الفاظ حقارت اور کلمات نالائق
جو حرف آبرو پر لانے تھے زبان پر لانے لگے اور نواب غفران مآب نے جو طوائفین اپنے نفس کے
واسطے جمع کی تھین اونپر نگاہ شہوت آمیز ڈالنی شروع کی بلکہ محل سے نکالکر واسطے اپنے انتخاب
کین اور تحسین علیخان خواجہ سرا کو کہ عہد غفران مآب مین صاحب توشکخانہ تھا چنانچہ بعد رحلت آقا نعمت
لباس بدلکر قبر مبارک پر راه دنیا سے پاون توڑ کر بیٹھا تھا شروع وزارت مین بلاکر خلعت سے
سرفراز کیا جواہرات اور اثاثہ بیت سا اوس سے لیکر بیجا صرفون مین لائے اسوقت تحسین علیخان
نے ان حرکتون سے منع کیا اوسکے جان و آبرو کے دشمن ہو کر بے حرمت کرنا مدنظر تھا چنانچہ شتالیہ
نے آنکھین حضرت کی پھری ہوئی دیکھین تفضل حسین خان کے پاس جاکے بنظر دوراندیشی جا چھپا غرض
ان حرکتون سے جملہ بیگمات خصوص والده ماجده غفران مآب نہایت رنجیده خاطر ہوئین اور جو وارث حقیقی تھا

وہ زلف محبوب کی طرح پیچتاب کہانے لگے ایک قلم باب شکایت وا ہوا نوبت رزیڈنٹ بہادر تک پہونچی
صدر کو لکہا گیا اور تفضل حسین خان بہزار دل سے خواہان وزارت یمین الدولہ بہادر تھا کہ مسٹر جان شور
صاحب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ مین رونق افروز ہوئی خلاصہ نواب گورنر بہادر ہنوز ابھی لکھنؤ مین تشریف
نہ لائے تھے کہ پہلے ایک وثیقہ اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان حیثیت ریاست اور لیاقت
وزارت اصلا نہین رکھتا محض حفاظت خلائق کے واسطے کچھ دنون کے لیے مسند نشین وزارت ہوا تھا
اب اطوار ناہنجار ہمیشہ بروے کار آتے ہین اور حسب و نسب اوسکا جیسا کہ ہے ظاہر اور ورثای حقیقی ریاست
سے محروم لہذا پہونچنا حق کا اہل استحقاق کو سر دست اولاد نواب شجاع الدولہ سے زیبا ہے اور
عزل مرزا وزیر علی کافہ انام پر کہ ملازم اور دولتخواہ اس سرکار کے ہین واجب و لازم کہ خوشنودی خدا
و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار اور اغماض کرے اپنے کردار کو پہونچی
مختصر القصہ یہ کاغذ وثیقہ کا خانہ بخانہ کوچہ و بازار مین پہرا اور ان بیگم صاحب وغیرہ جملہ بیگمات قدیم و فیض آباد
و لکھنوی اور خواجہ سرایان اور افسران اور ابنای نواب سالار جنگ اور مرزا علیخان وغیرہ کی برابر ثبت
ہوئین اور مہاجنون بازاری اور چودھریون نے بہی دستخط اپنے لکہدیے مگر عبد الرحمان قندھاری
اور بعض مردان سپاہ نے اس گفتگو کے ساتھ پہلوتہی کی کہ ہم لوگ نوکر سپاہی پیشہ مسند وزارت
کو ہین ہمکو معاملات خانگی سے کیا کام جو کوئی مسند پر رونق بخش ہوا اطاعت اوسکی ہر نوع منظور اور
اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا وزیر علیخان باوجود اون کیفیتون کے جو زیب قلم ہوئی ہین شجاعت دوست
و سپاہ پرست تہا باہمت تہا اشرفیون کو کوڑیون سے بہی کمتر تصور کرتا تہا چنانچہ اس زمانے مین سخاوت
منحصر اسطرح جیسا صرفون پر تہی اور اہل سپاہ زر دوست ایسے ہی شخص کو عزیز رکھتے ہین و اکثر
مستعد فساد و فتنہ پردازی ہوتے ہین چنانچہ نواب گورنر بہادر نے اقبال الدولہ سے ارشاد کیا کہ مرزا
حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جاکر کہین کہ اسیوقت قرب و جوار لکھنؤ سے
اوٹھ جاوین چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور نواب گورنر جنرل بہادر نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار اور
گورہ کو اطراف و جوانب سے بلاکر بی بی پور کے قرب و جوار مین قیام دیا اور اب بے تکلف خبر معزولی
ہونے وزیر علیخان کی مشتہر ہوئی خلاصہ یہ پیام گورنر بہادر کا منشی غلام قادر خان کی معرفت وزیر علیخان کو
پہونچا کہ موافق شرع شریف کے قرار پایا ہے کہ جناب کو دولت آصفیہ مین شرعًا اور عرفًا کسیطرح

شراکت اور مداخلت نہین اور اہل استحقاق سے لینے اولاد نواب شجاع الدولہ بہادر اس منصب
وزارت سے محروم لہذا ایک اونمین سے مسند آرا ہو بہرکیف جناب سکے واسطے بہترین اطعمہ واشربہ
واقمشہ وسامان امارت نصیب ہوگا مثل مشہور ہے وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید
صورت نظر بندی وزیر علیخان ظہور مین آئی انگریزی پہرے حلقہ زن ہو گئے بعد اوسکے بحکم نواب
گورنر جنرل بہادر کا نافذ ہوا کہ دو سو بہلیان اور دو سو اونٹ اور ستھ ہاتھی اور چند ارابہ آٹھ سو رتھ تک
جسقدر اسباب اور اساسہ شوکت نقد وجنس وجواہرات وپشمینہ واصطبل وفیلخانہ وغیرہ توشخانہ و
نقارہ وماہی مراتب سمیت ضروریات امارت وسواری وجلوس وحشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو
مقام فروکش تک پہونچاوین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہواری مصارف خاص کے واسطے
معرفت صاحب رزیڈنٹ بہادر ماہ بماہ مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین جو باغ مادھو داس مشہور ہے
قیام کے واسطے تجویز ہوا چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین مگر اس دارو گیر مین مال کرورون
روپیہ کا شیخی باتار کی مانند بعضی لوگون کے تصرف مین آیا اور جواہرات وغیرہ لاکھون روپیہ کا ضائع
اور تلف ہوا اس تغلب وتصرف مین بہت آدمی صاحب مایہ اور صاحب تجارت ہو گئے غرض کارخانہ
غفران مآب سوای زر نقد اسقدر تھا کہ دبیچ خرچ بھی اوسکے مقابلہ اپنے مین ناچیز تھا گویا ایک قطرہ
پانی کا دریا سے کیا کرورون روپیہ کا مال ضائع ہوا اور کرورون روپیہ کا اسباب مع مال ومتاع وزیر علیخان
کے ساتھ گیا اور کرورون روپیہ کا تحائف اور اجناس نواب گورنر بہادر سرکار کمپنی کی تواضع
مین دریا چنانچہ اون سب مین ایک کتاب شاہنامہ اور شاہجہان نامہ مطلا مذہب لکھا ہوا جو جواہر رقم
خوشنویسون کا ہنر حسن وخوبی کے ساتھ تھا وہ کہ ولایت انگریزی مین درمیان ایک مکان کے کمال
حفاظت کے ساتھ نگاہ رکھا گیا چنانچہ دیکھنا اوسکا رونمائی کے ساتھ میسر ہوتا ہے اور قسم جواہرات
کی تعریف لکھنا زبان قلم کو تکلیف دینا ہے غرض باوجود اس کیفیت کے پھر بھی وہ سامان عظمت
اور حشمت کا لکھنؤ مین باقی تھا کہ حوصلہ بشری اوسکے تصور سے عاجز ہے بربان شالی کی کوٹھون مین
خاک تودہ کے مانند ڈھیر اور کثرت جواہرات سے زمین سیر غرض حکومت وزیر علیخان کی لکھنؤ مین چار
مہینہ اور کئی روز رہی تیاری جشن بسنت کی لاکھون کے صرف کے ساتھ درپیش تھی مگر درحقیقت بسنت
کی خبر نہ تھی کہ چرخ نیلی رنگ کی آنکھون مین سرسون پھولی اور یہ تازہ گل کھلایا بہارستان آرزو مین

غفران آبی —

ذکر انجام کار وزیر علیخان کا گرفتار ہونے تک

چند روز وزیر علیخان اپنی قبیلہ لیئے دختر نواب اشرف علیخان سمیت بنارس مین جاکر مقیم ہوگئے
چالیس ہاتھی اور دوسو گھوڑے اور دو تین کمپنیان تلنگون کی اور کئی تمن نجیبون کی اور جملہ جلوس
امارت کا مہیا تھا کمال عیش و عشرت مین اوقات بسر ہوتی تھی اکثر شادیون مین غلام بچون اور اپنے
رفیقون کے لاکھون روپیہ صرف کیا عوام الناس مین بہت اور جود نے ناموری پائی غرض یہ چشمہ
فیض بنارس مین جاری تھا اور ارباب لکھنؤ شہر کا مہر و وثیقہ کی باب مین ہجو خوان تھے اور اشرف علیخان
اور تفضل حسینخان کے حق مین وہ ہجو سنئے اور شعر یان موزون ہوئین کہ زبان قلم پہ آنا اونکا باعث حجاب ہے
اور وزیر علیخان کے واسطے ثناخوان مگر ستارہ اقبال برج نحس مین آچکا تھا اسقدر آرام و عشرت
وزیر علیخان نوجوان کی پیر فلک کو خوش نہ آئی رفیقون نے گھوڑے کاغذ کے دوڑانا شروع کیے
زمینداران نواح اور سرداران اطراف سے جو صاحب پایہ تھے نامہ و پیام جاری کیا خلاصہ پیمان اور
عہد کے بعد ایک دن خاص خروج کا مقرر ہوا آخرکار پردہ راز نشان کھلا مسٹر چیری صاحب بہادر جو
رزیڈنٹ بنارس تھے عزم وزیر علیخان سے آگاہ ہوئے رفتہ رفتہ یہ خبرین اوڑتی ہوئی صاحبان کلکتہ تک
پہونچین بہر حال سدباب فتنہ و فساد منظور تھا تجویز کیا کہ وزیر علیخان کلکتہ مین بلالیا جاوی تا آتش فتنہ
مشتعل نہو آخر صاحب رزیڈنٹ بہادر نے وزیر علیخان سے سوال روانگی کلکتہ فرمایا ناچار اونھون
نے امروز فردا پر رکھا مگر نگاہداشت آدمیون کی شروع کی یہ صورت زیادہ تر باعث آشفتگی مزاج
رزیڈنٹ بہادر ہوئی زبان نصیحت اونکی بعضی راجہای بوندیل کھنڈ و اطراف بہار و بنگالہ اسباب پر مستعد
ہوگئے اور ایکدن اور ایک مہینا خاص مقرر ہوا کہ انگریز دن سکنہ بنارس کا وزیر علیخان کام تمام کرے
اور اوسی یوم مقررہ کو ہر ضلع مین ہر ایک شخص حوصلہ اپنا باقی نہ رکھے جوہر شمشیر دکھائی اور فوج انگریزی
شکست فنا پاوے لیکن کارخانہ دنیا بہ مشیت الٰہی ہے وہ دن جو وعدہ کا قرار پایا تھا اوس سے
پیشتر یہان تازہ رنگ فلک نیرنگ ساز نے دکھایا کہ چیری صاحب بہادر نے وزیر علیخان کو کسی تقریب
سے اپنے پاس بلایا و منظور اتحاد و الفت کلمات نصیحت آمیز زبان پہ لائے آخرکار کچھ گفتگو نے طول کھینچا

وزیر علیخان کوتاہ فکر نے بلا تکلف طپانچہ چیری صاحب بہادر پر حوالہ کیا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا پھر دوبارہ
شمشیر کمر سے لیکر کام انکا وہین تمام کیا وہی نام افسر فوج انگریزی جو وہان پر بیٹھا تھا اور ایک بی بی اوسکے
ساتھ تھی اوسکو بسرعت تمام لیکر گوشہ مین جا چھپا اور وہان سے انگریزی چھاونی مین سواری پالکی پر پہونچا
اور سو پچاس آدمی ہمراہ وزیر علیخان کے آتش زیر پا کھڑے تھے اونھون نے بڑھکر بنگلہ چیری صاحب
بہادر کو نذر آتش کیا اور مال و اسباب جو سر دست ہاتھہ آیا لوٹ لیا پھر وزیر علیخان نے اپنے مکان پر
آکر لوگون کو روپیہ اور اشرفیان عنایت کین اور عالم عجلت مین لگا ہاتھ شتابزدہ شروع کی اور مرزا
جوان بخت کے پاس جاکر مدد چاہی اونھون نے کنارہ کیا پھر بیگم صاحبہ کے پاس جاکر خواستگار
توپ کے ہوئے غرض یہان بھی فکر کی گولی نے کام نکیا ناچار یہان سے پھر کر مرزا جمعہ نبیرہ مرزا جوان بخت
کے پاس گئے چونکہ یہ کمسن ناتجربہ کار محض تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کیے اور فیل پر سوار ہوکے
اور وزیر علیخان نے خواصی مین جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اس دو چار گھڑی مین یکجا ہوئی
کہ دفعتًہ افسر مذکور دو پلٹن انگریزی اور کچھ کمپنی تلنگہ کی لیکر قریب شہر پہونچا نوبت صف آرائی آئی
پہلے کپتان وہی مذکور نے پیام دیا کہ اگر وزیر علیخان ہمارے پاس آئے تو ہم اوسکے ساتھہ کوئی بدی نکرینگے
مگر وہان تقدیر اور رنگ پر تھی قدم مقابلہ بڑھایا ناچار کپتان مذکور نے چار گولے توپ ہوائی کے سر کیے
کہ دفعتًہ اوسکی آواز کے ساتھہ تماشائی شہر اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علیخان چند اشخاص
سمیت میدان کارزار مین رہ گئے ہر چند چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھہ تلوار پر ڈالین مگر لوگون نے
سمجھایا کہ اب یہ جرأت بیفائدہ ہے غرض وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیان
مکان پر تھین کچھہ اپنی کمر مین رکھین اور کچھہ ہمراہیون کی کمرون مین بندھوا کر دو سو سوار ہمرکاب لیکر
شہر سے نکلے اور بقیہ اسباب و اساسہ بد معاشون کے تصرف مین آیا اور وہ سوار جو ہمراہ رکاب تھے
بطمع زر و جواہر گھوڑون سے ہاتھہ اوٹھاکر پیادون کے مانند راہی ہوئے مگر بعضون کو کوتوال شہر
بنارس نے گرفتار کیا اور بعضون نے مال بخوبی ہضم کیا اور بعضون نے مال کے پیچھے جان بھی
رائگان دی وقت ضبطی مکان مرزا وزیر علیخان قلمدان خاص مین اکثر خطوط مشعر استیصال کمپنی انگریز بہادر
کے ہاتھہ آئے جنکا مضمون باعث فساد تھا چنانچہ خطوط شمس الدولہ برادر ناظم ڈھاکہ اور خط ناصر الدولہ
پسر عماد الملک کے بہ تصدیق شمس الدولہ تحریر کیا تھا آخرکار بعد روبکاری بہت آدمیون کا اخراج ہوا

اور بہتون کے واسطے پھانسی کا حکم نافذ ہوا اور بہتون نے مخلصی پائی اور اکثر محبس دائمی مین گرفتار
ہوئے اور تشہیر کیے گئے ذکر ہر ایک کا لکھنا باعث طوالت کتاب اور محض بے فائدہ ہے بلکہ شمس الدولہ
فی الحقیقت علم دور ویکاری کی اور کلمات لغت زبان پر لایا کہ عملۂ انگریزی کے ذہن مین نہ آئی آخر اوس
بلا سے نجات پائی غرض جسوقت وزیر علیخان نے دریاے گنگ کو عبور کیا سکھی و نل بیش سوار ہمراہ رکاب تھے
باقی افتان ناچار راجۂ بنارس کے پاس کہ رام پور مین رہتا تھا آئے مگر یہان جگہ نپائی سراسیمہ اور بیقرار
ہوکر آوارہ و پریشان کوہستان کی طرف قدم اوٹھایا اور گھاگھرہ کے پار پہونچے بعض زمیندار پہلے
اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرتے تھے چنانچہ پھر کالب علی نام کہ سابق ملازم سرکار کمپنی تھا اور
اسیطرح بادل خان نام نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے لیکن ہر جگہ فوج انگریزی و فوج نواب
وزیر سایہ کے مانند عقب اونکے پہونچتی تھی صورت سیماب کسی جگہ ٹھہر نہ سکتے تھے اور وزیر علیخان مرد
شجاع تھا ہی کمال دلاوری کے ساتھ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا آخر سوات مین پہونچے جو میواتیون سے
بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے جے پور پہونچے راجہ پرتاب سنگہ اوسوقت مسند آرا تھا اوسنے کمال اشتیاق
کے ساتھہ راہ استقبال ادا کرکے وزیر علیخان کو لاکر اپنے گھر مین رکھا دستار بدل ہوا مگر یہ پیچ کسی پیچ
نہ کھلا اور والدہ راجہ مذکور نے وزیر علیخان کو اپنا فرزند خواندہ بنایا یہ لٹو ہوگئے مدت تک اعزاز و اکرام
ساتھہ رکھا کوئی امر خدمتگزاری مین فروگذاشت نکیا کہ اس عرصہ مین کرنیل کالیس صاحب بہادر معہ فوج
انگریزی کے ساتھ اوسکے تعقب پر مامور تھے پہونچے اور وزیر علیخان کو طلب کیا راجہ جے پور پہلے حرف
انکار زبان پر لایا چنانچہ یہ حال کیفیت جے پور مین تحریر ہوگا خلاصہ حسب وعدہ زر نقد کا سنا اور سمجھا کہ
مقابلہ مین فوج انگریزی سے سرسبز نہونگا اس طمع مین آکر اوسنے وزیر علیخان کو گرفتار کردیا یعنے خفیہ
انگریزی پہرے اپنے گھر پر بلا رکھے تھے اونھون نے رات کے وقت بے تکلف قید کر لیا آخر
کرنیل مذکور نے اونکو بقید شدید پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا دیے اور بحفاظت تمام راہ
ڈاک پر جانب کلکتہ روانہ کیا وہان جاکر قلعہ مین قید ہوئے اور چالیس برس مدت محبوسی اہل کونسل کی
تجویز سے قرار پائی لیکن پلنگ اوس شیر بیشۂ شجاعت کو استراحت کے واسطے ملتا تھا اور کھانا ہندوستانی
باورچیون کا پکایا اور آب خوشگوار پہونچاتے تھے اور کھانے پینے کے وقت دوگانے والے حاضر
رہتے تھے ہنوز چالیس برس مدت مذکور مین سے طے نہین ہوئی تھی کہ مدت عمر وزیر علیخان اوس قیدخانہ سے

کو ہو گئی یونانی اور انگریزی حکیمون کا معالجہ سودمند نہوا اور جنازہ کے ساتھ سب چھوٹے و بڑے
دار الامارت کلکتہ کے جمع تھے ارباب تاریخ لکھتے ہین کہ ہرچند وزیر علیخان طفل مزاج تھا مگر شجاعت
و ہمت مین جوان بے نظیر تھا بھاگتے وقت لوگ بیان کرتے ہین کہ اکثر جگہ ہزارون سوار کو بیچ سے
تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتے ہوے نکل گیا اور جسوقت دریای گھاگھرہ پہ پہونچا فوج انگریزی بھی
صورت صبح قدم بقدم جا پہونچی مگر اوسنے کمال جلادت اور جرأت کے ساتھ کرنید کاٹ کر اپنے گھوڑے کو
بلا تکلف پانی مین ڈال دیا اور پار اوترا پہاڑون پر اور جنگلون مین اکثر پھرا اور تیوریون پہ بانہن آیا
ایکدن قیدخانہ کلکتہ مین پلنگ سے ہم آغوشی سے اتفاقاً رشتہ مالای مروارید طلا ان کا جو زیب گلو تھا
شکستہ ہوا وزیر علیخان نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے مین بزور انگشت دیوار پر
حوالہ کیا قضارا آواز اوسکے ٹوٹنے کی جو آزردہ گوش ہوئی نہایت خوش آئی گئی پھر سارا دانہ مروارید
کو اوسیطرح دیوار پر مارا کہ وہ شکستہ ہوئے اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے
یہ حال دیکھکر بقیہ دانون کا سوال کیا مرزا نے وہ سب موتی جو کئی ہزار کے تھے دیدے اسکے خلاصہ
بعد انتقال زوجہ اوسکی بیٹی دختر اشرف علیخان لکھنؤ مین آئی مرزا جھورا پسر ابراہیم علیخان کے ساتھ
منعقد ہوئی اور چھ سو روپیہ مہینا اون مذکورہ کے واسطے سرکار انگریزی سے مقرر ہوا چنانچہ فرزندان
مرزا جھورا او سپر قابض تھے اور بیٹی وزیر علیخان کی بھی کچھ پاتی تھی اور مشہور تھا کہ زیورات نذر وجہ بکرو
منصد فتح مین تھا وہ تصرف مرزا جھورا مین آیا اور میر عزت علی بعد گرفتاری وزیر علیخان جے پور سے نکل کر
بھرت پور مین پانسو روپیہ کا نوکر ہوا اور وہین قضا کی اور دار الشفا علی لکھنؤ مین اگرچہ دنون رہا اور پیچھے
بنارس مین جاکر اپنی املاک پر قابض ہوا —

ذکر وزیر الممالک مدار المہام یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر

جسوقت یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر علاقہ ہندون پیانہ وغیرہ مین تھے یہ علاقہ سات لاکھ
جمع کا تھا جو مرزا نجف خان نے حوالہ کیا تھا چنانچہ سات آٹھ ہزار آدمی اونکی رفاقت مین جمع ہوئے تھے
اور نواب دار الدولہ نیابت کرتا تھا اور بہادر موصوف باغیون کی سرکوبی مین جو مفسدہ پرداز بلادن
کر رہی تھی مشغول اور اپنے ملک متعلقہ کے انتظام مین مصروف مگر یہہ تمنا آئینہ دل مین یہ صورت

جلوہ نما تھی کہ بادشاہی کاربردازون کی ضمانت اور سعی مرزا نجف خان سے اپنا عہدہ موروثی نیابت
یا کوئی عہدہ جاگیر جسمین خرخشہ اور کوئی خار نہو یا کوئی اور ملک کہ جسمین صورت ثروت ظاہری قائم رہی ہاتھ
آئی مگر یہ نقد آرزو کا پیش از وقت و بیش از قسمت حاصل ہونا دشوار تھا القصہ مرزا نجف خان کی
ہمیشہ جنگ و جدال مین گذرتی تھی اور فراج بندگان عالی کو نوبت رات دن کی ناگوار آخر اکبر آباد تک
پہونچکر نواب گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کو جانب کلکتہ خط شوقیہ اس مضمون کا زیب قلم کیا کہ لشکر مرزا
نجف خان کا عنقریب ارادہ آگے بڑھنے کا ہے چنانچہ اسکے جواب مین یہ مضمون تازہ ہاتھ آیا کہ جانا
آپکا اور طرف مناسب نہین بلکہ مراجعت جانب لکھنؤ صلاح دولت ہے چنانچہ نواب آصف الدولہ بہادر کو
کوئی امر تازہ متصور نہین مگر اسباب کا ذمہ دار ہوسکتا ہون کہ بعد اونکے سوای آپکے دوسرا لائق وزارت
نہین اوسوقت یہ منصب بزرگ آپکو تفویض ہوگا چنانچہ نواب سعادت علیخان بہادر حسب اشارہ نواب
گورنر بہادر لکھنؤ مین آئے اور ملاقات سے بھائی یعنی آصف الدولہ بہادر کے مسرور ہوئے اور چندروز
رہکر بہ خوشی کے ساتھہ رخصت ہوکر پہلے کلکتہ مین تشریف لیگئے اور پیمان و عہد تازہ درست کرکے
حسب صلاح اہل کونسل بنارس مین تشریف لاکر باغ مادھوداس مین رنگ قیام جمایا تخمینا دو لاکھ
روپیہ سالیانہ حضور وزارت سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کی معرفت پہونچنا قرار پایا مشہور ہے کہ جسوقت
نواب ممدوح کلکتہ مین تشریف فرما تھے براہ بے تکلفی اکثر آمد و رفت دولتخانہ گورنر بہادر کی فرماتے تھے
اہلکاران جو گورہ و دم دروازہ پہرہ پر تھا نادانستگی کی وجہ مانع ہوا اور کچھہ حرف ناملائم زبان پر لایا چنانچہ
اوسکی جواب مین نواب ممدوح نے شمشیر ولایتی کمر سے کھینچکر حوالہ کی کہ وہ گورہ سیاہ بخت زخمی ہوا
مگر نواب گورنر جنرل بہادر نے چشم پوشی فرماکر جانب بنارس رخصت کیا کہ طرح قیام کی ڈالی چنانچہ
اس مقام مین نواب ممدوح اور گورنرون سے جو لکھنؤ مین تشریف لاتے تھے اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر اور شاہزادگان اولاد مرزا جوان بخت سے بخوبی راہ و رسم محبت جاری ہوگئی تھی اور انتظام
مداخل مخارج نے وہ رونق پائی کہ چالیس لاکھ روپیہ بنارس مین باوجود قلت مداخل خزانہ مین جمع
ہوا چنانچہ آج تک خزانہ قدیم اونھی سے مراد تھی اور زمینداری اور باغات اور عمارات اور دکانین
سوای اسکے اسباب امارت مہیا اور محاصل وہان کا دس پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ تھا اور خبر رسی نواب
ممدوح کی اسقدر مشہور تھی کہ آخور اصطبل و فیلخانہ ضائع نہین ہونے پاتا تھا چنانچہ دانہ و راتب دواب

کام آتا تھا خلاصہ قلمبند کرنا احوال بنارس کا سررشتہ اختصار سے درج ہوتا ہے چنانچہ بعد انتقال نواب
غفران مآب مرزا وزیر علیخان نے مسند وزارت کو کرم کیا مگر سرد مہری فلک سے آگاہ نہ تھے اس
چار مہینے کے عرصہ مین کہ وزیر علیخان رونق مسند وزارت تھے نواب سعادت علیخان بہادر نے کلکتہ
مین جاکر پیمان و عہد گذشتہ کو تازہ کیا اور وقت معزولی وزیر علیخان براہ ڈاک انگریزی داخل کانپور
ہوئے یہان مرزا جنگلی صاحب وغیرہ ابنای نواب شجاع الدولہ بہادر کی اوڑاتے تھے کہ یہ دولت
اور ثروت ہماری نصیب ہوتی ہے خلاصہ جس روز نواب سعادت علیخان بہادر شہر لکھنؤ مین داخل
ہوئے اوسی رات کو وزیر علیخان کو بھی بی بی پور مین مکان گورنر بہادر مین نظربند ہوئے فقط افرین علیخان
اور قاسم علیخان اونکے پاس رہے اور باقی جملہ اعزہ و اقربا نے حسب الحکم نواب گورنر بہادر در راہ [illegible]
قدم مارا چنانچہ تیسری شعبان ۱۲۱۲ ہجری کو نواب ممدوح لکھنؤ مین رونق بخش ہوئے اور چوتھی کو
جلوس فرمایا بعلاوہ خدمت جناب بیگم صاحبہ یعنی زوجہ نواب شجاع الدولہ بہادر کہ فیض آباد سے تشریف لاکر
سنہری برج مین تجلی افروز تہین حاضر ہوکر خلعت سے متخلع ہوئے بعد اوسکے شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ
کی پاس کہ جلوہ آرا سے لکھنؤ تھے تشریف لائے یہان سے بھی خلعت حاصل کیا بعد اوسکے دولتخانہ آصفی
آکر مسند وزارت پر جلوس فرمایا اسوقت نواب گورنر بہادر لکھنؤ مین تشریف فرما تھے سوال و جواب
مین عہدنامہ کی قرار دینے کے بعد نہضت فرمائی کلکتہ ہوئے اور جو تازہ عہدنامہ فیمابین نواب وزیر اور
سرکار کمپنی مین ہوا نقل اوسکی یہ ہے دفعہ اول سررشتہ دوستی و اتحاد کا کہ قدیم الایام سے مابین سرکار
عالیتین مین منظور اور مربوط ہمیشہ پائدار و برقرار رہیگا دوست و دشمن طرفین کے دوست و دشمن
جانبین محسوب ہون گے اور طرفین سے اقرار اس بات کا عمل مین آتا ہے کہ جملہ قول و قرار سابق کے
جو کچھ بالفعل بحال رہے اور خلاف مضامین عہدنامہ ہذا نہین وہ امر بہ عہدنامہ کی رو سے مستحکم ہوگا
دفعہ دوم موافق قولنامہ ہای سرکارین حفاظت روز و شب ممالک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر
تمام دشمنون کے ہاتھ سے ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ہے لہذا چند جمنٹ دیم پیادہ و سوار
سررشتہ ملازمی مین درآئے اس نظر سے نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ چھپن لاکھ
اور ستہتر ہزار اور چھ سو اڑتیس روپیہ بابت معینہ سالیانہ کہ نواب غفران مآب آصف الدولہ بہادر
سرکار کمپنی مین پہونچاتے تھے وہ اور سوا اوسکے انیس لاکھ بائیس ہزار تین سو باسٹھ

کرتا چھتیس لاکھہ روپیہ بوزن عیار سکہ لکھنؤ سالیانہ ہوتا ہے بہ سرکار انگریز بہادر مین ہمیشہ پہونچے گا۔
دفعہ سوئم وجہ معینہ سالیانہ مندرجہ صدر تاریخ اکیس ۲۱ ماہ جنوری سنہ ۱۸۰۱ عیسوی کہ یوم جلوس نواب
وزیر الممالک بہادر مسند ریاست ملک اودہ پر ہے واجب الطلب ہوگا اور نواب وزیر الممالک بہادر
اقرار کرتے ہین کہ وجہ معینہ کو بموجب اقساط ماہواری فی ماہ بحساب چھہ لاکھہ تینتیس ہزار تین سو تیرہ ۱۳
روپیہ پانچ آنہ چار پائی بموجب قسط بندی مندرجہ عہدنامہ واجب الادا بلا توقف سرکار کمپنی بہادر مین پہونچیگا
دفعہ چہارم منجملہ وجہ سالیانہ جو موافق قرارداد سابق کے مقرر تھا جسقدر روپیہ تاریخ اکیس جنوری
سنہ ۱۸۰۱ تک باقی ہے اوسکا ادا کرنا اوسکا فورًا عمل مین آئیگا دفعہ پنجم نواب وزیر الممالک اقرار کرتے ہین
کہ مبلغ ایک لاکھہ اور پچاس ہزار روپیہ سالیانہ نواب وزیر علیخان کے واسطے مقرر ہوگا اور بموجب قسط ہر مہینہ
مین بارہ ہزار پانچ سو روپیہ سرکار کمپنی مین پہونچیگا اور سرکار کمپنی سے وہ روپیہ تا قیام وزیر علیخان
کو ادا کر پہونچیگا دفعہ ششم وجوہات مصارف بیگمات و شہزادہ ہای مقام بنارس کہ دو لاکھہ چار ہزار
روپیہ سالیانہ ہے اور وجہ مشاہرہ ہای متعلقہ فرخ آباد کہ تینتالیس ہزار چھہ سو اڑتیس روپیہ سالیانہ ہے
چھتیس لاکھہ روپیہ وجہ معینہ سالیانہ مذبور مین متصور ہوگا دفعہ ہفتم نواب گورنر بہادر سرکار کمپنی بہادر
کی طرف سے اقرار کرتے ہین کہ فوج انگریزی ملک اودہ مین کہ حفاظت کے واسطے معین ہو تعداد
اوسکی دس ہزار سوار و پیادہ انگریزی اور ہندوستانی سے مع توپخانہ کم نہوگی اور اگر کسیوقت فوج
وہان کے زیادہ تین ہزار مردم سواری کیا انگریزی کیا ہندوستانی اور کیا توپخانہ کی ضرورت واقع ہو
نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ اخراجات فوج زائد اپنی سرکار سے ادا کرینگے اور
روپیہ جسوقت کسی ضرورت سے فوج سرکار کمپنی بہادر متعلقہ ملک اودہ آٹھہ ہزار آدمی پیادہ سے
کیا اہل فرنگ اور کیا ہندوستانی اور کیا توپخانہ سے کم ہو جو بقدر کمی افواج یا جسقدر نقص الامر
ہوگا چھتیس لاکھہ روپیہ مین محسوب ہوگا دفعہ ہشتم اور چونکہ اب تک کوئی قلعہ ملک اودہ مین تحت اور
تصرف سرکار کمپنی کے نہین ہے اس صورت مین بمقتضای اوس اعتماد کے کہ بمرتبہ کلی نواب وزیر الممالک
اور اوور دوستی سرکار کی رکھتے ہین اقرار کرتے ہین کہ قلعہ الہ آباد با جمیع اثاثہ و عمارات و مضافات
اوس کی کہ جو اوس کے متعلق قلعہ مذکور کے ہین اور اراضی کرد اوسکے اوستوار رکھہ واسطے حفاظت قلعہ
کی کافی ہو بتحت و تصرف سرکار کمپنی بہادر مین تفویض مطلق کرینگے مگر وجہ حاصل گنگا گھاٹون کی سرکار

کمپنی سے حساب نواب وزیر الممالک بہادر مین مجرا ہوگی اور نواب موصوف اقرار کرتے ہین کہ جو روپیہ
واسطے استحکام اور اصلاح قلعہ کے ضرورت ہو زیادہ آٹھ لاکھ روپیہ سے تو صورت اوسکی یہ ہے کہ مبلغ آٹھ لاکھ
یا ہر قدر روپیہ مرمت مین اوس قلعہ کے کہ درحقیقت رقم مذکور سے زیادہ ہو عرصہ دو سال مین تاریخ عہدنامہ
سے بحساب اون مقدارون کے کہ نوبت بہ نوبت واسطے مرمت کے ضرور ہو سرکار کمپنی مین پہونچائینگے
اور یہ بھی نواب صاحب بنظر وجوہات مرقومہ صدر اقرار کرتے ہین کہ جو روپیہ زیادہ تین لاکھ روپیہ سے نہو
مرمت قلعہ فتح گڈہ کے لیے چھہ مہینے کے عرصہ مین تاریخ عہدنامہ سے سرکار کمپنی مین پہونچائینگے
دفعہ نہم اور جس صورت مین بنظر حسن حفاظت و حراست ملک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر یہ ایسی صلاح
متصور ہو کہ چھاونی فوج انگریزی مقام کانپور و فتح گڈہ سے اوٹھکر اور جگہہ پر قائم ہو نوابصاحب موصوف
قبول کرتے ہین کہ جسجگہہ اصلح و انسب متصور ہوگی افواج انگریزی اوس جگہہ پر اقامت کریگی اور اخراجات
کوچ افواج انگریزی و تیاری چھاونی بنا اپنی سرکار سے ادا کرینگے دفعہ دہم اندر ضمن استقرار
حقوق نواب وزیر الممالک بہادر مین زیر باری اخراجات کثیرہ سرکار کمپنی بہادر کو عائد ہوا اس صورت مین
نوابصاحب اقرار کرتے ہین کہ بارہ لاکھ روپیہ سرکار کمپنی بہادر مین داخل کرینگے دفعہ یازدہم
ادای زر واجب سرکار کمپنی انگریز بہادر متعینہ بابت اودہ و ادای [illegible] سالیانہ مندرجہ دفعہ دوم
وسوم عہدنامہ ہذا مین بلا توقف و تاخیر موقوف ہے اسواسطے نواب صاحب اقرار کرتے ہین کہ قسطین
اقساط ماہواری مقرری بلا توقف و تاخیر پہونچینگے وہ کفالت کہ حسب دلجمعی خاطر ہو سرکار کمپنی سے
مقرر کیجاویگی دفعہ دوازدہم موافق عہدنامہ موثقہ فیما بین سرکار نوابصاحب بہادر و سرکار کمپنی
بہادر وجہ معینہ سالیانہ مزید کثرت نہ پہونچے ادا اخراجات فوج جدید بھی سرکار نوابصاحب مین ہمیشہ کے
واسطے واجب ہوا لہذا ایسا لازم و متصور ہو کہ بعد ملاحظہ مداخل و مخارج سرکار نوابصاحب جسقدر
تخفیف اخراجات زائدہ کارخانجات ملازمان وغیرہ مین ضرور ہو بہ لحاظ شان و شوکت و مراعات نوابصاحب
ہوسکے عمل مین آوے اس صورت مین نوابصاحب اقرار کرتے ہین کہ وجوہات تخفیف مذکورہ فقرہ اونکے
جاری کرینگے اہل ریاست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مشورہ کرکے حسب استصواب و استصلاح
اہل ریاست سرکار موصوف کے تجویز کرینگے دفعہ سیزدہم جبکہ امور سرکارین نواب وزیر الممالک
بہادر اور سرکار کمپنی بہادر واحد متصور ہے اس صورت مین یہی صلاح اور صواب دید متصور اور باہم منظور

ومقبول ہوئی کہ جو کچھ نوشت خواند خطوط فیما بین سرکار نواب صاحب و دیگر ہر کدام بشیں عمل مین آئی
موافق صلاح سرکار کمپنی بہادر ہو چنانچہ نواب صاحب اقرار اور وعدہ کرتے ہین کہ کوئی نوشت خواند جو منافی
مضمون دفعہ ہذا کے ہوگی جاری نہوگی دفعہ چہاردہم ادا کرنے شرائط مندرجہ عہدنامہ تجارت
موثقہ فیما بین سرکارین آئین جسطرح کہ مناسب جاننا چاہیے خصوصاً ملک نواب وزیر الممالک بہادر مین توجہ
اور ہمت مصروف ہوئی ہے اس صورت مین دونون سرکارون کی طرفون سے اقرار کیا جاتا ہے کہ
جتنی شرطین ذکر کی گئین اجرا ہون اور تاثیر کی گئی ہون حتی الامکان سعی و کوشش عمل مین آئیگی
دفعہ پانزدہم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار اور وعدہ کرتے ہین کہ اہل فرنگ کو بے استرضائے
کمپنی بہادر اپنی سرکار مین نوکر نرکھین گے بلکہ ملک مین بھی جگہ قیام کی ندین گے دفعہ شانزدہم
نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ واسطے مصارف اون شخصون کے کہ نام فرزندان نواب
غفران مآب آصف الدولہ بہادر مشہور و معروف ہین وجہین انکی فراخور حال مقرر رکھین گے اور کمال
خوشی کے ساتھ وعدہ کرتے ہین کہ انکو سایہ دامن حفظ و حرمت مین رکھین گے دفعہ ہفدہم
نواب وزیر الممالک سعادت علیخان بہادر اپنی طرف اور وارثون کی طرف سے اور نواب گورنر مسٹر جان
صاحب بہادر سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے اقرار کرتے ہین کہ اعانت و رعایت مندرجہ جو فواید
عہدنامہ ہذا بکمال آشتی و درستی عمل مین لائین گے اور ہمیشہ تمام امور فیما بین سرکارین بکمال یکجہتی
اور یکرنگی کے ساتھ ادا ہون گے اور اختیار اور اقتدار نواب صاحب موصوف امور خانگی و ملک موروثی
مین بطور رغبت ہوگا فقط القصہ بعد درستی عہدنامہ و جلوس وزارت گورنر بہادر جانب کلکتہ تشریف
لیگئے اور قلعہ الہ آباد و قلعہ فتح گڈھ و فرخ آباد مین عمل و دخل انگریزی ہوا اور تنخواہ مرشدزادہ ہاے
بنارس اولاد مرزا جوان بخت اور تنخواہ وزیر علیخان اور بعض اسامیان سکنہ فرخ آباد اور باہتر ہزار روپیہ
درماہہ متعلقان آصف الدولہ بہادر مرحوم مغفور اور دس ہزار روپیہ درماہہ ابنای حافظ رحمت خان کا
رزیڈنٹ لکھنو کے ہاتھون پہونچنا خزانہ انگریز سے قرار پایا اور عہدہ وکالت و سفارت کی واسطے حضور
اقدس بادشاہی مین حصول خلعت وزارت کے نام سے لطف علیخان پسر چودہری ہلال محمد خان
اور مسٹر پالمر جانب شاہجہان آباد روانہ ہوئے مگر شاہ حاجی صوبہ دار ملازم سیندہیہ مارج ہوا چنانچہ یہ
کیفیت حال سلطنت مین قلمبند ہو چکی ہے اسی سبب سے ماہواری مصارف بادشاہانہ خرد حضرت ظل سبحانی

کہ سات ہزار مہینہ کا تھا ضم ہوا لیکن چھہ ہزار روپیہ درماہہ مرزا سلیمان شکوہ کا بحال رہا بعد اسکے
جناب بیگم صاحبہ یعنے والدہ نواب غفران مآب کہ لکھنؤ مین تشریف لائی تھین روانہ فیض آباد ہوئین اور
سند جاگیر چکلہ سلون و گونڈہ وغیرہ کہ قدیم سے مداخلت اونکی تھی جاری ہوئی اور عہدۂ وکالت کلکتہ کا
تفضل حسین خان کے نام قرار پایا اور روانہ کلکتہ ہوئے اور خلعت نیابت بدستور سرفراز الدولہ مرزا
حسن رضا خان سرفراز ہوئے اور دیوانی راجہ ٹکیت راے کے نام زد ہوئی اور بخشیگری سا ہی
لسمی رام و امجد موٴلف کے متعلق ہوئی باقی خلعت اور خدمتون کی تقسیم کی گئی اور سررشتہ
اخبار شہر صاحب رام سے متعلق ہوا اور اخبار چکلون کی چھٹی پرشاد کے نام زد ہوئی اور دار الضرب
مین سکہ بالکشن کہ بیٹھا اسکا لکھنؤ مین مشہور اور سرای معالیخان مین موجود ہے بیٹھا اور ہرکارہ ہاے
اخبار ظاہر و پوشیدہ ہر ایک امیر اور ملازم سرکار اور اہل خدمات و محل کے ڈیوڑھیون پر مقرر ہوئے
خلاصہ پہلے نواب وزیر نے انتظام اخبار فرمایا اور اسقدر متوجہ ہوئے کہ ہرکارہ ہاے اخبار پرچہ خود بھی
لاکر دست مبارک مین دیتے تھے بلکہ سررشتہ مین بھی نقل اوسکی نہین ہوتی تھی اور اون ہرکارون پر
اور ہرکارے خفیہ مامور تھے کہ اخبار نویسون کی تحریرات صدق و کذب کی خبر دیتے یہ مین خلاصہ دا ابتدا
انتظام حکومت جملہ اخبار پر تھا اور رقم جرمانہ خلاف زمانہ ماضی حال مین آمدنی عمدہ قرار پائی بعد اسکے
امور عدالت مین متوجہ ہوئے مولوی سبحان صاحب سے کہ استاد بندگان عالی تھے پہلے جیب خاص
اور کئی خدمتین متعلق تھین اب عدالت بھی تفویض ہوئی چنانچہ رسوخ انکا اور دن سی زیادہ تھا اور
سوالجواب بعد الفض ضروریہ کے انکے تعلق تھی خلوت اور جلوت مین باریاب تنہا ہوتے تھے عرض معروض
کی گنجائش تھی اور کوتوالی چبوترہ بدستور میر بہادر علی کے پاس رہا اور عہدہ توزک بیگی اور خدمت [illegible] انکا
پیپک علیخان کے نام کہ مشخص شد بیا الحکم عہد غفران مآب سے تھا بدستور بحال رہا اور تقسیم چکلون کی
اس صورت سی ہوئی الماس علیخان کو کہ زور شور انکا اوس زمانہ مین بہت تھا بلکہ علی گڈہ اور کول نیز
دریای گنگ کے اوس طرف جو چھپا اون سی ہاتھہ آیا تھا تفویض ہوا اور چکلہ بانس بریلی مرزا مہدی علیخان
و حسین علیخان کو کہ دست گرفتگان تفضل حسین خان سے تھے حوالہ ہوا اور چکلہ اعظم گڈہ میر کاظم علیخان
فرزند میر زین العابدین خان کوڑہ والہ کو مرحمت ہوا اور علاقہ صورت سنگہ وغیرہ تعلقدارون کا اہتمام اونکو
سپرد ہوا اور توشکخانہ بدستور تحسین علیخان سے اور عہدہ نظارت آفرین علیخان سی بحال رہا یہ دونون

خواجہ سرا قدیم تھے۔

ذکر مقدمہ نیابت و عہدہ ہا بنام مرشد زادگان و وقوع شادی مرشد زادہ ہا اور ابتدای عروج دولت حکیم مہدی علیخان

سرفراز الدولہ خواجہ سرا قدیم اس خاندان کے تھے عہد وزارت نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرحوم سے تجلی افروز ہوا او پچیس برس نیابت غفران مآب میں روشنی رہی لیاقت علم سے محروم مگر شمع عقل سے پرنور تھی اور ذہن رسا روشن تھا کہ زبان فارسی کو بخوبی سمجھتے تھے اور کلام کرتے تھے خلاصہ پاسداری انکی غفران مآب حد سے زیادہ فرماتے تھے یعنے مرزا بھائی کہتے تھے اور یہ جب تک دربار میں نہیں آتے تھے اور کسیکو نوبت مجرا نہیں آتی تھی اس عہد میں کہ نواب سعادت علیخان بہادر جملہ معاملات ملکی اور خانگی میں بذات خود متوجہ تھے ملاحظہ کواغذ اور اجرای احکام کے وقت صاحبان انگریز کے مانند کرسی پر رونق بخش ہوتے تھے مسند سے کمتر رغبت تھی اور مسند خلوت میں ہوتی تھی چنانچہ جس کاغذ ملکی کا سوال فرماتے تھے سرفراز الدولہ جواب میں عاجز ہوتے تھے اس نظر سے نواب وزیر اکثر شکایت انکی عدم وقفیت و ناخواندگی اور نفرا کی گرسٹیان لمسڈن صاحب بہادر رزیڈنٹ سے کرتے تھے اور سرفراز الدولہ خو کردہ الطاف غفران مآب تھے تعلیم و تفہیم وقت ملاحظہ کواغذ روبکاری مقدمات کھٹا رہنا نہایت دشوار اور جوابدہی کاغذی مقدموں کی دقت باز پرس کمال اشکال غرض یہ صورت باعث افسردگی خاطر تھی اور مرزا حسن رضا خان کا متوسلان انگریزی میں شمار تھا لیکن خلاف سرفراز الدولہ کہ طبیعت شیشہ گری کی طرف بیدریغ مائل تھی محض گریز تھا مگر بنظر خوشامد ساغر بادہ گلرنگ کہ مطبوع خاطر بندگان عالی تھا وقت بادہ کشی حاضر کرنے میں دریغ نہ تھا اور باتیں چاپلوسی کی فروتنی کے ساتھ زبان سے آشنا تھیں اور معارف اپنا بہ نسبت سابق بہت کم کر دیا کہ نظروں میں نواب وزیر کے کھٹکیں اور بندگان عالی کو تنگ کرنا انکا بہر نوع منظور تھا لا میں اجازت حاضر باشی حضر و سفر و سواری و خواصی کی دی تھی چنانچہ حسب الحکم مقام خواصی ہودج فیل خاصہ نہایت مختصر اور تنگ تیار کیا گیا تھا کہ سرفراز الدولہ کو بیٹھنا خواصی میں گو شکنجہ عذاب سے نہ تھا آخر کار وزارت کی محنت اور حاضر باشی دربار سے نہایت تنگ آئی جو وقت انکے خواب و آرام کا تھا

وہ وقت ملاحظہ کاغذ نواب وزیر قرار پایا غرض خواب و خور و بول و براز مین خلاف عادت تفرقہ پڑا مبتلا دعا رضہ ہو کر عالم مجبوری مین دنیا سے گذر ے بیت تا فلک طرفان حریف این قدر سختی نیم ﷲ دانہ ام شکیم یار اگر دش چشم آسیا ست ﷲ غرض کثرت مصارف اور قلت آمدنی کی وجہ کہ اس عہد مین سوای مواجب کی نہ تھی مین چالیس لاکھہ روپیہ کے قریب نوبت قرض کی پہونچی جب یہ کیفیت بو اسطہ اخبار سماعت حضور مین آئی حکم ہوا کہ مستغیث عدالت مین استغاثہ کرین اور وارثون سے لین ادھر تو یہ حکم ہوا اور ادھر اسباب شوکت ظاہری نوبت اور نقارہ اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ جو جلوس سرکاری تھا کارخانہ سرکار مین طلب کر لیا گیا باقی اسباب توپخانہ اور اصطبل وغیرہ جو خاص ذاتی تھا وہ حکم ہوا کہ نیلام ہو کر قرض خواہون کو دلایا جاوے اور صورت نیلام کی یہ تھی کہ سو روپیہ کا مال تیس چالیس روپیہ پر بصفت بولی پر چھوٹتا تھا دوسری یہ چھوٹ قرار پائی کہ شادی صاحبزادہ سے مرزا کاظم علیخان بہادر کی سرفراز الدولہ کی بھتیجی کے ساتھہ قرار دی کچھہ اسباب عمدہ عمدہ اقربای سرفراز الدولہ نے متروکات مذکورہ سے دولہن کے جہیز کے واسطے معین کیا اور باقی مہاجنان شہر کو قرضہ مین ادا ہوا خلاصہ سرفراز الدولہ کے ایک فرزند محمد رضا خان نام تھا کہ عہدہ جرنیلی اوسکی نام زد تھا بخیص آوارہ فرزانہ اور علت صرع و خلل دماغ مین آخر عمر تک مبتلا رہا ان صورتون کی عمدہ نیابت و جرنیلی دونون جاتی رہی چنانچہ جناب عالی نے حسب منشاء عہدنامہ صاحب رزیڈنٹ بہادر سے کہا اور صدر کلکتہ کو تحریر کیا کہ نواب غفران مآب کو جو ہمیشہ عیش و عشرت سے مشغول رہتے تھے ضرورت نیابت کی تھی اور مین بذات خود متوجہ انتظام جملہ امور ملکی اور مالی کا ہون حاجت نیابت نہین پچیس ہزار روپیہ ماہواری صرف بیجا گوارا کرنا خلاف عقل ہے چنانچہ نواب گورنر بہادر نے اس بیان کو کہ واقعی تھا پسند کیا جملہ اختیار تفویض بندگان عالی تھا عہدہ ولیعہدی کا انتظام نواب رفعت الدولہ بہادر صاحبزادہ کلان سے متعلق ہوا اور نیابت نصیر الدولہ دوسرے مرشدزادہ کے نام جو اون سے چھوٹے تھے قرار پائی اور جرنیلی مرشدزادہ نواب شمس الدولہ بہادر کے نام سے روشن ہوئی اور مواجب درماہہ سرفراز الدولہ ان تینون صاحبزادون کے نام تقسیم ہوا اور بڑے صاحبزادہ کو مرشدزادہ خطاب ملا اور حکم ہوا کہ اسکے سوا اوسے ناک تحریر و تقریر مین اس خطاب سے یاد کیا کرین بعد اسکے تعمیر عمارت جدید کی طرف طبیعت عالی نے نیو ڈالی غرض کہ ہندوستانی عمارت دولتخانہ غفران مآب جو شہر لکھنؤ مین دریای گومتی کے کنارے ملا ونذ سبب تعمیر تھی خصوصاً اوسمین عمدہ عمارت چہل ستون اور طلائی

بارہ دری قابل دید تھی جسکی تمام برجون پر مسی چادرین نصب تھین اور طلائی خالص بکثرت ملمع کیا ہوا تھا
اوسکو حکم ہوا کہ اسکو کھود کر انگریزی کوٹھی تازہ تعمیر ہو چنانچہ سوای اوسکی ایک بارہ دری اور مہتاب باغ کی
دوسری عمارت تعمیرات آصفیہ سے دولتخانہ مین باقی نہین رہی وہ سب چہل ستون وغیرہ منہدم بھوانی
مہرو کی اہتمام مین ہوکر ایک کوٹھی انگریزی کہ کلان کوٹھی کے نام سے مشہور ہے کمال تکلف کے ساتھ تعمیر ہوئی
اور وہ سونا و تانبا جسقدر کہ ہاتھ آیا وہ سب دار الضرب مین جاکر مسکوک کیا گیا پہلی شادی مرشدزادہ
نواب رفعت الدولہ بہادر کی عالم فریفتگی مین نواب بشیر خان نجومی کی دختر خورشید پیکر کے ساتھ اپنی
رغبت سے عہد فردوس آرامگاہ مین واقع ہوئی اب شادی دوسری مرشدزادہ نواب نصیر الدولہ
بہادر کی نواب امام الدین خان نبیرہ وزیر الممالک قمر الدین خان کی لڑکی کے ساتھ ظہور مین آئی
اور تیسری شادی مرشدزادہ شمس الدولہ بہادر کی دختر مرزا [illegible] سالار جنگ کے ساتھ منعقد ہوئی
اور چوتھی شادی مرشدزادہ صادق علیخان دختر نواب [illegible] الدولہ کے ساتھ منعقد ہوئی [illegible]
پانچوین مرشدزادہ کاظم علیخان کا سرفراز الدولہ کی بھتیجی کے ساتھ ہوا اور اوسی عرصہ مین نواب وزیر
نے کروداوری ملک کے واسطے بتقریب سیر و شکار جانب چکلہ خیرآباد و محمدی نہضت فرمائی چنانچہ یہ سفر
دھوبہرہ کے نام سے مشہور ہے ایکدن ہنگامہ سیر و شکار کا گرم تھا کہ ایک شیر جنگل سے نمودار ہوا نواب
وزیر نے کہ خمار شراب مین چور تھے چشم بد دور قریب تھا کہ وہ نقشہ [illegible] لیکن شجاعت کو کام فرمایا تو وہ
شیر تھا بندوق سر کی قضا کار وہ گولی سر دست [illegible] پہنچی کہ وہ شکار [illegible] ہوا
ہوا نواب وزیر نے تیر حسرت دل اندوہگین پر کھایا اور اوسکے واسطون کو انعام سے سرفراز کیا اور
پھر بہت کم جانب شکار مصروف ہوئے خلاصہ اس زمانہ مین چکلہ محمدی جن جنگل مین واقع تھا اراضی افتادہ
بکثرت اور زراعت قلت کے ساتھ تھی لہذا بنظر آبادی خلعت چکلہ مذکور کئی لاکھ روپیہ کا حکیم
مہدی علیخان کشمیری کو جو اکرام اللہ خان کی معرفت درخواست مستاجری کی تھی عنایت کیا حکیم مذکور
نے رقم پیشگی پچاس ہزار روپیہ کا کچھ اپنے پاس سے اور کچھ اپنی آشنا پیازو نام طوائف سے لیکر داخل کیا
چنانچہ انکی حسن سعی و انتظام سے وہ سرزمین ایسی سرسبز و آباد ہوئی اور جنگل ویران کہ جمع اوسکی
بارہ تیرہ لاکھ روپیہ تک پہونچی اور رعیت تمام آسودہ اور مرفہ حال تھی غرض بعد اوسکی چکلہ خیرآبادکی
تفویض حکیم مذکور ہوا نوبت مستاجری چالیس لاکھ تک پہونچی اور آپ بھی صاحب دولت ہوئی اور منافع

تجارت سے ہزار چند دولتمندی نے رونق پائی شمار لاکھون کا حساب سے افزون ہوا اور حسن لیاقت و دانشوری نے وہ مرتبہ بخشا کہ نواب وزیر کی مصاحبت نصیب ہوئی اور طوائف پیاز و نام سے وہ پینگ محبت کے بڑھی کہ رشتۂ عقد مین درآئی عمارات عظیم محلہ نہرہ واقع لکھنؤ مین آراستہ کی جب عمارت رفیع دو منزلہ سہ منزلہ تعمیر ہوئی اہل محلہ نے باب استغاثہ وا کیا ہرچند التفات نواب وزیر حکیم مذکور کی جانب زیادہ تر تھا لیکن حکم ہوا کہ جو دروازے باعث بے پردگی اہل محلہ مین مسدود ہون غرض حکیم مذکور نے ہرچند بقوت خاک اوڑائی لیکن رخنہ حکم دل نواب وزیر مین نہ پڑا بمقتضای عدالت پاس ناموس شرفا ملحوظ رہا اور حکم اول تبدیل نہوا اگرچہ حکیم نے ثروت و حشمت و دانشمندی مین شہرت پائی —

ذکر تقسیم پانے ملک کا درمیان نواب وزیر و سرکار کمپنی انگریز بہادر کے

بعد روانگی گورنر جنرل بہادر سرجان شور صاحب بہادر و وا ایک برس عہدہ گورنری مسٹر اسپاکس صاحب بہادر اور مسٹر الورڈ کلارک صاحب بہادر کو مفوض ہوا اگرچہ اوسوقت معرکہ جنگ ٹیپو سلطان ملک مندراج دکن مین واقع تھا اور چودہ پندرہ مہینے اس معارکے مین گذرے تھے کیفیت اسکی فصل جداگانہ مین زیب قلم ہوگی آخر وہ منصب جنرل ویلزلی بہادر کے نامزد ہوا اور عہدہ گورنری اوس خطاب کے ساتھ کہ اشرف الاشراف نواب گورنر جنرل مارکوس لارڈ ولزلی بہادر قرار پایا القصہ جسوقت بہادر ممدوح سند گورنری کو رونق بخشی نواب وزیر کو یہ پیام دیا کہ پہلے مہم ٹیپو سلطان سے ارسال خزانہ کے واسطے دکن مین نہایت عجلت کے ساتھ حکم ولایت نفاذ ہوا تھا لہذا سرکارین عالیین مین کسیطرح مغائرت نہین ہے اگر اسوقت مین ایک دو کرور روپیہ سے اعانت ہو تو زیادہ تر باعث استحکام بنیاد محبت و الفت کا ہے ہنوز جواب اس درخواست کا نہ پہونچا تھا کہ نواب گورنر بہادر ممدوح عازم لکھنؤ ہوئے اور نواب وزیر الممالک بہادر نے کمال عظمت و حشمت کے ساتھ مراسم استقبال کا عمل میں لاکر لکھنؤ مین لائے اور بعد تواضع و تکریم معمولی یہ جواب اوس سوال کا دیا کہ ہمکو اب تک امور خانگی کیطرف بسبب غفلت غفران مآب جملہ تباہ و خراب سے فراغت حاصل نہین اور صورت انتظام حسب دلخواہ ظہور مین نہین آئی اور فقط دو تین برس مین ابھی وزارت مین گذرے ہین وہ روپیہ کہ مشہور طاعونا سمہ ہوا تھا اوسکے خسارہ سے بھی ابھی تک مہلت نہین ملی اور خزانہ بھی بہت کم ہے ہرگز متحمل ایسی زر اثبات کا ہونا خالی

مشکل ہوتی ہیں اس صورت میں تقسیم ہونا ملک کا مقتضائے وقت ہے چنانچہ نواب گورنر بہادر نے بخوشی خاطر اقبال فرمایا اور عہدنامہ ثانی اسی عبارت سے تحریر ہوا — **نقل عہدنامہ دوبارہ** جو برشتۂ عہد فیمابین سرکارین عالیین منعقد ہوا تفویض بعض محالات ممالک متعلقہ نواب وزیر سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بسبیل دوام و استقلال اقساط قدیم و حال کے مبادلہ میں مستحکم ہوا شرح اوسکی یہ ہے کہ بموجب عہدنامہ سابقہ سرکارین باب حفاظت ممالک محروسہ نواب وزیر الممالک بہادر میں جمیع معاندان اندرونی و بیرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جناب نواب وزیر الممالک بہادر نے اس ذمہ داری کے عہدہ برائی کے واسطے اہل ریاست کمپنی کو چھہتر لاکھ روپیہ سالیانہ دینا مقرر کیا ہے و نیز اخراجات فوج زائدہ تعداد مشروطہ عہدنامہ مذکورہ حفاظت کے لیے ضرور ہوا کہ نواب صاحب موصوف نے عہدنامہ مرقومہ میں ذمہ اپنے قرار دیا ہے چنانچہ ان دنوں مستحسن و مناسب یہ بات نظر آئی کہ اخراجات مذکورہ واسطے ہمیشہ کے مقرر ہوں کہ بعد اوسکے حرف کی و نوبت کا درمیان میں نہ آئی اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کی طرف سے ہمیشہ اطمینان کلی حاصل رہے لہذا آنریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنیل اسکاٹ بہادر نواب مستطاب القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکویس ولزلی صاحب بہادر کی طرف سے بحسب اختیار نواب معظم الیہ و نواب وزیر الممالک ہندوستان سعادت علیخان بہادر نے بذات خود اور وارثوں کی طرف سے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن یہ عہدنامہ تفویض کرنا بعضے محالات ممالک متعلقہ کا سرکار کمپنی انگریز بہادر کے نسبت بسبیل دوام و استقرار معاوضہ و مبادلہ اقساط قدیم و حال جدید زر اخراجات حفاظت ملک کے بابت ان دس دفعون پر منعقد فرمایا —

دفعہ اول نواب وزیر الممالک بہادر منجملہ ملک مقبوضہ اپنے سے محالات مفصلہ ذیل ایک کروڑ پینتیس لاکھ تیئیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ آٹھ آنہ پاؤ بالا اسکی حالی لکھنؤ کی جمع کا واسطے اخراجات قدیم و حال جدید فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے لیے جو واسطے حفاظت ملک سرکار مقرر ہے اور وجہ مصارف بیگمات و شہزادہ ہای مقام بنارس اور شاہزادہ ہای متعلقہ فرخ آباد ہمیشہ کے واسطے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو تفویض فرماتے ہیں چنانچہ لغایت ۱۲۱۶ ہجری تک تفویض عمل سرکار رہا ہے اب تفویض انگریز بہادر کیا گیا

چکلہ کورہ وغیرہ اٹاوہ	محالات سرکار	فرخ آباد	کہیر اگڑہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اعظم گڈھ مع تعلقہ مانسان ٹھول		گورکھپور مع تعلقہ	صوبہ الہ آباد مع تعلقہ
چکلہ بریلی مع تعلقہ	باندہ وغیرہ تعلقہ	ناپارہ متعلقہ	...

دفعہ دوم جو کچھ اقساط قدیم سو موافق دفعہ ثانیہ عہدنامہ ۱۷۹۸ع کو ذمہ نواب وزیر الممالک بہادر بغرض خرچ و حفاظت
ملک ہے اب جائداد اوسکی سرکار سے دی گئی کوئی اور خرچ فوج کا حفاظت ملک وغیرہ کی
بابت نواب صاحب کے ذمہ تعلق نہ رہیگا اور حفاظت ممالک محروسہ اودہ وغیرہ ملک مقبوضہ سرکار
کمپنی مع ملک بقیہ مقبوضہ جناب عالی متعالی اگر ضرورت فوج زائد کی پڑے اخراجات اوسکا نواب صاحب سے تعلق نہ رہیگا
دفعہ سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار جمیع معاندان اندرونی و بیرونی سے سرکار کمپنی بہادر اپنے ذمہ لیتی ہے
اس شرط پر کہ افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار میں جس جگہ اہل کمپنی مناسب جانیں اختیار اہلیان موصوف
کے رہیگا اور سوا اوسکے کہ نواب وزیر الممالک بہادر پانچ پلٹن تلنگہ اور ایک پلٹن نجیب و پیادہ میواتی کی اور دو ہزار
سوار اور تین سو گولانداز کہ وہاں متعینہ ہیں بقیہ فوج کو برطرف کرینگے کہ پیادہ اوسمیں سے بندی تحصیل
کے واسطے اور قدرے سوار اور نجیب ہمراہی عامل کے لیے ضرورت ہوگی رکھے جاینگے
دفعہ چہارم فوج انگریزی ضرورت کے موافق اور ... جناب عالی متعالی میں جابجا ...
دفعہ پنجم مقصد اصلی اور مطالب واقعی دفعہ اول و دوم و سوم و چہارم عہدنامہ ہذا کا بوجہ احسن ...
اور وثیقہ وثیقون سے مجمل اور مشتبہ نہ رہے بیان کیا جاتا ہے سو یہ ہے کہ اس ملک کا عوض اقساط قدیم و جدید
اخراجات حفاظت ملک جناب عالی کے ہے بعد اوسکے ایک حصہ انگریزی ... اجتماع افواج میں مقابلہ
و مدافعہ دشمنون بیرونی کے واسطے اور تنخواہ پہونچانے فوج کی بابت وقت ... ہنگامہ بیرونیان
ملک نواب صاحب تا اقامت فوج انگریزی کی وجہ میں ... فوج انگریزی
تنخواہ بابت کی تحصیل محالات مقبوضہ میں آفات سماوی و ارضی کے واقع ہونے سے یا رود ادخال
وغیرہ کے سبب ادن محالوں میں وعدہ مطالبہ سرکار نواب صاحب وزیر الممالک نہ رہیگا ۔
دفعہ ششم جو محالات موافق مضمون تیسرا اس عہدنامہ کے کمپنی انگریز بہادر کو تفویض ہوے ہیں اونپر بالکل
اقتدار اور اختیار سرکار کمپنی اور انتظام اہل سرکار موصوف کا رہیگا اور بعد تفویض ملک جائداد کمپنی انگریز
بہادر میں جو ملک سرکار میں باقی رہیگا وہ اوسکا ... دوام اور استقلال کے ساتھ سرکار

وزیر الممالک مین نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ ضمانت سرکار کمپنی بہادر اور اختیار جناب عالی کا اوس ملک
بقیہ پر رہیگا اور جناب عالی اقرار کرتے ہین کہ بقیہ ملک سرکار مین ایسا سر رشتہ بندوبست کہ باعث
رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال رعایا ہو کہ حسن و خوبی اوس سے ظہور مین آئے اور جناب عالی متعالی اوس
بقیہ ملک سرکاری مین صلاح و مشورہ ذی الشان کمپنی انگریز بہادر کے موافق ہمیشہ عمل مین لاینگے

دفعہ ہفتم تنخواہات اور محالات مندرجہ دفعہ اول عہدنامہ ہذا ابتداے ۱۲۰۹ فصلی سے سپرد اہالی سرکار
کمپنی کے ہو وینگے اور تا ادائت اہالی سرکار کمپنی محالات مقبوضہ جناب عالی مین حسب معمول اقساط
و اخراجات قدیم و جدید کا ہو بجا دینگے —

دفعہ ہشتم دستور العمل اجرای امور تجارت کے واسطے آپسکی صلاح سے کہ بموجب مفید دونون سرکارون
کے ملکون کا اور رفاہ تجارت پیشون کا ہو جداگانہ تیار ہوگا لیکن تا انصرام اوسکے ایسا قرار پایا کہ آمد و شد
تاجرون کی دریای گنگ وغیرہ کی راہ سے فیما بین سرحد ممالک سرکارین کے بلا تعرض سے مزاحمت عاملات
محصول مین نہو لیکن موافق قاعدہ محصول اون تجارت پیشون کا جو اور جگہ مال بیچنے کے ارادہ سے قیام پذیر ہوون
عمل مین آئیگا لیکن تقرر محصول کا اون جنسون پر جو اپنے ملک سے جاوین یا اور ملک سے آوین اسقدر کہ
زیادہ محصول مروجہ حال سے نہو اختیار اور اقتدار مین دونون سرکارون کے رہیگا اور یہ بھی قرار
پایا ہے کہ درخواست معافی محصول بضاعت افواج کمپنی انگریز بہادر متعینہ ملک مقبوضہ کی بابت [illegible]
معمولات ملک سپرد ہونے کے [illegible] عمل مین نہ آئیگی —

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ سابق [illegible] کہ عہدنامہ ہذا سے باطل اوسکا نہین ہے بحال و برقرار رہینگے —

دفعہ دہم عہدنامہ ہذا دس دفعون پر منحصر ہے تاریخ دوم شہر رجب المرجب ۱۲۱۶ ہجری مطابق دسوین
ماہ نومبر ۱۸۰۱ء کے مطابق شہر لکھنؤ مین قلمبند ہوا انریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ
کرنیل اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامہ کی زبان انگریزی و فارسی مین اپنے مہری و دستخطی حوالہ
جناب عالی متعالی کی اور جناب عالی نے بھی ایک نقل اوسکی فارسی اور انگریزی سے مہر اور دستخطی
صاحبان موصوف کو حوالہ فرمائی اور صاحبان موصوف اقرار کرتے ہین کہ شرطین عہدنامہ کی تیس
دن کے عرصہ مین دستخطی اور مہری نواب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب
بہادر کی حاصل کرکے جناب عالی متعالی کو حوالہ کرینگے اور عہدنامہ ہذا مہری و دستخطی اپنا پہین کی فقط [illegible]

کاغذ مسطور مقدمی گورنر بہادر پہونچا صاحب رزیڈنٹ مسٹر لسٹن کے بعد جو بالفعل کرنیل اسکاٹ نامور بخدمت نواب وزیر کے ستھے اونھون نے لاکر اپنے ہاتھہ سی وزیر الممالک کو دیا چنانچہ ظہور اس عہدنامہ کا چوتھی برس وزارت مین ہوا گویا نصفی ملک تقسیم پایا کسواسطے پچاس لاکھہ روپیہ جو عہد آصف الدولہ بہادر کا تنخواہ فوج انگریزی کی بابت شرط اور آخر مین اوسی عہد کے چھہ لاکھہ روپیہ تفضل حسین خان نے اوس رقم پر افزون کیا تھا اور اب ابتدای عہد بندگانعالی مین چھپن لاکھہ روپیہ اور اوسپر اضافہ ہوتا تھا بالفعل اس عہدنامہ کے وقت ستر لاکھہ اور زیادہ ہوکر ایک کرور پینتیس ۱۳۵ لاکھہ چند ہزار روپیہ حساب ہشت آنی سے حصہ انگریز بہادر مین گیا——

ذکر تحریر وثائق پنشن مواجب جاگیر امرایان لکھنو کا

پہلے تفضل حسین خان کو کہ کچھہ دنون پہلے سے جاگیر دیہات ساٹھہ ہزار روپیہ کی قرار پائی تھی سند اوسکی نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ امداد ہوئی جو کاغذ انگریزی مین درآئی اور نقل ترجمہ فارسی مرحمت ہوئی اور ایک ہزار روپیہ خاندان مختار الدولہ کے نام جو سرکار انگریزی سے مقرر کیا گیا کاغذ انگریزی مین مندرج ہوا اور بمطابق اوسکے خطوط وزیر الممالک بہادر اور سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رای کے نام اسی مضمون کی عنایت ہوئی کہ شاہد مذکور بحال رہا بحال پرورش اور پہ دستخط آپ کے ساتھہ ہونا [illegible] ہی اور خاندان امیر الدولہ حیدر بیگخان کے واسطے کہ دو شخص فرزندان سے تھے دو ہزار روپیہ دربارہ قرار پایا — اور آخرین علیخان خواجہ سرا کہ شخص ارباب عزت نواب وزیر مین سے تھے مواجب انکا مع عہدہ نظامت بر قرار رہا اور بحال تجویز سرای ضیافت بیواندہ سی کہ چالیس ہزار روپیہ جمع کا تھا جاگیر مین عنایت ہوا اور تحسین علیخان خواجہ سرا کہ کمال بتوسلان انگریزی سے منسلک کیا تھا چنانچہ دربارہ انکا سرکار انگریزی کی ضمانت بصلح آصف الدولہ مین قرار پایا اور تحسین علیخان کی طرف سے میان شیخ شمس عرف شہاب الدین نام مختار رہا اور بعد وفات خان مذکور مختار کاری تقسیم و ضمانت کی میان شیخ شمس عرف شیخ شہاب الدین کی کہ [illegible] تھی [illegible] متعلق [illegible] اولاد آصف الدولہ کے واسطے قرار پایا اور [illegible] مرزا علی صاحب کہ [illegible] ہزار روپیہ [illegible] اولاد سعادت علیخان مین سے دو ہزار روپیہ ذات مرزا علی صاحب کے واسطے قرار پایا [illegible] رضا خان ابن سرفراز الدولہ

سوای ان دو بھائیون سے ایک غلام رضا خان اور دوسرا موسی رضا خان باقی نہ تھے مرزا جعفر صاحب
برادر خالہ زاد سرفراز الدولہ کہ سلسلہ بہتری کا بھی مربوط تھا عہد رزیڈنٹی بیجامن بیلی صاحب بہادر اور
انہی عہد اختیار مین ایک ہزار روپیہ درماہہ انکا سرکار سے مقرر کرادیا تھا وہ بھی کچھ برسون کے بعد
قرار پایا اور اسیطرح بعض اعزہ و اشخاص بیرونی کا بھی مواجب رزیڈنٹ کی معرفت مقرر ہوا انہین سے
درماہہ نواب رستم علیخان ابن مظفر جنگ کہ فرخ آباد سے آکر سکونت پذیر تھے مقرر ہوا اور چند سال پیشتر مرزا
ابو طالب خان نوکری غفران مآب کی چھوڑ کر جانب لندن گئے تھے اور وہان شہنشاہ ثریا بارگاہ
ولایت اور اہل پارلیمنٹ کی حکم سی عہدہ دفتر فارسی کچہری گورنر جنرل کا اسکے نام زد ہوا تھا لیکن
بعد مراجعت لکھنؤ مین آکر ناکام دنیا سے گذر گئے انکے لڑکون کے واسطے دو سو روپیہ درماہہ سرکار
کمپنی انگریز سے معین ہوا کتاب مسیر طالبی جسمین حالات ولایت لندن و ملک انگریز و فرانسیس وغیرہ کر
ترتیب قلم مین انہین کے تصنیفات سے ہے اور علاوہ دو ہزار روپیہ درماہہ نواب محبت خان ابن حافظ
رحمت خان اور چھ ہزار روپیہ درماہہ شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر کو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے
واسطے بھی مقرر پایا اور جو بعض اولاد سلاطین صفویہ ایران سے رونق افروز لکھنؤ ہوے تھے اسکے واسطے
پانچ ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا کچہری رزیڈنٹی سے ملتا اور اسوقت تک سوای ان چند آدمیون کے اہل
وثائق سے زیادہ باقی نہ تھے بعد اسکے جو زیادہ ہوے تفصیل اسکی آخر فصل حال لکھنؤ مین اسم
باسم قلمبند ہوگی —

ذکر انتظام نواب وزیر الممالک یمین الدولہ کا کہ واسطے رئیسون خلعت کی قانون ہوا

بعد انتقال سرفراز الدولہ عہدہ نیابت وجرنیلی سے نصیر الدولہ بہادر اور شمس الدولہ بہادر سے رونق پائی اور
راجہ ٹکیت رای کا بھی دفتر حساب گا و خود داخل ہوا کوئی سر رشتہ ورثا مین نہ تھی بعض رقم اولاد پر حرف تھا سر رشتہ
دیوانی راجہ جھاؤلال کہ اسے بھی باقی نویس سے متعلق ہوا انکی بھی فہرست حساب عمر بھر کی ہوگئی قریب تھا جو خرچ
ایام حیات کا مرتب ہوا اصل نقد عمر عزیز مین باقی تک باقی نہ رہی خلعت دیوانی دیاکرشن کا بیٹہ قوم سکسینہ کو عطاب
ساہوکی سمیت عنایت ہوا یہ صاحب قلم کاغذی حساب کتاب مین فرد تھے اور رتن چند بقال مرادآبادی جو بنارس
سے ہمرکاب نواب وزیر آیا تھا عنوبازار نیابت جرنیلی اور اخبار کا گرم کیا ایسی خبر رسی اور کفایت شعاری کو

رونق دی کہ مزاج بندگان عالی مین در آیا اور ملکی کامون مین دال اسکی گلنے لگی جاگیر پندرہ ہزار روپیہ کی واسطے اوسکے ملک پاکیزا مین قرار پائی جب دکان ہستی مین اسکی جنس حیات کی اجل کے ہاتھ بک گئی انکمن لال انکالڑکا اوس جاگیر پر قابض رہا القصہ جملہ اہل محل سے نظر التفات نواب وزیر جانب والدہ مرشد زادہ نواب جلال الدولہ بہادر کہ خانوادہ ناجی سے تہین زیادہ تر تہی جسوقت تشریف فرمای بنارس تہے سطبوع خاطر کی وجہ کمال عزت کے ساتھہ محل مین جگہہ دی اور ولادت فرزند اقبال بند سے کہ باعث یمن وسعادت کا تہا اور محبت نے رنگ اپنا جمایا سپلے بات محل معروف تہا اب مورد عنایت ہوکر خاص محل خطاب ہوا اور پانچ علاقہ اس حساب سے جاگیر مین در آئی کہ چکلہ سلون چہہ لاکھہ روپیہ کا بیگم صاحبہ کے نام زد ہوا اور نواب گنج ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ کا خاص محل سے متعلق ہوا اور علاقہ بدو سرا ے ساٹھہ ہزار روپیہ جمع کا آفرین علیخان سے قرار پایا اور مچھرہٹہ ساٹھہ ہزار روپیہ کا نواب مدار الدولہ سے تعلق کیا گیا اور دیہات جاگیر تفضل حسین خان کے حصہ مین آئے اور باقی محالات خالصہ سرکار کے متعلق تہی تفصیل اوسکی یہ ہے —

چکلہ کوڑہ [illegible] محال [illegible]	چکلہ بیسواڑہ [illegible] محال [illegible]	چکلہ بانگر [illegible] محال [illegible]	چکلہ [illegible] [illegible] محال [illegible]
چکلہ [illegible] پور [illegible] محال لکان [illegible]	چکلہ خیرآباد [illegible] محال [illegible]	دیوی و [illegible] وغیرہ [illegible] محال [illegible]	دریاآباد وغیرہ [illegible] محال [illegible]
رام نگر [illegible] محال [illegible]	چکلہ محمدی [illegible] محال [illegible]	سندیلہ رسول آباد و صفی پور [illegible] محال [illegible]	چکلہ سلطان پور [illegible] محال [illegible]
گوشائین گنج [illegible] محال [illegible]	مانک پور بہار دو محال لکان [illegible]	املاک نواب صفدر جنگ در شاہجہان آباد [illegible]	املاک بنارس [illegible] [illegible]
حضور تحصیل [illegible]	میزان کل ایک کروڑ [illegible] لاکھ [illegible]		

سائر و آبکاری و کوتوالی و گنجیات و جوہری بازار و نخاس و دار الضرب کہ جمع اسکی [illegible] لاکھہ روپیہ سے کم نہو گی علاوہ جمع مال کے تہی اور کیفیت عاملون کی یہ ہے کہ الماس علیخان [illegible]

وغیرہ عاملان سابق نے تقسیم ملک کے وقت جب کاغذ سرکار انگریزی سے طلب ہوا آپسمین قرار دیا
کہ اگر اپنے ایام مستاجری کی جمع مشخصہ دام دام حضور مین گذرانتے ہین تو بندگان عالی نہایت
کاغذی وجزرس ہین ایسا نہو کہ محاسبہ توفیر ملک کی بابت شکنجہ مین کھینچین اور زر توفیر مانگین اس
نظر سے جو کاغذ جانب انگریزیہ لیا گیا توفیر اوسکی پوشیدہ تھی وقت تشخیص اون محالات مین صورت
زیادتی جمع اور آبادی روز افزون کی ظہور مین آئی اور یہان سرکار وزیر مین برعکس صورت کمی
سال بسال واقع ہوئی چنانچہ یہ امر خلاف طبع وزیر الممالک ہوا صادر حکم فرمایا کہ الماس علیخان وغیرہ کو
سرکار سے ملک مستاجری سے نکلے جدید عامل مقرر و مامور ہون مرزا مہدی علیخان اسی علت باقی مین قید
ہو کر زندان حیات سے بواسطہ اجل رہائی پائی اور حسین علیخان کہ بھائی مرزا مہدی علیخان کو سمجھے
جاتے تھے چکلہ بریلی سے سفر دل ہو کر لکھنؤ مین آئے نواب وزیر نے تصور کیا کہ یہ شخص دولتمند اور
محاسبہ سے پاک ہے اسکو مستاجری کسی علاقہ کی دیکر اخذ زر کیا چاہیے مگر حسین علیخان کہ مافی الضمیر
بندگان عالی سے آگاہ ہو چکے تھے رضامند نہوئے دختر مرزا جعفر صاحب کہ انکے لڑکے کے ساتھ
منسوب تھی اور متوسل جان بیلی کے تھے انکی صحبت مین ایام خانہ نشینی کے بسر کیے اور صدمات
دارگیر سے محفوظ رہے فضل علیخان اور مرزا اغا علی وغیرہ اقربای مرزا مہدی علیخان نے علاقہ داری قبول
کی اور خلعتون سے مخلع ہوئے کاظم علیخان پسر مرزا زین العابدین کوڑہ والہ چکلہ دار اعظم گڈہ نے جو کم التفاتی
نواب وزیر پر اطلاع پائی لکھنؤ مین نہ آکر حیدرآباد دکن کی جانب روانہ ہوئے اور الماس علیخان کے کہ دولتمندی
اور ثروت انکی عمائدہ لکھنؤ سے زیادہ تر تھی اوسنے سپاہ موقوف کر کے عیش و عشرت مین کروفر کے ساتھ
زندگانی اپنی بسر کی عالی ہمتی اس دولتمند کی مشہور زمانہ تھی خواجہ سرایان ہمراہی بہو بیگم صاحبہ مادر
نواب آصف الدولہ مین ممتاز اور حبیبون مین ہمراہ اونکے آیا تھا جسوقت مرض الموت مین مبتلا ہوا کروڑون
روپیہ اسکے خزانہ مین تھا کلکتہ اور حیدرآباد دبمبئی و راجواڑہ وغیرہ شہرون مین کوٹھیان انکی جاری تھین
اور لاکھون روپیہ امراو اعزہ لکھنؤ کے ذمہ بصیغہ قرض و امانت مین دستاویزات مکمل کے ساتھ تھے واجب الادا
جسوقت یقین کامل ہوا کہ پنجہ شہباز اجل کے ہاتھون سے رہائی غیر ممکن ہے ایکدن اپنی مسجد مین
جا کر حوض کے کنارے بیٹھے اور صندوقچہ منگوا کر کاغذ دستاویزات کے حوض مین ڈال دیے اور
میان رحمت بچکانہ وغیرہ اپنے عملہ کو بلا کر کہا کہ اکثر ارباب شہر شریف اور نجیب اوس شخص کو قصد این

اور کیفیت مزاج نواب وزیر معلوم اگر دستناوبزین اونکو دستیاب ہوتین تو وہ بیچارے عذاب سخت
مین مبتلا ہوے لہذا سبکو معاف کیا اب مناسب ہے کہ کوئی شخص انمین سے آپکو امانتدار
اور قرضدار میرا ظاہر نکرے اور یہ باقی لوازمہ ظاہری جو باقی ہے وہ بہر کیف اختیار بندگانعالی
مین ہے اور مقسوم لوگون کا القصہ یہ حرکت انکی نواب وزیر کو نہایت ناگوار خاطر ہوئی جسوقت
الماس علیخان نے قضا کی حیدر بخش چیلہ اور جملہ متوسل اونکے مدت تک گرفتار بلا رہے اور قید شدید
مین مبتلا آخرکار حیدر بخش وغیرہ نے مرزا جعفر صاحب سے ملکر رزیڈنٹ کی بدولت لکھنؤ سے رہائی پائی
جہان آباد و کوڑہ ملک مفوضۂ ذیل انگریزی مین جاکر سکونت پذیر ہوے ارباب شہر مشہور کرتے تھے
کہ پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ اس رہائی مین صرف ہوا درمیان والون نے مال مارا واللہ اعلم
مگر لاکھون روپیہ سوای املاک کے اون لوگون کے پاس اوسوقت تک موجود تھا اور املاک الماس علیخان
مع چھاؤنی اور باغات و عمارات امام باڑہ و مسجد و خانقاہ وغیرہ اور جملہ کارخانجات امارت ظاہری جو کچھ تھا
وہ سرکار نواب وزیر مین درآیا اور جو شخص قدیم و جدید چکلون وغیرہ پر مامور ہوے کچھ تفصیل اونکی
یہ ہے فضل علیخان اور مرزا خانی اقربای مرزا مہدی علیخان اور بدری داس اور راجہ پرم دھن ابن راجہ
جیسکھہ راے و اصلباقی نویس اور ابنای میر زین العابدین خان اور بھوانی پرشاد و سیتل پرشاد
متوسلان الماس علیخان خلاصہ شرح انکی باعث طوالت مضمون رائگان کی ہے لیکن سب سی بڑہکے
حکیم مہدی علیخان تھے اسکے رتبہ کو کوئی نہین پہونچا تھا اور کارخانہ اختیار رای صاحب رام پسر نوبخت رای
ٹیکارام برادر بخشی بھولاناتھ کے متعلق تھا اور دار الضرب رای بالکشن کے نام زد تھی اور نیابت
انکی بنسی دہر کے تعلق غرض ان متفرقہ علاقون مین قلیل جمع سے نوبت کثیر جمع کی پہونچی مستاجری
اختیار مین کبھی بتیس تینتیس ہزار روپیہ سے زیادہ نہین آتا تھا اب دو لاکھہ روپیہ کی جمع کو پہونچی اور دار الضرب
دار الضرب وغیرہ جملہ گنجہات مین جمع نے ترقی پائی اب نظم و نسق سپاہ کی صورت زیب قلم ہوتی ہے
آخر عہد غفران مآب تک باوجود برطرفی اور کمی اسی پلٹن پیادہ کی اور زیادہ پندرہ ہزار سے سوار ملازم
سرکار عالی تھے اب حکم ہوا کہ انکی چالیس پلٹن اور تین ہزار سوار ملازم رہین اور باقی برطرف اسپر بھی رای
رتن چند نے اپنی خبر رسی کو کام فرمایا کہ فی سوار دو دانی اور فی پیادہ ایک آنی تنخواہ مین صورت کفایت نکالی
اور صورہ و عنایتون کا ہوا آخر چھتیس ۳۶ ہزار پیادہ اور سوار ملازم نواب وزیر باقی رہے مگر چھہ پلٹن انگریزی

حفاظت حدود کی ہوتی ہے اسلیے مامور ہوئیں وچھاونی اونکی تین جگہ پہ قرار پائی پہلی چھاونی منڈیاؤن میں
جو دو کوس لکھنؤ سے شمال مشرق کو واقع ہے ایک کرنیل وکپتان یہان قیام پذیر تھا اور سپاہیان
وہیچ سردارون کے بنگلون کے واسطے اور سپاہیون کی کوٹھیون کے لیے اور قواعد سپاہ کے
واسطے جداگانہ پیمائش ہوکر تفویض جرنیل افسران کے ہوا اور ایک چھاونی چھپیاپور ضلع محمدی میں
مشرق وشمال کی جانب معین ہوئی اور ایک چھاونی سلطان پور میں قرار دی گئی اور ایک ایک مستعدی
پچاس ساٹھ روپیہ ماہ پہ تینون مقامون میں مامور ہوے کہ چھکڑا اور مزدور وکہار وغیرہ فی الفور چھاونی کی
بروقت پہونچادین اور رسد رسانی کرین اور سرکاری عاملون اور انگریزی افسرون مین واسطہ ہین اور
گوشہ مغرب وجنوب وخاص مشرق عمل انگریزی مین ملا تھا حاجت اور فوج کی نہ تھی کسواسطے کہ دریاے
گنگ موج زن ہے اور ایک جانب کانہ پور اور ایک جانب الہ آباد واقع تھا خلاصہ جملہ سپاہ قدیم وجدید
کی تنخواہ ساٹھ لاکھ روپیہ تخمیناً قرار پایا اور ہر چار مہینے کے بعد تنخواہ انکی خزانہ سے نقد ملتی تھی اور شرح
انکی یہ تھی پیادہ چار روپیہ کا اور کمیدان اسّی روپیہ کا اور جمعدار بارہ روپیہ کا اور نائب تمن دس روپیہ کا اور
جمعدار پانچ روپیہ کا اور سررشتہ دار پندرہ روپیہ کا اور وکیل دس روپیہ کا اور شرح سوارون کی علی العموم
بیس روپیہ کی تھی عہد واجد علیشاہ تک اور تنخواہ افسرون کی رتبہ کے موافق جملہ رسالداران مین عبد الرحمان خان
قندھاری ممتاز تھے شاہزادگان قندھار سے سلسلہ انکا منسلک تھا چنانچہ یہ ہمرکاب شاہ درانی آکر مورد الطاف
نواب شجاع الدولہ بہادر کے ہوے آصف الدولہ بہادر بھی نہایت لطف سے پیش آئے پہلے رسالہ پانسو
سوارون کا متعلق تھا بعد اوسکے فوج انگریزی کے ساتھ کمکی ہوکر دکن مین گئے اور مرہٹون کی لڑائی
مین کار نمایان ظہور مین لائے رسالہ نے ترقی پائی سولہ سو سوار ہمرکاب ہوے لیکن ہنگام انحلال نے
سوارون کو کم کر دیا لیکن عزت وتوقیر اونکی زیادہ مدنظر رہی اور مہر نگار وثیقہ معزولی وزیر علیخان بھی مطبوع
نمک حلال مشہور تھے آخر اسّی برس کے ہوکر کاہش جہت سے جانب دار البقا نیکنامی کے ساتھ
روانہ ہوے اور اس رسالہ مین آدمی عمدہ اور عالی خاندان تھے مگر تیس روپیہ سے زیادہ شرح نہ تھی
اور عبد الرحمن خان اپنے پاس سے اکثر رسالدارون اور جمعدارون کو پانچ سو وچار سو وتین سو ودو سو روپیہ
دیا ہوے تھے عالی ہمتی مین بے نظیر تھے اور سپہ گری مین یکتاے روزگار سبب شہسواری اجل کی کام
انکا تمام کیا چار پانچ لڑکے تھے اون مین بڑا حبیب الرحمان خان تھا شجاعت شہسواری سے تھا درست پیشہ

کچھ ان بھائیون مین صورت نزاع واقعہ ہوئی اور نواب وزیر کی چشم عنایت پھری دیکھی لکھنؤ سے
جاکر مرہٹون کے نوکر ہوئے اور جنگ وجدال مین جان بازی کی خلیل اللہ خان انکے لڑکے نے
پھر لکھنؤ مین آکر نوکری کی اور فقیر محمد خان وحبیب الرحمان خان کے ساتھ تھے ذکر انکا کیا جائے گا
حبیب اللہ خان کے جانے کے بعد رسالہ عبد الہادی خان دوسرے فرزند عبد الرحمان خان سے
نام قرار پایا اور سوا اسکے رسالدار بہت تھے ذکر بعضون کا اپنی جگہ پہ آئیگا الغرض نواب وزیر سپاہ پیشہ
اور فنون سپاہگری مین کامل و تیر اندازی مین شاطر بندوق وشمشیر زنی مین برق دم اسپ تازی مین
شہسوار اور شوق گھوڑون کا نہایت تھا گھوڑے ایران اور ترکستان اور عرب اور ولایت انگریزی اور نیپال
اور ہندی اور دکھنی وغیرہ کے نہایت عمدہ عمدہ اصطبل سرکاری مین فراہم تھے اور قسم قسم کے بچھیرے
خانہ زادیان بہم پہونچائی تھین اور لاکھون روپیہ تیاری رمنہ مین صرف کیا جہان گھوڑے سرکاری کمال
آسایش سے چرتے تھے اور گھاس ولایت کی منگواکر اوس رمنہ مین بوئی کہ وہ تختہ سبزی مین
رشک تختہ زمرد تھا اور زراعت جو ولایتی کی نہایت خوبی کے ساتھ عمل مین آئی اور دریاے گومتی
اوس رمنہ کے بیچ مین ہوکر موج زن تھا سیکڑون گاومیش صحرائی بھینس ارنی بھیا کھو اور گجراتی بیل اطراف
دکن سے بقیمت گران مول منگوائے اور شوق گھوڑون کا اسقدر تھا کہ بہ ہزار ناز و نعمت کے ساتھ
پرورش اونکی مد نظر تھی خانہ زاد بچھیرون کے واسطے شیر مادہ گاو ملتا تھا اور دانہ وغیرہ دودہ مین بھگو کر
گھوڑون کو ملتا تھا کسی ریاست مین ایسے گھوڑے نایاب و ناز پروردہ میسر نہ تھے کہ جنکے بیان صفت مین
اشہب قلم قدم اوٹھا نہین سکتا —

ذکر انتظام شہر و عدالت شاہی جنت آرامگاہ

بعد نظم و نسق ملک و سپاہ انتظام شہر و گنجیات کی طرف طبیعت عالی مصروف ہوئے افزایش
محصول آمدنی اموال تجارت وغلات وکرانہ جات سے جمیع گنجون کی چار چند اضافہ ہوئی و تاجران
ولایت انگریزی وغیرہ مشہور ایسے آسودہ و خوشنود ہوئے کہ جملہ اجناس روے زمین کی تحفہ تحفہ
چین ہندوستان و دکن و کوہستان کپڑہ اور کرانہ وغیرہ عمدہ عمدہ لکھنؤ مین بآسانی میسر تھا اور
سعادت گنج تمام گنجیات شہر سے مطبوع خاطر تھا آبادی اوسکی سر نو مد نظر تھی وجہ اوسکی یہ ہے

مگر پہلے جسوقت نواب وزیر لشکر مرزا نجف خان سے لکھنؤ مین رونق بخش ہوئے تھے اوس زمین پر
آکر قیام فرمایا بازار و چند دکانین آراستہ و تعمیر کین اور سعادت گنج نام قرار دیا تھا اب اسوقت کہ صاحب
ملک ہوئے گنج مبارک خطاب دیا اور تمام تاجر ہندوستانی وغیرہ کو حکم تھا کہ وہین آکر فروکش ہووین
اور چبوترہ کوتوالی بھی نہایت پر تکلف آراستہ تھا اور کوتوال شہر کا اوس مقام پر حکم و احکام نہ تھا اور
مستاجر گنجیات کو اسقدر قدرت کہان تھی جو قدم اوسمین رکھتا اور حکم چبوترہ سعادت گنج کا دور دور قصبات
اور اطراف مین گھاٹون پر دریای گنگ و دریای گھاگرہ اور کوہستان شمالی کے تلے تک دریای مواج
کی مانند جاری تھا اور گماشتے حاکم گنج مذکور کے زمینداران اور کوہستانیون اور کرانہ فروشون کے نام
ہٹول اور بہرایچ وغیرہ بڑی بڑی منڈیون مین فرمان اپنا بھیجتے تھے اور یہی حکم تھا کہ جو کوئی اوس گنج مبارک
مین قیام پذیر ہو اوسپر حاکم گنجیات و کوتوال شہر کا اختیار نہین اور قرضخواہ کو قدرت نہ تھی کہ مقروض سے
وہان جاکر تقاضا کرے اور جو مجرم وہان جاکر پناہ لیتا تھا قصاص اور سزا سے محفوظ رہتا تھا اس جہت
سے اوسکی آبادی نے نہایت عدالت کے ساتھ نہایت رونق پائی اور اکثر ہندو مسلمانون نے جاکر
قیام کیا اور حفاظت اوس گنج کی ذات خاص خداوند تعالی سے متعلق تھی اور جملہ ناکون مین حکم تھا کہ جو
مسافر باہر سے شہر مین آوے اوس سے کسی طرح مزاحمت نکرین اور اس شہر لکھنؤ سے اور طرف جاوے
جائزہ اوسکے مال و اسباب کا دیکھا جاوے باب نقدی مین یہ حکم تھا کہ مصارف سے زیادہ کہ منزل مقصود تک
پہونچاوے کوئی شخص نہ لیجاوے اور بدون دستک راہداری مجال نہ تھی کہ پرندہ قوی بال تاکہ شہر سے نکل جاوے اور نواب
وزیر کو اسبات کا یقین تھا کہ آبادی شہر لکھنؤ بہی بسبب طوائفون کی باعث سے زیادہ ہے لہذا حکم تھا کہ کوئی طوائف لکھنؤ
سے باہر قدم زن نہونے پاوے اور درگاہ حضرت عباس علیہ السلام بھی سعادت گنج سے متعلق تھی اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ
فقیر بیگ نام ایک شخص عہد آصف الدولہ بہادر مین تھا اوسنے ایک علم دریای گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کیا اور ارباب شہر
سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو عالم خواب مین یہ الہام غیبی ہوا ہے کہ یہ علم حضرت عباس کے ہاتھ کا جو معرکہ کربلا مین تھا وہ
فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے غرض اس رنگ مین چند رفیق اپنے طریق کے جمع کرکے اوس مقام پر
کہ آشنا تھا گیا اور علم کو اپنے علم مین رکھا تھا کھود لاکر اپنے گھر مین کہ درمیان رستم نگر واقع تھا نہایت بزرگی
کے ساتھ رکھا القصہ اس حکایت نے شہرت پائی چنانچہ نواب غفران مآب ہزار جان و دل سے
شیدای ائمہ کربلا کے ... جان نثار تھے اور ائمہ معصومین کی ... خواستگار ... مین اوس فقیر بیگ کے

رونق افروز ہوکر زیارت علم سے مشرف ہوئے اب اور اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق
آنے لگے شیرینیاں اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر بیگ پہ
علم دست قضا کا ٹوٹا اوسکے لڑکے نے جمعرات کے دن بدستور وہ طریقہ جاری رکھا کہ اوسکی
آمدنی سے بخوبی اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم مین زیادہ تر رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان کچا تھا
چھت کے عوض کھپریل واقع تھی اب نواب وزیر نے عمارت پختہ نہایت خوب برج اور گنبد اوسکا آ
راستہ کیا اور صندوق پر تکلف بادلہ پوش اور شامیانہ معقول چاندی کے چوبون کا اور منبر نقرئی
مہیا کیا نوبت و گھڑیال درِ دروازہ رکھا خلاصہ آمدنی اوسکی کچھ حصہ مین خادمون کے آتی تھی اور کچھ
سرکار مین داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ آمدنی وہان کی لاکھون روپیہ سالیانہ کی پہونچی ہر جمعرات کو خصوصاً
نوچندی کو جلسہ لطیف اوس درگاہ مین منعقد ہوتا تھا سوای زیارت کرنے والون کے ہزارون تماشائی
اور پری پیکر طوائفین شہر کی بن ٹھن کے ہزار حسن و خوبی کے ساتھ جمع ہوتی تھین چشم بد دور وہ
جلسہ نور کا تھا اور قیام سلطنت تک رہا اب بقول شخصے ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند فقط
اسباب شہرات تک لکیر پیٹنے مین باقی خیریت نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش اور وہ زینت چنانچہ اوسوقت
لکھنؤ مین باون گنج اور بہت سی بازارین مشہور تھین پیشتر سرکاری جمع گنجیات دو لاکھ سے زیادہ
نہ بڑھی تھی اوسوقت چار پانچ لاکھ روپیہ کی نوبت پہونچی پہلے علاقہ گنجیات میر بہادر علی کو نواب کے
متعلق تھا بعد اوسکے لالہ کنجبہاری لال کو ہوا اس شخص نے نام خدا خوب نام پیدا کیا اسی علاقہ مین بہ
مائر و گنجیات مین لاکھون روپیہ پیدا کیے دولتمند بنا اور سوای گنجیات جمع سائر و چھاپہ و پارچہ کو بھی
کنجبہاری لال بسمبہی پرشاد داروغہ کی حسن رسائی سے ایک لاکھ روپیہ سے دو لاکھ چالیس
ہزار روپیہ تک پہونچایا رقم تاوان اور جرمانہ وغیرہ کی زیادہ تر جنس سے تھی انتظام کنجبہاری لال و
اخبار نویسیان سرکار سے ایک نقل قابل بیان کے ہے کہ رای رتن چند نے اپنے عہد دولت مین بہت بار
چاہا کہ زر نقد جو کچھ کیا تھا مرادآباد خاص اپنے وطن مین روانہ کرین مگر نواب وزیر کا حکم نہ تھا کہ کوئی شخص
زر نقد لیکر ناکہ سے نکل جاے ایک مرتبہ رای مذکور نے نہایت پوشیدگی کے ساتھ اچار اور مربے
کی گھڑون مین کئی ہزار اشرفیان بھر کر اور ایک مرتبہ خیمون مین در پردہ سلوا کے چھکڑون پہ روانہ کین ہرکارہ
اخبار نویسیہ خبر صاف سرکار مین پہونچادی نواب وزیر نے بلا تکلف بالا بالا منگواکر خزانہ عامرہ مین داخل کین

اور رتن چند سے روبرو فرماتے تھے کہ اچار اور مربے و نیمہ راو صاحب سے بہتر دوسرا شخص تیار
کرنا نہین جانتا ہے اور کسی روز جب مزاج پر طبیعت آجاتی تھی فرماتے تھے کہ راو صاحب اوس
قسم کا مربا اور اچار ہماری واسطے تیار کرنا چاہیے جیساکہ اپنے گھر کے واسطے بھیجتے ہو اب انتظام
نرخ غلہ کا جو ان نواب وزیر سے ظہور مین آیا وہ کہین پر دوسری سے آج تک نہین ہوا بنظر رعیت پروری
اس امر کا بھی خیال ہمیشہ رات دن مدنظر رہتا تھا سنہ ۱۲ فصلی مین کمی بارش کی وجہ نرخ غلہ پہ پانی پھرا
یعنی صورت گرانی نمودار ہوئی گیہون کی ستاجرون اور بنجارون کو بلاکر پہلی مرتبہ تاکید بلیغ فرمائی کہ غلہ
اس ملک کا دوسرے ملک مین بجانے نپاوے جب اس حکم سے بھی کچھہ دال نہ گلی یعنی صورت ارزانی
غلہ ظہور مین نہ آئی بلکہ گرانی کا بھاری رہا یہ حکم سنگین نافذ فرمایا کہ تمام غلہ ملک سرکار و گنجیات کا جو کچھہ
غلہ نہ زمین مین دفن رکھتے ہین بلا تکلف آج بیچ ڈالین کچھہ مواخذہ نہین مگر کل سے اگر زمین قلمرو سرکار مین
دفن رہا رہیگا اور زمین کا کہ مالک اوسکی سرکار ہے خاطر خواہ سرکار کو دینا پڑیگا بہر حال یہ صورت
غیر ممکن تھی تمام اہل اموال اور تاجر رجوع ہوے بحساب اوس غلہ کا جو زمین مین دفن تھا حاضر کیا اوسکے
معاینہ سے معلوم ہوا کہ ابھی غلہ اس قلمرو مین اسقدر موجود ہے کہ خدانخواستہ اگر تین برس برابر امساک
باران ہو تو بھی گرانی کسی کے بار خاطر نہو چنانچہ حکم ہوا کہ تین برسون تک غلہ معمولی نرخ پر یعنی گیہون پانسیر کا
فروخت ہوا اور یہ سیر یہان کا چھیانوے سکہ کا ہوتا تھا اور تمام ہند و دکن وغیرہ مین اسی روپیہ سے
زیادہ نہین تھا۔

ذکر انتظام عدالت ہا

عہد غفران مآب تک فیصلہ مقدمات عدالت کا کوتوال کی تجویز اور ثالثون کی راے اور احکام شرع پر
منحصر تھا اب سر رشتہ عدالت تین صورتون پر منضبط ہوا ایک فوجداری دوسری دیوانی تیسری مرافعہ
ثالث پہلی کچہری فوجداری کو توالی سے متعلق ہوئی تھی میر بہادر علی اور میر خیرات علی مہتمم تھے انکے بعد
خواجہ محمود سے تفویض ہوئی انکے بعد دھومی بیگ کوتوال کے حوالہ ہوئی تمام شہر مین محلہ محلہ
تھانہ جات قرار دیے گئے اور ہر مقام پر ایک تھانہ دار اور سپاہی مامور تھے طوالت آبادی شہر تکیہ لوہدی
سے بی بی پور تک کہ باہم فاصلہ پانچ کوس سے کم نہ تھا اور عرض چارباغ سے علی گنج اور بانس منڈی سے لیکے

دریاے گومتی کے اوس پار تک کہ تین کوس کی وسعت قیاس کرنا چاہیے سیکڑون محلے اور کٹڑے اس عرصہ مین
آباد ہوئے پہلے سواے جنگل اور نالون کے نشان بھی ہموار کا نہ تھا اور دو پلٹن کوتوال کے ساتھ تھانہ بندی کی
واسطے معین کی گئین شبخون و ڈاکہ وغیرہ بیرونی آدمیون کا تمام عہد دولت مین اتفاق نہین پڑا لیکن
حضرات شہر فتنہ پرداز اکثر مفسدہ برپا کرتے تھے بعض شرفاے سفید لباس سیاہ دل سے ایسے
چند گروہ تھے بہ اعلان تمام قرابین اور تلوارین ہاتھون مین لیے گھرون مین دولتمندون کے رعایاے
شہر سے بے تکلف در آتے تھے اور بکشادہ پیشانی مال و متاع اونکا لوٹ لیجاتے تھے اور تھانہ دارون
سے بہ مقابلہ مستعد ہوتے تھے اگر دروازہ مکانون کا کھلا نہ پاتے دیوارون مین نقب لگا کر گھرون مین در آتے تھے
غرض دولتمندون کے مال و متاع سے گذر کر جانون پر بنتی تھی آخر کار کوتوال شہر کو حکم اونکی گرفتاری کا
نافذ ہوا اکثر زندہ گرفتار ہوئے اور اکثر مارے گئے ایک سانحہ شرارت پیشگان لکھنؤ سے قابل تحریر ہے کہ اون
سب مین فتو نامے چور نہایت سینہ زور تھا کہ طرہ ماہ و افسر خورشید کو لیجانا اوسکے نزدیک کیا دور تھا اوس
بارہ گز کی اونچی دیوارون پر صورت گنجشک سر دست اوڑ کر پہونچ جانا ایک بات تھی اور دو منزلہ سہ منزلہ مکان
سے برق کے مانند گر پڑنا ایک کھیل تھا اور سلاسل آہنی کو تار عنکبوت کی صورت بے تکلف توڑ ڈالتا
اور طوائفان شہر سے دم آشنائی کا بھرتا تھا ہزارون روپیہ اشرفیان نقد کوڑیون کی طرح بے دریغ
دیتا تھا اور گانجہ و چرس وغیرہ نشون کی صحبت گرم رکھتا غریب اور محتاجون کو نقد و جنس دیکر مالا مال کرتا تھا
اور شادیون مین غریب لوگون کے زر نقد سے شریک ہوتا تھا سبحان اللہ جب شہر مین چور اور بدمعاش
یہ ہمت عالی اور حوصلہ بلند رکھتے تھے وہان کے شرفا اور سخاوت اور بخششون کا حساب شمار سے افزون
دلاوری فتو مذکور سے دو ایک نقلین قابل تحریر ہین شیر اور مرغ بازی وغیرہ دولتمندان شہر کی مشہور
ہے ایکدن ایسے مجمع مین گذر فتو مذکور کا ہوا ایک امیران لکھنؤ کے پاس جوڑہ پستول ولایتی کا نہایت
برق دم اور تحفہ تھا فتو نے اوسکو طلب کیا اوس امیر نے اوسکے دینے مین دریغ کیا فتو نے کہا
حضرت ذرا اس پستول کو ہوشیاری کے ساتھ نگاہ رکھیےگا یہ ہمارا مال ہے خلاصہ اوس دن سے
وہ امیر ایکدن اسکو دل کے مانند پہلو سے جدا نہین کرتا تھا مگر اوس چالاک نے کسی عیاری سے کام
اپنا کیا پستول صاف چرا لیگیا ہر چند صاحب مال نے اوسکی تلاش مین خاک چھانی ہرگز نشان ہاتھ نہ آیا
آخر اوسی فتو نے دو سرے دن لاکر اوس امیر کو دکھایا کہ حضرت یہ جوڑہ پستول کا حاضر ہے آخر اوس

خوش ہوکر اوسکو کچھہ زر نقد سمیت عنایت کیا اور دوسری نقل اوسکی دلاوری اور چالاکی کی یہ ہی کہ حسب اتفاق
ایک وقت زندان خانہ مین قید تھا اور عشرۂ محرم قریب آیا چونکہ تعزیہ دار تھا محافظون سے اوسنے کہا کہ
مجھکو مطلق العنان کرو انشاء اللہ تعالے عشرۂ محرم کے بعد بال کا باندھا حاضر ہونگا لیکن صورت مخلصی ظہور
مین نہ آئی ایکدن محافظان محبس کو مغالطہ دیکر زنجیر آہنی توڑکر صاف جیلخانہ سے نکل گیا اور کسی سے
حفاظت اوسکی نہو سکی لیکن بہادری اور شجاعت اسکو کہتے ہین کہ تعزیہ داری سے فارغ ہوکر عشرۂ محرم
کے بعد بکشادہ پیشانی محبس مین آکر موجود ہوا اور اپنے ہاتھہ سے زنجیر آہنی اپنے پاؤن مین ڈال کر خود مقید ہوا
آخرکار حسب الحکم عالی درماہہ اوسکا سرکار سے مقرر ہوا اور چبوترہ کوتوالی کے نظربازون مین ممتاز ہوا
اور اسی طرح سے کئی چور اور گرفتار ہوکر سلسلۂ ملازمی مین گرفتار ہوے کہ سدباب اون مفسدون کا ہوا مگر
منشاء سرکار سے یہ شرارت جاتی رہی کسواسطے کہ انکی طلاقت لسانی اور سینہ زوری سے اہل شہر کو ثابت ہوتا
کہ یہ گروہ ملازمین سرکاری سے ہے اور بیرونی چور صاحب قدرت جو اطراف اکبرپور اور سلطانپور وغیرہ سے آتی تھی
حرکتین اونکی بھی اعجاز سے کم نہ تھین گھوڑہ یا اونٹ اگر کسی گھر مین تاکتے تھے اور دروازہ بند یا محافظونکی
مستعدی سے باہر لانے کی راہ نپاتے تھے تو بے تکلف صحن خانہ سے کھولکر لب بام پر لیجاکر دوسری طرف
لیجاتے تھے اور اصلا کسیکو خبر نہوتی تھی اور اگر شاید کسی کی نظرون پر چڑھ گئے تو کتا یا سور سمجھکر چشم پوشی
کرتا تھا یہ تاثیر اونکے علم کی تھی اس عہد مین باعث یورش دزدی یہ تھا کہ عہد غفران مآب تک عامل لوگ
چورونکو زندہ نہین چھوڑتے تھے اب باب خونریزی مین ممانعت تھی اس نظر سے بازار دزدی گرم تھا
اور روحین رعایا کی سرد نگران چورون کو شہر مین جگہ قیام اور پناہ کی نہ تھی باہر علاقون پر بود و باش
رکھتے تھے اور عاملون کے اظہار سے معلوم ہوتا تھا کہ اکثر زمیندار لوگ غلہ فصل ربیع کا بلا تکلف اپنے
صرف مین لاتے تھے اور وعدہ اداے زر کا ضمانت بغیر دیکہ ناحق جھگڑا فساد کا کرتے تھے وجہ یہ ہے
کہ قریب ایام بارش مین تلنگے انگریزی رخصت لیکر پہنچتے اپنے گھرون کو جاتے تھے اور ہونا اشرفیون کا
اونکے گھرون مین مشہور تھا لہذا یہ زمیندار کوتاہ ہمت قطاع الطریق پیشہ اونپر ہاتھہ غارتگری کا دراز
کرتے تھے اور عمال مستاجری پیشہ خفیہ اور نذرانہ لیکر پامال ہوتی تھی اسباعث سے کم کم تدارک اونکا
ظہور مین آیا تھا اور اخبار نویس بھی اوس عہد مین مستاجر ہوتے تھے اونکو بھی سوائے زر کسی کے
دوسرا کام نہ تھا اسوجہ نواب وزیر اس تدارک واقعی سے مجبور تھے والا اونکی رعیت پروری مین بجا ہے

کوئی فرق نہ تھا چنانچہ شجاعت علیخان نام ایک برادر عینی نواب وزیر نے قطعہ زمین ایک زمیندار سے
لیکر اوسکی عورتون کو براہ ظلم نکال دیا تھا اور منظور تھا کہ طرح عمارت کی ڈالین یہ امر خلاف راے
نواب وزیر ظہور مین آیا اوسکو شہر سے خارج کیا غرض عدالت فوجداری کی یہ کیفیت ہے اور
دوسرے عدالت دیوانی کا یہ حال تھا کہ ابتدا مین مولوی سدن اور بعد اونکے ظہور اللہ وغیرہ کے
متعلق رہی اور ایک کچہری مرافعہ ثالث کی قرار دی تھی اوسمین جناب عالی ہفتہ مین ایک مرتبہ آپ
بذات خاص متوجہ ہوکر فیصلہ مقدمون کا کرتے تھے مقام اس کچہری کا اکثر حسن باغ مین قرار پایا تھا
سواے اسکے اور کچہریان افیون کی مقرر تھین اور ایک صندوق رکھا جاتا تھا کہ اوسمین مستغیث عرضیان
اپنی ڈالتے تھے اور مزین بدستخط ہوتی تھین خلاصہ ابتداے وزارت سے اور انتقال تک کوئی روز ملاحظہ
کاغذات سے خالی نہین گیا اور جس مکان مین کہ کاغذ ملاحظہ فرماتے تھے دم دروازہ قریب پردہ ایکطرف
عملہ ضروری یعنے مرشدزادہ نصیر الدولہ بہادر اور راجہ دیاکرشن اور عاملون کے وکیل اور متصدی
حاضر رہتے تھے اور دوسری طرف مرشدزادہ شمس الدولہ بہادر اور رتن چند اور اہل انشا اور بعضے
افسر فوج کے حاضر رہتے تھے اور ایک طرف چوکی طوائفان اور رقاصان ماہ پیکر جمع رہتی تھی اور درمیان
خود بدولت اور ان ماہ پیکرون کے ایک دروازہ آئینہ دار حایل تھا جسوقت نگاہ ملاحظہ کاغذ سے خیرگی
کرتی تھی کرسی عرش منزلت سے اوٹھکر آئینون کی راہ سے نظارہ بازی اور تماشا رقص وغیرہ فرماتے
تھے اسقدر عشرت دوست ہونا فرمانروایون کا خالی مصلحت سے نہین غرض جس امر مین اس ارسطو فطرت
نے قاعدہ اور قانون جاری کیا آخر عمر تک بخوبی انجام کو پہونچا۔

ذکر عمارات جدید کا

عمارات ... اوس مقام جو تعمیر تھی کہ از بنیاد پانی اور سیلاب موسم برشکال کا سد باب آیندہ سے ہونا گا تھا
تا ان شہر مراد ہے کہ اور فرنگی محل سے ہے ایسی تنگ گلیان نجس و خراب کہ سردی اور جاڑے کے
دنون مین بھی برسات ... رہتے تھے اور بیت الخلا کے ... اور آب و ہوا غلاظت شہر سے ...
اور بیماریون کی کثرت چنانچہ ایک کیست ... ایک کیست کا ... شہر کی ... مین نہایت آبدار
... گئے تھے ایک کمرہ اوس ایک ... سے ... گلی ... لکھنؤ کی ۔ ایک ...

باعث تکدر مزاج نواب وزیر کا اس عمارت سے تھا اور دوسرے وقت انتقال غفران مآب دو پہرے
انگریزی تلنگون کے دولتخانہ قدیم آصفی مین مامور ہوئے تھے اور ہنوز اپنے مقامون پر قائم یہ صورت
بھی سبب ناگواری طبع عالی کی تھی اور شیعہ ہی تعمیر عمارات جدید بنیاد نمائش امارت تھی غرض اس چند وجہون سے
پورب طرف شہر اور بی بی پور کے درمیان مین کہ اراضی وہان بلند اور کچھ ہموار تھی پسند فرمائی اور
طرح تعمیر عمارت جدید کی ڈالی عہد غفران مآب مین جرنیل مارٹین انگریزی تاجرون مین نامی گرامی نہایت
مشمول تھا اوسنے دو کوٹھیان نہایت عمدہ ایک شہر سے ملی ہوئی آراستہ کین تھین اوسکو پچیس ہزار روپیہ کو بندگان عالی
نے مول لیکر اپنی عمارت جدید مین ملائی اور دوسری کوٹھی جو حسب وصیت سرکار کمپنی نے اوسکو
اور مال متاع جرنیل ہمیشت ضبط کیا اور وجہ تعمیر اس کوٹھی کی بی بی پور مین جو کوٹھی مارٹین مشہور زمانہ ہے
جنرل مذکور نے بنائی یہ ہے کہ اس تاجر نے عمدہ عمدہ چیزین ولایت یا اور جزیرون سے منگوا کر غفران
مآب کی ہاتھ لاکھون روپیہ کی فروخت کرلین اور اسی تجارت کی بدولت دامن آرزو اوسکا مالامال ہوا تھا
ایکدن غفران مآب سے یہ بات عرض کی کہ بیشے کوئی چیز نایاب حضور عالی کے ہاتھ نہین فروخت کی کہ جسکی
قیمت کروڑ روپیہ کی ہو لیکن اب منظور نظر ہے کہ اس عروس آرزو سے ہم آغوش ہون آپنے فرمایا کہ ہم
بلاشبہ مول لینگے اسلیئے وہ کوٹھی کہ حقیقت مین نمونہ بہشت شداد کہا چاہیئے کہین آراستہ کی اور عمدہ
عمدہ صنعتین حکمت کے ساتھ بروے کار آئین اور مقامات نادر تعمیر کیئے کہ رعد و برق و باران کی سیر حاصل ہو
اور ہوای شرقی و مغربی و جنوبی و شمالی کو آنکھون سے دیکھے اور طوفان ہوا و گرمی و سردی کا اندازہ نگاہ
سے معلوم ہو اسیطرح پانچ درجے اوس کوٹھی کے کہین کہ ہر مقام انواع تکلف سے آراستہ تھا تیاری
ہنوز اپنے منزل مراد پر نہ پہونچی تھی کہ دیوار جناب غفران مآب معمار قضا نے نیو سے گرادی اور تھوڑی
دنون کے بعد تاجر مذکور بھی مکان ہستی سے کوچ کر گیا اور مرنے کے وقت ہزار حسرتون کے ساتھ
اسباب کوٹھی کو سپرد کیا اور تیس لاکھ روپیہ نقد کہ اپنا چھوڑا کہ اوسکی آمدنی کے منافع سے متعلق اوسکے
سرکار کمپنی سے وثیقہ پاتے ہین باغات اور املاک وسوای اوسکے جو کچھ ٹھاٹھ تھی کیفیت اوسکی آئندہ زیب قلم
ہوگی خلاصہ اوس کوٹھی کو کہ شہر سے ملحق تھی بندگان عالی جناب نے خرید فرمائی اور سوا اسکے
پانچ چھ کوٹھیان اس حسن و لطافت کے ساتھ اوسی طرف اور آراستہ فرمائین کہ اگر حورین جنت کی
اوسکے سیر و تماشا کو روے زمین پر آئین ہو سکتا ہے شیشہ آلات سادہ اور منقش اور اکثر قدم آدم سے اونچے

اور انگریزی باجے قیمتی اور بگھیان جوہردار اور ہتھیار طرح طرح کے سامان کروڑون روپیہ کا مول لیکر
اون مکانون کو سجا اور باغون کو رنگ رنگ کے ولایتی میوہ دار درختون اور فرنگ کے باغبانونکے
ہاتھون سجا کر آراستہ کیا اور کوٹھی فرح بخش مین کہ ہمیشہ مکان جلوس کا تھا دریا گومتی سے ایک نہر آبدار
کاٹ کر تہخانون کے اندر لائے تھے اور صحن مین اندر نہر کے کوٹھیان منقش اور رنگین اسکی
آبداری کے ساتھ بچھا دین تھین کہ وہ آنکل پانی اوسپر بلندی سے ریزش کرتا تھا اور مخملی اطلسی پردے
کارچوبی کام کے نہایت تکلف اوس مکان مین نصب تھے اور کرسیان مرصع اور سادہ جابجا
بچھی ہوئین اور زربفتی مسندین گران بہا نور آسے علے نور اور طائران خوش الحان جنپر ہزار رنگ
قدرت کے تیار تھے روضہ رضوان کی بلبلاون پر طعنہ زن طلائی پنجرون مین دل عاشق کے
مانند زلفون مین آویزان اور آئینہ چھوٹے بڑے شرد کیسے ہین دودین منعکس ہین وہزار ہین اکثر
مقامون پر حیرت افزا اور ولایتی جھاڑ بلور کے منقش اور سادہ اور رنگین تجلی افروز الغرض وہ مکان
جنت نشان روکش طلسمات تھا اور بارہ دری سرراہ اور دورویہ دکانین ولایت لندن اور کلکتہ کی
وضع پر تعمیر فرمائین فیلخانہ اور اصطبل اور چھاونی شاگرد پیشہ اور سپاہ وغیرہ کی تمام پختہ اور راہین
وسیع سڑک کے طریق پر ہموار کین اور اسی طرح کوٹھی دلکشا اور کوٹھی خورشید منزل اور ماہ منزل
اور کوٹھی موسی باغ وغیرہ تیار ہوئین چنانچہ کثافت شہر کی لطافت کے ساتھ بدل گئی اور ہر ایک
دولتمند صاحب ثروت کو حکم عالی نافذ ہوا کہ عمارت عالی تعمیر کرے چنانچہ ظہور مین آیا اور دو سو تلے
اور دو تین سو کٹہرے واسطے آبپاشی کے واسطے صبح و شام سڑکون پر مامور اور کئی سو لالٹین سونے
چاندی کی نفیس نفیس جنمین شمعین ہوتی روشن رات کے وقت سواری مین تجلی افروز رہتی تھین خلاصہ
اسباب امارت کے واسطے ہر ایک نادار امیر کو ضرورت ہوئی اور لوازمہ امارت کی خواہش تاجرون
نے ہر ملک سے لانا ہر قسم کے چیزون کا شروع کیا اور دکانین شہر مین اس کثرت اور خوبی سے
آراستہ کین کہ جس شے کا آنکھون سے دیکھنا محال تھا وہ قیمت ارزان کے ساتھ ہاتھ آنے لگین —

ذکر جمع کرنے خزانہ جنت آرامگاہ کا

غرض آمدنی ملک اور اتنے ہدایانہ وغیرہ مین سوا تین خزانہ قدیم کے کہ چالیس لاکھ روپیہ ہر سال سے آیا تھا

تیرہ کرور روپیہ نقد اس صورت سے تحویل مین آخر عہد تک تھا وسمین اسّی لاکھ روپیہ مرشد زادہ نواب نصیر الدولہ بہادر کی تحویل مین جمع اور ایک کرور روپیہ تحویل مرشد زادہ نواب شمس الدولہ مین رکھا اور ایک کرور روپیہ تحویل خاص محل مین اور آٹھہ کرور روپیہ بڑے خزانہ مین ظفر الدولہ کے سپرد تھا اور دو کرور روپیہ خزانہ سپاہ مین گلزاری مل خزانچی کے سپرد باقی ہونا بائیس کرور روپیہ کا جو زبان عوام الناس پر مشہور ہے محض غلط لیکن دو تین شخص دولتمند اور متمول البتہ مطیع اور فرمان پذیر نواب وزیر کے تھے کہ بندگان عالی نے دیدہ و دانستہ اونسے اخذ زر مین چشم پوشی فرمائی تھی مخصوص جیب خاص سمجھتے تھے اونمین ایک حکیم مہدی علیخان کہ انپر گمان کرور روپیہ سے زیادہ کا تھا دوسرے غلام حسین جیکلہ دار سلطنت کا کہ چالیس پچاس لاکھ روپیہ نقد سے زیادہ کا آدمی تھا اور اسیطرح سے شرف علیخان دتحمل حسینخان وغیرہ صاحب ثروت تھے القصہ یہ دولت وخزانہ باوصف مضاعف ہونے ملک کے غفران مآب کو دستیاب نہوا ہر سال وقت سفر دس پانچ لاکھ روپیہ کی نوبت قرض کی آتی تھی اور نواب شجاع الدولہ بہادر کو اس دعوی وزارت اور ملک گیری پر تصور مین نہین آیا چنانچہ پچاس لاکھ روپیہ پیشتر وظیفہ سالانہ انگریز کا فروخت زیورات مردم محل سے بہم پہونچا القصہ نواب سعادت علیخان بہادر اکثر فرماتے تھے کہ اسقدر روپیہ جو خزانہ عامرہ مین جمع ہے کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ معاذ اللہ روز بد کے واسطے اگر نان خشک کے عوض نخود بریان کار آمدنی آدمیون کو تقسیم ہو تو ایک وقت سے زیادہ کفایت نہین کر سکتا سبحان اللہ کیا بلند حوصلہ تھا اور طبیعت زرکشی پر نہایت مستعد تھی جب بیگم فیض آباد کی طبیعت زیادہ علیل ہوتی تھی بنظر تقدم بالمحفظ عیادت کے بہانے پہونچتی تھی کہ ایسا نہو زر مستجمعہ وہان کا اگر نکل جاے اور خواجہ سراؤن وغیرہ کے تصرف مین آ جاے—

ذکر صحبت جنت آرامگاہ کا صاحبان انگریز کے ساتھہ

اور منشی عبد القادر خان سررشتہ دار اور مسٹر جان لسٹرن شروع وزارت مین عہدہ رزیڈنٹی پر مامور تھے اور اونکے بعد کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے عہدہ رزیڈنٹی کو کرم فرمایا اور یہان سے عہدہ رزیڈنٹی شاہ جہان آباد پر مامور ہو کر روانہ ہوے تھے کہ راہ مین قزاق قضا نے قافلہ حیات کا لوٹ لیا بعد اونکے عہدہ مذکور کرنیل کالینس صاحب بہادر سے تفویض ہوا یہ صاحب ممدوح وزیر علیخان کو

جیپور سے گرفتار کر لائے گئے تھے اور اسی عہد مین عہدہ منشی گری مرزا باقر علیخان کو سپرد ہوا کرنیل
کالینس صاحب بہادر مرض نقرس مین مبتلا ہو کر لکھنؤ مین شکار شہباز اجل کے ہوئے مقبرہ اونکا مشہور
تھا بعد اونکے عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر عہدہ رزیڈنٹی پر تشریف لائے
ایک مدت تک بندیل کھنڈ اور اضلاع باندہ وکالپی مین کہ تازہ تصرف اہل انگلشیہ مین قبضہ مرہٹہ سے
آیا تھا مامور رہے مرزا جعفر صاحب ہمزلف سرفراز الدولہ کہ اوستاد مسٹر جان بیلی صاحب کے تھے
مرزا حاجی وغیرہ فرزندان سمیت ہمیشہ ہمراہ اونکے رہتے تھے لکھنؤ مین آئے خلاصہ کرنیل کالینس
صاحب تک صحبت رزیڈنٹ کی وزیر الممالک سے بخوبی ہموار رہی اور لطف سے گذری اب چند وجہون سے
صورت خلاف ظہور مین آئی ایک یہ کہ مرزا جعفر اپنے اوستاد کو صاحب ممدوح نے جناب عالی کے روبرو
حاضری پر لاکر حکم بیٹھنے کا دیا گو نواب وزیر نے طوعاً و کرہاً اجازت دی مگر نہایت ناگوار ہوئی کسواسطے
کہ نوکرون مین فقط چند اشخاص کو حکم روبرو بیٹھنے کا تھا خلاصہ مرزا مذکور معاملات لکھنؤ سے بخوبی
مطلع تھا اور مرد چالاک رپورٹ اکثر سہل مقدمون کا مشکل تقریر سے صدر کلکتہ کو لکھواتا تھا کہ دبدبہ
رزیڈنٹ وزیر پر ہو اس زمانے مین عہدہ گورنری لارڈ منٹو صاحب بہادر سے رونق پذیر تھا کوئی جواب
رپورٹ خلاف سررشتہ نافذ نہین ہوا حسب اتفاق اوس عرصہ مین تفضل حسین خان جو عہدہ وکالت
کلکتہ پر مامور تھے کسی کام کے واسطے جانب لکھنؤ روانہ ہوئے مگر کلکتہ سے مرض الموت بھی ساتھ ہوا
ہزاری باغ تک پہونچکر گلشن ہستی سے جانب گلزار ارم فصل بہار کی نکہت سدھاری المختصر نواب وزیر
کو ورغلانا مرزا جعفر کا اور اطوار رزیڈنٹ کے ناگوار خاطر ہوئے مسٹر اوزلی صاحب کہ مصاحبان سرکار
وزیر سے تھے اونکو بظاہر کسی طلب فرمائش کے حیلہ مین اور سوال وجواب کے واسطے اہل پارلیمنٹ
و جناب بادشاہ جم جاہ یعنی شاہنشاہ انگلستان کو جانب ولایت لندن روانہ کیا اور یہ سب کیفیت
صاحب رزیڈنٹ پر آشکار ہوئی اور اونھون نے کاغذی گھوڑے دوڑائے اور باہم دلی آئینون
مین صورتین کدورت کی پیدا ہوئین اور تحریرات خانگی مین مضمون پر پیچ و سخن تہ دار قلمبند ہونے لگے اور
کلمہ کلام ترش زبان شیرین قلم پر بظاہر آنے لگے اور یہان تک طبیعتین دونون طرف سے کھنچین کہ اگر
سر راہ باہم سواریان دوچار ہوگئین سلام و کلام سے تنفر تھا آخر صورت رنجش و ملال کی شدت از بام
افتادہ ہوئی اور یہان تک طول کھنچا کہ آخر عہد نواب وزیر مین مشہور ہوا کہ بندگان عالی نے سفر و قصد

صاحب ریذیڈنٹ کے لائق سزا کے شکایتین تھے لکھکر بھیجے اور صاحب ریذیڈنٹ بھی جواب تشکی
پہ شکی دشمن جانی نواب وزیر کو نکتہ والدرا علم سے تا بنا شدید چیز کے مرحوم نکو پیچیدا مگر اسقدر بلاشک تھا
کہ نواب وزیر کو تنبیہ بلی ریذیڈنٹ منظور نظر تھی لیکن حسن رسائی اور مستحکم تدبیرون سے مرزا جعفر کی اور
دانشمندی جان بیلی صاحب کی وجہ وہ صورت وقوع مین نہین آئی اور بعض مقدمہ جناب نواب وزیر کے
پوشیدہ تھے بعد مباحث دوسرے گورنر جنرل کی تشریف آوری کے وقت کہ ذکر اوسکا اپنی جگہ پر
آئیگا آشکار ہوئی اور باوجود ان شرارتون کے مرزا جعفر صاحب کے ساتھہ سلوک اور مراعات ظاہری
سے نواب وزیر نے چشم پوشی نہین کی لڑکون کی شادیون مین دیدہ و دانستہ اعانتین کین اور
عنایتین ظاہر ہوئین اور دوسری وجہ نقیضی یہ تھی کہ نواب وزیر کو قرقی جاگیر تفضل حسین خان منظور تھی
اور جان بیلی صاحب نے اکثر صاحبان صدر کو حمایت اولاد خان مرحوم مدنظر تھی وہ خواہش ظہور مین نہ آئی اور
وجہ تیسری یہ تھی کہ خانہ زادخان اور حیدر بخش خان چیلہ الماس علی خان کو تنبیہی کے واسطے نواب وزیر نے
نہایت کد و کوشش کی مگر سعی مرزا جعفر کی وجہ سے کچھہ پیش نہ گئی وہ آبرو اور مال سمیت لکھنؤ سے نکل گئے
یہ صورت بھی باعث تکدر مزاج عالی کے ہوئی اور وجہ چوتھی یہ تھی کہ جان بیلی صاحب نے سوا جیب متعلقان
وغیرہ اور سرفراز الدولہ و درماہہ مرزا جعفر صاحب کو باب مین بہت کوشش کی لیکن جناب عالی نے
قبول نہ کیا آخر کار سرکار کمپنی سے ایک دو ہزار روپیہ درماہہ ورثای سرفراز الدولہ اور تین سو روپیہ
مرزا جعفر کی ماہواری قرار پایا اور اسیطرح وجہ پانچوین عاملون کا مقدمہ ہے خصوصاً حسین علی خان
چکلہ دار سندیلہ بریلی جو سمدھی مرزا جعفر کا تھا اور نواب وزیر چاہتے تھے کہ اوسکو عذاب محاسبہ مین
مبتلا کرین غرض اسطرح کی چند صورتین باعث خلاف ہوئین اور نواب وزیر فقط اسقدر قدر اور منزلت
ریذیڈنٹ کی سمجھتے تھے کہ وہ سرکار انگریزی سے فقط دریافت اخبار خیر و عافیت کے واسطے مامور ہین
اور پہونچانا خطوط و کاغذ وغیرہ طرفین کا متعلق سوای اسکے اور کسی کام مین مداخلت نہین اور صاحب ریذیڈنٹ
خلاف اسکے اپکو تصور کرتے تھے اور بلند کھینچتے تھے پس یہ صورتین منافرت کی تھین۔

ذکر قدردانی باہمی جناب عالی و مرشدزادگان ارباب الخلافت و دیگر اہل شہر

ایکدن بندگان عالی مکان جان بیلی صاحب چہر دوقوع بخش تھے کہ سواری مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کی

ثانی بندگان عالی رسم استقبال جیسا کہ مناسب حال تھی بجا لائے اور جسوقت شاہزادہ مرزا جہانگیر بخت بہادر لکھنؤ مین
تجلی افروز ہوئے نہایت طمطراق کے ساتھہ قدم براہ استقبال پر رکھا اور کوئی امر خدمت گذاری مین محبت
کے ساتھہ فروگذاشت نہین کیا کہ یہ مضمون حال سلطنت مین قلمبند ہو چکا ہے غرض عرصہ قلیل مین زر کثیر قریب
دو مین لاکھہ روپیہ کے اس تقریب مین صرف ہوا اور اسیطرح اولاد مرزا جہاندار شاہ کے ساتھہ بھی کہ
بنارس سے آئے تھے مراعات عزت و توقیر کے ساتھہ مد نظر رہی چنانچہ ایکدن اونہون نے رہ ولایتی
شمشیر آبدار جو زیب کمر تھی پسند فرمائی بندگان عالی نے اوسے مد نظر کی اور اپنے دولتخانہ مین پہونچکر دو
تلوارین آبدار کہ اوس سے قیمت اور جوہر مین کہین زیادہ تہین عوض مین بھیجکر اس حیلہ مین کہ یادگار بزرگون
کی باعث ہے رضامندی شاہزادہ کے ساتھہ شمشیر اول طلب فرمائی اور ہندوستان مین اطراف دکن
اور راجواڑہ اور سرکار مرہٹہ مین خط کتابت اور شخصون کی آمد و رفت طرفین سے برسم اتحاد جاری تھی اور
بنظر بندہ پروری ارباب کمال سے لطف و عنایت مین بند نہ تھے بلکہ ہر وقت خاطر داریان طبیعت پسند ہوتین
ایک شخص خانوادہ مجد الدولہ عبد المجید خان بہادر سے کہ اوب و فا عمدہ سلطنت کے ساتھہ لباس و جامہ و
دستار بوضع قدیم زیب تن تھی سواری بارباب مجرا ہوا جناب عالی نے بنظر قدر دانی کہ یہ چراغ کسی خاندان
عمدہ کا معلوم ہوتا ہے بلاکر نوکر رکھا اور تنخواہ بیش قرار مقرر کردی اسی طرح میر ابو القاسم خان کہ رسالان
بنگالہ سے تھے یا سرداری اونکی نہایت فرماکر ہفت صد روپیہ درماہہ مقرر کیا بلکہ قربت حاصل اور سبحان علیخان
اور تاج الدین حسینخان کنبوہ بھی قدر دانی سے محروم نہین رہے یہ پیشتر سرکار انگریزی مین عہدہ تحصیلداری پاتے
تھے جسوقت سے کہ سر رشتہ تحصیلداری ملک انگریزی مفقود ہوئے لکھنؤ مین آکر ملازم ہوئے لیکن نشو و نما
اس ثروت و دولت کا اس عہد کے بعد ہوا اور شہرہ سوزخوانی میر امیر علی صاحب نواسہ خواجہ باسط کا تھا
جسوقت آویزہ گوش ہوا کمال اشتیاق کے ساتھہ طلب فرمایا میر امیر علی صاحب نے جواب مین عرض کیا کہ
عادت غربا کی یہ ہے کہ اس فن کو سوائے اپنے گھر کے دوسری جگہہ نہین کرتا اگر آتش اشتیاق سماعت
سوزخوانی بندہ مجھہ دل مین مشتعل ہے تو خانہ فقیر کو تشریف اوس سے روکش روضہ رضوان فرمائے اگر
خدانخواستہ یہ عرض ناسموعہ ہے تو حکم ہو کہ صحبت اس شہر سے منقطع کرون اور اگر قبول ہے تو دم اطاعت
کا بھرون خلاصہ طبیعت جناب عالی کی اسقدر ہنر دوست تھے کہ معروضہ میر ممدوح کا منظور فرمایا اور دوسو
روپیہ درماہہ خانہ نشینی مین مقرر فرمایا اسی طرح مرزا محمد قتیل تخلص کہ پہلے قوم کھتری سے تھے اور اب شرف

اسلام سے ہوکر شہرہ کشور نظم و نثر مین پایا تھا چنانچہ چند رسالہ زبان فارسی مین اور دیوان فارسی اونکی
تصنیفات سے مشہور زمانہ مین ایکدن انکو بھی بندگانعالی نے طلب فرمایا اور ملاقات چاہی مگر یہ شخص بھی آزاد
وضع تخص تھا عرض کیا کہ حصول دولت ملازمت عین سعادت ہے اور چشم تمنا دوچار لیکن چند عادت
اپنی وضع آزادانہ نے پسند کی ہین ایک مدار یا حقہ گلی سے نہایت طبیعت مانوس اور ہر دم عزیز ہے دوسرے
دستار پوشی سے چارو ناچار طبیعت بریچ فقط کلاہ سادہ مطبوع طبع باقی ہیچ میسر ہوا امیدوار تعظیم و تکریم
علم کہ بہرکیف حاصل کیا ہے اگر یہ صورتین ناگوار خاطر عالی نہون طلب فرمائین فقیر حاضر ہے اور اگر خلاف
رای بندگان حضور ہے قیام شہر نامنظور ہے خلاصہ نواب وزیر علم دوست اور ہنر شناس تھے یہ باتین
قبول فرمائین اور اجازت بے تکلف آنے کی دی چنانچہ تعظیم بالای طاق کس پہ دی مین بچھایا کہ جسوقت
خبر اونکے آنے کی دم دروازہ قریب آویزہ گوش مبارک ہوئی پہلے سے اوٹھ کر ٹہلنا شروع کیا جبتک
مرزا نے قدم اندر مکان کے رکھا آپ کھڑے کھڑے ملاقات ہوئی بعد اوسکے بیٹھے باقی حقہ رہا
چنانچہ اودھر نواب وزیر نے آپ اسکی طرف توجہ نہین فرمائی اور ادھر مرزا موصوف نے بھی دم نہین مارا
رہی کلاہ سادہ وہ زیب سر تھی خلاصہ نظم و نثر مرزا مطبوع خاطر بندگان عالی نہایت تھی چنانچہ انشا پردازی
نواب وزیر کی مشہور زمانہ تھی اور کمالات علم و ہنر حاصل بلکہ کو اغاز دفتر کو بھی حکم تھا کہ خط نستعلیق مین قلمبند
ہو چنانچہ دفتری متصدی بھی خط خوش سے بہرہ مند ہوئے اور غلطی حروف پر پانچ روپیہ جرمانہ اور نقطہ پر
ایک روپیہ متصدی اور منشی سے لیا جاتا تھا بلکہ اکثر اعداد حرف پر حکم اخذ جرمانہ نافذ ہوئے ہین مصداق اسکا
یہ فقرہ ہے کہ منشی تو کہ لفظ نوع را بطرز نو نوشتہ ہمین خطا کرد لہذا ہفتاد روپیہ جرمانہ گیر حسب اتفاق کسی
جلسہ مین زبان قلم نواب وزیر ممدوح پر املا غلط آگیا چنانچہ منشی بھولاناتھ مہتمم منشی خانہ نے وہ کاغذ حضور
مین لاکر عرض کی کہ آج صحت اس لفظ کی خانہ زاد کو ئی ہو کہ اس املا سے درست ہے چنانچہ نواب ممدوح نے
اپنی نسبت اسطرح جرمانہ کو رونق دی کہ تنخواہ منشی خانہ کی دو چند ہو گئی اور عہد واجد علیشاہ تک یہ دفتر
بہتیں قرار درماہہ پایا کیا غرض علم و ہنر کو بھی اوس عہد مین نہایت رونق تھی اور اسیطرح رقاصان ہندی کو
ایک شخص پیگاش نام جوالہ آباد اور ہنڈیہ سے آیا تھا اور لکھنؤ مین اپنے فن والون سے گوی سبقت لیگیا ہر چند
بندگانعالی کو اوسطرف توجہ نہ تھی لیکن اوسکے ہنر و کمال نے کہ تماشہ اور خرمہرہ پر رقص کرتا تھا اور
کوئی دقیقہ اوس پر دیسی سے علم موسیقی مین فرو گذاشت نہین ہوتا تھا حضور تک پہونچا اور صاحب انشی قرار

ملازم ہو کر جابجا جانے کی ممانعت ہوئی اور اسیطرح سے منور رہا الغرض کہ پہلے ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر کی تھی
اور عہد وزیر علیخان مین محل سے نکلی سرود و خیال مین حسن و جمال مین یکتا ہی روزگار لیاقت ظاہری اور
پوشاک پر تکلف سے ہمہ تن آراستہ چنانچہ بندگان عالی بھی اوسکی حسن و لیاقت و نغمات پر فریفتہ ہو کر
جو یلے سو صاحب ہوئے تھے چونکہ وہ اب سپہ زادہ قاسم علی نام فرزند میر انور داستان گو پر فریفتہ تھی
یہ خبر سنکر اکثر اوس سے ارشاد فرماتے تھے کہ ہر چند دل سے تجھپر رغبت ہے لیکن طبیعت تیری
دوسری جانب گرفتار ہے مجھکو تیری وصلت سے انکار کہ بے تکلف و بے لذت ہے غرض اسقدر طبیعت پر
اختیار تھا کہ ہر چند اوسپر مائل تھے لیکن عالم مستی مین بھی کہ خون حجاب و حیا کا کرتے تھے کبھی ہاتھ اوسکی
طرف نہین بڑھایا اور انعام وغیرہ سے سلوک رہے اور اسقدر مردم دیدہ حضور کو چشم بد دور دیدہ محبت
تماشای حسن و جمال منظور نظر تھا کہ ارباب شہر لفظ حسن پرستی کا نسبت جناب عالی اطلاق کرتے تھے
اور دانشمندون اور صاحب کمالون سے صحبت مین گرمجوشیان اور اختلاط جاہل اور بے علمون سے
نفرت کلی چنانچہ ارباب صحبت جناب کی تحریر و تقریر و فضل و کمال سے آراستہ تھی اونہین سے ایک میر
انشاء الله خان حکیم بسیار الشان بہار الله یہ شخص نہایت صاحب علم تھا شاعری اور بدیہہ گوئی مین موزون طبع
کہ آج اوسکے کلام کی سخنورون مین شہرت ہے اور نکتہ سنجی اوسکی ایسی دلکش تھی کہ مزاج بندگان عالی کا
مالوف تھا دوسری یہان خواجہ حسن پیرزادہ ای چشتیہ سے شخص معروف تھا بدیہہ گوئی مین سے آمد زبان
بیان مضامین فقر و تصوف مین یگانہ کلام نکتہ اور لطیفہ آمیز نہایت مطبوع خاطر بندگان عالی تھی ایکدن
سواری حضور مکان منشی علی نقی خان کے قریب ہو نکلی کہ یہ شخص قصباتی تھا وقت سواری فرمانے
صاحب منشیگری رزیڈنٹی مین مامور تھا اونہین کوٹھی رزیڈنٹی کے پاس حویلی پختہ اور آراستہ تعمیر کی
اور پیشانی دروازہ پر یہ مصرعہ تاریخ کندہ تھا ع حویلی علی نقی خان بہادر کی ۰ قصہ مختصر یہ مصرعہ مبارک
بندگان عالی نے دیکھ کر مضحکہ کے ساتھ انشاء الله خان کی طرف متوجہ ہوئے میر موصوف نے
بدیہہ عرض کیا ع نہ عربی نہ فارسی نہ ترکی ۰ نہ سم کی نہ تال کی نہ سُر کی ۰ یہ تاریخ کہی ہوئی کسی لڑکی
حویلی علی نقی خان بہادر کی ۰ اور ایک روایت تازہ ہی کہ ایکدن ایک بار مستخلص مین اکثر وانہ ٹکور لینا
کو پچھیدون کا کہتا تھا بندگان عالی کی نظر پڑ گیا گرفتار ہوا انسارام نام رکھا گیا غرض وجہ اس نام
کی یہ تھی کہ ایک شخص انسارام نام نہایت احمق تھا ارذال اوسکو خر کہتے تھے پس وہ کہ اپنے بادبان پر چھوڑ دینا

بہت سی قاطر پیدا ہوئے اور ایک افسانہ یہ ہے کہ ایکدن بندگان عالی محل میں رونق افروز ہوئی نسوان محل کو دیکھا کہ زیورات بادلہ اور مقیش سے تیار کر کے زیب گوش و گردن کیا ہے خواجہ سراؤں کو حکم ہوا کہ زیور طلائی و مرصع کار انکے انتزاع کیے جائیں چنانچہ تعمیل اس حکم کی عمل میں آئی چند روز ضبط رہا اور پھر عنایت ہوا —

ذکر منصوبہ خلافت جنت آرامگاہ تا حال رحلت فرمائی اس دار فنا سے

ارباب ثقات اہل صحبت اور بندگان عالی کی زبان سے مسموع ہوا کہ بعض اقوام انگلشیہ کے ذریعہ خصوص اور فی صاحب کی معرفت نواب وزیر نے حضور میں بادشاہ لندن اور اہل پارلیمنٹ کے تمام ممالکت ہندستان جو قلمرو سرکار کمپنی میں محسوب تھا اس مضمون سے درخواست ستاجری کی کی تھی کہ بعد منہائی مصارف فوج و مواجب تنخواہ ملازمان جسقدر روپیہ کہ بہ نسبت الحال کمپنی پس انداز ہوتا ہے اوسکو نقد ادا کرتا ہوں اور اضافہ سال بسال قبول چنانچہ ارباب کمپنی اور بادشاہ ولایت کو اس نظر سے منظور ہوا کہ زر آمدنی اونکا بیچ ممالکت ہند کی تمام خرچ ہو جاتا ہے اور ہمیشہ جمعہ خرچ پینتالیس ۴۵ کرور سال تخمیناً کم زیادہ ہندوستان ولایت میں آتا ہے اور کبھی سوای فاضلات کے روپیہ پس انداز نہیں ہوتا اگر بندگان عالی کو ستاجری تمام ہندوستان کی دیجاوے سزاوار ہے جواب انکی دولتمندی کا ہندوستان میں نہیں چنانچہ لارڈ مانٹرا بہادر کو اسکی دریافتی کے واسطے ہندوستان کی طرف روانہ کیا جب یہ بات تمام سرداران انگریزی کو ثابت ہوئی کہ آنا گورنر بہادر اس تقریب سے ہے کہ رضامندی بندگان عالی ظہور میں آئی القصہ جسوقت گورنر جنرل بہادر تشریف فرما ہوئے اور اوس مضمون سے اشتہار پایا صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ دریای تردد میں غوطہ زن ہوئے اور اسی کثرت تشویش و تفکر نے وہ رنگ پیدا کیا کہ عوام الناس نے سخن تراشیاں شروع کیں اور زہر اوگلنی لگی کہ صاحب رزیڈنٹ کی عداوت نے آخر یہ زہر بویا کہ جان نواب وزیر پر آبنی لیکن یہ گمان خلق غلط ہے بلکہ صورت انتقال بندگان عالی اس طرح ثبوت ہوئی کہ ساٹھ برس سے عمر شریف زیادہ تجاوز کر گئی تھی اور عارضہ ورم جگر اور استسقا کا کہ ملک الموت کہا چاہیے لاحق ہوا تھا اور کئی مہینے حکیم علی شریف نے کہ حاذق ترین حکمای عہد سے تھے معالجہ کیا مگر کوئی علاج اونکا راست نہ آیا فی الجملہ تسکین حاصل ہوئی اور صورت شفا پیدا چنانچہ حسب اجازت حکیم مذکور نواب سعادت علی خان بہادر بتقریب صحت غسل زیارت

درگاہ عباس علیہ السلام سے مشرف ہو کر رقص و تماشا میں مصروف تھے کہ یہ رات گئی سبب اسکا یہ تھا
کہ ہمشیرہ انکی داخل محل کے تھی اور عہدہ دیوانخانہ و آبدارخانہ و دواخانہ متعلق اونکے تھا آب یخنی حاضر کی
چنانچہ نوش جان فرماتے ہی آئینہ دل میں صورت کدر ظہور ہوئی اور رنگ طبیعت کا بدلا کلام یاس کے
زبان پر آنے لگا کمال عجلت کے ساتھ مرشدزادہ ولیعہد بہادر کو یاد فرمایا حکیم مرزا علی اور عساکر دار ہنوز
حضور مرشدزادہ میں نہیں پہونچے تھے کہ سرو ست روح روان جسم مبارک نواب سے مفارقت کر گئی ہنگامہ
گریہ و زاری کا سرود مہری ملک سے گرم تھا کہ ولیعہد بہادر صورت برق بیقرار اور میجر جان بیلی صاحب رزیڈنٹ
مع ایک ڈاکٹر اور چند سرداران انگریز سمیت حاضر آئے یہاں شب حیات تمام تھی اور چراغ عمر کشتہ ہو
دہن مبارک سے جاری وقت صبح سے پیدا دلدار علی صاحب مجتہد نے آکر لاش ممدوح غسل و تکفین پایا
بیان حاضرین وقت کا ہے کہ صفحہ سینہ پر الف زیبائی نیلگون کا زیب قلم تھا خلاصہ یہ حرف روشنائی
رمضان علیخان پر دال ہوا القصہ بعد تجہیز و تکفین مقبرہ خاص بازار میں جو پیشتر سے آمادہ تھا نعش مبارک
شان و عظمت کے ساتھ صورت خزانہ دفن ہوئی مادہ تاریخ وفات زبان ناسخ سے ہے ع نواب
وزیر لسے نواب وزیر ماہ یہ سانحہ جان گداز انتیسویں رجب ۲۹ سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں گذرا

ذکر وزارت نصیب ہونا غازی الدین حیدر خان بہادر کا

جبکہ انصرام مالی و ملکی نواب نصیر الدولہ بہادر اور شمس الدولہ بہادر کے تعلق تھا اس معاملہ میں مہر سکوت
لب پر تھی اور کاسہ چشم لبریز گر صحبت گفتگو کی عہدنامہ میں راہ مداخلت کی نہ پائی اور عہدنامہ اس مضمون کا
لکھا گیا کہ خلاف طریق جنت آرامگاہ جو سرداران انگریز و خصوص صاحب رزیڈنٹ سے بروئے کار تھا
کوئی امر مالی و ملکی بدون مشورہ جان بیلی صاحب بہادر ظہور میں نہ آئی خلاصہ اسکا بعد کتابت عہد و پیمان جان
بیلی صاحب بہادر نے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کو مسند وزارت پر جلوہ آرا کیا توپیں سلامی
اور مبارکبادی کی سر ہوئیں اور حاضرین دربار کو نذر گذرانے کا حکم نافذ ہوا جب نوبت شمس الدولہ
بہادر کی آئی بنظر اخلاص حرف شکایت رزیڈنٹ زبان پر لائے صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ
اگر اطاعت بھائی کی منظور خدمتگاری تمہاری بدستور بحال ہے ورنہ قانون انگریزی اور قاعدہ قدیم کے
خلاف ہے کہ بعد اولاد اکبر ریاست [illegible] ناچار شمس الدولہ نے [illegible]

جہاں پناہی سے بطریق نذر افشاں اس حال کہ دست مبارک نذر پر مارا اکہ اشرفیان روے زمین پر نثار ہوئین
اور بصورت شکر رنجی ناکامی کے ساتھ اظہار تاریخ خرد گفت جشن وزارت مبارک با خورد و بزرگ
جواہرات و خلعت ہاے فاخرہ سے حسب ضابطہ علی قدر مراتب سرفراز ہوے خلعت مدار المہامی بلا شروط
نیابت خطاب معتمد الدولہ سمیت آغا میر کو عنایت ہوا اور عہدہ و صلباقی سے مع خطاب راجگی راجہ دیاکشن
نے افتخار حاصل کیا مظفر علیخان ابن لطف علیخان مرحوم نے خلعت توپخانہ اور اہتمام سواری کا پایا اور خلعت
ولیعہدی کو مرزا نصیر الدین حیدر نے رونق بخشی خلاصہ زمان حال مین خلاف عہد ماضی آمد و رفت صاحب
رزیڈنٹ بہادر کی ہر روزہ اور ہفتہ مین دوبارہ بندگان عالی کے اونکی کاشانہ دولت مین جاری ہوئی بعد
وفات مرزا جعفر صاحب قمر الدین احمد خان معروف مرزا حاجی قمر تخلص آفتاب سپہر علوم ستارہ نظم و نثر کا
ہیچ شدند مین جنکا عہدہ خزانہ رزیڈنٹی سے مستوفی ہوکر بہ امید منصب نیابت کارہای نیابت متعلقہ کو سرانجام
دیتے تھے اور بصورت نقشہ بلکہ اہالیان سرکار کمپنی کی اعانت سے اسطرح ظہور مین آئی کہ تین لاکھ
روپیہ کے علاقہ پر ایک تحصیلدار مامور ہوا اور حق التحصیل زر تحصیل سے دو پاے اوسکو عنایت ہوا اور جو مصارف
ملازمین اور سنہ بندی وغیرہ متعلق اوسکے رہے اور ڈیڑھ روپیہ فیصدی دو پاے سے سواے مصارف پولیس کے
واسطے امداد ہو اور تھانہ داران پولیس شریک تحصیلدار کے رہین اور بیس لاکھ روپیہ کے ملک مین ایک
ناظم لائق کارگذار مقرر کیا جاے اور دو ہزار روپیہ اوسکے مصارف ذات وغیرہ کے لیے سرکار سے ملے
اور سپاہ نصرت پناہ سرکاری ناظم کے ساتھ تعینات رہے خلاصہ جب یہ رپورٹ صدر کلکتہ مین صاحب رزیڈنٹ
نے بھیجی یہ جواب آیا کہ نواب گورنر جنرل قریب اوس ضلع مین رونق بخش ہوئے ہین بعد ملاقات حسب راے
بندگانعالی تجویز ہوگا اور محصول سائر و پیٹ پر نظر نہ تھی اور عہد جنت آرامگاہ مین بدون جائزہ و اجازت
ناکہ شہر سے باہر کوئی جا نہ سکتا تھا اور حساب نقد کا یہ شمار تھا کہ دس روپیہ سے افزون باہر لیجانا شہر سے
غیر ممکن تھا اب اس عہد دولت مین سد باب ان باتون کا اصلا نہ تھا ۵ یہ راہ آمد و شد شب پہ وا تھی
بآسانی تھی وہ نازل بلا تھی جو زنگ آلودہ ہونا آئینہ دل نواب مرحوم کا بصورت رزیڈنٹ سے صاحبان
صدر پر آشکار تھا اور مضمون اجرای نامہ و پیام کا ولایت تک واضح ناگاہ خبر آمد آمد تازہ بہار کی گلشن ہندوستان مین
خوشبو کی نکہت اوڑی عروسان چمن صورت بلبل نغمہ سنج ہوے کہ تشریف لانا نواب گورنر جنرل آف
ہسٹکین لارڈ مائرا صاحب بہادر کا کہ رنگ اتحاد نواب وزیر کا اونکے دامن دل پر جما تھا گل تازہ کھلانے لگا ۱۲۴۰

یعنی اشجار امور ریاست لکھنؤ حسب خواہش نواب مرحوم بارور ہونے کے عظیم آباد تک وائرہ دولت بہادر
موصوف حرف مراد کی صورت نزول ہوا تھا کہ خبر خزان ہونے بہارستان زندگی نواب جنت آرامگاہ
کی سنکر غنچہ دل گورنر بہادر کا اوس خار غم سے گل افسردہ کی رنگت کھلا گیا خلاصہ مطلب کانپور سے
براہ استقبال بڑی شان و عظمت کے ساتھ جو اونکے سامان شان و شوکت کے تھے نہایت اعزاز
و اکرام سے شہر لکھنؤ میں کہ کثرت آراستگی اور آئینہ بندی سے صورت نو عروس ہفت و آراستہ تھا
رونق بخش ہوئے جشن عالی نے جشن بزم نو عروسی کا دکھایا پری پیکر حور نژاد طوائفین کی دلربائی کے
ساتھ پاکوبی نے سرو ست محفل رقص میں وہ حشر برپا کیا کہ پای صبر مردم دیدہ تماشا دوست کی جای قرار
سی مژگان محبوب کے مانند جنبش کر گئے اور پریشانی بنات النعش ستاروں کی کثرت عیش و نشاط سی
زلف مشکین میں کمان ابرو معشوقوں کے جا چھپے اور خورشید طلعت ماہ رخسار مطربوں کی آواز دلکش
اور نغمہ پردازی نے وہ رنگ داؤدی پر دلیپوں کے روبروے پردہ جمایا کہ خیال حسن و خوبی زہرا کا
بھول گئی قسم ہے ستاروں میں کی کہ آسمان فرط حیرت سے صورت آئینہ متحیر تھا بے شش و پنج ستاروں
برابر سامان دعوت سپہر شکار کے ساتھ کمال حسن و آرائش سے مہیا رہا کہ شب روشن شب معراج تھی و
ہر روز رشک عید ہے

ذکر تقرر نیابت معتمد الدولہ کا

حکیم مہدی علیخان ارسطو وقت کی گل فشانی تحریر نے اس رنگ سی سبز باغ بندگانعالی کو دکھایا مرزا
حاجی کہ وابستگان صاحب رزیڈنٹ سے تھے جملہ ملکی اور خانگی کارخانوں میں مخبر بہ کیف افشاے راز ریاست
یعنی مداخل و مخارج ملک و موجودات خزانہ وغیرہ کی کیفیت اوسکی وجہ سے ممکن اور مداخلت صاحب رزیڈنٹ
سی لکھنؤ میں صورت عمل انگریزی کی آشکار ہوتی ہے اور جنت آرامگاہ افلاطون زمان فی ہزار روپیہ
صاحبان انگریز کی تنخواہ میں صرف کیے ہیں مناسب ہے کہ بواسطہ اونکے نواب گورنر جنرل بہادر سے
طرح درستی معاملات ریاست کی ڈالی جاوے کہ خالی فائدہ سے نہیں چنانچہ ڈاکٹر ملکم و کرنیل سے
سند مہری وکالت و سفارت کے ذریعہ سے کہ رشک آئینہ ضمیر بندگانعالی کا جان بلی کی صورت سے
اظہار کیا نواب گورنر بہادر نے پر فرہ ہو کر صاحب رزیڈنٹ سی ارشاد فرمایا کہ مداخلت تمہاری سرکار وزیر میں

خلاف احکام ولایت وحکم صدر کلکتہ ظہور مین آئی بہرحال اگر سنگنامی اپنی منظور ہے تو راضی نامہ بندگان عالی مرحوم ومنصوب کا حسب دستور حاضر کرو صاحب رزیڈنٹ بیجہ جان بیلی بہادر نے جب دیکھا کہ بدون حصول راضی نامہ صورت جان بری کی آئینہ ظاہر مین زنگ آلودہ نظر آتی ہے منشی علی نقی خان سے کہ دروازہ آمدو شد کا خدمت بندگان عالی مین اونپر کھلا تھا طرح مشورہ کی ڈالی منشی مذکور نے سید محمد خان عرف آغا میر ابن سید تقی اولاد شاہ ترکمان کو جو عہد صاحبزادگی اور ولیعہدی سے زمرہ مین پیش خدمتوں کے اور اب معتمد علیہ سرکار نواب وزیر کا تھا بامید ترقی منصب وحشمت بواسطہ بہادر ممدوح اس بات پر رضامند کیا کہ اوسنے روغن قازروی خودبین علاچہ اس رنگ سے ملا اور طلاقت لسانی نے دم تقریر وہ نشیب وفراز دکھایا کہ نواب وزیر نے عین رضامندی کے ساتھ راضی نامہ مہری حسب مضمون کا منظور نظر تھا لکھدیا خلاصہ جب وہ کاغذ بواسطہ جان بیلی صاحب بہادر بملاحظہ نواب گورنر بہادر مین گذرا منتظم الدولہ معنوی بنکر نظرون سے گرے اور وہ چار انگریز نامی جو عہد جنت آرامگاہ سے ملازم تھے پائے عزل مین آئے اب مطلب یہ ہے کہ یہان وعہد جان بیلی صاحب کی بدولت عہدہ نیابت آغا میر کو مسلم ہوا اور بائیس[22] پارچہ کی خلعت معمول سے قامت شریف مخلع ہوئی اقبال الدولہ ابن مختار الدولہ اور اکبر علیخان ابن امیر الدولہ حیدر بیگخان اور اقربای سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان اور لڑکے تفضل حسین خان وغیرہ کے جو قدیم سے حقدار اس منصب کے تھے محروم رہے ہزار درجہ علم اور حسن لیاقت مین زیادہ تھے لیکن مقسوم نے کمی کی شعر واحق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد اوست خلاصہ ستارہ اوسکی اقبال کا برج شرف مین جلوہ آرا تھا یہ عہدہ بزرگ کہ اوسکی کم سوادی اور حوصلے سے ہزار صد ہزار درجہ زیادہ تھا نصیب ہوا بعض اکابر اور اعزای لکھنو نے چند مدت گذرانی مین بذر نیابت کر اپنی توہین کی نظر سے چشم پوشی کی آخرکا نوبت اس درجہ کو پہونچی اور ڈنکا ترقی اقبال کا بجا کر سلام کرنا اور پہونچنا خدمت تک اونکے اپنی بزرگان مردہ کا افتخار سمجھتے تھے —

ذکر روانگی شمس الدولہ جانب بنارس

ناچار شمس الدولہ نے مایوس ہو کر تمام اہل وعیال وخزانہ کثیر واسباب امارت ورفقا سمیت عمارات بنارس مین طرح قیام کی ڈالی سولہ ہزار روپیہ ماہ بماہ جو عہد جنت آرامگاہ سے مقرر تھا بدستور بحال رہا

دوسو اونٹ اور سو کہار باربردار اور پچیس ہاتھی اور دوسو گھوڑے اور سوار و پیادہ اور توپخانہ اور نوبت و نشان سامان امارت کے ساتھ کمال شان و عظمت سے اور کئی کشتی سرانجام فراش خانہ وغیرہ براہ خشکی و تری ہمرکاب اونکے تھے اب جناب بندگان عالی مطمئن خاطر ہوئے اور انتظام مالی و ملکی مین مداخلت رزیڈنٹ حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر باقی نرہے جو نقشہ بہ تجویز جان بیلی صاحب بہادر بروی کار تھا منسوخ ہوا طریقہ مستاجری قدیم کا جاری کیا گیا مگر صورت نظامت اور کلکٹری بدستور قائم رہی دو کلکٹری منشی علی نقی خان کے ذیل مین تھین ایک قطب الدین حسینخان کے نامزد تھی اور دوسری جعفر علیخان پسر زین العابدین خان کے تعلق تھی جو زرکثیر منشی علی نقی خان کو دیکر حاصل کی تھی اور ایک مع ستہ ریذکور کی طرف سے نائب قرار پایا اور ایک چکلہ فرزند معتمد الدولہ بہادر کے نام مقرر ہوا اور نیابت اوسکی راجہ بھوانی پرشاد کو ملی اور الماس علیخان جو لاکھون روپیہ کے محاسبہ اور علت مین مفرور تھا اور چرچا سونے کی تشہیر اوسکو معتمد الدولہ نے بنظر طمع اپنا رفیق بنایا اور ایک کلکٹری کنور رتن سنگھ بہادر فرزند راجہ مہندر رائے بالکرام جو متعلقان قریب راجہ جھاؤلال اور سمدھی راجہ دیاکرشن کہ ضلع بانس بریلی سے کئی برس کے بعد آئے تھے نامزد ہوئی یہ شخص کمال صاحب علم اور دانشمند تھا فہمی تخلص مرزا قتیل کا شاگرد اور ایک کلکٹری عمدہ یعنی خیرآباد و محمدی کی منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان بہادر کو بذریعہ [illegible] آکٹرلونی کی سعی سے کچھ اضافہ جمع گذشتہ پر دیکر تفویض ہوئی اور نواب معتمد الدولہ و منشی علی نقیخان اس عہد مین یکجان و دو قالب تھے غرض اس سال مین کہ انتظام مقدمات عظمی ریاست مین گذرا آمدنی ملک سے کہ دو روپیہ تھی کہ ایک کرور چالیس لاکھ کل جمع تھی حصول نہوئی چنانچہ اوسی زمانہ سے یہ راہ باقیات کی سال بسال کھلی کہ متصدیان دیوانی عامل قدیم پر باجد بار پیہ زر باقیات علاقہ کو جمع حال کے شامل کرکے وصول کرا لیتے تھے عہد جنت آرامگاہ مین دزدان خارجی شہر مین نہین آنے پاتے تھے اور جو یہ مفسد پوشیدہ شہر کو کشادہ پیشانی و دلاوری کے ساتھ چوری کرتے تھے انتظام انکا بخوبی عمل مین آتا تھا اب اس زمانہ حال مین بالگوبند مہاجن کے گھر مین ساہوکارہ مین سرشام ڈاکہ پڑا اور جرم اوسکا وصولی بیگم کو توال پر رکھا گیا اوسنے ہرچند عذر کیا کہ یہ شہری چور نہ تھے مگر اکثر بدمعاش سید روشن علی کے گھر مین جو بھائی معتمد الدولہ کا کہا جاتا ہے قیام رکھتے ہین مگر کسکی مجال نہین کہ نام اونکا زبان پر لاسکے کچھ یہ عذر سنا نگیا آخر کار وہ مسکین بقاء آبرو کے لیے کچھ کھا کر مرگیا اثبات ڈاکہ نہوا غرض [illegible] بذریعہ [illegible] کو ڈالی سید علی [illegible] کہ اپنا وسیدہی فولاد دندان سے تھا تفویض ہوا—

ذکر حیات بیگم فیض آباد مع اجرای وثیقہ بیگم صاحبہ

چونکہ بیگم والدہ ماجدہ نواب غفران مآب آصف الدولہ بہادر مرحوم صاحب عظمت وکمال نیک سیرت نیکو تقین تہیں اور اوس شہر میں بڑی عزت اور آبرو دار اونکی بدولت حرمت وامارت کے ساتھ بسر کرتے تھے اور چکلہ سلطان پور متعلقہ ساتھ حویلی فیض آباد جو قدیم سے جاگیر بخشیدہ بادشاہی اور انعام نواب صفدر جنگ شجاع الدولہ بہادر کے متعلق خالصہ یہ ملک کمال آباد وزرخیز تھا اس نظر سے نظر ہمیشہ جنت آرامگاہ کی اوس ملک وخزانہ و دولت پر تھی جب کبھی طبیعت بیگم صاحبہ کسلمند ہوتی تھی سیر وشکار کی پہڑی مین قریب فیض آباد پہونچتے تھے کہ ایسا نہو کہ چراغ حیات بیگم صاحبہ کا گل ہوجاوے اور خواجہ سرا اور کارپرداز خزانہ اور توشکخانہ وغیرہ پر ہاتھ صاف کرین اس صورت مین آئینہ دل بیگم صاحبہ فی الجملہ جنت آرامگاہ کی طرف سے زنگ آلودہ تھا لہذا اپنی حیات مین طرح وثیقہ کی ڈالی —

ترجمہ کاغذ وثیقہ

یہ وثیقہ وصیت نامہ سکے طریق حضور امت النہرا عرف بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ اسحاق خان زوجہ نواب شجاع الدولہ بہادر مادر والدہ نواب آصف الدولہ بہادر کی طرف سے عالیان کمپنی انگریز بہادر کے نام کہ کفالت وضمانت بہادری تمام متعلقین کی اپنی ذمہ ہمت پر ثابت ولازم ہے لکھا گیا کہ اپنی حیات مین جاگیر وعمارات و اموال تمام میرے قبضہ تصرف مین تھا کچھ مصلحت وقت تھا کیا چونکہ حیات قابل اعتماد کے نہین ہر وقت ممات وپیش آمد ہے اسلئے بنظر عاقبت اندیشی اوس سب کو بطریق وصیت وامانت عالیان کمپنی بہادر کو دیا اور سونپا ہے اور لیدرا ہے اوسکے صرف مین اختیار کامل بخشا چاہیے کہ جسطرح کفالت وضمانت میری کی تھی بعد میرے بھی صورت میرے مرجانے کے بعد عزیز اور بہادر زادے اور لواحق اور خواجہ سرا وغیرہ جو وابستہ ہمارے تھے اونکی بھی ضمانت ایسی ہو جو نام بنام جاگیر اور نقدی وغیرہ سے فرد علحدہ پر لکھدی ہے نسلاً بعد نسل بطنا بعد بطن بحال و برقرار رکھین اور کوئی ظلم وتعدی اونپر کرنا نہ سکے عمارات وباغات اور امکنہ وغیرہ کی ابتدا ہے بعد وفات نسلاً بعد نسل اونکے قبضہ مین رہے اور عزیز القدر محمد داراب علی خان خواجہ سرا اور جملہ اہلکار اور ملازم کہ جو کہ مدت سے امور پر ہمارے مین تھے اونسے محاسبہ اور حساب کتاب اپنا

بجھا دیا اونسے کوئی مواخذہ و تعرض کرنے نپاوے مگر انکو مناسب ہے کہ بموجب حکم وثیقہ جو کچھ خزانہ مین
جمع ہے اہالیان سرکار موصوف کو نشان دین اور اہالی سرکار اوسمین سے تین لاکھ روپیہ تعمیر و تیاری
مقبرہ کے واسطے اور ایک لاکھ روپیہ نذر کربلا و نجف اشرف و مکہ شریفہ کے لیے جدا کر دین اور
داراب علیخان کو مددگار دین ہے اوسکو اسکے صرف کرنیمین اختیار ہے اور مصارف مقبرہ کے لیے
پرگنہ بچھپا اٹھارہ سو دہات دس ہزار روپیہ جمع کا مقرر کیے جائین کہ آمدنی اوسکی ساکنین و متوطنین مقبرہ کے
صرف مین آسکے اور تنخواہ برادرزادون اور لونڈیون اور وابستون کو محال جاگیر یا منافع مال سے داراب علیخان
دیا کرے اور رکھنا اور نکھنا خانہ مذکور کا پیدا ہو غرض بعد اجرای جمیع وجوہ جو کچھ نقد و جنس سرکار عالیہ ہماری
مین باقی کامل ہے اختیار اوسکا اہالیان سرکار موصوف کے ہاتھ مین تفویض کیا جو چاہین کرین
اور جسکو چاہین دین مگر بعض اقربا اور عزیز جو تنخواہ اور جگہ سے رکھتے ہین بعد وفات اونکے وجہ تنخواہ مذکور
مین احتمال کمی و بیشی اور موقوفی کا خلاف معمول ہماری سرکار کے ہے ہماری مال سے جو کچھ پس انداز رہے
فراخور حال کے موافق اہالیان کمپنی کوئی وجہ مقرر کرین مورخہ بست و ششم رجب ۱۲۶۸ ہجری مطابق ...
اور یہ تنخواہ سوا ہے اوسکے جو سرکار وزیر الممالک سے جابندا و خاص محل اور ولیعہد بہادر مرزا علیخان اور سالار جنگ اور مرزا قاسم
داکبر علیخان و اصغر علیخان کو مقرر ہو قرار پائی جائیگی

جہت تیاری مقبرہ باہتمام داراب علیخان تین لاکھ — نذر کربلا و نجف اشرف باہتمام ایضا یک لاکھ

جمیع مقبرہ باہتمام ایضا — تنخواہ برادرزادگان وغیرہ — تنخواہ قاسم علی خان جسطرح محمد آصف الدولہ سے جاری ہے جاری رہے

اور امداد و اعانت اوسکی اہالیان کمپنی کرین اگر سرکار وزیر سے موقوف ہو یا انکی اولاد زیادہ ہو ہر ایک کو بموجب فرد
فراخور حال دین اور تنخواہ خاص محل کی فرد کے موافق دینا چاہیے اور اگر تنخواہ رحمت النسا بیگم و منجھو تقی خان
و مرزا نصیر کی اونکی فرزندان سمیت کونڈہ سے موقوف ہو ہماری جاگیر یا منفعت سے مقرر کیجائے اسی طرح
تنخواہ فرزندان مرزا جعفر کی بدستور رہے اور اگر سرکار وزیر سے امداد نمونوادی صورت ہماری جاگیر یا
منفعت سے مقرر کرین اور اولاد ظفر الدولہ در ماہہ اپنے باپ کا پاتی رہین اگر سرکار وزیر سے وہ صادر ہوا ہو
تو یہان مقرر ہو بعد تحریر وثیقہ فرد حساب نقد ہی سے جو موجودات خزانہ مرتب ہوئی جملہ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ
نقد تھا ایکدن بیگم صاحبہ بسبب کثرت عارضہ عریان اوس کاغذ وثیقہ کو دیکھتی تھین کہ اصغر علیخان جانشین
آسکے اور یہ صورت پریشان اپنے عمہ حقیقی کی دیکھکر رونے لگے بیگم صاحبہ نے اوسوقت فرمایا کہ اے فرزند
یہ مقام گریہ و زاری کا نہین ہر ذی روح کو ایکدن یہ راہ درپیش ہے اس صحبت کی یادگاری کا ہاتھ سے دینا نہ چاہیے

عقلمند عقل سے دور آپ کو مناسب ہے کہ موافق اس تحریر کے جو میرے ہاتھ مین ہے کاربند ہو خلاصہ
عالم تخلیہ مین سب مقدمے اونکو سمجھا دیے اور وہ کاغذ سپرد کیا حساب منفعت اور وثیقہ اور تعداد زر نذر گورسی
تین لاکھ روپیہ سالیانہ منفعت اہالیان انگریزی قرار پایا اور جان بیلی صاحب کو طلب فرما کر سب مراتب اپنے
روبرو وسطے کے بیان جنت آرامگاہ نے بہ نظر فراست کام عاقبت اندیشی سے لیا قبل اوسکے وہ کہ
اور وثیقہ شہرت پذیر ہو اور جان بیلی صاحب اوسکو صدر مین روانہ کرین استدعای فتوی ایک محضر اسمای فرضی
سے لکھکر تیار کیا کہ علمای دین اور مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین اس باب مین کہ ایک شخص زید نام ناحق
شناسی کی وجہ باوجود موجود ہونے وارث شرعی کے ترکہ اپنا بنزاع کے باعث عمرو کو حوالہ کرتا ہے اور ورثاے
شرعی کو مطلق محروم رکھنا چاہتا ہے یہ موافق شرع شریف درست ہے یا نہین چنانچہ جملہ علمای لکھنؤ اور
مفتیان خارج شہر نے جو بہرہ اس علم فقہ سے رکھتے تھے فتوی دیا کہ محروم رہنا وارث شرعی کا ترکہ زید
سے خلاف شرع شریف کے ہے جب یہ کاغذ عبارت کتب وقایہ وہدایہ وغیرہ کی دلیلون کے ساتھ
مہر اور دستخطون سے مجلی ہوا دار الامارت کلکتہ مین پہونچا وہان کے پادریون علمای نصارا نے کہ اصل مطلب
سے علم نہ رکھتے تھے علمای لکھنؤ کے فتوے کے موافق حکم دستخط کر دیے خلاصہ جب وہ کاغذ بخوبی تمام
درست ہوا شادیانی جان بیلی صاحب سبدل بہیج ہوئی کہ وارث شرعی نواب وزیر یعنی جنت آرامگاہ موجود
اور اہالیان صدر بھی دانشمندی جنت آرامگاہ سے جو بنظر تقدم بالحفظ ظہور مین آئی تھی متعجب ہو کر ورطہ
حیرت مین غوطہ زن ہوے چونکہ تیر از کمان جستہ تھا یہ بات قرار پائی کہ اہالیان کمپنی کو سوای نقدی اور
کسی شے سے سروکار نہین القصہ ابھی بیگم صاحبہ قید حیات مین تھین اور تقسیم نقدی کی نہوئی تھی قبل تشریف
لانے نواب گورنر جنرل بہادر کے لکھنؤ مین بیگم صاحبہ اور جنت آرامگاہ دونون جہان فانی سے طرف
ملک جاودانی کے کوچ کر گئے جب وزارت بندگانعالی یعنی رفعت الدولہ پر مسلم ہوئی اور یاوری طالع
اور خوبی اقبال سے نزول دایرہ دولت نواب گورنر جنرل بہادر کا ظہور مین آیا وہ صرف مراد بخوبی کرسی نشین ہوا
یعنی اس جلسہ مین دار السلطنت خواجہ سرا جو سوال وجواب مقدمہ مذکورہ کے لیے لکھنؤ مین آیا تھا خلعت
سے سرفراز ہو کر موجود تھا چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر نے مقدمہ فیض آباد مین اسقدر فرمایا کہ نواب وزیر
مالک اس ملک کے اور وارث جملہ مال ومتاع کے ہین رائگان جانا وہان کے اسباب کا منظور نہین اور
سرکوبی کوہستانیونکی جو ملک نواب وزیر کے سرزمین ترائی مین تخم اپنے قبضہ کا بویا تھا نواب گورنر جنرل بہادر نے

عہدنامہ کے موافق اپنے ذمہ قبول کی عمل ہونا چراغ بیگم صاحبہ کا باعث تاریکی فیض آباد کا ہوا شہزادوں نامی
بیکار و بی معاش ہوئے القصہ منشی سرکارین عالیہین فیض آباد مین مامور ہوئے کہ موجودات خزانہ
وغیرہ کی نگاہ کرین اور ملک کی طرف عمال نواب وزیر کے روانہ ہوئے علاقہ جاگیر مریم مکانی عرف بادشاہ
بیگم صاحبہ کو جاگیر مین عنایت ہوا اوسپہ بیگم صاحبہ کی طرف سے میر فضل علیخان مقرر ہوئے یہ بادشاہ بیگم لڑکی
نواب شیرخان کی تھین علم معقولات وحساب ہندسہ و نجوم مین یدبیضا حاصل تھا ہمیشہ تقویم احکام سال کی
ملکہ بادشاہان شاہجہان آباد کے حضور مین گذرانتی تھین اسوجہ سے خطاب شیرخانی اور سرمایہ آبرو کی ساتھ
حاصل تھا اور بنارس مین قیام پذیر چنانچہ بندگان عالی عالم صاحبزادگی مین مفتون حسن روزافزون ہوکر اونکو
با اجازت والد ماجد و صرف زر اپنے عقد مین لائے اور تا حصول سند وزارت دوسرے عقد سے پرہیز رہا۔

میر فضل علی خان کی کیفیت

سید فضل علیخان سادات صحیح النسب ساکن شاہجہان آباد سے تھا بزرگ اسکے سرکار شاہی مین عہدہ فوجدارخانی
وغیرہ سے بدرجہ اوسط ممتاز رہے فیض النسا نام انکی بہن کہ طلاقت لسانی رکھتی تھین اور قواعد محلات
سے آگاہ خدمت بادشاہ بیگم مین بعہدہ منغالی گری ملازم و ممتاز اور میر موصوف بھی انکی سعی سے سرکار
موصوفہ مین نوکر تھے اور وزیر وزارت تنخواہ پذیر تھا بالفعل یہ علاقہ جاگیر سلون مین مقرر ہوئے اور راجہ
بختاور سنگھ برہمن جامعہ دستگیر شکستگان جنبہ دار اسکا و سے مرد ہوشیار تھا معتمد الدولہ کی طرف سے معتمد بیگم
بنگر چند متصدیون کے ساتھ دریافت موجودات خزانہ فیض آباد کو واسطے روانہ ہوا اور چھوٹے صاحب کچہری پیری
سے منشی سید جید ریت امور ہوئے اور مرزا بنا علی مرثیہ گو افسردہ تخلص بہ اعتبار و ثقیت شدید اس
جرکہ کے تھا دراب علیخان نے کنجی خزانہ کی چھوٹے صاحب کو حوالہ کی اور بعد چند عرصہ کے نیکنامی کے
ساتھ خزانہ اوسکی زندگانی کا قذاق اجل نے لوٹا بعد انتقال اوسکے اثاثہ اور احوال مذکورہ مین صورت
خیانت ظہور مین آئی صاحب ثروت مشہور ہوا راجہ بختاور سنگھ کا اسوقت سے ہے اور جو شخص اس معاملہ مین
شریک تھا صاحب دولت بنگیا غلاصہ جو قسم نقد و جنس ضبطی مین آتا تھا فتح علیخان مظفر الدولہ بہادر
کی تحویل مین داخل ہوتا تھا اور عوض اوسکے خزانہ عامرہ سے نقد سرکار انگریزی مین جاتا تھا ڈیوڑھی دار
ڈیوڑھیات مشتبان بیگم صاحبہ فیض آباد کا کہ ظاہر مین گمنام اور باطن مین باعث فتوح محفی کا ہوا

و مرزا حسین علیخان صاحب ابن نواب قاسم علیخان نے صاحب رزیڈنٹ سے سفارش کرکے مرزا پناہ علی مرثیہ خوان کو دلایا تھوڑے عرصہ مین اس شخص نے وہ ثروت بہم پہونچائی کہ ارباب لکھنؤ و فیض آباد کو اسپہ گمان قوی جو نسبت سے خالی تھا سرمایہ لاکھون روپیہ کا بہم پہونچایا غرض انکے مرنے کے بعد معتمد الدولہ کی باذار پیشکش معقول مرزا حسین علیخان بہادر کو روغن قاز طمع کا ملکر اس کام پر راضی کیا وجہ یہ تھی کہ مرزا مذکور کو زیورات جواہر کی نواب سالار جنگ اور قاسم علیخان کے گھرون سے ہاتھہ آگئی تھی اخذ کرنا اوسکا منظور نظر تھا لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پاسداری مرزا محمد تقی خان جو مالک وثیقہ اور نواب فیض آباد تھے مرکوز خاطر وہ صورت منظور مین نہ آئی غرض بی بی لطف النسا بیگم صاحبہ روشنی چشم جناب عالیہ مرحومہ کی بہتین مرزا ممدوح سے جو زمرہ اکابرین لکھنؤ و فیض آباد مین انکی شرافت اور نجابت و امارت و سخاوت و شجاعت و ہمت کو کوئی پہونچ نہین سکتا تھا نسبت بہتین اور مرزا حیدر صاحب فرزند ارجمند انکے بطن سے اشتہار رکھتے تھے صاحب رزیڈنٹ نے جملہ انتظام و بندوبست امورات فیض آباد کو انکی رائے پر حوالہ کیا اور گنگا پرشاد قوم کایتھہ تقسیم وثیقہ کے واسطے ملازم ہوکر چند سال مین اسقدر مالامال ہوا کہ طرح عمارت کی ڈالی اور رنگ احداث باغات کا جمایا اکہ بعد پیشہ مرزا حیدر صاحب سے متعلق رہا آخر کو نمکی گنگا پرشاد سے کھٹائی مین پڑا اور وہ صورت مفسدہ اور مناقشہ کی درمیان اہل وثائق کے پیش آئی کہ نقشہ اوسکے دست بدست قرار پائے اور جملہ ملک و مال بیگم صاحبہ فیض آباد پر اختیار کامل مالک و نیابت پر رہا —

ذکر مقید و نظر بند ہونے معتمد الدولہ بہادر کا

صورت زوال معتمد الدولہ ادبار رسیدہ کی جو ظہور مین آئی ایک یہ تھی کہ کسی شخص نے اشتہار شیر و شکر ہونے معتمد الدولہ کا علی تقی خان سے دروازہ آہنی پر قت چسپیدہ کردیا کہ بدگمانی نے اوسکے مضمون سے متوجہ کیا بہ یاس اس امر کا گرفتاری پانے کے ساتھہ منظور نظر ہوا و بعد سے افزائش تیرہ کی اسقدر ہوئی کہ ساتوین محرم کو امام باڑہ آغا باقر مرحوم میں ارباب شیعہ اور اہل سنت مین جو فساد عظیم واقع ہوا یعنی جو علم ڈیوڑھی خاص محل اور خود محل سے اوٹھے وہ گرفتار ہوئے اور نوبت کشت و خون کی آئی اور کوچہ فرنگی محل مین مکان مرزا جعفر و مرزا حاجی کے قریب وہ شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ نام منافقان تمام و کوفہ و صحابیہ کی لیکر مسلمان کمپنی و سکنائے لندن وغیرہ کے نسبت یورش تیرہ بازان تمام اس شدت سے ہوا کہ زبان حق شیشہ گری

شکایت اسکی حضور شہنشاہ عالی مین آئی تھی پس گرانی غلہ کی قحط سالی مین ارزانی رشوت سے نسبت
کارپردازان علاقہ گنجیات کے جو باعث پریشان حالی غربا کی تھی اور جو تقسیم ہونا تنخواہ ملازمان سرکار
ونیز یہ کہ اکثر آمدنی ملک کی صرف ذات خاص معتمد الدولہ مین آتی تھی اور پانچوین کثرت ظلم و تعدی سے
روشن علی کی جو بھائی معتمد الدولہ کا مشہور تھا اہل حرفہ پر کہ اسباب قیمتی سو روپیہ کا ایکدس پانچ روپیہ
پر بشکل تمام دیتا تھا اور دشنام فحش سے ہر وقت زبان اوسکی آشنا رہتی تھی اور باب شنوائی مستغیث کا
بالکل ظلم بند تھا نتیجہ ان سب باتون پر طلسم تازہ اہل شہر پہ تھا کہ ہزارون مکان پختہ و خام ہندو اور مسلمانون
کی تیاری عمارات دولت پور معتمد الدولہ مین کھود کر خاک مین ملادی گئی و صاحب خانہ صورت بنات النعش
پریشان ہوئے اور اگر کسی خانہ برباد کو قیمت مکان دی تو ہزار روپیہ کے عوض مین سو دو سو روپیہ چنانچہ
عمارات عالی برلب گومتی ... کی شمال عمارات معتمد الدولہ ہو گئی جملہ تخمینا دو تین لاکھ کی مسمار
کی گئی چنانچہ اوسمین ایک مکان کہ نام اوسکا پانڈی خانہ مشہور ہے مقابل دروازہ مکان آغا میر مذکور جو
قبضہ مین گنگا محل کے کہ محلات نصیر الدین حیدر بادشاہ سے ہے موجود اور مکانات خرید و غیرہ یہ سکے
خالی کئے گئے مین وہ عجالت براہ ظلم بے وجہ کارتا لی کہ اطفال اور عیال صاحب مکانات کو سر چھپانا درمیانی ایک
مکانا محال تھا غرض اس کر یا گئی گنگا محل شش تازہ مین فلک سا عمارت معتمد الدولہ کی عین ناموت آبادی شہر مین
کہ طول و عرض اوسکا بصد و چشم در حد نگاہ سے پایان نہین کر سکتا ہے تعمیر ہوئی خلاصہ یہی ہے کہ
ایک عالیشان محل تیار ہوا اور تقریبا ہندو مسلمان خانہ برباد کی صدا زاری فلک پیر فلک سے گذری اور بسکہ
بندگان اعلی تک پہونچنا اس کیفیت کا کمال دشوار تھا کہ عرضی کسی کی بدون نظرثانی معتمد الدولہ حضور تک
جانہ سکتی تھی اتفاقاً اگر کسی کی عرضی ملاحظہ تک پہونچ بھی گئی تو معتمد الدولہ نے تازہ مضمون اخبار مین عرض
کیا کہ بسبب تنگی کوچہ ہای شہر اور کثرت گل ولای بازار کہ سدراہ گذر بگی و گاڑی کی ہوتی ہے یہ صورت اوسکی
آسانگی کی ظہور مین آئی ہے اور قیمت جائداد مکان کی خاطرخواہ مالکین کو دیجاتی ہے لیکن جو ارباب قبیلہ ارتشا
پیشہ اس ہوا مین چاہتے ہین کہ آتش غضب بندگان اعلی کی مشتعل ہو خلاصہ ایک خلق گرداب بلا اور ورطہ غم
مین پڑی تھی اور کسیکا ناوک دعای پیر کہ ہر دم کمان زبان سے نکلتا تھا نشانے پر نہ پہونچتا تھا خلاصہ وہ ہوای
تعلی و دماغ معتمد الدولہ مین سمائی تھی کہ آپ کو حد شہنشاہی سے زیادہ تصور کرتا تھا اور منظور نظر تھا کہ عامل جاگیر
سلاطین کو جو بادشاہ بیگم اور میر فضل علی کی طرف سے ہین موقوف اور اپنی وضع پر دوسرے شخص کو

اور مرزا حسین علیخان صاحب ابن نواب قاسم علیخان نے صاحب رزیڈنٹ سے سفارش کرکے مرزا پناہ علی مرثیہ خوان کو دلایا تھوڑے عرصہ مین اس شخص نے وہ ثروت بہم پہونچائی کہ ارباب لکھنؤ وفیض آباد کو اسپر گمان قوی جو فعت سے خالی تھا سرمایہ لاکھون روپیہ کا بہم پہونچایا غرض اسکے مرنے کے بعد معتمد الدولہ نے با قرار پیشکش معقول مرزا حسین علیخان بہادر کو روغن قاز طمع کا ملکر اس کام پر راضی کیا وجہ یہ تھی کہ مرزا مذکور کو ثروت جواہر کی نواب سالار جنگ اور قاسم علیخان کے گھرون سے ہاتھ آگئی تھی اخذ کرنا اوسکا منظور نظر تھا لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پاسداری مرزا محمد تقی خان جو مالک وثیقہ اور نواب فیض آباد تھے مرکوز خاطر وہ صورت ظہور مین نہ آئی غرض بی بی لطف النسا بیگم صاحبہ روشنی چشم جناب عالیہ مرحومہ کی تعلق مرزا ممدوح سے جو زمرہ اکابرین لکھنؤ وفیض آباد مین انکی شرافت اور نجابت وامارت وسخاوت وشجاعت وہمت کو کوئی پہونچ نہین سکتا تھا منسوب تھین اور مرزا حیدر صاحب فرزند ارجمند انکے بطن سے شہرہ رکھتے تھے صاحب رزیڈنٹ نے جملہ انتظام وغیرہ وثیقہ اسورات فیض آباد کو انکی راے پر حوالہ کیا اور گنگا پرشاد قوم کائستھ تقسیم وثیقہ کے واسطے ملازم ہوکر چند سال مین اسقدر مالامال ہوا کہ طرح عمارت کی ڈالی اور رنگ احداث باغات کا جمایا اکثر کار ترتیب منصب مرزا حیدر صاحب سے متعلق رہا آخر کو نکلی گنگا پرشاد سے کشائی مین پڑا اور وہ صورت مفسدہ اور مناقشہ کی درمیان اہل وثائق کے پیش آئی کہ نقشہ اوسکے دست بدست قرار پائے اور جملہ ملک ومال بیگم صاحبہ فیض آباد پہ اختیار کامل مالک وزارت پر رہا۔۔۔

ذکر مقید ونظربند ہونے معتمد الدولہ بہادر کا

صورت زوال معتمد الدولہ اور بار رسیدہ کی جو ظہور مین آئی ایک یہ تھی کہ کسی شخص نے اشتہار شہر وشکر ہونے معتمد الدولہ کا علی تقی خان سے دروازہ آمدورفت چسپیدہ کردیا کہ بادشاہ عالی نے اوسکے مضمون سے منتفع ہوکر بابت اس امر کا کوشمالی پانے کے ساتھ منادی نظر ہوا وسبب سے افزائش تیرہ کی اسقدر ہوئی کہ سالتوین اشکوین محرم کو امام باڑہ آغا باقر مرحوم مین ارباب شیعہ اور اہل سنی مین جو فساد عظیم واقع ہوا یعنی جو علم ڈیوڑھی خاص محل اور خورد محل سے اوٹھے وہ نگار شمار شیعہ اور نوبت کشت وخون کی آئی اور کوچہ فرنگی محل مین مکان مرزا جعفر ومرزا حاجی کے قریب وہ شور وہنگامہ برپا ہوا کہ تمام منافقان تاجر وکوفہ وشام بیہ کی لکیر منسلان کمپنی وسکنا سو لندن وغیرہ کے نسبت پرورش تبرا یا علان تمام اس شدت سے ہوا کہ زبان صاحب رزیڈنٹ کی

شکایت اسکی حضور شہنشاہ گیہان عالی مین آئی تھی سے گرانی غلہ کی قحط سالی مین ارزانی رشوت سی نسبت تھا
کار پیہ داران علاقہ گنجیات سے کہ جو باعث پریشان حالی غربا کی تھی اور چوتھی تقسیم نہونا تنخواہ ملازمان سرکار
درپیہ کا کہ اکثر آمدنی ملک کی صرف ذات خاص معتمد الدولہ مین آتی تھی اور پانچوین کثرت ظلم و تعدی سید
روشن علی کی جو بھائی معتمد الدولہ کا مشہور تھا اہل حرفہ پر کہ اسباب قیمتی سو روپیہ کا لیکر دس یا پانچ روپیہ
بمشکل تمام دیتا تھا اور دشنام فحش سے ہر وقت زبان اوسکی آشنا رہتی تھی اور باب شنوائی مستغیث کا
گویا قلم بند تھا چھٹے مین ان سب باتون پر طلسم تازہ اہل شہر پر یہ تھا کہ ہزارون مکان پختہ و خام ہندو اور مسلمان
کی تیار کی عمارات دولت پورہ معتمد الدولہ مین کھود کر خاک مین ملا دی گئی و صاحب خانہ صورت نہایت النعش
پریشان ہوئے اور اگر کسی خانہ برباد کو قیمت مکان دی تو ہزار روپیہ کے عوض مین سو و دو سو روپیہ چنانچہ
عمارات عالی راے تلسی رام بخشی حسام الدین بہادر کی شامل عمارات معتمد الدولہ ہو گئی جو کہ تخمینا دو تین لاکھ کی سرکار
کی گئی چنانچہ اوسمین ایک مکان کہ نام اوسکا بارہ دری خانہ مشہور ہے مقابل دروازہ مکان آغا میر مذکور جو
قبضہ مین بیگمات محل کے کہ محلات نصیر الدین حیدر بادشاہ سے ہے موجود اور مکانات خرید و غیرہ ہر کے
خالی کیے زمین وہ عجلت براہ ظلم پر دیہ کار تالی کہ اطفال او عیال صاحب مکانات کو سر چھپانے کی قسمت الکہ
نکالنا محال تھا غرض اس کر یا گری ہنگامہ جشن تازہ مین فلک فرسا عمارت معتمد الدولہ کی عین ناف آبادی شہر مین
کہ طول و عرض اوسکا بقدر ہشتم درجہ فقرکان سے چار لاکھ نہین کہہ سکتا ہے تخمینا دو لی خلاصہ کئی محلہ کہ
ایک عالیشان محل تیار ہوا اور بعوض ہندو مسلمان خانہ برباد کی صدا آہ و زاری گوش سپہر فلک سی گذری لیکن
بندگان عالی تک پہونچنا اس کیفیت کا کمال دشوار تھا کہ عرضی کسی کی بدون نظر ثانی معتمد الدولہ حضور وزیر تک
جانے سکتے تھے اتفاقا اگر کسی کی عرضی ملاحظہ تک پہونچ گئی تو معتمد الدولہ نے تازہ مضمون اظہار مین عرض
کیا کہ بسبب تنگی کوچہ ہای شہر اور کثرت گلی ولای بازار کہ سد راہ گذر بگھی و رتھ گاڑی کی ہوتی ہے یہ صورت اوسکی
آراستگی کی ظہور مین آئی ہے اور قیمت جائداد مکان کی خاطر خواہ مکین کو دیجاتی ہے لیکن یہ ارباب شرارت
پیشہ اس ہوا مین چاہتے ہین کہ آتش غضب بندگان عالی کی مشتعل ہو خلاصہ ایک خلق گرداب بلا اور ورطہ غم
مین پڑی تھی اور کسیکا ناوک دعای بد کہ ہر دم کمان زبان سی نکلتا تھا نشانے پر نہ پہونچتا تھا خلاصہ دو ہوا کہ
فعلی و دماغ معتمد الدولہ مین سمائی تھی کہ آپ کو وزیر زادہ سے جہ کہہ تصور کرتا تھا اور منظور نظر تھا کہ عامل چکلہ
سلطان کو جو بادشاہ بیگم اور میر فضل علی کی طرف سے ماموری سے موقوف اور اپنی وضع پر دوسری شخص کو

حاکم مقرر کرے اور دیوانی ولیعہدی کی انچہ کسی رفیق سے سلسلہ پذیر ہوا اور وقت روانگی فرخ آباد اکثر
حرکات نالائم نسبت مرشدزادہ عمل مین آئین منجملہ اوسکے ایک یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل بہادر مصارف
مہم کوہستان سکھ کے واسطے خواستگار اعانت زر کے ہوئے تجویز بندگان عالی کی یہ ہوئی کہ ایک کروڑ روپیہ
سوای زر عوضی وثیقہ فیض آباد دیا جاوے اور عہدنامہ اور وثیقہ اوسکا جدا کیا جاوے معتمد الدولہ نے کوشش تا
اسکا ہزار دل سے تھا مگر یہ کہ زر مذکور کو خزانہ تحویلات ظفرالدولہ کپتان فتح علیخان بہادر سے کچہری رزیڈنسی
مین پہونچایا جب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب بہادر جانب مغرب سے پہر کر فتح گڈہ اور فرخ آباد مین متوقف تھے
آمد آمد مرشدزادہ معتمد الدولہ کے ساتھہ شائع ہوئی تہا چنانچہ چار پانچ سردار انگریزی براہ استقبال قدم دران ہوے
اور مرشدزادہ کو لا کر رونق افزای خیام ذوی الاحتشام کا کیا پہلے دن جب مرشدزادہ ملاقات گورنر بہادر کے واسطے
آئے محفل مہمانی مین جلسہ رقص ولایتی بیبیون اور رومی انگریزی سازون کا منعقد ہوا المختصر سلسلہ آمد و رفت
معتمد الدولہ سوال و جواب مقدمات کے لیے جاری تھا اظہار اسکا یہ تھا کہ ہر چند خزانہ عامرہ سلطانی مین اختیار
میرانہ تھا لیکن حسب استدعا سے گورنر بہادر بندگان عالی کو سمجھا کر سے پہلے زر مذکور لکھنؤ مین لایا اب امیدوار ہون
کہ وثیقہ اوسکا درستی پذیر ہو کہ مخویون نے آتش فساد مشتعل کی اور مزاج مرشدزادہ مین یہ آگ لگائی کہ
گرم بازاری معتمد الدولہ کی سرداران انگریزی مین ایسی شعلہ آور ہے اور آبرو مرشدزادہ پانی پانی ہے اور
رونق سواری نے اوسکے جلوس سواری خاص کا کرو کیا غرض ان آتش افروزیون سے مزاج مرشدزادہ
منغص ہوا اور سرد مہری نے دلمین قیام کیا اتفاقاً ایک دن ہوا سے تند کی گرم رفتاری نے ایسی خاک
اوڑائی کہ خیمون نے اہل لشکر کے صورت طائر دم پرواز ہوا بلکہ جس خیمہ مین مرشدزادہ رونق بخش ہے وہ بھی
سرکوبی ہوا سے قریب تھا کہ سرنگون ہو اور خیمہ معتمد الدولہ کو سوای ہزارون فراشون کے امرای عالیشان
دست بدست تھامے ہوئے تھے کہ پای استحکام جگہہ سے نہ اوٹھین غرض ان ناہموار باتون نے دلمین بنا کی بہم
کی آگ لگادی اور گرم بازاری معتمد الدولہ کی سرد ہوئی اور گرمجوشی محبت سرداران انگریزی کی وجہ مزاج
بندگان عالی کا جل بجہا اور اس گرما گرمی سے طبیعت افروختہ ہوئی کہ اوسکی آبرو و عزت بخشی ہوئی مابدولت کی
تھی اب گرمی موافقت سرداران انگریزی نے رخ دولتخواہی سے پھیر دیا اسی طرح اکثر الفاظ شکایت
سر دربار علی محمد خان و محمد علیخان اور صمصام الدولہ بہادر کے روبرو زبان پر آئے غرض جب معتمد الدولہ لکھنؤ
سے پہر کر آیا ستارہ اقبال کا پہرا تھا بندگان عالی نے نظر بند فرما کر ارشاد کیا کہ اب دیکھتا ہون کہ کون ضامن اوسکی

کرتا ہی ہے کہ بدون طلب پایا ہے چنانچہ اکثر ان دو برسون مین جو اعزا لکھنؤ مین آئے کیفیت اونکی زیب قلم ہوتی ہی
پہلے نواب منصور خان ابن اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ درانی تلاش معاش کے لیے اکثر درمیان
محلہ حیدر آباد کہ تازہ آبادی ظہور مین آئی تھی طرح اقامت ڈالی ہنوز صورت درستی معاش سوای مدد خرچ بوسیلہ
معتمد الدولہ پیدا نہوئی تھی کہ ادہی ایام ناکامی مین بیمار ہو کر دار فنا سے گذرے دوسرے عباس قلیخان متبنی و نازک طبع
فرزند منیر الدولہ جو شاہ عالم عالی گوہر کی طرف سے الہ آباد مین ناظم تھا اور اپنے باپ کی جاگیر مین نواح عظیم آباد
کی طرف مسکن پذیر تھا نہ زیارت کربلای معلے اور نجف اشرف سے مشرف ہو کر ایران سے پھر کر لکھنؤ مین آئے
اور وقت ملازمت شمشیر قیمتی حضور بندگان عالی مین گذرانی اور کتاب اپنی تصنیف کی ہوئی جسمین احوال سیاحت
اور مصائبات کا جو سفر عرب و عجم مین اقوام دہاتی کے ہاتھون اوٹھائین تھین اور اسکے نتیجہ بغداد مین
گرفتار ہو کر اثاثہ دو تین لاکھ روپیہ کا غارت ہوا تھا بعد کئی برس کے تین ہزار روپیہ مشاہرہ
انکا مقرر پایا اور اسی عرصہ مین نواب قاسم علیخان بہادر ابن نواب سالار جنگ بھی قضا سے گذرے یہ نواب
رئیس اعظم ہمہ صفت موصوف تھا طعام نفیسہ سے زبان آشنا اور اچار و مربے وغیرہ بنانے مین شہیر سرکار
اور اچھی گھوڑے تلوار کے بخوبی جوہر شناس اور قدر دانی ارباب علم و کمال کے مد نظر تھی اور سرود و نغمہ
خوانی مین داؤد ثانی و دولت نقد و جواہر سے ثروت و حشمت کے ساتھ مالامال اور سرداران انگریزی گورنر جنرل
انکے مراتب عزت و توقیر کے ملحوظ خاطر اب بھائی انکے نواب اصغر علیخان اور فرزند انکے حسین علیخان بہار
گلستان ریاست باقی رہے اور اسی زمانہ مین مرزا نوازش علیخان ابن نواب سالار جنگ میدان قضا مین کام آئے
اسباب امارت نقد و جواہرات سے دولتخانہ انکا معمور تھا مگر وہ صفتین جو انکے بھائی قاسم علیخان مین تھین
نہ تھین رمضان علیخان کہ لباس لیاقت ذاتی سے آراستہ اور صاحب عمارت تھے اور بہن انکی جنت آرامگاہ
کی حرمون مین داخل تھی اس رشتہ سے قدیم اور مقرب جنت آرامگاہ کے تھے اور واجب انکا قرار پایا
تھا وہان قضا کے ہو گئے اور تنخواہ انکی انکے فرزندون سے کام نہ چلی اور انہین دنون گنگاداری لال
خزانچی کا بہارستان عمر خزان نصیب ہوا اور خزانہ حیات کا قزاق قضا نے لوٹ لیا عمارت اوسکی شہر مین دروازہ
ویسا بازار مین بلند و وسیع جو تھی وہ بعد ایام غدر مسمار ہوئی یہ شخص اقبال راجہ رای رتن چند کی وجہ معتمد الدولہ
ملازم ہو کر عہد جنت آرامگاہ مین خزانہ تقسیم سپاہ کا کہ جسمین دو تین کرور روپیہ ہمیشہ موجود رہتا تھا محول تھا
دروازہ اسکے مکان عالیشان کا جو مقابل صحن حیدر باغ اور عمارات سنگین محل کی سر بازار وہم کرسی کا بنا تھا

حکم ہوا کہ کھود کر فرش کیا جاوے لیکن صاحبان نے نذرانہ دیکر کچھ بلندی اوسکی پست کر دی اور نواب جبار الدولہ بہادر امرائے نامی شاہجہان آباد سے تھے پرگنہ مچھریٹہ متعلقہ خیر آباد ساٹھ ہزار روپیہ جمع کا انکی جاگیر مین تھا ایک مدت سے پنجہ دست مرض مین ایسے گرفتار ہوئے کہ پاؤن رفتار سے عاری تھے ایک نفری پایون کی مختصر چارپائی پر بیٹھکر دربار نواب وزیر اور گورنر جنرل بہادر مین جاتے آتے تھے جب دار مدار انکا قضا نے جاگیر حیات سے اوٹھا دیا تو کہ کے واسطے صورت نزاع ظہور مین آئی آخر یہ تجویز ہوئی کہ ریاست محمد علیخان کی نام زد ہو اور پانچ ہزار روپیہ درماہہ جاگیر کے عوض نقدی خزانہ عامرہ وزارت سے عنایت ہوتا ہے اور اوس تنخواہ مین نواب مہدی علیخان اور نواب احمد علیخان اور امجد علیخان کی بھی تنخواہ قرار دیجاے غرض اس آبیاری سے وہ آتش فساد جو مشتعل تھی فرو ہوئی خلاصہ یہ تینون بھائی اون صفتون سے جو شایان ریاست اور امارت کی تھین موصوف تھے عقل و علم و آداب و ہمت و شجاعت مین معروف رنگ آبرو و توقیر مہدی علیخان بہادر کا سرکار عالیہ مین جاتا تھا اور اسی عرصہ مین تجمل حسین خان فرزند ارجمند تفضل حسین خان بہادر نے قضا کی یہ علامہ عصر ابتداے عہد جنت آرامگاہ سے آخر عہد غفران مآب تک کبھی نائب اور کبھی وکیل و سفیر کلکتہ کے رہے اور علاقہ میواڑہ مین جو جاگیر انکی ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی حمایت سرکار انگریزی کی وجہ کو کارپردازان سرکار وزیر نے دست اندازیان کین احمد حسین خان اور حیدر حسین خان وغیرہ فرزندان تجمل حسین خان بہادر کے نام بدستور بحال و برقرار رہی —

ذکر تغییر و تبدیل ریذیڈنٹی و برسر آمدن مرزا حاجی صاحب و آفرین علی خان و ملک نیابت کو پہونچنا معتمد الدولہ کا بعد مخلصی نظر بند کے

مسٹر اشٹیپچی بہادر ریذیڈنٹی گوالیار سے جان بیلی صاحب کے عوض لکھنؤ مین تشریف لائے یہان بعد نظر بند ہونے معتمد الدولہ کے مرزا حاجی کاروبار نیابت کو رونق دیتے تھے اور علاقہ جاگیر بادشاہ بیگم صاحبہ متعلق آفرین علیخان خواجہ سرا تھا اور علاقہ سلطانپور مرزا محسن برادر خرد مرزا حاجی کے تعلق خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اب معتمد الدولہ نے دیکھا کہ آزردگی بادشاہ بیگم صاحبہ اپنی بربادی منصب و وزارت کی باعث ہے اس فکر و تدبیر مین عرق ریزیان شروع کین کوئی دقیقہ سحر و افسون و طلسم و دعا و تعویذ وغیرہ کا مذہب فریقین مین باقی نہ رہا کہ جو ظہور مین نہین آیا آخرکار سبحان علیخان نے بی بی قطبی بیگم کی وجہ آئینہ دل بیگم صاحبہ کا زنگ آلودگی

پاک کیا اور صورت صفائی پیدا ہو کر پھر خلعت نیابت سے مع نوبت و نقارہ سرفراز ہوا اس عرصہ میں
مسٹر اسٹریچی صاحب رزیڈنٹ جانب کلکتہ تشریف لے گئے اور کچھ دن مسٹر ربہر بہادر قائم مقام رزیڈنٹ
رہے کہ مسٹر جان ساکٹن بہادر جو سابق دفتر فارسی صدر کلکتہ میں سکرتر اور رزیڈنٹ بنگالہ تھے عہدہ رزیڈنٹی
لکھنؤ پر مامور ہو کر رونق فرما ہوئے کچھ دنوں کے بعد یہ بھی مستعفی ہو کر رخصت فرمائے ولایت ہوئے
اور مسٹر رکھسن صاحب بہادر نے آکر مسند رزیڈنٹی کو رونق دی —

ذکر بادشاہ ہونا غازی حیدر خان بلقب شاہ زمن

جیت رائے اور روشن لال دو بھائی قوم کایتھ سکسینہ اطراف شاہجہان پور بانس بریلی سے لکھنؤ میں
وارد ہوئے سررشتہ دار الضرب میں ملازم سرکار وزیر کے ہوئے غرض جو سکہ جلوس وزارت کا ہر سال
بنایا جاتا تھا کچھ نمونہ کی راہ کلکتہ میں جاتا تھا تا لث بالخیر انکو جو سال تیسرا شروع ہوا یہ صورت تازہ سکہ نقش پذیر
ہوئی کہ ایک طرف شاہ عالم بادشاہ خلافت پناہ شاہجہان کا نام اور دوسری جانب لفظ اودہ اور صورت مچھلی
کی کہ رسم قدیم یہاں کی ہے یعنی نواب صفدر جنگ بہادر جب صوبہ اودہ میں جلوہ آرا ہوئے ہنگام مدخلت
پہلی مچھلی سے نذر حضور میں گذری لہذا بنظر شگون نیک سکہ میں مروج ہوئی و مضروب ہو کر روانہ صدر کلکتہ کا
ہوا چونکہ مزاج بندگان اختراع پسند تھا نقشہ جدید مرسلہ دونوں بھائیوں کا کہ درمیان دو شیروں کے
تصویر نقش تھی پسند ہو کر جاری کیا گیا اور چند روپیہ حسب دستور روانہ صدر ہوئے نواب گورنر بہادر نے
جواب محبت نامہ کا مبارکباد جلوس میں اس مضمون کے ساتھ تحریر فرمایا کہ بندگان عالی فضل الٰہی سے مالک
ملک اور اپنے اقلیم کے بادشاہ ہیں سکہ مضروبہ اگر بنام نامی اپنے منقش فرمائیں تو بھی زیبا اور بجا تھا آمدم بر مطلب
جب نواب گورنر جنرل لارڈ ماٹرا صاحب بہادر لکھنؤ سے جانب مغرب باشتیاق ملاقات بادشاہ شاہجہان آباد میں
رخصت فرما ہوئے مگر بوجوہ مشکل ملاقات آئینہ ظہور میں رونما ہوئی مگر اندر کے صورت غبار آشکار اب معتمد الدولہ
نے مضمون محبت نامہ سے آگاہ ہو کر بواسطہ ریورٹ صاحب رزیڈنٹ الیان صدر کلکتہ سے تحریک اس امر
خاص میں شروع کی کہ سکہ بنام بندگان عالی جاری ہو الیان کونسل کلکتہ نے دو فریق ہو کر یہ مشورہ ہوا
تجویز ایک فرقہ کی یہ تھی کہ پیدا ہونا اس صورت کا خالی تکلف سے نہیں اور رای دوسرے فرقہ کی حسب مراد خلائق
جب نوبت نواب گورنر بہادر کی آئی رائے دوسرے فرقہ کی پسند فرما کر یہ اجازت دی کہ نواب نے بہ ملک اپنے دینا

ہر طرح اختیار رکھتا ہے اور شکایت بادشاہ دہلی کی اسطرف ہو نہین سکتی وزیر سے ہو گی مختصر اٹھارہوین
ذیحجہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو صورت وزارت سلطنت سے مبدل ہوئی اور بزم جشن جلوس بہ ابہت و خوبی کے ساتھ
منعقد اس تقریب مین تین کرور روپیہ اس حساب سے صرف ہوا کہ دو کرور روپیہ تکمہ تخت و چتر مرصع کی تیاری
کے واسطے خزانہ قدیم جنت آرامگاہ سے ساہو گوپال لال پسر ساہو بہاری لال کی تحویل مین جمع ہو کر تخت
و چتر شاہی مرصع و مکلل جواہر کار و شامیانہ کارچوبی جھالردار مروارید وغیرہ تیار ہوا اور ایک کرور روپیہ بطریق
تواضع خدمت سرکار کمپنی مین ارسال ہوا اور مسٹر رکٹس صاحب رزیڈنٹ لاکھون روپیہ نقد اور اجناس
و تحائف حوصلہ و اندازہ سے خارج تھا الا مال اسقدر دریای جود و بخشش نے جوش مارا اور سات دن
بپا جشن اس خوبی و حسن کے ساتھ قرار پایا تھا کہ تمام بلاد مین ہر خرد و بزرگ انعام و احسان و
خلعت ہا سے فاخرہ سے مخلع اور دولتمند ہوئے اور ہنگامہ رقص و طرب کا صورت حشر برپا رہا ولیعہدی
شاہزادہ مرزا نصیر الدین حیدر سے رونق پائی اور معتمد الدولہ منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ دفتر
حساب عمر راجہ دیا کرشن کا قضا سے اتھون گاہ طور ہوا تھا نول کرشن لڑکا انکا خطاب راجہ کے ساتھ
خلعت عہدہ واصلباقی خالصہ سے ہمہ تن مخلع ہوا اور سررشتہ تنخواہگیری کا راجہ جھنڈا آفتاب سے لیکن چند
عرصہ مین فرد حساب نول کرشن کی اجل نے پاک کی گلستان عہدہ دیوانی خالصہ سے راجہ سیوہ رام بہرہ ور دار ہوئے
اور راجہ بالکرشن پسر نول کرشن گماشتہ کاشن واصلباقی سے نہال ہوئے اور سکہ مبارک جو سبحان علیخان
نے موزون کیا یہ ہے سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذو المنن ابو غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن
اور نواب روشن الدولہ ابن مشرف علیخان ابن نبید علیخان وزیر دوم اور علی محمد خان ابن نوازش علیخان
ابن نواب سالار جنگ معتمد الدولہ کو نذرانہ دیکر وزیر سوم اور حسام الدولہ مرزا جھجو صاحب برادر محمد تقی علیخان
وزیر چہارم مقرر ہوئے اور میر نظر علیخان فرزند میر افضل علی ہانسی والہ جو برادر داماد معتمد الدولہ کا تھا عہدہ
جرنیلی سے ممتاز ہوا اور نیابت انکی حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر پر مسلم ہوئی اور خلعت نیابت وزارت
سبحان علی خان کو مرحمت ہوا اور خلیل الدینخان نظامت و وکالت مطلق سے سرفراز ہوئے الخلاصہ وقتیکہ پنج
وزیر بے ششش و پنج رونق عنصر وزارت معتمد الدولہ کی تھی اور نام کچہریون کے اس روش پر متبدل
ہوئے دار الانشا دار الاجرا صدر الصدوری اور کچہری سلطانی دفتر نظامت دفتر جرنیلی دفتر دیوانخانہ
وغیرہ اور جمعداران مضافات لکھنؤ نے عرضداشتین اپنے مبارکباد سلطنت کی نذرون سمیت ارسال کین

اور خطابون سے راجگی ورائی کے نام آور ہو کر دم اطاعت کا بھرنے لگے اور بعض کوتہ اندیشون بد سرشت
نے بنیاد گڑھی اور قلعہ کی ڈال کر راہ بغاوت پر قدم زن ہوئے۔ گو آفرین علیخان بدخواہان معتمد الدولہ مین
محسوب نہ تھا لیکن دوست رو دشمن کا بھی حساب دشمنون کے شمار مین ہے اس نظر سے خواجہ سرای
مذکورہ کو مرزا حاجی سے موافقت تھی آئینہ دل معتمد الدولہ کا مکدر تھا اور بار مین آنے کے واسطے
ممانعت تھی غرض اوسی تھوڑے زمانہ مین سرای فانی سے مسافر ملک عدم کا ہوا اور میر حیدر بخش نائب
آفرین علیخان علت محاسبہ ملک مین مغضوب اور مقید ہو کر ایام مقیدی مین قید حیات سے رہائی پائی یہ شخص
متعصب مذہب کی غلو سے عاری تھا یعنی مذہب امامیہ کو اس درجہ بڑھایا کہ نام صحابہ لکھکر زیر فرش بچھایا تھا کہ
پائمال ہون چنانچہ کربلا ہوتال کٹورہ لکھنؤ مین اب تک موجود ہے اور جب نوبت مرزا حاجی کی آئی یہ بھی
بلاؤن مین مبتلا ہوئے اور تمنای نیابت مین اسباب امارت اوسی شان و عظمت کے ساتھ جو تھا مہیا کر
یعنی پانچ ہاتھی سو ڈیڑہ سو گھوڑے ایام تعطل مین نہ رونق فیلخانہ و اصطبل رہی بلکہ ایام تعطل مین بندگانحضرت
اکثر فرماتے تھے کہ ہمنے ایک شیر خونخوار پنجرہ مین نگاہ رکھا ہے جسوقت سلسلہ زنجیر کا اوسکی گردن سے
جدا ہو دیکھئے کس کس کو لقمہ کرے خلاصہ اس تقریر کا اشارہ معتمد الدولہ کی طرف تھا چونکہ عداوت قلبی
تھی معتمد الدولہ نے مرزا محسن برادر مرزا حاجی کو محاسبہ چکلہ سلطان پور مین گرفتار کیا اور مرزا حاجی کو
انکی علت مین آنے سے دربار مین حکم ممانعت بندگان حضرت کا نافذ کیا درپے آبرو تھا ہی وہ خاک کشتی مین
اوڑائی کہ گھر ہو گھر ہو اس عجلت اور سرعت مین صورت اخراج شہر سے خلاف شان ثروت ظہور مین لائے
یعنی مرزا حاجی پیادہ پا سر بازار تمازت آفتاب مین اپنے مکان سے نکلکر روانہ ہوئے جو شخص دیکھتا تھا
اونکی شان ثروت و عظمت و حشمت و شوکت کو یاد کر کے پردہ چشم آب اشک سے پر کرتا تھا مرزا محسن
لطیفہ سنج اوس عالم پریشانی مین بھائیون اور رفیقون کے ساتھ روانہ ہوئے یہ تاریخ انکے اخراج
کی فی البدیہہ استخراج کی یعنی ۵ ای غریبی آ اور وجہ اخراج مرزا حاجی کی سماعت یہ تھی کہ مرزا حاجی نے
سید غلام علی پسر سید حامد علی کو چند ہزار روپیہ دیا کہ مگر قتل معتمد الدولہ کو مامور کیا تھا چنانچہ ایک دن حکیم واجد علیخان
کے گھر مین کہ انکی لڑکی کی محفل کتخدائی منعقد تھی اور معتمد الدولہ بھی رونق افزای بزم شادی تھے کہ ہنگامہ رقص
برپا ہوا تمام اکابر لکھنؤ موجود تھے اور میر غلام علی بھی سلاح بستہ شریک تماشا و خواستگار وقت قتل معتمد الدولہ
تھا کہ شیخ امام بخش ناسخ تخلص نے اس اسرار سے مطلع ہو کر معتمد الدولہ کو بواسطہ فقیر محمد خان بہادر

مطلع کیا القصہ فقیر محمد خان بہادر سے مطلع ہو کر بہ نظر تقدم بالمرافعہ غلام علیخان سے ہتیار طلب کیے
جب وہ دینے پر راضی نہوا بہادر ہند کور سے اوسپر طپنچہ پستول سر کیا غلام علیخان نے بھی زخم کھا کر
فقیر محمد خان سے بزبان شمشیر بات کی کہ دو زخم رسیدہ ہوئے اور وہ گرفتار جسوقت یہ شخص مہہ تن برہنہ کیا
ٹیپ مہاجن تعدادی دس ہزار روپیہ کچھہ کم و بیش اوسکے بازو پر جو بصورت تعویز بستہ تھی دستیاب ہوئی
چنانچہ اسی کاغذ نے شہادت عزم مرزا حاجی کی بندگان حضرت کے روبرو دی اور حکم اخراج جاری
ہوا اور غلام علی دائم الحبس ہو کر کئی برسوں کے بعد قید حیات سے رہا ہوا جب امتمہ مرزا حاجی پر صاف ہو چکا
پای نظر معتمد الدولہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان پر پڑا سیکڑوں لاکھہ روپیہ واجب وغیر واجب ذمہ اسکے
واجب الادا انکا الکر طلب کیا اونھوں نے کہ دانشمند تھے بحکمت عملی کام کیا بواسطہ وکیل علاقہ زر مطلوبہ
بلکہ کچھ زائد حساب سے دیکر خواستگار خلعت سال آیندہ کے ہوئے معتمد الدولہ نے بھی مصلحتاً غفلت اوسکی
کو واسطے بر سر الطاف و کرم آیا یعنی چکلہ بہرائچ کا اونکے علاقہ قدیم پر زیادہ کرکے ارسال کیا منتظم الدولہ
نے نظم و نسق اس علاقہ بہرائچ کا بھی بخوبی کیا لیکن ایک چودھری اوس علاقہ کا کہ صاحب دولت تھا حسب اشارہ
معتمد الدولہ قدم زن راہ کج رفتاری پر تھا منتظم الدولہ نے اوسکو حیلہ اور تدبیر سے کسی شخص کے ہاتھ سے
راستہ عدم کا دکھایا اور مال و اثاثہ اوسکا تمام و کمال اپنے خزانہ میں داخل کیا ظہور اس معاملہ کا دل
معتمد الدولہ میں صورت خار پر آزار کھٹکا منتظم الدولہ اسوقت تھا اوسنے شاہجہان پور علاداری سرکار
کمپنی انگریز بہادر میں کو مہدی سے نزدیک تھا طرح تعمیر عمارت کی ڈالی اور بتدریج تمام دولت و حشمت
کے ساتھہ شاہجہان پور میں جا کر بواسطہ صاحبان عالیشان انگریز بہادر بندگان حضرت کو لکھہ بھیجا کہ جو مجھہ سے
سمجھے لینا منظور ہو بضمانت سرداران انگریز حاضر ہوں لیکن حاضر ہونے لکھنؤ میں قاصر ہیں کیف کاوش خار
فکر کی دل معتمد الدولہ میں رہی اور مجبور ہو کر ظہور اس امر کا اپنے خوبی اقبال سے تصور کر کے زر مطالبہ
جو کچھہ تھا باقی تھا طلب کر لیا اب فکر معتمد الدولہ مظفر علیخان بن لطف علیخان کی دامن گیر تھی یہ شخص سپاہی
منش اور شجاع تھا عہدہ دیوانخانہ اور توپخانہ کا متعلق سواری بادشاہ کے دوسری طرف سرنوبکا نوبت
عار تھی آخر کار امرت لال نام کایتھہ شاگرد مرزا قتیل کا نظم و نثر میں جو متصدی مظفر علیخان کا تھا اوسکو
پیش کر کے چند قصور مظفر علیخان پر رکھکر خانہ نشین کیا بعد اوسکے اسد الدولہ معروف غلامی کہ غلامان
۱۲۴۰ پرورش یافتہ جنت آرامگاہ اور مقرب آنحضرت سے تھا صاحب ثروت و شجاعت اور سپاہگری میں معروف

چند غلام شفقت سپرد اوسکے تھے ایکدن بندگان حضرت نے ایک شیر کو پنجرے سے کھولکر چغتا دربار
سے فرمایا کہ شمشیر اور پیش قبض اوسکو شکار کرو میان غلامی نے اوسکے حملے سے مقابل ہوکر ایسا چابکدستی سے
ہرن اوکو کیا کہ وہ زبون اور ناتوان ہوا اوسوقت سے خطاب اسد الدولہ پایا چار پانچ سو راجپوت دم
شمشیر کی کا بھرتے تھے جو معتمد الدولہ بہ ہمراہ جاش آباد ہوئے اوسی جمعیت کے ساتھہ ذکو دفن کیے
کی ہوئین تمام مال و اسباب سمیت شہر سے نکلکر راہ کانپور کی لی ایک کوٹھی متصل در دولت اوسکی عمارت
سے کمال تکلف سے تعمیر اور آراستہ موجود تھی اور کانہہ پور پہونچکر طرح قیام کی عمارت نوساختہ مین ڈالی
اور چند عرصہ کے بعد مکان اوسکے حیات کا مسمار ہوا اور دیوارین چار عناصر کی منہدم ہوئین اسیطرح
اسمی روشن کہار کہ معتمدان جنت آرامگاہ اور بندگان حضرت سے تھا اور کنجیان خزانہ حضوری اور جواہرخانہ
کی اوسکے ہاتھہ مین تھین ایکدن معتمد الدولہ نے کچھہ روپیہ روشن سے طلب کیا بدون اجازت آقائی نفیس
دینے مین تامل کیا بلکہ حضور مین حاضر ہوکر زبان شکایت و خیانت معتمد الدولہ کی خلاف معہ لعضی رقومات معتمد الدولہ
نے اوسے زبردستی ساتھہ لیکر تغیر اور تبدل اوسکا کیا بہشت اقتدار کی وجہ اوس کہار کو ایک دن ساتھہ اپنے
جہان عمارت بن رہی تھی لیجاکر کسیکو اشارہ کیا کہ اوسنے ایک خندق مین ڈالکر زندہ درگور خاک سے معمور کردیا
اور بندگان عالی سے عرض کی کہ وہ دنیا سے گذرا واللہ اعلم یہ امر زبان عوام سے سماعی ہے اور اسیطرح
الہم بخش مرحوم کو ثروت اور دولتمندی اوسکی اس درجہ رونق کو پہونچی تھی کہ اوسکی فرزند کی بزم شادی مین
قریب ہزار جوڑہ قاب و کاسے کے ایک رنگ دسترخوان پر پہنچے تھے اور دو تین لاکھہ روپیہ اوسکا بازار مین
منتشر رہتا تھا کسی صدور قصور مین کشان کشان شہر سے خارج کیا کہ وہ بیلی عمل انگریزی مین کہ وطن
قدیم اوسکا تھا جاگیر علاقجات زمینداری کی سول اور مستاجری لیکر عمائدون کی صورت بسر کرتا تھا اور حجابہ
دربارداران انگریزی مین محسوب خلاصہ اسیطرح پیرائین بدخواہون کی ظہور مین آئین اور اسطرح کی حکایتین
بہت ہین ـــ

ذکر خیر خواہان معتمد الدولہ

جملہ رفقا سے دولتخواہ ایک اعظم علیخان شخص بازاری ناخواندہ نے سوا دمطلق نرکہین سے غمگسار معتمد الدولہ
تھا وقت عروج دولت زمرہ مین خاص خواہون کے منسلک ہوکر کاغذ قلمدان اور اشرفیان نذر کی اوسکو

ہاتھہ مین آ ہی گئین پہلے انعام لباس و دوشالہ وغیرہ سے ممتاز ہوکر بداخلت کلی مزاج معتمد الدولہ مین پائی اور رفتہ رفتہ خفیہ امور مین محرم اسرار و رازدار بنکر خزانہ و توپخانہ وغیرہ تمام کارخانون پر دست قدرت حاصل کیا خلاصہ اسقدر انعام اور اکرام اور امانت اور خیانت مین دولت کثیر ہاتھہ آئی کہ مالک لاکھون روپیہ کا ہوا اوسکی گرد مشہور تھا رفیع و عالیشان عمارات اسکی برابر و مقابل عمارات معتمد الدولہ کے اوسی کر و فر کے ساتھہ اب تک تعمیر ہے اور ایک کوٹھی فلک فرسا لعل دروازہ مین موجود اور جسوقت سوار ہوتا تھا شہر و بازار مین ہزار پانچسو روپیہ فقیرون محتاجون کو تقسیم کرڈالنا بات تھی اور خدمتگار اوسکے لباس گران قیمت سے ہمہ تن آراستہ رہتے تھے اور ہزارون روپیہ رقص و طرب مین بلاواسطہ و بواسطہ صرف ہوتا تھا خلاصہ ملازمان معتمد الدولہ سے ایسا نیکنام اور صاحب ہمت دوسرا نہ تھا ٹیپو خان جو عہدہ شتر سواری مین پندرہ روپیہ کا ملازم تھا ثروت و دولت اوسکی رفاقت معتمد الدولہ کی وجہ سے اس تعلی کو پہونچی کہ ہزارون روپیہ سنگریزہ کے مانند طوائفون کے انعام مین صرف ہوتا تھا نہ حرف شناس تھا نہ سبق کتاب مروت کا پڑھا اکثر کارخانہ دواب کا اوسکے تعلق مین تھا تیسرے سنگین خان ان شخصون کی طرح شرافت اور رحم مین مشہور لیکن فی الجملہ عدالت العالیہ مین مداخلت رکھتا تھا رات دن ساغر چشم بادہ نشہ شراب سے لبریز و ام الخمر مالزادیان اسکی بدولت مالامال تھین اور ہیچکارہ محض تھا چوتھے روشن علی نام سادات کو تاریک کیا مرد سفلہ طبع خراب و فتنہ بدزبان محض فحش گو ممسک و بخیل و سخت بیمروت تنخواہ ملازم و قیمت جنس بائع کو دنیا اوسکی مذہب مین حرام تھا کوئی شخص علی الصباح نام اوس نحوست شعار کا زبان پر نہ لاتا تھا پانچوین میر اسد جوان وجیہہ سفید پوست لحیم و شحیم سابق تحویلداری جنس کوٹھیون کی حوالہ اوسکے تھی اسوجہ سے صاحب سرمایہ ہوا ایک دن ہنگام جائزہ سبوی خاک آلودہ کوٹھی مین رکھا تھا جو اوسکو باہر لاکر دیکھا کئی سیر اوراق طلا پر تھے اپنے گھر مین روانہ کیا خلاصہ ان صورتون سے مالامال دولتمند بنگیا چھٹین اشرف نام باورچی کہ بخوبی اقبال اوسکی کلی تھی ہزارون روپیہ کی عمارت پیدا کرکے سرمایہ زندگی کا بہم پہونچایا تھا ساتوین میر بندہ علی سبب شاکر علی قوم حجام مرد ذلیل اوقات سرکار مہاراجہ دولت رام سینہ بسینہ مین پہونچکہ مسخراپن کی بدولت کچھہ سرمایہ بہم پہونچاکے کسی لڑکی طوائف سے جو منظور نظر مہاراج کی تھی آنکھہ ڈالتا تھا اس قصور پر اوس سرکار سے صورت اخراج ظہور مین آئی ٹوپی ترک سوارون کے مانند سر پر رکھتا تھا آپکو سید کہکر پہلی لباس سیاہ رنگ عشرہ محرم کا اور اشرفی نذر و زنجیر طلا جو ہمیشہ نذر سادات ہوتی تھی سرکار معتمد الدولہ سے

حاصل کیا کرتا تھا آخر مسخرہ کی اوسکی استقدر چمکی یعنے کبھی حسب پروانگی سرِ بزم مقعد اوسکی عشیرت شمع بنتی تھی اورکبھی ہولی اوسکی کون مین رکھواکر بکریان بعقب اوسکے دوڑائی جاتی تھین یہ کیفیت دیکہکر معتمد الدولہ اور حضار مجلس ہنستی ہنستی قہقہہ دیوار بنجاتی تھی اسی طرح ایک دن موش مسلم حلق مین اوتار گیا غرض بخلعت تیر پرنیز لاکھون روپیہ دستیاب ہوے یعنی پچاس پچاس ہزار روپیہ اور جواہرات اور پشمینہ وغیرہ ایک ایک دنمین انعام پاتا تھا نوعورتین اسپنے عقد مین لاکر عمارت عالی محلہ شہ مینی گنج مین آراستہ کی خلاصہ اس وضع سے بہت لوگ تھے کہ ہر ایک کی تشریح حال مین سواے فوت مطلب اور کچھ فائدہ نہین غرض سواے اسکے رفقاے نامور و آبرو دار صاحب دانش و علم و کمال مین موصوف اس سرکار مین بہت تھے اور وہ ریاست اور دولت بہم پہونچائی تھی کہ بعد زوال معتمد الدولہ برسون عیش و عشرت مین اوقات اونکی بسر ہوئی سب سے پہلے سبحان علی خان علامہ عصر بہمہ صفت موصوف نقاب ہے نظیر عالی فکر خوش تدبیر یعنے معتمد الدولہ کسی کام پر بے مشورہ اسکے قدم نہین رکہتا تھا دوسرے تاج الدین حسین خان صاحب عقل ارسطو عہد قوم کمبوہ مین نقل انکا کم تیسرے شجاعت شعار غفیر محمد خان بہادر گویا تخلص خاندان محمد خان نائب قائم خان بنگش کے چراغ الہی ریاست کامل اونکی فتح آباد مین موجود ہے چوتھے سید وفان صاحب کہ رسالہ قوم مغل خاندان ترک بیک وبدل بیگ خان روساے شاہجہان آباد سے تھے پانچوین ٹاکسا کی بہ دولت ثروت کامل حاصل کی چھٹے یا نوینا مولوی خلیل الدین خان فرزند قاضی القضات نجم الدین علیخان رونق خانوادہ جمیل الدینخان تورانی عہد نواب شجاع الدولہ مین صاحب رسالہ روساے قصبہ کاکوری سے تھے جامع فنون و صاحب علم و کمال دولتمند و خوش اقبال ساتوین حکیم واجد علیخان ثانی افلاطون نقش حکمت و طبابت مین بقراط ثانی ساتوین ساہ بہاری لال فرخ آبادی اور اگرداس گوبند لال ساہوکار کہ شہرہ اونکی دولتمندی کا مشہور عام تھا —

بیان اصراف معتمد الدولہ

اکدن ایک فراش کو چہرہ غمگین و صورت محزون دیکھکر معتمد الدولہ نے وجہ اوسکی استفسار کی اوسنے عرض کی کہ نکاح لڑکی کا درپیش اور کیسہ خالی استقدر بضاعت پاس میرے نہین کہ اس بارگران سے سبکدوش ہون بہ فکر سوسان روح ہے یہ سنکر معتمد الدولہ نے عمابردار کو حکم دیا کہ اعظم علیخان سے دریافت کرو کہ آمدنی آج کی خزانہ مین کسقدر جمع ہوئی اوسنے معلوم ہوا کہ لاکھ روپیہ کسی عامل کا مرسلہ آیا ہے بس اوسی قدر اوس

مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیری قسمت مین اسیقدر آمدنی تھی جلد اعظم علیخان سے غرض اوسیوقت زر مذکور
ہاتھیون پر بار ہو کر اوسکے گھر مین سر دست پہونچا المختصر مصارف نفقات مذکورہ کا کم سے کم دو تین ہزار
روپیہ سے اور زیادہ دس بارہ ہزار سے ہر مہینہ مین نہ تھا پس اسطرح سے کہ مصارف سلاطین اقالیم
عظیمہ کو کثیر ہوئے ہون سکے اس قلیل ملک مین بکثرت خرچ غالی نہرچ کو نہ تھا یعنی وزو وزارت
بندگانعالی سے ایک کوڑی خزانہ سلطنت مین داخل نہین ہوئی جملہ آمدنی ملک صرف اقدس اور فیاضیات
معتمد الدولہ مین در آئی آخر سبحان علیخان نے ایک روز پردے غفلت کے معتمد الدولہ کی آنکھون سے
اوٹھا لیے اور باتین عاقبت اندیشی کی سوجھائین کہ آخر کار انجام اس اصراف بیجا کا کیا ہوتا ہے مناسب
کر دو فکر اندیشہ کیجاسے کہ صورت انتظام امور ملک ظہور مین آئی وزر بلا وجہ تلف و رائگان نہو کچھ خزانہ مین
جمع کیا جاسے کہ وقت ضرورت کام آسے کسبحان اللہ معتمد الدولہ نے یہ سنکر انتظام اوسکا اس وضع پر
قرار دیا کہ بندگانعالی جو امراض ورم جگر و استسقا و صلابت معدہ وغیرہ مین مبتلا تھے حکیم مرزا علی وغیرہ اطبای
سلطانی کے ساز و باز سے جام شراب اور پیالہ بنگ پر کو انکار تھا رکھدیا اور نوبت افراط کی اس تعلی کو
پہونچی کہ شام سے صبح اور صبح سے شام تک عالم مخموری اور نشہ مین گذرتی تھی اتفاقاً اگر کسی وقت لباس
ہوش مین آکر بندگانعالی توجہ امور سلطنت کی طرف فرما سکتے تا کچھ استفسار کسی معاملہ کا کرسکتے
تو معتمد الدولہ سر و دستار قدم مبارک پر رکھکر عرض کرتا تھا کہ پہلے حضور جام صحت بخش جو باعث تندرستی
اور اعتدال مزاج عالی کا ہے نوش فرماوین پھر خانہ زاد ہر قسم کی کفش کاری کا سزاوار ہے اور آبداران
سرکاری کو تاکید تھی کہ بیرے حضور اور غیبت مین کسیوقت پانی خالی مسکرات اور شراب سے نرہے غرض
اس پردہ غفلت مین معتمد الدولہ اپنی عروس مدعا سے ہم آغوش تھا اور صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ سے بواسطہ
منشی غلام حسین خان کہ شخص بیخلاف تھا اطمینان حاصل کی اور تازہ چالاکی معتمد الدولہ مشتاقان تاریخ ملاحظہ
فرماوین کہ مفتی خلیل الدین خان کو صدر کلکتہ مین بھیجکر یہ مضمون پیدا کیا کہ اخبار بیفہ لکھنؤ کا جو اخبار صدر مین
چھپا جاتا تھا اوسکا بیان موقوف ہوا بلکہ اہل اخبار کے ساتھ کچھ ایسا سلوک ہوا کہ بکار آیا کہ جو کاغذ
شمس الاخبار یا جام جہان نما کلکتہ سے آتا تھا سوای تعریف و مدح بندگان حضرت کے اور مضمون
خلاف نہوتا تھا اور صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ بھی معتمد الدولہ کے پاس خاطر کی وجہ کیفیت یہان کی قلم انداز
فرماتے تھے چنانچہ کرنل [illegible] باعث بزرگی اسپ و چار گاڑی و اسپ [illegible] معتمد الدولہ [illegible]

پہلے یہ کہ جس پیرایہ مین جو کچھ خزانہ قدیم سے نکلے میرے خزانہ مین داخل ہو دوسرے یہ کہ بندوبست
ملک اس وضع پر قرار پائے کہ سوای میرے رفیقون کے دوسرے کی مداخلت نہو اور آمدنی ملک
میرے قبضہ تصرف مین رہے تیسرے اکابرین لکھنؤ اور مہاجنون سے جسطرح بنے صورت اخذ زر
جلوہ آرا ہو چونکہ عمدہ ترین مصارف سلطانی سے یہ ہے کہ اب کثرت سپاہ مین فلاکت صرف پیر ہے
آخر کار یہ صورت اپنی کارسازی سے ظہور مین لایا اور یہ صیغہ نذرانہ ہمیشہ دہر سال سے بیس ہزار تیس ہزار
روپیہ پیشگی وجہ نذرانہ مین لینا شروع کیا اور ساہوکارون اور اہل حرفہ پر اس صورت سے ہاتھ اخذ زر کا دراز کیا
مشتے نمونہ از خروارے سبھے کا لکا داس گوٹہ کناری والہ کہ زمرۂ اہل حرفہ سے صاحب دولت تھا لاکھہ روپیہ
کہ فرالیشات محلات معتمد الدولہ مین خرچ کیے تھے جب وہ خواستگار ہوا کارپردازان معتمد الدولہ نے اوس
دیوانہ حماقت شعار کو پری کے مانند اس شیشہ مین اوتارا کہ اگر صورت حصول قدمبوسی بندگان حضرت ظہور مین
آئی تو چشمون مین دیدہ و دانستہ باعث افزونی آبرو کا ہے وہ دیوانہ دام فریب مین آ کر بہ امید خلعت
بادشاہی کا معتمد الدولہ سے آرزومند و طلبگار ہوا معتمد الدولہ کہ اسی فکر مین تھا اوسکو ساتھہ اپنے دیوان خاص
بارہ دری سلطانی مین لیجا کر ایک مقام پر بٹھا دیا اور کہا کہ مین حضور اقدس سے عرض کر کے تدبیر حصول
خلعت عمل مین لاتا ہون یہ کہکر وہ قوسہ ایردہ سلطانی کے اندر تشریف لے گئے اور یہ دیوانہ پری
زدہ تمنای خلعت کے نشا مین پھولا ہوا بیٹھا تھا کہ اتفاقاً بندگان حضرت رونق افزاے بارہ دری ہوکر
اور اوسکو بہ ہیئت کریہ بجسم و شحیم دیکھکر فرمایا کہ یہ کون ہے مردان کی مجال نہ تھی کہ معتمد الدولہ کے
ساتھہ لانے کو زبان پر لاوین مہر سکوت لب پر لگائی کہ بندگان حضرت نے تصور فرمایا کہ ہم مدت سے سنتے تھے
کہ یہان اس جگہ دیو پلید کا مقام ہے عجب نہین کہ وہی ہو حکم دیا کہ نظر بند رہے چنانچہ حکم کے ساتھہ لوگون
نے دست بدست پکڑ کر گرفتار کیا اور کشاکش اس درجہ سے ہوئی کہ وہ لقبال آشفتہ حال بلای تازہ مین
مبتلا ہوکر قریب تھا کہ پاجامہ مین ہگدے سمجھا کہ جان و دولت و ناموس و عزت یہی پانی پھرا اور چشمون کی
نالون سے اشک رائگان کے مانند گرا قدمون پر معتمد الدولہ کے سر رکھکر زاری کرنا شروع کی
بحکم مصرع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ما خلاصہ معتمد الدولہ نے اوس ابو الہوس کو فارغ خطی زر مذکور کی
تھوڑا کہ حساب جرمانہ مین لکھوا کر ہا کیا کہ وہ جان و عزت اپنی لیکر کافور ہوا ابھی چند ساعت ہوئے بندگان حضرت
پھر وہان تشریف لاکے استفسار فرمایا کہ وہ دیو کہان ہے ایک شیال اور تدبیر تہ تھی کہ اصل مطلب کو نقل کرکے

چنیدہ درست اوسکی تعالیٰ ہین وہ ٹرسے آخر کار معتمد الدولہ نے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ نے بندگانحضرت کو
بلباس کرامت ظاہری اور باطنی سے آراستہ فرمایا ہے اصل مین وہ مرد دو دلیر بیشک دیو سیاہ تھا کہ اسکا
چمکی اور پہرے سے جہان فرشتہ پر نہین مارسکتا مقتضای نگاہ کی صورت غائب ہوگیا چنانچہ ثالث بالخیر وہ
تینون وزیرون اور ارباب محفل نے کلام معتمد الدولہ پر روغن قاز ملا اور تائید کی کہ وہ بلا شبہ معتمد الدولہ سچ ٹلی
اور کبھی معاملہ اس صورت سے بروی کار آئے ایک شخص تھا کہ بندگان حضرت چند روز سے از روی التفات
تلاشی اوسکے تھے کہ معتمد الدولہ نے آزردہ ہو کر حکم دیا کہ تو اپنے گھر سے ہرگز قدم باہر رکھنا اور
بندگانحضرت سے یہ بات بیان کی کہ وہ تو الہ وہان شہر قضا کا ہوا ایکدن شامت اوس بیچارہ پر اسوار تھی
کہ اوسنے قدم گھر سے باہر رکھا تھا کہ اتفاقاً بندگان حضرت کی سر سواری نگاہ اوسپر جا پڑی حکم دیا کہ
یہ فلان شخص ہے جلد حاضر کرو معتمد الدولہ کہ ہمرکاب تھا اوسنے تاڑ کر نگاہ چارون طرف ڈالی کارپردازان
سواری کہ نظر شناس تھے عین وقت پر تعمیل حکم والا سے چشم پوشی کی اور مانند مردم نگاہ کے اپنی
جگہ سے حرکت نکرسکے اور وہ تینون وزیر بھی آنکھین معتمد الدولہ کی دیکھتے رہے باہم چار آنکھین ہوکر
صورت آئینہ متحیر تھے بندگان حضرت نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے صورت بزم تصویر عالم سواری مین نظر
آتی ہے سبھون نے بالاتفاق ایک زبان ہوکر عرض کی کہ نظارہ بخش چشم کونین نے بندگانحضرت کو
چشم بد دور چشم پر نور جہان بین اپنی عین عنایت سے عطا کی ہے پردے ظاہر و باطن کے کھلے ہین
جو کچھ حضور ملاحظہ فرماتے ہین ہم سب لوگ ہرگز دیکھ نہین سکتے خلاصہ زبان حضرت پر یہ کلام تھا کہ وہ ای
وہ ہے اور زبان پر ان گوشہ نشینون کے دیدہ و دانستہ یہ حرف تھا کہ کہان ہے کہان ہے لامحالہ
حضرت بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ بلاشک یہ صورت لباسی تھی غرض اسطرح حکایتین بہت ہین بوجہ ضخامت
کتاب قلم انداز کیا اسقدر اولی الابصار کو بطریق نمونہ اقتدار معتمد الدولہ سے کافی ہے تجویز تقسیم نظامتون کی
شمہ کیفیت بند و بست و انتظام ملک کی یہ ہے کہ معتمد الدولہ نے نظامت چکلہ بیسواڑہ کا اپنے سمدھی روشن الدولہ
کو سرکار سے دلا کر چار پانچ لاکھ روپیہ شمارہ ملک کے نام سے خزانہ معتمد الدولہ مین سات برس تک
برابر داخل ہوا کیے اور باقی جمع خزانہ شاہی معتمد الدولہ اور تنخواہ سپاہ متعینہ اور صرف ناظم مین در آئی ایک
خرمہرہ خزانہ سلطانی مین داخل نہوا اسی لاکھ روپیہ مین انتقال اس عرصہ مین روشن الدولہ نے خرچ
کیے پانچ پانچ سو سات سات سو روپیہ درماہہ ایک ایک رفیق کا تھا منجملہ اوسکے منشی جھنگا اور مرزا کی صاحب

گذشت نماسے زمانہ مین اول چکلہ محمدی ساہ گوبند لال سے اس شرط سے لیا کہ بعد خرچ سپاہ و فرمائشات جو کچھ
پس انداز ہوگا سرکار مین پہونچا دونگا علی ہذا القیاس دوم علاقہ سلطانپور جو اسّی لاکھ روپیہ سے زیادہ کا تھا
تاج الدین حسین خان کو مرحمت ہوا اور آخر عہد معتمد الدولہ تک بحال رہا لشکر انکا لشکر محمد شاہ کا جواب تھا چاندنی
چوک آراستہ کیا سیکڑون طائفے ارباب نشاط کے مہیا اور دکانین ہر پیشہ کی صرافہ اور بزازہ اور نان پز
اور حلوائی وغیرہ کی موجود اور توپخانہ و سپاہ اسی شان و عظمت کے ساتھ و غلام حسین خان چکلہ دار سابق سلون
آبرو دیا ہوا جنت آرامگاہ کا اسقدر متمول اور دولتمند تھا کہ سو پچاس اراپہ زر نقد معمور ہمیشہ اوسکے ہمراہ رہتے تھے
یہ شخص کمال جری اور رسا تھا اور علداری اسکی رونق پذیر وقت انتقال چونکہ لاوارث تھا تمام مال و منال لاکھون
روپیہ کا منضبطی تاج الدین حسین خان مین در آیا اور اسی قوت سے ہاتھ پانون ایسے نکالے کہ جادۂ اعتدال
سے گذرے ایک زمیندار ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ عین المال کا باقیدار تھا اور محصور یعنی قلعہ بند تھا مقابلہ کے
وقت مین ایکدن مجلس عزائے حضرت امام حسین علیہ السلام مین تنہا ایک بنیے و دو گوش آکر موجود ہوا اور اپنے نام سے
نشان دیکر ملتمس ہوا کہ مین حضرت امام حسین کی ضمانت سے حاضر خدمت ہوا ہون اب چاہو بخشو اور چاہو قتل کرو
اوسوقت تاج الدین خان سے سوائے اسکے کچھ بن نہ آئی کہ کاغذ اوسکے محاسبہ کا اپنے دفتر
سے لیکے پارہ پارہ کیا اور حوض پر آب مین ڈال دیا اور فارغخطی دیکر رخصت کیا اور عشرۂ محرم مین لاکھون روپیہ کا
صرف تھا المختصر گویا یہ علاقہ جاگیر مین تاج الدین حسین خان کے تھا پہلی دفعہ مین منضبطی چکلہ دار سابق سے
کچھ رقم قلیل سرکار مین داخل ہوئی اور بعد اوسکے کچھ آمدنی دست بردا شتہ فرمایشات معتمد الدولہ اور
سبحان علیخان مین در آئی تھی باقی جملہ تاج الدین حسین خان اور سپاہ معینہ کے صرف مین خرچ ہوئی تھی
ایک حبہ خزانۂ سلطانی مین داخل نہوا بنارس اور کانپور مین دکان خزانہ کی آراستہ کی اور عمارات عالیہ
کی لکھنؤ اور کانپور مین طرح ڈالی سوائے منضبطی مذکور بائیس لاکھ روپیہ نقد آمدنی سرکار سے ذخیرۂ خانگی کو پہنچا
متصدیان دفتر کے حساب سے واجب الادا تھے اور اسی طرح جو علاقہ اور چکلہ فقیر محمد خان اور
پنڈو خان کے تفویض تھا زر آمدنی علاقہ انکے رسالون کی تنخواہ مین محسوب تھا اور کچھ فرمایشات معتمد الدولہ
مین صرف ہوتا خزانہ سلطانی سے کچھ واسطہ نہ تھا اور جو علاقہ ساہ جی کے متعلق تھا وہ حسب خاص معتمد الدولہ
کہلاتا تھا اور چکلہ بہرائچ میر ہادی خان مخاطب سیف الدولہ ابن میر زین العابدین خان برادر جعفر علیخان
چکلہ دار سابق کے نامزد تھا یہ ملک نہایت سیر اور شاداب تھا سوائے آمدنی محصولات زمین کی ایک آمدنی تازہ

یہ تھی کہ ایک قوم سرپ کھوا یعنی سپیرا اور سانپ کے کہانے والے دزدی پیشہ قطاع الطریق صاحب
جمیعت گنگا یا گھاگھرہ کے کنارے مقام قلب سمجھ کر قیام گزین ہوتے تھے چنانچہ مال ومتاع تاجرون
اور مہاجنون کا بلا تامل غارت کرتے تھے اور مردان سپاہ انگریزی جو رخصت ورضا لیکر اپنی پلٹن سے
وطن کی طرف جاتے تھے اونکو جنگل مین مار کر تھیلیان اشرفیون کی اونکی کمر ون سے نکال لیتے تھے
چنانچہ سیف الدولہ نے قتل وقمع انکا اس حسن وخوبی کے ساتھ کیا کہ اس انتظام اور بند وبست سے
تمام وہم اطاعت کا فرمان برداری کے ساتھ بھرتے تھے کہ نمائش انکی صد ہا کلکتہ تک علی الاتصال
پہونچی تھی اور اوقات انکی کمال عیش وعشرت مین گذرتی تھی ایک فرنگن بھی اور محلون کے سوا
انکے محل مین تھی اور اسقدر عیاشی اور امارت مین زر کثیر صرف کیا کہ انگشت نمای اہل شہر ہوئے خلاصہ یہان
سے بھی نصف روپیہ سرکار معتمد الدولہ مین پہونچتا تھا اور متصدیان دفتر دیوانی مالا مال تھے غرض رسم رسانی
زر عاملون کی جانب سے خزانہ سلطنت مین یک قلم مفقود ہوئی اور عمال سے یہ عمال تک کسیکو پروا اس
امر کی نہ تھی کہ کوئی شخص ہمارا گریبان گیر ہوگا اور زمیندار علاقون کے اچھے شور ہو کر بے محل خرچ مین مشغول
تھے ظفر الدولہ فتح علیخان کپتان صاحب خزانہ اسباب بہ صورت بیمار گھر مین جلتے تھے کہ بندگان حضرت کو
کچھ پروا آمدنی کی نہین ہے جو کچھ صرف ہوتا تھا خزانہ قدیم سے تھا جب صورت تقاضای طلب تنخواہ
عزیزان واقربایان سلطانی وسپاہ شاگرد پیشہ وامرای لکھنؤ ظہور مین آتی تھی کچھ علی الحساب دیکر زبان بندی
اونکی ہوتی تھی یا اوسی خزانہ قدیم پر گذرتی تھی اور آمدنی سائر وگنجیات شہر کی اسقدر نہ تھی جو اس خرچ کو
کفایت کرتی اور گرانی غلہ کی اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ عہد دولت جنت آرامگاہ مین گیہون فی روپیہ
بیس سیر سے کم نہین بکے اور اس عہد دولت مین ابتدای جلوس سے آخر تک آٹھ دس سیر سے
زیادہ فروخت نہین ہوئے

ذکر پیدا ہونے صورت نزاع درمیان ظفر الدولہ ومعتمد الدولہ کے

حقیقت مین ظفر الدولہ خیر طلب اور دولتخواہ کا قدم اس راہ مین نہ تھا تو خدا معلوم کیا نوبت گذرتی جب
پانچ چھ کرور روپیہ خزانہ قدیم سے ان صورتون مین خرچ ہوچکا زبان ظفر الدولہ پر حرف شکایت بہ
اعلان تمام آنا شروع ہوا اور معتمد الدولہ نے اونکی جان وحرمت کے درپے ہوکر اسقدر تنگ کیا

کہ اونھون نے کنجیان خزانہ اور جواہرخانہ اور توشکخانہ وغیرہ کی بندگان حضرت کے روبرو رکھدین اور خواستگار رخصت کعبۃ اللہ اور کربلاے معلے کے ہوے لیکن یہ صورت ظہور مین نہ آئی اور کچھ دنون یہ معاملہ اسی طریق سے اولجھا رہا جب ظفر الدولہ ہمہ تن عازم سفر کربلا ہوے محلات سلطانی کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی پشت پناہ ہمارا سرکار شاہی مین نہین رہا باہم متفق سب محلات نے بھی بندگان حضرت سے عرض کی کہ جب ظفر الدولہ جاتا ہے ہم بھی امیدوار رخصت کے ہین کیلیے کہ حضور دست معتمد الدولہ سے مجبور اور بادہ غفلت مین شیشہ دل عاشق کی مانند چور ہین غلام جب یہ باتین ظہور مین آئی تھین بندگان حضرت سوگند دلا کر تسلی آمیز کلام سے پیش آتے تھے۔

ذکر تنگ گیری معتمد الدولہ کی ساتھ وارثان سلطنت جنت آرامگاہ اور نوکرون اونکی کا

نواب شمس الدولہ بہادر کے حال کے سوا کہ رونق افروز بنارس تھے اور بندگان حضرت کے بھائیونکا حال جو رونق دار السلطنت اور بزم آراے سلطانی تھی زیب قلم ہے کہ عدم دستیابی مواجب مشاہرہ سے اسقدر تنگ آئے کہ علی الاتصال بندگان حضرت سے نوبت عرض بعروض آئی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بھی اس باب مین مہر سکوت لب سے اوٹھائی اور انکے تصفیہ معاملات مین قدم رکھا پہلے نواب نصیر الدولہ بہادر نے کہ چھوٹے بھائی حضرت ظل سبحانی اور بھائیون مین بڑے تھے خواستگار مشاہرہ کے ہوے معتمد الدولہ نے عرض کی کہ اگر حساب بیحسابی کا ہے تو جو کچھ حکم ہو بجا لاؤن اور اگر حساب کوئی چیز لائق شمار کے ہے تو کاغذات خزانہ جنت آرامگاہ سے ثابت اور متحقق ہے کہ یہ حسب مقدمات مالی اور ملکی کے مالک ہمہ تن تھے اور امور دیوانی و خالصہ دیہات کے جملہ متعلق شمس الدولہ کو علاقہ انبار و چہلی سپاہ سے فقط کام تھا اور قطع نظر اسکے جو وقت رجوع مقدمات عاملون سے سالہا سال زر نقد دستیاب ہوا ثروت اور دولتمند ہونا انکا ظاہر کچھ پوشیدہ نہین کہ کوئی انکو ہم پلہ دولت کے نہین اور چوراسی لاکھ روپیہ نقد امانت انکی تحویل مین جمع ہے اوسکو بمنفعت سمیت خزانہ عامرہ مین داخل کرین خلاف آداب یگانگت اور خیراندیشی نہین بعد اوسکے حساب تنخواہ پیش فرماوین اور نہین ازال چند اقوام و لاک سے جو اونکے مصاحبت مین لگے ہین وہ جو کچھ مناسب سمجھاؤ ہین یہ جناب اوسپر عمل فرماتے ہین یہ تقریر پیچدار سنکر بندگان اقدس اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے

ارشاد کیا کہ بیشک زرامانت لیا لینا چاہیے اور مفسدون کی سزا دینا مناسب خلاصہ جب شمشیر فکر معتمد الدولہ نے یہ جوہر دکھائے اوسیوقت ایک ضرب توپ اور تمن نجیب و کمپنی تلنگہ دروازہ نواب نصیر الدولہ بہادر پر بجلد ماموہ کیا اور تاکید کی کہ زرامانت جنت آرامگاہ خزانہ سلطانی مین داخل کرو اور سد باب آمد و رفت اہل رفقا کی راہ کھلی اور عظیم اللہ اور رحیم اللہ قوم حجام کہ بصورت دو مغز ایک بادام کے تھے اونپر حکم طلبی کا جاری ہوا اور مسماۃ عظیما طوائف کہ معشوقہ عظیم اللہ کی تھی اور کمال کشاکشی مین گرفتار بلوایا اور چوکی پہرہ اوسکے گھر پر ماموہ کیے گئے غرض عالم اضطراب مین عظیم اللہ نے سوا رجوع ہونے کے اور کوئی علاج اس مرض کا نہ دیکھا بہرکیف زر مذکور براہ تواضع دینا مناسب سمجھا اور نواب نصیر الدولہ بہادر نے رہائی عظیم اللہ پنجہ دست غضب معتمد الدولہ سے غنیمت سمجھی بعد اوسکے نوبت نواب جلال الدولہ مہدی علیخان کی آئی یہ سب فرزندان جنت آرامگاہ سے چھوٹے تھے اور یوسف کے مانند عزیز اور مان انکی نواب خاص محل کہ پہلے تاٹ محل خطاب انکا مشہور تھا یہ بھی سب محلون سے محبوب زیادہ تھین کرور روپیہ نقد سوای جواہرات وغیرہ کیسہ امانت سے رکھتی تھین جو ماہو لال کا تھہ دیوان خانگی کے تحویل مین تفویض تھے کہ منافع اوسکا جمع کیا کرے چونکہ زر مذکور تصرف ماہو لال مین تھا دو تین لاکھ روپیہ اوسمین سے لیکر تعمیر عمارت مین صرف کیا اور اسقدر عیش ناہنجار اور نشاط بد اطوار مین مشغول ہوا کہ خاص محل کو صورت بدنامی ظہور مین آئی اور کیفیت بواسطہ معتمد الدولہ بندگان حضرت تک پہونچی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اطلاع دیکر محاسبہ کرور روپیہ کا اونکے سر پر رکھا گیا اور ماہو لال کو کشان کشان بے آبروئی کے ساتھ بلوا کر پہلے تیغ زبان سے جوہر دکھائے اور پھر ایک لکڑی مین باندہکر ایسا عذاب ضرب و سلاق سخت مین مبتلا کیا کہ جان زار اوسکی لبون تک آئی اور جلال الدولہ بھی اس متصدی سے رنجیدہ خاطر تھے کہ یہ عہد شباب مین جب روپیہ خرچ کے واسطے طلب کرتے تھے ماہو لال زیادہ مقدار مناسب سے نہین دیتا تھا اور نواب خاص محل بھی اسی وجہ آزردہ تھین حسن اتفاق سے اوسی زمانہ مین پچاس ہزار روپیہ نقد بندگان حضرت نے صرف شادی و ولادت فرزند کے واسطے جلال الدولہ کو کہ فرزند سے کم نہ سمجھتے تھے عنایت فرمائے معتمد الدولہ نے بوعدہ ادای زر مذکور رسید مہری منگوا کر رقم مذکور مین مجرا کیا اور ماہو لال سے کئی لاکھ روپیہ نذرانہ لیکر فیصلہ کیا اور باقی کے واسطے وعدہ خلافی کرکے متصدی مذکور کو گرفتار کیا اور وہ کاوش و پرخاش کی کہ جلال الدولہ اشرفی و جواہرات جسقدر ہاتھ آیا لیکر اسپ سوار پوشیدہ بغرض کلکتہ راہی ہوئے جب دیکھا کہ شکایت معتمد الدولہ

تا اسموعہ سے جہاز پر سوار ہو کر بیت اللہ اور کربلا سے معلے کا راستہ لیا غرض جب ان دونون شہزادہ
صاحب اعتماد کی یہ صورت گذری اور شہزادگان کا حوصلہ پست ہوا چنانچہ محمد حسین خان بہادر نے بھی جلا
وطن اختیار کیا اور باقی کاظم علیخان اور جعفر علیخان وغیرہ نے عالم مجبوری مین جو کچھ قلیل قلیل معتمد الدولہ
دیتا تھا اوسپر قانع تھے لیکن کوئی شخص سرمایہ اور ثروت سے خالی نہ تھا اور اسی زمانہ مین معتمد الدولہ
اور مرزا تقی خان کے درمیان مین صورت نزاع پیش آئی وجہ اوسکی یہ تھی کہ معتمد الدولہ کے تین لڑکی تھی
اور ایک لڑکی پاؤن سے معذور تھی جو میر نظر علیخان پالکیسی والہ کے ساتھ منسوب اور ایک لڑکا روشن
روشن الدولہ سے منسوب تھا اور شادی دوسرے کی دختر شاہ میر خان کے ساتھ ہوئی یہ خانوادہ
برہان الملک و جناب عالیہ فیض آباد سے تھے چونکہ یہ نسبت خلاف قدر و منزلت شاہ میر خان کی تھی اونھون
نے وقت درخواست معتمد الدولہ انکار شادی سے کیا اور کہا کہ لڑکیان مجھ غریب کی غریب خاندان مین جاتی
ہین یہ سنکر معتمد الدولہ نے راہ جبر و ظلم پر قدم رکھا ناچار شاہ میر خان نے شہر چھوڑا اور کلکتہ مین پہونچکر
جسکو دیکھا وہ دوست معتمد الدولہ کا ہے جہاز پر سوار ہو کر لندن کی طرف سدھارے اور محمد تقی خان کہ
لکھنؤ اور فیض آباد مین رہتے تھے وہ بحث شاہ میر خان مین خفا ہو کر کانپور عمل انگریزی مین تشریف
لیگئے لیکن صاحب عالیشان نے تمنا کے ساتھ طلب کر لیا اور معتمد الدولہ نے مرزا چھجو صاحب جو
چھوٹے بھائی محمد تقی خان کے تھے اونکو وزیر چہارم مقرر کیا اور صمصام الدولہ خطاب دلایا ـــ

ذکر شکایت پیدا ہونے معتمد الدولہ جناب عالیہ متعالیہ بادشاہ بیگم کے ساتھ اور دشمنی نصیر الدین حیدر و محسن الدولہ

جب معتمد الدولہ نے بخوبی ہاتھ پاؤن نکالے پھر راہ اطاعت بادشاہ بیگم سے قدم اوٹھایا اور چاہا
کہ دیوانی ولیعہد بہادر کی سبحان علی خان کے نام زد ہو اور سمجھا کہ بدون اخراج میر فضل علیخان
یہ صورت ظہور مین آنا غیر ممکن اسنے چند پرچہ اخبار بے انتظامی جاگیر کے باب مین گوندہ و بہرائچ سے
کہ تعلق اونکے تھی درست کر کے حضور بندگان حضرت مین گذرانی آخر کار جناب بیگم صاحبہ تک پہونچکر دارو گیر
جاگیر میر فضل علی خان کے اوپر حرف آیا لیکن در پردہ خانہ نشینی مین معقول جناب بیگم صاحبہ عنایت
فرماتی تھین اور آمد و رفت ڈیوڑھی پر جاری تھی جب معتمد الدولہ نے دیکھا کہ شہزادہ میر کی پرورش نکال

بدگمانی پھر اس مقدمہ کو مختلف سماعت بندگان حضرت مین ہوپہونچا کر حکم اخراج میر مذکور کا حاصل کیا چونکہ میر مذکور فرمان پذیر جناب بادشاہ بیگم کا تھا اوسنے معتمد الدولہ کو جواب دیا کہ مین مطیع تمہارا نہین ہون بدون اجازت بادشاہ بیگم کے کہ ملازم اونکا ہون ہرگز قدم شہر سے باہر نرکھونگا یہ تقریر گرم سنکر معتمد الدولہ جل گیا اور افروختہ ہوکر اس مضمون کو آب و تاب کے ساتھ خلاف پیرایہ مین بندگانعالی کے گوش زد کیا اونھون نے بھی بہ ابر وہوکر حکم قضا تشیم نازل فرمایا کہ اگر میر فضل علی زندہ گرفتار آسکے تو نہین سر دست سر اوسکا حاضر دردولت ہو معتمد الدولہ نے چاہا کہ اس حکم والا کو اب تعمیل کرے یعنی سوار ہوکر اوسکے مکان پر یورش کرے لیکن معلوم ہوا کہ دو چار سو آدمی جنگی گرد وپیش مسلح بیٹھے تھے جان تو عزیز ہوتی ہی دو ضرب توپ اوسکے دروازہ پر روانہ کین ہنوز محاصرہ مکان نہوا تھا کہ میر مذکور نکلکر ڈیوڑھی بادشاہ بیگم مین مخفی ہوا معتمد الدولہ نے طلب کیا بادشاہ بیگم نے ارشاد فرمایا کہ ہمنے دستگیری تیری نظربندی کی اسی چشمداشت پر کی تھی کہ روبرو آنکھون کے آیا اب سر اوسکا میرے سر کے ساتھ ہے اور یہ سوال وجواب معرفت لی منلالی ہین میر مذکور کے تھا اس وجہ سے اسکی تقریر آرائیون نے اور بھی صورت نقیض پیدا کی غرض صبح سے چار گھڑی دن رہے تک یہ حشر برپا رہا اوس عہد مین مسٹر اسٹیر صاحب بہادر قائم مقام رزیڈنٹی کے تھے اونھون نے ایک انگریز متعینہ چھاونی منڈیاؤن کو ڈیوڑھی بیگم صاحبہ پر بھیجکر یہ پیام دیا کہ نزاع فیمابین باعث خونریزی خلائق ہے لہذا میر مذکور کو ہماری ضمانت اور کفالت سے ہمارے پاس بھیجدو جان ومال پر اوسکے اصلا حرف ضرر کا نہ آنے پائیگا بادشاہ بیگم نے بعد طمانیت وعہد وپیمان میر مذکور کو صاحب ممدوح کے پاس بھیجدیا ایکدن اپنے مکان مین بعزت تمام رکھکر دوسرے دن پہرے تلنگون کے ساتھ دیکر طرف کانپور کے رخصت کیا اور ساٹھ ہزار روپیہ نقد خرچ کے واسطے بادشاہ بیگم سے دلا دیا ہرچند معتمد الدولہ نے اس راہ مین خاک اوڑائی اور ہرگز منظور نہ تھا کہ وہ لکھنؤ سے سلامتی کے ساتھ جاسکے لیکن صاحب ممدوح نے قبول نفرمایا اور نقیض بھی فیمابین بادشاہ بیگم اور معتمد الدولہ کے واقع ہوئی بندگانحضرت نے حکم دیا کہ مرشدزادہ دربار مین نہ آنے پائے اور سیکڑون آدمی ہمراہی بادشاہ بیگم جو میر فضل علی کی طرف سے گرفتار ہوکر مقید ہوئے اور باقی بھاگ گئے اور گھر میر مذکور کا ایک آن واحد مین مسمار ہوا اور اسباب لاکھون روپیہ کا غارت گیا اور عامل جاگیر بھی معتمد الدولہ کی طرف سے مامور ہوا اور بادشاہ بیگم ومرشدزادہ پر صدمے پہونچنا شروع ہوئے

ہنوز کیفیت گفتگوی شادی مرشدزادہ کی دختر نواب نصیر الدولہ بہادر کے ساتھ شائع ہوئی تھی اور باہم
طرفین مین صورت رسمیات واقع ہوئی تھی کہ بوجہ نقیض مذکور لفظ شادی کا زبان طرفین پر نہ آیا
انجام کار معتمد الدولہ نے وہ بساط بچھائی کہ دختر بلند اختر نواب نصیر الدولہ کی شادی حسن انتظام کے
ساتھ نواب محسن الدولہ بہادر نواسہ بادشاہ بیگم کے ساتھ ظہور مین آئی اور عمارت مرزا حاجی کی بود و باش
کو واسطے سرکار سے عنایت ہوئی اور ظہور اس امر کا اور بھی باعث تکدر مزاج بادشاہ بیگم کا معتمد الدولہ
سے کہ سبب نوعروسی مسطور کا تھا ہوا ناچار بادشاہ بیگم نے مواصلت مرشدزادہ کی مرزا سلیمان شکوہ کی
لڑکی کے ساتھ در پردہ بالا بالا قرار دی عین وقت پر بندگان حضرت کو اطلاع دی کہ اب کسی رسمیات
شادی مین شریک ہون معتمد الدولہ وغیرہ ارکین سلطنت اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو بخوشنودی
تمام شادی مین اجازت شرکت دی یہان تک کہ بزم شادی ہزار حسن وخوبی سے آراستہ ہوئی اور
غنچہ قلوب ہواخواہون کے ہوا [illegible] عشرت سے گل گل کی روش شگفتہ ہوئے اور دل دولتخواہون
کو فرط نشاط سے فرحت آگین اور نہال گلعذاران سیم اندام زرین لباس کی پاکوبی نے سردست محفل
نوعروسی کو غیرت گلزار ارم بنادیا غرض اس بزم شادی نے جشن کیقبادی کی آبرو مٹی مین ملادی اگرچہ
مخالفت معتمد الدولہ کی وجہ جیسا کہ چاہیے رونق شادی ظہور مین نہ آئی لیکن دو ہفتہ کامل ہنگامہ عیش
و نشاط گرم رہا القصہ دل بادشاہ بیگم معتمد الدولہ سے کھٹکا ہوا تھا اور رہنا اوسکا شریک سواری نوبت
برات منظور نظر عالی نہ تھا حفظ جان مرشدزادہ کے واسطے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنی وضع پر پیام
دیکے سو پچاس سردار ذی اقتدار انگریزی طلب کیے جو ہمراہ سواری ہاتھی کے گرد ہالے کے مانند پروانہ وار
حلقہ زن تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر شریک جلسہ اور بندگان حضرت مرزا حسن رضا خان کے
بارہ دری مین جو گومتی کے پار تھے رونق بخش اور جلسہ محفل شادی بارہ دری حسن باغ مین
آراستہ تھا جب معتمد الدولہ کو حکم خواصی مین بیٹھنے کا ہوا جداگانہ طمطراق کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہمراہ
تھا خلاصہ جب بزم شادی اوٹھی اور نقش مراد کرسی پر بیٹھا یعنے وہ نوعروس خورشید پیکر ماہ رخسار
ہزار حسن وخوبی کے ساتھ صورت شمع شبستان سلطانی مین تجلی افروز ہوئی اور سلطان مریم بیگم خطاب
پایا یہ تازہ کاوش خار غم طلعت معتمد الدولہ مین پیدا ہوئی کہ نہال تمنائے بادشاہ بیگم حسب خواہش بارور
ہوا دوسرا رنگ جمایا لیکن کوئی بلبل گلستان وزارت مین باقی نہ تھا کہ جسکا گل سے رشتہ ہوا مرزا محمد حسین

پسر نواب روشن الدولہ کہ ناکتخدا تھا اوسکو دوسری دختر سلیمان شکوہ کے ساتھہ کہ انکو یہ رشتہ
نہایت ناپسند خاطر تھا بزور ظلم منعقد کیا اور اس حیلہ سے سات ہزار روپیہ ماہوار کہ خاصہ شجاع الدولہ کی
بادشاہ شاہجہان آباد کی خدمت مین آمدنی آلہ آباد کی عوض جاتی تھی اور فی الحال مسدود وہ مرزا سلیمان شکوہ
بہادر کی کہ چھہ ہزار روپیہ کے ماہوار تھے جاری وواگذاشت ہوئے اب یہ تیرہ ہزار روپیہ بیچ
اوقات عیش و آرام مین بسر ہونی شروع ہوئی لیکن آتش کدورت بادشاہ بیگم کی دوبالا شعلہ زن
ہوئی اور نوبت شکایت معتمد الدولہ بندگان حضرت سے آئی لیکن جواب دندان شکن پایا کہ یہ اپنی شکایت
وانمود ہی اور مرشد زادہ نے بھی صحبت سلطان مریم بیگم صاحبہ سے صورت بیمار پہنچ گیا اور ہر جلد صحت
اوس کو بہ آبیاری قلزم خوبی سے کنارہ آخر کا فیض زنی تازہ معتمد الدولہ نے شروع کی آمدنی کا کبیر
ہاتھہ تصرف کا صاف کیا اور جو حکم بادشاہ کا بہ واخت بادشاہ بیگم کے واسطے نافذ ہوا بر باد دیا اور
یہ تازہ گل کھلایا یعنی خواصان بادشاہ بیگم سے ایک خواص گل رخسار نام مشہور ہوئی کہ آبیاری شاہزادہ
سے نخل حمل بار آور ہوا بادشاہ بیگم نے بلا تحقیقات گل گل شگفتہ ہو کر وہ مبارکبادی کا بندگان حضرت
اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کے آویزہ گوش کیا اور خاص و عام نہال ہوئے لیکن ایک عرصہ کے
معلوم ہوا کہ وہ حمل نہ تھا عارضہ عارض تھا اب بادشاہ بیگم صاحبہ کو فکر تازہ پیدا ہوئی اور چاہا کہ کسی
اس معاملہ پردہ کے واسطے لامحالہ بچہ کا ذری تازہ ولادت بطرف زر بہم پہونچا کر سردست مشہور کیا کہ صدمہ وضع
خواص مذکور کو بہ بار ہوئی معتمد الدولہ نے کیفیت سے مطلع ہو کر بندگان حضرت کو آگاہ کیا اور یاد یہ بچہ
مذکور تیمور بخت موسوم مین مقید ہوئی اور یہ مقدمہ جان بسکین صاحب بہادر رزیڈنٹ کی معرفت
صدر تک پہونچا اور وہان سے جواب مین وسیلہ گورنر بہادر کا اس مضمون سے آیا کہ معاملہ نسل بندگان حضرت کا
بخوبی تحقیقات کیا جاسے اسوقت معتمد الدولہ نے عناد و کاوش کے سبب کہ اسکا علم خدا کو ہے اوسکے
جواب مین لکھوا کر بھیجا کہ مرشد زادہ بھی نطفہ بندگان حضرت سے نہین ہین بیگم صاحبہ نے ایک بچہ خواص کو
پرورش کر کے تہمت بندگان حضرت پر باندھی ہی اس مرتبہ ثانی صدر سے جواب آیا کہ صاحب رزیڈنٹ
بہادر کو مناسب ہی کہ جناب اقدس سے تحقیق زبانی کرین ہنوز یہ جواب یہان آیا نہ تھا کہ معتمد الدولہ نے
تمام شہر مین دروازہ بدروازہ اشتہارنامجات اس مضمون کے لکھوا کر چسپاں کروائے کہ مرزا نصیر الدین حیدر کو
کوئی فرزند بندگان حضرت کا قرار نہ دے خلاصہ جب صاحب رزیڈنٹ نے واسطے تحقیقات اس حال کی

حاضر حضور ہوکر استفسار حال کیا تو بندگان حضرت نے بکیفیت اپنی زبان مبارک سے اقرار ولدیت شاہزادہ موصوف کا فرمایا اور تمام اشتہار جو مشتہر ہوئے تھے تازہ ہوئے جو یہ بھی ناوک فکر معتمد الدولہ کی نشانہ سے خطا کی اور شعبدہ برپا کیا یعنے بندگان حضرت سے عرض کی کہ بادشاہ بیگم نے اس نظر سے کہ چشم تفضلات حضور کی میری جانب ہے اور تیغ شکایت اونکی جوہر برش دکھا نہیں سکتی دس لونڈیاں ترکنیں اور حبشنیں قتل دشمنان حضور کے واسطے مامور کی ہیں اور منظور نظر ہے کہ بعد ظہور اس سانحہ کے اعلام مختار صد کالکہ ہو کر کے مرزا نصیر الدین حیدر کو تخت سلطنت پر بٹھائیں اور آپ مختار بنیں خلاصہ آتش فتنہ مشتعل کی اور وہ آب و تاب طلاقت لسانی کو دی کہ راستہ آمد و رفت محل کا مسدود ہوا اور دروازہ کہ فاصل میانہ خوابگاہ سلطانی اور محل قیام مریم مکانی کے تھا تیغہ کیا گیا اوسوقت سے یک قلم ملاقات طرفین پر حرف آیا۔

ذکر عقد و وصال بندگان حضرت کا مبارک محل و سلطان محل کے ساتھ

جو کاوش خار غم مفارقت سے اوس گل رخسار کی غنچگی خاطر حضرت ظہور میں آئی معتمد الدولہ نے اسکے دفع کرنے کے واسطے رنگ تازہ جمایا یعنے ایک گل اندام سرو قامت انگریزی عورتوں میں کہ بطن ہندوستانی سے پیدا ہوئی تھی مرزا حاجی اپنے ساتھ کانپور سے لالے تھے عقد بندگان حضرت میں در آئی رنگ محل خطاب پاکر مبارک محل نام مشہور ہوا اور دوسری دختر قوم انگریز سے کہ باپ اوسکا صیغہ تجارت میں معروف تھا لیکر منعقد کیا کہ سلطان محل خطاب اوسکا مشہور ہے اور دس دس ہزار روپیہ درماہہ اور جاگیر مقرر کی گئی معاذ اللہ ناظرین تاریخ نامسعودی طالع اور برگشتگی روزگار اور کج بازی گردون ناہنجار ملاحظہ فرماویں کہ اب نوبت متوسلان بادشاہ بیگم کی فقر و فاقہ پر پہونچی ایک روپیہ ہزار روپیہ برابر تھا اسباب طلائی اور نقرئی پردے میں بکمال عسرت کے ساتھ اوقات بسر ہوتی تھی اس زخمہای دروں دار پر بھی نمک پاشی معتمد الدولہ کم نہوئی یعنے ہر وقت اس بندش و تجسس میں رہتا تھا کہ جو اسباب بکنے کے وقت ظاہر ہوا اوسکو منگوا کر اپنے توشکخانہ میں داخل کیا آخر کار اسکی سرد مہری کو ساتھ ساتھ آٹھ آٹھ روز محل بادشاہ بیگم میں نوبت آگ دینے کی چولہے میں نہ آتی تھی بعض اوقات چنے یا جوار میں دو من بھنوا کر محل میں تقسیم ہوتے تھے بلکہ یہ صورت حکم نعمت روز عید کا رکھتی تھی ورنہ

حضرت رمضان محل مین قیام پذیر ہے — آخرکار مرشدزادہ مرزا نصیر الدین حیدر نے بنظر تقدیم بالحفظ انجام کو سوچ کر ایکدن باغ شیر جنگ مین رونق بخش ہوئے اور خاصہ طلب فرماکر نوش فرمایا معتمد الدولہ نے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہین رکھا تشفی اور دلاسا کے ساتھہ پیش آیا اور دلجوئیان اونکی حسب مراتب ہروقت ملحوظ خاطر تھین چونکہ طبیعت مالوف عیاشی اور تماشے سے تھی معتمد الدولہ نے شہر کی طوائفون کو اجازت دی کہ دن رات خدمت مرشدزادہ مین حاضر رہکر عیش وعشرت مین مشغول رہین آخرکار اٹھارہ دن کے بعد مکان معتمد الدولہ سے اوٹھکر حسن باغ مین رنگ قیام جمایا اور حسینی بیگم کہ ملکۂ زمانیہ مشہور ہوگئی ہمراہ انکے آئی کچھہ مطبوع خاطر تھی بعد کچھہ دنون کے بمعرفت عورت گل فروش کے آمدورفت پیام جاری ہوئی اور خدمت بادشاہ بیگم مین پہونچی کہ حکم ممانعت درآمد برآمد شاہزادہ سرکار شاہی سے نافذ ہوا یہانتک کہ جب نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر رونق افروز ہوئے اسوقت شاہزادہ ممدوح اس دربار سے محروم رہے —

ذکر قضایای عیسی خان فرزندان معتمد الدولہ کے ساتھہ

عیسی خان نام قوم پٹھان اولاد سے معصوم حافظ رحمت خان ساکن بانس بریلی نیک معاش اطراف دکن سے پھرتا ہوا لکھنؤ مین آیا اور ملازمت معتمد الدولہ مین بہرہ ور ہوکر فروغ پیدا کیا مسماۃ جیا خان طوائف اور مان اوسکی محبوبہ خوش گلو اور نغمہ سرائی مین مشہور منظور نظر تھی اوسنے باجازت معتمد الدولہ اپنے گھر مین بٹھاکر طلبگار عقد ہوا چونکہ یہ امر خلاف رضا محبوبہ تھا سبب اسکا چچا یا سسرا کہ اقربا سے معتمد الدولہ سے تھا اوسنے اقرار کیا کہ معتمد الدولہ سے کہکر موافقت کرادونگا چنانچہ بواسطہ میر اسد یہ دونون محل معتمد الدولہ مین آمدورفت رکھتی تھین وہان امید پناہ جاکر کئی روز باہر نہ نکلین عیسی خان دل دادہ آمادہ فساد ہوا عید کے دن بذریعہ نذر دربار خاص مین پہونچا معتمد الدولہ داخل محل ہوچکا تھا ملازمت سے محروم ہوکر مکتب خانہ مین گیا دو لڑکے معتمد الدولہ کے پڑھ رہے تھے اونکو نذر دیکر ایک کو اپنے آغوش مین لیا اور دوسرے کو اوسکے رفیق نے پکڑا باہم خنجر بران گردون سے زبان اجل کے مانند نکال کے اونکے سینون پر رکھدیے رنگ اون گلعذارون کا مثل کاغذ زعفرانی کے رنگت زرد ہوگیا اوستاد اور حاضرین مکتب خانہ کا اسباب وحشت پڑھنے لگے دفتر ہوش وحواس پر حرف آیا

آخر کار کلام زبان عیسی خان پر یہ تھا کہ اگر ان بیچارون کے جان کی خیر منظور ہے تو معتمد الدولہ میان جان کو محل سے نکالدے ورنہ اگرچہ عمر انکی تمام ہے غرض ایک حشر تازہ برپا ہو گیا اور سامان عید قربانی کو نظر آنے لگے اون دونون یوسف ثانیون کی جان عزیز تلف ہونے کے ڈر سے کوئی پاس اونکے جا نہ سکتا تھا دور سے شمشیر و تفنگ دکھلاتے تھے اور دونون جانباز جان پر کھیلے تھے کہ اگر کسینے ہاتھ ہم پر ڈالا یا شمشیر بقبضہ ہوئے تو ہمنے جوہر خنجر بران دکھائے یعنی چراغ شبستان وزارت سی بجھا دیا آخر کار نوبت تشریف آوری صاحب رزیڈنٹ بہادر پہونچی اور مجبور ہو کر میان جان کو محل سے نکال کر روبرو عیسی خان کھڑا کر دیا اور چالیس پچاس روپیہ جو تنخواہ کا وہ طلبگار تھے حاضر کیا عیسی خان بہ نگاہ کرم دیکھ کر سب روپیہ اوس طوائف کے تلف کر کے دو ہزار روپیہ انعام مین دیا اور کہا کہ ایسے ہی نامردون کی ہمت پہ ناز کرتی تھی یہ کہہ ااور ہاتھ اون لڑکون کا صاحب رزیڈنٹ کے ہاتھ مین دیا اور خواستگار ہوا کہ شرط جوانمردی یہ ہے کہ مجھکو بے مزاحمت کانپور پہونچا دو صاحب ممدوح نے ہاتھی پر بٹھا کر کٹہری کھڑے اوسکو آبرو و حمیت گنگا پار پہونچا یا لیکن صاحب جج بریلی نے اوس مجرم کو پکڑ کر قید کیا اتفاقاً نواب گورنر جنرل جیلخانہ بریلی مین واسطے دیکھنے قیدیون کے تشریف لائے عیسی خان مقید نے سلام کر کے عرض کی کہ آپ قوم نصارا سے ہین اور نام میرا عیسی ہے بوجہ گرفتار عذاب چونکہ یہ لطیفہ غیرت انگیز تھا نواب گورنر جنرل نے خوش ہو کر اوسکو قید گران سے رہا کیا —

ذکر مریض ہونا بندگان حضرت کا بہ رشتہ مرض الموت اور عہد وثیقہ معتمد الدولہ بمرض الموت

جب ورم جگر اور امراض لاحقہ بندگان حضرت نے استعمال شراب اور غذاہای نامناسب سے طول کھینچا اور صورت مرض الموت کی پیدا ہوئی معتمد الدولہ نے ایکدن تازہ دام تزویر کا بچھایا کہ یہ چار یار روشن الدولہ و صمصام الدولہ اور قلی محمد خان اور مرزا علیخان حسب فرمایش معتمد الدولہ قدم زن ہوئے ایک نے یہ بات عرض کی کہ اس زمانہ مین بدخواہ اولاد خواہان مرگ پدر ہوتی ہے خصوصاً شاہزادی چنانچہ مرشد زادہ کو اصلا رنج و ملال عارضہ حضور کا نہین دوسرے نے کہا اسوقت مین خیر خواہ نوکر نایاب ہے مگر معتمد الدولہ انتخاب تیسرے نے اسیطرح طلاقت لسانی سے کام لیا کہ معتمد الدولہ

ازلی غریب اور محتاج لیکن عنایات سلطانی نے یہ مرتبہ بخشا کہ شاہزادی آتش رشک مین جلتی ہین
کس روش صورت نثار دل شاہزادی ہین کہ کھٹکے چوتھی نے یہ رنگ تقریر جمایا کہ ہم سب اہل وثائق
شمار کیے جاتے ہین سدرمق موجود رکھتے ہین لیکن دست معتمد الدولہ سے سوای کاسہ گدائی اور کچھہ
ہوا معلوم بندگان حضرت یہ تقریرین کہ دم جادو اور افسون کا بھرتی تھین سنکر ارشاد کیا کہ نا بدولت پہ
بھی یہ بات روشن ہے کہ یہ شخص بعید بیرحم ہے خراب و برباد ہوا القصہ کاغذ وثیقہ مبارک محل و
فاطمہ بیگم وخرچ درگاہ نجف وغیرہ طلب فرماکر چھبیس ہزار روپیہ درماہہ ذات معتمد الدولہ کا قرار دیا
اور دس ہزار روپیہ رنگ محل کے واسطے اور اسیطرح حساب مصارف ضروری لکھکر مقرر کیا کہ اس
چودہ برسون مین ابتدای جلوس وزارت سے اب تک تین کرور روپیہ منجملہ اوسکے ایک کرور روپیہ
وجہ تقسیم وثیقہ فیض آباد مین اور ایک کرور روپیہ بطریق تواضع مبارکباد تخت نشینی اور ایک کرور روپیہ
قرضہ ذمہ اہالیان کمپنی تجویز کرکے وثیقہ معتمد الدولہ وغیرہ کا اوسمین لکھکر اور تیار کرکے مسٹر جارج بیلی برادر
جان بیلی کو کہ عہدہ ڈاکٹری مین ملازم تھا بھیجکر مسٹر اینکنسن صاحب رزیڈنٹ کو طلب فرمایا اوسپہ
دستخط کروادیے اور کہا کہ فارغخطی محاسبہ مالی اور ملکی لکھکر معتمد الدولہ کو ہمنے فرزند کیا ہی عنایت
کیے اور ضمانت اہالیان کمپنی مین اوسکو وثیقہ دار بناکر تمکو سپرد کرتے ہین کہ ہر صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو
واجب ہے کہ عزت اور توقیر اوسکی نگاہ رکھین اور وثیقہ دار سمجھکر تمام آفتون سے اپنی ضمانت مین محفوظ
رکھین غرض جب یہ کاغذ دستخط اور مواہیر سے مکمل ہوچکا ایک نقل دفتر رزیڈنٹی مین رہی اور دوسری
چٹھی مین لف ہوکر صدر کلکتہ کو روانہ کی گئی اب یہان تک عارضہ نے ہاتھہ پاؤن نکالے کہ اکثر اوقات
کلام یاس وحسرت کے زبان بندگان حضرت پہ آنے شروع ہوئے اور حکیم مرزا علی معالج خلاف
حکم معتمد الدولہ استعمال شراب وغیرہ سے کہ امراض لاحقہ کو سم قاتل تھا ممانعت نکرسکتے تھے آخرکار ہاتھہ
معالجہ سے اوٹھایا اور نوبت قریب نزع پہونچی اور دفتر ہوش منتشر ہوا بادشاہ بیگم حسب ارشاد ظفر الدولہ
بہادر سند جاگیر لکھواکر دونون وارثون سمیت مرشدزادے کو ساتھہ لیکر مکان بود وباش بادشاہ مین
پہونچین ہرچند امرت لال عرض بیگی نے ممانعت کی لیکن مسموع نہوئی القصہ جو خواجہ سرا قریب حضرت
بیٹھا تھا وہ بادشاہ کو ہوش مین لاکر تشریف آوری بیگم صاحبہ سے آگاہ کیا بادشاہ نے بنظر محبت قریب
بٹھایا اور طوفان سرشک آنکھون سے طرفین کے اوٹھا خلاصہ اوسوقت بندگان حضرت نے

ہوش وحواس اپنے درست فرماکر کاغذ جاگیر مذکور پر مہر اپنی بواسطہ مرزا شاہزادہ ظفر الدولہ سے طلب فرماکر ثبت کردی اس تھوڑے عرصہ مین حال شدگان حضرت کا اور غیر ہوا بے ششش و پنج چھ گھڑی رات رہے ۲۷ - ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ ہجری دیوالی کے دن اٹھ شش جنت سے جانب گلشن خلد ہمرنگ بہار سدھارے اور حسب وصیت مقام نجف مین صورت خزانہ رکھے گئے کئی چیزین ان حضرت کی اختراع فرمائی ہوئی تھین پہلے کشتیان کوئی مچھلی کی صورت۔ اور کسی مین شکل ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی بنی ہوئی نقرئی طلائی کار ذوقِ سواری بجرہ اور سیر دریا سے طبیعت آشنا دوسرے ایجاد خیمہ کہ بے اعانت طناب و میخ صورت خیمہ برپا ہوتا تھا اور ہوا سے گر نہ سکتا تھا تیسرے ہودے ہاتھی کے شکاری کہ فیل سوار جس طرف رخ کرے اوسی طرف صورت ہودج آشکار ہو اور عمارتون مین شیشہ آلات روشنی کے نصب کئے اور کھانے طرح طرح کے نان آفتاب اور پلاؤ شب دیگ اور بڑی روٹی جسکا وزن دو من سے کم نہ تھا میدہ اور قند سے تیار کی اور کئی چیزون کے نام بھی تبدیل فرمائے سر شیر کو کہ ملائی کہتے ہیں بالائی نام رکھا اور دہی کے لیے جغرات اوسکو یہی نام بخشا اور حقہ کو حسن محفل قرار دیا اور سیکڑون لڑکیان ناکتخدا کو ہزارون روپیہ کا جہیز دیکر منعقد کیا اور باوجود اون عنایتون کے جو نسبت معتمد الدولہ کو مرعی تھین اسقدر رعب ڈالا تھا کہ روبرو بادشاہ کے جانا مشکل تھا و سامنا دم توپ کا اور مقابلہ شمشیر خونخوار آسان تھا کسواسطے کہ حضرت ہمیشہ عالم غصہ وغیظ مین سیلی اور طپانچہ اور مشت و لگد سے تعلیم فرماتے تھے اگر روز ایک فراش کہ تنخواہ کئی مہینہ کی چڑھی تھی صدمہ فقر و فاقہ سے ناتوان و زار ہوکر فرش زمین پر گر پڑا اور کیفیت معلوم ہوئی عصا بردار مامور فرمایا کہ بارہ پہر تک گھر مین معتمد الدولہ کے جلہ خود بزرگ پر آب و دانہ حرام رہا اور فی الفور دامن اوسکا زر تنخواہ سے معمور کیا اور طبع ہونا کتابون کا لکھنؤ مین بواسطہ چھاپا انگریزی اسی عہد مین رائج ہوا کتاب ہفت قلزم نام تصنیف کی ہوئی ملا احمد عرب کے اور صحاح حیدری اور شرح منازل اوسی زمانہ مین تصنیف ہوکر زیور طبع سے آراستہ ہوئین۔

حال سلطنت مرزا نصیر الدین حیدر سلیمان جاہ

جسوقت عنصر عالی شاہ زمن مخاطب خلد مکان پر دست قضا سے پانی پھرا اور ہواے اجل اڑکر آگ کی سے آتش حیات کو سرد کیا دو گھڑی رات باقی تھی مسٹر ایکنس صاحب بہادر رزیڈنٹ حسب مشورہ

معتمد الدولہ و مرشد زادہ کو بلا کر پہلے یہ حرف زبان پر لائے کہ جنت آرامگاہ نے مسند نشینی کی عوض
سرکار کمپنی کو ملک تقسیم فرمایا اور خلد مکان نے کرور روپیہ تواضع کیا آپ کیا اقرار فرماتے ہیں مرشد زادہ
نے یہ جواب دندان شکن دیا کہ بعد غفران مآب مرزا وزیر علیخان مستحق غیر مستحق مسند وزارت پر متمکن تھا
اوسوقت جنت آرامگاہ نے اخذ ملک موروثی کے واسطے شش آنہ قدیم پہ دو آنہ اضافہ فرمایا اور
ہمیشہ کے واسطے اپنا دامن چھوڑانے کے لیے صورت تقسیم ملک قرار دی اور حضرت شاہ زمن
کے نو بھائی وارث شرعی تھے اور شمس الدولہ طلبگار ریاست واسطے انطفاے اس آتش فتنہ کی
کہ مشتعل تھی کرور روپیہ دینا قبول فرمایا اب مابدولت کے واسطے کہ تنہا بلاشرکت غیرے وارث
ریاست ہوں اہالیان سرکار کمپنی نے کون امر تازہ تجویز فرمایا اظہار ہو کہ حکم تمہاری رضاجوئی کا ظہور
میں آئے صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اپنے کلام کو لطیفہ اور مضاحکہ میں ڈال کر ہنس دیے اور لفظ
مبارکباد اجلاس اورنگ سلطنت کا زبان پہ لائے قصہ مختصر شاہ ذیجاہ نے تخت سلطنت کو رونق بخشی
اور چتر کشور ستانی نے رفعت اور نمایش پائی معتمد الدولہ نے پایۂ وزارت پر کھڑے ہو کر کرسی لگا
صاحب رزیڈنٹ کے واسطے بچھوائی اور صمصام الدولہ داہنی طرف مگس رانی میں مشغول ہوئے
اور مہاراجہ سیوا رام نے بائیں طرف مروحہ جنبانی کو رونق دی سات دن برابر جشن سلطنت ہزار
حسن و زینت کے ساتھ رونق پذیر رہا اور کرسی ولیعہدی پہ مرشد زادہ مرزا فریدون بخت عرف
منا جان جادہ آرا ہوئے خلاصہ اوائل سلطنت میں کہ ابر نیسان اقبال شاہی گوہر بار تھا وہ ارزانی
گرانی غلہ برسوں سے لکھنؤ میں تھی کہ رعایا اوسکی کاوش سے صورت گندم سینہ چاک اور پہلو
اوسکے نیش زنی سے چھلنی کے مانند مشبک تھا وہ رفع ہوئی دس سیر سے بیس سیر تک بلکہ زیادہ نرخ
غلہ پہونچا اور آبیاری نزول ابر کرم سے تمام زراعت رشک تختہ گلزار نظر آنے لگی اور اشجار
باغات پھولے اور پھلے القصہ پہلے زمانہ جلوس میں بادشاہ بیگم صاحبہ کو مریم مکانی خطاب عنایت
ہوا اور جاگیر سلون اور گونڈہ کی بدستور بحال رہی اور بی حسینی کو جو معتمد الدولہ کے یہاں سے لائے تھے
ملکہ زمانیہ بنایا اور پرگنہ ہا متعلقہ چکلہ بیسواڑہ جاگیر میں عنایت کیا چنانچہ وارث علیخان اور فتح علی خان
کو خلعت ہاے فاخرہ دیکر نیابت کے طور پر ملکہ زمانی نے روانہ کیا اور معتمد الدولہ کو برادر سلطان سریر
خطاب مرحمت فرمایا اور باون لاکھ روپیہ نقد انعام میں دیا اور شیو رام پسر راجہ نول کشور بن دیا کشن

مہاراجہ افتخار الدولہ نے زبان مبارک سے کہا اور عہدہ دیوانی کا تین لاکھ روپیہ نقد صیغہ انعام میں مرحمت ہوئے اور سبحان علیخان کو نیابت وزارت عطا ہوئی اور تحدیات مصدر کا یکقلم اختیار ملا اور افسری دارالانشا کی لطف فرمائی اور پچاس ہزار روپیہ نقد دیئے اور اسقدر دلجوئیوں میں معتمد الدولہ کی مصروف ہوئے کہ مفارقت ایکساعت کی محض ناگوار تھی اگر حقیقہ پینے کو واسطے جاتا تھا تو باعلان ارشاد فرماتے تھے کہ برادر سبحان برابر کی اسقدر بھی جدائی ناگوار خاطر ہے آخر کار حکم ہوا کہ حقیقہ معتمد الدولہ کے روبرو آیا کرے اور اکثر کوٹھی نور بخش میں رونق بخش ہو کر عیش و عشرت سے مشغول ہوتے تھے اور کبھی کبھی ناچ بھی معتمد الدولہ کے ہم آغوش شاہد خواب سے ہوتی تھی اور براہ مزاح و ظرافت ارشاد فرماتی تھی کہ نواب بھائی ایسا نہو کہ ہمارے استراحت فرمانے سے پلنگ تمہارا نجس ہو غرض ساعت بساعت لطف و عنایت ترقی پذیر تھا اور عاملوں اور راجاؤں اور رعایا کے نام فرمان جاری فرمائے کہ احدے راہ اطاعت معتمد الدولہ سے قدم باہر نرکھے غرض ایسا جال مکر و فریب کا حضرت نے دانائی کے ساتھ بچھایا کہ اکثر اوقات معتمد الدولہ اپنے جلسہ میں کہتا تھا کہ یاد تفضلات شاہ زمن میرے دل سے بھول گئی اور قریب تخمیناً دو سو عزیز اور رفیق اور قریب معتمد الدولہ کو حضرت نے خلعت ہای گران بہا سے ہاتھی پالکی سمیت سرفراز فرمایا اور کئی اسامیاں مثلاً پنیان اور چند خواصیں اور گانے والیاں جو عہد خلد مکان میں ناچنا گانا انکو تعلیم ہوا تھا معتمد الدولہ کے واسطے بھیجیں لیکن سبحان علیخان فرماتے تھے کہ یہ سبز باغ خزان رسیدہ ہے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر مشورہ دیتے تھے کہ معتمد الدولہ جو یہ وثیقہ شاہ زمن نے عنایت فرمایا ہے اسکو غنیمت سمجھکر آپکو بلا میں مبتلا کرنا ہے سزاوار نہیں چونکہ زوال اقبال قریب تھا اسی پر وہ غفلت میں گرفتار غضب ہوا۔

ذکر عوض پانا اور بدلا اوٹھانا معتمد الدولہ کا اپنے کاروبار سے بری ہونے کا

شعر بیک گردش چرخ نیلوفری ٭ نہ نادر بجا ماند نے نادری ٭ کیفیت امارت اور حال عمارت اور کثرت دولت اور ترقی افزونی جاہ و حشمت معتمد الدولہ کی روداد خاص و عام پر اظہر من الشمس ہے زن و فرزند بادشاہ کو اسقدر دست قدرت حاصل نہ تھی کہ قدم از حد مقام و مسند میں دھرے آخر کار رتبہ اوسکا اس مرتبہ کو پہونچا کہ ارباب لکھنؤ کہتے تھے کہ ایک درویش کامل نے چند انگشتری نگینہ دار نقش تسخیری

منقش معتمد الدولہ کو دی تھین جسوقت زیب انگشت کرتا تھا بادشاہ اور خرد و بزرگ سب طرح دم اوسکی
اطاعت کا بھرتے تھے جب ستارے اقبال کے شرف سے نکلکر برج نحس مین آئے سب سے پہلے حضرت
سلیمان جاہ نے وہ انگوٹھیان کسی حیلہ سے لیکر اپنی انگلیون مین پہن لین ہرچند معتمد الدولہ نے پیروی
کی مگر ہاتھہ نہ آئین غرض جب یہ چڑیا سونے کی دست معتمد الدولہ سے اوڑ گئی اقبال نے روگردانی
کی مسماۃ فیض النسا مغلانی جو اپنے بھائی میر فضل علی کے ساتھہ کانپور اور فرخ آباد کی طرف گئی تھی
بہشت نصیب ہوا خلد مکان کا سنکر فرخ آباد سے راہ ڈاک پر لکھنؤ مین داخل ہوکر خدمت جناب بادشاہ
بیگم صاحبہ مین حاضر ہوئی اور اوسکے سبب سے سر نو خط کتابت میر فضل علی اور حکیم مہدی علیخان سے
شروع ہوئی اور مہدی علیخان نے وہ نکسہ رچایا تہا کہ ایک محبت نامہ بنام آنحضرت کی طرف سے
جو کاغذ مہری فرستادہ حضرت پر جو پہلے سے اون تک پہونچا تھا اظہار عداوت ہاے قلبی معتمد الدولہ
صفحہ سنی سے اوسپر لکھکر خدمت نواب گورنر جنرل بہادر مین روانہ کیا جب یہ مضمون آویزہ گوش بہادر
ممدوح کے ہوئے صاحب رزیڈنٹ کے نام حکم نافذ فرمایا کہ بندگان حضرت سے درپردہ دریافت کرین
کہ یہ تحریر بندگو راصل رکھتی ہے یا نہین خلاصہ جسوقت رزیڈنٹ بہادر نے پردے مین دریافت کیا بندگان حضرت
نے اس نظر سے کہ صاحب موصوف اور معتمد الدولہ دونون باہم شیر و شکر ہین افشا کرنا اوسکا غیر مناسب
سمجھکر حرف انکار کا زبان پر لائے اتفاقا حال تشریف لانے لارڈ کمبٹ فر بہادر کا الہ آباد مین تسخیر
بھرت پور کے واسطے سنکر منتظم الدولہ نے قدم فرخ آباد سے نکالا اور الہ آباد مین جاکر دولت
ملاقات بہادر ممدوح سے مالامال ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ جو فلان تاریخ خط شاہ اودہ کی
طرف سے نواب گورنر جنرل بہادر کے نام گیا تھا آپ جانتے ہین یا نہین صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ہان
ہم بخوبی مطلع ہین بلکہ گورنر جنرل بہادر نے اسکے دریافت کرنے کے واسطے ہمسے فرمایا ہے اور
صاحب کونسل بھی اوسپر متفق ہین یہ سنکر منتظم الدولہ نے ساری کیفیت بیان کی پوست کندہ گوش گذار
کی کہ شاہ اودہ دہشت معتمد الدولہ سے کہ دشمن جانی ہے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر سے ساز رکھتا ہے
اسقدر چھپائے ہوئے ہین کہ وہ سواے انکار کے حرف دوسرا زبان پر نہ لائین گے لہذا آپ بلا شرکت
رزیڈنٹ اس مقدمے کو محض خلوت مین شاہ اودہ سے دریافت فرمائین لارڈ کمبٹ فر بہادر جو لکھنؤ مین
رونق افروز ہوئے بادشاہ کو کلمات محبت آمیز اور اتحاد سے اپنی طرف راغب فرمایا اور کپتان جکاک بہادر کو

واسطے دریافت اوس مضمون بالا کے مامور کیا اور اس عرصہ مین عرضداشت منتظم الدولہ بھی بندگان حضرت کے پاس
خلاصہ مضمون مطلب کی آئی اور میر فضل علی بھی دوسرے لباس مین اسپ سوار ناگرمنڈیانون سے داخل
لکھنؤ ہوکر ڈیوڑھی مین مریم مکانی کے پہونچا اس مضمون سے پرچہ اخبار سے معتمد الدولہ مطلع ہوکر آتش غضب
مین جل بھنا اور آگ فتنہ کی بھڑکائی لیکن بندگان حضرت نے بہ ہوشیاری تدبیر فرو کی غرض میر فضل علی نے
بھی اکرکان بادشاہ کے درپردہ بھردیے جب کپتان ممدوح ہنگام ملاقات عین خلوت مین کہ دخل
رزیڈنٹ کا نہ تھا بادشاہ سے مستفسر ہوئے اوسوقت بعد اخذ پیمان وسوگند بادشاہ نے اقرار کیا
اور جو ایذائین دست معتمد الدولہ سے پائین تھین حرف بحرف بیان کیا اور کہا کہ ان مضمون غلط و اسعادہ کا
جہانجب نشانہ بدولت کے ہے نقطہ کا خلاف نہین اور جو شاہنامہ فردوسی کا کپتان ممدوح نے بہ اخراج
اشعار ہجو سعدی وغیرہ انتخاب کیا تھا اوسکے چھاپنے کے واسطے پچاس ہزار روپیہ عنایت فرمائے
اور تحفہ و تحائف عمدہ او بیش بہا سے بعد ادای رسم مہمانی شاہانہ لارڈ کمیٹ بہادر کو رخصت فرمایا جب لشکر
صاحب ممدوح کا لب دریائے گنگ پہونچا چٹھی تاکیدی بنام رزیڈنٹ لکھنؤ تحریر فرمائی کہ جس طرح سے بنے
صورت گرفتاری معتمد الدولہ ظہور مین آئی آخر کار صاحب رزیڈنٹ مضمون چٹھی موصوف سے مطلع ہوکر خلوت
بادشاہ مین حاضر ہوئے اور الفاظ عذر زبان پر لاکر کہا کہ دوست و دشمن بندگان حضرت کی اپنی نظرون مین
بھی دوست و دشمن ہین بہرحال رضا جوئی بندگان حضرت کی منظور اگرچہ پیشتر سے ارشاد ہوتا یہ عرصہ درازی
مہینے کا ہرگز نہ لگتا اب صورت گرفتاری معتمد الدولہ ظہور مین لاتا ہون لیکن گرفتاری اوسکی دردولت پر
باعث فساد عظیم کی ہے بلکہ عین احتمال خونریزی کا پیش نظر خلاصہ جب مضمون ختم ہوا صاحب رزیڈنٹ
کاغذ جو اس باب خاص مین لکھا ہوا اپنے ساتھ لائے تھے دستخط کے واسطے پیش کیا اوسوقت طلب
فرمایا قلمبند ان کا معتمد الدولہ سے یکقلم خلاف مطلب تھا بادشاہ نے قلم انگریزی لیو اوسپر دستخط فرمائے اور ثبت
کرنا مہر سلطانی کا شرط آیندہ پر رکھا غرض جب صاحب رزیڈنٹ وہان سے برآمد ہوئے حضرت نے معتمد الدولہ کو
جو بیڑا اخراج ریاست کا اوٹھائے تھا پان عنایت فرماکر ارشاد کیا کہ کچھ مدرسے تمہاری مقدمہ مین سفارش
آئی ہے صاحب رزیڈنٹ سے دریافت کرو اور نتیجہ اوسکا حسب سررشتہ لاؤ اور خلعت سے متخلع ہوکر
غرض صاحب رزیڈنٹ نے اوسوقت کپتان شمس کو بلاکر مضمون بالا سے مطلع کیا کہ اسنے اپنی کمپنی کے آدمی
پہلے سے متفرق مکان رزیڈنسی مین مامور کیے اور اپنی منشی کے معرفت فتح محمد خان اور منیر خان کو

مانعت کر بیجیی کہ اسوقت اپنے گہر سے قدم باہر نرکہین غرض جب معتمد الدولہ احاطہ مکان رزیڈنٹی مین داخل ہوا اور وہان کمپنی مذکور حلقہ زن ہوئی اور کپتان ٹمن نے کہا کہ آپ گرفتار ہین اور وہان سواری کو اشارہ کیا کہ آقا تمہارا گرفتار ہوا تم سب اپنے گہرون کی راہ لو ورنہ تم پر بہی بلاے قید شدید کی نازل ہوتی ہی یہ کلام وحشت خیز سنتے ہی وہ سب آدمی ہمراہی آغا میر کے پاؤن سر پر رکہہ بہاگے مگر اعظم علی اور دو خدمتگار حاضر رہے جب معتمد الدولہ گرفتار ہو کر صاحب رزیڈنٹ کے روبرو آیا اور کاغذ عدم مفسدہ پردازی کے باب مین مہری لکہہ کر نظر بندی اپنی اپنے دولتخانہ پر رضامندی سے قبول کی اور اوسوقت بہی شرارت سے باز نہ آیا یعنی دو توپین اپنے دونون طرف کوچہ مین نصب کین اور قید مین بہی صورت آزادی دکہائی کہ مکان سے مجال نہ تہی کہ قدم باہر رکہے لیکن دونون وقت گہر مین ایک دربار عظیم برپا رکہتا تہا اور دریاے انعام واکرام نے آگے سے زیادہ تر تموج شروع کی غرض یہ صورت بدولت صاحب رزیڈنٹ نمایش آبرو کے واسطے حاصل تہی —

بعد مقید ہونے معتمد الدولہ آغا میر کی خلعت نیابت سے سرفرازی پانا افضال بادشاہی سے میر فضل علیخان کا

جب آسمان نے عین شباب وزارت مین آنکہین دکہائین اور معتمد الدولہ نظر بند ہوا میر فضل علی کو خلعت نیابت بائیس پارچہ کا عنایت ہوا اور اعتماد الدولہ خطاب پایا اور انتظام الدولہ مظفر علیخان جو خانہ نشین تہے اونکو خلعت دیوانخانہ ملا اور بادشاہی پہرے وابستگان معتمد الدولہ کے مکانون پر مامور ہوئے اسمی شماری اونکی یہ ہے میر محمود وغیرہ پسران میرزا افضل بانسی والہ کہ سمدہی معتمد الدولہ کا تہا اور بہانجا فیلخانہ اور تاج الدین حسین خان اور حکیم واجد علی اور دولت رای واصلباقی نویس اور پیو خان اور میر بندہ علی مضحکہ والہ اور مولوی جلال الدین اور سنگی خان فقیلہ محالدار و ہیول سواتی اور شاہ قطب اعظم وغیرہ مگر یہ جملہ اشخاص نظر بند ہوئے اور اکثر اسباب انکا غارت کیا الا دو لوگ محفوظ رہے کہ جنکے مکانون پر پیشتر معتمد الدولہ نے انگریزی پہرے بٹہا دیے تہے وہ یہ ہین فاطمہ بیگم بہن معتمد الدولہ کی اور میر الہی بخش بہتیجا انکا اور میر روشن علی اور میر شاہ علی برادر زوجہ معتمد الدولہ اور میر نثار حسین اور میر اسد کہ اہل مراتب سے تہے غرض اس کشمکش مین کہ شہر پر تہا بازارین شہر کی اور دروازے رعیت کے گہرون کی مسدود ہوے اور کوٹہی نور بخش اور حیدر گنج اور باغ دادا کا اس دفعہ مین جو پہرے

سلطانی پہونچے قدرے قلیل اسباب یہانکا تلف ہوا لیکن رقم نقدی کسی جگہ نہ تھی امرت لال
عرض بیگی کہ ایام مرشدزادگی مین سلیمان جاہ کی خبرین معتمد الدولہ اور خلد مکان کو پہونچاتا تھا اور
جو سلسلہ آمد و رفت دربار شاہی منقطع ہوا یہ ہی باعث تھا جب یہ گرفتار ہوا اور نوبت زد و کوب کی آئی
اور ایام مداخل و مخارج امور متعلقات دیوانخانہ کے محاسبہ مین مبتلا ہو کر کچھ زر نقد جو امکان مین تھا
حاضر کیا اور باقی سبیل زر کے واسطے اجازت طلب کی کہ اپنے مکان مین جا کر جو دفینہ کہ موجود ہے
حاضر کرون غرض اس فریب سے اپنے گھر جا کر آبدار قلم تراش سے گلا کاٹ کر کام اپنا تمام کیا
پھر اعتماد الدولہ نے چاہا کہ بلاے محاسبہ مین معتمد الدولہ کو مبتلا کرے چونکہ وہ قیدی انگریزی تھا ہر چند
خاک اوڑائی لیکن کوئی تدبیر پیش نہ گئی منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان بامید نیابت فرخ آباد سے
وارد دار السلطنت ہوے دیکھا کہ وہ دولت اعتماد الدولہ کو نصیب ہو چکی مایوس ہو کر نذر وزارت وغیرہ
مین کہ کسی شایان تھی تامل کیا آخر کار صورت تالیف قلوب لکھنؤ مین آئی چونکہ منتظم الدولہ مرد آزمودہ اور
صاحب دانش تھا دل اعتماد الدولہ کا نذر دیکر خوش کیا اور اس پیرایہ مین کہ امور تجارت خراب ہونگے
تھوڑے عرصہ مین انتظام دیکر پھر حاضر در دولت کا ہونگا بہ سبیل تعجیل جانب فرخ آباد روانہ ہوئے مشہور ہے
اونھین دنون مین کہ حاضر حضور تھے ایکدن منتظم الدولہ نے دیکھا کہ شمسے کیوان جاہ پسر ملکہ زمانی خلعت
جیغہ سے سرفراز ہو کر کاغذات سیاہ پر قلم دستخط کا روان کیا نہایت آزردہ ہو کر کاغذ اوسکے
ہاتھ سے لیکر بآواز بلند یہ کلام زبان پر لائے کہ اسکو ایسے بچے کو امورات سلطنت سے کیا واسطہ ہے
جو آپکو صاحب دستخط سمجھتا ہے غرض یہ زبان اوروں بندگان حضرت کو پسند نہ آئی بلکہ حرف ملال صفحہ دل پر
منقش ہوا خلاصہ دو تین برس مین ان معاملون مین گذرے اور اخراج معتمد الدولہ کا شہر لکھنؤ سے کانپور
کی طرف ہوا اور جملہ املاک نزول سلطانی مین در آئی اس زمانے مین کرور روپیہ معرفت اعتماد الدولہ
مسٹر گنپین صاحب بہادر رزیڈنٹ کے پاس وثیقہ زنگ محل کے واسطے اور چوبیس لاکھ وثیقہ اعتماد الدولہ
کو لیے کوٹھہ سے نکالکر بھیجے گئے اسکا حال بہ تشریح اپنی جگہ پر سبب قلم ہوگا اب رفتہ رفتہ رزیڈنٹ
کے دل مین اعتبار اعتماد الدولہ نے گھر کیا نیکنامی کے ساتھ ایام فرمانے لگے القصہ جب
سبحان علیخان سے نوبت اخذ مواخذہ پہونچی ثابت ہوا کہ یہ شخص خیر طلب سرکار شاہی کا تھا نیابت
شرکت مشورہ ہو کر انکی تجویز سے منشی عاشق علیخان رفیق اعتماد الدولہ سفیر کلکتہ مقرر ہوے اور

دریتی کو وثیقہ مذکور تعلق اونکے تھی چنانچہ اس کام کی بدولت صاحب زر ہو کر انھون نے رنگ تجارت
کلکتہ مین جمایا اور طرح تعمیر عمارت عالی کی ڈالی اور دیوانی وزارت منشی جانکی پرشاد سے متعلق تھی
اور وفضیت الانشا ہوا منشی جوالا پرشاد اور مسودہ نویسی صدر کلکتہ تعلق سبحان علیخان سے رکھتی تھی
خلاصہ یہ مضمون تازہ اور ظہور مین آیا کہ جو درمیان سبحان علیخان اور تاج الدین حسین خان کو حرف
اتحاد اور صحبت کا تھا اوٹھا اور نقش عداوت صفحۂ دل پر بیٹھا چنانچہ محاسبہ بائیس لاکھ روپیہ کا بابت
سلطان پور نسبت اونکے قرار پایا ناچار تاج الدین حسین خان معزول سپاہ سلطانی تعینہ سلطان پور سے
بواسطہ جود و کرم مخلصی پاکر دار السلطنت لکھنؤ مین آئے دریافت ہوا کہ مکان پر بادشاہی چوکی اور پہرہ
مامور ہین اوسی طرح اسپ سوار معتمد الدولہ کے دولتخانہ مین در آئے اور چند روز رہکر بواسطہ استحقاق
رفاقت دست آویز جو کام فارغخطی کا کہ ہی حاصل کرکے بکشادہ پیشانی اپنے گھر مین آبیٹھے اور فقیر محمد خان
اور بشیر خان اور ساہو گوبند لال کی رضا جوئی اور اطاعت اعتماد الدولہ پر قدم مارا اور دامن اپنا محاسبہ سے
پاک کیا اور سب عمدہ دار معتمد الدولہ کی رجوع لائے واجد علیخان نے بھی وہ زمانہ سازی کی کہ دونون
پلے برابر رکھے غرض بعد ان باتون کے انتظام ملک کی جانب قلم اوٹھایا علاقون پر عامل براہ مستاجری
روانہ کیے لیکن طبیعت بندگان حضرت کی اعتماد الدولہ کی طرف سے کئی وجہون کی سبب صاف نہ تھی
ایک یہ کہ جسطرح ایام مرشدزادگی مین اتالیقی کرتے تھے اوسی روش اب بھی مراتب تفہیم اطوار شایستہ
مین قاصر نہ تھے دوسرے جو مقام کہ معتمد الدولہ سے منظور نظر سلطانی تھا وہ ظہور مین نہ آیا تیسرے شراکت
صحبت بندگان حضرت سے جو خلاف وضع تھی دور دور رہتے تھے آخرکار رفتہ رفتہ صورت نقیض
پیدا ہوئی اور صحبت جوانان نوخاستہ مطبوع طبع اقدس ہوئی اور بزم بادۂ گلرنگ نے گل کھلائے
اور جلسہ ناچ رنگ کا جما آہستہ آہستہ بازار انکا گرم ہوا اور گرمی اعتماد الدولہ سرد ہوئی اور صورت
نقیض پیدا ایکدن بندگان حضرت بسواری بجرہ روی آب پر آشنای سیر دریا تھے نشہ شراب پر خمار
بادۂ گلگون کا طرہ کہ ناگاہ ٹوپی فرنگی بچہ عالم نشہ شراب مین نذر دریا ہوئی چنانچہ اوس دشمن آبرو نے
حسب اشارہ بندگان حضرت وہ دست افشانی کی کہ قریب تھا کہ دستار سر اعتماد الدولہ سے جدا ہو لیکن
اونھون نے شتاب کیا کہ دونون ہاتھون سے سنبھالی یون بظاہر آبرو بچائی پھر افراط حجاب فی قالب
(۹۹) سے باہر گیا اور چاہا کہ جوہر شمشیر آبدار دکھائے لیکن جب ارباب کشتی نے تلوار میان سے کھینچنے نہ دی اعتماد الدولہ

تیغ زبان روان سے کام کیا اور آنا جانا دربار کا موقوف کیا اور ہاتھہ کامون سے کھینچا اور پاؤن آمد و رفت کا توڑا ایکدن بندگان حضرت نے کثرت نشہ شراب مین بواسطہ جمعدار ہرکارہ ہا ارشاد فرمایا کہ مردم جلو تیار رہین چنانچہ حسب الحکم اقدس جو فوج حاضر حضور تھی تیار رہی اعتماد الدولہ نے بنظر تقدم بالحفظ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو درپردہ اطلاع دی کہ عنان اشہب ہوشیاری کی ہاتھہ سے مدینہ چونکہ یہ مقدمہ کچھہ اصل نرکھتا تھا دوسرے روز صاحب ممدوح نے اگر دریافت فرمایا حضرت نے جواب دیا کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا اونھون نے پردہ روی عروس راز نہان سی اوٹھایا کہ باعث افشای راز مذکور کا اعتماد الدولہ ہین سے یہ صورت بادشاہ کو نہایت ناگوار خاطر عالی ہوئی اور غبار تازہ آئینہ دل مین جما آخر اس ضیق مین کام اعتماد الدولہ کا تمام ہوا یعنے جہان فانی سے گذری اور کربلا سے میر خدا بخش مین جنازہ اونکا دفن کیا گیا فقط دو لڑکیان تہین جو میر حامد علیخان اور میر حیدر حسین قوم سادات سے رشتہ عقد کا سلسلہ پذیر تھا وثیقہ اعتماد الدولہ کا ان دونون دامادون وغیرہ پر جو حصہ وارستے تقسیم ہوا آخر یہ دونون صاحب لکھنو سے نکلکر شاہجہان آباد مین قیام پذیر ہوے۔

ذکر بعضے مقربان شاہی کا کہ ہمسر نایب وزیر کے تھے اور سر انجام مہام سلطنت اور اشارہ بندگان حضرت کا

ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر کہ سپہر امانت اور دیانت کے آفتاب روشن تھے ثالث بالخیر محمد علیخان تھا بڑے تر کے اسکے اقبال الدولہ خطاب تھا اور عہدہ نیابت جنرلی جو متعلق کیوان جاہ تھی سرفراز و ممتاز اور دوسرے کریم الدولہ اور تیسرے شجاع الدولہ چنانچہ یہ دونون صاحب صاحب پلٹن تھے اور تین داماد ظفر الدولہ کے تھے ایک مرزا مسعود جسکو توپخانہ جلوی سپرد تھا اور دوسرے میر علی اکبر پسر میر نجیم ہوا بہاسی پلٹن کے مختار تھے اور تھوڑے اسپ سوار انکی ہمرکاب اور تیسرے میر سادات یار خان سے کہ حل و عقد سررشتہ عدالت اونکے سپرد تھا خلاصہ اسقدر الطاف سلطانی مبذول حال اقبال الدولہ تھا کہ حضرت دمبدم اونکا دیکھنا خوابگاہ سے اوٹھتے تھے اور رات دن صحبت عشرت مین رہتے تھے اور غلام مرتضی خان ذاکر و ملا محمد نوحہ خوان و مرثیہ خوان اونکے متعلقہ کامون کا سر انجام دیتا تھا اور مرثیہ خوانی ایسے ملا محمد حسین کلو اور الحان دلکش مرثیہ خوانی اونکی سوز و گداز کے ساتھہ مشہور زمانہ اقبال الدولہ کے

ثروت کو پہونچے القصہ ستارہ اقبال اقبال الدولہ ایسا چمکا کہ تمام انتظام مالی و ملکی کو رونق دیتے تھے اور کارپردازی انکی نظامت نفسی کو تعلق اور عہدہ سفارت کا کام بھی منشی عاشق علیخان سے جدا ہو کر حکیم ظفر علی کے نام قرار پایا خلاصہ دو ڈھائی برس خوب طوطی اقبال الدولہ کا بولا آخر یکاسے راز و اسلے ارباب حسد پیشہ آتش رشک میں جلنے لگے چنانچہ مسماۃ نام خواجہ سرا کی ڈیوڑھی مختار رہ علیا نے اقبال الدولہ کو عین خطرت کے ساتھ تہمت موافقت محل مذکور پر دھر لیا کہ وہ نظروں سے بادشاہ کے گرے اور حکم سلطانی نازل ہوا کہ بدون لذنا ذحکم قضا شیم وہ جا فرصفدر نہ غرض کارخانہ انکا برہم ہوا اور عہدہ جرنیلی کا موقوف۔

ذکر نجم الدولہ جعفر علیخان کا

جعفر علیخان ابن مظفر علیخان ابتدائے شباب میں اپنے باپ سے رنجیدہ ہو کر لشکر مہاراجہ دولت راؤ سیندھیہ میں پہونچے اور دولت ملازمت حاصل کی جب حضرت سلیمان جاہ جلوہ آرای تخت سلطنت ہوئے بنظر محبت قدیم شتر سوار کو دو ہزار روپیہ سمیت بھیجکر جعفر علیخان کو گوالیار سے طلب فرما کر عہدہ توپخانہ سلیمانی عنایت کیا اور پانچ سو روپیہ درماہہ ذات مقرر ہوا مصاحب اور ندیم تھے وہ عزت و آبرو بہم پہونچائی کہ آتش حسد میں ارباب رشک حسد زدہ جلنے لگے چنانچہ تاج الدین حسینخان نے وہ آگ فتنہ و فساد کی بھڑکائی کہ بازار گرم انکا سرد ہوا۔

ذکر راجہ رام دیال کا

بینی رام لکھنوی ساکن محلہ چکلہ مرد حلیم و شیم و خوش وضع و سفید پوش تھا سوپاری فروشی میں متاع آبرو ہاتھ آئی اور داد و ستد کی بدولت سرخرو ہوا صاحب تقدیر تھا بقول معروف کہ خدا می دہد نہ خدامی دہد بھوانی مہرا کہ معمار کہاران کا نامی تھا چھ سات لاکھ روپیہ نقد رکھتا تھا مر گیا وہ زر کثیر بے محنت اسکے ہاتھ آیا اور زر کثیر کی بدولت صاحب سرمایہ بنکر عاملوں سے بواسطہ پوتہ داری زر کثیر حاصل کیا عاشق نور نامی طوائف لکھنو سے رسم آشنائی بڑھا کے گھر میں رکھا اور دروازہ آمد و رفت اوشناؤں کا مسدود کیا چنانچہ ایک دختر اور احمد علی نام پسر اوسکے بطن سے بہم پہونچے قصہ مختصر جب بینی رام نے قضا کی رام دیال لڑکا انکا کہ عورت ہمقوم سے تھا کوٹھی ساہوکاری اور مال و متاع وغیرہ کا وارث بنا

ایسا چالاک تھا کہ جواہر فروشی کی بدولت حضرت بندگان تک رسائی بہم پہونچائی اور وہ لڑکی جو بطن عاشورا سے اُس جواہر فروش کی خواہر ہوتی تھی محلات سلطانی مین داخل ہو کر مقبول محل خطاب ملا اور رام دیال کو خطاب راجگی عطا ہوا بعد زوال منصب اقبال الدولہ ستارہ اسکی کارگذاری کا چمکا اور ہیچ معاملات رطب و یابس پر قلم حکومت جاری تھا اور خزانچی رزیڈنٹی سے وہ راہ رسم پیدا کی کہ غلام حسین منشی مسٹر گنبس صاحب بہادر سے صورت اتحاد نکالی اور بواسطہ غبک نزرگری ڈاک کے ہرکارون اور چوبدارون سے بنوسازو باز کی جاتی بلکہ ارباب کرانی بھی وہان کے دم اسکا بھرتے تھے بہرحین امور سلطنت کا مختار تھا اور عملہ رزیڈنٹی بھی توقیر اوسکی کرتے تھے لیکن علم سے اصلا بہرہ نرکھتا تھا محض ناخواندہ اور کُندۂ ناتراش تھا جب مسٹر لاکٹ صاحب بہادر سے رزیڈنٹی لکھنؤ نے رونق پائی اور صاحب موصوف نے رام دیال سے پوچھا کہ طبیعت تیری کیسی ہے یہ بے علم بلا تامل یہ حرف جواب زبان پر لایا کہ اوس شخص کے پیٹ مین نفس بہت رہتا ہے یعنی نفخ یہ مضمون تازہ سنکر جناب رزیڈنٹ بہادر نے بکیفیت دریافت فرمایا یہ شخص منصب بزرگ کے قابل نہین اسی طرح ایکدن اور صاحب ممدوح نے رام دیال سے کہا کہ کیوان جاہ لڑکا بادشاہ کا ہے یا نہین یہ کہکر قطعًا تاکید فرمائی کہ زنہار یہ راز افشا نہو اور یہ کلام بندگان حضرت تک ہرگز نہ پہونچے اس بنیہ کے پیٹ مین پانی کب ہضم ہوتا تھا یہ ماجرا حضرت بادشاہ تک پہونچایا اور حضرت ظلسبحانی نے بروقت ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر سے دریافت کیا کہ سبب نارضامندی کا کیوان جاہ سے کیا ہے یہ سنکر مہر خاموشی لب پر لگائی اور رام دیال سے بد ہوکر نظرون سے گرا غرض یہانتک آنکھین دکھائین کہ بندگان حضرت نے اوس سے چشم محبت چرائی چنانچہ حکم سلطانی کے موافق وہ برگشتہ بخت بیڑی کوٹھی مین سیدھے سیدھے گرفتار ہوکر مقید ہوا اور تمنائے رہائی اور آرزوئے منصب مدار المہامی مین ایک مدت گذری مگر شاہد مدعا سے ہم آغوش نہوا —

ذکر تبدیلی رزیڈنٹی

مسٹر گنبس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے وقت رخصت حضرت بادشاہ سے یہ کلام آخری زبان پر لائے کہ ہمنے بنظر دولتخواہی اکثر زبانی نصیحت کی لیکن جناب نے اصلا توجہ نفرمائی ہے کہ انجام اسکا خراب ہے

روپیہ عمل کیا اور ہمکو بدنامی نصیب ہوئی کیونکہ ہم جانتے ہین کہ سپاہ روبکاری رزیڈنٹ منسوب سے
مقدمہ کیوان جاہ کی پیش آئیگی کہ وہ شاہزادہ ہے یا نہین انحصار کلام یہ ہے کہ صاحب ممدوح تو
کان بادشاہ کھولکر راہ منزل ولایت پر قدم زن ہوئے اور مسٹر لاکٹ صاحب بہادر نے مقام
رزیڈنٹی کو رونق بخشی اور صلح بخط مستقیم راہ ڈاک پر بلا انتظار استقبال و مشایعت وغیرہ یکایک داخل
لکھنؤ ہوئے چونکہ یہ روش خلاف رسم و آئین قدیم ظہور مین آئی نامطبوع بندگان حضرت ہوئی القصہ
جب لباط رزیڈنٹی کو صاحب تازہ آمد نے رونق تازہ بخشی زبان نصیحت و پند واکی اور کان بندگان حضرت
کے کھولے کہ دن رات نشہ شراب مین چور رہنا عقل سے دور اور بسر کرنا اوقات کا صحبت مین گانے والیون
کے خار سے کم نہین مقدمہ سلطنت کا فراخ کلبہ معشوقون سے نازک تر اور زلف سے سنبلی
مویون کے پیچ پیچ گرداب بال وغیرہ ایسے ناخواندہ دشمن عقل کی مدارالمہامی باعث آغاز بدانجامی
ہے خلاصہ باب آمد و رفت متوسلون کا رام دیال پر بند ہوا اور یہ نصیحت مصلحت آمیز بندگان حضرت کو
ناپسند سلسلہ آمد و رفت چوبدار کا بواسطہ ہر چہ پیام جاری تھا اور اگر کوئی امر دشوار پیش آتا بواسطہ نجم الدولہ
کے انتظام پاتا ایکدن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بندگان حضرت سے پیام دیا کہ معتمد الدولہ کو ہمارے
پاس بھیجو کچھ باتین کہنا اور سنا ہین یہان بنظر دور اندیشی کہ جانا اوسکا باعث فتنہ انگیزی کا نہو حرف
اجازت زبان پر نہ آیا آخرکار صاحب ممدوح نے معتمد الدولہ کو کہ دراصل انگریزی قید تھا بیواسطہ
اور اجازت بلاکر جو کچھ کہنا سنا منظور تھا عمل مین لائے خلاصہ اس مضمون کا یہ تھا کہ رشوت سپاہیان
مسٹر کنیس صاحب بہادر اور عملہ رزیڈنٹی کی ثابت ہون مگر معتمد الدولہ نے ہرگز افشا راز نکیا اور کہا کہ
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ہاگرچہ ہو گئے مردے او کھیڑنا اور ناحق اس فکر و محنت مین
دل آسودہ کو پریشان کرنا ضرورت نہین جو کچھ مناسب وقت تھا طرفین سے ظہور مین آیا مسٹر لاکٹ
صاحب بہادر اس جواب سے از حد ناخوش ہوئے لیکن حکم سرکار سے مجبور تھے اور بہر حال تحقیقات
کیفیت مذکور منظور غلام حسین منشی رزیڈنٹی کو طلب کیا حضرت ظل سبحانی نے اقبال الدولہ کو اجازت
دی اور راجہ بختاور سنگہ سواران سمیت اوسکے مکان پر پہونچا اور صورت محاصرہ ظہور مین آئی
غلام حسین نے دیکھا کہ خون آبرو اور عزت کا ہوا جان پر آبنی اسنے کمال طپنچہ بھر کر اپنے سینے پر
خالی کی قضا سے سوار تھی پر ارمان ولا و لدو جوان سے گذرا اور دو نفر خدمتگار کہ سینہ اجل جو جرم اسکے تھے

گولیان بندوق کی کھاکر اپنے آقا کے پیچھے پیچھے قدم زن ہوئے جلہ مال و متاع اونکا ضبطی سرکار مین درآیا اور تلف و غارت ہوا غرض باعث بدنامی مسٹر اکنس صاحب تین شخص تھی ایک تاج الدین حسینخان کہ اوس زمانہ مین نظر بند تھا دوسرے ساہ بہاری لال اسنے یہ کہکر دامن اپنا پاک کیا کہ مین مہاجن پیشہ ہون مجھکو معاملات شاہی سے کیا کام تیسرے رام دیال کہ اوسی کے سر پر یہ ٹوکرا بدنامی کا رہا غرض چھہ سات مہینے اسی شش و پنج مین گذرے کہ مسٹر ماوک صاحب بہادر بہار افزاے گلشن لکھنو ہوئے التفات حسین خان سفارشی مسٹر فریدولین بہادر صاحب خورد شاہجہان آباد سے رفاقت مین ہمراہ رکاب تھے لکھنو مین آکر عہدہ میرمنشی گری سے سرفراز ہوئے لیکن روبرو بیٹھنے کی قدرت نہ تھی اور نہ کسی امر مین دم مارنے کی قوت اب ان دنون عہدہ متوسطی نواب اکبر علیخان خلف الصدق امیر الدولہ حیدر بیگخان مرحوم کے نام زد تھا اور خلاف زمانہ ماضی بندگان ظلسبحانی کو صحبت مسٹر ماوک صاحب بہادر کی بکشادہ پیشانی نہایت پسند آئی اور بزم محبت و اتحاد نے باہم رونق پائی شمہ ایک خیر دفاتر اوصاف صاحب ممدوح سی زیب قلم ہے معتمد الدولہ اپنی قید مین اس بات کا آرزومند تھا کہ اگر صاحب رزیڈنٹ بہادر اجازت جانے کی ملک مین سرکار کمپنی کے عنایت فرماوین دس بیس لاکھ روپیہ نقد صرف تواضع ہو سکتے ہین لیکن صاحب مستغنی مزاج نے ہرگز گوارا نکیا بلکہ بیس لاکھ روپیہ بادشاہ کو دلاکر اسباب پر رضامند کیا کہ معتمد الدولہ نے جملہ نقد و جنس سمیت جاکر کانپور مین امارت کے ساتھ بنیاد عمارت قیام کی ڈالی اور تمام عمارت لکھنوی ناسب [illegible] القصہ اب اعتماد الدولہ نے قضا کی اور اقبال الدولہ خانہ نشین ہوئے اور رام دیال مغضوب زندان نصیب ہوا اور ظفر الدولہ سے اگرچہ دولتخواہی اس خاندان عالیشان کی اونچی تھی باوجود تبدل عنایت سلطانی اور حسن منظوری صاحب رزیڈنٹ بہادر قلمدان نیابت اور دریاے وزارت سے کنارہ کیا اب کوئی گوہر آبدار البیاناتی [illegible] شناوری دریاے علم و لیاقت سے آشنا ہوا اور کشتی وزارت پر سوار ہوا اور منصب مدار المہامی کو آبرو دے اور مزاج بندگان حضرت کا نقش دوست تھا صحبت نازنینان گل رخسار کی پسند خاطر اور [illegible] سرو قامتان نرگسی چشم سے نا[illegible] آخرکار گلابی بادہ گلرنگ نے وہ گل کھلایا کہ بر آمد ہونا محلات سلطانی سے آفتاب سپہر سلطنت کا موقوف ہوا اور رسائی فرشتون کی وہان تک محال مشورہ پر ارباب نشاط کی انتظام امور سلطنت تھا [illegible]

اب زور و شور نصائح صاحب رزیڈنٹ حسب اشارات صدر شروع ہوا اور جواب دینے والا پرچہ کا
جیساکہ چاہیے ایک قلم سرکار سلطانی مین نہ تھا سب پر حرف آیا آخر ایک دن فضل علی قوال نے غنچہ دل
حضرت نا شگفتہ دیکھکر اپنا اگ چھیڑا کہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان گلشن معاملات سلطنت کو بخوبی ایکدم مین
انتظام دی سکتا ہے کاوش خالی فکر سواے اونکے دور ہونا دشوار حسب اتفاق سے یہ مشورہ حضرت کو پسند ہوا
اور بدون مشورہ صاحب رزیڈنٹ کہ خلاف عہد و پیمان تھا شقہ طلب بواسطہ مرزا حاجی خواہی والہ اور
فضل علی قوال جاری فرمایا وہ بھی بے اجازت اور تحریر اا لیان صدر کی کوٹھی فرح بخش مین سیدھی
پہنچکر خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اور خطاب حضور پرنور سے ممتاز خلاصہ ٹیڑھی کوٹھی مین قیام پذیر
ہوئے مگر خلاف راے صاحب رزیڈنٹ بہادر یہ امر ظہور مین آیا آئینہ دلون کے باہم مکدر تھے اور زنگ آلودہ
غرض جو انتظام اس سلطنت کا شش سال مین نہوا تھا وہ دو تین مہینے مین جلوہ آرا ہوا اور عملداری ملک کمال
شایستہ عنوان سے رونق پذیر ہوئی مگر دل مسٹر پاوک صاحب بہادر کا صاف نہوا مسٹر لوتھم صاحب جج
ضلع فرخ آباد و منتظم الدولہ کا آشنا قدیم تھا وہ مستعفی ہوکر عازم ولایت تھا اوسکو بلاکر اصلاح اس معاملہ
کی چاہی لیکن لکھنؤ مین اونکی آبیاری کوشش سے نخل آرزو بارور نہوا قدم زن راہ کلکتہ پر ہوئے
اور حضرت کی کثرت بادہ کشی نے وہ رنگ جمایا اور موج نشہ شراب نے چھوڑ دی عقل کی تیز کی کہ چند خوانین
کشتی شراب پر سوار ہوکر دریاے فنا کے پار ہوئین منتظم الدولہ کہ صاحب دانش و ارسطوے وقت تھا پردے مین
کف افسوس ملتا تھا اور ظاہر مین ایسا نقش حکومت کا جمایا کہ انتظام اوسکا روز بروز رونق پذیر تھا اور
لفظ نواب و رائی و راجہ وغیرہ کی زبان سے کسی کے آشنا ہوتے تھے فقط خالی نام پر اکتفا تھی اور
متوسلان سرکار مین عالیین کو بچشم توہین دیکھتا تھا اور نخوت گریبان گیر تھی جسوقت آمد آمد نواب گورنر جنرل
بہادر لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر کی شہر مین شائع ہوئی منتظم الدولہ نے اور بھی ستارہ انتظام کا چمکایا نواب
احمد علیخان کو منورالدولہ خطاب دلاکر بندگان حضرت کا مصاحب اور مقرب بنایا اور منصرم الدولہ سید محمد خان کو
داروغگی عدالت سے سرفراز کیا اور ابوطالب بہاؤالدولہ کو نیابت وزارت عطا کی اور میر کلو کو داروغہ
ڈیوڑھی مخدرہ علیا کا کیا و میر آفتاب کا بھی ستارہ قسمت چمکا کہ اور ڈیوڑھیون کی داروغگی پر نصب ہوا
اور مظفر علیخان کے عوض داروغگی دیوانخانہ کی وصی علیخان کے نام زد ہوئی اور راجہ درشن سنگھ
قوم کورمی سپاہی وضع جفا کیش جو عہد خلد مکان سے خارج شہر تھا اوسکو غالب جنگ خطاب جمعیت بلوا

شب کشتی اور نگاہداری شہر کی تعلق اوسکے تھی خانہ جنگی اور خونریزی حضرات لکھنؤ کی اوس زمانہ مین مشہور
تھی اور رعایای شہر ہندو مسلمان جملہ چھوٹے بڑے سوائے سپاہ سلطانی شمشیر بکف رہتے تھے و شمشیر
انتظام غالب جنگ سے نے جوہر دکھائے کہ ایکدن مین ہتھیار اہل شہر کے کھل کر داخل سلح خانہ شاہی ہوئے
ممکن نہ تھا کہ چھری بھی کسی کے گھر مین نظر آئی کو سیتا بیگ کوتوال نے اس معاملہ مین بہت سے ہاتھ پاؤن
مارے لیکن یہ نیکنامی سرکارین مین نصیب غالب جنگ ہوئی ایکدن ایک شخص دیوانہ دشمن عقل شمشیر
برہنہ اور بندوق کاندھی پہ رکھے بھیجا یا وہان تک پہونچا کہ جہان حضرت جلوہ آرا تھے چنانچہ حسب الحکم قضا شمیم
حسن خان افغان زادہ نے کہ زمرہ مین خواصون کے منسلک تھا بڑھکر تلوار اوسکی چھین لی اور نجم الدولہ
نے ہاتھہ بندوق پر ڈالا لیکن وہ دیوانہ حقیقت مین ہوش باختہ تھا ساختہ نہین اوسکو تھوڑی دیر نظربند
رکھکر رہا کیا یہ صورت باعث ترقی حسن خان سرکار سلطانی مین ہوئی صاحب عمارت ہوا امارت نے رونق پائی
ایکدن کچھ جواب بحث منتظم الدولہ کو دو بیٹھا کہ زبان اوسکی بواسطہ تنبیہ نکالی گئی اور رعب منتظم الدولہ دربار
مین چھا گیا بعد اوسکے منتظم الدولہ نے زربقایا عاملون سے تحصیل کرنا شروع کیا راجہ رام دیال سے
محاسبہ کے وقت لاکھہ روپیہ نقد داخل کیے اور خیراتی زر روز کو قطب الدین حسینخان چکلہ دار سلطانپور کی علت ضمانت
مین گرفتار کیا جب دشنام فحش سے نوبت آبروریزی کی آئی زہر کھا کر سوا اور بدریہ اس نے آبرو کے واسطے
جان عزیز تلف کی اور سبحان علیخان نے مجبور ہوکر عالم مقید ہی مین پچاس ساٹھہ ہزار روپیہ اثاث البیت بیچ کر نذر
سرکار کیے اب منتظم الدولہ نے تصفیہ تنخواہ سے نواب نصیر الدولہ بہادر اور نواب جعفر علیخان و کاظم علیخان و کاتب علیخان
و رکن الدولہ و نواب محسن الدولہ اولاد جنت آرامگاہ کو پیام دیا کہ افزونی تنخواہ سے احبان ممدوح باعث عدم
دستیابی کی ہی اگر تنخواہ نصف پر رضامند ہون تو ماہ بماہ تقسیم ہو اور اوسکے صرف تکرار کا زبان پر نہ آئی ناچار کسی نے
برضامندی اور کسی نے عالم مجبوری مین قبول کیا اور جو تنخواہ برسون کی چڑھی تھی دستیاب ہوئی اور تنخواہ سہ چہار سالہ
سپاہ سلطانی کو دام دام دیکر حکم موقوفی زیر بالم فرمایا اور فیصد پانچ روپیہ مصارف اور آمدنی سے حق وزارت قرار دیا
پچاس ہزار روپیہ سے اس رقم کا حساب افزون سے کم نہین اب انتظام محلات سلطانی کی طرف منتظم الدولہ نے
نظر اوٹھائی چھہ لاکھہ روپیہ سالیانہ علاقہ جدا جاگیر بلکہ زنانہ مین تھا جب علاقہ بسواڑہ راجہ درشن سنگھ اور راجہ
بختاور سنگھ کی مستاجری مین در آیا اور جمع زیادہ کی گئی وہ علاقہ جاگیر سے شامل مستاجری کر دیا گیا اور بلکہ زنانہ سے
کہا یا کہ بختاور سنگھ زر محاصل جاگیر نقد پہونچائیگا ہر چند بلکہ زنانہ نے اسباب بین غل اوڑائی لیکن آبرو بنائی پرگنہ میانگنج

جاگیر مخدرہ علیا اور نواب گنج جاگیر تاج محل پر حرف آیا نقدی پر کلام رہا خلاصہ یہ صورت باعث نیکنامی
ہوئی اب دل منتظم الدولہ کا صاحب رزیڈنٹ بہادر سے کھٹکتا تھا اس خیال میں ہوا کہ یہ کاوش خار فکر دور ہو
اتفاقاً نخل آرزو بارور ہوا اور فکر رسا نے تازہ گل کھلایا یعنے تاج الدین حسین خان پر اس درجہ شدائد
تقاضائے زر باقی ہوئی کہ آبرو پر آبنی قریب تھا کہ عزت پر پانی پھرے لیکن یہ شخص خوش فکر تھا اور فارغخطی
معتمد الدولہ کی موجود تھی اسنے بواسطہ کتابت منتظم الدولہ سے ملاقات بہم پہونچاکر بالمشافہہ یہ مضمون صفحۂ
اظہار پر زیب قلم کیا کہ فارغخطی معتمد الدولہ کی میری عدم باقیداری پر دال ہے بہرحال جان و مال حاضر
لیکن خون حرمت کرنا مناسب نہیں اگر ابقای عزت منظور نظر ہے تو عین عنایت ہے کہ چشم رحمت سے
ملاحظہ فرمایئے اور انشاء اللہ وہ تدبیر کامل عمل میں آئیگی کہ غنچگی خاطر جناب کی دور ہوجائیگی ایک انگریز
نامی کہ محب صادق اور دوست موافق مجھہ دولتخواہ کا ہمرکاب نواب گورنر بہادر لکھنؤ میں آیا ہے اوسکی وجہ
ایسی صورت معقول ظہور میں آسکتی ہے یعنے ضمیر منیر نواب گورنر بہادر کا آپکی طرف سے مصورت آئینہ
صاف ہوجاے اور یہ کاوش خار فکر جو صاحب رزیڈنٹ کی جانب سے نقش زن خاطر ہی طرفۃ العین
میں دور ہو غرض یہ مضمون رنگین سنتے ہی غنچۂ دل منتظم الدولہ گل کی روش شگفتہ ہوا اور طبیعت افسردہ نہال
ہوگئی تاج الدین حسین خان پر ہزار دل سے مہربان ہوئے وہ عذاب سخت جو ہستی ہمت سے بڑہ ودکا
تھا اوسنے نجات دی مگر رشتہ نظربندی کا منقطع نہیں ہوا مہدی قلی خان نام اہل تجارت پیشہ نہایت
مرد دانشمند اور آبرو دار تھا اوسنے بواسطہ کپتان جان بیلین بہادر کے دم دوستی اور اتحاد کا بھرا تھا اور
ندیم خاص نواب گورنر بہادر میں ممتاز لشکر بہادر ممدوح میں پہونچکر وہ کارنمایان کیا اور تدبیر معقول ظہور میں
لایا کہ نہال آرزو و شجر تمنا بارور ہوا یعنے کارگذاریان منتظم الدولہ کی ہزار حسن و خوبی کے ساتھہ منقش خاطر
عالی ہوئین اور تاج الدین حسینخان نے بھی بواسطہ مکہ لاٹن بہادر اس مقدمہ میں پیروی کی خلاصہ جب
لشکر نواب گورنر بہادر کا کانپور میں رونق افزا ہوا بندگانحضرت ظلسبحانی حکیم مہدی علیخان اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر اور ارکین دولت معیت بڑی شان و عظمت کے ساتھ براہ استقبال دار السلطنت
لکھنؤ سے جانب کانپور قدم زن ہوئے اسطرف دریائے گنگ کے خیام شاہی افلاک فرسا صورت حشم
برپا تھے اور اوس طرف میدان جاموجو میں لشکر نواب گورنر بہادر کا خیمہ زن خلاصہ کانپور میں جب
ضابطہ طرفین سے [illegible] ملاقاتین کی اطلاف و اتحاد کے ساتھہ ظہور میں آئیں لعبہ اسکے حسب استدعا

معتمد الدولہ بھی دولت ملازمت نواب گورنر بہادر سے مالامال ہوا چونکہ نواب گورنر بہادر ارسطو ہوش زمانہ
و لقمان عصر چشم و چراغ دوربینان دیدہ کہنہ سال صاحب دانش سراپا کمال تھے اونہون نے لیاقت شاہ کی جو دل سے
منسوب کی میزان عقل مین تول کر اپنے جلسہ مین یہ حرف زبان مبارک پر لائے کہ دانشمندی جناب عالی
صاحب بہادر اور عقل و فراست شاہ زمن سے کمال تعجب ہے کہ معتمد الدولہ کو کس علم و عقل پر مدار المہام
سلطنت کا بنایا خوبی ظاہری اور حسن باطنی سے محروم اور کوسون دور فقط بدولت مقسوم و حرف زر
معلوم نیابت نصیب رہا آفرین حسن فطرت و فراست بادشاہ حال پر کہ تمام لشکر شاہی مین پیرانہ سال
تجربہ کار صاحب لیاقت حکیم مہدی علیخان سے بہتر دوسرا نظر نہین آتا اس صورت مین بپاس خاطر
صاحب رزیڈنٹ بہادر کے دل بادشاہ کا بیوجہ دکھانا عقل سے دور ہے غرض اس کلام روح افزا
نے ہمدم مسیحی دکھائے یعنی نواب گورنر بہادر لکھنؤ مین رونق بخش ہو کر بنظر اتحاد و محبت بادشاہ کو
بعد نصائح و پند تمام کار و بار سلطنت پر تنبیہ فرمایا اور وزارت حکیم مہدی علی خان کی منظور کی اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر کو اطاعت بادشاہ مین تاکید فرمائی غرض سولہ سترہ روز یہ بزم جشن حسن و خوبی کے ساتھ
شہر لکھنؤ مین منعقد رہی اور رسمین ضیافت اور مہمانداری کی شان و عظمت کے ساتھ حسب قاعدہ
اور معمول قدیم کمال تکلفات سے ادا ہوئین پای کوبی طوائفان پری پیکر سے یہ محفل عشرت غیرت
بزم نو عروسی بنی اور کثرت روشنی نے عالم نور کوہ طور کا دکھایا اور لڑائیون شیر اور ہاتھی اور گینڈے
نے وہ میدان گرم کیا کہ ہنگامہ سہراب و رستم کا سرد ہوا بعد اسکے جناب نواب گورنر جنرل بہادر جانب
مغرب روانہ ہوئے اور بادشاہ شاہد مدعاے دلی سے ہمدوش اب انتظام الدولہ کی وہ کاوش فکر
دل سے دور ہوئی اور استقلال کامل حاصل تاج الدین حسین خان کو عہدہ متوسلی سے سرفراز کیا
مسمی کرنیلی کارنر کہ دوستان مسٹر ادک صاحب بہادر سے تھا اور کاسگنج مین اہل و عیال سمیت قیام پذیر
چنانچہ بی بی اوسکی کمال نیک بخت سلیقہ شعار اور صاحب عصمت و آبرو دار خاندان نواب مومن خان
منصبدار قدیم بادشاہی سے دوست جانی اپنے شوہر کی بیٹی لکھنؤ مین آکر طرح قیام کی ڈالی اور
دولت سرائے سلطانی اور محلات شاہی مین آمد و رفت بہم پہونچا کر حرمت و عزت سے شہرہ آفاق
ہوئی اور تاج الدین حسین خان کو کرنیل موصوف سے سابقہ سر رشتہ اتحاد و مربوط تھا اسی راہ و رسم تازہ
و عہدہ متوسلی سے رونق پائی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے دیکھا کہ ہماری شمشیر فکر و تدبیر کند ہوئی

رہنما دار السلطنت لکھنؤ کا ایک ساعت بار خاطر تھا براہ استعفا کوہ سپاٹو پر کہ نواب گورنر جنرل بہادر
وہان قیام فرما تھے پہونچکر رزیڈنٹی نیپال پر مامور ہوئے منتظم الدولہ بہادر نے بروقت روانگی رزیڈنٹ
ممدوح بائیس لاکھ روپیہ خزانہ قدیم سے لیکر جیا مین لوٹ مول کی نکالی اور چاہا کہ کچھ زر نقد تواضع
رزیڈنٹ بہادر مین نذر کرین لیکن صاحب ممدوح نے اصلا قبول نکیا آخر کار پھر وہ زر نقد اپنی مقام پر
نہ پہونچا واللہ اعلم کہان کہان کارپردازان سلطنت کے صرف مین آیا لیکن کرنیل موصوف اور تاج الدین حسینخان
اور ساہو کوند لال وغیرہ کی چاندی تھی اہالیان سلطنت کو مدت تک دعوی اس زر نقد کا حکیم مہدی سے
رہا اور بواسطہ تحریر صدر تک ذکر اسکا آیا اب تاج الدین حسینخان نے یہ تازہ سلوک کرنیل کارنر کے
ساتھ کیا کہ بنام کوٹھی بخت رام خزانچی کرنیل مذکور کو فرضی اسم کے طریق چکلہ سلون کا سرکار شاہی کر
دلا کر دو ہزار روپیہ ماہواری کرنیل ممدوح کے واسطے مقرر کردیا اور نیابت چکلہ مذکور تاج الدین حسینخان
کے چھوٹے بھائی نثار علیخان کے نام قرار پائی اور پانچ سو روپیہ درماہہ تجویز ہوا لیکن صورت علاقہ
خزانچی مذکور سے ظہور مین نہ آئی ناچار عالم بیماری مین کرنیل مذکور علاقہ سے مستعفی ہوکر کاسگنج مین
قضا نصیب ہوا اور بی بی اوسکی غم مفارقت شوہر مین ایک چلہ کے اندر تیر و کمان قضا کی نشانہ ہوئی اور
رزیڈنٹی لکھنؤ میجر جان لو صاحب بہادر کے نام مقرر ہوئی اور سامان استیصال رزیڈنٹ حال کو واسطے
سرکار شاہی سے کالپی تک پہونچا جب میجر صاحب ممدوح لکھنؤ مین تشریف لائے بازار تاج الدین حسینخان
کا ایسا گرم ہوا کہ گرماگرمی جملہ اقربا و عزیز حکیم صاحب کی سرد ہوئی اس زمانہ مین چکلہ بیسواڑہ محمد علیخان داماد
حکیم مہدی علی خان کے متعلق تھا اور نیابت نثار علیخان کی اسقدر چمکی کہ ستارہ مداخلت محمد علیخان کا
برج آبی مین در آیا اور اسیطرح صورت عدم مداخلت ابو طالب خان کی باوجود حصول نیابت وزارت
بر روی کار رہی اور راجہ میوہ رام گلشن دیوانی کو رنگ و بو دیتے تھے سات ہزار روپیہ درماہہ انکا
نظر و نین حکیم مہدی کے خار تھا کہ راجہ بالکشن چچا اونکے کاروبار دیوانی کو سرانجام دیتے تھے
اس حرف بیجا نے وہ سخت جوہر تیغ زبان کے خلاف شان و آبرو دکھائے کہ مہاراج میوہ رام
بیدرنگ ہوکر خانہ نشین ہوئے اور اسی روش فقیر محمد خان رسالداری سے موقوف ہوکر مرزا گنج و
ملیح آباد اپنے وطن مالوف مین تشریف لیگئے اور گومتی کے پار جو چھاونی دھنے خان میواتی کی واقع تھی
وہان عشرہ محرم کو تبرہ کی وجہ اہل شہر سے وہ صورت بلوہ آشکار ہوئی کہ طرفین مین نوبت شمشیر اور بندوق کی

آئی کہ چند آدمی شہید ہوئے آخر کار جب یہ آتش ہنگامہ سرکشی ہوئی اور صورت انطفا بواسطہ کوتوال شہر ظاہر ہوئی ناچار بلطف علیخان رشید و تلنگون کی پلٹن لیکر توپخانہ سمیت بر سر معرکہ پہونچے اور بد ذاتیون کو اسقدر پس پا کیا کہ تمام مال و متاع اونکے گھرون کا ہاتھی گھوڑون سمیت اونکے ہاتھ غارت کیا اور اسیطرح اون دنون خانہ جنگیون نے بھی حشر برپا کیا تھا کہ سب سے مرزا کہ پوتے سالار جنگ کے تھے اس معرکہ مین کشتہ ہوئے اور مردمان توپخانہ نے بھی تنخواہ نپانے کی وجہ جو آتش بلوہ مشتعل کی اوسکو آبیاری کپتان بیگنس نے بجھایا اور سات سو آدمی یک قلم برطرفی مین آئے اور دس پندرہ ہزار آدمی جو معتمد الدولہ نے نوکر رکھے تھے اونپر بھی پانی برطرفی کا پھرا مگر انتظام منتظم الدولہ نے وہ رنگ حسن و خوبی کے ساتھ جمایا تھا کہ چھوٹے بڑے راجہ اور تعلقدار اس قلمرو کے جو ہمیشہ عاملون سے بر سر پرخاش تھے وہ اس زمانہ مین فرمان پذیر ہوکر در دولت پر حاضر رہتے تھے چنانچہ بخت سنگہ نامی زمیندار اضلاع خیر آباد کا صاحب ثروت و دولت تھا اور بہت کم عاملون سے رجوع کی تھی وہ دنرات عاملون کے مانند حاضر رہتا تھا اور اکثر روساء اہل شہر کا نخل تمنا حکیم مہدی کی بدولت پھلا پھولا چنانچہ روشن الدولہ کہ بہار عشرت اونکی خزان نصیب تھی پانچ سو روپیہ درماہہ اونکا مقرر کیا گیا اور مرزا حاجی نے پھر شہر مین اگر طرح قیام کی ڈالی تین سو روپیہ ماہواری اونکے واسطے مقرر کی گئی سب سے آغا مرزا کو کہ بندگانحضرت کا ایسا خود سر اور شراب نخوت مین چور تھا کہ جملہ ارکین سلطنت اونکی نظرون مین ہیچ تھے کوتوال تک کو اسقدر دست قدرت نہ تھی کہ ہاتھ اوسپر ڈالتا اور عملہ عدالت کی مجال نہ تھی کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھاتے اگرچہ اوسنے بھی اس زمانہ مین ہاتھ ظلم کا جو دراز تھا کوتاہ کیا لیکن شرارت سے ہمہ تن باز نہین آتا تھا ایکدن سواری حضرت کی درگاہ عباس علیہ السلام کی طرف جاتی تھی غلام مرتضے براہ عجلت مکان سے نکلا مگر دروازہ پر نہ آسکا بر آمدہ سے رسم آداب و مجرا کی ادا کی چونکہ یہ صورت خلاف شان و عظمت شاہی تھی آغا مرزا نے حکم دیا کہ اسی وقت وہ چھجہ و بر آمدہ مکان کا منہدم ہوکر خاک مین ملا دیا گیا اور کیفیت خبر رسی حکیم مہدی علیخان کی رنگت تازہ لاتی تھی اور نیا گل کھلاتی تھی ہر وقت کفایت و خبر رسی مد نظر تھی کہ معاذ اللہ صاحب دولت کا تنگدست ہونا بھی ایک قیامت ہے اوس عہد دولت مین مرزا حیدر فرزند نواب محمد تقی خان کی شادی مین یہ تازہ ایجاد قرار پائی کہ ساچق کے دن کہ رسم زمانہ تھی سکہین گھڑی نقل اور میوہ ون سے بھری مزدورون کی سر و نیر بکثرت گھر پہ دولہن کے شوہر کی طرف سے آنکی وقت جاتی تھے

چنانچہ راوین فرد فرد اسقدر دست اندازیان کرین کہ وہ نقل اور میوہ وغیرہ شیرینی تیار کی ہوجاتی تھے
اس باب مین حکیم صاحب نے نسخہ تازہ جاری فرمایا کہ شیرینی اور میوہ وغیرہ وزن ہوا کرے اور ٹھونپر سرکاری
شہدی خانہ فردوس تک پہونچا دین اور گھڑی خالی کہ مطلب نمودار اور نمائش سے تھے فرد فرد سر ون پر
حسب دستور رکھے ہین اور روشنی کے باب مین یہ تجویز ہوا کہ روغن سیاہ نئے برتن مین مٹی کے رکھکر
بہرانون مین باہر کرتے ہین چنانچہ بسبب روغن ظروف تازہ مین باعث نقصان ہے اسلیے شہر کے
بادچیون سے وہ نگین چھوٹی بڑی طلب کیجاوین اسطرح مصارف خزینہ بادشاہی مین بھی کفایت ملحوظ خاطر
وہ احتیاط تھی ملبوس خاصہ بادشاہی مین پاجامہ کے واسطے تھان گلبدن اور مشروع کے چالیس
پچاس روپیہ کی قیمت سے کم صرف نہوتا تھا وہ دس پندرہ روپیہ بھی کم کی اجازت تھی اور رومال سبحان اللہ
جو پارچہ محمودی سے کہ فی درعہ دو تین روپیہ سے کم قیمت کے نہوتے تھے موقوف ہوکر پارچہ خاصہ یہ
کہ ایک روپیہ سے کئی گز بکتے تھے اوقات رہی اور یہ حکم تھا کہ جو پوشاک سلطانی نو تیار ایک دفعہ جسم مبارک
سے ہم آغوش ہوکر بدون شست شو انعام مین جاتی تھی یہ رسم ترک ہوکر قرار پایا کہ جب تک دو تین بار
شست شو نہوے توشکخانہ شاہی سے جدا نہوا کرے اسیطرح ایک مرتبہ پانچ سو دست سینی طلائی کی
مرصع کار فرمایشی خواصون کے واسطے حکم سلطانی نافذ ہوا حکیم صاحب حکمت مآب نے نقرئی طلائی ملمع
اور چھوٹے چھوٹے نگینے جڑوا کر بنوا دیے اور جو دوپٹے وغیرہ بادلہ اور تمامی وغیرہ قیمتی خواصون اور لونڈیون
کے واسطے تیار ہوتے تھے وہ چھوٹے گوٹے اور بادلے سے تیار ہونے کا حکم ہوا اور
خرچ انعام مین یہ تخفیف واقع ہوئی کہ دو ثلث کمی ہوکر ایک ثلث باقی رہا اور سررشتہ خرید جواہرات اور
پشمینہ کا ایک قلم موقوف ہوا اور اکثر با جلال تمام یہ حرف زبان پہ لاتے تھے کہ حضرت اقدس چاہتے ہین
کہ گھر اپنا برباد کرین اور مین یہ چاہتا ہون کہ اسیطرح تعلیم کرون کہ زر نقد خزانہ مین جمع ہو القصہ یہ ضبط بیجا
طبع اقدس بندگان حضرت کو خلاف تھین اور ارباب سلطنت مصروف پسند رفتہ رفتہ زبان شکایت محلات
سلطانی وا ہوئی اور صورت عداوت جلوہ نما اور اصل باعث نظم الدولہ آصف روزگار تھا تازہ تکلیف اور نیا سہم
عمل مین لایا جو نہالی حکمت اور اپنے فائدے سے نہ تھی یعنی یہ کہ تمام معاملات ملک کو اپنی تفویض صرف
شاہی ظہور مین لاوے چنانچہ یہ بات قرار دی کہ جو لوگ تقسیم الگ نہ ہون یا صوبہ ملک کا کچھ تھوڑی لاکھ روپیہ کا
سو اسکے سائر اور محاصل باقی تھا یہ جمع اصلی قرار دیکر پچاس لاکھ روپیہ سالیانہ صرف فوج اور پانچ لاکھ روپیہ ۱۲۰

خرچ عاملون اور عملہ محلات کا مجرا دیکہ اسی لاکھ روپیہ سالیانہ ادا ہووے اور واسطے مصارف محلات اور کارخانہ سلطنت قائم کرکے قبولیت مہری محمد علیخان فرزند زادی کی اپنے صیغۂ ضمانت مین داخل دفتر سرکار شاہی کرکے پٹہ مہری بندگان حضرت کا لکہوا کر صورت مستاجری تمام ملک وسپاہ کی قرار دی چونکہ خلاف رائے مستحسن نواب گورنر جنرل بہادر اور اہل کونسل ظہور اس مستاجری کا تہا یہ حکم عالی نافذ ہوا کہ خلاف ضابطہ قدیم مستاجری تمام ملک کی ایک آدمی پر قرار نہین پاسکتی اس باعث سے رنگ حکمت حکیم مہدی صاحب کا نہ جما اتہہ ملکر رہگئے۔

صورت عزل منتظم الدولہ

اراکین سلطنت اور ارباب محالات کی صورت اخذ زر اور فنادی کی خبر سیون سی حکیم صاحب بگڑی خلل انداز بان شروع کین اور وہ کلمات ساختہ خیراندیشی کے زبان پر لالے کہ طبیعت بندگان حضرت کی حکیم صاحب سے ہوا کے مانند پہر گئی۔ اور واسطے رفع اس درد کے جو باعث علاج ہوئے آئینۂ دل تاج الدین حسینخان کا بہی صورت حکیم مہدی سے مکدر تہا عزل اونکا اپنا باعث نصیب سمجہکر حضرت سلطانی سے عرض کی کہ جو کچہہ مزاج حضور اقدس مین آوے بلا تامل عمل فرماوین خانہ زاد صورت اصلاح صاحب رزیڈنٹ بہادر سے ظہور مین لائے گا مقام اندیشہ کا نہین حضرت خوش ہوکر بواسطہ مجتہد درسگاہ حکم نظربندی نائب منصوب وحی کے مانند نازل ہوا کہ ڈیڑہی کوٹہی مین کہ ابہی تک منتظم الدولہ قیام پذیر ہے دفعتاً صورت عزل اور صورت گرفتاری کی ظہور مین آئی اور پہرہ سلطانی مامور ہوئے اب حکمت حکیم صاحب ساری بہول گئی اور نبض ہوش وحواس کی ساقط ہوئی کوئی علاج اس درد کا سر دست ہاتہہ نہ آیا آخر بواسطہ مرزا حیدر صاحب کہ اونسے تازہ سررشتہ سمدہیانہ منسلک ہوا تہا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنا ممد ومعاون بنایا لیکن حضرت ظل سبحانی نے اونکے سوال کا یہی جواب دیا کہ منتظم الدولہ مقرر کیا ہوا ابدولت کا تہا نہ مجوزہ آپ کا چند دعوے جو اس عہد شکن نے ابدولت سے کیے تہے ایک اونمین سے پہلے یہ گفتگو با پیشکش مین تہی کہ تنخواہ فوج ایام ماضی کی ابدولت کو دینا نہ پڑے چنانچہ خلاف عہد جسقدر روپیہ زر نقد خزانہ عامرہ سے لیا تمام وکمال تقسیم نہین کیا اور شہرت اپنی نیکنامی کے ساتہہ دی بقول لیکہ ع رسوا شود کسی و تماشا کند کسی دوسرے یہ کہ مین دربارہ انکا مقرر کرتا تہا اوسکو قبول نکیا اور اپنے وابستون کے ہزار دو ہزار کا

دریا ہے ملازمان سرکار شاہی مین منسلک کیا کہ وہ رشوت ستانی سے مالامال تھے اور اپنے واسطے
فیصدی دس روپیہ رقم مداخل و مخارج پر باندہکر حسب دلخواہ متمتع ہوا کہ حساب زیادہ لاکھہ روپیہ ماہواری
سے پڑتا ہے بہر کیف نقصان ابد دولت کا ہے اور تیسرے جو روپیہ باقیات ذمہ معتمد الدولہ کے
تھا اوسکو وصول کرنا اپنے ذمہ ہمت پر رکھنا چنانچہ وہ بفراغت تمام روانہ کانپور ہوا چوتھے
مصارف ابد دولت مین اسقدر جبر رسی کی کہ باعث شکر خند عالم ہوا پانچوین تمام اعزہ شہر کو اپنی بد زبانی
سے ناراضامند کیا اور اہل محرم ابد دولت کی طرف نگاہ بے حرمتی سے دیکھتا ہے اور پاس آبرو کے
دور لیس لوگ کہ سنوا آقای نعمت ہوا خلاصہ جو اصرار زیادہ اس مقدمہ مین بدون اطلاع صدر نامناسب تھا
رزیڈنٹ نے اسی بات پر اکتفا کیا کہ ہمکو عزل و نصب سے اوسکے اصلا کام نہین مگر پاسداری اسکی
عزت و آبرو کی بنظر دور اندیشی ملحوظ خاطر عالی رہے آیندہ جو کچھہ تجویز فرما کر زیب قلم کیا جاوے مطابق اوسکے
اراکیان صدر کو اطلاع دین تاج الدین حسینخان اس تصور مین تھا کہ اب کلاہ وزارت میرے سر پر زین
ہوگا و فرط نشاط سے گل کی روش اپنے لباس مین پھولا نہ سماتا تھا اور مقدر نے اور ہی گل تازہ
کھلایا کہ نہال تمنای روشن الدولہ کہ ستارہ قسمت کا برج شرف مین روشن تھا بارور ہوا یعنی خلعت
مدار المہامی سے متخلع ہوے اور سبحان علی خان شریک مشورہ قرار دیے گئے اور عہدہ متوسطی
تاج الدین حسینخان سے متعلق رہا اب جو مسودہ باب عزل حکیم مہدی علیخان مین تجویز ہو کر تحریر صدر
کے واسطے خدمت صاحب رزیڈنٹ مین ارسال کیا گیا خلاصہ اوسکا زیب قلم ہوتا ہے منتظم الدولہ
مستحقان سرکار انگریزی سے نہ تھا بلکہ خلاف اسکے کرنیل کالبس و جان بیلی نے منفوسی قرار دیا تھا
فقط ابد دولت نے بلا کر بنظر قدامت و کہنہ سالی سرفراز کیا اور اسنے چاہا کہ مجھکو بے اختیار محض کر کے
اور مسٹر ناک بہادر کو تحریرات باقیات سے رنجیدہ خاطر کر کے قصور اہلکاران دار الانشاء کے سر پر
رکھا بہر حال خلاف تحریر اوسکو منصب وزارت سے آبرو بخشی معلوم نہ تھا کہ پھر دخل سازش ہے جملہ قصورون
سے اوسکے ایک یہ ہے کہ بعد تقسیم سرکار جج ملک ہماری کی کہ ایک کرور پنتیس لاکھہ روپیہ کا ہے اوسکو
اسی لاکھہ روپیہ قرار دیکر ایک عبارت بطور قبولیت پٹہ بنام گورنر جنرل بہادر لکھوا لے تھے وہ اب تک
ستر نہین دیتا ہے اور اوس پٹہ مین پانچ پانچ لاکھہ روپیہ سال اضافہ لکھکر بعد اوسکے جمع ساڑھے
چار برس کے بعد قرار دیکر اپنی دستخط بہر و کے واسطے رقم پچاس لاکھہ روپیہ سال کی کاغذ سے

محکوک کی اور یہ بھی مضمون مندرج اوس عبارت مین تھا کہ صاحب قبولیت اگر وجاہی اولاد اوسکی مالک اس
مستاجری کی ہے ان حرفون سے ظاہر ہے کہ گویا اس ملک کو اپنے ورثہ مین قرار دیا دوسری پچاس
لاکھہ روپیہ خزانہ قدیم سے لیا کہ تنخواہ دارون کو تقسیم کرے اوسکو لکھا ہے کہ تنخواہ اونکی اپنے پاس سے
دے اور صرف سرکار مین لایا چنانچہ اب اوس زر خطیر کو ٹیہ مین مجرا لیا غرض مدعا یہ تھا کہ مالک وہ ہو اور مین قرضدار
رہون اور یہ مضمون تازہ نابدولت سے بیان کیا کہ اہالیان انگلیسیہ و ارباب کمپنی کو انتزاع ملک منظور تھا لیتے
دس برس تک ذمہ داری کی تا اونکو جگہ عذر کی نرہے اور بمقام تصرف کانہو مگر مین کہان تک شکر یہ نواب
گورنر جنرل بہادر کا ادا کرون کہ قبولیت مذکور بچشم محبت نامنظور فرمائی گویا پھر سر نو ملک عنایت فرمایا اور ایک
باوجود نامنظوری صدر یہ کلام زبان پر ہے کہ بغیر طریق مذکور کہ نام اجارہ ہو سرانجام اس کام کا مجھہ سے
غیر ممکن غرض یہ صورتین اوسکی باعث عزل ہوئین اور مسودہ خلاف ضابطہ استدعای سند رسوم وزارت
چاہتا ہے اور وقت روبکاری اوسکے لینے سے انکار رکھتا ہے اور تحریر رسوم مین سوای مال سرکار
لکھاتا ہے پس جو کچھہ ملک سے وصول ہوا مال سرکار نہین تو مالک اوسکا کون ہے کسواسطے کہ وہ رقم
نہ آسمان سے برستی ہے نہ زمین سے اوگتی ہے اور محالون مین صورت گنجائش ندیکھی جمع معین سے
فیصد پانچ روپیہ مہینا کے جمع مال مین اپنے نام جمع کیے اگر نام سرکار سے جمع کرتا تو مسودہ مین کہ
پہونچتا ہے کیون نام اپنا مندرج کرایا ہے غرض اس سرکار کو اسقدر گنجایش نہین کہ پندرہ لاکھہ روپیہ
سالیانہ رسوم اور ایک لاکھہ کئی ہزار روپیہ درماہہ اوسکے اقربا اور عزیز کو دے لہذا عزل ایسے شخص کا واجب
آیا تیسرے بائیس لاکھہ پچاس ہزار روپیہ نقد لیکے خزانہ خالی کیا اور گھر اپنا بھرا اور نام خرید لوٹ لیا اور وہ
لوٹ بھی ندیا باوجود اسقدر تغلب کے علاقہ سے دعوے اس بات کا ہے کہ لوٹ کچھہ کا نسبت میرے
نہین خلاصہ ان مضمون اور حرکتون مین بقای خزانہ معلوم ہوتے تھے نشینان سلطنت کو کلمات سخت و سست
و ناملائم سے سخت آزردہ کیا کہ سامعین اوسکے ادا سے حلف کے ساتھہ گواہ ہین اور بالمشافہہ حضور کو
بھی جا بجو زبان پر آیا اور چاہا کہا یہ بات غریب اور محتاج کو گوارا ہو نہین سکتی نہ کہ والی ملک اور ولی نعمت
رضامند بدزبانی کا ہو اگر کہنہ سالی اوسکی مانع نہوتی تو اصلا صورت اوسکی لائق دیکھنے کی نہ تھی نہ اس
منصب وزارت اور مجالست دائمی کے سزاوار ہوتا لہذا گواہی کے واسطے خطوط اوسکے حاضر ہین کہ
حق خلد مکان مین کیا الفاظ طعن اور تشنیع کے تحریر کیے ہین پس انجام کار نابدولت کا مانع تھا کہ یہ شخص

غرض اب زبان پہ نہ لایا پانچوین ظاہر ہے کہ والستون کو عہدہ اور خدمت سے محروم رکھکر ہر خدمت
اعلے اور ادنے پر اپنے متوسلون کو مامور کیا یہان تک کہ خاص تراش قدیم پر بھی استرہ موقوفی کا
پھیرا اور جدید جو مو بمو متعہد اوسکے تھے اصلاح پذیر ہوئی گویا معاذ اللہ اس موشگافی کے ساتھہ دشمنان
نابدولت کو قید کیا چھٹین حد و قصاص بحکم والی ملک کہ مرسوم شرعی ستھے اپنے حکم سے جاری کیے
اور تشہیر و روسیاہ کرنا سفید پوش کو قصور خفیف پر اور سواری گدہے پر بوجہ معقول اوسکی عادت ہو
اگر حرف ممانعت زبان پر لایا تو منہ پکڑلیا تا مہر خاموشی لب سے آشنا کی چنانچہ گنگا دین متصدی کو
جسنے اسامیان برطرفی کو بحال بین لکھی تھین اس قصور پر تشہیر کیا اور دیاندھان کو کہ نوکر رکھا یا اوسکا تھا
اور ہمیشہ چار ہزار سوار و پیادہ و غیرہ و غیرہ ملازم کی تنخواہ پر متصرف رہا اوسکو اصلا سزا ندی اور امرا بدستور
بحال رکھے اور پرم دین لاکھون روپیہ کا باقیدار عامل معزول خیرآباد کو مصاحب اپنا بنایا اور لاکھون روپیہ
کے باقیدارون کو اسی طرح ہمراہ اپنے رکھتا ہے اور بعضے باقیدارون کو بدون وصول زر باقیات
قید سے بلا تکلف رہا کیا اور ساتوین منا لال مستاجر گنجیات کو کہ متصدی آبرودار تھا اوسکو حسب نالش
چوڑی والہ تھانہ پر کوڑی ماری اور تشہیر کیا یہ لحاظ نکیا کہ ملازم سرکار آبرو یافتہ ہے اوسکو قصور خفیف پہ
مقابلہ شخص بازاری کے تشہیر کیا اخذ جرمانہ کافی تھا اور آٹھوان یہ جعل محض بروی کار لایا کہ وصیت نامہ
کاذب شمس الدولہ کی طرف سے بناکر بواسطہ ہرچہ پیام رزیڈنٹی مین ارسال کیا ایسے مدار المہام سے
محفوظ رہنا کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ شمس الدولہ چچا نابدولت کے ہین اور ناظم الملک خطاب جد
مرحوم اور سپہدار جنگ خطاب میرے چچا کا ہے یہ ان دونون خطاب کے واسطے اپنی درخواست کی اور عذر ہمارا
نہ سنا اور فرخ آباد مین یہ ہے خطاب بادشاہ دہلی سے حاصل کیا یہ مضمون خط دستخطی صاحب جنٹ
فرخ آباد سے واضح ہوا بجنسہ ملفوف ہے جسوقت کہ مینے اس خطاب دینے مین دریغ کیا جد مرحوم نے
کیونکر عنایت کیا اور والد مرحوم کیونکر خطاب باپ اور بھائی کا مرحمت فرماتے پس اس صورت مین اگر
دعوے کیا جاوے کہ صورت جعلسازی مجھہ پر اور اجداد مرحوم پر ظہور مین آئی وہ ارباب نصفت شعار
انگریزی کیا سزا اوسکے واسطے تجویز فرماتے دسوین طفل چار سالہ اپنے اخذ مطالب کے واسطے
میری فرزندی مین دیکر واسطے اوسکے مراتب شاہزادگی کا آرزومند ہوا اور خواہشگار منصب کا ہوا
اس صورت مین بساط سامان ریاست اپنی اولاد کے واسطے بچھائی پہ چولہ قصور رکھا ہو کر اوسکی باعث

عزل سے کئے ہوئے لہذا مہربان اس خط کو ملاحظہ نواب گورنر بہادر کے واسطے روانہ کرین
خلاصہ صاحب رزیڈنٹ بہادر سے یہ کاغذ ملاحظہ نواب گورنر ہیسٹنگس صاحب بہادر مین جسوقت سیاحت
سے پھر کر اکبرآباد اور گوالیار مین رونق بخش ہوئے تھے اپنے ساتھ لیجاکر گذرانا نواب گورنر بہادر
نے بچشم محبت منظور فرماکر جو جواب زیب قلم فرمایا خلاصہ اوسکا قلمبند ہوتا ہے کہ جو دلائل قوی بابت
عزل منتظم الدولہ مین تحریر کین معلوم ہوئی عزل اوسکا مستحسن ہوا جو کچھ اپنے قلمرو مین بہتر جانو عمل
مین لاؤ مختار ہو لیکن تلون اور بے ثباتی مزاج شریف پر کمال تاسف اور مقام تعجب کا ہے کہ وقت تفویض
اس شخص کے اجازت ہمسے بیجا ہے اور اختیار ان کامون پر دینا اور پھر خرابی مین ڈالنا خلاف
ذات سلطنت ہے معتمد الدولہ اور اعتماد الدولہ سے لیکر کیا کم ذلت اوٹھائی اور خاک مین ملے
اور حال منتظم الدولہ کہ معلوم جناب تھا اب اوسکے مقدمے مین لاعلمی بیان فرماتے ہین وہ اخراج
پہلی مرتبہ کا کافی تھا دوسرے بار کامون مین اختیار دینا اور اسقدر اقتدار بخشنا خلاف عقل جسوقت کہ
اوسنے خلاف راہ حکم پر قدم رکھا یہ دست یہ قصور کیا کم تھا کسواسطے کہ نافرمانی والی ملک اور
ولی نعمت عین قصور ہے کسنے اوسکے عزل مین تغافل فرمایا کہ یہ نوبت کمی جمع اور صرف خزانہ
کی نہ پہونچتی چونکہ یہ بات کم توجہی بحالی نسبت حال رعایا اور ملک پر دال ہے تابعدار کو جرأت دلاتی
ہے اب دوستدار کو خوشنودی اوس سے ہے کہ اپنے کام کو اپنے اختیار مین رکھکر دوسرے کو
جزوی اور کلی کامون مین دست انداز ہونے نہ دین فقط القصہ جو حکیم مہدی علیخان کا رنگ وزارت
خراب ہونا کار پردازان سلطنت کو منظور تھا کہ دامن اوسکا خارستان محاسبہ مین اولجھا ئین اسواسطے
فقیر محمد خان کو بواسطہ شتر سوار طلب کیا لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے منظور نفرمایا کہ حساب فہمی
کار متصدی کا ہے مرد سپاہی پیشہ کو اس امر سے کیا سروکار آخرکار حکیم مہدی حکیم مرزا کا وکی صحبت
اس مرض مہلک کا چارہ جو ہوا اور نواب قدسیہ محل سے کہ ساختہ و پرداختہ اونکا تھا مدد چاہی اور
دو لاکھ روپیہ کے نوٹ نذرانہ روشن الدولہ کو دیکر دست محاسبہ سے گریبان اپنا چھوڑایا اور
بلاتکلف راہ فرخ آباد کی لی اور مرزا حیدر کو یہان اپنی وکالت پر چھوڑا جب گنگا کے کنارے
آپہونچے کے ساتھ پہونچے فتنہ روزگار تھوڑی شمشیر موج دریای فکر سے نے جوہر دکھانے لیئے لہو اسواسطے
متوجہ اشست بادشاہ کو کیفیت اوس نوٹ مذکور سے اطلاع دیکر عبور دریا کیا خلاصہ زمانہ کو نصیب روشن الدولہ کے

خزانہ سلطانی مین داخل کیا گیا ؏ طمع را سہ حرف ست ہر سہ تہی ٭ اب فکر اخراج تاج الدین حسینخان
کی کہ راہ و رسم نواب قدسیہ محل سے بہم پہونچا چکے تھے دامن گیر ہوئی اور نجم الدولہ کو بہ نظر
تقدیم بالحفظ کہ دست انداز عمدہ مستوفی پر بنودن نواب قدسیہ محل سے الزام ساز و باز کا رکھکر غضب
سلطانی نازل کیا کہ خانہ نشین ہوے اور کاغذ محاسبہ طلب جو تقی محمد خان نے روبرو منتظم الدولہ پیش
کیے تھے لیکن حرف انپر نہ آیا تھا اسوقت پہ وہی کاغذات باعث تکدر مزاج بندگان حضرت کو ہوئی
لیکن بخیال عاقبت اندیشی کہ زخم مقدمہ حکیم صاحب کا ہرا ہے ایسا نہو کہ عزل انکا مرہم زنگاری کا کام
کرے سیلیفے یہ امر خلاف رائے رزیڈنٹ بہادر ظہور مین آئے لہذا تامل فرمایا لیکن تاج الدین حسینخان
کہ نظرون سے بادشاہ کے اشک چکیدہ کے مانند گرا تھا اور سمجھا تھا سبحان علیخان دشمن جانی بسبب
عناد سے اور آمادہ فساد اپنی حفظ آبرو کے واسطے اس امر کی درخواست کی کہ اگر فارغخطی حکم سلطانی
زمانہ ماضی کی اور معافی نامہ ایام حال کا عنایت ہو تو مین بخوشی تمام شہر لکھنؤ کو چھوڑنا منظور کرتا ہون لیکن
روشن الدولہ کو اس امر مین پس و پیش تھا ناچار بواسطہ نواب قدسیہ محل دامن اپنا چھوڑانا چاہا اور
اودہر جواہر خواجہ سرا کو پچیس ہزار روپیہ دیکر اپنا ممد و معاون بنایا اب اودہر روشن الدولہ بار گران
اپنے احسان کا تاج الدین حسینخان پر رکھتے تھے کہ مین تمکو فارغخطی دلاتا ہون اور اودہر خواجہ
مذکور طلبکار زر موعود کا تھا آخر یہ معاملہ گوش گذار بندگان حضرت کا ہوا حضرت نے بلا تامل خواجہ سرا کو
اجازت دی کہ جسوقت تاج الدین حسین خان یہان حاضر ہو تو ہاتھ اوسکی کمر مین ڈالکر زر مذکور کو وصول کر
آخرکار یہی صورت بروے کار آئی تین چار پہر کامل جواہر مذکور نے تاج الدین حسینخان کو ایک جگہہ سے
جنبش کرنے ندی انجام کار روشن الدولہ نے اس پچیس ہزار روپیہ کے ذمہ دار ہو کر
تاج الدین حسین خان کو چھوڑایا اور آبرو کے ساتھہ اپنے گھر پہونچے بہرحال فارغخطی دستیاب
ہو چکی تھی عیال و اطفال و اسباب و اموال اپنا لیکر کانپور کی طرف قدم اوٹھایا اور صاحبان انگریز چھاونی کانپور
سے وہ راہ و رسم اتحاد کی ساتھہ پیدا کی کہ جو کچھہ تجویز ارباب صدر کی حق بادشاہ اودہ مین قرار پاتی تھی اوس سے
مطلع ہوتے تھے اور اوس مضمون کو پیشتر سے بذریعہ عرضداشت براتی خانم وغیرہ عورات
محل کے سلسلے سے بندگان حضرت تک پہونچاتے تھے کہ اوسکے سدباب مین عقل روشن الدولہ
تیرہ ہوا کرتی تھی —

محلات سلطانی کا بیان

پہلی براتی خانم جو کہ اولاد زمینداران مضافات لکھنؤ سے تھین ماں مرزا محمد مہدی عرف فریدون بخت بہادر مشہور منا جان کی تھین بادشاہ بیگم نے حسن مین یوسف ثانی دیکھکر بمعرفت ڈیوڑھیوالہ کے طلب بہم پہونچایا اور ایام صاحبزادگی اور عروج شباب بندگان حضرت مین وہ ڈولہ بخشا تھا چنانچہ ظہور منا جان کا اوسکے بطن سے ہوا اور عفیفہ عین شباب مین جہان سے گذری افضل محل خطاب تھا خلاصہ صاحبزادہ مذکور چشم بد دور منظور نظر بندگان حضرت کا تھا سرداران انگریزی اور نواب گورنر جنرل بہادر جب تشریف لاتے تھے بنظر محبت اوس نور چشم کو دیکھتے تھے اور آغوش اتحاد و دوش شفقت مین بٹھا دیتے تھے جسوقت حضرت ظل سبحانی اور بادشاہ بیگم سے صورت نقیض ظہور مین آئی اور صحبت برہم ہوئی بادشاہ نے اوس صاحبزادہ کے نسبت اقرار عدم ولدیت کا کیا غرض جب نوبت سوال کی آئی صاحبان صدر نے جواب دیا کہ اس مضمون کو خلق مین اشتہار کرنا چاہیے چنانچہ اشتہار نامجات قلمرو سلطانی مین دروازہ بدروازہ چسپان ہوگئے اوسوقت سے عرف ولیعہدی اور فرزندی کا اسکے صفحہ نام سے حک ہوا لیکن بادشاہ بیگم نے بنظر اتحاد اس مضمون نامدہ ہوا کے سد باب مین اکثر نکتہ چینیان کین اور اپنے پاس سے دور نکیا —

ذکر نواب ملکہ زمانیہ کا

نام انکا نامدار حسینی خانم پہلے شوہر انکا قوم افاغنہ سکنہ بنارس سے تھا کہ جیون خان اور قاطمین افغان اوسکے زمانہ ماضی تک موجود تھے حسینی خانم اسد وارث علیخان و فتح علیخان دو بھائی بہ تقریب آمد و الون شاہجہان آباد سے بنارس مین قیام پذیر تھے اور ہمیشہ اوسے استاد مرزا جوان بخت کے منصب داران عہد شاہ عالم عالی گوہر کے تھے حسینی خانم مذکورہ نے اونکے گھر مین پارہ نان نمک سے ایک مدت اوقات بسر کی جب وہ بیچارے بھی مصیبت معاشی مین مبتلا ہوئی وہ خانم مذکور تباہی زدہ وارد لکھنؤ ہوئی اور گھر مین ایک فیلبان کے کہ اسکا حال پر مہربان تھا بود و باش اختیار کی چنانچہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اوس قوم سے ہاتھ آئی خداوند کریم مسبب الاسباب ہے اوس زمانہ مین ولادت منا جان

نمود میں آئی اور ستارہ حسینی خانم مائل بشرف تھا دودہ پلانے کے واسطے سرکار بادشاہ بیگم مین
کہ شاہ زمن زندہ تھے ملازم ہوئی اداے دلکش رکھتی تھی اور بندگان حضرت کا عالم شباب جواہر دیباے
منظور نظر ہوئی پہلو گرم کیا اور چشم آغوش مین صورت مردم دیدہ جگہ پائی اب محل سے نکلنا محال تھا
وہ دونون دختر اور فرزند ساتھ تھے اسباب محبت اور سلسلہ اتحاد کا بڑھا خلاصہ معتمد الدولہ نے
گل تازہ کھلایا حسینی خانم کو اور خواصون سمیت بندگان حضرت کے ساتھ کہ ہنوز مرشدزادے تھے
حسن باغ مین بھیجا یہان رنگ محبت اور صحبت کا بخوبی جاز پور اور لباس تھوڑا بہت عنایت ہوا غرض
حضرت ظل سبحانی نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ملکہ زمانی خطاب دیا اور ستارہ اسکے نصیبی کا کامل
برج شرف مین جلوہ آرا ہوا وہ پہلا فرزند جو شوہر اول سے تھا بخطاب کیوان جاہ مخاطب ہوا اور
جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ کی ملکہ زمانیہ کے نام زد ہوئی اور وہ زر کثیر جو ضبطی جناب عالیہ فیض آباد کا
تیس لاکھ روپیہ سے زیادہ سکہ بنگلہ جدا گانہ کوٹھے مین امانت تھا وہ تمام و کمال انکی تحویل مین در آیا
کئی لاکھ روپیہ آمدنی بابت ضبطی میر غلام حسین چکلہ دار سلطان پور کا معزول سے تاج الدین حسینخان
نے اپنے عہد نظامت مین بھیجا تھا وہ بھی ملکہ زمانیہ کو ادا ہوا خلاصہ زمانہ اسکا عروج پر تھا اور
ابھی دوسرا محل نامی اور نہوا تھا ابتداے سلطنت تھی وہ لڑکا کیوان جاہ نام ملکہ زمانی کا عہدہ جرنیلی سپاہ
سے سرفراز ہوا اور اقبال الدولہ یاوری اقبال اوسکی نیابت پر مامور ہوئی اب بازار ملکہ زمانی کا بخوبی تمام
گرم ہوا اور گلشن لکھنؤ مین طوطی اوسکا کمال خوش الحانی کے ساتھ بولتا تھا ہر روز کشتیان مالا مال
مروارید آبدار اور طرح طرح کے جواہرات بیش بہا سے لبریز اور اشرفیون کی کشتیان ہاتھیوں پر
بار کی ہوئی انکی تحویل مین داخل ہوئی تھین وارث علیخان اور فتح علیخان مذکور شریک دولت تھے
بھائی مشہور ہوئے خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز و ممتاز ہو کر نیابت جاگیر پر مامور ہوئے وان
پہونچکر ان دونون دولتمندون نے ٹھاٹھ امیرانہ جمایا ہاتھ پاؤن نکالے بزم عشرت کو اس درجہ
رونق دی کہ سو سو طائفے پری نژاد حور پیکر رنڈیون کے رات دن ہر وقت حاضر رہتے تھے اور
گلابیان بادہ گلرنگ سے لبریز اور ساغر آفتابی تجلی آفتاب نورانی سے جلوہ انگیز خلاصہ دسترخوان
انکا دسترخوان بادشاہی کے مانند چنا جاتا تھا اور ہجوم وہ شالہ پوش زرین قبا رفیقون کا سفرہ طعام پر
ہوتا تھا اور جس وقت وہ ہوادار پر سوار ہوتے تھے ہجوم رفیقان پری پیکر ستارون کے مانند

گردِ آفتاب رونق افروز اور وہ جگمگاہٹ رفیقوں کا پہلو بہ پہلو فرحت انگیز بہ سامان ثروت دیکھ کر ناظرین
قدرت خدا یاد کرتے تھے اور تفصیلات سلطانی جو جانب مناجان تھی وہ تنزل پذیر ہوئی اور مراتب
کیوان جاہ کے مائل بہ ترقی سواری ملکہ زمانہ نے بین دو دو سوا تھی کو وہ پیکر نقرئی طلائی ہودون سے
آراستہ اور کارچوبی جھولون سے پیراستہ حلقہ زن اور دو برجی رتھون مین جو روکش برج
مہر و ماہ کی تھین غلامان اور خواصین آفتاب اور ماہتاب کی صورت سوار ہمرکاب اور بادکش طلائی مرصع کا
جنبین حلقے باوے کے کرن پر آفتاب کے طعنہ زن اور آفتاب گیر تھے سورج مکھی غیرت
ماہتاب اور چھتری جواہر نگار جسکے روبرو چتر آفتاب شرمسار اور پالکی نالکی سراپا دریای سیم و زر مین غوق
نعلی التواتر جلو مین حسن افزا اور سکھپال نقرئی طلائی کار نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا سہرا پوش تک
زربفت سے مزین اور ہجوم خواجہ سرایان کا اور کثرت شاگرد پیشہ حساب شمار سے افزون محلدارا اور
چٹھی نویس عورتین سلیقہ شعار جو کچھ لوازمہ سلطنت کا ہے بہ محل محل مین مہیا تھا غرض جو حسن کا ثبات
نا کہ زبانی کو حاصل تھا بیان فضول ہے باوجود اس رتبہ کے حکیم مہدی بادشاہ سے یہ عرض کرتا تھا
کہ بادشاہ زمین کو قوم ارذل کے ساتھ یہ گرمجوشیان اور پہونچانا اس مرتبے کو زیبا نہین غرض
اس گرم بیانی اور شعلہ زبانی سے انکی آتش محبت جو مشتعل تھی سرد کی وہ وقار جو باعث عزت و افتخار کا
تھا گو کم ہوا کہ وہ سرمایہ جو خزانہ قارون پر بھاری تھا ہاتھ سے نہین گیا فقط جاگیر ضبط ہو کر چودہ ہزار روپیہ
مہینہ مقرر ہوا کہ دس ہزار انکی ذات کا تھا اور چار ہزار لڑکی کا چنانچہ وہ دختر خوش اختر نواب ممتاز الدولہ
بہادر نبیرہ نواب نصیر الدولہ بہادر کو منسوب ہوئی اور یہی درماہہ اور وثیقہ قرار پایا اور کیوان جاہ بعد
کئی برس کے جو گھر مین ملکہ زمانہ کے پرورش پاتے تھے وہ پنجۂ رحل اجل مین درآئے یعنی وبائے
ہیضہ مین نوآئہ سنگ قضا کے ہوئے کربلای تال کٹورہ مین جو امام باڑہ انکے نام سے مشہور ہے
دفن ہوئے

مخدرہ علیا ولایتی محل

مسٹر واٹر نام انگریز تجارت پیشہ کے گھر مین ایک عورت ہندوستانی قوم اجلاف سے تھی لڑکیاں
بطنی اوسکی جہت پیشکش بادشاہ اودہ کے لایا بادشاہ کو عہد شاہزادگی مین ایک ان مین سے منظور نظر تھی

لیکن بخوف خلد مکان سے صورت وصل نہ بندھی ہنگام اورنگ نشینی پچاس ہزار روپیہ نقد اور لاکھون روپیہ کا لوازمہ پوشاک و فرش و مسہری وغیرہ دیگر بان سمیت اوسکو طلب فرمایا مخدرہ علیا خطاب دیا میوۂ شباب نورسیدہ اور بہار گلشن حسن نو دمیدہ خلاصہ چند وجہون سے کہ لکھنا اوسکا سزاوار نہین طبیعت بادشاہ ہار سے کے اندر بھر گئی وہ گلرخسار ہمیشہ آنکھون مین صورت خار کھٹکنے لگی القصہ یہان اوسکی پہلے آوارہ کا نمہ پور بخش علی نام سازندہ اور مغنی سے بواسطہ عشق ساز و باز رکھتی تھی اسبابیہ بخش علی ہندی باپ ولایتی کا مشہور ہوا اور پرگنہ میان گنج مین جاگیر ولایتی محل پر مسلط ہو کر کوس لمن الملکی کا بجایا اور اسقدر صاحب امارت اور ثروت ہوا کہ شہرہ انکے تعزیہ داری کا لکھنؤ مین مشہور عام ہے بلکہ نواب امیر مرزا اونکی اولاد سے نیکنام ہو وصاحب سخاوت اور جود و عالم پیری مین حسن جوانی دکھایا ہے جادی نام طوائف جو کبھی طوائفان لکھنؤ سے خوش قسمت تھی وہ گیسوے شبرنگ جو غیرت گلزار تھی طائر دل پھسکا ایسی محو اور فریفتہ ہوئی کہ رنگ بزم نو عروسی کا جمایا اور بہزار حسن و خوبی کے ساتھ اپنے عقد مین لائے مالزادی تھی ہی خوب مال مارے لاکھون روپیہ کا جواہرات اور زر نقد بکثرت اس نازنی صحبت مین نواب مذکور نے اُڑا دیا امیرانہ عظمت و شان کے ساتھ نام باپ کا روشن کیا ملازم اس سرکار کے اونکے دولتمندی کے ساتھ اوقات بسر کرتے ہین بعد انتقال ولایتی محل چھ ہزار روپیہ کا وثیقہ قرار پایا تھا اور انگریزی کرانیون سے راہ محبت جاری تھی۔

نواب تاج محل

چھجو نام طوائف ساکن سرکھنڈی متعلقہ سلطان پور خوش وضع و دشمن شخصون سے زیادہ طرح آشنائی پیدا کرنے والی پہلے مرزا اجانی برادر مرزا مہدی علیخان چکلہ دار کے ساتھ دم ہستا کا بھرا دوسرے چھجو بیگ رسالدار نجیب تلنگی سے آشنا ہو کر مشہور ہوئی اکثر ارباب شہوت پرست و بوالہوس دریائے تمنا مواصلت مین غوطہ زن تھے چنانچہ میر غلام حسین چکلہ دار سلطان پور نے بھی اوسکی آرزوے ملاقات سے سبز باغ محبت کا دکھایا اور لاکھون روپیہ کا وعدہ کرتا تھا لیکن اوس گوہر فلازم حسن نے کنارہ کیا آخر لشکر سے صورت اخراج ظہور مین آئی غرض اس چھجو کی ایک حسینی نام لڑکی تھی تعلیم یافتہ عہد شباب مین اکثر شادی کی محفلون کو اپنے رقص و سرود سے رونق دیتی تھی ستارہ عروج کا اوسکی

پیشانی پر روشن تھا اور آفتاب سپہر حسن روز افزون کا جلال پر ایک عالم اوسکے جمال دلفریب اور عالم اوسکے دلاویز پر فریفتہ اور دیوانہ تھا لیکن وہ پری رخسار اتبک کسی کے تصرف مین نہ آئی تھی کہ عقد مین حضرت ظلسبحانی کے آئی اور اظہار محبت اس حسن کے ساتھ کیا کہ تاج محل خطاب پایا گرمی بازار ملکہ زمانی کی اسکی گرمی گرمی محبت نے سرد کی شبستان مین اس شمع رو کے مجال نہ تھی کہ پروانہ پہار سکے اور اس عصمت اور حشمت شاہانہ کے ساتھ لباس پارسائی مین بسر کی کہ اقلیم عصمت مین نیکنام رہی۔

بادشاہ محل پھول محل سلطان محل

پھول محل ہین رام وبال کی تھی اس گلزمین مین قلم گلفشانی کرچکا ہے اور سلطان محل بہی حسینی نام طوائف بازاری تھی صورت دار اور بادشاہ محل کا نام بھی حسینی تھا طوائف پیشہ اکثر واسطے رقاصی کے حضوری نصیب تھی اور مان اسکی آغا محمد نام ایرانی مغل سے بغل گرم رکھتی تھی اور ظہور حسینی کا اسکے نطفہ سے تھا غرض یہ گوہر شاہوار دریای مواج آبرو سے تھی لیکن دریای ریاست بے گہر تھا اور گلشن سلطنت بے ثمر حضرت ظلسبحانی کو ہزار دل سے تمنا تھی کہ نخل آرزو بار ور ہو اور نہال تمنا پہولے پھلے فقرای مرتاض اور سادات نامی سے خواستگار دعا کا تھا کہ شاید بحکم خدا سے یہ ناوک سر دست نشانہ پر پہنچے چنانچہ عیش باغ مین سے ملے فقرای اہل اسلام کے جمع تھے اور دھونیان خاکساران ہنود کی بھی لگیا وہ باغ انکی برکت سے مقام غیرت گلزار ارم تھا چشمہ فیض کا آب روان کی صورت رات دن جاری نعمت دنیا کی اور غذائین خوشگوار سے بھوک اور شیر مال فریدار فقیرون کے واسطے مہیا کسینے طلسمی رنگ سحر اور افسون کا جمایا اور کسینے محراب فلک کی طرف ہاتھہ دعا کا اوٹھایا کہ آب نیسان سلطانی کسی صدف مین پڑکر صورت گوہر شاہوار کی دکھائی لیکن بقول شخصے سے خدا اندر سلیمان کے وہ۔ یہ حسینی جو منظور نظر بادشاہ بہی اسنے آغا محمد کی رسائی سے مصنوعی نقش حمل کا جمایا کہ مورد شفقت سلطانی ہو لی اپنے محل جداگانہ آراستہ ہوا بادشاہ محل خطاب پایا چونکہ یہ مضمون طلسمی تھا کچھہ دنون کے بعد مشہور ہوا کہ عورتون نے محل کی وہ جادوگری کی کہ ہزور سحر بچہ کو پیٹ سے غائب کیا غرض یہ بادشاہ محل بھی تین ہزار روپیہ ماہوار کے وثیقہ دار تھے۔

بسم اللہ بیگم مخاطب قدسیہ محل

چنانچہ یہ فقرہ پردازی بادشاہ محل پر محمول اشتہار ہوئی حکیم مہدی نے دیکھا کہ محل میں کوئی عورت شائستہ
مخصوص نہیں سمجھی جاتی مگر اوسکی زوجہ روشن پرنگ تازہ بہار فصیح اوسکی یہ ہے کہ ایک عورت قوم
ترک خاندان اوزبیک اور ہمایون بیگ ہے کہ نام اسکے باپ کا وفا بیگ خان تھا اور کٹرہ اونکا مشہور ہی
تھی جو اپنے شوہر سے لڑکر محل مین بادشاہ بیگم کی نوکری کے واسطے آئی چندان حسن صورت اوسکا و لاوینہ
تھا مگر بلند طالع اور صاحب قسمت تھی مثل مشہور ہے سہ روپ رووین بھاگ کھائین ۔ نگاہ محبت
بادشاہ کی اوس نرگسی چشم پر سحر پر جا پڑی چونکہ ہر ادا اوسکی دلفریب تھی چہری نازوکرشمہ کی تیز آخرکار
حضرت عشق نے ہاتھ گریبان کی طرف بڑھایا اور وحشت نے جانب دامن نگاہ اوٹھائی چنانچہ حکیم
مہدی علیخان نے اس مرض کا اس ڈھنگ سے معالجہ کیا اور وہ نسخہ عمل مین لائے کہ شوہر نے اوسکو
طلاق دی اور بلا تکلف عقد بادشاہ مین درآئی اسقدر مفتون اور فریفتہ تھے کہ قدسیہ محل خطاب فرمایا اور
گوشۂ دل اوس کمان ابرو کو کہ دل ناوک دل دوز ادا کے ساتھ نشانہ ہو چکا تھا جگہ قیام کی دی اب
اسکے ستارہ اقبال نے تجلی دکھائی برج شرف مین چمکا اور اصل اسکی گو بلند ہمت کے روبرو نام فلک
پست تھا اور دماغ عالی اوسکا ماشاءاللہ اسقدر نازک تھا کہ بوی گل بھی بار خاطر تھی اور گلستان مزاج
لطافت سرشت مین حوران جنت کی بو باس اور سخاوت مین خزانہ ستارون کا نظرون مین صورت ذرہ
ہیچ اور جرأت مین دستار رستم و سہراب کا طرہ اور سر پیچ قادر علیخان بن آتو جی اس کا خیر بیاسور تھا
کہ پانچہزار روپیہ یومیہ حسب حکم غریب اور مستحقون کو تقسیم ہو لیتا تھا تب ہاتھ طرف دسترخوان کے بڑھاتی
اوسکے عہد دولت مین ہزارون لڑکیان ناکتخدا غریبون کی شوہر نصیب ہوئین اور حاجت مند زر نقد سے
مالامال اور جملہ متوسل اس سرکار کے اسقدر دولتمند تھے جیسا کہ چاہیے اور جس شخص سے کہ نسب مین
نقطہ ہمقومی کا آیا اوسکو ملازمت سلطانی تک پہونچایا اور صاحب ثروت ہوا اونمین سے ایک مظفر الدولہ
تھا کہ جس سے روشن الدولہ ہزار منت اور خوشامد سے آرزو مند ہمکلامی کا تھا اور دوسرے کا حساب
اور شمار کیا اسطرح اقربا اوسکے صاحب عظمت تھے اور جملہ محلات شاہی نے سوای ملکہ زمانیہ اور مخدرہ
علیا کے نذرین گذرانی مگر ملکہ زمانی اور مخدرہ علیا رضامند نہوئین ایکدن قدسیہ محل نے عرض کی کہ میری
پشمینہ خانہ آنکھون سے نہین دیکھا حضرت ظل سبحانی نے حکم دیا کار پردازان نے ایک مکان خالی تمام زمین
سے چھت تلک سامان پشمینہ فرش مسند تکیہ لحاف توشک وغیرہ قیمتی ستر لاکھ روپیہ سے بھر دیا چنانچہ

قدسیہ محل نے ایک چشم زدنمین وہ تمام وکمال اپنے نوکرون کو انعام مین بخشدیا تین برس کے اندر
تین کرور روپیہ نقد صرف کیا خلاصہ اس سے بڑھکر اس سلطنت اودہ مین دوسری بیگم باجمل نام آور
سخاوت شعار نہین ہوا اب اصل مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کو تمناے فرزند ہزار دل سے تھی اور اتوجی ہواخواہ
جانی قدسیہ بیگم کی تھی اوسنے اسباب پر رضامند کیا کہ بہم پہونچانا فرزند کا کسی اور شخص سے بنام نہاد
بادشاہ واجب ہے لیکن قدسیہ محل ملاقات سے دوسرے شخص کے رضامند نہوئی ناچار مرزا بجھو بیگ
پہلا شوہر جو طلاق دیکر لکھنؤ سے بخوف گرفتاری کانپور کی طرف بھاگ گیا تھا اوسکو بطمع زر ہزار فریب
کے ساتھ طلب کیا وہ جب ناگاہ شہر تک آیا یہان سے صندوق مقفل مین اور آلات تحائف کانپوری کے
ساتھ محل سراے خاص مین پہونچا اور کئی مہینے پردے مین کام اپنا حکم خدا سے کیا قدسیہ بیگم حاملہ ہوئی لیکن
انگنان چاند خیریت سے نہین گذرا یعنی وہ حمل فرزند بہشت آئی کا ساقط ہوا اور یہ خبر طشت از بام افتادہ
مشہور ہوئی کہ پیاری نام محل وارث نے ملکہ زمانی کے کہنے سے بزور سحر و جادو حمل کو ساقط کیا چنانچہ بہم
غم و اندوہ سلطانی نے کام محل مذکور کا تمام کیا یعنی قید مصیبت مین قید حیات سے نجات پائی غرض
جب یہ ناوک تدبیر نشانہ سے خالی گیا پھر اتوجی نے دوسری مرتبہ بجھو بیگ کو کانپور سے بلاکر اس
خیال سے کہ پردہ راز نہان فاش نہو پیشوریہ قرار دیا اور اس روش پر رنگ ترغیب جما کر حضرت ظل سبحانی
نے کوٹھی دلکشا مین طرح اقامت ڈالی یہان آتش حسرت فرزند سینہ مین مشتعل تھی اور کلام حکیم سوز
یاس اور ملال کے زبان پر ایک دن ایک خواص خاص نے اپنی حفظ جان اور حسرت کی سوگند لیکر
ساری کیفیت گذشتہ جو تین خواصون کے ساتھ گذری تھی بیان کی اور کہا کہ نورن قابلہ اس معاملہ
سے بخوبی آگاہ ہے یہ سخن شرر بار سنتے ہی آتش غضب سلطانی شعلہ زن ہوئی اور رخ توجہ اسپ ہواے
کے مانند قدسیہ بیگم کی طرف سے پھرا اور واسطے طلبی نورن قابلہ کے حکم شاہی نافذ ہوا فتنہ پردازون
نے دیکھا کہ اب پردہ رخ راز نہان سے اوٹھا دایہ مذکور کو پوشیدہ لکھنؤ سے کانپور کی طرف بھگا دیا
وہ ہاتھ نہ آئی القصہ دریاے امواج حزن و ملال حضرت سلطانی کا سر سے گذرا اور جمعیت خانہ خراب نے
دل بادشاہ کا زلف محبوب کی صورت پریشان کیا ایکدن قدسیہ محل نے خلوت گاہ سلطانی مین عزم
آنیکا کیا ارشاد ہوا کہ اب مجھکو تجھ سے اصلا کوئی کام نہین اور نہ تجھکو مجھ سے کوئی سروکار باقی قدسیہ بیگم
نے عرض کی کہ یہ حضرت سے ہمیشہ یہ بات عرض کی ہے کہ خدا نا کردہ جس دن نگاہ بندگان حضرت کی

میری طرف سے بخت برگشتہ کے مانند پھرے اوسی روز زندہ نہ ہونگی نقد حیات نذر محبت کرونگی یہ سنکر حضرت نے بتکلف ارشاد فرمایا کہ تمہیں کسیکو یہان جان نثار راہ محبت مین نہین دیکھا جو آپکو ہلاک کرے آخر کار سر قدسیہ بیگم پر قضا کھیلتی تھی زہر ہلاہل منگواکر نوروزی خانم کو کہ جلیس صحبت تھی تفویض کیا اور اوسی دن غسل آخری کرکے پوشاک جو کام کفن کا کرے زیب تن فرماکر آمادہ جان دینے کی ہوئی پچاس ہزار روپیہ نقد اور کئی ہزار اشرفیان اوسوقت تہ خانہ خاص مین موجود تھین پہلے اپنے فرزند کو جو شوہر اول سے تھا بلاکر چار ہزار روپیہ نقد دیکر کمال محبت کے ساتھ سینہ سے لگایا اور عارض گلرنگ پر بوسے دیے نرگسی آنکھون سے دریای اشکون کا جاری کیا اور کچھ زر نقد اپنے ملازمون کو عنایت کیا اور کلام یاس و حسرت کے زبان پر لائی معاذ اللہ وہ گھڑی بھی روز قیامت سے کم نہ تھی ہر چند خواصون نے زبان فہمایش وا کی لیکن غیرت دست و گریبان تھی اور اجل دامن گیر وہ زہر سایہ پروردہ دست نوروزی خانم سے لیکر بخوشی تمام زہر مار کیا جب یہ معاملہ جانکاہ محل مین گذرا اور استفراغ شروع ہوا بادشاہ کو کیفیت اسکی کھلی روشن الدولہ اور مرزا علی وغیرہ حکیمون کو جو اسوقت زمانہ کے تھے طلب فرمایا لیکن قدسیہ بیگم نے کہ جان زار پر کھیل چکی تھی معالجہ اس درد جانستان کا قبول نکیا غرض اس کشمکش مین کام اوسکا تمام ہوا سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین یہ غم جانکاہ بادشاہ کو نصیب ہوا لباس ماتمی سیاہ رنگ کا زیب تن فرمایا اور لذات دنیا سے کنارہ کیا ایک مدت تک آنکھ شیشہ اور ساغر سے نہ ملائی بلکہ فرط رنج و الم مین یہ کلام زبان مبارک سے سرزد ہوتے تھے کہ مجھکو صورت دیکھنی کسی کی خوش نہین آتی غرض زندگی بھر ہاتھون سے اس غم کے نجات نہین پائی القصہ لاش معشوقہ جان نثار کی عروسان شاہی کے مانند کمال طمطراق کے ساتھ کربلای نو تعمیر واقع مکارم نگر مین دفن ہوئی —

عباسی محل اور اساسیان عیش محل کا بیان

سید مظفر حسین خان جو کچھ دنون نواب مختار الدولہ مغفور کی نیابت مین ممتاز رہے انکے فرزند شمس الدین خان نامے نے بطن طوائف سے کئی لڑکیان بہم پہونچائین انمین سے ایک قمر صورت نہایت حسین تھی وہ بخدمت حضرت ظل سبحانی مشرف ہوکر منظور نظر ہوئی زیادہ عشرت نصیب ہوا اسکی

قسمت مین نہ تھا مرض عرق النسا اور دق مین مبتلا ہو کر مر گئی عباسی محل خطاب تھا اور عیش محل مین بہت
اسامیون سے زیادہ کہ نہین رونق بخش تھین سبحان اللہ انمین سے ایک رنڈی ناک روپیہ قہقہا کش کی تھی
کہ صاحب محل خطاب تھا اور اسیطرح کی عورتین ہر قوم ارذال کی محلات مین مشہور تھین بقول سعدی ع
ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است مگر جب یہ بات شہر و دیہات مین شائع ہوئی کہ مزاج حضرت
ظل سبحانی کا نسوان پسند ہے کسی پر منحصر نہین جس قوم کی ہون بالڑکی خوبصورت تھی وہ بآرزوے
ترقی مدارج بخوشی تمام حاضر حضور کرنا فخر سمجھا تھا اور اکثر عورتین پارسا و غیر پارسا دولت و حشمت کی
تمنا مین ہزار جان و دل سے مشتاق تھین کہ محل سلطانی تک کسی صورت رسائی ہو اور بہت عورتون
نے محل سلطانی مین ملازم ہوکے کی آرزو پر شوہرون کو جواب دیا معاذ اللہ اگر یہ زن پرستی کچھ دنون
اور قیام پذیر ہوتی حشر تازہ برپا ہوتا سلطانی خواجہ سرا اور کہاریان ہوا کے گھوڑون پر سوار کوچہ بکوچہ
پھرتی تھین اور زنان صاحب جمال کو زر و زیور کی طمع دیکر محل مین پہونچاتی تھین اگر
کوئی وارث انکا حرف انکار زبان پر لایا نوبت گوشمالی کی آتی تھی چھوٹی قوم والون کا تو یہ حال اور
ارباب عزت کی آبرو پہ آبنی تھی اور حرف الامان کا زبانون پر جاری تھا بہتون نے جلاے وطن اختیار
کیا شہر پر لات ماری اور یہ قاعدہ ہر روز کا تھا کہ جو اسامی لیے در دولت تک پہونچتی لامحالہ چند روز
پہرہ والون اور دربانون کے زمرہ مین بے تکلف قیام پذیر ہو کر منتظر حکم راجہ درشن سنگھ کی رہتی تھی
پہلے نائب راجہ نذر گذرانے اوسکے دیدار سے دل خوش کیا پھر کسی اپنے متعلق کو سونپا علاحدہ اسیطرح
زینہ بزینہ درجہ طے کرتے ہوے محل تک صورت رسائی ظہور مین آتی تھی اور اکثر کم قسمت
وضعیف طالع نارسیدہ سیل مرام مفت بدنام ہوکر جاتی تھین اور بعضی بد وضع خراب حال و بیباکی لیے
اوچھے کرتی تھین بہت کم کوئی خلوت خانہ شاہی تک پہونچکر آرزوے دلی سے کامیاب ہوتی تھین ایسی
سیکڑون اسامیان داخل عیش محل ہوئین اکثر عورتین انمین نہایت جمیل حور پری پیکر رخسار تھین
کہ جنکے دیکھنے سے بھوک اور پیاس زن مریدون کی دور ہو جاتی تھی کلاوت کی دو لڑکیان تھین
ایک مہتاب محل دوسری آفتاب محل غرض یہانتک اس بدنامی نے طول کھینچا کہ یہ خبرین
صاحب رزیڈنٹ بہادر تک پہونچین اور ادھر سے تاکید ممانعت شروع ہوئی —

ذکر گنگال محل

انتقال قدسیہ بیگم کی وجہ وہ ہجوم غم و الم نے دل حضرت کا پریشان کیا کہ اصلا خاطر محزون کو اسباب
عیش محل کی طرف توجہ نہ تھی اور کلام نصیحت آمیز صاحب رزیڈنٹ بہادر نشتر قضا کا کرم کرتے تھے
اور یہان تک کدورت مزاج اقدس نے ترقی پائی اور ہاتھ پاؤن جوش وحشت سے نکالے کہ
بہ تقریب شکار شہر سے پانچ چھ کوس پر لشکر خیمہ زن ہوتا تھا اور اوقات بادشاہ غم دوست کی
سیر و شکار مین بسر ہوتی تھی اور کبھی فرح بخش وغیرہ سلطانی مکانون مین رونق پذیر ہوتے اسیطرح
غم غلط ہوتا تھا کہ یا دین بسم اللہ بیگم کے سبق کتاب وحشت کا پڑھتے تھے اور کبھی بی بی پور اور کوٹھی
دلکشا مین وہ خفقان جو گریبان گیر تھا لیے پھرتا تھا اور دولتخانہ قدیم غفران مآب مین شعلہ عشق تختہ غم و الم کا
پیش نظر تھا عجب قلق اور بے لطفی مین صبح سے شام ہوتی تھی اور تپی وحشت و جنون مین دن رات
ہوتا تھا امور سلطنت کی جانب اصلا توجہ دل باقی نہ تھی اور روشن الدولہ وغیرہ کارپردازان سلطنت
دریای فکر و اندیشہ مین غوطہ زن تھے اور اس نوعروس تصور اور خیال سے ہم آغوش کہ اس بلبل
گلستان سلطنت کو کسی گلبدن سرو قامت کے ساتھ منعقد کرین کہ یہ کاوش خار وحشت کی
دل خلاب بحالی سے دور ہون اس تدبیر مین تھے کہ کوئی نرگسی چشم محبوب دلکش پیدا ہووے
پہلے قدسیہ بیگم کی بہن کہ صاحب شوہر تھی اوسکو تجویز کیا جب کلام زبان پر آیا اوس گوہر قلزم
عصمت نے کنارہ کیا اور طبیعت بادشاہ کی بھی کچھ اوسکی طرف نہ ائی شرطون پر اوسکی پائی
نامنظوری کا پھرا القصہ بحکم اس مصرع کے ع ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ جب روشن الدولہ
نے دیکھا کہ یہ تیر تدبیر کا نشانے پر نہ پہونچا ایک کمان ابرو لڑکی ناکتخدا باقر علیخان ابن حسین علیخان
چکلہ دار قدیم کے گھر کو اپنی لڑکی قرار دیکے بڑی طمطراق کے ساتھ جشن شادی کی آرائش دی اور
اس گل سربستہ کو اوس بلبل غنچہ طبیعت کے ساتھ پیوند ہم بستری کا دیا چنانچہ سرانجام جہیز عروس
وغیرہ مین چودہ لاکھ روپیہ صرف ہوئے اور اس تقریب کی بدولت بازار باقر علیخان نے رونق
پائی اور کارخانہ پر اس ڈیوڑھی کے ہمہ تن محیط ہوئے اور لڑکا باقر علیخان کا کہ داماد روشن الدولہ
کا تھا اور اس محل تازہ کا بھائی خطاب سراج الدولہ سے فروغ حاصل کیا اور چکلہ داری محمدی کی
ہاتھ آئی اور درماہہ پیش قرار ان دونون صاحبون کا سرکار شاہی سے قرار پایا ابتدا مین تو ہر اس
محل کا اسقدر ترقی پذیر تھا کہ اکثر کوٹھی فرح بخش و دولتخانہ غفران مآب تک آٹھ گھوڑون کی سیج گاڑی

ہم پہلو بادشاہ سوار ہوتی اور ماں اوسکی گمانی خانم نام مرزا مہدی علیخان کی لڑکی تھی محل مین اپنی لڑکی کے ساتھ رہتی تھی اور کیفیت ایام تعطل اور بیکاری ہنوز فراموش نہوئے تھے اسوجہ سے فکر کفایت شعاری مین ہمہ تن مصروف تھی اور خبر سیون پر نظر چنانچہ دو ہزار روپیہ بروز نوروز بھی تقسیم انعام کے واسطے مرحمت ہوا تھا وہ صرف مین نہ آیا اور جو روٹیان باورچیخانہ سے آتی تھین پس انداز اوسکا آفتاب مین سوکھا کر باحتیاط نگاہ رکھتی تھی غرض اسی طرح ایکدن حضرت ظلسبحانی نے کمال رطب اللسانی کے ساتھ فرمایش شیرینی زبان پر لائے اس گمانی بیگم نے دو روپیہ کی شیرینی بازاری منگا کر قابل کہانے کے نہ تھی حاضر کی یہ خبر رسیان باعث ترشی مزاج بندگان حضرت کی ہوئین آخرکار آشفتہ ہوکر کچہہ دنون کے بعد عنان اشہب رغبت حضرت کی اوسطرف سے نگاہ معشوق بیوفا کی صورت پہری اور بام نگاہ سے طفل اشک کے مانند گرا دیا اور ایکدن خلوت مین حضرت ظلسبحانی نے بیدار ہوکر غل مچایا خواصون نے دوڑکر پوچھا حضرت نے فرمایا کہ یہ عورت اجل صورت گلا میرا گھوٹتی تھی چنانچہ دہنیان مہری اسوجہ سے کشاکشی مین پڑی خلاصہ کارفیون نے اوس عفیفہ کو خلوت سے کشان کشان نکالکر باہر پہنچایا اوسدن سے پہر صحبت بادشاہ کی اوس بیچاری نصیب کو نصیب نہوئی اور کنگال محل نام قرار پایا ہرچند اس محل کی شرافت اور نجابت مین کوئی جگہہ کلام کی نہ تھی مگر تنگدست اور حسبت دل نہایت تھی بقول شیخ سعدی بیت سخیان ز اموال برمیخورند ٭ بخیلان غم سیم و زر میخورند ٭

ذکر نواب مریم بیگم بنت مرزا سلیمان شکوہ اور خارج ہونا مرزا ممدوح کا لکھنؤ سے

نواب سلطان مریم بیگم سے ہنوز صورت مواصلت ظہور مین نہ آئی تھی یہ شمع خاندان مرزا سلیمان شکوہ کی تجلی بخش شبستان شاہی تھی ایکدن بہن انکی ملکہ بیگم نام منکوحہ سابق مرزا سلیم بخت شاہزادہ دہلی وارد شہر لکھنؤ ہوئی اور اپنے باپ کے گہر مین سے دولت سرای سلطانی مین نواب سلطان مریم بیگم کی ملاقات کے واسطے پہونچی خداداد حسن دلکش اوسکا منظور نظر بادشاہ ہوا خواستگار عقد ہوئی چونکہ یہ امر خلاف شان مرزا سلیمان شکوہ کے تھا حرف انکار زبان پر آیا اور بواسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر متمسک اس بات کے ہوئے کہ صورت برآوردگی ملکہ بیگم محل جہان پناہ سے ظہور مین آئی یہ عقدہ حل نہوا صاحب بہادر نے بھی فرمایا کہ مجکو محل سلطانی تک دسترس نہین جو کچہہ تمسے ممکن ہو تدبیر کرو

اور سلیمان شکوہ بہادر کرنیل کاربز کو کہ فی الحال رسالدار تھا اور شتہ سمدھی کا باہم منسلک کا سگنج
سے براہ عجلت طلب کیا اور اس مقدمہ خاص مین استمداد چاہی اوسنے لکھنؤ مین بادشاہ سے ملاقات
حاصل کرکے ملکہ بیگم کا اخراج محل سے چاہا جہان پناہ نے دیکھا کہ اب استغاثہ اسکا صدر کلکتہ تک
پہونچیگا مجبور ہوکر اجازت دی کرنیل ڈیوڑھی پہ جاکر ملکہ بیگم کو برضا خواہ بے رضا سوار کروا لایا اب آتش
قہر سلطانی مشتعل ہوئی اور حکم شہر بار شہر سے نکل جانے کے واسطے بنام سلیمان شکوہ نافذ ہوا
یہ قرضدار ہزارون روپیہ کے تھے قدم نکالنا شہر سے سخت دشوار تھا اور قرض خواہون کو حکم سلطانی
زر قرضہ اپنا جسطرح چاہو لو اور مرزا موصوف کو حکم تھا کہ رعایای لکھنؤ کا زر قرض جس صورت سے ہو سکے
ادا کرو غرض وہ تنخواہ جو سات ہزار روپیہ درماہہ بدولت معتمد الدولہ مقرر ہوا تھا سو قوف ہوا ناچار کرنیل کاربز
اپنی پاسداری سخن کے لحاظ سے چالیس پچاس ہزار روپیہ نقد اپنے پاس سے دیکر زر قرضہ ادا کیا اور
تمسک اپنے نام کا حاصل کیا فقط روپیہ ساہ بہاری لال کہ رقم زائد تھی باقی رہا اور مرزا سلیمان شکوہ
اہل عیال سمیت روانہ کاسگنج ہوئے غرض سلطان مریم بیگم عجب عفیفہ اور پاکدامن عورت تھی کہ
اوقات اپنی بڑی عزت اور آبرو کے ساتھ بسر کی اور کبھی حرف شکایت عدم مواصلت بادشاہ کا زبان پہ
نہین آیا اور دوسرا سانحہ جو اس وضع کا پیش آیا یہ ہے کہ جب شمس الدولہ نے بنارس مین قضا کی زوجہ
اونکی حضرت بیگم نام دختر مرزا جمعہ کو مال و متاع شوہر پہ قابض ہوکر کچھہ مدت تک متصرف رہی جب اولاد
شمس الدولہ عمر تمیز کو پہونچی بڑے بیٹے اقبال الدولہ لئیق اور صاحب علم تھے تمنای وزارت
اور سلطنت مین مقدمی اونکے کلکتہ اور لندن تک پہونچے اور دوسرے بیٹے کہ مزاج لاوبالی پسند تھا
تھوڑے دنون مین بہت سا روپیہ خرچ کیا آخر کار دونون بھائیون مین آتش نزاع بھڑکی بنارس
سے لکھنؤ مین آئے افضل حسین نام بنارسی دانشمند رفیق اونکا مردتماشا بین تھا ذوجہ نواب کے
کسی تقریب کی وجہ محل شاہی مین جانا چاہا اور رسم پیام جاری کی بندگان حضرت نے کہ ہزار دل سے
اسطرح کے پیام اور سلام کو مشتاق تھے طلبگار اوسکی محل مین ہوئے افضل حسین نے التفات حسین خان منشی
رزیڈنٹی کی قوت سے بہزار خرابی سد باب اس امر کا کیا ع سپیدہ بود و بلاے وسلے بخیر گذشت

ذکر بعضے اشراف و اجلاف کہ بہ سر غصہ تھے ٭

بدرجہ اول انا جی وضعہ بندگان اقدس حضرت کہ مثل بادشاہ بیگم ہزار جان و دل سے نثار تھی شروت اُنکی

اس حد کو پہونچی کہ آغا مرزا انکا فرزند اور میر نوروز علی انکا داماد جسکی عمارت بلند قریب درگاہ جناب عباس علیہ السلام محلہ رستم نگر بنائی ہوئی ہے اور امام باڑہ کو شیشہ آلات وغیرہ سے لاکھون روپیہ کا آراستہ کیا تھا اور سرکشی آغا مرزا کی حکومت کے ساتھہ اس تعلی پر تھی کہ رنگ حکیم مہدی علیخان کا میلا تھا بد اعتدالی اور ستم شعاری جو خلق خدا کے ساتھہ مبذول تھی اس درجہ کو پہونچی کہ نوبت استغاثہ رزیڈنٹ تک آئی اور رزیڈنٹ بہادر نے حضرت ظلسبحانی تک پہونچایا باینہمہ آغا مرزا اپنی ناشائستہ حرکتون سے باز نہ آیا کوتوال کی دال اصلا اسکی بات مین نہ گلتی تھی اور عملہ عدالت اوسکی شرارت سے عاجز پندرہ بیس لاکھہ روپیہ کا آدمی تھا میر نوروز علی نے جب قضا کی کربلای تال کٹورہ مین قریب ضریح مقدس مدفن اوسکا تجویز ہوکر نوبت تکرار کی آئی وارثان خدابخش نے رزیڈنٹی مین استغاثہ کیا مگر کچھہ پیش نگیا۔ دوسری اوتوجی خواصان نے نجبن طوائف سے کہ محل راجہ جھاؤ لال کا تھا ماسورتھی اور پانڈے صاحب بڑے بھائی رلے بالکل ام سے کہ سرو کار رکھتے تھے وہ بچہ سہم پہونچے بعد اوسکے جب مقدمہ بنا بنایا جھاو لال کا بگڑا اور رنگ عشرت نجبن کا زمانے نے خراب کیا اقربای جھاؤ لال سے ایک شخص اشرف آبادی قوم کاتھہ کے ساتھہ طرح آشنائی کی ڈالی ایک گوہر آبدار صدف پارینہ سے حاصل ہوا جو قلزم افلاس سے اسباب عیش وآرام پہ انکی پائی بھیجا اور گھر مین پڑجانا اوس طوائف بازاری کو خوش نہ آیا ایام وزارت معتمد الدولہ مین روشن الدولہ کے کہ جب علاقہ میبواڑہ کا متعلق تھا تلاش کے واسطے آتی جاتی تھی اوس زمانہ مین طوطی نواب قدسیہ محل کا کہ ساختہ منتظم الدولہ ہزاردستان کی روشن خوب بولتا تھا چنانچہ روشن الدولہ کی سفارش اور سعی سے دولت ملازمت نواب قدسیہ محل نصیب اوتوجی کی ہوئی اور صحبت کی رنگ موافقت جمایا اور مزاج بندگان حضرت اقدس مین بھی بخوبی تمام جگہ قیام کی پائی چنانچہ اکثر فرمانے تھے کہ اگر ایک ساعت اوتوجی میرے پاس سے جدا ہوتی ہے جملہ کام میرے گنجفہ کے مانند ابتر ہوجاتی ہین خلاصہ رفتہ رفتہ مشورہ مین شریک ہوکر وہ رنگ گلشن فکر و تدبیر کا جمایا کہ وزارت روشن الدولہ اور نیابت سبحان علیخان کی اسکے ذریعہ سے رونق پذیر تھی قادر علیخان نام اس اوتوجی کے فرزند تھا کہ جسنے عمارت عمدہ اور مسجد عالی کی گولہ گنج مین طرح بنا ڈالی چنانچہ آج تک مسجد بمعروف موجود ہے پانچ ہزار روپیہ اور راہ خیرات مین اسکے ہاتھہ صرف ہوتا تھا اکثر ارباب حاجتمند وست نگرا سکے تھے

اور یہ بھی ایسا صحبت اور تواضع کے ساتھ ہر ایک سے پیش آتا تھا دس بیس لاکھ روپیہ کا آدمی مشہور
تھا اور حل عقد جمیع امور شاہی متعلق اوسکے تھے جسوقت راجہ لالجی نوکری انگریزی چھوڑ کر یہان آیا
اور علاقہ بخشیگری کے باب درخواست مین یہ کلام زبان آشنا کیا کہ اگر یہ صورت ظہور مین نہ آئی رہنا
روشن الدولہ کا منصب وزارت پر سخت دشوار خلاصہ یہ کلمہ پشت گرمی آتوجی کی وجہ سے تھا
اور وجہ اسکی یہ تھی کہ یہ لالجی خاندان راجہ جھاؤلال مین تھا جو آغوش تربیت آتوجی مین آرام پایا تھا
اور خواص اور خدمتگار آتوجی کے وہ رتبہ بلند رکھتے تھے کہ عمائد شہر آرزومند تھے تیسری براتی خانم
قوم مغل سے تھی بندگان اقدس ایکدن زبان مبارک سے دو الیعنی پرورش کنندہ فرماتے تھے
خلاصہ باورچیخانہ خاص سلطانی متعلق انکی تھا اور جگنا خانم اور نوروز خانم کہ بیشیدست انکی تھین اور فروتنا انکی
زبان زد خلائق تھی القصہ براتی خانم کی دو لڑکیان تھین ایک مرزا ذاکر علی بیگ اشراف زادہ ہائے
قوم مغل سے نہایت خوبصورت اور خوش تقریر باآبرو آدمی تھا عقد مین در آئی چنانچہ اوس تقریب
شادی مین حضرت اقدس آپ رونق افروز ہوئے اور لاکھ روپیہ کا سرمایہ جہیز مین عنایت فرمایا
اور اکثر روشن الدولہ پردے مین نگاہ کے مانند اپنی عین اصلاح کے واسطے اونکے پاس
آتے تھے ساٹھ ہزار روپیہ مہینا مصارف خاصہ سلطانی براتی خانم کے ہاتھ صرف ہوتا تھا اور اسقدر
اعتماد نے نفس اپنا لوح خاطر بادشاہ پر جمایا کہ خاصہ مبارک پر مہر انکی ثبت رہتی تھی اور دوسری
لڑکی بندہ علیخان نام جو خانوادہ تفضل حسینخان سے مرد چالاک تھا منسوب تھی غرض یہ دونون داماد
اور فتح علیخان لڑکا انکا یہ تین شخص سفلہ پست اور لاوبالی مشرب تھے انھون نے بھی عمارت رفیع
آراستہ کی اور جگنا خانم وغیرہ کے شوہر اور اقربا بھی ایک امیر بیسے تھے اور آنکھون مین نشہ شراب
نخوت کا جما ہوا اور پوشاک لباس سے شان امارت پیدا اور سوای نمایشی شئے کے تعزیہ داری عشرہ
محرم مین صرف مشغول کرتے تھے اور اسطرح گلوری والی اور آبخاصہ والی سرکار شاہی کی
ہر ایک صاحب مرتبہ اور دولتمند تھی کہ اس رشک حسد مین اکثر ارباب خاص جلتے تھے اور سوا انکے
وہ تین فرقہ اور تھے منجملہ اوسکے ایک فرقہ طبلہ والیون کا تھا کہ تین تین دو دو سو روپیہ کو دریاہہ دار
تھین اور پچاس روپیہ ماہواری سے کوئی کم نہ تھا اور رقومات انعام وغیرہ کی انتہا نہین زیادہ
حساب سے اور لباس پر تکلف انکا نور آعلی نور ایک ایک دوپٹہ چار چار ہزار روپیہ کا زیب بدن خلاصہ

چوحسن پوشاک اور زیوری لباس کی اس عہد دولت مین مردم دیدہ کی نظرون سے گزری شاید نورجہان بیگم
جہانگیری اور زیب النسا بیگم عالمگیری کو نصیب ہوئی ہو اور اس جلسہ والیون مین پچاس اسامی فرد ملازمی مین
قلمبند تھین نوبت بہ نوبت ہر ایک رات کو چوکی چوکی صحبت بادشاہ مین فیضیاب رہتی تھین اکثر ہم نوالہ اور ہم پیالہ
غرض ان گل پیرہنون کا وہ رنگ ثروت گلشن لکھنؤ مین جما تھا کہ اکثر عورتین اہل اکابر سے محل کی نوکری کی آرزو
مین ہزارون روپیہ قرض لیکر بصرف نذرانہ دولت ملازمت حاصل کرتی تھین تریاج عبارت اس وقت
سے یہ اور سواے اس جلسہ والیون کے دو فرقہ تھے ایک خلاصیان اور دوسری خواصین سے جنکا نام [illegible]
کہ نیابت راجہ درشن سنگہ مین ممتاز اور کارخانہ وزارت مین مداخلت کلی حاصل تھی بین حضرت ظل سبحانی کی قدر دانی نے
پہونچایا تھا دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ اسکی ثروت کا شمار اور عمارت ہزارون روپیہ کی جو تعمیر کی وہ جدا
اوس رقم سے اور تین چار سو گھوڑے والے سرکار شاہی مین اس کام مین مامور تھین کہ آب افشانی سے شہر کو نکو
آراستہ رکھین کہ خاک و غبار سر نہ اوٹھانے پاوے اونمین سے دلجیت نام ایک تلنگہ اسکو بھی رفتہ رفتہ ایسا سے
شکل کر وہ آبرو حاصل ہوئی کہ بعد اس سلطنت کے دو سو تاج اور کلاہ لباس شاہی سے اور سو دو سو شمشیر
ولایتی باساز مرصع طلائی و نقرئی قبضہ اور ڈاب کی اور کئی لاکھ روپیہ بصیغہ ضبطی مین درآیا سچ ہے دولت
وزد سے کہ بہ کفن چراغ دارد ۔ شہودین نام شیلی قوم کا بہاٹ ہنود الا دیہات کا وسنی بھی روغن دولت سلطانی
سے وہ روشنائی حاصل کی اور ستارہ قسمت چراغ کا روزے لے مانند چمکا کہ خطاب راجگی سے نام اوسکا
تجلی افروز ہوا چنانچہ سہرہ حرن تمام ملک کا اوسکو سپرد کیا تو زیبا ہے تیس تیس چالیس چالیس لاکھ روپیہ کے
ناظم اور چکلہ دار عمدہ عمدہ آبرودار منتظر اوسکی چشم ضمانت و حمایت کے رہتے تھے راجہ درشن سنگہ غالب جنگ بعد
جوہر فروشی و فن کا تھا اکثر احوال اوسکا جابجا قلمبند ہو چکے تو ہم کورعی سے اردلی جنت آرامگاہ مین
رہتا تھا اپنے عہد وزارت حکیم مہدی کی مین وہ رنگ اوسکا چمکا کہ فراغ حضرت اقدس مین بوی گل کی طرح
جگہ پائی گلشن تقدیر سے نگل شال آرزو کا کھلا یا انتظام ڈیوڑھیون کا متعلق خبرداری و ہوشیاری
کے ساتھ اور چوکی پہرہ خاص کی اسکے نام زد تھی اور بندوبست مفسدان خائن اور وزدی پیشہ کا الفور
اوسکے اور علاقہ کنہیا لٹی تمام قلمرو شاہی مین پرگنہ زمینداروں سے بلکہ اپنے متوسلین کے نام زد کیے
عالیشان ناظمون کو یہ قدرت نہ تھی کہ اوسکے دیہات متعلقہ مین دست اندازی کرتے اور اہل دفتر کی مجال
نہ تھا کہ زر جمع طلب کرتے گویا وہ تمام دیہات زرخیز اوسکی جاگیر مین تھے جو کچھ دل مین آیا دست بردار

وگرنہ کسی کو مجال پیش دستی نہ تھی روشن الدولہ نے اپنے ایام وزارت مین ایکدم اوسکے ہاتھون سے آرام
نہین پایا پس اورکو دست قدرت کہان تھی ذرہ غضب سلطانی مشہور زمانہ تھا سبحان اللہ صورت پاک کا
یہ حلیہ تھا سیاہ فام بلند قامت درشت صورت غیور طبع بیمروت لیکن باینہمہ صفت عدالت اور انتظام امور
متعلقہ اسپین مین اور دن سے بہتر تھا ہمین شاشائین جفاکشی اور محنت خدمت سلطانی مین اسقدر کرتے تھی
تھی کہ رات بھر مین سوای دو گھڑی کے زیادہ عروس خورت سے آشنا ہونا دشوار تھا اگر یہ ہمہ وقت کمر کو
سلسلہ یہ پر پہنچا اسقدر ریاضت نہ تھی کہ ایک ساعت علیحدہ کرنا سال بسال اوسی بیدار مغزی اور جفاکشی مین گذری
کہ اس رتبہ امارت کو پہونچا اوس سے بہتر لطف حکمرانی دوسرے کو نصیب نہوا - وہنیان مہری اور ڈلوی
مہری دو کنیزان چھوٹی بڑی مشہور تھین چنانچہ دہنیا مہری کی شہرت بختی نے وہ رنگ جمایا کہ دو سو کہاریان
ملازم سلطانی اسکی حکمرانی مین تھین اور نظارت سلطانی ڈیوڑہیون کی اور سزا و تنبیہ دنیا خواصون بیگمات کا
اور تعلیم کرنا نصیحت وغیرہ کے ساتھ اہل محل کا تعلق کامل اور آنی جانے والون پہ ملاقات کے اختیار رہا
ماشاء اللہ افضل النسا خانم خطاب تھا اور خلعت نے چہرہ بارہ کی سپیدی شہرت جوہر دکھائے خلاصہ
جب عروج دولت دہنیا مہری کا قرار واقعی رونق پذیر ہوا عمارت عالی اور مساجد اور امام باڑہ کی طرح
تعمیر ڈالی اور بتازہ خوف فساد کی جوانی لیکے ایک قلعہ زمین سے کہ فقیر محمد خان سے دہنیا مہری سائل ہوئی
اونہون نے نشکر ایسا جواب انکار کے ساتھ دیا دہنیا مہری نے اور تہمت پیچ لگائی کہ حضرت خدا سبحانہ کی
اس معاملہ کو پہونچایا حضرت نے ترش ہوکر فرمایا کہ فقیر محمد خان ملازم کسکا ہے اوسکو شہر سے نکالو مگر روشن الدولہ
نے دیکھا کہ دہنیا مہری فقیر محمد خان کو چاہتی ہے کہ کھٹائی مین ڈال کر کرے اوسکو منا جرمانہ کیا
اور بیاسی دار لاکھون روپیہ کا قرار دیکر اخراج منسوخ کیا آخر اس تقریب مین کچھ دنون کے بعد
ہوکر مرزا گنج کی طرف رخصت کیا قدر اور نہایت ایک ذلیل مہری کی تھا روشن الدولہ نے
فقیر محمد خان سے تصور فرمانا چاہیے خان مذکور بھی اسقدر افسردہ دل اور شکستہ خاطر
کہ کچھ کارخانہ مین شامل صرف خانہ وغیرہ کا جو فقط باعث بارگشتی تھا فقیرون کو لٹا دیا
جب سبحان علی خان نے دیکھا کہ رنگ دہنیا مہری کا بیشتر جما ہے اسکے ہاتھون روشن سے کیونکر
پامال کرنا چاہیے کان اوسکے ہیں اوس اپنا تالی کیا اور مہری نے بھی کہ محبتی کے ساتھ
سرد مہری دہنیا مہری نے کچھ کیا نا فاتحہ کا علیہم السلام کا ارسال بارگاہ

سلطانی کیا اور راجہ مذکور نے مخالفت کی آخر وہ نیا مہری نے آشفتہ ہو کر تیغ بدزبانی سے کچھ جوہر دکھائی
اور حضرت ظل سبحانی نے نمک مرچ زخموں پر چھڑکا یعنے طرفداری مہری کی منظور نظر ہی آخر کار راجہ
درشن سنگہ دست سبحان علیخان کا دشمن جانی بنگیا اپنی جگہ پہ ذکر اسکا قلمبند ہوگا خلاصہ وہ نیا مہری نے
مالامال و دولت روزافزون سے ہوئی کہ بیان سے باہر کثرت انعاموں سے جو نسبت اوسکے ظہور
مین آیا سنتے نمونہ از خروارے ایک یہ ذکر ہے کہ ایکدن حضرت جہان پناہ چھوٹی چھڑی سے عالم [illegible]
مین سبک سبک اوسکو مارا اوس شوخ چالاک وضع نے عرض کیا کہ اگر چھڑی سونیوں کی ہوتی تو باعث
آبرو بھی حضرت نے حکم دیا کہ چھڑیان متعدد آبدار سونیوں کی تیار ہوں چنانچہ حکم کے ساتھہ چھڑیان طول مین
گز بھر سے زیادہ اور دور مین دو انگشت سے کم نہین سراپا بڑے بڑے آبدار سونیوں کی لڑیوں
سے گندھی ہوئی مرتب ہوئین وزن بیس مثقال سے کوئی مروارید وزن مین کم نہ تھا جو چھڑی حضرت اوس
مہری پر بنظر محبت دست شفقت سے حوالہ فرماتے تھے وہ چالاکی کے ساتھہ شوخی حسن ادا کی
دکھا کر دست مبارک سے چھین لیجاتی تھی چنانچہ اسطرح کی چھڑیان جواہر نگار اوسکے نصیب مین آئین اور ڈیوڑھی
مہری کبھی اسقدر منظور نظر عاطفت تھی کہ روشن الدولہ نے اپنے بقاء منصب آبرو وغیرہ کے واسطے
اوس قلزم حسن سے آشنائی پیدا کی چار پانسو عورتین بیری بیگم حضور صورت ملازم سلطانی انکی ہمراہی
مین تھین ایک سے ایک حسن و جمال مین غیرت آفتاب و ماہتاب تھی حسن اور سال مین کوئی بیوی رخسار نام
بیس پچیس برس سے نشہ شراب شباب مین چور تھی گلستان جوانی اوسکا عین شباب بہار پر تھا اللہ اکبر
آنکھین اون نرگسی چشموں کی چشم بد دور عین سحر اور جادو سے بھری ہوئین اور تلوارین ابرو کی خونخوار کی غلافی
چتونین غزالان ختن کی جو رنگ پا مین سے دو انگل باہر نکلی ہوئی اور نورانی پیشانیان موج دریائے
حسن کی شمشیر جیسے تماشا کو دل چشمہ خورشید کا ادراک ہوا اور ستو کی شکلین اون پری وشوں کو اس
حسن و خوبی کے ساتھہ پیچ و تاب کھاتے ہوے کہ کوچہ زنجیر موج دریائی لطافت کی آبرو اوسکی
روبرو پانی پانی اور قد بالا اون سرو قامتوں کے قیامت نشان کو سرو گلشن لگا نہ کہا سکے اور عارض
گلرنگ اون گلبدنوں کے گلدستہ خورشید سے آفتاب و ماہتاب [illegible] زیادہ تجلی افروز اور
لب لعلین اون شیرین لبوں نے دو رنگ حسن و خوبی کا جہانگیر [illegible] لعل بدخشان کا
[illegible] کیا اور دو صاف دندان آبدار دانت اون ماہ طلعتوں کے [illegible] سے آبرو

کو ہر شہا ہوار کی پانی بھرا اور جاپانی شہزادوں اور یوسف صورتوں کے ایسے خوش شمائل و آبدار کہ حسن پرستون
کے فرشتوں کے واسطے چاہ بابل خلاصہ چہرہ پر نور ہر ایک غیرت حور کا سراپا کوش ماہتاب تھا اور
صدہا دلبر و ان ہر ایک غیرت پری کی مشرقی آفتاب سے جا اس وضع و دلکشی اور ادای دلفریب کے
لنگی اور پاجامہ سنیوں کی کمخواب قیمتی اور اطلس چینی کی ایسے خوش قطع اور کبیر دار کہ شلوار لولی
فلک شرمسار اور سے مقابلہ کے قابل نہین اور عمدہ عمدہ نفیس وہ خوش نما دوپٹے کا دامانی اور جا بدانی
کے مصالحہ دار کہ چادر شبنم نورانی شرم سے اونکے سامنے انفعال کے پانی پانی ہو جاے اور سینہ بند جو انگیا
نہایت پر تکلف اور دلفریب اس حسن و خوبی سے کرتیوں کے ساتھ وسعت گریبان کہ دل بند
جنکو دیکھ دیکھ بیکلی کے عالم مین سینہ کوبی پر آمادہ اور کرتین اون برق وشون کی حسن نزاکت پیٹ یا زلف
کی صورت مشتاق دیدار کی آنکھون سے غائب اور زیور بھی علے قدر مراتب اون گل اندامون کا
حسن افزای ہر عضو تھا اور پوشاکین اون سیم بدنون کی ایسی عطرون بسی ہوئین کہ خوشبو جامہ گل کے
ہوش اڑتے ہوے اکثر امراے تماشا بین اون شوخ رنگون سے شبکو پہلو گرم کرتے تھے اور
دامن خواہش گلہاے اشرفی بھرتے تھے اور نوجوانان طرحدار لکھنو کے اون پری رخسارون
کی اداے دلفریب اور عشوہ دلکش پر اس گرمجوشی کے ساتھ فریفتہ اور شیفتون کہ بازار شہر کی زلیخا
جو صاحب حسن و جمال تھین ٹھنڈا ہوا اور وہ سیاہی عطر و سحر است ہین وہ گل پیرہن اسقدر تو بلی ہتی تھین
اور کہتی تھین کہ اعضای بدن غنچہ گل کی نزاکت پاک سے کیے جائین تو ہر رگ غیرت رگ گل کی خوشبو
سے عطر پیدا ہو سبحان اللہ جسوقت اس حسن اور تجمل کے ساتھ سواری سلیمان جاہ کی ہوادار تخت سلیمان
کے مانند دوش بدوش جاتی تھی اور سر جلسہ کے دیکھنے والون کو عالم قاف نظر آتا تھا حقیقت مین
یہ جلسہ شاہانہ اور عمارت عالیشان سلاطین روکش بہشت خانہ تھی تمام شہر کیا چوک کیا خاص بازار غیرت
گلزار ارم کا تھا شعر جو کسی شاعر کا مشہور عام ہے اسی مقام کو زیبا ہے شعر اگر فردوس بر روے
زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است ؎

ذکر مسکا درزی

ایک مسکا نام درزی خیر آبادی وابستگان دامن دولت بادشاہی سے تھا کہ ملبوسات خاص سلطانی

اور فرمایشات محلات شاہی کی قطع برید متعلق تھی اور سینا تاگنا اوسکا گریبان کئی تین لاکھ روپیہ سالانہ
سے صرف اس کارخانہ کا زیادہ تھا حکم دیا تھا اس جائداد کا آمدنی ملک سے نفاذ ہوتا تھا اور کبھی خزانہ
عامرہ سے نقدی لیکر بیش و پیش دستیاب ہوتی جامہ تھا درست زیب تن تھا کو سون کیا شہر لوین نیکنامی
کے ساتھ اپنی قوم مین حاتم کی صورت مشہور چشم سوزن کے مانند تنگدل نہ تھا گومتی کے پار تاکہ
کربلا کے قریب طرح عمارت عالی کی ڈالی کٹرہ تعمیر کیا اور ٹکا گنج کہ اوس زمانہ مین نہایت آباد تھا بنایا
مسجد اور سرای نہایت وسیع اور عمدہ اوسکی تعمیرات سے مشہور شہر و دیار ہے مسافر اون وارد
صادر کو بے تکلف کھانا ملتا تھا ہندو مسلمان پر منحصر نہ تھا اکثر ویرو بیاتی طوائفون کے حسن خوبی
کے ساتھ فرفوش رہتے تھے اور یہی سنا جاتا ہے کہ خیرآباد وطن خاص مین تعمیرات اس شخص کی
عمارت سلطانی کی برابر مشہور تھی لاکھون روپیہ کا آدمی تھا مگر رشتہ انسانیت کا منقطع نہین کیا اپنے
لباس مین رنگ کسیکو دست قدرت اسقدر نہ تھی کہ انگلی آستین پر رکھتا یا ہاتھ کمر مین ڈالتا نوکر چاکر
اوسکے خوش و خورم الفین رہا کرتے تھے کہ کشائی پر دانستہ قلبی یا ادبی منظور نظر آنکھون مین
[illegible] چشم پوشی نہین کی —

ذکر بیجا و بیجا خزانہ خرچ کیا ہوا جنت آرامگاہ کا شغل سلیمان جاہ سے

[illegible] کی قوت خزانہ و افر
[illegible] جنت آرامگاہ نے اپنے عہد دولت مین باوجود تقسیم ہو جانے ملک کے چودہ کروڑ روپیہ
نقد سے [illegible] محلات وغیرہ اپنے خزانہ عامرہ [illegible] کیا تھا اور فرمائی تھے
[illegible] سپاہ [illegible] اور [illegible]
سوال [illegible] تمام [illegible] عالیشان سے کیا تھا اور [illegible] ملک [illegible] سپاہ
[illegible] نہ تھا [illegible] کا [illegible]
[illegible] آگئی اور
[illegible] جنت آرامگاہ [illegible] ایک کروڑ روپیہ [illegible]
[illegible] کیا تھا [illegible]

اور چوراسی لاکھ روپیہ نواب نصیر الدولہ کے تفویض اور باقی دس کرور مین دو کرور خزانہ سپاہ تحویل
خزانچی مین جمع رکھا تھا اور آٹھ کرور کوٹھی مین زیر مہر القصہ حضرت شاہ زمن جو کچھ بعد مصارف
سلطنت و خرچ معتمد الدولہ باقی رہے جمع اوسکی فرد حساب مین اسطرح راجہ سیوہ رام اور متصدیان
دفتر دیوانی نے رقم کی کہ تمام باقیات ۱۲۳۵ سے ۱۲۴۳ تک ایک کرور چھبیس لاکھ روپیہ کاغذ مین جمع کرکر
اور آٹھ لاکھ روپیہ کی اشرفی کہ شاہ زمن نے نزول مین اور نذر و پیشکش مین ہاتھ آئین اور قریب
چار کرور روپیہ کے نقد غرض یہ سب ساڑھے چھ کرور تخمیناً تصور کیا جاے وہ حضرت سلیمان جاہ کے
ہاتھون اسطرح صرف ہوا کہ ابتداے جلوس مین معتمد الدولہ کی معرفت دو کرور کے قریب اور باقی
اسباب نشاط کے خرچ مین آیا —

ذکر نواب روشن الدولہ

عالی نسبی روشن الدولہ اظہر من الشمس ہے علی مردان خان کے عہد مین شاہجہان بادشاہ تیموریکو
منصب امیر الامرائی سے افتخار حاصل تھا قلعداری قندھار کی چھوڑکر صفویہ کے ہاتھ سے
تنگ اور عاجز ہوکر بادشاہ ہندوستان سے رنگ آمیزش جا ملا بادشاہ نے آنا اوسکا باعث افتخار
سلطنت سمجھکر سجدہ شکر کے ادا کیے اور خلعت اور لاکھ روپیہ نقد بطور اقبال بھیجکر طلب فرمایا
اور خدمت پر امیر الامرائی کے مامور کیا چنانچہ شہر لاہور انھین کا بسا ہوا اور دریاے عظمت سے
یادگار ہے اور شاہزادہ دارا شکوہ ہمیشہ انکے راہ مسند پر چلے اور کوچہ شکست پر قدم مارا غرض
علی مردانخان فیروز جنگ کے ایک فرزند اور دو لڑکیان تھین نام لڑکے کا نواب ابراہیم خان
اور نواب زبردست خان پوتا تھا انکے ایک لڑکی تھی کہ جو نبیرہ زادی نواب بندہ علی خان سے
منسوب ہوئی اور وہ دونون لڑکیان علی مردان خان کی ایک جیسی صاحبہ نام عمدۃ الملک امیر خان سے
اور دوسری حسینی یارخان نام ساکن مشہد مقدس کے ساتھ منعقد ہوئین ان حسین یار خان سے ایک فرزند
پیدا ہوا مرزا ابراہیم نام کہ اپنی خالہ صاحبہ بیگم مذکور کے آغوش راحت مین پلا پرورش پائی اور دختر
سلطان حسین کے ساتھ صورت عقد ظہور مین آئی اس شجر گلشن عصمت اور اوس سرو باغ خوبی سے
دو برخوردار فرزند اور دو نونہال لڑکیان شایع ہوئین نام لڑکون کے گنج علیخان اور بندہ علیخان تھے

چنانچہ یہ کنج علیخان ابن مرزا ابراہیم خان نواسہ اور داماد علی مردان خان کا تھا غرض کنج علیخان
کے ایک لڑکا کلب علیخان نام تھا اور دو لڑکیاں ایک عصمت آرا بیگم جو نواب عقیدت خان ابن
عمدۃ الملک سے منسوب ہوئی اور دوسری فخر النسا بیگم جنسے نواب برہان الملک سعادت خان نے
زوجیت کا دم بھرا اور کلب علی خان کے نام خدا دس لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں ایک
آغا حسن کلب علیخان ثانی خطاب اور دوسرا آغا کلب حسین اور تیسرا رضا علیخان اور چوتھا آغا ابراہیم
اور پانچواں مرزا مہدی چھٹوان زین العابدین اور ساتواں علی نقی اور آٹھواں صادق علی اور
نواں محمد کاظم اور دسواں عسکر علیخان اور اسم نویسی لڑکیوں کی یہ ہے ایک خدیجہ بیگم زوجہ بندہ علیخان
ثانی دوسری سکینہ بیگم زوجہ علی رضا خان ابن سکینہ بیگم مادر سرفراز الدولہ حسن رضا خان تیسری
عمدہ بیگم زوجہ سید نصرت خان بن مصطفوی خان طباطبائی چوتھی جعفری بیگم زوجہ بدیع الزمان خان اور
پانچویں عفت آرا بیگم زوجہ مظفر علیخان المشتہر بندہ علیخان سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی چنانچہ
یہ لڑکی علی رضا خان سے سلسلہ زوجیت رکھتی تھی اور خطابی نام فرزند کا بندہ علیخان ثانی تھا ان
بندہ علیخان ثانی کو خدا نے چھ لڑکے دیئے دو زوجہ سے اس طرح آغا خلیل اور آغا جلیل
آغا اسمعیل یہ تین ایک بطن سے اور ابراہیم علیخان اور لطف علیخان اور اشرف علیخان ایک بطن دوسرے
لطف علیخان سے چھ لڑکے اس شش جہت میں مظفر علیخان وغیرہ پیدا ہوئے اور ماشاء اللہ اشرف علیخان
کو خداوند عالم نے قریب بیس اولاد کے عطا فرمائیں انہیں سے دو شخص صاحب رشد ایک مرزا عباس
دوسرے مرزا محمد جنکا خطاب روشن الدولہ بہادر ہے مدعا اس قلم فرسائی سے یہ تھا کہ یہ روشن الدولہ
پوتے بندہ علیخان ثانی کے ہیں اور نسب انکا دونوں سبب سے مادری و پدری علی مردان خان
کے ساتھ منسلک ہے غرض بعد عزل حکیم مہدی علیخان جب نواب روشن الدولہ معمولی خلعت وزارت
و قلمدان سے سرفراز ہوئے ابتدای عہد وزارت میں طبیعت احتیاط پسند تھی اور رضا جوئی صاحب
رزیڈنٹ بہادر اور اہالیان صدر کی منظور نظر چنانچہ مولوی اکرام حسین کو جو رفیق کپتان نیسن صاحب
بہادر کے تھے اور یہ کپتان مقرب نواب گورنر جنرل بہادر کے وطن سے کہ بواسطہ رخصت آگئے تھے
بلا کر عہدہ جلیلہ سفارت کلکتہ پر مامور کیا چنانچہ یہ نوشت خواند اس مقدمہ کی بیرون نام پیر مولوی
ممدوح کی معرفت واقع ہوئی تھی خلاصہ جب تک مولوی مذکور کلکتہ میں پہنچیں نواب گورنر جنرل

لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر بھی سیاحت سے گوالیار اور اکبرآباد اور راجواڑہ دتیا اور سمتھر وغیرہ اطراف
جبل پور اور ہوشنگ آباد ہوتے ہوئے براہ چنار گڈھ کپتان بین صاحب بہادر سمیت رونق افزای
کلکتہ ہوئے اور سفارت مذکور بہ نظر صحت منظور فرمائی اب مولوی صاحب مذکور نے کپتان موصوف
کی معرفت کتاب اوصاف بادشاہ سلیمان جاہ کے نواب گورنر بہادر کو سنا کر دونوں چٹھیاں نام آوری
اور مضمون خوبی نسبت روشن الدولہ کی صدر سے لکھوا کر روانہ کین منشی التفات حسین کو
مداخلت ہو ملا اور منشی گری میں منشیان سابق سے زیادہ حاصل تھی اسلئے روشن الدولہ نے
انکی رضا جوئی کے واسطے علاقہ سہول آباد جسکا حاصل سالانہ اسی ہزار روپیہ کاغذی تھی دیکر
عطا حسین برادر منشی مذکور کو عطا فرمایا چنانچہ آخر عہد روشن الدولہ تک بحال رہا اور مولوی غلام یحییٰ
کشمیری جو اسکے رسم و راہ انگلی صاحب عزیز نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے بطور
وکالت کچہری رزیڈنٹی میں دکانوں اور عمارت کے متعلق میں آمد و رفت رکھتے تھے انکو روشن الدولہ
نے منشی الدولہ تحسین خان اور سترلین صاحب بہادر اسسٹنٹ رزیڈنٹ کی ساتھی کی وجہ اس خیال سے
کہ چونکہ انکا باعث خوشی و استرضای صاحب رزیڈنٹ بہادر کا ہو سکتا عمارت کوٹھی رزیڈنٹی کی داروغگی پر
مامور کیا اور دو سو روپیہ مہینا تنخواہ ٹھہرایا پانسو روپیہ پیشتر کے لیے اسکے خلعت عہدہ وکیلی کا سرکار سے
دلایا چنانچہ خان مذکور نے بادشاہ میں اس عنایت کی رہا و وزارت کو جو کچھ تنزل پہنچی تھی اس
عمارت کے سائر خرچ سے ہوکی لیکن جو سابق میں نسبت ناصر نواب گورنر جنرل بہادر کا جواب خط دیا
میں اس مضمون کا آیا تھا کہ لقب سلیمان جاہ تبدیل تھا اور مدار المہام کا ہوشیاری سے لبریز ہے اس مضمون کو
سمجھی ذہن نشین حضرت سلطانی کے فرمایا کہ ظہور اس امر کا خلاف رای گورنر جنرل بہادر کے ہوگا خلاصہ
اب بصورت استقلال وزارت حسب دلخواہ نقش پذیر ہوئی خلعت نیابت جرنیلی کا اپنے بیٹے کے
مرزا محمد حسن کو دیا اور انکی نیابت پر راجہ لالجی آوحجی کی سفارش کے باعث ناصر ہوئی اور سبحان علی خان
باعث حل و عقد امور نیابت وزارت کے تھے اور مرزا محمد حسن جرنیلی کی بات کو خلعت سے
بارگاہ سلطانی سے خطاب عنایت و مہربانی عنایت ہوا القول تھے لفظ دوست اور
مرزا حاجی کو جو منصب وزارت کے واسطے بلا دخیال تیار ہے تھے لکھنو سے برادر خوبی
تحقیق ہوا کہ خلاصہ سوال و جواب نیابت ہو رہا ہے روشن الدولہ نے بہ لفظ تقدیم بالحفظ

حمیت سے کے ساتھ حکم روانگی کا نپور کا دیا یعنی اب دوسری بار اخراج انکا شہر سے ہوا اور جو رفیق قدیم روشن الدولہ کے تھے وہ برسر عرصہ ہوئے منشی چھنگا نام قصباتی جنرس تمام کہ سابق بوجہ تصرف اموال سرکار معتوب و الزام ہوا تھا اوسکو خانساماں بنایا اور شیخ ہدایت علی اور جعفر علی کو دیوانخانہ کا داروغہ کیا اور میر بندہ علی مسخرہ اور چند رفیق معتمد الدولہ کے علی قدر مرتبہ بدرماہہ بیش قرار کارخانجات پر مامور ہوئے اور دو دو تین تین سو روپیہ درماہہ تنخواہیونکا مقرر کیا اور اسیر مرزا جان کہ قرابت قریبہ رکھتے تھے اونکو علاقہ نواب گنج کا تفویض کیا اور شیخ احمد بخش اور مولوی کرامت علی اور منشی ظہیر الدین اور شاہ قطب اعظم اور حکیم میر ابو وغیرہ بھی مشاہرون سے فیضیاب ہوئے غرض انتظام امورات سرکاری مین تنزل اور رونق وزارت مین عہد منتظم الدولہ سے ترقی آور عدالت العالیہ شرف علیخان رفیق مسٹر بوہم کہ سبحان علی خان سے سررشتہ اتحاد و مربوط تھا کہ ذکر انکا اوپر قلمبند ہوچکا ہے بدستور بحال رہا اور کوتوالی شہر سیتابیگ کے مرنے کے بعد اونکے علی رضا بیگ کے نام برقرار رہی اور تحویل زر آمدنی جو خزانہ سلطانی سے نکلتی تھی یا ملک سے آتی تھی اور خرید فروخت نوٹون انگریزی کی اور نیلام خانہ اور فرواکشات سرکار جملہ متعلق مظفر حسینخان بن سبحان علیخان سے تھی اور علاقہ پچ کرو ہی اور تھانجات محالات نور الدین حسینخان پسر تاج الدین حسینخان کو کہ اپنے باپ سے رنجیدہ ہو کر آئے تھے پانچ سو روپیہ درماہہ بہمیت سبحان علیخان کے پاس خاطر سپرد ہوئے اور چکلہ خیرآباد شروع مین بنام واجد علیخان مقرر ہوا اور چکلہ سلطانپور کچھ دنون راجہ بہادر یعنی راجہ بختاور سنگہ بہادر کے پاس رہا اور کچھ شیخ دو خان رسالدار نے خاک اس علاقہ مین اوڑائی اور ابتدا مین طریق امانی کا جاری تھا بعد اوسکے یہ نظامت احسان حسینخان ولد سبحان علیخان کے نام قرار پائی اور آخر عہد وزارت حال تک تبدیلی انکی ظہور مین نہین آئی کبھی خادم حسینخان نائب اونکے مامور رہے اور کبھی قطب الدین حسینخان ہرچند خصوصیت احسان حسینخان کی خدمت روشن الدولہ مین مقتضی اسکی نہ تھی کہ وہ نظامت اونسے جدا ہوتی لیکن برق آسمانی ٹوٹ پڑی چنانچہ درمیان انکے اور راجہ بہادری کی بازار جنگ گرم ہوا زمیندار اوسمین گرما گرمی حرب و ضرب مین بھاگ کر عمل انگریزی مین کہ ملحق اس علاقہ کے تھا در آیا فوج شاہی نے تعاقب اوسکا نچھوڑا اتفاق وقت سے بعض رعایا سرکار کمپنی کی بھی اس سپاہ جہان پناہ کے ہاتھون پائمال ہوئی اس سوانحہ مین نظامت اوس علاقہ کی دوسرے کے نام پر تبدیل ہوئی

تا بہ قوت روشن الدولہ مین اختیار اوسکا اور زیادہ ہوا چنانچہ سناجری اور اہالی علاقہ پر عامل مجوزہ
احسان علیخان کے مامور ہونے لگے عزل اور نصب پر کسی قلم اونکا جاری آمدنی ملک کا خزانہ مین
داخل ہونا موقوف ہوا وہی نقشہ عہد معتمد الدولہ کا بروی کار آیا کبھی کبھی ظفر الدولہ کان حضرت ظل سبحانی
کے کھول دیتے تھے وہ ایک روز صورت تاکید زبانی اور بخشش ظاہری کی ظہور مین آتی تھی باقی
خیریت آخر کار خزانہ عامرہ زر نقد سے خالی ہوا اور کثرت مصارف سلطانی کے وقت روشن الدولہ
تنگ پکڑا اور اخراجات روشن الدولہ کے بھی حساب سے زیادہ تھے آمدنی ملک کفایت نکرتی تھی
آخر صورتین خرابی کی پیدا ہونے لگین محصول اور دولتمند لوگون کے واسطے خدمتین اور عہدے
معقول تجویز ہونے لگے کہ اونسے بطریق نذرانہ یا پیشکش صورت وصول زر ظہور مین آئی یا کچھ زر
کی راہ نکلی اسی تقریب مین کئی شخص دربار خاص مین حاضر ہوئے منجملہ اوسکے سکھ چند خزانچی کا خزانہ
شاہجہان آبادی کہ قبل اسکے خزانہ بادشاہ دہلی متعلق اوسکے تھا ظاہر مین چپ ہونے کی تصور کی
تھی اوسکو بلا کر خلعت پوتہ داری ایک دو نظامت کا عطا کیا وہان کیسہ زر نقد سے خالی تھا تیر تدبیر
نشانہ پر نہ پہونچا آخر کچھ دنون مین ناکام معزول کا نشانہ ہوکر پھر شاہجہان آباد کی طرف راہی ہوا
اسیطرح کئی صورتین بن بنکے بگڑ گئین واسن آرزو زر نقد سے مالامال نہوا مگر دلالون یعنی
درمیان والون کی بن آئی کچھ پگڑی گرم ہوئی باقی بازار اونکا سرد رہا۔

ذکر ناموافقت روشن الدولہ کی اچھر روشن سنگہ سے

خلاصہ ایام عروج دولت روشن الدولہ اور ترقی ابنای سبحان علیخان مین سررشتہ دفتر دیوانی بیہ
بالکل حرف خرابی کا آیا اور مہاراجہ بیجو رام نے طریق مذہب ہنود سے منحرف ہوکر کوچہ اسلام پر قدم
رکھا تھا اور دو تین لاکھ روپیہ سالیانہ عشرہ محرم اور تقریبات ایام متبرکہ شہادت و وفات ائمہ معصومین
وغیرہ مین نذر تصرف ہوتا اس نظر سے عہد حکیم مہدی علیخان مین عزل نصیب ہوکر خانہ نشین ہوئی تھی
اور راجہ بالکشن جو پیشکار و چندوا سنگہ جو وحساب فرد باقی نویس تھے وہ اونکے کاروبار کو انجام دیتے تھے
اسی اثنا مین بعہد روشن الدولہ مین احسان علیخان نے اخفا حساب مقدرات ملک کے واسطے
اور دو شخص طلب ہونا طرفون سے درمیان مین آئی کئی ضین اقبالنامہ مشیر پان دفتر کو مفرض مچکا ہنا کے

بقدر ضرورت اطلاع کرتا تھا اور باقی فیصدی اپنی چین لکی تھی اور راجہ میوہ رام کا غبن واصل باقی اگر کبھی حضرت اقدس
مین گذرانتے تھے خلاف رضا روشن الدولہ ہوتا تھا اور زنانی ظفر الدولہ کی ہرگز سماعت نہوتی تھی
مگر راجہ غالب جنگ کا بازار مصاحبت گرم رہتا اور حاضر باشی رات دن کی میسر اور تدارک سرکشون اور تنبیہ
باقیدارون اور قید کرنا ساہوکارون وغیرہ کا متعلق انکے تھا یہ شخص وقت اور موقع پاکر جو کچھ دلمین آتا تھا
بلا تکلف گوش گذار حضرت کرتا تھا اس نظر سے آنکھون مین روشن الدولہ کے خار کی صورت کھٹکتا تھا
اور اسی فکر اور تدبیر مین رہتے تھے کہ بازار اسکا سرد ہو اور گرم بازاری اسکی کم ہو مگر صورت انطفائے اس آگ کی
آبیاری تدبیر سے ظہور مین نہ آئی ادھر راجہ میوہ رام بھی اسی فکر مین تھا کہ بادشاہ کو متوجہ اسکی ملامت
کرے چنانچہ راجہ میوہ رام اور غالب جنگ نے ملک کا غبن واصل باقی ملک کا کم آمدنی عاملون کے
خود سری اور اپنائے سبحان علیخان کے صاحب اختیار ہونے سے بکلی مسدود تھا اور خرابیان
واقع ہونا مال سرکار مین کثرت مصارف روشن الدولہ سے بروی کار مرتب کرکے ملاحظہ حضرت
مین گذرانا آتش غضب سلطانی افروختہ ہوئی اور ناکردہ کاری روشن الدولہ کی اور صرف کرنا مال سرکار کا
سازش سے کنبوہون کے آشکار ہوا غالب جنگ کو حکم قضا شیم نافذ ہوا کہ چند پہرہ تلنگون کے
تیار رکھو جو کچھ حکم بادولت شرف اصدار پائے تعمیل اسکی عمل مین آئے چنانچہ غالب جنگ نے اپنے
نائب کی معرفت کہ ہیرا لعل نام تھا افسران پلٹن کو حکم سلطانی سے مطلع کیا نائب مذکور نے بھوانی داروغہ
سے کہ کارندہ اسکا تھا حکم دیا خدا کی مار اس بھوانی کے کہ روشن الدولہ سے سازش رکھتا تھا
در پردہ جاکر کان روشن الدولہ کے کھولے اور اس راز نہان سے مطلع کیا آخر روشن الدولہ کو
سبحان علیخان سے یہ امر بخوبی ذہن نشین ہوا اور یقین کامل کہ یہ تمام فکر اوس شخص کی گرفتاری
اور نظر بندی کی ہے آتش پیمانہ وشاہی او سوقت گرم رفتاری سے کام لیا یعنی جاکر شملہ اپنے سر سے
اوتار کر قدم مبارک بادشاہ پر رکھدیا اور عرض کی کہ خانہ زاد وہ معتمد الدولہ اور منتظم الدولہ کے مانند نہین ہے کہ
ساز باز انکے بتدون سے کرے بہرحال خاکسار برداشتہ حضرت کا ہون احتیاج نظر بندی کی کیا ہے اسلئے
پہرہ ضرور نہین اگر حکم ہو اپنے ہاتھون سے تیغ [illegible] سے [illegible] کر دولت پر تصدق [illegible] اپنا
جان و عزت دونون حضور پر نثار ہین یہ سنکر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ تمکو اس معاملہ سے [illegible]
ہوگی روشن الدولہ نے [illegible] طرح گوش گذار ہوا تھا [illegible]

یہ بلا کسکے سر پہ جاتی ہے حضرت ظل سبحانی کو یقین کامل ہوا کہ غالب جنگ باعث انتشار راز سلطانی
ہوا پہلے حکم قضا کے مانند نافذ ہوا کہ اخراج ہوا اور گنگا شہر سے ابھی عمل مین آئے اور غالب جنگ
طوق و زنجیر پہنا کر نگاہ رکھا جاوے اور تمام اثاث البیت ضبط ہو چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین
غرض غالب جنگ ولتھون کے ساتھ راجہ بختاور سنگھ اور راجہ بہادر کے سپرد ہو کر گرفتار بلا ہوا
اسپار راجہ بیوہ رام نے دیکھا کہ غالب جنگ نے اپنے ہاتھون منہ کی کھائی اور روشن الدولہ کی شمشیر
تدبیر جوہر دار یکدم کاٹ کر گئی اپنی حفظ آبرو کے واسطے کہ لا محالہ ایک دن یہ روز بد پیش آتا ہے
آتا جی کی معرفت زیارت کربلاے معلی کے لیے خلعت رخصت حضرت ظل سبحانی سے لیکر منزل مقصود کی
طرف براہ عجلت روانہ ہوئے اب ظفر الدولہ پر ظفر یابی باقی رہی بہر حال فکر استیصال تھی ہی کہ عزم
سلطانی بہرایچ کی طرف شکار شیر کے واسطے در پیش آیا لیکن صاحب رزیڈنٹ نے اس سفر دراز
مین شدت تمازت آفتاب کی وجہ صلاح ندی نواح دار السلطنت مین قریب قریب صورت سفر واقع
ہوئی ولچیت راجپوت کہ لڑکپن سے تلنگون کے فرقہ مین ملازم تھا اور فی الحال خدمات متعلقہ غالب جنگ
مامور ہو کر سر نخوت بلند کیا تھا چونکہ گذر بادشاہ ظل سبحانی کا اوسکے گانون مین جہان مسکن تھا ہوا ان
مین اوسکے روبرو حضرت ظل سبحانی براہ اطاعت حاضر ہوئین اور چاول شکر گھی وغیرہ سنبل ضیافت
پیش کیا ازبسکہ نوازشات سلطانی شامل حال تھی خلعتون سے سرفراز فرمایا اور طعام پکایا ہوا اوسکا
برغبت تمام تناول فرمایا غرض ان سفرون مین ایک دن وقت عزم ظفر الدولہ نے حفاظت خزانہ
کی واسطے کہ فقط نام باقی تھا روشن الدولہ سے کہلا بھیجا کہ عہد جنت آرامگاہ سے یہ رسم مقرر ہے
کہ جب سفر پیش آتا ہے پہرے انگریزی تلنگون کے فرح بخش مین حاضر ہوتے ہین بقول شخصے کہ
سه ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی روشن الدولہ جویاے وقت تھا ہی اپنی مشیر کے مشورہ
اس مضمون کی عرضداشت کی ظفر الدولہ سے درخواست کی ظفر الدولہ کہ انجام کار سے غافل تھے اوس مضمون کی
حسب ضابطہ عرضداشت مہری اپنی بھیجدی روشن الدولہ نے بجنسہ ملاحظہ اقدس تک پہونچائی اور یہ
مضمون پر آشوب بیان کیا کہ جبہ دو تنخواہ کو ہر طرح منظور ہے کہ مداخلت انگریزی کو اس سرکار
عالی مین کیا سروکار اور قدیم نمکخوار اور معتمد عقیدت شعار جو دم غلامی اور خانہ زادگی کا بھرتے ہین
وہ چاہتے ہین کہ پہرہ اور چوکی انگریزی فرح بخش کے اندر محلات شاہی کی ڈیوڑھیون تک آئین

کہ دشمنان حضرت معاذ اللہ نظربند اونکے رہین اور جبرین محل کی بےتکلف صاحب رزیڈنٹ بہادر تک
پہونچا کرین وہان کیا تھا بقول کسے دیوانہ را ہوی بس ست ؎ حضرت ظل سبحانی کا آئینہ ضمیر غبار شک
سی مکدر ہوا ظفر الدولہ کو بلا کر استفسار کیا ارسال عرضداشت سے اقرار کیا یہ مضمون باعث انسداد
آمد و رفت دربار شاہی کا ہوا مجال نہ تھی کہ بطلب قدم در دولت کی طرف اوٹھاتے القصہ جب
یہ صورت ظہور مین آئی دس بیس دن کے بعد روشن الدولہ نے بادشاہ سی عرض کیا کہ جو کچھ
بنظر ضرورت سرکار بواسطہ تمسک و قرض خزانہ عامرہ سی زر نقد لیا جاتا ہی حسب سررشتہ خانہ زاد
پہونچا دیتا ہے فی الحال راہ سفر مین جو روپیہ تقسیم شاگرد پیشہ مین صرف ہوا اوسکے واسطے پندرہ لاکھ
روپیہ ظفر الدولہ سے دلایا جاے خانہ زاد آمدنی ملک سی پہونچا دیگا چنانچہ بادشاہ نے ستر لاکھ روپیہ
ظفر الدولہ سے طلب کیا ظفر الدولہ نے مہلت چند روز کی لیکر جائزہ خزانہ کا لیا اور کاغذ درست
کر کے خالی صندوق جو سر بمہر تھے دکھلائے اور ایک عوض جسمین چند سکہ مثل رکابی اور بنارس اور
بھٹی اور کوڑی پندرہ سولہ لاکھ روپیہ کی حساب جمع خرچ مین باقی تھین کاغذ اوسکا ملاحظہ کے
واسطے ارسال کیا اور عرض کیا کہ تمام خزانہ جمع کیا ہوا جنت آرامگاہ کا اس بائیس برس مین ابتداے نیابت
سعد الدولہ سے اس عہد دولت تک صرف ہوا اور آمدنی ملک سی ایک حبہ داخل خزانہ نہوا نگہداری
خالی صندوق اور حفاظت کنجیون سی کیا فائدہ جس شخص کو حکم عالی ہو سپرد کر دون بادشاہ نی یہ معاملہ
روشن الدولہ سے بیان کیا اونہون نے جواب دیا کہ اظہار ظفر الدولہ کا محض دروغ ہی آخر کار
بھوانی مہرہ جو کلید دار خزاین کا تھا اوسکو بلا کر دریافت کیا اوسنے بہ اشارہ روشن الدولہ
عرض کی کہ خانہ زاد کو تعداد خزانہ کی معلوم نہین کہ کسقدر روپیہ تھا اور کہان کہان گیا لیکن اسقدر
جانتا ہون کہ بے حکم سرکار ایک حبہ صرف نہین ہوا اس بات سی اور بھی آتش سلطانی ظفر الدولہ پر
مشتعل ہوئی اور قطعی حکم خانہ نشینی کا نافذ ہوا خلاصہ جب آمد و رفت دربار شاہی سے موقوف ہوئی
روشن الدولہ نے چاہا کہ مہر سلطانی بھی ظفر الدولہ سے لیلیجاے یہ عرض نا قبول ہوئی حکم دیا
کہ کاغذ ضروری اونکے پاس بھیجدیا جایا کرے کہ وہ حسب ضابطہ مہر ثبت کر کے بھیجا کرین غرض
پوشیدہ نہے کہ عروج دولت وابستگان سبحان علیخان کا اس مرتبہ کو پہونچا کہ احسان حسین خان
اپنے دربار مین باعلان تمام کمال نخوت کے ساتھ کہتا تھا کہ سبحان اللہ کیا کیا مشکل کام ہم ہاتون

آسان کرتے ہین خلاصہ روشن الدولہ کو اسقدر یارا نہ تھا کہ وہ انتظام امور سلطنت کو رونق دیتی
لامحالہ کُل بزرگ کامون مین سبحان علیخان کا مشورہ کام کرتا تھا اور چھوٹے کامون مین احسان حسینخان کا
مداخلت تام حاصل تھی آغاز وزارت مین روشن الدولہ کو بادشاہ کی طرف سے طبیعت مین کچھ خوف
تھا اب ہمہ تن کھل کھیلے اور بادشاہ کو آزاد مزاجی کی وجہ نسبت ملازمون کے بے پروائی تھی
مرزا محمد حسن پسر روشن الدولہ کے ساتھ اس وضع سے پیش آتے تھے کہ روشن الدولہ
سر پر ہاتھ رکھکر زار زار روتا تھا بلکہ ترک وزارت منظور تھی اور تصویر خاص روشن الدولہ کی ایسی
بُری وضع کے ساتھ بنائی تھی کہ اوسکے دیکھنے سے رنگ چہرہ روشن الدولہ کا تیغ خجالت سے کٹتا تھا
آخر کار وہ علت قبیح دونون باپ بیٹون کی تمام شہر مین مشہور ہوکر باعث زوال رُعب وزارت کا ہوا
آخر خدا خدا کرکے احسان حسینخان نے ایسی تدبیرون سے رام بنایا گویا مسحور کیا غرض اب جو چاہتے
تھے بلا تکلف ظہور مین لاتے تھے آخر کار صاحب رزیڈنٹ بہادر نے جملہ کیفیت سے بے کم و کاست
اطلاع ہوکر بادشاہ ذی جاہ کے ساتھ نصیحت و پند سے پیش آئے لیکن کیا کرین مثل مشہور ہے کہ جوک
چھتے مین نہین چسپیدہ ہوئی اور سوراخ کر نہین سکتی ناچار مہر سکوت زبان گویا پر لگائی اور رفقای
قدیم روشن الدولہ نے جو دیکھا کہ بازار احسان حسینخان کا نہایت گرم ہے آتش رشک و حسد مین
مبتلا حتی الامکان خاک اوڑائی لیکن سبحان علیخان کی وجہ کچھ پیش رفت نہ تھی اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر اکثر باتین التفات حسینخان کو فہمایش فرماتے تھے ایک یہ ہے کہ سپاہ کو کم کرین کہ تنخواہ کثیر
دینا پڑتی ہے ضرورت نہین کہ یہ سپاہ لائق میدان کارزار کے نہین ہے کہ تمام افسران اونکے
گھرون مین بستر عیش پر آرام کرتے ہین اور باستثناء اللہ سپاہی ایسی نوکر ہین کہ نہ بندوق ہے نہ تلوار
اور دوسرے مصارف محلات کا اعتدال سے گذرا ہے آخر حکیم مہدی علیخان بھی تو نائب تھا وہ کسطرح
بادشاہ کو اپنے قابو مین لایا تھا تیسرے حال رعیت پر نظر کرنا ضرور ہے کہ مستاجرون کے ہاتھون
سے پریشان اور برباد ہو اور شکایت انکی باعث آزردگی اہالیان مصادر تصور کرنا چاہیے اور بدنامی
اوسکی ہماری طرف عاید ہوتی ہے اور ناخوشنودی خدا کی مستزاد لیکن بادشاہ کو یہ شیرین نصیحت
تلخ اور ترش معلوم ہوتی تھی اب القصہ مختصر مچھلی یا زکام پیدا شدہ بلہ روشن الدولہ نے بھی
نقشہ انتظام ملک پر جو حکیم مہدی علیخان نے بنایا تھا قدم رکھا یہ طرح کلام کی ڈالی کہ بادشاہ التماس

بہری نہین سنتے لہذا چاہتا ہون کہ بحیلہ مستاجری بادشاہ کو رضامند کرون تا صورت کمی سپاہ ظہور مین آوے اور بند و بست ملک خام اور امانی کے طریق پر اس تنگی کے ساتھ عمل مین آوے کہ رعیت پریشان خاطر نہو آخر جمع فضول حکیم مہدی علیخان پر تین لاکھ روپیہ اضافہ کرکے تراسی لاکھ روپیہ جمع قرار دیکر بندگان حضرت کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ حکیم نے پچاس لاکھ روپیہ حضرت کو دینا لکھا تھا اور خانہ زاد دو لتخواہ سلطنت سے ساٹھ لاکھ روپیہ مصارف بندگان حضرت کے واسطے حاضر کریگا لیکن عزل و نصب عاملون کا اور کمی و بیشی سپاہ کی میرے اختیار مین رہے خلاصہ بادشاہ نے عدم اقبال الایان صدر کا صرف عذر زبان پر لائے اور رزیڈنٹی سے بھی رپورٹ جواب معروضہ روشن الدولہ مین اس مضمون کا آیا کہ اگر مستاجری اسقدر ملک کی یکمشت مناسب ہوتی تو ہم کسواسطے اس ملک کو اجارہ نہ لیتے اگر روشن الدولہ اس سے بہتر کوئی اور تدبیر نکالی تو وثیقہ اوسکے واسطے مقرر کیا جاے اور جس شخص کو وہ چاہے وہ بھی وثیقہ دار ہو سکتا ہے آخر یہ جواب خیالی روشن الدولہ کا باطل ہوا مجبور ہو کر فوج کو حکم کمی کا دیا سبحان علیخان نے دیکھا کہ یہ چھری ظلم کی پھیرنا خلق اللہ کی گردنپر باعث بدنامی کا ہوگا آپکو اس وار سے بچا کر روشن الدولہ کو اس شمشیر مشورہ پر دھر لیا کہ فلان فلان انگریز جو ملازم حضور مین اونکو حکم ہو کہ کوٹھی دلکشا مین جاکر جائزہ سپاہ کا دیکھین جو ناکارہ اونکی نظرون مین آوے اوسکو موقوف کرین افسران سپاہ نے اکثر ششماہہ نذرانہ دیا تھا یہ حرف برطرفی سنکر جیتے جی مر گئے اور جان بتنگ آکر اور جو کچھ ہو سکا اون انگریزون کے عملہ کو دیکر یہ صورت ظہور مین لائے کہ یہان کی سپاہ کا کمی کرنا کچھ لطف نہین رکھتا چکلہ دارون کو حکم ہو کہ سپاہ متعینہ سے چہارم کمی کرین چنانچہ فرمان سلطانی چکلہ دارون کے نام جاری ہوے اور صدای واویلای بدلگی ہر طرف بلند ہوئی آخر ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ روشن الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے کہا کہ کوئی انگریز کلکتہ سے جو انتظام کمی فوج کا کرے طلب کیجئے اور کمی کرنا یہان کی سپاہ کا باعث بد عملی ملک کا ہے اس عرصہ مین عرضداشتین چکلہ دارون کی حضور اقدس مین گذرین اوس وقت ایک رسالہ سالقہ بحالہ نباشد تھا اب تازہ کرنیل ایرچبٹ نے حسب الحکم دو پلٹن تازہ کار آمدنی آراستہ کین اور اس فکر مین ہوا کہ اور کوئی تدبیر انسداد باب نصیحت گری رزیڈنٹ بہادر ظہور مین آوے یہ تصور تھا ہی کہ بعد روانگی کپتان ہین صاحب بہادر کہ مرزا مولوی اکرام حسین میر بادشاہی

کلکتہ مین تھا رسم سفارت اہل ہندوستانی حسب استرضاے صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ نواب گورنر
جنرل بہادر نے موقوف فرمائی سبحان علیخان نے دیکھا کہ منقطع ہونا سلسلہ سفارت کا اچھا نہین
ناچار کرنیل ڈیوا صاحب کہ قوم فرانسیس سے خلاف انگریزی تھے اوسکو سفارت ولایت پر قرار دیا
اور مولوی اسمعیل نام کہ زن قوم نصارہ سے مواصلت رکھتا تھا اور زبان دانی لغت انگریزی سے
بخوبی آشنا تھا صاحب موصوف کے ساتھ تجویز ہوا اور منظور تھا کہ تحائف قیمتی دو تین لاکھ روپیہ
کے قسم شمشیر خراسانی پیشکش باساز مرصع اور پلنگ مرصع اور چند زنجیر فیل اور کرگدن وغیرہ شہنشاہ
ولایت لندن کے واسطے ارسال ہون لیکن حمایت مسٹر ڈلوانڈ کور سے صاحب رزیڈنٹ بہادر
نے انکار فرمایا اسوجہ سے ایک اور انگریز اس کام پر مامور ہوا جسنے منزل مقصود پر پہونچکر تحفے
گذرانے اون سب تحفون سے فقط قسم حیوانات سے قبول ہوئے اور باقی مسترد ہوئے آزردہ
انگریز بھی بھرتی کے وقت راہی ہوا اور مولوی اسمعیل کہ عالم نشہ شراب مین کسی انگریز کی لڑکی پر
طرح عشق کی ڈالی تھی اس مخمصہ مین لندن سے خارج کیا گیا آخر حیدرآباد مین آکر مسافر ملک عدم کا
ہوا الغرض اس کشمکش مین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے علی التواتر صدر کو حکایات بارگاہ سلطانی تحریر
فرمائے اور وہان سے اکثر خطوط بندگان حضرت کے نام مقدمہ انتظام امور سلطنت مین پہونچے
اور یہان کے کامون کی خرابیون نے حد سے زیادہ اشتہار پایا چنانچہ تاج الدین حسینخان نے
اپنے قاعدے کے موافق کہ ذکر اوسکا کچھ قلمبند ہو چکا ہے عرضداشت اپنی اصامیان محل
کی معرفت ارسال کی اور نوروزی خانم نے خاصہ کھلانے کے وقت ملاحظہ اقدس مین گذرانی
اونھون نے پڑھکر روشن الدولہ کو اوسکے مضمون سے حرف بحرف آگاہ کیا اور خانم مذکور کو کہ
ساز و باز خارج سے رکھتی تھی حکم اخراج کا دیا اب روشن الدولہ نے تازہ گل کھلایا اور دوام
تندوپیچ پایا کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نے حسب رضا شکایت روشن الدولہ اور اہلکارون کی بابت
حضور اقدس مین پہونچائی اور حضرت نے روشن الدولہ سے وہ مضمون نقل کیا روشن الدولہ نے
جواب دیا کہ یہ تمام آتش افروزی کا باعث صدر مین حکیم مہدی علیخان اور تاج الدین حسینخان ہین
کہ سلطانی جلسہ والیون سے شیر و شکر ہوکر خبرین حال یہان کی پوست کندہ صدر مین تحریر کرتے ہین
لہذا خارج کرنا اون اصامیون کا محل سے برمحل مناسب ہے چنانچہ اس تقریب مین سو پچاس

اساسیان محل سے خارج کی گئین گویا دس پانچ ہزار روپیہ ماہواری کے سوا سے انعامات
صورت تخفیف اس شکل سے ظہور مین آئی اور روانگی مسٹر ونسٹ نام انگریز کی سفارت کی طریق
جانب صدر قرار پائی اور تین لاکھ روپیہ کے قریب اوسکو خزانہ سلطانی سے عنایت ہوئے جب وہ
روانہ ہوا بھائی اوسکا یہان رہتا تھا اوسکے نسبت کچھ مزاج بادشاہ کا شراب خواری کے وقت
مکدر رہا آخر یہ معاملہ بھی سفارت کا درہم برہم ہوا صورت درستی ظہور مین نہ آئی اس زمانہ مین حد
سے زیادہ نظر الطاف سلطانی حال پر روشن الدولہ کے مبذول تھی یعنے اسکے دولتخانہ مین
اکثر اوقات تشریف لیجاتے تھے اور عالم نشہ شراب مین اسپ سوار زینہ کی راہ کوٹھے پر چڑھ گئے تھے
روشن الدولہ اس روش سے کمال ششدر تھا کہ ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو یا حادثہ ظہور مین آئے
باہر کوٹھی مین بھی بیٹھنا حضرت کا خلاف سمجھکر اپنے محل کے اندر جگہ اجلاس کی دیتا تھا وہان صحبت نشاط
گرم رہتی تھی چنانچہ حسینی نام طوائف مان جرنیل صاحب کی جو خطاب سرفراز محل سے باعزاز تمام
سرفراز تھی حاضر خدمت رہکر مشغلہ اور کلام ولا فیہ و سخن دلکش مین مزاج حضرت کا سرد رکھتی
تھی خلاصہ وہ پردہ نشہ شراب غفلت کے آنکھون پر پڑے تھے کہ سرسواری مینا فقیر کلام
آزادانہ جو غفلت بادشاہ پر دال تھی بے تکلف زبان پر لاتے تھے چنانچہ اس مواخذہ مین
حکم اخراج نازل ہوا قہر درویش بر جان درویش اکثر وہ بیچارے شہر سے خارج ہوئے اور اکثر
لباس آزادی سے گذرے وضع اور صورت بدل کے قیام اپنا شہر مین غنیمت سمجھے القصہ
جب یہ صورتین بروے کار آئین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے روشن الدولہ سے کہا کہ اگر تمسے
کوئی تدبیر نہین ہو سکتی ہے تو ہم انتظام یہان کا کرتے ہین بقول شاعر ؎ مرض بڑھتا گیا
جون جون دوا کی ؎ اب روشن الدولہ او مشیران خاص مین یہان البتہ یہ مشورہ قرار پایا
کہ بہر صورت فکر مال مناسب جسطرح ہو طریق زرکشی کا عمل مین آئے پس فیقون نے احسان علیخان
کے خانہ سنجانہ اخذ زر شروع کیا سوا سترہ عدالتین تازہ قائم ہوئین عملہ عدالت اور کوتوالی
سابقہ کو مجال مخالفت نہ تھی تھوڑے زمانہ مین عمال سے پیمال تک اور شہر کے ساہوکار وغیرہ
مین جستجو مستغیثون اور تلاش معاملون کی شروع ہوئی اور فیصلہ مقدمات ماضی اور حال کے
درہم برہم ہوئے کہ فیصلہ اپنی وضع جدید پر قرار پایا داد بیچی اور کوئی کے اور ہر کار کے اور داروغہ قدیم

ہاتھ لگی قدر و اتب ہمہ تن زرکشی مین مصروف تھے اور روشن الدولہ نے بنظر اقدام بالحفظ سرمایہ
نقدی اپنا پیر باقر نام سوداگر کو کہ دوست سبحان علیخان کا دیانتدار تھا صیغۂ امانت مین سونپا اور
سبحان علیخان بنظر عاقبت اندیشی روشن الدولہ سے خواستگار رخصت کربلاے معلی کے ہوئے
اور روشن الدولہ بھی اسی امر کا سوال بادشاہ سے کرتا تھا آخر خریداری کاغذات نوٹ لاکھون
روپیہ کی گرم ہوئی اور صورت تجارت باندھکر آڑھت کا طریق بنارس اور کلکتہ اور کانپور مین نکالا
چنانچہ روشن الدولہ نے تعلقہ سدھان متعلقہ کانھپور کہ جاگیر سمت گرگوشائین سے تھا ظاہرا
چار لاکھ روپیہ پر رہن رکھا عامل اپنا پوتہ دار ہمیت روانہ کیا اور رات دن اس دریاے فکر مین
شناوری کرتے تھے کہ اگر کوئی آشنا معتمد ہاتھ آئے تو اوسکی قوت سے بہروی کیجاے
حسب الاتفاق یوسف علیخان عظیم آباد پٹنہ کے رہنے والے صاحب جاگیر عمدہ خاندان سے تھے لکھنؤ مین
آئے اور خلق و مروت و تقوے مین معروف چنانچہ ضلع عظیم آباد مین طریق تاڑی سے پینے کا علی العموم
جاری تھا سو کوئی مفتی قاضی پر حرام نہ تھا جو صورت بہار سے پرہیز کرتے مشکل است ممنوعات شرعی سے
اونکے مذہب مین جدا تھی بلکہ فرزند ارجمند اپنے پدر بزرگوار کا تاڑی پیکر فخریہ بیان کرتے تھے اور ان
یوسف علیخان کو حکم فتواے اہل ایمان سے مطلق حرام ہونا اوسکا ثابت معلوم ہوا کئی ہزار درخت تاڑی
کے جو انکی جاگیر مین تھے کٹوا ڈالے ہزارون روپیہ سالیانہ کی آمدنی مین داغ لگا بلکہ اوس محصول
سے بھی سوال لیکن نیست و نابود کیے نیکنامی انکی بوے گل کی رنگت گلشن ایجاد مین شائع تھی سبحان علیخان
کی سعی سے روشن الدولہ تک پہونچکر خلعت فاخرہ سرکار شاہی سے پایا اور حضرت سے رنگ جمایا
کہ تہدیات سدید انکی معرفت حسب دلخواہ سرانجام پذیر ہونگے کئی لاکھ روپیہ اس تقریب مین
ایک کچھ حصہ کے طریق اونکو دیا اور باقی خرید دیہات اور املاک کے لیے اونکو تفویض کیا کہ بیرون
ریاست کی روشن الدولہ کے لیے عظیم آباد مین جائین چنانچہ اونھون نے اس محصول زر کی
بدولت عظیم آباد مین پہونچکر دامن اپنا قرض خواہون سے پاک کیا پھر دوبارہ آکر وہ روپیہ جو
خرید دیہات وغیرہ کے واسطے لایا تھا لیکر عازم عظیم آباد ہوئے منزل مقصود تک نہ پہونچے کہ
الہ آباد مین انکا خزانہ عمر قزاق اجل نے لوٹ لیا لیکن وہ روپیہ جو لیگئے تھے بہ تاراجی
مصائب دستیاب ہوا۔

ذکر مریم مکانی بادشاہ بیگم اور بادشاہ سلیمان جاہ

احوال بادشاہ بیگم کا جو عہد وزارت معتمد الدولہ مین گذرا زیب قلم ہو چکا ہی اسیوجہ نفاق جو
بادشاہ سے ظہور مین آئی وضح ہو محل خاص کی خاص عورتون سے ثبوت اس بات کا ہوا
کہ بادشاہ بیگم صاحبہ پر معاذ اللہ کوئی جن عاشق تھا کسواسطے جناب ممدوحہ کی عادت دائمی تھی
کہ ہفتہ عشرہ مین بعد غسل لباس پاکیزہ پہنکر جواہرات سے ہمہ تن آراستہ ہوتی تھین اور ہمراہ عطر
مین بسکر ایک مقام جداگانہ مین قیام فرماتی تھین مجال نہ تھی کہ پھر وہان فرشتے خواصون یا خادمون
کے پہارکاین دور دور گوشہ مین اونکے نشانہ ناوک نگاہ سے رہتے تھے اور جناب ممدوحہ زبان
مبارک سے فرماتی تھین کہ آج آمد آمد اوس جن کی ہے چنانچہ کوئی خواص کہتی تھی کہ ہمنے آواز
حضہ پہنچکی اپنے کانون اوس حجرہ سے سنی تھی اور کوئی کہتی تھی کہ صدا ہم کلام ہونے کی در پردہ
او نیزہ گوش ہوئی تھی خلاصہ مخصوص اس تقریب کے واسطے ایک مکان نفیس آراستہ کیا تھا
جملہ اسباب نغمہ اور طرب شد و مد کے ساتھہ مہیا رہتا تھا عورتین زہرہ وش پری رخسار خوش گلو اوس
جلسہ مین دھم دا دُدھی بھرتی تھین چنانچہ اس یوم جلسہ کو ہندی مین بیٹھک کہتے ہین اور حلیہ اس
لفظ کا یہ ہے بے فتح وار او ریاے تحتانی ساکن اور ہاے فارسی بھی خالی فتح سے نہین اور یائے
اور کاف تازی اس وجہ سے حضرت قادر قدرت کو کہ جو آغوش راحت بیگم صاحبہ مین پلی تھی لیکن جب سے
اوس مکان مین بیٹھنے کی عادت تھی چنانچہ اس بات کا شہرہ تھا کہ بادشاہ بیگمون کا بیگم صاحبہ کے پاس
اور شاہزادہ شاہزادے کے قریب آنا تھا اور یہان بھی حاضر خدمت رہتی تھین لامحالہ ہر ہفتہ مین
ہان بیٹھے دولون اس تقریب کی وجہ خانگیہ مین رونق افزا ہوکر اسباب عروسانہ سے ہر ہفت
ہوتے تھے اور جو گانے والیان ڈومنی وغیرہ اس جلسہ کے شریک تھین وہ حصول انعامات سے
مالامال ہوتی تھین غرض یہ امر واجبات تھا ہر تقریب مین پانسو چار سو روپیہ اور کبھی ہزار دو ہزار روپیہ
بلاتکلف صرف ہوتے تھے اور ملبوسات خاص جو اوس جلسہ مین زیب بدن ہوتے تھے وہ گانے والیون کو
انعام مین ملتے تھے اور دوسری عادت بیگم صاحبہ ممدوحہ کی یہ تھی کہ آپکو ہزار جان و دل سے
شیدای جناب حضرت ایمہ معصومین علیہم السلام سے بدرجہ کمال ظاہر فرماتی تھین اور وہ حصہ تین ظہور پیرالی کی تقلید

جو کبھی اگلے سلطانون سے بانچہ حصول اقتدار و ثروت سرزد نہین ہوئین اور شاہ اسمٰعیل و تمام صفویہ و صفا سے یہ
اور سلاطین ایران و عرب بھی اوسکے پاس تک نہین پہونچے اس عہد مین اختراع تازہ پیدا ہوا تھا یعنی
ایک مکان عالیشان و وسیع کہ جسمین بارہ حجرے معقول اور کمرے وسیع تعمیر تھے اور دولہن کی صورت
سر سے پاؤن تک آراستہ چنانچہ نام اوس مقام کا درگاہ دوازدہ امام مشہور تھا شامیانے قیمتی زربفت
کے پرتکلف جسمین آبدار موتیون کی جھالر لگا ہوا اور بادلہ سے سلسلہ بندیہ تھا اور ستون چاندی کے طلا کار
اور جھاڑ جسمین چالیس کنول شمعدار روشن ہون سونے کے کام کی نہایت خوشنما گلکاریان بنی ہوئی
اور فرش کمال نفیس اور عمدہ اور آئینے صورت دار نہایت آب و تاب کے ساتھ قد آدم اپنے
مقامون پر نصب تھے اور ضریح مقدس گران بہا سونے چاندی کی ہر جگہ پر جشن افروز تھی اور ہر معصوم
کی روز ولادت کو اون مقامون مین ساز خوشی کا بجایا تھے اور شہادت و وفات مین اونکے حسب قاعدہ
مجلس عزا برپا ہوتی تھی اور ایام ولادت ہر معصوم مین جو رسمین دنیا کی معروف اور مقرر ہین چھٹی کے
روز تک فرط شادمانی کے ساتھ ادا ہوتی تھین جملہ مصارف سے ان مقامون کے ایک بارگاہ چھوٹی
اس خوبی کے ساتھ بنی تھی کہ ہزار حسن گلزار ارم کی اوس پر نثار تھی سوا باغات سلطانی خوشبودار
پھول پانچہزار روپیہ کے روز عشرہ محرم تک بازار سے مول آتے تھے چنانچہ اوس عہد مین خوشبودار
پھول کی قسم سے اور ارباب دولت کو نصیب نہوتا تھا اور طول اوس بارگاہ کا سو قدم سے کم نہین
اور عرض پندرہ بیس قدم سے زیادہ اور کبھی منقش اور ستارے نقرئی طلائی اور جھالرین بادلہ کی
نہایت پرتکلف اس صرف مین در آئی تھین عطریات اور خوشبودار لخلخون سے وہ مکان اسقدر
بسا ہوا تھا کہ عجب نہین حوران بہشتی کو آرزو اور تمنا یہان کی جاروب کشی کی ہو غرض پہلے روز ولادت
ہر معصومون سے چھ روز تک اور عشرہ محرم سے چہلم تک چند روز وفات ہر دوازدہ معصوم مین حضرت
جہان پناہ کو لازم اور لابد تھا کہ خدمت وہان کی ہزار جان و دل سے فرماتے تھے خواجہ سرا اور جوان
وغیرہ اکثر عورتین شریک جلسہ ہوتی تھین اور عملہ ملازمان بیرونی کی رسائی وہان تک بہت کم تھی
نذرین اور خیرات اور نفیس و خوشگوار کھانون کی تقسیم اور شیرینی و پاکیزہ اور میوہ ولایتی عمدہ اور پوشاکین
پرتکلف اون کے خانون مین صرف ہوتی تھین اور وفات کے دن مرثیہ خوانی اور شربت اور مٹھائی
اور میوہ کا صرف عمدہ تھا خلاصہ ان آٹھ مہینون مین چار پانچ لاکھ روپیہ سالیانہ سے کم خرچ نہوتا تھا

بلکہ زیادہ تصور کرنا چاہیے اور آنا ارباب محلات کا بھی وان خالی نکلنے ہی نہ تھا القصہ اعتقاد
حضرت کا ان مقدسون مین اس درجہ تعلق پذیر تھا کہ پہلی تاریخ محرم کو سو پچاس تعزیہ در دولت سے مقام
معہود تک اپنے سر پر رکھکر لاتے تھے خلاصہ ہر مرتبہ کی آمد و رفت مین کئی کوس زمین کا طے ہونا
تصور کرنا چاہیے اور یہ آنا جانا فرش سنگریزہ پر برہنہ پائی کے ساتھ تھا کہ تلوون مین کانٹے کی طرح
کھٹکتے تھے اور وجہ اس برہنہ پائی کی زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام
کربلا اور کوفہ سے شام تک ننگے پاؤن زمین سے طے فرماتے تھے جنگلی کانٹے اوس معصوم کے نازک
تلوون مین چبھتے تھے چونکہ مین بھی محب اونکا اور شیعہ مذہب ہون کیونکر تکلیف گوارا نکرون اور
چہلم تک بستر خواب روے زمین پر رہتا تھا پلنگ کو شیر درندہ سے کم تصور نفرماتے تھے اور بادشاہ
بیگم صاحبہ اور نواب قدسیہ محل اور ملکہ زمانیہ وغیرہ جملہ بیگمات زنجیرین اور طوق طلائی اور نقرئی کمر و گردن
اور پاؤن مین حضرت کے پہناتی تھین کہ وہ حقیقت مین کئی سیر کا بوجھ ہوجاتا تھا اور بعد انقضاے ایام معہود
راہ انعام مین یہ سب بیدریغ صرف ہوتا تھا اور تمام راتین ماہ محرم مین آنکھین عالم بیداری مین خواب آشنا
نہوتی تھین شام سے صبح تک ہر محل مین اکثر خود بدولت اور کمتر خواجہ سرا مرثیہ اور روضہ خوانی کرتے
تھے غرض یہ پچاس دن مردم دیدہ حضرت کو روتے ہی کٹتے تھے سلسلہ اشکون کا جاری رہتا تھا
اور ترک لذات فرماتے تھے ہرچند دختر رز پہ ہزار دل و جان سے عاشق زار تھے لیکن چہلم تک اصلا نام
تک زبان پر نہ آتا تھا بہرحال آدھا سال رونے پیٹنے مین عزاداری کے ساتھ گذرتا تھا ان دنون
فرشتے کو بھی مجال نہ تھی کہ ہرچند کام دنیا کا ضروری پیش ہو زبان پر لائے اور وزیر و مشیر کو بھی اسقدر
قدرت نہ تھی کہ مقدمات سلطنت مین لب ہلائین گو بچشم ظاہر ارباب دانش کی آنکھون مین یہ حرکتین باعث
تضحیک اور تمسخر کے نظر آتی تھین لیکن ایک چشمہ آبدار فیض کا جاری تھا کہ اکثر بندہ کان خدا سیر رہتے تھے
اور مومنین اور سادات کامیاب اور یہ طریق تھا کہ اگر کوئی مقدمہ سخت پیش آتا تھا تو حضرت امام باڑون مین
گوشہ نشین ہوتے تھے اور اہل شہر کہتے تھے کہ حضرت اچھوتے مین رونق افزا ہین اور فقط دربار
بند رہتا تھا کم کوئی مہینا ہوتا تھا کہ نصف ان عالمون مین بسر نہین ہوتا تھا اور یہ صورت تازہ پیش آتی تھی
کہ لڑکیان دوشیزہ قوم سادات سے گیارہ بارہ برس کی سو سو دو دو سو روپیہ ماہوار کی ملازم ہوتی تھین
اور پوشاکین ہر ایک کی ہزار پانسو سے کم نہین ہوتی تھین اور نام ان آساسیون کا اچھوتی قرار پایا تھا

اور یہ تصور تھا کہ خدمت جناب خاص اماموں میں مشرف ہو کر عقد خاص میں در آئیں گی آخر جناب
مجتہد الزمانی سید محمد صاحب فرزند رشید جناب مولوی دلدار علی صاحب علیہ الغفران نے فتوے
لکھ بھیجا کہ اگر یہ تقریب مراد نواب سے ہے تو بہرکیف حاصل ہوئی اب مناسب ہے کہ عقد ان کیر کونکا
مسنین کے ساتھ فرمایا جاوے نہیں تو یہ ثواب منجر بعذاب ہوگا خلاصہ خزانہ عامرہ سلطانی ایسی ہی
تقریبوں میں صرف ہوا اور یہی تنگدستی باعث نزاع بادشاہ بیگم صاحبہ سے اور زیادہ تر ہوئی کہ حضرت
قدر قدرت کو گمان باطل تھا کہ جس مکان میں بادشاہ بیگم رونق افروز ہیں اوسمیں کوئی حوض زر نقد سے
لبریز بعہد جنت آرامگاہ کا دفینہ ہے اور آمدنی جاگیر اور عنایات حضرت خلد مکان مستزاد لہذا انتزاع اوس
مکان کا منظور نظر تھا اور دوسرا مقدمہ نواب قدسیہ محل کا تھا کہ طبیعت بادشاہ بیگم مریم مکانی کی
آنوجی سے اسی وجہ غبار آلودہ تھی کہ جو افعال بد نواب قدسیہ محل سے ظہور میں آئے یہ باعث ہوا کہ زہر نوشی
چہل روزہ اختیار کی اور علاوہ اسکے بادشاہ بیگم کو اعتماد الدولہ پر نظر شفقت تھی اور حضرت نے
ہمیشہ دیدہ و دانستہ چشم پوشی فرمائی لیکن آئینہ ضمیر انکا اوس سے مکدر رہا اور جسوقت قدسیہ محل
نے انتقال کیا حکم سلطانی تھا کہ تمام اہل محل اور بیگمات اس ماتم داری میں چالیس دنوں تک لباس
سیاہ رنگ زیب تن کریں چنانچہ بادشاہ بیگم نے یہ سیاہ پوشی گوارا نکی اور حضرت سے فرمایا کہ
لباس سیاہ پہنا ماتم حضرت امام عبد اللہ الحسین علیہ السلام میں بشر کو زیبا ہے دوسرے کے لیے
سزاوار نہیں اور تم اب محبت ائمہ معصومین کا دم بھرتے ہو اور سوا اسکے بادشاہ کو غم و الم میں [illegible] کس
کی سیاہ پوشی شایان نہیں چنانچہ یہ گرم تقریر بادشاہ بیگم کی سنکر آنوجی کہ درحقیقت پرکالہ آتش تھی
اوسنے یہ تازہ آگ لگائی کہ اگر حضرت بطن بیگم صاحبہ سے ہوتے تو بیشک رنج و ملال میں حضرت
کے شریک ہوتیں القصہ مزاج بادشاہ کا اس تقریر گرم نے اور افروختہ کیا اور آتش آشفتگی کی
مشتعل ہوئی اور سوال خالی کرنے مکان کا کہ جسمیں بود و باش تھی بادشاہ بیگم سے زبان پر آیا چنانچہ
مریم مکانی نے جواب دیا کہ اس مکان میں کہ بنایا ہوا جنت آرامگاہ شوہر میرے کا ہے داعیہ تمہارا
نہیں پہونچتا ہے اور خلد مکان کہ شوہر میرے تھے اونھوں نے یہاں بٹھایا ہے آخر نوبت
اس نزاع لفظی نے طول کھینچی اور بادشاہ نے مولوی غلام یحیی خان کی معرفت صاحب ریذیڈنٹ
بہادر سے یہ معاملہ پیش کیا اور اس تقریر میں زر متعدد دونوں طرفوں سے صرف ہوا لیکن صاحب

رزیڈنٹ بہادر کو توجہ اس امر مین نتھی اصلا تندہی نفرمائی آخر مولوی مذکور نے بادشاہ کو اس امر پہ
آمادہ کیا کہ اونھون نے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ اگر آپ طرفداری ہماری نہین فرماتے ہین
تو بیگم صاحبہ کی بھی طرفداری نفرمائیے مین جو کچھہ مناسب جانونگا اوسے سمجھہ لونگا غرض ان باتون سے
بیگم صاحبہ نے نارضامند ہوکر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ کاغذ ہماری جاگیر کا بادشاہ سے
منگا دیجیے خلاصہ کشاکش مین اس نزاع کی مفویون نے اور گل تازہ کھلایا یعنی دو تین خواجہ سرا
حبشی مسلح محل بیگم صاحبہ مین اس موقع سے بٹھائی کہ بادشاہ نے وقت معاودت اونکو دست بقبضہ دیکھکر
تصور کیا کہ بیگم صاحبہ نے انکو بہمہ تن قتل کے واسطے مامور کیا ہے اس بات سے اور بھی آتش غضب
بادشاہ شعلہ زن ہوئی اور شمشیر آبدار وہین ہل پڑے چنانچہ راجہ شیو دین سنگہ نے حکم سلطانی کے
موافق خاکروب کو محل کے اندر جانے سے قطعاً ممانعت کی اور چاہا کہ آپ بھی بے محابا قدم اندر
ڈیوڑھی کے رکھے اوسوقت ناچار حبشیون اور ترکنیون نے اوسکو پتھرون سے زخمی کیا پھر تو بادشاہ
نے حکم دیا کہ اگر بادشاہ بیگم اس جگہہ سے اوٹھتی نہین ہین تو مزدوران عمارت کو بلا تکلف اجازت دو
کہ خادمان محل بیگم صاحبہ کو سنگسار کرین چنانچہ ان شیطانون نے برابر مینہہ اینٹون اور پتھرون کا برسانا
شروع کیا نجاست اور فضلات ہانڈیون مین بھر کر اوس مکان مین پھینکنا آغاز کیا کہ تنگ آکر بادشاہ بیگم
اوس مکان سے دست بردار ہون اور تازہ سوانگ یہ بنایا کہ ایک عورت مفلوک کو معاذ اللہ
بادشاہ بیگم نام قرار دیکر چند عورتون کو محل کے حکم دیا کہ ایک نے مکس رانی کی خدمت کو رونق
دی اور ایک نے مورچھل جھلنا شروع کیا اور ایک نے اوگالدان ہاتھہ مین لیا اور ایک نے
پنکھے کو تکلیف دی اور ایک نے پاندان کا رنگ رچا غرض ان صورتون سے وہ اہل خدمت اوس
بیگم مفلوک کے ساختہ کے ساتھہ ہوئین یعنی بادشاہ بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین غرض اسیطرح نقلین
حرکات بیگم صاحبہ کی بر روی کار آتی تھین بادشاہ اور تمام عورتین محل کی کہ یہ مقام رونے کا تھا
قہقہہ مارکر ہنستی تھین غرض جب ان حرکتون سے بھی مدعا حاصل نہوا بیگم صاحبہ کو پیام دیا کہ مرزا فریدون بخت
بہادر کو اونکی ماں سمیت حضور مین بھیجدین اونھون نے جواب دیا کہ جسوقت خلد مکان نے
مجھے تمکو طلب کیا تھا اور ہینے نہ دیا تھا اب فریدون بخت کی مفارقت کس طرح گوارا کرونگی کہ
تمکو دون بہرحال یہ خیال محال ہے بقول ع این خیال ست و محال ست و جنون ۰۱۰ اور ان دونون

سلطانی ملازمون کو یہ حکم تھا کہ اصلا اطاعت بیگم صاحبہ پر دل نہ دو اور ناگفتنی کلام اونکے حق مین زبان پر لاؤ
چنانچہ افضل چوبدار ڈیوڑھی پر اونکے آواز بلند جو کچھ سست وسخت کلام زبان پر آتا تھا بے تکلف کہتا تھا
کہ بیگم صاحبہ سنکر رنجیدہ ہوتی تھین اور بادشاہ خوشدل چنانچہ ان باتون کی بدولت چوبدار مذکور مردہ ہوا
آخرکار روشن الدولہ حکم رزیڈنٹ کے موافق درپے اصلاح ہوئے کبھی آپ ڈیوڑھی پر جاتے تھے
اور کبھی مرزا محمد علیخان ابن نوازش علیخان پوتے سالار جنگ اور کبھی عبد الباقی خان عبد الرحمان خان قندہاری
کے بیٹے کو کہ صاحب رسالہ تھی بلاکر سمجھاتے تھے اور خوف دلاتے تھے لیکن بادشاہ بیگم بھی جواب دیتی تھین
کہ جب بیٹے نے شمہ اون لوگونکے افسون کی حقیقت نہ سمجھی اور دوسرا کیا مال ہے خصوصاً اپنے کو وبے ہوئی سے
گو نا عقل سے دور ہی بیہودہ سرزنش اچھی نہین اتفاقاً یہ معاملہ درپیش تھا کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر کی روانگی
کلکتہ بضرورت ظہور مین آئی اور وابستگان بیگم صاحبہ نے مشہور کیا کہ صاحب ممدوح خاص بیگم صاحبہ کی طرفسے
جاتے ہین یہ خبر مشتہر سنکر بادشاہ اور متوحش ہوئے چنانچہ کوٹھی فرح بخش سے اوٹھکر دولتخانہ ساختہ
نواب آصف الدولہ بہادر مین رونق پذیر ہوئے اور طرح اقامت ڈالی جب صاحب رزیڈنٹ بہادر پھر کر
تشریف لائے دل بادشاہ کا ہاتھون مین لیا اور دولتخانہ سے اوٹھاکر پھر فرح بخش مین لائے اور بادشاہ بیگم
سے کہلا بھیجا کہ جہان پناہ بیٹا تمھارا نادان اور آپ دانشمند بہرکیف دلداری فرزند کی واجب تر لہذا مناسب ہے
کہ اوس مکان سے اوٹھکر جو مقام پسند مزاج مبارک ہو وہان استراحت اور قیام فرمائیے بیگم صاحبہ نے
جواب دیا کہ مجھکو فیض آباد مین کہ جاگیر میری ہے بھجوا دیجئے لیکن اسوقت جاگیر بھی بادشاہ نے بند کی تھی
وہ صورت قرار نہ پائی آخر یہ بات ٹھہری کہ جب تک صدر کلکتہ سے اس باب مین تحریر نہ آوے الماس باغ
مین کہ الماس علیخان کا بنایا اور عشرت گاہ سالار جنگ کا تھا متوقف ہو رہین ناچار بیگم صاحبہ ممدوحہ نے اپنے
متعلقون اور لواحقون سمیت اوس مکان سے جو بنیاد فساد تھا اوٹھکر باغ مذکور مین قیام فرمایا اور سارا
سامان اپنا نقد وجنس سے جو کچھ کہ ممکن تھا اوٹھاکر اپنے ساتھ لے گئین غرض وہ باغ مذکور لکھنؤ مین واقع
تھا اور یہ بات مشہور وزبان زد خلائق تھی کہ اب صورت نقل سلطنت بیشک ظہور مین آئیگی اہالیان صدر
اولاد نواب شجاع الدولہ جنت آرامگاہ سے کسیکو تخت پر اوٹھاکر بٹھائینگے اور یہ بھی مشہور تھا کہ
اقبال الدولہ بہادر بڑے بیٹے نواب شمس الدولہ کے براہ کلکتہ لندن مین تشریف لیگئے ہین سوالجواب انکے
ریاست کے باب مین درپیش ہے کیا عجب کہ وہ کامیاب ہون چنانچہ یہ سب باتین بیگم صاحبہ کی نارضامندی کی ۱۵

وجہ یہ تھین ایک دن رات کو حضرت عالم نشئہ شراب مین جناب بیگم صاحبہ کی جوشش محبت مادری مین پیادہ یک
سوار ہوکر بلا تکلف عالم تنہائی کے ساتھ الماس باغ مین پہونچے جو لوگ دم دروازہ مامور تھے اونھون نے
عدم شناسائی کی وجہ منع کیا جب پردی غفلت کے آنکھون سے اوٹھے اور معلوم کیا کہ حضرت خود مین راہ
مداخلت کی دی حضرت نے بعد ادائے رسم سلام زبان معذرت واکی اور چاہا کہ ساتھ اپنے دولتخانہ
سلطانی مین لائین چونکہ رات کم تھی بادشاہ بیگم نے کہا کہ اب رات تھوڑی باقی ہے آپ یہان استراحت
کرین وقت صبح اگر منظور خدا ہے ظہور مین آئیگا حضرت نے اسوقت عذر سردی کا کیا اور چاہا کہ آرام فرماوین
بستر خواب پر دراز ہوئے بادشاہ بیگم نے رضائی شالی اوپر اوڑھادی کہ دخل سردی کا نہو بہرحال منظور
خدا کچھ اور ہی تھا بادشاہ نے اوٹھکر کہا کہ صبح کو سواری بھیجکر آپکو بلاونگا یہ کہا اور براہ مستقیم سوار ہوکر
چاندگنج مین تشریف لے گئے وہان روشن الدولہ موجود تھا اوسکو کیفیت گذشتہ سے مطلع کیا وہ اوسی
دریای فکر مین غوطہ زن تھا کہ ذکر اوسکو فریب کا زبان قلم پر آئیگا یہ سمجھا کہ بادشاہ بیگم سے بڑھکر دوسرا
اور حافظ جان و سرپرست بادشاہ کا نہین بادشاہ سے یہ عرض کیا کہ حضرت دوسری مرتبہ ایسی حرکت
نفرمائین گے خانہ زاد کو معلوم ہو چکا ہے کہ بیگم صاحبہ جان حضرت کی دل سے دشمن ہین فلان فلان شخص نے
قتل حضرت پر زہر کھلائے ہوئی تھین لیکن خواجہ سرا نے سینہ سپر ہوکر اوس صدمہ عظیم سے حضرت کو
بچایا یہ سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگئے اور اوس رضائی شالی کو کہ ہنوز سر سے جدا نہوئی تھی آتش سوزان
مین جلادی اور درپے تجسس اور احوال کے نہوئے فقط اوس خواجہ سرا کو کہ جسکی روشن الدولہ نے
نشان دہی تھی طلب کیا روشن الدولہ کہ درپردہ حضرت کا دشمن جانی تھا خواجہ سرا مذکور کو نظارت
کی طمع پر ایسا رضامند کیا اور جن کی صورت شیشہ مین اوتارا کہ اوس دیوانے نے اوس مضمون کو
طلاقت لسانی سے بخوبی جلا دی کہ وہ آتش نزاع جو شعلہ زن تھی نہ بجھی اور مشتعل ہوئی اور یہ تشریف
لیجانا بادشاہ بیگم کے پاس حضرت کا خالی مصلحت سے نہ تھا فقط زبان بندی رزیڈنٹ بہادر کے واسطے
یہ امر ظہور مین آیا تھا کہ باوجود عذر و معذرت جناب بادشاہ بیگم نے اپنی سخن پروری کی الماس باغ
سے پھر آنا قبول نہ کیا القصہ اوسی سال لارڈ پادری لشپ صاحب نے لکھنؤ مین تشریف لاکر تجویز
فرمایا کہ روپیہ جمع کیا ہوا جنرل مارٹین صاحب کا کہ بادشاہ کی کمپنی کو اوسکے سود سے دو شعبہ دنیا پڑتا ہے
اب اس شہر مین مدرسہ آراستہ ہو اور وہ روپیہ طالب علمون اور خرچی مولویون اور انگریزی پادریون

صرف کیا جاوی چنانچہ یہ جلسہ کوٹھی جنرل مذکور اور عمارات نواح دلکشا مین حسب پسند قرار پایا اور اوسی سال ایک شخص قوم فرانسیس سے وارد لکھنو ہوا اور دعوی کیا کہ مین براہ ہوا روی آسمان پہ جا سکتا ہون یہ کلام اوسکا باعث استعجاب خاص و عام کا ہوا غرض اوسکو منظور تھا کہ لاکھ روپیہ درماہہ میرا سرکار شاہی سے مقرر ہو مگر چودہ ہزار روپیہ نقد اوسکو خزانہ شاہی سے عنایت ہوا کہ پہلے بطور نمونہ کوئی بات حضرت کی ملاحظہ مین لاؤ اگر کہنا اوسکا ظہور مین آیا تو بہر کیف دامن تمنا زر کثیر سے مالا مال ہوگا چنانچہ اوس فرانسیسی نے ایک غبارہ آراستہ کیا اور ایک کشتی بید کی بنا کر بواسطہ سلاسل اوسمین آویزان کیا چنانچہ تمام شہر کے تماشائی بواسطہ منادی آگاہ ہوکر بروز موعودہ صبح کوٹھی دلکشا مین جمع ہوئی اور وہ غبارہ ساز اس کشتی مین بیٹھکر باواز بلند یہ صدا دی کہ اگر کوئی اسوقت میرے ساتھہ اس کشتی مین بیٹھکر چلے ہزار روپیہ بطریق اجرت اوسکو دیتا ہون آخر جان اپنی کسکو گران بار تھی کہ نادانستہ اس راہ پر قدم رکھتا القصہ اوس شخص نے اسباب ضرورت کے کلیجہ اور پنیر اور گوشت پختہ اور شراب وغیرہ جو کئی دنون کو کفایت کرے باحتیاط اپنے پاس رکھکر دھوئین کے زور سے قاعدے کے موافق اوس غبارہ سے ایسا بلند ہوا کہ فاصلہ زمین کا اوس سے دو تین کوس سے کم نہ تھا آخر چوکی پہ کبوترون کے کہ پانچ چھہ کوس شہر سے فاصلہ پہ ہے وہان پہونچکر زمین پر اوترا و مظہر تھا کہ جملہ اعضای بدن فرود ہوا سے سردی کھائی ہے اور کثرت سرما اوٹھائی ہے کہ قوت حرکت کی باقی نہین اور آج روز فلک پہ بدلی چھائی تھی جسکی وجہ کچھہ نظر نہین آتا تھا القصہ جسوقت شیعہ و سنی وغیرہ ملازمان شاہی نے ڈیوڑھی بیگم صاحبہ پر حشر برپا کیا تھا خاکروب و سقہ کی مجال نہ تھی کہ قدم اندر ڈیوڑھی کے رکھتا چنانچہ اس دار و گیر مین نوبت خونریزی کی بھی آئی کئی خادمہ محل تلنگون کے ہاتھون سے قتل ہوئین اور لاشین اونکی دریا مین پھکوا دیگئین کہ ایسا نہو کہ افشا ہونا اس خون کا باعث آزردگی فراج صاحب رزیڈنٹ بہادر کا ہو غرض عالم مجبوری مین بیگم صاحبہ ممدوحہ نے جنا الماس باغ کا گوشہ اختیار کیا شوہر کے زمانہ سلطنت مین وہ کیفیت گذری فرزند کی عہد شاہی مین یہ ذلت نصیب ہوئی دیکھئے اب فرزند کی بدولت کیسا خفت پیش آئے جب بیگم صاحبہ الماس باغ پہونچین وہ کہانین فرزند ارجمند کی طرف دیکھین اوس کیفیت اوس خواجہ سرا غلام کی کھلی کہ اوسنے آنکو قاتل بادشاہ قرار دیا تھا نہایت دل شکستہ ہوئین اور پریشان تنہا آخرکار پوتے اور بھتیجے بیگم صاحبہ کے یعنی مرزا ذوالفقار علی اور مرزا علیخان وغیرہ اپنے اہل و عیال سمیت

اور وہ اقربا جو مدت سے جدا تھے بیدل و متفق ہو کر بخوف حاکم اور اندیشہ غارتگری سے دروازہ الماس باغ
پر سکونت اختیار کی اور بیگم صاحبہ موصوفہ نے بھی اپنی حفاظت جان کے واسطے سپاہ جدید اس صورت
سے محافظت باغ کے لیے مامور کیا کہ مسلمانوں کو روٹیان اور ایک پیالہ غلیہ کا یا دال اور ہندوون کو فی نفر
سیر بھر آٹا دال اس امید پر کہ ترقی دن عروج و دولت کے وقت صورت ملازمی ظہور مین آئیگی قیمت ہر روز
ملتی تھی اور امام بخش شریک آبرو ہو کر افسر ان نوملازمون کا بنا اور محل مین بی مغلانی اور فرخندہ خانم
اور امانی خانم وغیرہ کارپرداز تھین اور بیگم صاحبہ کا عذر جاگیر کے خواستگار اور طلبگار زرنقد اس راہ مین
کہ خرچ سوائی فیض آباد مین ہرج نہو صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنا طرفدار بادشاہ مدنظر تھی لہذا آنا اپنا
نامناسب نہین جانتی تھے اور نہ زرنقد بھیج سکتی تھی انتظار آمد جواب کا صدر سے باعث لیت و لعل تھا اور
جب سوال جواب روشن الدولہ سے تو بیگم صاحبہ مین آتا تھا روشن الدولہ وہی عذر پیش کرتا تھا کہ جس
کام پر کمر ہمت کی باندھی ظہور اوسکا بدون دوری بیگم صاحبہ کے غیر ممکن اور جاگیر کے باب مین یہ جواب
صاف تھا کہ بعد صفائی پیچ جو جمع قرار پائے بیگم صاحبہ کارپردازان سلطنت کے ہاتھوں لیا کرین ہنوز یہ
تکرار طے نہوئی تھی کہ روشن الدولہ کو اور دور کی سوجھی اپنے دلمین سمجھے کہ یہ جملہ کارپردازی فیض النسا
مغلانی جواہر اعتماد الدولہ کی وجہ سے ہے اوسکو محل سے نکالا چاہیے نہین تو بیباک عامل بیگم صاحبہ
کی جاگیر پر مامور ہوگا اور خود روپیہ ہماری ضائع ہوگی اور جب تک کہ وہ محل مین موجود رہیگی ہمیشہ جوابدہی
ہر امر مین صاحب رزیڈنٹ بہادر سے پڑیگی آخر کار ازجی کو تالیف قلوب کرکے اپنا مددگار و معاون بنایا اور
چھوٹی خانم دختر فیض النسا کی معرفت سلسلہ جنبان ہوئی اور اوسنے مغلانی کو پیام دیا کہ بادشاہ کو تمہاری
جدائی بیگم صاحبہ منظور نہین اور دشمن اس بات پر زہر کھائے ہوئے ہین کہ ہرگز ان دونون مین صورت
ملاقات پیدا نہو اس سبب سے بادشاہ نے تمکو طلب فرمایا ہے کہ صورت صفائی آئینہ ظہور مین جلوہ گر ہو تو حسن
حسب خواہش روشن الدولہ معاملہ ظہور مین آیا اور شمشیر تدبیر نے جوہر اپنے دکھائے یعنی وہ بی مغلانی
اصلی معاملہ سے غافل حسب وعدہ سوار ہو کر در دولت پر پہونچی یہان وادی تردد پر پہنچا تھا ہی ہنوز
سواری اوتری نہ تھی کہ دربانان نے اشارہ روشن الدولہ کے موافق منع کیا کہ اوترنا سواری کا
یہان بدون حکم محال غرض اس تکرار مین وہ طول کھینچا کہ روشن الدولہ اور کمبوہون کی کارپردازی
بلا کی صورت پہونچی اور کہاریون کو محل سے بلا کر پردہ سواری کا اوٹھا دیا اور فیض النسا مغلانی کو

کشان کشان روشن الدولہ کے پاس لیگئے پوچھا کہ تو در دولت پر کسواسطے آئی ہی اوسنے کہا کہ موافق طلب
بادشاہ کے حاضر ہوئی ہون چنانچہ روشن الدولہ نے اوسیوقت جاکر حضرت کے کان پھونکے کہ یہ چڑیا سونے
کی کہ دراصل کنجی قفل عقل بیگم صاحبہ کی تھی اس مکر و فریب کے ساتھ ہاتھ آئی ہے اب بہر صورت بندکا تحفظ
کو فائدہ کی بات ہی چنانچہ حکم بادشاہ سے وہ تیرہ نصیب کوٹھی نور بخش مین مقید ہوئی اور باب راحت بند آخر چند
عرصہ مین عارضہ مند ہوئی اور یہ خبر متواتر صاحب رزیڈنٹ کو پہونچی روشن الدولہ سے فرمایا کہ اگر مغلانی خانہ مجلس
مین قید حیات سے نجات پائیگی تمھارے حق مین اچھا نہوگا ناچار عالم مجبوری مین کچھ اوس سے لیکر رہا کیا اور کیفیت
بیگم صاحبہ کی یہ تھی کہ مفارقت مغلانی نے کمر ہمت توڑ دی جب تک قیام اسکا محل مین تھا اسکی کارگذاری کی وجہ
نوبت فاقہ نہ آئی اب فاقہ پر فاقہ تھا کارپردازان سلطنت پنبہ بگوش تھے اور مہاجنان شہر بھی براہ قرض کچھ زر نقد
دے نہ سکتے تھے زیور اور جواہرات اونکا جس کسیکے ہوں لیا گھر اوسکا ضبط کیا غرض عجب بلا مین مبتلا تھین
ہراسے ماندہ تباہی پر فتین اور بقول سعدی ع بہین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست ٭ بازار بدمعاش اور
جعلسازون کا شہر مین گرم تھا اور خواجہ سرای محل اپنے خیال محل مین پڑے تھے کہ فرخندہ خانم مہر دار سے
ملکہ کاغذ پر مہرین چھاپ کر باسید کشائش مطلب شیرینی کی صورت تقسیم کرتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ کو
انکا مددگار بنا دین اور بیگم صاحبہ ممدوح کے خیال مین تھا کہ خبرین صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پہونچی ہین
اسلیے اکثر کرانی گل تازہ کھلاتی تھی کہ اپنی بی بیون کو باغ مین بھیجکر سبز باغ دکھائی کہ بیگم صاحبہ
نہال ہوکر طلائی نقرئی اسباب انعام مین بخشتی تھین کہ انھین کی وجہ صاحب رزیڈنٹ تک حال پریشانی
سراگوش زد ہو کہ یہ روز بد مبدل بعشرت ہو مگر کیسکی آبیاری سے نخل آرزو سرسبزی بار ور نہوا اسی
عرصہ مین اکثر زمینداروں نے اس نواح کے کہ بدمعاش تھے الماس باغ مین حاضر ہو کر پیام دیا کہ ہم لوگ
کارپردازان سلطنت کے ہاتھون تنگ آگئے ہین اور سینہ ہمارے اونکی شمشیر ستم سے چور نگ ہین اگر بیگم صاحب
ہاتھ مہربانی کا ہمارے سرون پر رکھین تو ہم جان نثاری کے واسطے حاضر ہین خلاصہ اس پیرایہ مین جمعیت
دو ہزار آدمی سلاح بند کی بہم پہونچی لیکن شہدلی سب پر غالب ہے کہ قریب الماس باغ مذکور سورج کنڈ
نام ایک تالاب معابد ہنود سے واقع ہے اور ہر سال بھادون کے مہینے مین ایک عظیم میلہ وہان پر ہوتا ہے
اس مرتبہ جب سپاہی ہمراہی بیگم صاحبہ سلاح بند تماشا دیکھنے کے واسطے اوس میلہ مین آ گئے تھے کہ مرزا
علی پرشاد بیگ کوتوال سے دوچار ہوئے اور سنے حسب قاعدہ شہر سلاح بندی سے منع کیا وہ لوگ

بندوبست کے ساتھ پیش آئے یہ خبر روشن الدولہ تک پہونچی اور ذکر اسکا حضرت کے روبرو اور لباس مین
آیا کہ بیگم صاحبہ نے کئی ہزار آدمی اس عزیمت کے ساتھ نوکر رکھے ہین کہ منا جان کو بزور شمشیر تخت پر بٹھائین
اور حضرت کو اوٹھا دین اور شہر کو غارت کرین غرض اس تقریر گرم نے وہ آتش فساد بھڑکائی کہ نائرۂ غضب
سلطانی مشتعل ہوا اور حکم دیا کہ بیگم صاحبہ کو زندہ گرفتار حاضر کرو اور اگر یہ صورت ظہور مین نہ آئے سر اوتار لاؤ
چنانچہ سپاہ سلطانی عدم دستیابی تنخواہ سے پریشان حال اور بیدل تھی روشن الدولہ نے تالیف قلوب
کے واسطے جسطرح بنا تنخواہ سپاہ تقسیم کی کہ دم کار زار جان نثاری سے دریغ نکرین اور اہل سپاہ
بیگم صاحبہ کو بدعا سے خیر یاد کرتے تھے کہ انکی بدولت مدت دراز کے بعد زر تنخواہ آنکھون سے دیکھنا
نصیب ہوا القصہ اب سلطانی فوج کشی شروع ہوئی اور ہر طرف سے مور و ملخ کے مانند آکر الماس باغ
کو گھیر لیا راجہ لالجی نائب جنرلی اور قیام الدولہ ٹپر جنگ بخشی اور فقیر محمد خان اور سنکانس صاحب رسالون
سمیت اور راپٹ صاحب پلٹن اور توپخانہ سلطانی کے ساتھ اور توپخانہ بالاگنج یہ سب آمادہ فساد ہر
معرکہ موجود تھے سوال بادشاہ نسبت بیگم صاحبہ یہ تھا کہ سپاہ نوکر کا برخاست پر قلم موقوفی پھیرے و
منا جان کو اگر جان عزیز ہے ہمارے پاس بھیجدو اور بیگم صاحبہ کا یہ جواب تھا کہ منا جان میری جان کے
ساتھ ہے اور میرا ہاتھ کسیکا پہونچ نہین سکتا غرض قریب تھا کہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو اور خونریزی
دو چار سو آدمی کی ظہور مین آئے ناچار منشی التفات حسین عملہ وشاگرد پیشہ سمیت اس معرکہ مین آکر
بیگم صاحبہ کو حکم صاحب رزیڈنٹ بہادر سے پیام دیا کہ سپاہ اپنی موقوف کرو روٹی کپڑہ اور عزت
تمہاری ہمارے ذمہ ہے آخر یہ ہنگامہ فرو ہوا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بعد اطلاع الالیان صدر تجویز
فرمایا کہ جاگیر اودہ پرگنہ سلون لہ متعلقی فوج جو کچھ باقی رہی بیگم صاحبہ کو پہونچا کرے اور بادشاہ خلاف
اسکے پانچ ہزار روپیہ ماہ دینا اقبال کرتے تھے اس معاملہ مین ایک دو لاکھ روپیہ نقد صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے روشن الدولہ سے لیکے بیگم صاحبہ کو بھیجدیا اور کیفیت مقدمہ صدر کو تحریر فرمائی
ہنوز انتظار جواب تھا کہ برق قہر آسمانی حضرت ظل سبحانی پر ٹوٹی ۔ معاذ اللہ آخر کار شکستہ خاطری مادر
مہربان نے وہ زہر پیا کہ جگر کیجان بادشاہ پر آبنی یعنی جو یہ صورتین ظہور مین آئین طوطی روشن الدولہ کا
بوجہ ساز و باز انگریزی گلشن لکھنؤ مین بخوبی بولنے لگا یعنی شاہ حکومت کرسی نشین ہوا ہر خرد و
بزرگ دم اطاعت بھرنے لگا آمدنی پر ملک کے تابہ قلم صرف آیا اور خزانہ خالی ہوا بادشاہ کو اضطراب لی

ہاتھون ہاتھ لیا اکثر عالم انشا مین محل کے اندر عورتون سے یہ کلام زبان پر لاتے تھے کہ جو کچھ تمھاری قسمتون مین ہے جلد جلد مجھسے لیلو اور عیش کر لو کہ بعد میرے روٹی جوار اور دال ماش کی نصیب ہونا سخت مشکل ہو شمس الدولہ کے لڑکے وغیرہ وارثون نے اہالیان انگریزی سے بواسطہ نوشتخواند پیام سلطنت دیا ہے اس نظر سے مجھکو منظور ہے کہ ایک کوڑی خزانہ مین باقی نرہے شبستان سلطنت خانہ غربا کی صورت بیچراغ ہو کہ دوسرے کو روز روشن شب تاریک سے زیادہ نظر آئے بقول شخصیکہ نہ پس خوردہ مانند خود سگ خورد + اور روشن الدولہ اس فکر و تدبیر مین تھا کہ جسطرح اخراج بیگم صاحبہ کا ہوا ہو اسی صورت اور ہواخواہان حضرت ظل سبحانی کا اخراج ظہور مین آئی کہ تا پھر کانٹا باعث کاوش دل محل مین باقی نرہے آخر نوبت یہ پہونچی کہ اسامیان باقی براتی خانم اور دوا خاصہ والی اور نوروزی خانم خاصدان والی وغیرہ نے جو یہ رنگ خراب دیکھا اور سمجھین کہ انجام کار آبرو برباد ہی پھریگا بیماری وغیرہ کسی حیلہ سے خانہ نشین ہوئین چنانچہ براتی خانم بیمار ہو کر مر گئی اس عرصہ مین علی التواتر صدر کلکتہ سے حسبت انتظام امور سلطنت تحریر نافذ ہوئی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بھی دفتر کے دفتر مضمون شکایت مین صدر کو قلمبند کیے اور جب یہان تاکید فرماتے تھے روشن الدولہ جواب صاف دیتا تھا کہ مجھکو مزاج بادشاہ مین مداخلت نہین اگر کبھی سپاہ کے باب مین عرض کرتا ہون فرماتے ہین کہ میرے نوکرون کو کسواسطے برطرف کرتا ہے اور ملک کو اباد کرنا چاہتا ہون تو فرماتی ہین کہ عہد نواب سعادت جنگ بہادر سے یہ رسم ہمارے قلمرو مین جاری نہین ہوئی درصورت ظہور خلاف عملدرآمد قدیم نقصان لاکھون روپیہ کا اٹھانا کیا ضرور اور اگر مصارف محل مین سخن زبان پر آتا ہے تو یہ جواب دندان شکن ارشاد فرماتے ہین کہ تمکو ہمارے گھر سے کیا کام ہم جسکو چاہتے ہین بخشتے ہین اور اگر تماشائی بنکر مہر سکوت لب پر لگاتا ہون تو آپ بدنام اور پادشاہ خفا فرماتے ہین اور اگر زیادہ سبقت کرتا ہون تو حکیم مہدی علیخان کے مانند مغضوب اور معزول ہونیکا خوف ہے اور آپ سے امید تدارک نہین بہرکیف اس مرض سخت کا علاج منظور نظر ہے کہ اس مریض کو خیبگا کیجیے کہ پھر قیامت تک صورت ہماری نظر نہ آئے لیکن اس شرط پر کہ آپ حافظ جان اور حرمت ہین اور باب ضمانت مین عہد مستحکم فرمائین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے یہ بات سنکر فقط یہ جواب دیا کہ جسمین بہبودی خلق اور خوشنودی رعایا اور بقای نام ریاست ہو عمل مین لاؤ آخر کار یہ معاملہ طشت از بام افتادہ کے مانند مشہور ہوا شرابدار اور آبدار وغیرہ جو قوم

مسلمان اور ہندو و نصارا سبھی خدمت ساقی گری مین ممتاز تھے اسپر آمادہ ہوکر شربت مسموم
استعمال بادشاہ مین لائے لیکن کارگر نہوئی بلکہ بدنامی کے ساتھہ اونکی آبرو پر پانی پھرا اور جب
بادشاہ کو استعمال علاج وغیرہ سے صحت کامل حاصل ہوئی نہایت دست و پاچہ ہوئے اور عداوت
بدخواہان دوست نمائی قلبی کی صورت کھلی حفظ جان کے واسطے چار چار روز بہ ایں ہاتھہ طعام نفیسہ بہ
ہلاک کے خوف سے کہ شاید مسموم ہو نہ بڑھاتے تھے فردوران عمارت اور تلنگان ملازم سبھی جوار و چنے
بھنے ہوئے لیکر اپنی جیب مین بھر رکھتے تھے اور اوسکو نوش فرماکر اوقات امید و بیم مین بسر فرماتے
تھے اس ہنگامہ مین بھی جوار باب شرافت تھے وہ عالم مجبوری مین کنارہ کش ہوگئے فقط بدخواہ قوم
ارذل اور اجلاف سے باقی رہے اونمین دو کہاریان یعنے دہنیا اور دوسری ڈلوی کہ ہمہ تن
روشن الدولہ کے جادۂ اطاعت سے باہر نہ تھین صحبت انکی گرم رہی قضا کار طبیعت حضرت
کی کثرت شراب اور استعمال برف سے ناساز ہوئی اور عارضہ نے رنگ نیا جمایا صورت استسقا آشکار
ہوئی ہاتھہ پاؤن مین ورم آگیا لاہروقت جراب ودستانہ پہنے رہتے تھے اور بیگم صاحبہ حال علالت سنکر
کبھی کبھی خبر خیریت طلب فرماتی تھین اور ارادہ آنے کا بھی عیادت کے واسطے تھا لیکن حضرت کو
منظور نہوا صاحب رزیڈنٹ بہادر سے کہلا بھیجا کہ مین بیگم صاحبہ سے ملاقات نکرونگا کہ وہ مجھکو علیل اور
بیمار دیکھکر خوشی کرینگی غرض دوسری ماہ ربیع الثانی تک اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت تھی کہ اپنے
پاؤن سے چلتے پھرتے تھے اتفاقاً اوس روز طعام پختہ خانہ اناجی آیا تھا اومین قلیہ کریلا کا بھی
تھا اوسکو بادشاہ نے تناول فرمایا تیسری تاریخ شہر مذکور کو آدھی رات کے وقت چوکی پر گئے
اور وہان سے آکر صورت انگڑائی کی پیدا ہوئی اور تمام رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے لحاف
اوڑھ لیا اب یہان روایت خلاف مشہور عام ہے بعضے اسیقدر کہتے ہین کہ کشاکش مین کام بادشاہ کا تمام ہوا
اور بعضے کہتے ہین کہ ہنوز رشتہ حیات منقطع نہوا تھا کہ دہنیا مہری وغیرہ وہان کے حاضرین نے
آب تربوز مین زہر ملا کر آب خنجر آبدار کے مانند بجبر حلق مبارک مین اوتارا کہ ٹھنڈی ہوجاوین آخر نوبت
نزع کی پہونچی روشن الدولہ اور سبحان علیخان نے اگر پہلے نشتر سے پاؤن کی رگ ہفت اندام سے
کام لیا خون معلوم نہوا لیکن اناجی نے ہاتھہ نبض اپنا ناک پر رکھکر دیکھا ثابت ہوا کہ اب دم باقی نہین
لیکن اسوقت بھی اوس شیر مردہ سے زہرہ اون سبز دنون کا پانی پانی تھا اوسکو سکتہ تصور کیا

آخر کام اونکا اجل تمام کر چکی تھی مفہوم ہوا کہ شب چہارم ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری تھی طائر روح روان نے قفس تن خاکی سے پرواز کیا القصہ چھبیس برس کی عمر میں ان حضرت نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور دس برس اس حکمرانی میں چھ کرور روپیہ سے زیادہ جو خزانہ میں تھا اور پندرہ کرور روپیہ آمدنی ملک سے نقد سوای جواہرات وغیرہ کے سب صرف کیا گلشن ایجاد میں تازہ خزان آ گئی بہار گئی بیت کار دنیا کسے تمام نکرد ۔ ہر چہ گیرید مختصر گیرید

ذکر آنکہ مریم مکانی و فریدون بخت کا بعد رحلت سلیمان جاہ کے

جناب بادشاہ بیگم صاحبہ بامید وعدہ کہ منشی التفات حسین خان نے صاحب رزیڈنٹ بہادر کی طرف سے جاگیر کی عوض نقدی قرار دینے کا کیا تھا الماس باغ میں مصارف مردمان نوکر نگاہداشت کا کم کرکے فریدون بخت اور عزیزون سمیت بسر کرتی تھیں اور اپنے ہمشیرہ زادہ مرزا غلام علیخان نام کو سوال جواب کے واسطے خدمت صاحب رزیڈنٹ بہادر میں مقرر کیا تھا ہر عزیز و اقربا اجرای مشاہرہ یا جاگیر کا منتظر تھا قریب دو ہزار آدمیون کے شاگرد پیشہ وغیرہ ملازم بیگم صاحبہ کے تھے لیکن بسبب عارضہ حضرت ظل سبحانی کا سنکر نہایت رنج و الم میں مبتلا تھیں اور ہر ایک چشم تمنا سے منتظر نظر تھا کہ چلکر دیدار آخری نور دیدہ دیکھون لیکن حضرت دیدہ و دانستہ چشم پوشی فرماتے تھے آخر کار وہ شب روز اجل کی آئی اور حال بادشاہ کا غیر ہوا منتظم الدولہ نے اطلاع دہی بیگم صاحبہ نے گریہ جانسوز اور نوحہ غم اندوز شروع کیا اور مرزا علیخان کو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے پاس روانہ کیا کہ اب آپکو دوستی میری بادشاہ سے اور دشمنی دشمنون کی واضح ہوئی یا اب تک دغدغہ باقی ہے آپ میرے حق میں کیا فرماتے ہیں اب میں بلا توقف آتی ہون القصہ بلا انتظار جواب سواری طلب فرمائی تھی کہ پہرا سی صاحب کلان بہادر نے جو متعینہ ڈیوڑھی تھا اور روشن الدولہ نے بھی یہ خبر ایلچی صاحب کو پہونچائی صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بواسطہ چوبدار حکم ممانعت کا دیا کہ آنا تمہارا مناسب نہیں کسواسطے سیاست فریدون بخت کو تجویز ہوگی یہ تخت وراثت نصیر الدولہ سے رونق پذیر ہوگا خلاصہ یہان کب صبر ہو سکتا تھا ہرچند حکم ممانعت زبانی چوبدار پہونچا لیکن اوسنے التفات نکی اور سواری منگائی میں فریدون بخت سمیت سوار ہوکر بعازم دردولت کی ہوئیں اور امام بخش سقہ دشمن آبرو

جو جنرل اونکے لشکر مین مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار اور دو تین سو برقنداز ہمراہ لیکر مقام حسن باغ مین پہونچکر
کہ مرزا علیخان مذکور نے آکر پیام صاحب رزیڈنٹ بہادر کمال ممانعت کے ساتھ پہونچایا کہ مین بندوبست
آپکے دربارہ کا بقدر کفایت کر دونگا آپ التماس باغ سے ہرگز ہرگز قدم باہر نرکھین کہ کوئی گل خار وار
کھلے مگر یہان رنگ اور ہی طبیعت مین جما تھا کچھ خیال ممانعت پر نکیا اور دروازہ کوٹھی فرح بخش پر پہنچین
اب یہان کی کیفیت سامعین گوش فرمائین کہ جب پہر رات کو حضرت ظل سبحانی کا روز حیات شام ہوا
اور آفتاب عمر غروب صاحب رزیڈنٹ بہادر اگر کوٹھی فرح بخش مین دو کمپنی اور دو توپین مامور کین اور
فوج انگریزی سے جابجا نگہبان مامور اور مقرر کیے اور نواب نصیر الدولہ بہادر کو بلا کر ایک طرف اوسی
مکان مین بٹھایا اور آپ اس خیال سے کہ اسوقت شور و غوغای ماتم رحلت بادشاہ کا محل مین پڑا ہے
دم صبح صورت اجلاس سلطنت ظہور مین لاونگا اور سوای فوج انگریزی دو تین کمپنی رابٹ صاحب
کی دونون سمت فرح بخش مین کھڑی کر کے اپنی کوٹھی کی طرف مراجعت فرمائی مگر چھوٹے صاحب
بہادر کو یہان چھوڑا تھا القصہ بیگم صاحبہ جب در دولت پر پہونچین دروازہ سلطانی جو بازار کپتان
کی طرف تھا بند پایا بلکہ محارسان دروازہ نے منع کیا لیکن فیلبان نے حسب اجازت بیگم صاحبہ
دروازہ کو بزور فیل توڑ دیا اور بنفس سواری بیگم صاحبہ کی بارہ دری مین عقب تخت شاہی پہونچی و
عبد الباقیخان وغیرہ قندہاری کے بلانے کو آدمی مامور ہوا چنانچہ مصطفی خان نواسہ عبد الرحمن خان کا
حاضر آیا اسوقت بیگم صاحبہ نے ہاتھ فریدون بخت کا مصطفی خان مذکور کے ہاتھ مین سونپا اور فریدون بخت
کو حکم دیا کہ وہ شمشیر اور بندوق ہاتھ مین لیکر تخت پر کہ سلطنت چند ساعت کی مقدر مین تھی رونق افروز
ہونے اور بیگم صاحبہ نے اندر سواری سے فرمانروائی شروع کی اور امام بخش سقہ نے حکمرانی آغاز
پہلے رام دھن ہرکارہ کو پروانگی دی کہ سپاہیان پلٹن رابٹ نے جا کر گھر سبحان علیخان کا غارت
کرین اور اونکے لڑکون کو یہان حاضر چنانچہ روشن الدولہ اور سبحان علیخان اپنے لڑکون سمیت اوسی
جگہ ایک مکان مین پوشیدہ تھے سپاہیان پلٹن مذکور نے جاتے ہی کھودنا مکان سبحان علیخان کا
شروع کیا اور متاع آبرو بیہ باقر سوداگر کے خریدار ہونے لگے کہ نظر بلا زمان بیگم صاحبہ کی روشن الدولہ پر
جا پڑی چاہا کہ دست و گریبان ہون کہ روشن الدولہ نے تلوار کمر سے لی اور ہاتھ قبضہ پر ڈالا یہ شور
دار و گیر سنکر بیگم صاحبہ نے حکم دیا کہ یہ شخص محاسبہ دار سرکار عالی ہے اوسکو زندہ گرفتار کر رکھو

اور مرزا محمد حسن خان فرزند روشن الدولہ کا جو جرنیل تھا اوسنے پنجۂ لگدکوب سے ہزار خرابی سے رہائی پائی
القصہ اسوقت وہ صدای شور و فغان بلند تھی کہ کوئی کسی کی بات نہ سنتا تھا اسباب افضل النسا
مہری کے گھر کا لوٹ کر اوسکو بھی کشاں کشاں لائے اور مولوی غلام یحیی خان اپنی حفاظت میں جان
و آبرو کے واسطے کوٹھی فرح بخش سے دریا کی طرف کود پڑے چنانچہ اس صدمہ سے ضرب سخت پاؤن مین
آئی کہ ڈیڑہ مہینے تک سینکا کیے کثرت ورم سے قوت رفتار باقی نرہی اور ابنای سبحان علی خان نے
چاپلوسی اور کارسازی سے وہ کام لیا کہ پنجۂ عذاب سے چھوٹ کر باہر آئے اور توپخانہ مین سلامی شروع
ہوئی کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نے رونق افروز ہوکر ارشاد کیا کہ منا جان کو کسکے حکم سے تخت سلطنت پر
بٹھایا یہ سنکر بیگم صاحبہ نے ہنس کے جواب دیا کہ سلطنت موروثی ہماری ہے حکم دوسرے کا کیا ہی صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے فرمایا کہ صدر کلکتہ سے سلطنت نواب نصیر الدولہ کے واسطے قرار پائی ہے لہذا مہلت
دس منٹ کی دی اور یہ گھڑی اسوقت میرے ہاتھ مین ہے خبردار منا جان کو اگر جان کی خیر منظور
ہو تو تخت سے اوٹھا دو خلاصہ پھر اندر میعاد کے تین مرتبہ اوس مضمون بالا کو دوہرایا کچھ سماعت نہوئی
اور چیٹھی انگریزی احکام صدر کی جو ہاتھ مین تھی اوسکو مرزا علیخان کو دکھا کر فرمایا کہ حکمنامہ صدر کا موجود ہے
اور دو منٹ کی مہلت باقی ہی کہ اس گفتگو مین ہاٹن صاحب بہادر یعنے چھوٹے صاحب نے آکر
چہرہ خون آلودہ اپنا کہ سر وہان بیگم صاحبہ سے ضرب رسیدہ تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو دکھایا اور
تین کمپنی تلنگانون کی توپ سمیت اوسی عرصہ مین نازل ہوئین قصہ کوتاہ مرزا علیخان نے جو حق نمک
تھا بیگم صاحبہ کو سمجھایا وہان شدنی سر پر کھیل رہی تھی اور نشہ شراب غفلت کے آنکھون مین چڑھے
ہوئے کچھ سماعت نکی ناچار صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اون صاحب کو جو چھاونیون سے آئے تھے
حکم سر کرنے توپ کا دیا یہان حکم کے ساتھ جو مہتاب توپ پر پڑی چند چہرون مین تیس چالیس
آدمی گرے اسوقت پسر نور نقال ناچ رہا تھا ہاتھ اوسکا کلائی کے پاس سے دور ہوا اور تمام انگریز
رغنہ کرکے کوٹھی فرح بخش پر پہونچے اور کثرت سے دہوین نے باروت کے اوس مکان کو غیرت
ظلمات بنا دیا اور شیشہ آلات صدمہ چہرہ سے شکستہ ہوکر زمین پر گرا اور مصطفی خان جو سینہ سپر منا جان کا تھا
اوسنے دو گولے چہرے کے سینہ پر کھا کر سپہ گری کے ساتھ حق نمک ادا کیا یعنے جان شیرین
سے گذرا اور محمد سعید زخمی ہوا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے منا جان کو سخت سست کہکر یہ کلام

فرمایا کہ جلد تخت سے اوٹھہ کہ دیر گشتہ ہونے مین نہین سپہ منا جان نے بھی کہ جان پر بنی تھی جواب
تنرکی بہ تنرکی دیکر بندوق کو ہاتھہ سے پھینک دیا اور دو زینہ تخت سلطنت سے اوتر کر اوسکو جانب نشیب
گرا دیا اور سر دست اندک ضرب بھی پاون مین پہونچی خاص بردار اور برقنداز بیگم صاحبہ کے کہ جو
براہ شرارت بندوق زنی سے بند نہ تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کے سپاہی گرد ہالے کی مانند
حلقہ زن ہوئے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر حالت مجبوری مین صورت تصویر ساکت تھے اور کرنیل
رابٹ نے فریدون بخت کو گرفتار کیا اوسوقت بعضے رفیقان منا جان نے ہاتھ سے شمشیر سپر ڈالا
تلنگہ ہاے انگریزی نے اونکو سنگینون پر رکھہ لیا جب منا جان گرفتار ہوکر صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے پاس آیا دریا اشکون کا آنکھون سے جاری تھا اسٹرائٹن صاحب بہادر اور بخاور سنگہ کی مشکین
باندہ لین اور بیگم صاحبہ بھی سمیت قید فرنگ مین تھین آخرکار منا جان بھی سمیت کلان کوٹھی مین گرفتار
ہوئین اور لاشین کشتون کی فرح بخش مین پڑی تھین وہ سب نیچے پھینک دی گئین اور مکان تخت
سلطنت کو پاک و صاف کرکے نصیر الدولہ بہادر کو تخت سلطنت پر جلوس دیا حاضرین معرکہ روشن الدولہ
اور سبحان علیخان نے نذرین گذرانین اور توپین سلامی کی حسب ضابطہ سر ہوئین اور وہ آتش ہنگامہ
جو سرکش تھی فرو ہوئی اور صداے مبارکبادی ہر طرف سے بلند آہنگ تھی خلاصہ جب نصیر الدولہ بہادر
تخت سلطنت پر رونق افروز ہو چکے جنازہ سلیمان جاہ کا حسب آئین شاہانہ اوٹھا اور کربلاے مکارم نگر
مین کہ پار گومتی کے حضرت ظل سبحانی نے تعمیر فرمائی تھی و نیم تیار موجود ہے لاش اونکی دفن ہوئی
اور جب صاحب رزیڈنٹ بہادر کوٹھی کلان مین تشریف لاے بیگم صاحبہ اور منا جان کو زرد کوٹھی مین
کہ مکان رزیڈنٹی سے ملحق تھی بھیجا اور آب و طعام حاضر کیا لیکن بیگم صاحبہ نے وفور ذلت آب و طعام کو
نہ اوٹھائی رو دیا کین آخر ایک پلٹن اور پچاس سوارون کی حفاظت مین طرف کانپور کے روانہ ہوئین
کرنیل ڈووی ہمراہ تھا کچھہ روز کانپور مین رہین پھر قلعہ چنار گڈہ مین جاکر نظر بند ہوئین اور کچھہ میعاد قرار
پائی۔ اوسکے بعد نواب لارڈ گورنر جنرل بہادر نے حال زار منا جان پر رحم کھاکر قلعہ سے باہر رہنے کا
حکم دیا اور دو ہزار چار سو روپیہ ماہواری سرکار بادشاہی سے صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ کی معرفت
خرچ روزمرہ کے واسطے مقرر کیے گئے آخر کار سراے فانی سے سفر کہ ناگزیر ہے ۱۶ محرم سنہ ۱۲۶۲ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کو عروس مرگ مفاجات سے ہمکنار ہوے اور اوسی سرزمین مین مدفن اونکا

اریا یا آٹھ سو روپیہ ذاتی اونکے سرکار شاہی مین ضبط ہوئے اسکے بعد بادشاہ بیگم نے بھی سو رماہ صفر ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء مین پنجشنبہ کے دن شش جہت سے سفر کیا اب فقط تین سو روپیہ اولاد مناجان کے واسطے کہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ گئے تھی سرکار شاہی سے ماہواری تنخواہ باقی رہی

کیفیت تخت نشینی محمد علی شاہ

جب کرنیل جان لو صاحب بہادر نے اوس دارگیر سے کہ ہنگامہ تازہ صدای حشر سے پاتھا مطمئن خاطر ہوئے بے شش و پنج بارہ دری سنگین کی آراستگی و صفائی کے واسطے حکم دیا اور لاشین اجل رسیدون کی صدف شکستہ کے مانند دریای گومتی مین کہ لب کوٹھی چھتر منزل موج زن تھا بہا دی گئین خلاصہ جب وہ ایوان جنت نشان اس خس و خاشاک سے پاک ہوا حضرت محمد علی شاہ کو جو پیشتر سے اگر کرہ فرح بخش مین رونق بخش تھے اونکو بلاکر ابھی چھہ گھڑی دن چڑھا تھا سہ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء کو تخت سلطنت موروثی پر جلوہ فرمایا حسب آئین و دستور قدیم ارکین سلطنت اور ملازمان شاہی نے نذرین گذرانین جلسانہ سن مبارک حضرت تریسٹھ برس کا تھا کہ تخت و تاج موروثی ہاتھہ آیا چونکہ گرم و سرد ہوائین زمانہ کی کھاچکے تھے اور نیرنگی چرخ نیلی فام کی بچشم مبارک ملاحظہ فرماچکے تھے نہایت حسن و لطف کے ساتھہ حکمرانی کو کشادہ پیشانی رونق دی ہرچند قوت امراض سے دست و پا ناتوان ہوگئے تھے اور ہر عضو بدن ضعیف مگر بیدار مغزی نے انتظام سلطنت کو خواب غفلت سے جگا دیا طبیعت انصاف پسند تھی عروس عدالت کو حسن کے ساتھہ زیوری فلاکی رعیت نے آرام پایا غرض ہرچند ستارہ اقبال شاہی چمکا مگر ضعف و ناتوانی کے ہاتھون صورت قطب جگہ سے حرکت کرنا دشوار تھا ارکان دولت بنات النعش کے مانند حاضر حضور رہتے تھے اور اپنے کامون مین مصروف ملاحظہ کاغذات ملکی مین زنہار حرف نہین آیا بہت اچھا قلمرو سلطانی نے حسن انتظام فرمایا آمدنی ملک نے رونق پائی اخراجات بیجا پر تیغ قلم منسوخی کا پھیرا اور اسقدر اپنی کارپردازی سے صاحبان عالیشان صدر کو رضامند فرمایا کہ سولہ لاکھہ روپیہ جدید جو تنخواہ فوج انگریزی کے واسطے حسب تجویز رزیڈنٹ بہادر اور ظہیر الدولہ سفیر کے مشورہ سے سوای عہد و میثاق سابق مقرر ہوئے تھے نامنظور فرمائی اور کمال رسم و اتحاد سرکارین عالیین مین رونق پذیر ہوئے چنانچہ وثیقہ شاہزادون اور صاحبان محلات وغیرہ کا حسب درخواست قبول کیا گیا تفصیل اوسکی یہ ہے

نواب ملکہ جہان فخر الزمانی سلطان ارا بیگم کے پانچہزار روپیہ ماہواری اور پانچ اسم صاحبان محل کے پانسو روپیہ
فی اسم سو سو روپیہ ماہواری اور آٹھہ اسم شاہزادگان والاتبار کے اونکے محلون سمیت دو ہزار آٹھہ سو روپیہ
ماہواری مقرر فرمائے اور سات شاہزادیکے واسطے دو ہزار روپیہ قرار دیئے گئے اور چھہ اسامیون کے
لیئے دو سو چالیس روپیہ فی اسم چالیس روپیہ قرار دیئے اور شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کے ایک سو
گیارہ روپیہ اور عظیم اللہ خان کے دو سو بیس روپیہ دس آنہ آٹھہ پائی ماہواری تھی غرض جب اس
انتظام خانگی سے فارغ ہوئے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی امام باڑہ جو حسین آباد کے نام سے
مشہور عام ہے بنا ڈالی لاکھون روپیہ اس صرف مین در آیا شرف الدولہ اور رفیق الدولہ اور عظیم اللہ خان
کی اہتمام مین یہ عمارت تازہ قابل دید تعمیر ہوئی مصرع تاریخ ع بگفتا فرشتہ بہشت قرین ۱۲۵۳ھ اور بنظر عاقبت اندیشی
مصارف امام باڑہ حسین آباد کے واسطے کاغذات نوٹ درست کروا دیئے جسکی روشنی آج تک موجود ہی
بلکہ تغیر داری لکھنؤ کی باعث نمود تعمہ مختصر حضرت کو بچشم محبت منظور یہ تھا کہ عہدہ وزارت نواب روشن الدولہ
سے انتزاع کیا جاے چونکہ اونھون نے رشتہ اتحاد لکھنؤ ہون سے منقطع نہ کیا لہذا منتظم الدولہ بہادر کو فتح آباد
سے بلاکر ۲۷ جمادی الثانی سنہ ہجری مین خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور منور الدولہ احمد علیخان بہادر کے
سر وصف عہدہ جلیلہ پایا حسب اتفاق منتظم الدولہ بہادر لکھنؤ ہون کے ہاتھون سے زمانہ ماضی مین کچھہ ایذائین
پائین تھین اوسکا پاداش وزارت حال مین اوٹھا نہین رکھا اور ہر چند اونکو اصلاح امور سلطنت مین منظور
تھا مگر اجل نے آنکھین دکھائین تپ محرق نے ایک ہفتہ مین شش جہت سے اوٹھا دیا ٹھنڈی ٹھنڈی
وارستگی سے گرم رفتار ہوئے ظہیر الدولہ بہادر جو عہدہ سفارت پر مامور تھے اونکو وزارت نصیب ہوئی
چونکہ اجل خانہ وزارت دیکھہ چکی تھی دو تین مہینے کے بعد یہ بھی نہنگ ہیضہ کے لقمہ ہوئے آخرکار منور الدولہ
بہادر نے شبستان وزارت کو روشن کیا انہون نے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سفارت کا کام کرتے تھے
عظیم اللہ خان کا دور تھا اور حکم صورت اسنرہ تمثیل مشہور ہے حضرت کے ناک کے بال تھے اور
رفیق الدولہ امام علی کا بھی زمانہ تھا غرض ان لوگون کی دشتگافیون کے وجہ نواب منور الدولہ بہادر نے
کئی مہینے کے بعد مستعفی ہوکر اپنے لواحقین سمیت زیارت عتبات عالیات کے واسطے راہ سفر اختیار کرتے
پر قدم مارا الامحالہ حضرت نے شرف الدولہ کو عہدہ پیشدستی پر مامور فرمایا غرض یہ صورت ظہور مین آئی
کہ کوتاہ بینی واردانی مین سے قرار کیسہ سکا زیادہ منظور کیا حضرت قدر قدرت فلالت

مزاج مبارک کے ساتھ پانچ برس داد سلطنت دی آخر کار تپ محرقہ اور تھی عارضہ سے اڑسٹھ برس کے
ہو کر پانچویں تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۸ ہجری کو شب سہ شنبہ کے دن شش جہت سے ناچار کوچ کیا امامباڑہ
حسین آباد میں جو پیشتر سے تعمیر ہو چکا تھا دفن ہو کر فردوس منزل لقب پایا اس عہد دولت میں چار
وزیر ہوئے روشن الدولہ بہادر منتظم الدولہ بہادر ظہیر الدولہ بہادر منور الدولہ بہادر اور پیشی شرف الدولہ
بہادر کو ہاتھ آئی اور کرسی ریذیڈنٹی پر پہلے کرنیل جان لو صاحب بہادر پھر کرنیل کالفیلڈ صاحب بہادر
رونق افروز رہے اسکے بعد پھر دوبارہ کرنیل جان لو صاحب بہادر نے تشریف لاکر عہدہ ریذیڈنٹی کو
سرفراز فرمایا انھیں کے عہد سلطنت اور وزارت میں منتظم الدولہ بہادر میں علاقہ گونڈہ بہرائچ راجہ درشن سنگھ
سے کہ یہ ناظم جرار مشہور تھا نکالکر حبیبہ النسا بیگم کو جو زوجہ سیف الدولہ بہادر کے جو میر ہادی پسر
زین العابدین کہلاتے تھے تھیں اور خلعت اس نظامت کا ہاتھی پالکی سپر شمشیر ڈنکہ وغیرہ میں بائیس
پارچہ کا ہوتا تھا چنانچہ وہ علاقہ مذکور چودہ پندرہ برس برابر انکی اور مستاجری میر ہادی کے
پاس رہا غرض رسم ناظم ہونے کی یہاں سے شروع ہوئی۔

ذکر سلطنت حضرت امجد علی شاہ

خلف رشید حضرت فردوس منزل یعنی حضرت محمد علی شاہ نے شہر مذکور میں سہ شنبہ کے دن
کہ سن مبارک پینتالیس برس چھ مہینے بیس دن کا تھا تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے سبحان اللہ
انکی دینداری اور خدا پرستی مشہور عام ہے طبیعت مبارک نہایت مذہب دوست تھے اور طریق
راستی چند مقدمات عدالت کمال حسن عقیدت کے ساتھ سلطان العلما اور سید العلما مجتہدین کی
تحقیقات و تجویز پر سپرد فرمائی چنانچہ جملہ مقدمات شرع شریف کے موافق تصفیہ پاتے تھے مذہب
شیعہ نے خوب رونق پائی سنت جماعت کا شمار و حساب اہل ہنود میں تھا اور باقی حضرت آپ عبادت
الٰہی میں مصروف رہتے تھے لاکھوں روپیہ زکوٰۃ کا ہر سال خزانہ مجتہد العصر میں پہونچتا کہ وہ اپنی
تجویز و خواہش کے راہ پر صرف کرتے تھے بہتیرے مدرسے حسب تجویز مجتہد العصر درست ہوئے
اور تکمیل رسد خانہ کا بھی اسی عہد دولت میں ستارہ چمکا اور پل آہنی نے دریائے گومتی پر آبرو
پائی چونکہ مذہب ائمہ معصومین علیہم السلام کے زیادہ تر پاسداری منظور نظر عالی تھی لہذا زمانہ ولیعہدی سے

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی صورت سے کہ خلاف مذہب تھے کچھہ آئینہ دل مین کدورت تھی لہذا
اونکو پیشدستی سے ۔ رجب ۱۲۵۸ ہجری کو سر دست موقوف فرماکر نواب امداد حسین امین الدولہ بہادر
کو کہ قدیم الخدمت تھے عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا چنانچہ انھون نے اکبر علیخان ابن حیدر بیگخان
کو سررشتہ پیشدستی پر مقرر کیا اور عہدہ دیوانی شیر الدولہ بہادر مہاراجہ بالکشن پھر فخر الدولہ بہادر
راجہ رتن سنگہ سے انتزاع ہوکر تفویض ہوا اور وزارت کی میر منشی گری بسبب انکار فخر الدولہ بہادر راجہ
کندن لال کو ملی اور خلعت سفارت مصلح الدولہ میر حسین علی بہادر کو ہوا اور کوتوالی شہر لکھنؤ علی رضا بیگ
کے پاس تھی اور معین الدولہ سید عنایت علیخان بہادر جو حضرت کے ماموں مشہور تھے یہ مہمات سلطنت
اور انتظام نظامت ملک وغیرہ کی مشورہ کے واسطے مامور ہوئے جب اکبر علیخان نے انتقال کیا کچھہ دن
قطب الدین حسینخان نے عہدۂ پیشدستی پر قدم مارا انکے بعد یہ عہدہ معین الدولہ بہادر کے سپرد ہوا چند روز
گذرے تھی کہ معین الدولہ اور نواب امین الدولہ کے باہم صحبت مین تفرقہ پڑا رفتہ رفتہ کچھہ وہ صورتین
ظہور مین آئین کہ آئینہ ضمیر حضرت امین الدولہ کی طرف سے مکدر ہوا ناچار امین الدولہ نے عالم مجبوری
مین مستوفی ہوکر خانہ نشینی اختیار کی اور معین الدولہ نے اب بنظر دور اندیشی عہدہ وزارت سے
کنارہ کیا مگر نواب منور الدولہ کو کانپور سے بلاکر خلعت وزارت پہنایا اور آپ اوسیطرح سرانجام مہمات
ملک مین مصروف رہے چونکہ اس زمانے نے کسی کے ساتھہ وفا نہین کیا چار مصاحبین صورت
اربع عناصر محل شاہی مین تھین اونھون نے صحبت معین الدولہ کی نواب منور الدولہ سے برہم کردی
اب منور الدولہ بلا شرکت غیرے امور سلطنت پر مختار تھے چونکہ مزاج انکا ابتدای شباب سے شفقت اور
وقت پسند نہ تھا جملہ حل و عقد امور مملکت اپنے کارپردازان معتمدین کو سپرد کیے القصہ جو انتظام
سلطنت عہد فردوس منزل مین درست ہوا تھا سب برہم ہوکر کوئی صورت انصرام امور سلطنت ظہور
مین نہ آئی پھر اونھین چارون مصاحبون نے اپنے فائدے کے واسطے گل تازہ کھلایا کہ پھر حضرت
نے امین الدولہ کو گھر سے بلاکر وزارت پر منصوب کیا اور منور الدولہ کو معزول کیا مگر یہ صورت در پردہ
خلاف مشورہ رزیڈنٹ بہادر تھی چونکہ امور خانگی مین صاحب بہادر ممدوح کو مداخلت سے کچھہ کام
نہ تھا قصہ کوتاہ پھر بعض حریفون نے سید حامد علیخان یعنی اعتماد الدولہ بہادر کے داماد کو عہدۂ پیشدستی
وزارت پر مامور کروایا اسپر بھی انتظام امور مملکت نے حسب خواہش حضرت انصرام نپایا پھر سعید الدولہ

علی محمد خان ابن میر بندہ علیخان پیروہ پیشدستی قرار پائی ہرچند عقل و فراست کو ساتھہ کارگذاری مین عرق ریزیان
کین لیکن چالاکیون نے انکو دعای بد بر باد کر دیا ناوک عزل کے نشانہ ہوئے غرض پھر اس عزل و نصب
کی ہی جملہ امور جزو کل نواب امین الدولہ بہادر کے اختیار مین درآئے ابھی حضرت نے اس بند و بست سے
فرصت نپائی تھی کہ چھبیسوین ۲۶ ماہ صفر ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء کو سنیچر کے دن اڑتالیس ۴۸ برس
پانچ مہینے بارہ ۱۲ دن کے ہو کر عارضہ سرطان مین آٹھہ روز کے اندر قدم تخت سلطنت سے اوٹھایا اور
جنت مکان بکمال فردوس منزل کی طرف سدھارے بینڈو خان رسالدار کی چھاونی مین لاش مبارک
دفن ہوئی دس لاکھہ روپیہ تیار ہی مقبرہ و مصارف تعمیر امام باڑہ کے واسطے تجویز ہوئے چنانچہ یہ عمارت
عالی عہد حضرت واجد علی شاہ مین تیار ہوئی قریب حضرت گنج موجود ہے اب جنت مکان نے اپنے
صاحبان محل اور متوسلین قدیم کے واسطے کاغذ نوٹ بارہ لاکھہ روپیہ کا فی ہزار پانچ روپیہ اس
تفصیل سے قلمبند فرمائے نواب مغفور محل ملکہ کشور صاحبہ وغیرہ کے واسطے چار ہزار روپیہ اور مرزا
جواد علی بہادر کے پانسو روپیہ اور نواب امین الدولہ بہادر کے پانسو روپیہ اور معین الدولہ بہادر کے
تین سو روپیہ اور نواب افسر بہو کے دو سو پچاس روپیہ اور نواب تاجدار بہو کے دو سو پچاس روپیہ
اور بہو بیگم کے سو روپیہ اور محمد شمس الدولہ کے پچاس روپیہ اور حسین علیخان کے پچاس روپیہ غرض
پھر دوسرے کاغذ نوٹ آٹھہ لاکھہ روپیہ کا اس تفصیل کے ساتھہ قلمبند ہوا نواب حسن آرا بیگم کو دو ہزار
تراسی روپیہ پانچ آنے چار پائی اور جناب عالیہ متعالیہ کے آٹھہ سو بیس روپیہ پانچ آنے چار پائی
اور نواب مغفور محل کو چار سو روپیہ دس آنے آٹھہ پائی اسکے بعد تیسری بار اٹھارہ لاکھہ روپیہ کا
کاغذ نوٹ لیا گیا اوسوقت مین ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے باقی کیفیت ان حضرت کی عہد
سلطنت مین پیشدستی شرف الدولہ کے نام رہتی اور نواب امین الدولہ وزیر تھے انکے بعد منورالدولہ
ہوئے پھر انکے بعد امین الدولہ نے وزارت پائی —

ذکر سلطان عالم حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودہ ❊

حالات شباب اور کیفیات انتخاب حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودہ کے جو اپنے عہد ولیعہدی سے
وقت بقاے زمانہ سلطنت تک بقول مشہور کلام الملوک ملوک الکلام ہر شعر نظم رنگین مین گوہر آبدار کی مانند

پردے مین یہ مؤلف آوینده گوشش مشتاقان تاسیح کرتا ہی کہ اوس سلیمان مرتبہ بادشاہ کی طبیعت
پہ ہی نژاد نہایت عشرت اور اختراع دوست تھی جب پانچوین برس کی گرہ سال نے ششش جہت
مین بے ششش وپنج حکم فرمان روای دو عالم نہ آسمان وہفت زمین رونق پائی ناچار گہوارۂ آغوش
دایہ رعنا نام چہل سالہ پر گوشت فربہ بدن مین پلنگ راحت و آرام سے بڑھے ہو جب اسکو فکر دنیا نہ تھا اور
کچھ زینہار ۰ فقط اوس سے تھا لطف بوس وکنار ۰ خوشی عیش و آرام آٹھون پہر ۰ نشاط اور
عشرت تھی شام وسحر ۰ جب عمر عزیز پہنچی اوس غیرت یوسف کی نو برس ہی تک تھا ذکر کیا اور دسوان برس نام خدا
شروع ہوا مردم دیدہ کو دیدہ نظارہ پری رخسار پسند آنے لگا اور نقد دل خریدِ متاع محبت
کی طرف ہاتھون ہاتھ جانے لگا ناگاہ ایک عورت امیرن نام چالیس برس کی مفلس ہیبل ملازم والدہ
ماجدہ تھی کم تنخواہ مگر بہت چالاک رنگین پوشاک خال مشکین چہرے پر حسن افزا زلفین سونبل سا سیاہ پیچ
رسا طائر دل کچھ دنون اسکی دام گیسوی محبت مین پھنسا اور سیاہی اور بلا جب ایک برس ہی مین کسقدر آمد شباب کا
رنگ جما یا غنچۂ گلشن خواہش طبیعت نے مثل گل شگفتہ پایا سے طبیعت نے پیدا کیے اور رنگ ۰ اپنے سے برابر والے
دلکو حسینون کے ڈھنگ ۰ حسب اتفاق فلک شیشہ باز نے ایک پری تمثال جو ماہتاب نام سید ہی سلطان
کی دختر تھی ۱۲ سالہ خوشنمروآتش کا پرکالہ صاحب شعور سے آنکھین دو چار ہوگئین سے فقط اور اسکی
تھی ہمعمری شہزادہ ۰ اسی سے بالحسن اوسکو زیادہ ۰ چنانچہ یہ بھی والدہ معظمہ کے پاس مغلانیون مین
ممتاز تھی میانہ قامت خوش اندام ہوی سر پیچ درپیچ سے عجب دست وپا انگلیان نرم نرم ۰
کہین پنجہ مہر تابان سے گرم ۰ وہ لب جس سے لعل بدخشان خجل ۰ وہ دندان کہ گوہر ہوئی منفعل
قیامت وہ ابروی پیوستہ تھی ۰ کہ قید دو عالم سی وارستہ تھی ۰ غضب آنکھ شوخی مین تھی بیمثال ۰
جہان چوکڑی بھول جائے غزال ۰ پڑھے تھی وہ کچھ کچھ کلام اللہ ۰ عبارت مین ہندی سے تھی
دستگاہ ۰ فن دوخت مین جیسے وہ خوش صفات ۰ مگر قطع کرتی تھی رخت حیات ۰ قماش آشنا
کنجفہ باز تھی ۰ دو زیرون مین فرد ونیون جستا تھی ۰ غرض اوسکی الفت اثر کر گئی ۰ محبت مری کمین
گھر کر گئی ۰ ناوک عشق نے دل محزون کو نشانہ کیا سے غرض زن نہ تھی مرد ہشیار تھی ۰ فہیم و
عقیل اور عیار تھی ۰ بڑھا ہمدگر ظاہری اختلاط ۰ اسیطرح ہر سو نہ رہا ارتباط ۰ الگ سے بھی
وہ ماہ پیکر رہی ۰ رہی ہمدمی پر نہ کل کر رہی ۰ القصہ اوس رشک ماہ اور سید احمد نام پانے

اور چار دنون اوسکی صحبت رہی کا حاجی خانم نام بنو صاحبہ کی چھوٹی بہن تھی بیالیس کا سن سال تھا
اور بنیت آغوش ایک نونہال سے بہت گرم تھی شوخ تھی شنگ تھی ٭ سرو دست چمن
خوشنما تھی ٭ عجب پیچ در پیچ تھے موے سر ٭ کہ شرمندہ تھی سنبلہ پیچ پر ٭ عجب خوشنما تھا وہ
قد دراز ٭ ادا بھول جائے جہان سرو ناز ٭ وہ زیبندہ تھی ابرون کی کجی ٭ جہان ماہ نو حسن کا
کٹتی ٭ بلا خیز جسم سیہ فام تھی ٭ کہ گردش مین وہ دور ایام تھی ٭ نظر مین نہ آتا تھا موے کمر ٭
کہین ہیرے مضمون سے باریک تر ٭ جو دانتون کو دیکھا یہ شبہہ ہوا ٭ کہ خالق نے منہ موتیون سے
بھرا ٭ اگر برگ گل بھی نزاکت مین تھی ٭ عقیق یمن صاف رنگت مین تھی ٭ لبون پر مسی یون نمایان
ہوئی ٭ کہ اظہار شام غریبان ہوئی ٭ وہ سرمہ کہ تھا صاف شام امید ٭ سیہ روز جس سے
ہوا روسفید ٭ غرض پڑ گئی جب کہ پہلے نظر ٭ نشانہ ہوا تیر غم کا جگر ٭ پلک کام کرنے لگی تیر کا ٭
کیا کاٹ ابرو نے شمشیر کا ٭ خلاصہ دل محزون اوس شعلہ رخسار کا پروانہ مگر خوف عزیز و اقارب نے
ہاتھہ کو جوش وحشت مین گریبان تک پہونچنے نہ دیا یہ آتش محبت دامن دل مین پوشیدہ رہی کہ اس
کشاکش امید و بیم مین ایک انا خانم سے سخن ساز عیاش دلالہ تھی ٭ سیہ فام سن مین چہل سالہ تھی ٭
اوسکے توسط سے باہدگر ٭ کلام محبت ہوے کار گر ٭ القصہ اس شہرہ جبین کو اپنے حسن پر غرور تھا
اور منظور نظر کہ حاجی خانم کو بالاے طاق رکھے غرض ہنگامہ عشق بدرجہ باہم نہایت گرم تھا کہ اسی
باہمین ایک کنیز بنو صاحبہ کی الہی خانم نام چار دہ سالہ فیض آباد کی رہنے والی کہ اوس پر رنگ
محبت جما تھا جب وہ غریب الوطن اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی شانہ عاج اور انگشتری نشانی
کے واسطے دی گئی

داستان پانچوین ذکر شادی کتخدائی بندگان حضرت اقدس کا اور بھڑکنا آتش عشق کا اون سینہ مین دوبالا

جب سن سترہ برس کا پہونچا والدین کو فکر شادی ہوئی پہلے پیغام دختر عمدہ ... تاجدار نام
کے ساتھہ ... ناچار ... نام ... حضرت کے ساتھہ منعقد ہوئین پھر دوسری
... شادی نام ... الدولہ بہادر ... و ... فرزند سید زین العابدین خان
کے ساتھہ نسبت تجویز ہوئی مگر صورت ظہور جلوہ آرا نہوئی پھر تیسری مرتبہ دختر میر کلان کے ساتھہ

جو کہ نواب شمسی امجد علی شاہ کے ساتھ منسوب تھی گفتگو بہ روی کار آئی چونکہ عارضہ برص مین وہ دختر
مبتلا تھی یہ وجہ باعث نامقبول وصلت ہوئی آخر کار چوتھی بار نوبت بہ نقرہ پہونچا یعنی دختر
فرزند شرف الدولہ احمد علیخان ابن میر یوسف کے ساتھ شادی بواسطہ جانی خانم قرار پائی ۱۲ رجب
۱۲۵۴ ہجری رسم مانجھہ وقوع مین آئی ناگاہ اس مانجھہ نے رشتہ داری طرفین کو وہ کاٹ کھایا
کہ اونھین دنون مین اوس وقت سلطان بیگم اور اوس وقت ناصر الدولہ عموی بزرگوار کا انتقال ۔ چنانچہ عروسہ ہوا
چنانچہ دو مہینے کے بعد زہرہ و مشتری برج مواصلت مین بعد ادای رسم عقد و جشن شادی مشرف
ہوئے اور چھ مہینے بے شش و پنج عیش و عشرت مین گذری۔

ذکر رونق بخشنا تخت سلطنت کو محمد علی شاہ کا اور ولیعہد ہونا امجد علی شاہ ثریا جاہ کا

کہ اس عرصہ مین صرصر قضا نے شمع حیات نصیر الدین حیدر بادشاہ ملقب بہ خلد منزل کو بجھا دیا اور
شبستان سلطنت فروغ جلوس حضرت محمد علی شاہ بادشاہ یعنی فردوس منزل سے روشن ہوا
تنخواہین عزیز و اقارب کی حسب مراتب مقرر فرمائین اور محمد امجد علی فرزند رشید جو جنت مکان مشہور ہین
انکو خلعت ولیعہدی سے سرفراز فرمایا اور پانچ سو روپیہ روزانہ ماہانہ سلطان العالم کا قرار پایا اور چار سو روپیہ جہت
مصارف محل بہ محل مقرر کیا چونکہ طبیعت حضرت سلطان العالم حسن پسند تھی پرستاران محل پر نظر خواہش
پڑنے لگی دیدہ و دانستہ یہ معاملہ آنکھون مین اعظم ہو کے صورت خار کھٹکا چند عورتین گل پیراہن مہوش
نگار معشوق جو شوخ اور شاخ تھین وہ گلشن محل سے بدگمانی کی وجہ مانند خار و خس نکالی گئین تک بلک
چشم حسن پرست پردہ مین نظارہ بازی سے باز نہ آیا خلاصہ جب اس کیفیت کو ایک سال کامل منقضی
ہوا نخل بطن اعظم بحکم خدا سے بارور ہوا یعنی نونہال نے گلشن ہستی مین قدم رکھا حسب الحکم فردوس منزل
نوبتین شادمانی کی سر ہوئین اور حضرت سلطان العالم کو حسب معمول خلعت عنایت ہوا اور خورشید حشمت
خطاب اور نوشیروان قدر اوس فرزند غیرت بدر کا نام ارشاد فرمایا پھر جب دوبارہ نخل تمنا اعظم
۱۲۵۱ ہجری مین ثمر مراد لایا اوسکا خطاب مرزا فلک قدر ہوا جب عالم شباب سلطان العالم جوش پر تھا اور
سن مبارک بے شش و پنج سترہ برس کا ہوا سن جوانی سے تازہ ہاتھ پاؤن نکالے کہ ایک عورت
حسینہ بسلسلہ ملازمی مین در آئی سے بظاہر تھی وہ صورت خوش گذران [illegible] باغ قضا ملاطفت لبریز گناہ

ذکر عاشق ہونے اس گوہر بحر حشمت کا موتی خانم نامی ایک زن آبرو دار سے

موتی خانم نام ایک حسینہ صاحب جمال چہرہ پری سبزہ رنگ بادام چشم کمان ابرو داغ چیچک کی آنکھوں پر
خلد منزل کی پرستاروں میں تھی اوسکو جب سلطان عالم نے اپنی ملازمی میں جگہ دی اور یہ خبر اعظم ہو کو
سرو ست جا پہونچی اور قریب سے دور کی کہی آخر کار وہ قصہ بڑھا کہ عتاب حضرت امجد علی شاہ کہ ہنوز لکھید
تھی نازل ہوا اور سلام و مجرا بند اودھر دریای جوش محبت سر سے گذرا اور رنجش حضرت مرحوم بڑھی آب طعام
چھوٹا طاقت گھٹی آخرش محبت پدری نے جوش مارا وہ معشوقہ حکم عالی کی بدولت شمع خانہ ہوئی مگر کچھ دنون
کو بعد اس خیال سے کہ رنجیدگی مزاج حضرت اچھی نہین گھر سے نکال دیا مگر دریای غم مفارقت اوسکا ایسا
سے گذرا تھا کہ پاون فرط اضطراب سے نہ ٹہرے کہ اسی عالم دیوانگی مین رنگ شاعری چمکا اور دیوان
عاشقانہ مضمون کے ساتھ موزون ہوا شدہ شدہ ان فرط وحشت مین کسیقدر طبیعت محل کی طرف سے
پھر گئی سر کدورت کے سامان نمودار تھے غبار کدورت کے انبار تھے خلاصہ اس کیفیت سے
محل کو اطلاع ہوئی صاحب شعور تھی دل مین سوچی کہ اوسے سوز جگر چاہیے لگی آگ گھر مین
نہ چاہیے چونکہ اوسکو خاطر شکنی میری گوارا نہ تھی دل مضطر کو ہاتھ مین اور پاون راہ اطاعت سے
باہر نہین رکھا —

ذکر پیدا ہونے شہزادہ فلک مرتبہ خورشید درجہ کیوان قدر بہادر کا

ہنوز بارہوان سال سن عمر عزیز مین پورا نہوا تھا کہ پھر تیسری بار بیت ہوا بار ور نخل اعظم ہو
یہ لایا نخل اعظم ہو جب یہ خبر آویزہ گوش حضرت جد والا ہوئی صدای شلک شادمانی گوش تک پہونچی
اور خطاب اوس نونہال کو کیوان قدر عنایت ہوا قصہ کوتاہ اوسی زمانہ مین ایک زن حسینہ نہایت صاحب
جمال بیس برس کے سن وسال صاحب خانم نام مرجان فام لب قیامت کشادہ دہن سرخ و سفید پیوستہ ابرو
ملازم و نگہدار جنت مکان کی تھی اوس سے رنگ محبت جما اور نظر خواہش اوسپر جا پڑی چونکہ وہ مجبور
ہنیفہ بازی مین سر آوردہ تھی چند روزون مین اس سے ربط محبت بڑھا محبت کے اظہار ہونے لگے
نگاہون مین اقرار ہونے لگے بیت لگا کر کبھی پان لاتی تھی وہ محبت کا بیڑا اوٹھاتی تھی وہ

ہرچند محل خاص کو اس معاملہ سے بھی اطلاع تھی جیسے یہ چرچے تھے ہرچند پہیلی ہوئی ٭ کبھی اونکو تیور نہ میلے ہوئے ٭ القصہ وہ معشوقہ شعلہ رخسار اسقدر بھری آتش محبت مین سوختہ دل تھی کہ ایک روز کہ مجوشی محبت سے عالم بیقراری مین شدت تپش کی آتش سوزان مین لال کی اوران جیب پہ دھری جیسے درآئی جو وہ ناگہان ران مین ٭ پڑا زخم تازہ یہان ران مین ٭

بیان ہے پیدا ہونے شہزادی کا کہ اوسکا نام مرتضی بیگم رکھا تھا اور گذر جانا اوس معصومہ کا دنیای بیوفا سے

بحکم خدا سے پھر اونھین دنونمین لطن اعظم ہوسے ایک دختر ماہ پیکر ظہور مین آئی مرتضی بیگم نام تھا مگر چالیس دن اس ششجہت مین زندہ رہی جیسے ازل سے مکر کم سفر تھا سن ٭ رہی گل جہان مین وہ چالیس دن ٭ قصہ مختصر پھر اونھین ایام فرحت التیام مین والد کردون مقام حضرت امجد علی شاہ نام جیسے ہوے رونق تخت جائے پدر ٭ عیان بعد خورشید جیسے قمر ٭

اس داستان مین بیان ہے ملاقات ہونیکا عمدہ بیگم سے سلطان عالم کا عہد سلطنت حضرت امجد علی شاہ والد ماجد اپنے کے

ابھی بازار ملاقات عمدہ خانم گرم تھا کہ ایک اور عمدہ بیگم نام زن حسین و خوبصورت و خوش وضع سے رنگ صحبت جاتا کہ صاحب خانم نے غبار کہنا شروع کیا سے سنی جب خبر بیٹے اس بات کی ٭ تو خانم سے کیسو ملاقات کی ٭ سبب یہ کہ وہ صاحب اوج تھی ٭ ملازم تھی جنت مکان کی کبھی ٭

ذکر ہے شعلہ عشق بھڑکنے نھنی بیگم کے دلمین سلطان العالم کی طرف سے

زمان ماضی مین جو انشا اللہ خان نام شاعر خوش خیال تھے اونکے تین لڑکیان تھین طرحدار بڑی حیدری بیگم منجھلی محمدی بیگم چھوٹی نھنی بیگم خلاصہ یہ تینون خوش گلو شیرین ادا تھین مرثیے سوز مین پڑھتی تھین اور محل جنت مکان مین نوکر القصہ نھنی بیگم اور سلطان عالم سے بازار محبت گرم ہوا اور صورت ملاقات اسوجہ ظہور مین آئی کہ پیشتر اس سے سرفراز و نام کسبی صاحب جمال جو گانے بجانے مین مشاق تھی اور اپنے فن مین طاق سو ضع پارہ کی رہنے والی مستاجری پیشہ دہاتی کسبیون مین ممتاز حسب اتفاق محفل شادی برادر سکندر حشمت مین رونق پذیر تھی عالم شباب صورت آفتاب سر تا پا چمکا ہوا اٹھارہ برس کی

سے جو اوس سے پہ پڑی تھی ہر دم نگاہ ٭ غضب سا مٹا تھا خدا کی پناہ ٭ نگاہیں ہوئیں دفعتاً جب
دو چار ٭ ہوا عشق کا تیر سینے کے پار ٭ مگر چہ والد سے تھا بے خطر ٭ نہاں رکھا سنگ میں یہ شرر ٭
سہی دل میں باقی فقط ایک لاگ ٭ بجھی کچھ نہ پائی محبت کی آگ ٭ چونکہ وہ بادۂ محبت جوش پر تھا اور ننھی بیگم بادۂ
الفت سے مدہوش سے اسی وجہ سے گرم صحبت ہوئی ٭ ملاقات اوس سے غنیمت ہوئی ٭ لگا نقش خواہش نہ جما
القصہ عمدہ بیگم کی سبب سے صاحب عالم سے ملاقات ترک ہوئی اور وجہ ترک ملاقات یہ تھی کہ اوتھون نے
شوہر اول سے ہاتھ نہ اوٹھایا —

ذکر بیٹھنے تخت پر امجد علیشاہ کا اور ولیعہد ہونا سلطان العالم کا اور محل ہونا ننھی بیگم وغیرہ کا

بیت ہوا عہد فردوس منزل تمام ٭ گئے سوے جنت وہ عالیمقام ٭ حضرت امجد علی شاہ نے
تخت سلطنت پر قدم رکھا اور شبستان ولیعہدی نے سلطان عالم سے روشنی پائی القصہ اوسی عہد
سے سلطان العالم بہادر کو یہ ہوس خیال خلوت دلمیں تھی اور رہتی کہ عمدہ بیگم ہر دم محل میں صورت آفتاب
شرف اندوز ہون اور اسقدر رشک سے جلکے اول سے بڑے ہوگئے کہ آٹھون پہر میں فرقت ایکدم
کی گوارا نہ تھی اور یہ شعر اونکی زبان مبارک سے ہے شعر کسی کام کا دھیان آتا نہ تھا ٭ سلام پدر کو
بھی جاتا نہ تھا ٭ یہ مانوس اوس سے دل زار تھا ٭ فقط چار ساعت کا دربار تھا ٭ یہانتک اوسپر دل جان سے
مفتون تھا میں ٭ کہ لیلی تھی وہ اور مجنون تھا میں ٭ القصہ تیر آرزو نشانہ پر پہونچا کہ وہ محل
میں در آئیں اور تمام سامان عشرت جواہرات اور پشمینہ اور سیم و زر سے آراستہ ہوا اور محل خورد
مشہور بخلاصہ ننھی بیگم کو یہ معاملہ بہت شاق گذرا اور محل خاص کو یہ خصوصیت و اختصاص عمدہ بیگم
باعث رشک ہوا بیت ہوئی آتش رشک یہ مشتعل ٭ کہ آتشکدہ جس سے ہو منفعل ٭ مگر اس
آتش سوزان کو شعلہ زن ہونے نہ دیا ضبط کیا بیت جلاؤں نہ لیکن زبان سے کہا ٭ اگر کچھ کہا
آسمان سے کہا ٭ جب اس کیفیت کو ڈیڑھ مہینہ گذرا اور آتش رشک ننھی بیگم تیز ہوئی اور طبیعت
ہاتھ سے جاتی رہی ایک مکان چھت والے کے سر پر چڑھا کہ فرش زمین پر گر کر جان دیں لیکن
بیچ و ڈر کر ہاتھون ہاتھ تھام لیا اوسی وقت سے بہت پاس اونکا کیا اور محل کرنے کا اوس سے وعدہ
کیا کہ اونھیں دنون ایک دختر احمدی نام اونکے جو شوہر اول سے تھی سالہ تھے نوالہ نہنگ اجل کی ہوگئے
القصہ اونکو رشتہ محل میں منسلک کیا زر و سیم اور پشمینہ تمام اسباب عشرت انکو بھی دیا ہندہ روز

اونکی بھی گرم بازاری رہی۔

ذکر عاشق ہونے سلطان عالم کا نگار محل صاحبہ پر اور نقش ونگار سے دلین تصویرین بنانا وصل کی

ایکدن محفل رقص ونشاط جس سے بزم سلیمان کو رشک تھا آراستہ تھی کہ ناگاہ اس جلسہ میں جانی سکندر حشمت بہادر بھی آکر رونق بخش ہوئے چونکہ موسم برسات کا بھی ان دنون آبرو یافتہ تھا کہ ناگاہ سکندر حشمت بہادر نے بلبل صفت نوا سنجی فرمائی کہ اے بھائی آفتاب حسینون کا ابھی غروب نہین ہوا ہے ایک عورت رشک مہتاب طلب کی ہے آپ دیکھکر اوسکو نہایت محظوظ ہون گے یہ سنکر سلطان عالم بہادر ہزار دل سے مشتاق نظارہ ہوئے اور اضطراب نے کام فرمایا رات انتظار مین گذری صبح ہوئی آفتاب نے گریبان مشرق چاک کیا خلاصہ پھر دوسرے دن شب کو وہی صحبت آراستہ ہوئی ؛؛ وہی بزم پھر آراستہ ہوئی ؛؛ اور جلسہ رقص سرود بہزار حسن وخوبی کے ساتھ پھر جما اور سکندر حشمت بہادر رونق بخش بزم رقص ہوئے کہ ناگاہ ایک عورت پری چہرہ حور پیکر نہایت چست اور چالاک دل آویز ادا اون کے ساتھ سرخ پیشواز مصالحہ دار اور زرد اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے عشوہ وناز کرتی نازل ہوئی بیت خاشستہ خون بغریبان سے ہاتھ ؛؛ ہنسی کبھی اور کبھی سخے ساتھ ؛؛ کبھی نغمہ پیرا کبھی خندہ زن ؛؛ ستم ناز و عشوہ قیامت چلن ؛؛ اٹھارہ برس کا سن سولہ پری تھی مگر صورت انسان کی ؛؛ وہ سیران رہ گئی تھی پہچان کی ؛؛ چل قصاب کو قریب اوس سج خوبی کا گھر تھا چونکہ طبیعت سلطان العالم بہادر حسن پرست تھی ہی یہ دیکھ دیوار محبت سینہ میں چھپا اور ہاتھ سے ہوش وعقل بیگھی اوٹھا چونکہ بخیر اقارب ممتاز و معززین اوس بزم مین موجود تھے اتھون ہاتھ دل مضطر تھام کر بیٹھے ضبط کیا دم تک نہ مارا بیت جنون نے گریبان کی درخواست کی ؛؛ وہ صحبت اوسوقت برخاست کی ؛؛ غرض پھر دوسرے روز وہی صحبت رقص وسرود کے ساتھ آراستہ ہوئی قصہ کوتاہ اسکے جوش محبت نے ایک درخت جمایا اور حضرت جنون نے دامن وگریبان پر دست اندازیان کین اور رنگ سرخ زعفرانی ہوا۔

حسب اتفاق نجم النسا نام بیگم خطاب ستیالیس برس کا سن وسال علی نقی خان ابن محمد علی خان کی نسبتی بہن سبزہ رنگ سرخی سے مائل خال مشکین چہرہ پر کشادہ پیشانی قدوقامت مناسب بیہا

پر عقل و فہم رسا داروغگی سے سرفراز تھین اونپر قلعی الفت کی کھل گئی چونکہ پروانہ صفت محبت نثار
تھین غرض اشعارہ چوشرو الیان اونھین کے ذریعہ سے نوکر تھین ایکدن تخلیہ مین ساری کیفیت
اونسے اظہار کی اوسوقت نجم النسا بیگم ہزار دل سے جانفشانی مین مشہور ہوئین اور امین الدولہ جو عہد
جنت مکان مین عہدہ وزارت سے ممتاز تھے وہ اوستاد سلطان عالم بہادر کے تھے سطالعہ مین
تھے انکی دستگیری کی سبب سے میر مہدی قوم سید عالی نسب اوس عہد مین تمندار بہت نیک اوقات
پندرہ روپیہ کی تنخواہ پاتے تھے گو صاف طبیعت تھے مگر بوی نخوت سر مین چڑھی ہوئی تیس برس
کے قریب سن علم نوشت خواند پر قلم تقدیر پھرا ہوا یعنی حرف آشنا نہ تھے مگر پہلے عہدہ داروغگی پر
سرفراز تھے پھر امین الدولہ کی سعی سے کسیقدر اونترقی نصیب ہوئے خلاصہ جب میر مہدی پر
رنگ وحشت طبیعت کھلا کہا کہ دشمنون کو سبب اضطراب نہ تھکو بے تسکین نہ راتون کو خواب
مگر کسی سے علاج سیر درد محبت کا جو سینہ مین چھپا ہوا تھا نہ ہوا کہ اس عرصہ مین دو عورتین
رقاصہ اسن دوران دانتین جو بیشتر رئیس فرخ آباد کی سرکار مین ملازم صاحب اقتدار تھین بہت
زلیس نغمہ پیرا طرب کیش تھین ؛ اسی پیشہ مین وہ بھی درپیش تھین ؛ ناگاہ روزگار نے اونکے
کارخانے پر خاک ڈالی وہ صحبت برہم ہوکر لکھنؤ مین تباہی کی ماری ہوئی پہونچین اور سرکار و لیعہد
بہادر مین سر دست نوکر ہوئین دونون آپسمین حقیقی بہنین تھین اور محبوطوائف کی بیٹیان اور
سمی تھو کے نطفہ سے غلام رضا بھائی کا نام اور تھوری حقیقی غلام نبی اور نسبتی بھائی چھمن اور
غلام حیدر ماسون اون ماہ پیکرون کے تھے جیسا رقم ہوگی آگے جو یہ داستان مفصل
کرونگا مین اسکا بیان ؛ القصہ یہ دونون روکش مہر و ماہ نجم النسا کے ہمراہ تھین اور شب و روز
خدمت گذاری مین حاضر یہان تک اونکو مجسے انس اور محبت چڑھی کہ منہ بولی بہن انکو کہا خلاصہ
آتش سوز غم نے دکھایا اونھین ؛ حرارت نے میری جلایا اونھین ؛ بھڑکتی تھی جب آتش غم کمال
وہ کرتی تھین تدبیر روح ملال ؛ غرض اوسی عالم درد و غم مین بہت سی ٹھمریان سوز و گداز کی
بھری ہوئی جو خالی مضامین حسرت آمیز سے نہ تھین موزون کین ناچار وہ تینون عورتین اور
میر مہدی جنپر رنگ سیری طبیعت محزون کا کھلا اشارہ کوشش و جستجو مین مردانہ وار قدم زن ہوگئی
نجم النسا ستارہ سیارہ کی صورت ایکدن بیجان سے گھر تک پہونچی بہت حریفانہ تقریر کرنے لگی

پری کو وہ تسخیر کرنے لگی ❊ حسب اتفاق طبیعت وزیرون کی میری محبت کی طرف مائل پائی ❊ عجب سانحہ یہ خدا داد تھا ❊ کہ خود صید تھا وہ جو صیاد تھا ❊ جو یہان مان تھی پیکی دلبر ❊ وہ حیران ہوئی صورت مادہ شیر ❊ پھرین دم بخود ہوکے نجم النسا ❊ کہ سقف سخن کا نپایا ذرا ❊ جو آکے دیکھا تو یہ حال تھا ❊ کہ بالکل پریشان احوال تھا ❊ القصہ اونھون اور یاسمن اور نجم النسا تسلیان دینے لگین اور گویا ہوئین کہ ایسا نہو کہ یہ کثرت وحشت تمھاری کوئی فساد کھڑے کھڑے اوٹھائے اور یہ اخبار جنت مکان تک پہونچائے چونکہ سلطان العالم اوس جوش عشق مین آب وطعام سے دست بردار تھے خلاصہ ایک غلام علی نام بہاء الدولہ خطاب بھرپار پلٹن کے سالار اور دوسرے میر اکبر علی کار پرداز دیوان عام کہ جو بھی اکبر الدولہ خطاب رکھتے تھے اور تیسرے میر مہدی مخاطب امیر الدولہ پیت ہوئے سنتے ملکے تینون رفیق ❊ کہ کچھ کامیابی کا نکلے طریق ❊ مگر یان اوس پری رخسار کی سدراہ تھی ناوک تدبیر نشانہ پر پہونچتا نہ تھا ناگاہ پھر دوسری بار نجم النسا اوس خورشید بیگم کے گھر مین گئین مگر اوس مار گنج نے وہ رنج دیا کہ ہاتھ اوس خزانہ حسن تک نہ پہونچا بلکہ اوسنے باتون مین اسطرح زہر بویا ہے اب آئین مگر پھر نہ آنا کبھی ❊ نہ دیا مین صورت دکھانا کبھی ❊ کسی طرح ہمت نہ ہارو گی مین ❊ دوہائی دوہائی پوکارون گی مین ❊ ناچار نجم النسا پھر مایوس پھرین اور یہ کیفیت ساری اظہار کی قصہ مختصر پھر سلطان العالم میر مہدی کو بلا کر ساری کیفیت حال سے آشنا کیا اور کہا جبتک نہ آئیگی جبتک وہ ماہ تمام ❊ کیا پینے بھی ترک آب وطعام ❊ غرض اونھون نے بھی کسیقدر اس باب مین تامل کیا اور کہا کہ حضرت ایسا نہو کہ جنت مکان پر یہ کیفیت اظہار ہو اور تازہ آتش فساد سر اوٹھائے غرض اسی قیل وقال مین ایک ماہ کامل گذرا اور ناتوانی نے زیادہ ہاتھ پاؤن نکالے اور تدبیرین بیکار ہوگئین وغم مفارقت سے جان زار پر آبنی کہ مکان بادشاہ منزل مین پہونچا اور گلزار منزل نام جو اوس مکان مین کمرہ تھا اوسکی تمام کھڑکیان بند کین ہے ہوئی کثرت حسرت وآرزو ❊ یہ چاہا کہ تیغ سے ہون سرخرو ❊ زمین خون ناحق سے گلزار ہو ❊ کہ گلزار منزل بھی گلزار ہو ❊

اب کیفیت پریون کی مختصر بیان مین آتی ہے ❊

یاسمن پری کا عورت پردہ نشین بواسطہ میر اکبر علی آکر محل مین کھل کھیلی اور یاسمن پری خلاف ہوا

سلیمان پری سے خانۂ عشرت روکش قاف بنا پھر بواسطہ نجم النساء غزت پری کا ستارہ صحبت مین
چمکا ناچار یہ حالت بالخیر گانے بجانے سے بے بہرہ تھین اس نظر سے اونپر دست خواہش دراز نہین ہوا
دلبر نام کسبی جو فی الجملہ دلربائی مین مشہور تھی ہر حرکات مین یکتا اور حیدری نام اپنی چھوٹی بہن کو بڑی چالاکی
سے حاضر حضور کیا یہ کم سنی کے سبب علم سرود و رقص سے محض نابلد تھی لیکن بوجہ خوبصورتی سلطان پری
خطاب دیا تھا پھر محبوب جان طوائف مرزا مہدی نام داروغہ چکلہ کی معرفت عہد ولیعہدی مین حاضر
بزم عشرت ہوئی چونکہ طبیعت عالم شباب مین حسن پسند تھی جلسہ خاص مین درآئی ماہ رخ پری نام
اوسکا قرار پایا ایکدن یہ حضرت ولیعہدی مین خدمت قبلہ ان سے سرخرو ہوکے بگھی پر سوار خدمت
جنت آرامگاہ مین جاتے تھے ان اوسکی براہ استغاثہ آکر گھوڑون کے روبرو لوٹ گئی اور محبوب جان
کی طالب ہوئی یہان طبیعت آئی ہوئی تھی آنسو پوچھ دیکے اوسکو رضامند کیا تا راستہ داد و فریاد بند ہوا
اسکے بعد ایک وزیرن نام طوائف لکھنوی کہ رسم نامہ و پیام جاری رکھتی تھی چنانچہ مضمون محبت اسکا
صفحۂ دل حضرت پر زیب قلم تھا ایکدن بزم رقص مین سرودست مصروف پاکوبی تھی اور سکندر حشمت
بہادر بھائی حضرت کے پہلو بہ پہلو رونق افروز اتفاقاً باتون باتون زبان بہادر ممدوح سے یہ مضمون
تازہ کھلا کہ مجھسے بھی یہ کسبی رسم نامہ و پیام رکھتی تھی مشہور ہے فرقہ کسبی ناآشنا محض ہے دم استفسار
صاف دم انکار بھرا کہ مین خواب مین بھی سکندر حشمت بہادر سے خبر نہین گو منظور نظر بہادر ممدوح تھی مگر
صاف چشم محبت پھر گئی اور فرط حجاب سے رنگ رخ گلرنگ کا گل آفتاب کی رنگت زرد ہوگیا غا کھاکر
صورت شرمگان اوس جلسہ سے اوٹھ گئی بزم رقص برہم ہوئی مگر دل حضرت کا زلفون مین اوس
محبوب جان کے اس پاپیچ کے ساتھ دربردہ مبتلا ہوا چونکہ مکان اس کسبی کا گولہ گنج مین تھا حضرت
نے اوس سے اقرار کیا کہ مین عظیم الدولہ کمیندان کے گھر مین جو تمہارے مکان کے قریب واقع ہے کسی دن
رات کو آونگا کہ جام اشتیاق بادہ وصل سے لبریز ہو یہان جگہ موقع کی نہین چونکہ وعدہ مضبوط تھا ایکروز
شبکو پوشیدہ فینس مین سوار ہوکر نجم النساء کے ساتھ مکان کمیندان مذکور مین تجلی افروز ہوئی اور
کرسی زرنگار کو غیرت برج قمر بنایا چنانچہ جوبیدار نقی علی خان سے بھی پہلے ملاقات اسی مکان مین ہوئی تھی
چنانچہ انتظار مین اوس گلبدن کی آنکھین ہمرنگ نرگس وا تھین مگر در پردہ مشغلہ ستار سے تھا کہ ناگاہ
وہ معشوقہ شمع صفت شبستان عشرت مین تجلی افروز ہوئی اور نصف شب سے زیادہ بڑی عیش و عشرت مین

گذری کہ دفعتًا ایک ابر سیاہ اژدہای خونخوار کی صورت فلک پر نمودار ہوا ناچار خوف باران سے
اوس رات کو صورت مفارقت واقع ہوئی لیکن کئی دن رنگ صحبت اور ملاقات کا اسی طرح پر رہا
اسکے بعد جو دو خواجہ سرای حبشی جنت مکان نے عنایت فرمائے تھے اونمین سے ایک کا فیروز نام تھا
کہ چالیس برسین میزان کل حساب عمر مین شمار کی گئین تھین وہ نکخوار نبکر دار و غنعت خانہ سے سرفراز
ہوا دوسرا بشیر نام خواجہ سرای پنجاہ سالہ کو خلعت نظارت عنایت کیا چنانچہ یہ خواجہ سرا پہلے ناظر محل
اور غلام خلد منزل کا تھا جب خلد منزل بہشت نصیب ہوئی فردوس منزل کے رشتہ ملازمت مین
گرہ بند ہوا پہلے کسبی محلون کی نظارت سپرد ہوئی پھر پلٹن گھنڈی والون کی تفویض کی گئی القصہ
یہ خواجہ چالاک تھا در پردہ سپر معدی اور نجم النسا سے رنگ نفاق جما کر بے شش و پنج جلسہ اکھاڑا
پری پیکرون کا جو منسلک رشتہ عنایات سلطانی تھین درہم و برہم کیا یعنے ایک بزم رقص و سرود
منعقد تھی کہ ناگاہ ایک حیدری خانم نام گلرخسار نے سلطان عالم سے اجازت گھر جانیکی چاہی بشیر نے عرض
کی کہ یہ ارباب دغا پیشہ دشمن وفا گھرون مین جاکر بازاری مزے اوڑاتی ہین اور زر و جواہر جو انعام سلطانی
مین انکو دستیاب ہوتا ہے وہ یارون کے صرف مین آتا ہے نجم النسا بال سرکار سفت صورت بناتا اکثر
پریشان کرتی ہے غرض ہرچند سلطان عالم اون شمشیر ابروؤنکا دم محبت بھرتے تھے لیکن جب یہ جوہر
ذاتی اونکے کھلے حکم دیا کہ زنہار کوئی پری رخسار سلطانی پریخانہ سے باہر جانے نپائے شعر بنین نجم
سیارہ ثابت قدم ٭ جدا ہون نہ اس برج سے ایک دم ٭ یہ حکم سروش سنتی ہی وہ پری وشین دیوانہ وار
مضطر ہوئین اور قیام دائمی سی اون کمان ابروؤن نے صورت ناوک گریز کیا آخرکار راز نہان والا
زخم کی صورت کھل گیا تب ممانعت کی انشا ہوئین جیسا نکالنا محل سے اونمین تھا ...
جلسہ عیش مین یون ملال ٭

بزم عشرت آراستہ ہونا حکم سلطان عالم رشک سلیمان و جمشید ... ہونا پری پیکرون کا واسطے رقص و سرود کے

امن اور امامن کا پدر بزرگوار تھو نام اور چچا اونکے غلام نبی اور گھسن نام بھائی اور ماموں اونکا
غلام حیدر یہ چارون بے شش و پنج رقص و سرود کے تعلیم دینے مین اوستاد کامل تھے حاضر حضور ہوئی
اور حسن اپنے نغمہ پردازیون کا خوش الحانی کے ساتھ اشتہار کیا القصہ تھو اور گھسن رشتہ ملازمی مین

پابند ہوئے اور چند ڈھاڑی بھی نوکر رکھ لیے گئے اور ثابت علی اور چھجو نام دونوں حقیقی بھائی ملازم ہو کر آبرو یافتہ ہوئے غرض اب شب و روز جلسۂ رقص و سرود فرحت افروز صحابت تھا سب غنا وقت تقسیم تھی ہو نیا مدرسہ طرفہ تعلیم تھی رفتہ رفتہ رنگ نخوت خان بخوبی جما اوستاد نغمہ پردہ حجاب اوٹھا نغمہ پردازیوں کی دین تھی علم موسیقی کو رونق دیکر ایک الحان داؤدی اوڑایا اور اوسی زمانہ مین غلام رضا نام ایک شخص سپاہی سن جوان زور و قوت مین جواب سہراب آکر سرکار عالی مین نوکر ہوا کوتاہ قد فربہ بدن آہو چشم خوش مزاج لطیف ظریف ایکدن شاخ آہو کو قوت دستی سے پارہ پارہ کیا ہر وقت حکم حضوری حاصل تھا —

ذکر آراستہ ہونا پری خانہ کا اور رنگ عشرت جمنا عیش خانہ کا

جب حور پیکر پری رخسار عورتین یکجا ہوئین حضرت نے ایک مکان جسکا خطاب پری خانہ تھا آراستہ کیا اور آلات نفیسہ سے پیراستہ چاندنی فرش کی رو کش چادر ماہتاب تھی اور پردہ کی خجالت وہ پردہ چشمہ آفتاب صحن اور مکان جنت نشان کا رشک چمن باغ ارم تھا اور حوض سنگ مرمر سنگ حوض کوثر اور آب مصفا رو کش آب آئینہ سکندر لب حوض پر گلدستہ ہائے چینی نہایت خوشنما شگفتہ و شاداب اور گرد اوسکے تختون کا فرش رفعت مین ہمپایۂ عرش اور اوس فرش پر ایک پلنگ مرصع کا جو تخت سلیمانی کا حسن دکھاتا تھا بچھا ہوا اور دم دروازہ پری خانہ ترک سوار خیالی پہرے کے واسطے مجال نہ تھی کہ فرشتہ بے حکم سلطانی اندر اوسکے پر مار سکے مگر داروغہ نجم النسا اور ایامن اور رامن وغیرہ اور حور شمائل پریان جو ہمیشہ بزم رقص غنا کی تھین اور غلام رضا اور لچھمن اور چھجو اور ثابت علی وغیرہ تعلیم دینے والے بلا شک تجلی افروز پری خانہ ہوتے تھے —

ذکر تجویز ملاقات وزیرن کا حضرت سلطان العالم سے عالم ولیعہدی مین

حضرت کو ایام ولیعہدی مین یہی مشغلہ تھا کہ جسقدر عورتین پری تمثال نازک خیال خوش گلو گانے بجانے والیان ہاتھ آئین یکجا ہوئین اور اصطلاحی نام انکا معروضہ تھا قرار پایا تھا ایکدن نجم النسا اور ایامن اور رامن نے آکر عرض کی کہ حضور مبارک ہو ایک معروضہ قلم کار دست قدرت نہایت طرحدار پیاری ہے شہر زمانے سے نایاب و یکتائے عصر ہے کہتین اوسکو سلطان کی پسلا ہی عصر ہے

دیکھا ہو چشم فلک نے کبھی ✤ سنا ہو نہ گوش ملک نے کبھی ✤ عجب چاند سی شکل روشن چراغ ✤ دل مہ کو لالہ صفت جسکے داغ ✤ کوئی پھول اوس گل سے زیبا نہین ✤ کوئی سرو اوس قد کا ہمسر رعنا نہین ✤ وہ گالا کہ زہرہ ہے اوسپر نثار ✤ بجا ناکہ پہونکا سینہ فگار ✤ وہ جوبن وہ سن شانزدہ سال کا ✤ ستارہ ترقی پر اقبال کا ✤ وہ زلف مسلسل خجل جس سے دام ✤ سراپا حسین اور منا ہے نام ✤ حضرت کا عالم شباب بہار پر تھا کیفیت حسن سنکر ہزار جان سے ہمرنگ بلبل عاشق زار بن گئے مگر در پردہ وصل نصیب تھا اور وزیرین آتش حسد مین صورت سپند جلنی لگی آخر کار اونسے تازہ آتش فتنہ مشتعل کی کہ وہ شعلہ رخسار کچہری حمدرین گرفتار ہوئی غرض میر مہدی کی معرفت اوس گل اندام نے قید سے رہائی پائی اور پھر رنگ صحبت جا لینے برج عشرت کی ستارہ بنی اور وزیرین پر برق مفارقت ٹوٹی کیسی تھی ہی پہلے علی بخش اور نواب وزیر سے ربط پیدا کیا جب آنسے صحبت برآرنہ ہوئی سید احمد نام مرد ہمہ چہچش برس کا تھا اوسکے گھر مین جا پڑی بیت جوانی مین ٹھیسے سے قسمت لڑی ✤ وہ گلشن سے جاکر قفس مین پڑی ✤ —

جانا منا کا اپنے گھر مین راہ فریب سے اور گرم ہونا بازار چھوٹے خان طبلہ نواز کا

جب منا کو شمع شبستان عشرت بنی امتیاز بیری خطاب ہوا بیت وہ نظرون مین حضرت کی ممتاز تھی ✤ وہ عیار و شوخ و دغا باز تھی ✤ الغرض ایک طبلہ نواز چھوٹے خان نام اپنے فن مین بڑا ہوشیار تھا سرخ و سفید قوی سرو قد خوش روش نیک جہان بتیس برس کا سن و سال شہر دہلی کا رہنے والا غلام علی کی معرفت اگر ملازم ہوا اور ساز و باز کیا کہ رتبہ مین غلام رضا کے ہم پلہ ہوا اگر منا کو رکھوا اسکی در پردہ سازش تھا ایکدن منا کو رخصت لیکر اپنے گھر گئی تھی جب دو دن وعدے سے زیادہ گذر گئے تو نجم النسا نے اوسکے گھر کو تجلی بخشی دیکھا کہ طبیعت اوسکی ہوا کے مانند پھری ہے اور مزاج بیمار کی صورت بدلا ہوا آنیسے پہنچانہ مین انکار کیا آخر کار یہ معاملہ حضرت پر آشکار ہوا طبیعت بیمار کی صورت ہاتھہ سے جاتی رہی غرض جو محمد حسین نام خواجہ سرا وہ حبشی پچیس ۲۵ برس کا جو ودیعت الدین بیگم زوجہ میر زادی سیف الدولہ ناظمہ کوٹدہ ہدایت کر پاس تھا مفرور خواجہ سرا کی معرفت اگر نوکر ہوا تھا وہ حسب الحکم حضرت جاکر منا پر گشتہ طبیعت کو گھر سے جسطرح نہا سینہ باغ دکھا کر سمجھے گلشن عشرت تالون

بہار کی رنگت لایا لیکن غنچہ خاطر اوس سرو قامت کا یہان اگر شگفتہ ہوا یہ صحبت اوسکی پہلو مین خار خشک کا
کام کرتی تھی ہر دم مکان سرمہ نرگس چشم کا اشک گلرنگ سے لبریز رہتی تھے کوئی وقت ابر مژگان تر برستا تھا
اور سیاہ چشم پہ باران رحمت تھم رہنا تھا آخر کار بقول شخصے کہ افسردہ دل افسردہ کند انجمن را خوشی کو ناچار مجبور
ہوکر دو چار دن کے بعد اوس گرفتہ طبیعت کو اجازت گھر جانے کی دی ایک بے بہا انگشتری الماس
سمیت ہاتھ آئی چنانچہ ایک سال کے بعد وہ اجل نصیب مدقوق ہوکر جہان سے گذری یہ شعر
موزون زبان حضرت سے نثر و نظم مین ورائی ہیبت ولے در غم او فرخناک شد ٭ بگفتم کہ
خس از جہان پاک شد ٭ خلاصہ ایکدن پری خانہ جلسہ رقص و سرود سے رشک محفل عروس تھا کہ اوس
گرماگرمی مین ایک رقاصہ شمع رخسار تجلی افروز شبستان عشرت ہوئی کہ عجب گرم رفتار وہ شوخ
و شنگ ٭ چلن سے نمایان قیامت کا ڈھنگ ٭ وہ گرمی کہ جس سے خجل آفتاب ٭ شرارت کو دیکھے
تو بجلی ہو آب ٭ وہ عشوہ کہ شیشہ مین اوترے پری ٭ وہ غمزہ کہ دیوانہ ہو سامری ٭ عجب جور وش
گندمی رنگ تھی ٭ کہ خود عقل آدم جہان دنگ تھی ٭ سن اوس شعلہ رو کا تو نئی سالہ تھا ٭ مگر چہرہ
آتش کا پر کالہ تھا ٭ سرود و غنا مین وہ مشتاق تھی ٭ کہ در پردہ زہرہ بھی مشتاق تھی ٭ القصہ
اوس لعل لب گوہر دندان کا چنبیلی نام تھا اور فیضو کسبی چہ پیوالی اوسکی مان کا نام تھا باہم مردم دیدہ
کی بواسطہ رشتہ نگاہ سلسلہ محبت پیدا کیا بیساختہ اوس موزون قامت نے اپنی مادر مہربان کو یہ شعر
پڑھکر سنایا بیت نظر آیا یوسف ہوئی دلکو چاہ ٭ مہر او ور رستہ تھی اور راہ ٭ غرض وہ لوٹی
زر نقد کے دیکر اوس مالزادی کو خوشامد کیا اور باب فتنہ و فساد بند لیکن کہ پیرچہ چو جنبت کا کان
گیا ٭ زمین سے غبار آسمان تک گیا ٭ آتش غضب سلطانی مشتعل ہوئی شعلہ وش کو طلب فرمایا
عالم مجبوری تھا وہ سعد و نحس سپہر سے ہی کے ہاتھ جنت مکان تک پہونچا اور صاف صاف یہ مضمون
موزون اوس شیرین سخن نے بیان کیا کہ خوشی سے کیا بینے ترک حرام ٭ خدا اشا اور ابھی سے ہو
انام ٭ خوشی سے ولیعہد کے گھر پڑی ٭ ستارہ شرف مین تھا قسمت لڑی ٭ اسکو بعد چنبیلیا
مادر مہربان کا اوسکے پاس سے تھا حضور اقدس مین پیش کیا آتش قہر سلطانی اس تقریر سے سرد ہوئی
اور صحبت ولیعہد گرم اور ستارہ اعظم بہو تھیم اسباب پری خانہ تھیمن کئی لاکھ روپیہ سالانہ کا خرچ تھا
اوسی زمانے مین جو ورنگا حضرت عباس علیہ السلام شہر لکھنؤ مین مشہور عام ہے اور روشنی کا

نوچندی روکش شب ماہ تمام وہان پہ سب صاحبان محل جو تماشا دوست تھین حسب اجازت
حضرت حسن آرایش کے ساتھ مشرف زیارت سے ہوئین میر مہدی اور نجم النسانی رنگ اہتمام
جمایا لیکن روشنی پچشاخون کی اوس کثرت سے تھی کہ تماشائیون کو در پردہ لطف نظارہ بازی حاصل
تھا کبھی آنکھین لڑتی تھین اور کبھی دل زلفون مین اولجھتا تھا غرض پہر رات گئی وہ سواریان پھرکر
محل مین داخل ہوئین آئین سے رتبہ سلیمان پری کا بڑھا زیور مرصع کار نقد جواہرات سمیت ہاتھ
آیا اور نواب سلیمان محل خطاب پایا صورت مردم چشم پردہ نشین ہوئی نقش جمال جہا اور ننھی بیگم جو
بڑی ممتاز تھی یہ بھی صاحب جمال تھی جب ایام موعود تمام ہوے سلیمان محل سے گل باغ عصمت کا کھلا
یعنی لڑکی پیدا ہوئی اور ننھی بیگم کا اختر طالع برج شرف مین تھا فرزند روکش خورشید جمال ظہور مین آیا
جب یہ اخبار فرحت آثار آویزہ گوش مبارک جنت مکان ہوئی کلی کلی شگفتہ ہوئی اور طبیعت
فرط نشاط سے نہال خلعت سے سرفرازی پائی اور ننھی بیگم پر بڑی نظر شفقت فرمائی بینہ دیا اور تحفہ
رحمت فرمائی خطاب نونہال خورشید جمال سپہر قدر عنایت ہوا اور خطاب دختر رشک قمر سپہر آرا مگر وہ
نونہال گلشن ہستی بہ نوشش جہت سے بہت قریب ہمرنگ فصل بہار گذرا اور اوس دختر رشک قمر کو
جنت مکان نے بلاکر آغوش راحت ہمشیرہ حضرت مین جو سرفراز الدولہ سے منسوب تھین ڈالا
تاکہ وہ خار غم پہلو دل سے دور ہو اور نواب خاص محل صاحبہ معروف بہ اعظم بہو جو محل سے تھین
شوہیہ مین صاحب فرزند ہوئین بزم جشن تولد فرزند تاج رنگ سے رونق پذیر ہوئی اور توپون کی صداے
شادیانے آسمان گیر خلاصہ جنت مکان نے فرط نشاط و کثرت انبساط مین خطاب اوس نور چشم کا مین
آبرو کے ساتھ مرزا ابرار بخت فرمایا اسکے بعد جب نقش محل مسماۃ فرخندہ خانم جو نظرون مین بچشم
محبت معزز اور صاحب عصمت ہوئین جب دن حمل کے پورے ہو گئے دختر زہرہ پیکر برج نور سے
آشکار ہوئی بمقام خوشی تھا جنت مکان نے شمس آرا بیگم خطاب دیا ۵ مگر بعد چندے وہ ماہ
شیرہ ہوئی برج جنت کی آرام گیر ہوئی اسکے بعد ایک عورت پیاری عمدہ نام سپہر حسن کی ماہ تمام
حسین علی اور فیروز کی معرفت آکر داخل پری خانہ ہوئی اور تعلیم علم رقص و سرود پانے لگی شہنشاہ محل
خطاب ہوا پھر ایک حسین عورت پیاری صاحب چنا ڈومنی کی بیٹی محمد حسین کے ذریعے سے رونق
پری خانہ ہوئی غرض اوا وہی تعلیمین پاکر گانے مین یکتاے زمانہ ہوئی معشوق محل صاحبہ خطاب پایا غرض

طبیعت حضرت عہد ولیعہدی مین کہ عالم شباب تھا نہایت عشق پرست اور عورت دوست تھی ایک
خوبصورت خانگی امن وامان کی بدولت دولت ملازمت حضرت سے مالامال ہوئی وہی پہنچایا تھا
اور وہی تعلیم رقص سرود القصہ اسنے بھی پری بیگم حضرت محل صاحبہ خطاب حاصل کیا پھر ایک
گل اندام بندی جان نام حسین علی کی وجہ پری خانہ مین در آئی گانا بجانا سب کچھہ آیا دلدار محل خطاب
پایا کمال خوش گلوئی رقص وسرود کے باعث آبرو پائی پھر حسینی نام رشک قمر مسماۃ بدنا کی لخت جگر
نجم النسا کی معرفت آکے حضور محل ہوئی القصہ جب فرزند بطن تہنی بیگم سے پیدا ہوا بڑا سامان جشن شادی
ہو پیدا ہوا گانا ورغزل مین جلسہ ناچ رنگ کا بہار افزا تھا طائفے پری رخسار رنڈیون کے جمع تھے
اور بازار ہا ہو کو بی گرم کہ ناگاہ ایک رشک حور اچھی صاحب نام کسبی بیبا طوائف کی بیٹی سراپا حسن سے
چشم بد دور آنکھہ حضرت کی لڑ گئی میر اکبر علی نے اوسکی مادر زار کو زر نقد دیکر رضامند کیا آخر محل
مین پڑی معشوقہ خاص تھی لیکن کچھہ دنون کے بعد شب وصل صبح ہو گئی وہ بیچر نصیب صورت ستارہ
صبح نگاہون مین بی نور نظر آئی لیئے دل حضرت سرافراز بیگم سے زیادہ تر مائل تھا تیغ ابرو کا گھائل
تھا وہ آتش رشک مین جلنے لگی آتش سوز غم سے صورت شمع مومی گھلنے لگی چونکہ محبت اوسکی چراغ
سحری سی تھی آخر ترک ملاقات ہوئی پھر غلام علیخان سے صاحب خاص غلام رضا کے باپ کی
سفارش سے وہ شخص ایک غلام نبی خان نام بھائی اوسکا اور دوسرا غلام حیدر برادر زوجہ غلام علیخان
سرکار عالی مین آکے ملازم ہوگئی اور چھوٹے خان کی وجہ گھسیٹے نام اوسکا بھائی اور غلام حسین کی معرفت
محمد حسین کہ نسبتی بھائی تھا آکر نوکر ہوئے اور چھجو خان کے دو بھائی نثار علی اور حیدری اور خواجہ بخش
قطب علیخان کا بھائی سر رشتہ ملازمت مین در آکر ہر ایک کو صاحب خطاب ملا سہ عیان ہوگا
برج ضیا سے قمر نمودار درج صفا سے گوہر آبدار معشوق پری جو رونق بخش پری خانہ تھی صاحب جمال
ہونے کی وجہ محل عصمت مین جگہ پائی فرزند رشک حور پیدا ہوا فریدون قدر جنت مکان نے خطاب دیا
پھر نواب عزت محل سے نوین تاریخ محرم کو دختر مہ جبین پیدا ہوئی اور مہر آرا بیگم سلطانی خطاب ہوا یہ
دونون نونہال ایک فرزند اور دوسری وہ دختر صاحب جمال دو ایک دن چھوٹی بڑی تھی پھر اوسکو
زمانے مین دارو غہ نجم النسا جو دمساز و محرم راز تھین ستارہ انکی حیات کا برج اجل مین در آیا یہ
شعر حضرت کی زبان سے بے ساختہ جدائی کا مجھکو بڑا غم ہوا وہ چراغ لحد داغ ماتم ہوا اسکے بعد

سچ ہے نہمی بیگم کی معرفت ایک کسبی کریم بخش والی سے پری خانہ مین آکر اسپنہ بھی خطاب پایا اور ایک کسبی
فیروز اعظم ہو کے ذریعہ سے اکروز بیری بنی جب ماہ شعبان تمام ہوا مولود شاہ امام کے دن
قصر خاقان مین مجلس عشرت آراستہ ہوئی یہ قصر خاقان گلزار باغ رضوان کا دم بھرتا تھا اور دلہن
کی صورت زیوری سے گلکاریون کی پیراستہ چنانچہ کثرت روشنی شیشہ آلات سے وہ مکان سراپا نور کا
گھر تھا طعام لذیذ لطافت سرشت فریبی مین غیرت نعمت بہشت دسترخوانون مین چنے ہوئے کہ جنکی
خوشبو سے دماغ اہل محفل غیرت نافہ مشک تھے یا رشک طبلہ عطار اور حضرت بھی عمدہ پوشاکی مین ہمہ تن
لباس زرنگار سے آراستہ اور زیورات مرصع کار سے سراپا پیراستہ بہر رنگ وہ بزم عشرت رقص
وسرود سے گرم ہوئی خلاصہ اس تمہید کا یہ ہے کہ ناگاہ ایک ماہ رخسار سراپا نور اون گل اندامون مین
صورت خورشید عالمتاب آشکار ہوئی سے بیس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہے جوانی کی راتین مرادون
کے دن ہے نام خدا اور نام اوسنا کہ اوسکی عمدہ خانم طرفۃ العین وہ کسبی چشم صورت مردم دیدہ
نظرون مین سماگئی اور حضرت عشق نے آنکھین دکھائین ایک نونہال سرو قد صاحب جمال پیدا ہوا
سے ہوئے شاد جنت مکان سنگ حال ہے خوشی سے ہوا غنچہ دل نہال ہے دیا حکم سنگ اوڑ سے
کمان توس ہے ہوئی بزم زیبندہ شکل عروس ہے ہوا جشن شاہانہ آراستہ ہے تھا فکر اور برنج کو آراستہ
خطاب اوسکو روشن الدولہ شل پدر ہے بہر زادہ رستی حسین قدر ہے القصہ ان حضرت کو شادی اعو
مین ایام بلوے مین بلوائیون نے تخت سلطنت لکھنؤ پر بٹھایا اور بعد کچھ عرصون کو اپنا بادشاہ بنایا تھا
بحکم تقدیر کے گریز ستانی لشکر سے مہ چونکہ یہ معاملہ خلاف صاحبان انگریز تھا خیر جب رداہ سلطنت
ونیک شمالی کوہستان کی طرف سنگ آمد و سخت آمد اپنی والدہ ماجدہ ہمیشہ راہی ہوئے اور سنہ ۱۸۵۹ء تا
اکتوبر تک وہان پہ موجود رہے اسکے بعد فضہ نام جشن جو خدمت شریف مین متاثر تھی جب آثار حمل ظاہر ہوئے
ماہتاب صورت ابر حجاب مین جگہ پائی بعد انقضائے ایام حمل جہان آرا بیگم نام لڑکی ظہور مین آئی اور یا سہر
پیری اور سرفرازی بیری جو رونق افروز بیری خانہ تھین سے حمل کا ہوا انکو بھی احتمال ہے ہوئی شاہ کو
شادمانی کمال ہے بڑی قدر عشرت قرین ہوگئین ہے محلی تھین وہ پردہ نشین ہوگئین ہے مگر بعد چند سے
ہوا آشکار ہے کہ سبب یہ چنانچہ تھے نقش و نگار ہے وہ پردہ سے باہر کو آگئین ہے باب سے وگر گا
بچائے نگین ہے اور بطن حور پیری سے سالون مین ایک لڑکا پری وش پیدا ہوا لیکن نظر تلف بادشاہ

چالیس دن کے اندر شش جہت سے گذر گئے ہوئی فرض تعمیل رسم عمل ہوا کیا اوسکی ماں کو خلعت عطا
ہوکے بطرف قید خلوت ہوئی ہوا نکلنے کی اوسکو اجازت ہوئی ہوا اسکے بعد حسن اور حیدری دونوں لونڈیاں
جو نجم النساء مرحوم کی خدمت مین فیضیاب تھین چنانچہ غلام حیدر چیلہ کے ساتھ نکاح حسن حسب الحکم سلطانی
ہوگیا اور وہ دوسری حیدری نام سرکاری خواصون مین شامل رہی جب کچھ آثار حمل آشکار ہوئے
حضرت کو کمال حیرت اظہار ہوئی بزور تازیانہ اوس سے نوبت استفسار آئی مثل مشہور ہے کہ مار کے
آگے بھوت بھاگتا ہے اوس عیارہ نے باتین مختلف بنانا شروع کین کسیکا کبھی جھوٹ
لیتی تھی نام ہوا کسی پر کیسے بے سبب اتہام ہوا خلاصہ جب زیادہ زجر و توبیخ کی شدت ہوئی بیحیا آ
شعر اوسکے زبان پر آیا کہا حمل ثابت علیخان کا ہے ہوا خطا کی خطا نام انسان کا ہے ہوا نہین فقط
ایک تقصیر وار ہوا کہ اس دام مین اور بھی ہین شکار ہوا چنانچہ حور پری نژاد ثابت علی سے گرفتار رہے
آخرکار بروقت تحقیقات جب یہ خطا فاش ثابت ہوئی حیدری کو سر پر گذری محل سے اخراج ہوا
اور سیدے حیدر فراش پسر خواندہ نجم النسا کا بھی اوسکے ساتھ پایہ عتاب مین آیا پھر ایک عورت ترک سوار لے
ہمراہی حاجی شریف جو دعا پیشہ و لاالہ شعار تھی اوسنے نیا مضمون پیدا کیا کہ ایک خط شوقیہ کسی عاشق ارکا
لاکر حور پری کو دیا آخر اوسکی عبارت نے وہ زہر کا یا کہ حضرت تک خبر پہونچی جب ہنگامہ تحقیقات گرم ہوا
تب یہ بات کھلی کہ ایک حمامی کی طرف سے اوسنے یہ آتش فساد روشن کی ہے القصہ اس جرم پر
بال اوسکے سر کے مونڈ واکر بیطرفی کے ساتھ رسالہ سے باہر کیا یہ اخبار پریشان آویزہ گوش حضرت
ہوئی مزاج عالی زلف کے مانند برہم ہوا حاجی شریف پر آنچ اس آتش قہر کی پہونچی سر دست مقید ہوا
یہان طبیعت عالی کو مشغلہ عورتون سے تھا ہی کہ ایک اور وضع دار عورت اعظم ہو کی معرفت آکر داخل
پری خانہ ہوئی بلقیس پری خطاب ہوا مگر خاصیت شیطانی طبیعت سے نہ گئی اوس وزد پیشہ نے چند
تعویذ طلائی جو گلے مین فلک قدر کے زینت افزا تھے اوسپر نقش اپنا جمایا آخرکار وہ آسیب رسیدہ
ہوکر اس جرم کی وجہ محل سے نکالی گئی پھر ایک پری مخاطب بہ سرفراز پری جو سر سے پاؤن تک
سراپا حسن تھی چنانچہ طائر دل حضرت اوسکے دام زلف پر پیچ مین گرفتار تھا وہ محو خواب تھا اختلاط
اسقدر رہا کہ زانو سے مونس تھے بالین سر کے طبیعت مین تھا سیفیاس ہوا بدلتی تھی اکدن مین کتنے
لباس ہوا شرارت سے پیدا انگلی کا ڈھنگ ہوا نئے روز لاتی تھی دو چار رنگ ہوا ہستی تھی لبو پیر کبھی پاتیجا

یہ شبنمون کا ہر روز سامان تھا ٭ جبین پر تھی افشان کبھی جلوہ گر ٭ چڑھائی تھے ذرون سے خورشید پر
حنا بستہ رہتے تھے ہر وقت ہاتھ ٭ ہر انگلی مین خاتم تھی خاتم کے ساتھ ٭ تماشے کے جانے کو آئی نکل
سر شاخ مرجان جواہر کے پھل ٭ خلاصہ حضرت اوسکے دریای عشق مین اسقدر غوطہ زن تھے کہ پاس
آبرو دور تھا نہ کھانے کی سدھ اور نہ پینے کا ہوش ٭ وے دل مین اوسکے محبت کا جوش ٭
اور اب تازہ مضمون پر نور زبان پر آتا ہے کہ میر احمد اور گوہر علی پسر خواندہ میر مذکور یہ دونون مرثیہ خوان
نہایت خوش گلو تھے اس پردے مین ٹھاٹھ انکی ملازمی کا جما اور صحبت گوہر علی نے وہ ساز
و باز گرم کیا کہ حضرت کو انکی دھن لگی رات دن ایک دم کی جدائی شاق تھی یہان تک نوبت آئی
کہ اس فن مین حضرت نے اوسکو شاگرد اپنا کیا اور دولت قرب خلوت تک حاصل ہوئی ایک دن
اوس مرثیہ خوان نے ایک عریضہ مضمون پر نور کا جبین پریون کی شیطانی حرکتین حرف بحرف تحسین
زیب قلم کیا کہ شیشہ پری نثار علی پر نثار ہے اور سرفراز پری ثابت علی کی کوچۂ محبت مین ثابت قدم اور
دلربا پری غلام حسین خان کے آشنائی کی غلام اور حور پری کو بھی کسی شیطان سے لگاوٹ تھی اور
سرفراز پری پر یہ بھی ہے جن سوار ہے تامل کرین کچھ دنون گر حضور ٭ دکھا دون مین آنکھون سے
یہ سب فتور ٭ یہ مضمون وحشت آمیز سنکر اونھین پریون کی صورت سے حضرت پریشان
ہوئے تاب نہ آئی ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ٭ پریون کو اون مصاحبون سمیت جو
اونپر دیوانہ تھین نکال کر یکجا کیا کہ پردہ رخ راز نہان سے اٹھے لیکن گوہر علی اپنے سخن کا ثبوت
نہ دے سکا اولٹی منہ کی کھائی آبرو پر پانی پھرا عزل نصیب ہوا دربار سے اخراج ہوا مگر آتش غضب
حضرت نے درپردہ تن بدن پھونک دیا اور فرط غم و رنج نے صورت تپ دلرزہ پیدا کی پریون
سے آئینہ دل پر کدورت تھا اور مصاحبون کی صورت سے نفرت دفعتاً عارضہ تپ نے شرارت پیدا کی
چلنے پھرنے سے معذور ہوئے اوسپر سوزاک نے اور تازہ آگ لگادی ناچار چھہ مہینے کے بعد
کہین اس عارضہ کی سردی ہوئی اور صورت صحت نمودار مگر وہ آتش نہان جو الفت سرفراز پری کے
سینہ مین بھڑکی تھی فرو نہوئی ع عجب دل مین حسرت سمائی ہوئی ٭ اوداسی تھی چہرے پہ چھائی
ہوئی ٭ بنا رفتہ رفتہ یہ احوال زار ٭ ہوا دل کا راز نہان آشکار ٭ آخر کار معشوقہ خاص کو تاب
نہ ٹھہری سے کہا جان عالم نے کیا اضطراب ٭ جو کھاتا ہے دل سب طرح پیچ و تاب ٭ عالم مجبوری کا

ساری کیفیت سرفرازپری جوزبان گوہر علی سے سنی تھی بیان کی غرض معشوقہ خاص پر ساری
کیفیت پریون کی قلعی کے مانند کھلی تھی اونھون نے بھی نمک تازہ کہنہ زخمون پر چھڑکا سے ہوئی
گوشزد واسطے امر خلاف ہ کہ دل اوٹھ گیا شمہ کا پریون سے صاف ہ گیا بھول سور وہ اخلاص کا
رہا عشق معشوقہ خاص کا ہ مگر آتش محبت سرفراز پری کی ایسی رگ دل مین سمائی نہ تھی کہ وہ
آبیاری تقریر معشوقہ خاص سے سرد ہوئی گو صورت کدورت آئینہ دل پر چھائی تھی مگر محبت
بلا ہے سے خیال سر افراز جاتا نہ تھا ہ نگاہون مین کوئی سماتا نہ تھا ہ محبت سے تھی آتش
رشک تیز ہ نہ بجھتی تھی وہ آتش شعلہ خیز ہ یہ چند اشعار زبان حضرت سے اس مقام پر موزون ہوئے
سے ملی آخر اکروز تنہا وہ شوخ ہ کہ مین تھا فقط اوس جگہ یا وہ شوخ ہ کیا مضطرب ہو کے مینے
بیان ہ کہ اے بیوفا یار نامہربان ہ نظر تیری نا آشنا کب تلک ہ میرا دل اسیر بلا کب تلک
وہی تو پری ہے مین دیوانہ ہون ہ وہی شمع تو ہے مین پروانہ ہون ہ یہ مضمون گرما گرم سنکر
اوس سراپا حسن نے قسمین کھانی شروع کین اور ہاتھ پنجہ علم بردار کی طرف اوٹھایا خلاصہ عالم شباب
بھی حسن پرستون کے واسطے ایک بلاے سخت ہے طائر دل حضرت دام زلف شبرنگ مین اوس
نازنین ستمگر پیشہ کے پھنسا تھا سر دست انگوٹھی اوسکے ہاتھ سے لیکر بچشم محبت منظور نظر تھا کہ گل تازہ ہم چشم
کھائے تماشا ہے گلزار محبت دکھائے جب چراغ روز تجلی افروز ہوا ادائے نماز کے واسطے حضرت
اوٹھے اور چوکی پر رفع حاجت کے لیے جاکر پھر آئے جبہ طلب فرمایا چونکہ لوث شمع شرارت سے
دل مین لگی تھی چاہا کہ انگوٹھی اوس شعلہ رو کی آگ مین سر قلیان کی گرم کر کے نگر کر باگرمی الفت نے
اس گرمجوشی سے باز رکھا کہ انگشتری دست معشوقہ کی آتش سوزان مین رکھنا یہ تازہ داغ اپنے
دل مجروح کو دینا ہے لیکن جوش محبت دم کب لینے دیتا تھا اوسکی عوض منال حقہ کی نکالا آگ مین
چلم کے لال کی اور بائین ران پر بے تکلف یہ داغ کھائے القصہ یہ سب رنگ حضرت عشق نے
جمایا کہ اوس گل اندام مین بوے الفت نام کو نہ تھی ایکدن اوس گلبدن نے پھر گل تازہ کھلایا یعنی
اپنی ران مین بھی جابجا داغ حضرت کو دکھائے سے بنا رنگ اونکا ٹھی بہار ہ کہ گل چاندی
سہو نے کے او پر نثار ہ تھا عمدہ رنگ دیکھکے کی آنکھون مین حضرت کے جوش محبت کی وجہ
اشک گلگون کا بھرنا ہے سے لگے کچھ دنون مین بنا گل کھلا ہ یہ پریون نے چھوڑا است کو فریفتہ بنا ہ

لیے حضرت سے مطلع ہوئین کہ اوس گلزار جہان مین زینہار تمھاری محبت کی بو نہین ہے سے وہ دکھائی ہو
وہ آپکو سبز باغ ہا یہ وہ گل ہو کہاں کے جو ہمیشہ دلپر داغ ہا یہ شوخی کا وہ خار غم دلمین پیدا ہوئی
اور بیتابی نے ہاتھ پاؤن نکالے چونکہ یہ بہار خزان سے پیدا تھی ہی اوسی نخل شرارت نے پریون کی
تازہ شاخ نکالی گرفتار ہونا سرفراز پری کا ثابت الدولہ کے ساتھ مسموع ہوا اور داروغہ مکانات
سے وزیر پری کی لگاوٹ سنی گئی مہر دلربا پری کی غلام حسین خان سے کیفیت آشنائی گوش زد ہوئی
لیکن وقت استفسار ہر ایک کے لب پر حرف انکار قسمون کے ساتھ آیا آخر کار کوئی علاج اوس
درد سخت کا سواے خاموشی نہ تھا لیکن دلربا پری سے کچھ کچھ صورت نگاہ نگاہین پھیکنین سے کہ اوا
جب یہ بند ہوا اور رنگ ہا یہ اپھر نہ صحبت کا اگلا سا ڈھنگ ہا یہ آخر کار ایکدن اوس دلربا نے انگلی
انگشتری جو ہاتھ مین رنگ افزا تھی دکھائی مگر وہ کاوش خار غم سے نہ گئی اور بازار معشوق کا
گرم ہوا اب وہ سرفراز پری آتش رشک مین صورت سپند جلنے لگی سے ... لگی ہا یہ شکر
کی جگہ زہر اوگلنے لگی ہا یہ آپس مین آخر کو جنگی ہوئی ہا یہ کہ اون دو آدمیون مین خانہ جنگی ہوئی ہا یہ ادہر فوج
تھی حسن و ادبار کی ہا یہ ادہر تھی سپہ ناز و انداز کی ہا یہ آخر کار معشوقہ نکالی سے نے علام غضب ... یہ شعر
پڑھا سے کیا مجھکو لے آبرو اسقدر ہا یہ نہ سجدہ کرون ہو جو کعبہ یہ گھر ہا یہ کہا اور بے تکلف سوار ہو کے
اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی مہر سلطان پری بھی اسی عارضہ مین در آئی لیکن ولی کنندہ مہر کو ساقی
پا مین دکھاکر خط صفائی دستیاب کیا ادہر تو یہ کیفیت تھی اودہر اوتخش کبھی سرو قامت قول اترام
اس کی معرفت اگر صحبت عشرت مین سرفراز ہوئی جب دو تین مہینے کے بعد آثار حمل ظاہر ہوئے آبرو کے
ساتھ پردے مین جگہ پائی اور بادشاہ بخش اور دلربا پری ... نے انتظام ہوئی تھین زیارت
کربلاے معلے کے واسطے خواستگار رخصت ہوئین مگر حاصل یہ ہوئی کہ ایسی ایسی باتین بسبب نفاق دلی
پریون کے ظہور مین آتی تھین اور عنایت فرمائی حضرت اور طبیعت عالی ناموزونی کی
صحبت سے ہرچند یہ باتین سنتے مگر جدائی ان پریون طلعت بلقیس صورت کی گوارا طبع اقدس
نہوئی اور اسی مدت عیش و عشرت اور زمانہ راحت مین انہیں پریون سے چھ صاحبزادے پیدا ہوئے ایک کا نام فرخندہ بخش اور دوسرا
بادشاہ بخش خطاب تھا باقی چار لونڈیون کی شادی کرادی گئین چنانچہ بطن فرخندہ بخش سے شمس آرا نام دختر
پیدا ہوکر آغوش اجل مین سوئی اس سبب سے ستارہ اقبال اسکا چمکا جو خاص پری سے حمل ٹھہرا ہوا آخر کا

پھر اوس پریخانی مین دیو رشک وحسد کی گھر کیا یعنی نواب خاص محل جو متہم پریخانہ بتقلین آتش رشک مین جلنے لگین آپس مین
پریون کی خلل اندازیان شروع کین اور گفتگوئین بدمحاورہ میانہ آئین ناچار وہ اہتمام محمد حسین کے سپرد ہوا اور معتمد خطاب
چنانچہ اس معتمد محمد حسین خواجہ سرا کی معرفت دو خواجہ سرا جو زرخرید سیف الدولہ بہادر میر ہادی ناظم
گونڈہ و بہرائچ تھے اور وجیہ النسا بیگم ناظمہ اونکی زوجہ کی خدمتی ایک ریحان نام بائیس برس کا
اور دوسرا حاجی شریف پینتالیس برس کا آئے اور رشتہ ملازمی مین منسلک ہوئے ایک ریحان علیخان خطاب
پایا اور دوسرا حاجی محمد شریف علیخان مگر حاجی شریف اپنی چالاکی اور خوش فکری کے باعث منظور نظر
ہوکر یہ افسری تازہ حاصل کی تھی یعنی تیس عورتین چست و چالاک چوکی اور پہرہ کے واسطے نوکر
رکھی تھین اونکو قواعد فارسی ایجاد حضرت سکھائی گئی سے یہ دانائی آئین جنگی ہوئین کہ شناسیاہ فرنگی ہوئین
بعد اسکے پچاس نفر ترک سوار و شمشیر دار تھے نوکر ہوئے اور انکو بھی قواعد زبان فارسی مین تعلیم کی گئی
غرض وہ حاجی شریف انکا بھی افسر تھا کرنیل اور جانباز و تفضلین اور اوسکے خطاب مین زیادہ ہوئے
غرض بہر صورت فوج تازہ آراستہ ہوئی اور آلات جنگی سے پیراستہ اور سوای شمشیر وغیرہ خواجہ سرا کو
ایک خواجہ سرا بلال نام عنایت فرمایا جو جنت مکان کا تھا اسنے بواسطہ معروضہ رخصت زیارت کربلائے
معلے حاصل کی چنانچہ دو ہزار روپیہ زاد راہ کے واسطے عنایت ہوئے وہ خواجہ سرا آمادہ سفر تھا کہ
دوسرے دن معلوم ہوا کہ یہ تین پریان بھی ایک مسماۃ سرفراز پری اور دوسری یاسمن پری اور
تیسری ماہرخ پری مشتاق زیارت کربلای معلے ہین مگر در پردہ ثابت ہوا کہ اس زیارت کی بہانے
نوجوان پرستی پڑی کہ خوف جنت مکان خانہ دل مین متمکن تھا کار پردازان محبت نے یہ راہ تازہ نکالی
یعنی پیشتر ایک میر مہدی نے سروست رچایا کہ سید ابراہیم اور وہ ماہ رخسار دونون مجتہد کے پاس گئے
اور بحکم شرع رشتہ عقد مین پابند ہوئے خوف تاکہ دل سے نکلا پھر سید ابراہیم نے آسپری اوسکو
طلاق دی جدائی شاق تھی محل مین حضرت کو اس فریب سے پر محل آپہی طالع سکندری تھا سکندر بیگم
خطاب پایا یہ کیفیت عمدہ خانم سے سنکر اپنے جامہ سے باہر ہوئی آخرکار اوس دوزخی نے استغاثہ جنت مکانی
سے پیش کیا کہ اس عہد معدلت مہد مین مجھہ زیر دست پر زبردستی ظہور مین آئی یہ عہد آپکا سلطنت
مہدی ہے مگر جبر مرزا ولیعہد ہی خلاصہ کیفیت استغاثہ سے مطلع ہوکر سکندر بیگم کو سرکاری سے طلب فرمایا
چونکہ اوسکو حرام سے انکار تھا استغاثہ مذکور نامسموع ہوا اسکے بعد اماسن اور اسمن کی بہن جو متہم

پری خانہ تھی دیو قضا کے آغوش مین در آئی یہ سانحہ باعث رنج و الم حضرت کا ہوا محمدی نام کہاری
جو پیشتر ملازم خلد منزل تھی اب اس سرکار مین آکر نوکر ہوئی کہاری تھی سواری دی مگر حکم عدول
کیا گھر بیٹھا قبول نہ کیا چشم بد دور وہ نرگسی چشم اس درجہ منظور نظر محبت تھی کہ حضرت صبح اوٹھکر منہ
اوسکا دیکھتے تھے اور خاصہ کھلانے سے ممتاز تھی مہر خطاب ملا اور دو عورتین پری پیکر کم سن
دریاے شباب مین ڈوبی ہوئی معرفت اعظم ہو آکر خواصون مین شامل ہوئین ایک نے نشاط بخش
اور دوسرے نے الطاف بخش خطاب پایا ہرچند منظور نظر تھین مگر روبرو بیٹھنے کا حکم نہ تھا مگر خلوت
نصیب تھین محمد حسین کی معرفت ایک نگین اور ایک جانبخش شیرین نام نے آکر شیرین خطاب پایا پھر اس
شیرین کی چاشنی اقربہ سے فضہ نام گلشن جانبخش سے بہار آکر ملازم ہوئی آغوش محبت مین جگہ پائی نظر فیض مین
ممتاز تھی خدمت مین سرفراز تھی پھر اسی شیرین حور پری کی وجہ جو محرم راز تھی ایک عورت گروہ جانبخش
سے شکیبن نام لیلی فام آکر خواصون مین منسلک ہوئی غرض اوسی زمانہ مین چھہ لونڈیان جو جنت مکان
کی تھین محبت کی نظرون سے گرین چند روز طبیعت حضرت صورت نگاہ پھری رہی آخر کار محل کی
سفارش سے پھر اون آئینہ رخون کی صفائی ہوئی مگر کدورت جگہ ہی نہ گئی گو ظاہر مین عنایت تھی
مگر باطن مین نفرت قصہ مختصر بلال خواجہ سرا تو جانب منزل مقصود روانہ ہوا فضل خدا شامل حال
تھا ایک سال کے بعد وہ دولت زیارت سے مالا مال ہوکر پھر آیا اور پھر دوبارہ چھہ مہینے کے بعد حاجی
بلال نے وہی سوال زیارت موصوف کا کیا حضرت نے پھر دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے اور اس
خیال سے کہ باز رکھنا ایسے سفر نیک سے خلاف مذہب ہے اون پریون کو بھی چار ہزار روپیہ دیکر
اجازت جانے کی دی اور انھون نے بھی سامان سفر تیار کیا اور آمادہ روانگی ہوئین لیکن یہ عورتین
ناقص عقل مشہور ہین بدنصیب تھین عذر مصنوعی زبانون پر لائین فرضی بیان کے اس سفر دریا سے
ہین کہان تھے اوس عزم سے باز آئین مگر نا ممتاز ہین وہ حاجی بلال راسخ الاعتقاد تھا چلا کہ منزل مقصود
پہونچا اس زمانے مین پھر ایک عورت نے محل خاص مین چڑھکر نور افشان پری خطاب حاصل کیا اور
تھوڑے دنون کے بعد زیارت کربلاے معلی کی طرف حسب اجازت روانہ ہوئی. اب حضرت کو
عہد و پیمان مین یہ فکر ہوئی کہ یہ سب صاحب جو سنت جماعت سے ہین شیعہ ہون اگرچہ حرف سوال
زبان مبارک پر آیا مگر اودھر سے انکار سخت رہا زنہار اس سایہ کے نیچے نہ آئی تھی آخر کچھہ ایسا سحر و افسون

حضرت نے وہ کام فرمایا کہ اون سبھون نے شیعہ بننا جو نہی خاطر قبول کیا اور سید محمد نام جو مجتہد العصر اوس زمانہ مین تھے اونکے گھر جاکر یہ نقد مذہب تازہ حصول کیا خطابون سے اس طرح مشرف ہوئے قطب علیخان کا نام غلام ید اللہ خان ہوا اور تھوخان غلام علیخان بنے اور کھمن غلام حسینخان ہوئی سبحان اللہ اوس لباس سے اس لباس مین اگر زیادہ تر منظور نظر ہوئے خطاب پائے سچ ہے دنیا مین دولت ایمان ہے القصہ طبیعت حضرت عشرت پسند تھی ہی ایک بنگلہ فلک سیر نام صحن باغ مین قصر جہان کے مانند ہزار حسن و خوبی سے آراستہ تھا اوسمین یہ حضرت شاہ نے ولیعہدی مین ایکدن شگفتہ دل طبیعت نہال بہار افزای بنگلہ تھی ابھی گھڑی دو گھڑی دن باقی تھا کہ ابر رحمت نے نیسان صورت گوہر افشانی شروع کی اور چند مصاحب ثابت علیخان اور غلام رضا اور چھجو خان اور قطب علیخان وغیرہ صورت ہالہ اوس خورشید برج سلطنت کے گرد حلقہ زن اور حکایتین رنگین گلستان سے اچھی زیب زبان یعنی ہمرنگ بلبل ہزار داستان وہ جملہ نغمہ پرداز تھی کہ ناگاہ حسب اشارہ تیغ ابرو حضرت ایک بہروپیہ زخمی صورت خون چکان شمشیر بکف نے آکر حملہ کیا ع کبھی جھومتا گہ بہکتا ہوا ٭ لہو سارے تن سے ٹپکتا ہوا ٭ غضبناک کھینچے ہوئے تیغ تیز ٭ کیا حملہ شہ پر بقصد ستیز ٭ حضرت نے بھی رنگ تجاہل عارفانہ جمایا لباس بیقراری و اضطراب زیب تن فرمایا وقت افتخار تھا کہ غلام رضا خان اور چھجو خان اوٹھکر اوس سے دست و گریبان ہوئے قریب تھا کہ اوسکی شمشیر آبدار جو لہو سے بھری تھی چھپکر کام اوس دشمن عقل کا تمام کرین مگر حضرت سینہ سپر ہوئے قلعی اوس روپ کی کھل گئی مگر کمر مین اوس بیچارے کے اس دارو گیر مین ضرب آگئی لیکن قوت انعام نے تندرست کر دیا غرض اسکو نقد ملازمی ہاتھ آیا اور اون خاص مصاحبون کی اس جانفشانی کی وجہ دل مین جگہ پائی پانچ پانچ سو روپیہ ایک ایک کو عنایت ہوا اور آبرو دار تلوارین اور برق دم جوڑیان تحفون کی اور پورانی ڈھالین شمس و قمر کا جواب اور سند وقین ولایتی مرحمت ہوئین خلاصہ خاص مکان خوابگاہ مین محل بے محل پلنگ پر چوکی پہرہ ان جانبازون کا مقرر ہوا اب اور بہار تازہ کی گلشن عشرت مین آمد آمد تھی یعنی مسماۃ مہنگ پری کا شجر تمنا بار حمل سے پھلا اتھی مانند بوئے گل بے حجاب تھی اب چشم بد دور صورت مردم دیدہ پردہ عصمت مین جگہ پائی افتخار النسا خطاب ملا غرض جب مدت حمل جو نو مہینے کی تھی طے ہوئی بے کشش و رنج ایک لڑکا رشک مہر

منیر

افق امید سے طلوع ہوا اور شبستان مادر کو روز خوشی سا منور کیا لیکن جو تقاضاے ذات حق کو ہے دو چار ہی دن زندہ رہا اور آغوش دایہ لحد مین سویا ـ

تعمیر ہونا ایک باغ غیرت فردوس کا

اوسی فصل مین حضرت کو وقت ولیعہدی مین ایک باغ کی تعمیر و آراستگی منظور تھی چنانچہ اہتمام اوسکا علی نقی خان کو تفویض ہوا انھون نے مسیحے مسعود خان کو خلعت داروغگی دلاکر اوس کام پر مامور کیا چند عرصے مین وہ باغ گلزار ارم کا تازہ داغ دینے والا ہزار رنگ سے آراستہ اور تعمیر ہوا دنیا کی اشجار گل دار رنگ افزای چمنستان تھے اور گنجان بڑے درختون کا اسقدر ہجوم تھا کہ ڈر ہو دھوپ سایے مین آتے ہوئے بید وار لرزہ آتا تھا جاتے ہوئے بید اور کسی شکاری صیاد کی بیٹھ طبیعت کی مجال نہتھی کہ نظر بد سے مرغان چمن پر آنکھ ڈالے اور چشمہ ہاے آبدار چشمۂ خورشید کے مانند آبدار و روشن ایک کا نام چشمۂ شیرین تھا جسکو سنگ تراشان فرہاد منش اوفی تراش کر سنگ مرمر ہی اور مرمر سے مرتب کیا تھا اور دوسری نہر کا نام چشمۂ فیض اوس نہر کا طول چالیس گز کا تھا اور عرض اسکا پندرہ بیس گز ہو نیا دہ نہین اور فوارے نور کے نہایت آبدار اور مکانات اوس باغ کے قصور جنان سے حسن و زینت مین کم نہ تھے خلاصہ نام خیالی اس باغ راحت فزا کا حضور باغ تھا اور شہنشاہ منزل ایک مختصر سا مکان فصل سرما مین رہنے کے قابل اور ایک چھوٹا سا حوض درمیان اوسکے بڑے لطف کا آبرو بخش اور ایک مکان جہان طول نہین اوسکو مقابل فصل گرما مین دل کو ٹھنڈا کرنے والا تھا ہر طرف فرش سنگ مرمر مرتب تھا اور مکان خاص خطاب اور تیسرا مکان جنت نشان فلک سیر نام جسکے صحن بہار افزا مین ایک بنگلہ طرحدار نو عروس کے مانند آراستہ خلاصہ موسم برشگال کے واسطے نہایت دلچسپ اور ہوا دار چنانچہ نقی علی خان نے اس کام کے اہتمام سے وہ سرسبزی پائی کہ خبر اور کل کامون مین اختیار کامل حاصل ہوا انکے عمارت کی بھی لگم سیر بہاری کو یہ رنگ خوش نہ آیا چور دلون مین صورت دزد نشار ہنے لگا اور خار حسد کے گل کھلا یا کیا کاوشین پیدا کین ـ

سیلہ قیصر باغ

سے فرخ فال بکار و رحال بدو جلسے نے پریون کے حضرت کو مرتبہ سلیمانی بخشا سات دن تسخیر

گذرے تھے ایک ایسا تازہ پیرنگ لائی کہ حضرت نے لباس جوگیون کا زیب بدن فرمایا معشوقۂ خاص اور
سکندر بیگم جوگن بنین انیس الدولہ اور رفیع الدولہ اوسی خاکستری لباس مین شریک جلسہ تھے غرض
یہ جوگیانہ محفل قابل دید ہے ساون کے مہینے مین دو تین برس برابر رنگ اسکا جما رہا اسکے بعد ایک چھوٹی
صاحب طوائف ساکن گولہ گنج بڑی صاحب جمال تھی اوسکے اشتیاق ملاقات مین لباس ترکانہ پہنکر
حضرت نے روپ اپنا بدلا سے ہوئی سیف بہ بغل جلوہ گر ہوئے تیغ کی جگہ چھڑی تھی زیب کمر ہاتھ
اندھیاری رات مین دو رفیق محرم راز ساتھ لیکر گولہ گنج مین چھوٹی صاحب کے مکان پر پہونچے یہان
اکثر جوان مسلح بیٹھے تھے مگر حضرت نے اندر چوکھٹ کے قدم رکھتے ہی بکشادہ پیشانی پیشتر قدم بڑھا کر ایک
کرسی پر جلوہ فرمایا اور اون ہمراہیون نے اوس معشوقہ صفت نازنین سے اظہار کیا کہ یہ شخص تازہ وارد
شہر دہلی کے امیرون مین صاحب رتبہ ہے اور رسالہ سوارون کا پانسو فی الحال اس شہر لکھنؤ مین
فروکش ہین چونکہ عاشق مزاج حسن پرست تھی تھا ہی کشش محبت یہان کھینچ لائی ہی یہ سنکر وہ معشوقہ
نہایت لطف سے پیش آئی عطر اور پان کا رنگ جما کچھ گانے بجانے کی چھیڑ چھاڑ ہوئی غرض ایک
بلی بھی اوس معشوقہ کے پہلین کے گھر مین تھی جسکا سوتی نام تھا کمال خوشرنگ اور صورت دار جب
اس جلسہ مین پہر رات باقی رہگئی کہ چرخ فلک نے آنکھین دکھائین شیخ عمر خان تھانہ دار وہان پر نازل
ہوا اور چاہا کہ قدم زینہ پر رکھے مگر اوس عیار نے کوئی فقرہ تازہ دیکر آئی ہوئی بلا کو سر سے ٹالا حضرت
نے بھی موقع پاکر انگوٹھی اوسکو نشانی کے واسطے لیکر بہ شناخت فرمائی ابھی قدم زینے سے اوترے پایا
تھا کہ سواری بخش علی کی دوچار ہوئی چونکا وسے بہر حال چھپنا منظور تھا ایک بزازی دوکان مین بچا لائی
چھپکر مع الخیر اپنے محل مین پہونچے اب اور داستان تازہ مشتاقان تواریخ گوش فرمائین کہ ایک
مکان وزیر منزل نام شہنشاہ منزل کے قریب تعمیر تھا چنانچہ اوسکے روبرو ایک قبر شہید مرد کی قدیم
تھی اوسپر درخت پیپل کا سایہ افگن جب اتفاق حضرت اوس مکان مین رونق بخش تھے ایک شاعر
چھوٹے خان نام ہمنشین تھا یہ اشعار زبان حضرت سے موزون ہونے اپنا سے اور شعر صورت مین بھی
انتخاب ہے اور وہ سمجھا وہ انکو لاجواب ہے ہوئی بحث اکثر ان اسی باتین ہے چلی چوٹ باہم ملاقات
مین ہوا آخر یہ بات ٹھہری کہ ایک کسبی صاحب جمال طلب ہو جسکو وہ پسند کرے وہی صاحب وضع
اور خوش جمال ہے چنانچہ ایکدن رات کے وقت ایک کسبی نہایت حسین جسکی خرچی ایک اشرفی تھی طلب

کی گئی اور چھوٹے خان لباس خوبی سے آراستہ عطر میں بسا ہوا اوس پری رو کے ساتھ ایک
مکان دلکش میں گرم اختلاط تھا کہ حضرت بھی کلاہ سادہ سر پہ رکھے اور چادر سفید سینہ کر اوس طلسم
میں پہونچے خلاصہ چھوٹے خان نے بڑی شکست پائی یعنی نگاہ محبت آمیز اوس جادو چشم کی چشم بد دور
حضرت سے لڑی صورت خوب اور وضع خوش انکی پسند آئی پھر اکدن حضرت بزم نشاط میں مصروف
عیش و طرب تھے اور بزم رقص و سرود منعقد کہ معشوقہ خاص نے آکر تازہ خبر دی کہ یہاں حضرت
سیر باغ میں شگفتہ دل ہیں اور اودھر نثار علی شیشہ پری کے ساتھ گل تازہ کھلا رہا ہے یعنی جستجو میں
شیطانی کرتا ہے ابھی یہ کلام ناتمام تھا کہ شیشہ پری بھی دولہن کی صورت آراستہ سایہ کی شکل معشوقہ
خاص کے پیچھے آپہونچی خلاصہ بالمشافہہ وہ باتیں جو کانٹے کی طرح دل میں چبھ رہیں تھیں زبان حضرت پر
آئیں مگر شیشہ پری کچھ دیوانی نہ تھی قسمیں کہا کر نشانہ ناوک غضب حضرت سے محفوظ رہی مگر معشوقہ
خاص نے خون جگر کہایا اور کچھ بن نہ آیا مگر عمدہ نام کہاری نے جو خدمتگذار اوس غیرت گلزار کی تھی اوسکی
اظہار کیا سے نہ تھا جھوٹ رکھتی تھی وہ لا کلام ۔ نثار علی سے سلام و پیام ۔ قصہ مختصر جب نجم النسا کو
بیچ لکھنؤ میں قیام کیا کاروبار محل میں خلل واقع ہوئے آخر میر مہدی کی معرفت امراؤ بیگم وفا بیگ خان کی
بہن جو بھائی قدسیہ بیگم کے تھے عہدہ داروغگی محل پر مامور ہوئی پینتیس ۳۵ برس کا سن فربہ بدن سرخ
و سفید کلان چہرہ دراز قامت مگر حاجی شریف کی وجہ اوسکی داروغگی نے رونق نہیں پائی ہے فقط
اوسکی داروغگی کا تھا نام ۔ کرتا حاجی شریف اوسکا کرتے تھے کام ۔

داستان

سے حقیقت میں آنکھیں ہیں کس کام کی ۔ یہ آنکھیں اگر دیکھیں جام کی ۔ اب طبیعت حضرت کہ
مائل انتظام امور عمارت ہوئی میر مہدی کو امیر الامرا صاحب خطاب عنایت ہوا اور سید جعفر علی
انشا پرداز نے انکی نیابت سے سرفرازی پائی پھر چھوٹے خان نے داروغگی کبوتر خانہ میں بڑی آبرو
حاصل کی اور شیخ محمد نام نے اوسکی پیشدستی میں پیروی کی اور غلام رضا خان نوسلم خلعت عنایت
سلطانی سے مخلع ہوا اور کاشی رام مصور کو نیابت ملی معتمد علیخان کو اہتمام خزانہ سپرد ہوا اور
نے معتمد علیخان کے ذریعہ سے اہتمام قصر خاقان و شہنشاہ باغ میں رنگ جمایا اور مکان جہان نما بھی

پانچا م ہوا اور سعید سعود کو علی نقی خان کی بدولت خلعت اہتمام باغ حضور عنایت ہوا اور چھوٹی خان کو
خاص محل سے تعلق تھا اور معشوق پسند اور عاشق پسند اور چپ منزل اور راست منزل اور قیصر باغ اور
قیصر پسند اور دل پسند یہ مکانات ثابت علیخان کے سپرد ہوئے اور مکانداری بھی انکے حوالے تھے بعد اسکے
یہ حکم ہوا کہ ایک باغ جو گلشن ارم کا داغ دینے والا ہو تیار و تعمیر کیا جاوے غلام رضا خان اور ثابت علیخان
محمد علیخان اور کاشی رام چاروں شخص اس کام پر مستعد ہوئے اور ایکبار چاروں طرف سے رنگ
اہتمام جمایا ہوئے مستعد اپنی اپنی طرف ہا شجر گلشن آرا ہوئے صف بہ صف ہا غرض پانچ لاکھ روپیہ
صرف ہو کر ایک برس دن میں یہ گلشن ایجاد تعمیر تیار ہوا اور درمیان میں اوس باغ کے ایک مکان کہ نشان
مسجد بھی اوس میں ہویدا ہیں تیار ہوا اور ایک کمرہ اوس عالیشان قصر میں مختصر یعنے خانہ خدا تعمیر کیا گیا گر
ہر ایک مکان بصورت مسجد کہا تھا سبحان اللہ وہ قصر سراپا مسجد تھا اور عالیشان دروازہ اوسکا بام
فلک سے ہم پایہ تھا اور ایک سڑک اوس مکان سے دریا تک جاری جب یہ گلزار بہار افزا تعمیر ہو چکا
سکندر بیگم کو مع عمارت عنایت ہوا جب چراغ انکے حیات کا صرصر فنا نے بجھایا پھر وہ مکان قبضہ سرکار

رہس کا بیان

اب طبیعت حضرت اہل ہنود کی رہس کی طرف متوجہ ہوئی کئی لاکھ روپیہ اسکے درستی اسباب و سامان
میں صرف کیا گیا خلاصہ ایک رات کو یہ بزم عشرت افزا منعقد ہوئی جملہ صاحبان محل پر محل چلمنوں میں
جلوہ آرا تھیں یاسمن رخ پری نے لباس کنھیا کا زیب تن کیا مرلی مکٹ پہنا جسکی وجہ سراپا نور تھی اور
سلطان پری نے انکو صورت رادھا بنایا سر سے پاؤں تک زیوری نے لکا نور کا بنا دیا عشرت پری
دلربا پری حور پری یاسمن پری سعد لقا پری یہ سہیلیاں اونکی تھیں غرض وہ رنگ اس جلسہ نے
روز بزم رہس میں جمایا کہ ہر تماشائی عالم وجد میں تھا ایکدن وزیر منزل سے جلوخانہ تک حکم دیا کہ جلسہ
میلا کا آراستہ ہو مسماۃ پیاری طوائف پروردہ عمدہ خانم کو صاحب حسن تھی مگر احول چشمی نے اوسکو
عین صحبت میں چشم خواہش کی نظروں سے گرا دیا اور چھوٹی گوہر سے گوہر آبدار دریاے صحبت سے آب
ہوئی اور ولایتی نام پری پیکر سے ربط محبت بڑھا اور گھٹا پھر امراو نام چھوٹی خانم والی سے ملاقات ہوئی
اور کنھیا نام طوائف گانا کی نوچی نے چاہا کہ حضرت سے سلسلہ محبت بڑھائے مگر نقد وصال میسر نہوا

اختر احمد علی نام جو ایک شخص رذیل قوم اور دہ اعظم الدولہ کا تھا اوسکے گھر پڑی اسکے بعد بخشی نام حسن سے خالی سید خانم
فربہ بدن خوش گلو سے اتحاد پیدا ہوا اور مسماۃ چپلا طوائف بیبا کی نوچی سے راہ و رسم ملاقات رہی پھر
بندی جبش والی سے جو حیدر حسین خان مہتمم دیوان عام کے مطبوع خاطر تھی اوسکے ساتھ ایک رات کو
گنہگار ہوئے پھر اچھے نام پر نظر محبت پڑی مگر موقع خلوت نہ ملا اور سپر علیخان منگلی والے کا جو علم رقص
و سرود سے آگاہ تھے نخل تمنا سے وصال بار ور نہوا تھا کہ گل تازہ کھلا ایک کرم بخش کسبی جو آغا حسن
برادر علی حسن ملازم میر مہدی سے محبت میں والبستہ تھی امیر بخش اوسکی نائکہ نے محکمہ مجتہد میں استغاثہ کیا
اور مقدمہ دائر ہوکر وہ کرم بخش نائکہ کو ملی آغا حسن نے جوش محبت میں اوسکے افیون زہر مار کی
مگر سخت جان تھا موا نہیں جب حضرت نے نائکہ سے کرم بخش کو طلب کیا وہ ہرگز رضامند نہوئی کئی ہزار روپیہ
مفت رائگان صرف ہوا مگر نقد داغ فرقت باقی رہا اور امیر بخش کسبی ساکن فتح آباد حضرت کے مطبوع
خاطر ہوکر دروازہ حضور باغ پر مسکن پذیر ہوئی آخر عارضہ آتشک نے اوسکی گرمی محبت کو ٹھنڈا کر دیا
ایک رات کو حضور باغ و شہنشاہ باغ میں بزم عشرت آراستہ تھی ان پانچ پریوں کو خطاب تقسیم ہوا
رشک پری کو نواب شہزادہ بیگم معشوقہ و مادر تمام خطاب ملا اور شیشہ پری کو شہنشاہ بیگم بنایا اور شگفتہ پری
حسن آرا خطاب دیا اور سرفراز پری کو سردار بیگم شگفتہ و مہ لقا بنایا اور سرفراز بیگم عاشقہ خاص وہ سرفراز
قرار پائی اور سکندر بیگم بکرم زمانی ہوئیں اور دلنواز بیگم محبوبہ خاص اور دلربا پری نے بزم افروز
خطاب پایا امیر پری خورشید پری ہوئی حور پری کا خطاب جہانبان حور بیگم ملا اور
چار چار خواصیں خدمت کرنے کے واسطے مامور ہیں مگر معشوقہ خاص زیادہ تر
منظور نظر تھی کہ تحویل خاص وغیرہ بھی اونکے تفویض ہوئی اور مرزا حسن نام
معلم اون سب کی تعلیم کے واسطے مقرر کیا گیا کہ وہ سب
بیگمات علم خوشنوانی تحصیل کریں اور سرفراز
وپیاری وغیرہ پانچ سو روپیہ مہینہ کی
عہد جنت مکان تک
ملازم رہی

خاتمۃ الطبع

خدای علیم وخبیر کا شکر ہے کہ تاریخ طلسم ہند مولفہ شاعر بے عدیل ناثر بے تمثیل عذب البیان شیرین زبان
منشی لطو طارام صاحب شایان جو ایک بے نظیر کتاب ہے ماہ شوال فرخندہ فال ۱۳۱۶ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۹۹ء
میں حلیۂ طبع سے محلی اور زیور طبع سے مجلی ہوئی مصنف نے بڑی جد وجہد اور سعی وکوشش اسکی تصنیف وتالیف
میں فرمائی کہ ایک جانب مسودہ کا ترتیب و تالیف کرنا اور دوسری جانب کتاب کا چھپنا وجہ اسکی یہ تھی
کہ وفات سے چند سال پیشتر مصنف صاحب بطور پیشین گوئی کہا کرتے تھے کہ اب زندگی عذاب ہے شیرازہ کتاب
حیات نہایت ابتر و خراب ہے جو کام ہے وہ بھی قبل از خاتمہ تمام ہو جاوے افسوس ہے کہ جب مصنف کل حالات
لکھکر عہد واجد علیشاہ کی آغاز تخت نشینی تک پہونچا کہ ضعف پیری و علالت لاحقہ سے اور آگے کچھ حال تحریر
نہ کر سکا لہذا وہی آخری نقش یادگار نتیجہ افکار منشی صاحب مغفور کا مسودہ ہوا۔ ہر چند کارخانہ کو خیال رہا کہ کوئی نامی
گرامی مصنف کمر ہمت چست باندہ کر تا زمان حال تکملہ تاریخ موصوف کا فرماویں چنانچہ بعض دوستوں اور رفقای
مطبع نے در بخصوص توجہ کی لیکن یہ معاملہ تاریخ نویسی کا ایسا نازک ہے کہ مثل مصنف مرحوم کے سلسلہ تحریر کا
ربط نہ پایا اسلیے آخر میں یہ تجویز قرار پائی کہ جسقدر حصہ مصنف مرحوم نے اس کتاب نادر الوجود یعنے مسمی طلسم ہند کا
تصنیف کیا ہے اوسیکو چھاپ کر تمام کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ واضح ہو کہ منشی لطو طارام صاحب شایان
ابن منشی رام اتمارام رائے تلشی رام صاحب بخشی سرکار نواب آصف الدولہ بہادر کے پوتے تھے اس مرحوم نے
مشق سخن میں نہایت ناموری حاصل کی تھی او شہر لکھنؤ کے شعرای مشاہیر اور نامی ارباب تصانیف سے تھے
مصنف مرحوم عرصہ بارہ سال سے زائد اس مطبع کے متعلق شعر و سخن پر مامور رہے اور اسی زمان تعلق میں منجملہ
اکثر تصانیف کے بہار نظم۔ طلسم شایان۔ الف لیلہ جلد دوم۔ الف لیلہ نثر چہار جلد۔ فتوحات ہند
واسوخت شایان و چند متفرقات دیگر مطبوع طبع ہوئین اور شائقین کی قدردانی سے اکثر کتب مذکورہ سے
بکرر سہ کرر نوبت طبع آئی ہے۔ خداوند جل شانہ مصنف کو بخشے اور اونکے کلام
سے خاص و عام کو فیض اور فائدہ
پہونچاوے

پہلے برہما سے ظہور مریچ ہوا اور مریچ سے پیدائش کشب ظہور مین آئی اور کشب سے سورج تجلی افروز ہوئے اور سورج سے سرادہ دیو یعنے سنو نام فرزند نے رونق پائی مگر دریای بے گوہر اور باغ بے ثمر تہا کشب کہیشر سرادہ دیو کے پروہت تہے اونسے اس باب مین مدد چاہی وشسٹ کہیشر نے حصول فرزند کے واسطے ایک جلسہ جگ کا مرتب کیا اور وہ منتر جنسے ظہور فرزند وقوع مین آوے پڑہنا شروع کیے قضاے کار رانی نے اوسوقت وشسٹ سے عرض کی کہ مجھکو تمناے دختر ہے فرزند کی خواہش نہین چنانچہ وشسٹ نے وہ منتر جنسے تولد لڑکی کا ظہور مین آوے پڑہے خلاصہ مشیت الٰہی سے حمل نے بطن رانی مین قرار پایا بعد ایام موعود الانام لڑکی پیدا ہوئی سرادہ دیو نے وشسٹ سے کہا کہ مہاراج اثر منتر کا برعکس وقوع مین آیا کہ فرزند کے عوض لڑکی پیدا ہوئی چونکہ وشسٹ کہیشر کو خاطر سرادہ دیو بہت تہی پس بھگوان سے استدعا اس بات کی فرمائی کہ یہ لڑکی لڑکا ہوجاوے بھگوان نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا وہ الانام لڑکی فرزند بنگئی اب اوسکا نام سدیمن رکہا گیا القصہ سدیمن شکار دوست تہا ایکدن ہرن کے پیچہے گہوڑا ڈالا چند نوکر ہمرکاب تہے الا دشت گہنے مین پہونچے قضاے کار شکار آہو تو ہرن ہوگیا مگر راجہ اپنے ہمراہیون سمیت لباس عورت مین در آیا اور گہوڑا بہی راجہ کا گہوڑی بنگیا باعث اس صورت بنجانے کا یہ تہا کہ ایک وقت مہادیو جی اور پاربتی جی دونون سولہ ہزار سہیلیون سمیت اوس جنگل مین ہوکر برہنہ بہار کر رہے تہے کہ ناگاہ [illegible] سنک سنندن سناتن سنت کمار یہ چارون جنکی عمر ہمیشہ پانچ برس کی ہی رہتی تہی اور سانولون سرکے درشن کو آنکلے پاربتی جی نے اونکو دیکہکر دریاے حجاب مین غوطہ لگایا اور فرط شرم سے پانی پانی ہوگئین اور مہادیو جی سے کہا کہ آج عصمت پر صاف پانی پہر گیا مہادیو جی نے یہ آبدار سخن زبان مبارک سے فرمایا کہ اے پاربتی جی تم اس بات سے ملول خاطر نہو ہماری آج کی دعا سے جو شخص اس جنگل مین آویگا وہ عورت بنجاویگا چنانچہ اس تاثیر دعا سے وہ راجہ سب ہمراہیون سمیت عورت بنگیا اور سخت پریشان حال اور متحیر دیکہتا کہ یہ بلاے آسمانی کہان سے آئی فرط حجاب سے اپنے تختگاہ کی طرف رخ نکر سکتا تہا ناچار اوسی مقام دلکش مین رہنا شروع کیا ایکدن دکن کی طرف کہین بدہ یعنے فرزند چندرمہ

یعنی قمر سے آنکھیں دو چار ہوگئیں حسب اتفاق یہ دونون دریای حسن کے مہر و ماہ تھے طرفین سے
محبت نے جوش مارا غرض حکم اتہبید کے موافق وین گندھرب بیاہ کی صورت ظہور مین آئی غرض شیت
بر رو نام فرزند پیدا ہوا جب بہت دن لباس عورت مین بسر ہوے تب طبیعت سدیمن کی نہایت
منغض ہوئی مگر حسب اتفاق بشست رکھیشر سے ملاقات ہوگئی اپنی کیفیت بیان کی چونکہ بشست نہایت
تشفی دہی تسلی دہ ہوے اور کہا کہ ہم مہادیو جی کے پاس جاکر تمہاری صورت ملال دور کرنے مین چنانچہ
بشست نے براہ مہربانی مہادیو جی کے پاس جاکر اونکو ثنا خوانی سے محظوظ کیا جب وہ خوش ہوے
تب درخواست کی کہ یہ راجہ سدیمن اس صورت سے کس صورت نجات پاوے چونکہ پاربتی جی کو یہ بات
منظور نہ تھی کہ وہ راجہ لباس عورت سے رہائی پاوے غرض مہادیو جی کو خاطر مین دونون کی منظور تھین
فرمایا کہ یہ راجہ سدیمن ایک مہینا بھر عورت رہیگا اور ایک مہینا بھر مرد چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی وہ راجہ سدیمن
پھر جنگل سے اپنے گھر مین آیا حسب ارشاد مہادیو جی ایک مہینا بھر مرد رہتا تھا اور ایک مہینا بھر عورت
لامحالہ لباس مردانہ مین انتظام راج کرتا تھا اور جامہ عورت مین محل سے باہر علالت کے بہانہ نہ نکلتا تھا آخرکار
دنیا سے دل برداشتہ ہوکر عبادت مین لباس حیات کو تن سے اوتارا اور بیکنٹھ دھام مین مقام پایا قول
مؤلف یہ ہے کہ زن و مرد ہونا سدیمن کا بشست رکھیشر کے منترون کی تاثیر سے تھا یعنی پہلی حصول
فرزند کے منترون سے کام لیا تھا اور پھر رانی کی درخواست کے موافق لڑکی کے پیدا کرنیوالے
منتر پڑھے چونکہ ایک جلسہ مین دو صورت کی افسونون سے کام لیا تھا اسیوجہ ابتدا سے آخر تک
دو صورتین گذرین اور چند نسبین پر دا سے روشن ہوا اب صاحبان تواریخ دوست پر واضح ہو کہ جب
یہ صورت سدیمن کی گذری سراوہ دیو نے بہر تمنای فرزند بین بیرا برس نام جگ کیا اور دس برس
جمنا کے کنارے عبادت کے ساتھ جانفشانی کی چنانچہ سراوہ نام زوجہ سے دس فرزند پیدا ہوے
پہلا انکا اچھواک تھا دوسرا راجہ نرگ عالم ہستی مین رونق افروز ہوا اسکی چھیلین پشت مین چتھر پون
سے وہ اعمال نیک ظہور مین آئے کہ برہمن گردانے گئے تیسرا راجہ سرجات اس راجہ نے بدورج نام
پہاڑ پر بڑی عمدہ جگ ترتیب دی تھی اور اندر نے اسی جگ مین رسمیات لاکر سوزش کیا تھا اور
چیمن رکھیشر نے اسی پہاڑ پر اندر کے اوپر وہ قہر نازل کیا تھا کہ حرکت نکر سکتا تھا اور اسی پہاڑ پر
اسنی کمار نے پیری چیمن رکھیشر کی جوانی کے ساتھ مبدل کی تھی یہ چیمن رکھیشر بھرگ نام

کے

عابد مرتاض کا فرزند تھا چنانچہ ایک جنگل مین استمرار عبادت کی ساتھہ معروف ہوا کہ تمنا کسی چیز کی باقی
نرہی اور استقرار خاک صحرائی اوسکے بدن پر جم گئی کہ خاک کا تودہ بنگیا نہ جسم نظر آتا تھا بلکہ چھوٹے
چھوٹے صحرائی جانورون نے اوسکے خاک بدن پر گھر اپنے بنائے تھے ایک وقت یہ راجہ سرجات
چار ہزار رانیون کو ساتھہ لیے ہوئے اوس جنگل مین جہان ہمین غرق دریاء عبادت تھا آیا سوکھینا نام
لڑکی راجہ کی رانیون سمیت سیر کرتی ہوئی عابد مذکور تک پہونچی چونکہ جسم جمین کا سراپا خاک مین پوشیدہ
تھا ثابت نہوا کہ یہان کوئی قسم آدمی زاد سے ہے گل چننے مین شگفتہ دلی کے ساتھہ مصروف تھین اتفاقا
وہ لڑکی راجہ کہیشر کے قریب پہونچی غرض آنکھین رکھیشر کی اوس پردہ خاک سے اوس لڑکی پر جا پڑین
صورت دلکش تھی پکارا چونکہ کلا عابد کا نہایت خشک ہو گیا تھا اور اسکی آواز گوش زد نہوئی مگر
تارے کی صورت آنکھین اونکی چمکتی ہوئی نظر آئین لڑکپن تھا ہی عالم نادانستگی مین ایک تنکا اوٹھا کر
آنکھون مین گڑو دیا قضائے کار چشم زدن مین آنکھین رکھیشر کی بصارت سے معذور ہوگئین اور گناہ عظیم
اوسکا سر راجہ سرجات پر نازل ہوا اپنے تمام لشکر سمیت کیا چھوٹا کیا بڑا سبکے شکم مین درد سخت پیدا ہوا
کہ روی زمین پر ماہی بے آب کے مانند تڑپنے لگے راجہ سرجات نے اضطراب دیکھکر معلوم کیا کہ جمین
کھیشر اس جنگل مین عبادت کرتے ہین عجب نہین کہ اونکو کوئی ایذاے سخت پہونچی ہو سب سے پوچھا
کہ راست براست بیان کرو کہ ہمارے ہمراہیون مین سے کسنے رکھیشر مذکور کو ایذا پہونچائی ہے
خلاصہ سب نے لاعلمی اپنی بیان کی آخرکار جب نوبت سب کی قریب ہلاکت پہونچی اوس لڑکی نے
راجہ سے وہ کیفیت گذشتہ بیان کی اور کہا کہ مین نہین جانتی کہ وے رکھیشر تھے یا اور کوئی تھا القصہ
راجہ سرجات یہ مضمون سنکر حسب نشان دہی دختر اوس جگہ پہونچا اور پانی اوس تودہ خاک پر ڈالا
اوس سے رکھیشر پیدا ہوئے ناتوانی نے صورت حباب بنا دیا تھا غرض راجہ نے سر اپنا اوسکے قدمون پر
رکھدیا اور زار زار روکر کہا کہ یہ خطا میری لڑکی سے دیدہ و دانستہ ظہور مین نہین آئی آپ گناہ اوسکا
بخشدیجئے رکھیشر نے کہا کہ اوس لڑکی نے آنکھون کو پھوڑ دیا ہے اگر اوسکو میری زوجیت مین دو تو
یہ عذاب سب لشکر سے تمھارے دور ہو جاے راجہ نے قبول کیا اور اوسیوقت لڑکی اپنی نذر رکھیشر کی کھیشر
خوش ہوکر بواسطہ دعا وہ عارضہ شکم مین جو دامنگیر لشکر تھا دور کر دیا غرض یہ لڑکی نہایت نیک خصلت اور
شوہر پرست تھی کوئی ساعت اوسکی خدمت سے غافل نرہتی تھی ایک وقت گذرا اسنی کمار کا اوس صحرا مین ہوا

چونکہ حکیم دیوتوں کے تھے ہی کچھ جوانی دختر پر رحم آگیا جیمن رکھیشر کو جوان بنا دیا وہ پیری صاف زائل ہو گئی
جب راجہ سرجات نے سنا کہ داماد اوسکا جوان ہو گیا نہایت خوش ہو کر جیمن رکھیشر کے پاس آیا اور اوسکو
دیکھکر نہایت خوش ہوا القصہ جیمن رکھیشر سے اشنی کمار نے جوان کرتے وقت یہ شرط لیلی تھی کہ جسطرح
اور دیوتا حصہ اپنا جگ میں پاتے ہیں مجکو بھی ملا کرے چنانچہ راجہ سرجات نے کہنے سے جیمن رکھیشر کے
پرم جگ شروع کی تھی جیمن رکھیشر نے اوس جگ میں حصہ اشنی کمار بھی جدا کیا تھا کہ اندر نے آکر منع کیا کہ یہ شخص
ناپاک ہے ہمارے دیوتاؤں کی علاج کرتا ہے قابل حصہ پانے کے نہیں ہے جیمن رکھیشر نے کہنا اندر کا نہ سنا
اندر نے غضبناک ہو کر صاعقہ اپنا جیمن رکھیشر پر مارنے کے لیے جو اوٹھایا تو ہاتھ اوسکے اوسی طرح
ہوا پر رہگئے نہ حرکت کر سکا آخرکار مجبور ہو کر اندر نے جیمن رکھیشر سے پناہ چاہی اور حصہ دینا اشنی کمار
کو قبول کیا اور صورت بدستور ہوئی فقط چوتھا فرزند دشت نام راجہ کا تھا جس سے ناگ فرزند متولد
ہوا اور سلسلہ خاندان بڑھا مگر ان چھتریوں نے وہ وہ اعمال بد کیے کہ ویس کے مقابل ہو گئے مگر اس
خاندان میں ایک درت نام راجہ بڑا صاحب عظمت ہوا تھا جسکا شان وشکوہ اس جگ سے پیدا ہے یعنی اسقدر
طلائی برتن تقسیم کیے کہ برہمنوں کو اوٹھانا بارِ خاطر ہوا پانچواں فرزند دشٹ نام تھا دھاشت نام اسکا
فرزند اپنے اعمال نیک سے برہمن بنا چھٹواں فرزند راجہ کرو کھہ نام تھا اولاد انکی نے اوتر طرف حکمرانی کی اور
برہمن پرست تھی ساتواں بیٹا نرکشٹ نام تھا چنانچہ یہ خاندان بہت بڑا ہوا اور اسقدر عبادتیں کین کہ برہمہ
کل کو پہونچے آٹھواں سرکھند نام فرزند تھا پشت نے انکو باوہ گاؤن کی نگہبانی اور خدمت کو واسطے
مامور کیا یہ رات دن انکی خدمت میں مصروف رہتا تھا ایک رات کو کہ نہایت تاریک تھی اور مینہ برستا تھا
ناگاہ ایک شیر نازل ہوا اور ایک گائے کو اوٹھا لیچلا یہ راجہ اوسکے پیچھے روانہ ہوا قریب پہونچکر تلوار اوس
شیر پر حوالہ کی حسب قضا وہ تلوار اوس گائے پر لگی کام اوسکا تمام ہوا کہ اتفاقاً بجلی تڑپی اوس وقت راجہ کو
معلوم ہوا کہ شیر کے عوض گائے عرصہ ہلاک ہوئی پشت نے جو دیکھا کہ یہ عذاب سخت راجہ سے ظہور میں
آیا خفا ہو کر بد دعا دی بد زبان پر لایا کہ جا سودر ہو جا ناچار راجہ اوس گناہ عظیم میں مبتلا ہو کر کشن بھگوان
کی عبادت میں مشغول ہوا اور سارے روئے زمین کے تیرتھوں کو چھان ڈالا اتفاقاً ایک جنگل میں اوس
آگ میں مشتعل ہوئی اوسمین جلکر بیکنٹھ دھام کو پہونچا نوان فرزند نبھاگ نام تھا اسکے دو فرزند ایک سیالک
نام دوسرا عمبرکہ چنانچہ یہ بیت ایکادسی کے روزہ رکھتا تھا چنانچہ ایک دن روزہ تمام ہو چکا تھا اور وقت

افطار روزہ قریب تھا کہ دُرباسا رکھیشر آئے اور خواستگار طعام کے ہوئے اس راجہ نے کہا آپ جلد اشنان کر آوین سب سامان کھانے کا موجود ہے مگر جلد تشریف لائیے گا ایسا نہو کہ دوادسی مین روزہ میرا افطار ہو چنانچہ دُرباسا نے عمدًا دیر کی یہان راجہ کو سخت پریشانی تھی حفاظت دہرم کے واسطے بشست نے فرمایا کہ تم چرنامرت لیکر ایکادسی کے برت تمام کرو راجہ اپنے مرشد کے حکم کو بجالایا کہ اس عرصہ مین دُرباسا تشریف لائے اور راجہ کو دیکھا کہ روزہ افطار کر چکا ہے نہایت خشمناک ہو کر جٹا یعنے بال پیچیدہ اپنے سر کے زمین پر دے مارے اوس سے کرتیہا شعلہ شرر فشان نکلا کہ راجہ مذکور کو جلا دے چنانچہ راجہ کے پاس چکر سدرسن اسلحہ بشن بھگوان کا دیا ہوا موجود تھا اس چکر نے حرارت اور شرارت اوس شعلہ غضبناک کی سرد کی اور دُرباسا کے پیچھے پڑا دُرباسا اپنی جان عزیز کے بچانے کے واسطے برمھا کے پاس گئے اونھون نے ہاتھ کانون پر رکھا کہ ہم بچا نہین سکتے ناچار پھر مہادیو کے پاس پہونچے اونھون نے بھی انکار کیا جب بشن بھگوان کے پاس دُرباسا آئے اور خواستگار امان ہوئے بشن بھگوان نے کہا کہ ہم اس چکر سے بچا نہین سکتے تم اوسی راجہ کے پاس کہ بھگت ہمارا ہے جاؤ اور طلبگار پناہ اور امان کے ہو آخر کار دُرباسا مجبور ہو کر اوسی راجہ کے پاس آئے اور راجہ نے چکر سدرشن سے بچایا غرض آٹھین برس دن کامل گذر اٹھا دسوان بیٹا کشنباام تھا راج و تخت و تاج کو بے حقیقت سمجھکر صحرا مین عبادت کے واسطے گیا اور اسقدر عبادت کی کہ برمھا چارج ہوا اور چھوٹی سی عمر مین بیکنٹھ دھام ملا ناچار مولف اس شش فی حجم عنان اشہب قلم جانب میدان کیفیت راجہ اجھواک اوٹھاتا ہے یعنے اس راجہ سے سورج بنس کی روشنی پائی اور سلطنت قیام ہند کی اسیسے سلسلہ ہوئی چونکہ مولف تاریخ اودہ زیب قلم کرتا ہے لہذا تصریح اوسکی لازم آئی پوشیدہ نرہے کہ راجہ اجھواک سے بکچھ نام فرزند پیدا ہوا اور سن بلوغ کو پہونچا ایک وقت راجہ اجھواک نے ہوم جگ شروع کی تھی حسب ضرورت کچھ گوشت آہو کے واسطے کہ جگ مین ضرورت رکھتا تھا گیا اور ایک ہرن کو شکار کیا وقت معاودت اشتہا غالب ہوئی کچھ نے راستہ مین اوسی گوشت آہو سے جو شکار کیا تھا کسیقدر گوشت بھون کر کھا لیا اور باقی لاکر اپنے پدر بزرگوار کو دیا یہان لیا ظا جگ پھیکی تھی جب وہ گوشت آہو آیا بشست نے اپنی جوگ و تپ کی رو سے دریافت کر لیا کہ یہ گوشت آہو پس خوردہ ہے قابل جگ کے نہین راجہ اجھواک کو اوسکی کیفیت سے مطلع کیا راجہ مذکور نے خفا ہو کر

نکلے اپنے فرزند کو لشکر سے نکال دیا تا حیات پدر بزرگوار اسنے صحرا نوردی کی جب اجھواک جہان
سے گذرا تب نشست نے اوسکو بلاکر تخت سلطنت پر بٹھایا اس سے سدادو نام فرزند وقوع مین آیا
اور بعد وفات پدر تخت حکومت پر رونق افروز ہوا اس سے پوربخی نام پسر پیدا ہوا اپنے باپ کے بعد
تاج شاہی سر پر رکھا اور قدم تخت سلطنت پر اسکی فرمانروائی نے قوت لائق پائی بڑی شان و
عظمت کا راجہ ہوا چنانچہ راچھسون نے جو راج دیوتایون کا چھین لیا تھا اندر ست دیوتون کو لیکر
خواستگار مدد راجہ پوربخی کے پاس آیا اسنے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری ایسی نہین ہے کہ جسپر
سوار ہوکر دیوتایون سے مقابلہ کرون لیکن ایک بات ہو سکتی ہے کہ تو بصورت نرگاو تناور آشکار ہو اور
مین اوسپر سوار ہوکر راچھسون سے لڑون اور اونکو راہ فنا دکھاؤن بقول شخصیکہ اہل غرض مجنون ہوتا ہے
اندر بلباس نرگاو مین در آیا اور راجہ پوربخی نے اوسپر سوار ہوکر میدان جنگ گرم کیا اور تمام راچھسونکو
جہنم کا راستہ بتایا لہذا اس راجہ کا نام اوس دن سے اندر باہن قرار پایا اور ککہسی بھی نام مشہور ہوا
پھر پوربخی سے انی نپا اور اس سے پرتھو اور اس سے لشن کندھی نام فرزند وقوع مین آئے
پھر اس سے جنا سو اور اس سے بتھایت نام پسر تولد ہوا جسنے شالستی نام پوری بسائی پھر اس سے
برند سو نام لڑکا پیدا ہوا اور بعد انتقال پدر بزرگوار سلطنت نصیب ہوا اور لباس شاہی زیب تن کیا
نہایت شان و عظمت کے ساتھ آفریدگار عالم نے کیلیا سو نام فرزند عطا کیا یہ فرزند اپنے باپ سے
اوصاف نیک و پسندیدہ مین فضیلت رکھتا تھا چنانچہ خلاق عالم نے اکیس ہزار فرزند صاحب جمال
و دانشمند و زور آور و صاحب ہنر عنایت فرمائے القصہ جب راجہ نرید چیو نے چاہا کہ سلطنت اپنی
کیکہاشو کو دیکر آپ عبادت و ریاضت کے واسطے راہ جنگل کی لے کہ ناگاہ اینک نام رکھیشر نے
آکر راجہ نرید شو سے کہا کہ جانا تمہارا صحرا مین عبادت کے واسطے زیبا اور مناسب نہین ہے لگا بانی
خلائق کی عبادت سے بزرگتر ہے جو نیکوکاری حفاظت و پرورش رعیت مین حاصل ہے وہ عبادت صحرائی
مین نہین اور تمہارے جانے سے جنگل مین اکثر فتور عبادت و سخاوت و نیکوکاری دنیا مین واقع ہوگے
اور یہ سب لوگ عابد و مرتاض تمہارے لطف و حمیت سے بے غم و اندوہ آرام و راحت سے بسر کرتے ہین
لگد جھیکو سکن ہمارا ہے گرد اوسکے چھ دن کا جو م ہے اور تمام ریگستان و ریائی نشا کو مانند موج زن
چنانچہ اولاد اوسکے کبھی دندہ نام ایک دیت سے جنا ہے جنے اوسکو قتل کرد پھر راستہ جنگل کا اوسکو دیتے

بدشعار اوس ریگستان مین رہکر دیوتون اور آدمیون کو آزار پہونچاتا ہے چنانچہ دیوتا اور راکہس
اور دیت اور سانپ اور بچہہ اور گندہرب اوسکو دعاے بد برہما کی وجہ مار نہین سکتے ای راجہ زینہار اپنے
دلمین فکر و اندیشہ کو جگہہ نہ دو بلا تکلف اوسکو راہ فنا دکہاؤ وہ دیت بدشعار برس دن تک اوس
ریگزار مین سوتا ہے بعد اسکے بیدار ہوکر وہ دم سرد بہرتا ہی کہ اوسکے صدمے سے سات دن برابر وہ زمین
کانپتی رہتی ہے اور ہوا ہے دم سرد سے اوسکی گرد و غبار ابر سیاہ کی صورت اوٹہکر آسمان پر جاتا ہی
اور شرارے دہوئین ہمیشہ اوسکے دم زدن کے وقت نکلتے ہین ان صورتون کی وجہ ہم اوس مقام مین
قیام نہین کر سکتے بہرحال قتل کرنے مین اوس دیت کے نفع خلایق ہی اور سوای اس امر کے قضا اوسکی
تمہارے ہاتھ سے معلوم ہوتی ہے بشن مہکو ان بہی اپنی قوت سی تجہکو قوت دینگے چنانچہ بشن نے مجہسے
فرمایا ہے کہ جو شخص اوس دیت کے قتل کا عزم کریگا قوت میری اوسمین در آئیگی اور یہ دیت ایسا
قوی اور سرکش ہے کہ تم دو سو برس تک اپنے زور و قوت سے اوسکو کشتہ کر نہین سکتے القصہ
راجہ نربدسو نے درخواست ایک رکہیشر کی سنکر ترزبان ہوا کہ ای برہمن آنا تیرا خالی مدعا سے نہین کیونکہ
مراد تیری حاصل ہوگی فرزند میرا اکیلا شو زور و قوت و شجاعت مین یکتاے روزگار ہے اور فرزند اوسکے
صاحب قوت اور شجاع اور بہادر ہین یہ سب باہم ہوکر اوس دیت کو جہنم واصل کرینگے اور مینے
عزم قوی تہ دل سے کیا ہے کہ صحرا مین جاکر عبادت مین ہمہ تن مشغول ہون بلکہ ہتہیارون سے بہی
ہاتہہ اوٹہایا ہے ای برہمن بزرگ آپ مجکو رخصت دیجیے کہ راستہ صحرا کا لون القصہ ایک رکہیشر
نے مجبور ہوکر راجہ کو بصورت رخصت کیا اور اجازت جنگل مین جانے کی دی چنانچہ راجہ نربدسو باپ
فرمان برداری ایک فرزند سعادتمند کو فرماکر تخت سلطنت پر اپنی جگہہ بٹہایا اور قدم جانب صحرا
عبادت کے لیے اوٹہایا۔ ایک رکہیشر نے راجہ کپکیا اشتی فرزند راجہ نربدسو سے کیفیت دست درازی
و زور و طاقت و نیز نام دیت بیان کرتے ہین کہ وہ دیت پسران دہنان سے تہا وہ ہزار برس
برابر ایک پاؤن سے کہڑے ہوکر اسقدر عبادت کی کہ ہمہ تن ضعیف و لاغر ہوگیا اور سارا بدن
کاغذ خشک شدہ کی صورت بنگیا آخرکار برہما نے مہربان ہوکر فرمایا کہ مجہسے کچہہ مانگ اوسنے کہا کہ دیوتا
اور راکہس اور گندہرب اور سانپ وغیرہ کوئی مجکو قتل نہ کر سکین برہما نے فرمایا حکم خلاق عالم سے
ایسا ہی ہوگا قصہ مختصر اپنے مطلق العنان ہوکر دیوتون کو آزار دینا شروع کیا اور ریگستان دریا سے

بزرگ مین رہنا اختیار کیا اور ایک رکھیشر کو مبتلای عذاب رکھتا تھا چنانچہ روز عبادت سے ریگستان زمین کے اندر پوشیدہ بسر اوقات تھی اور دم مارنے کے وقت شرارہ ہای آتش فشان دہن ناپاک سے شعلہ زن ہوتی تھی خلاصہ راجہ کپکپاسو اپنے اکیس ہزار فرزند اور تمام لشکر جرار سمیت حسب درخواست ایک رکھیشر نفع خلائق کے واسطے سر دیت مذکور پر سر دست پہونچا و جس وقت میدان معرکہ مین قدم رکھا اور آسمان سے ندا آئی کہ اس راجہ کا آج سے ونده مار خطاب ہوگا اور بارش پھولون کی روی ہوا سے سر راجہ پر ہوئی اور آواز نقارون کی کان مین آئی اور ہوای سرد چلنے لگی اور کسیقدر مینہہ برسنا شروع ہوا کہ جسکی باعث گرد زمین پر بیٹھہ گئی اور تمام دیوتا تماشای جنگ کے واسطے روی ہوا پر آگئے اور قوت تازہ تائید لچھمن سے بدن راجہ مین در آئی چنانچہ حسب الحکم راجہ مذکور لشکریون نے ریگستان کو کھودنا شروع کیا بعد سات دن کے کھودتے کھودتے مغرب کی طرف پتا اوس دیت کا ملا میدان حرب و ضرب گرم ہوا پسران راجہ نے تیر و شمشیر و گرز و موسل وغیرہ اسلحہ سے جنکا شمار حساب سے افزون تھا کام لیا مگر وہ دیت جملہ ہتھیارون کو نگل گیا اور اپنے دہن ناپاک سے آتش شعلہ زن بھڑکائی چنانچہ وہ اکیس ہزار فرزند لشکر سمیت جلکر خاکستر ہوگئے حکم مشیت سے اوسوقت بدن راجہ کپکپاسو سے عرق نکلا کہ وہ تمام آتش تو الہ فرو ہوگئی اور سلاح برہماستر سے راجہ نے اوس دیت کو کشتہ کیا دیوتون اور رکھیشرون نے اوسوقت خوش ہوکر راجہ سے کہا کہ اسوقت کوئی چیز ہمسے طلب کرو کپکپاسو نے دست بستہ عرض کی کہ مین اسباب کا متمنی ہون کہ ایسی ہمت نیک عطا ہو جس سے آب و طعام بزرگ برہمنون کو ہمیشہ دیا کرون اور دوسری یہ بات ہے کہ دشمنون پر غالب ہون اونسے کبھی مغلوب نہون اور محبت لچھمن بھگوان کی ہر وقت حد سے زیادہ ویسی ہی رہی اور کسی جاندار کے ساتھہ بدی نکرون اور کار نیک مجسے ظہور مین آئین اور ہمیشہ بہشت مین رہون القصہ دیوتون اور رکھیشرون نے حاجت اوسکی روا کی اور دعای خیر دیکر اپنے اپنے مقامون کی طرف راہی ہوئے اور بدعای ایک رکھیشر سے آیا اب پوشیدہ نرہے کہ اکیس ہزار فرزندون مین تین لڑکے زندہ بچے تھے وررا آسو بھلا سو بندار سو حکم آفریدگار عالم سے یہ تین فرزند باعث کثرت و بقای خاندان اچھواک ہوئے اب نام راجہ کپکپاسو کا دندہ مار مشہور ہوا بعد راجہ کپکپاسو راجہ وڈررا سو تخت نشین ہوا اوسکے بعد راجہ برجشو صاحب تخت و تاج ہوا بعد اسکے راجہ نکھیہ بادشاہ ہوا جب ایام حکومت اسکے طے ہوئے راجہ برہتا سو روفق مسند ریاست ہوا اسکے بعد کرسیاسو نے سلطنت پائی اسکے بعد سس جیپا نے ولایت اودہ کا راج کیا باپ کے تخت و تاج کو

رنتی

رونق دی جب یہ جہان فانی سے سدھارے حسب قاعدہ سلطنت اودہ و راجہ جونباس پر قرار پائی اور مسند
ریاست پدر بزرگوار کو رونق بخشی مشرق سے مغرب تک سکہ حکمرانی کا جاری تھا اکثر ملک بزور شمشیر قبضہ تصرف
مین آئے تھے اور لشکر ظفر پیکر حد حساب سے افزون اور اموال و اسباب حشمت و عظمت کا شمار کیا کہ خانہ
وارث بیچراغ تھی ہزاران جگہین تمنائے فرزند مین کی تھین اون جگون مین ہزار جگ اسمید کہ بہت سخت جگ تھی
عمل مین لایا اور زر افشانی سے براہ خیرات فقیرون اور مسکینون کو مالا مال کر دیا خلاصہ ان ریاضتون پر
بھی دریا اوسکا پر گوہر نہوا ناچار مایوس ہوکر راج اور سلطنت اپنی وزیرون اور مشیرون کو سپرد کرکے
آپ عبادت کے واسطے جنگل مین گیا حسب اتفاق بھرگ رکھیشر نے یہ خبر پائی کہ راجہ جونباس تلاش
فرزند مین صحرا بہ صحرا خاک اوڑاتا پھرتا ہے دل مین رحم آگیا ایک جگ عظیم حصول فرزند کے واسطے اپنی عبادتگاہ
مین کی کوزہ آب پانی سے بھر کر اوسپر منتر اولاد بخش پڑھے اور تاثیر اوسکی یہ قرار دی کہ جو کوئی یہ پانی نوش
کرے اوس سے فرزند تولد پاوے اور تصور مین تھا کہ یہ کوزہ آب راجہ جونباس کو دونگا کہ وہ اپنی ایک رانی کو
دیتا فرزند ظہور مین آتا قصہ مختصر راجہ جونباس اوسیدن عبادتگاہ بھرگ مین پہونچا کئی روز بھوکھے پیاس
مین گذرے تھے بھرگ نے رسم تعظیم راجہ ادا کی اور جگہ سونے کے واسطے عنایت کی راجہ اس رات کو
نہایت پیاسا تھا حکم مشیت سے وہی کوزہ آب افسون خواندہ گوشہ مین اوسی مکان کے رکھا تھا رات کو
وقت ہاتھہ آگیا صاف اوٹھا کر نوش کر گیا جب صبح کے وقت بھرگ رکھیشر نے وہ کوزہ آب نپایا دریافت
کیا راجہ جونباس نے کیفیت شب بیان کی بھرگ نے کہا کہ اچھا نہین کیا یہ کوزہ اب بڑی ریاضت سے
بزور افسون بنایا تھا اور تاثیر اوسکی یہ تھی کہ جو کوئی نوش کریگا اوسکو ایسا فرزند شجاع اور صاحب قدرت
حاصل ہوگا کہ کوئی حریف اوسکا ہو نسکیگا اب تو نے وہ پانی نوش کیا ہے تاثیر اوسکی رائگان جاتی نہین
اور افسون میرے ضائع ہونے والے نہین تو بیشک حاملہ ہوگا اور لڑکا جنیگا لیکن دعا کرتا ہون کہ آفریدگار
تجکو فرزند صاحب جمال اور نہایت شجاع جو تمام عالم کو مسخر کرے عطا کریگا اور پیدا ہونے کے وقت زنہار
درد و ایذا نہو گی القصہ سو برس کے بعد پہلوی راجہ سے بحکم قدرت پیدا ہوا چنانچہ زردی چہرہ پر [illegible]
تھی بہت سے دیوتا اندر سمیت اوسکے تماشا دیکھنے کے واسطے آئے اور نظر پرورش اندر نے انگشت
سبابہ اپنی اوس فرزند کے منہ مین رکھدی جسکے چوسنے کی برکت سے اوسیدن وہ اسقدر بڑا ہوا کہ اور
آدمیون کے دو برابر تھا اور ماندھاتا نام او[illegible]کا قرار دیا گیا خلاصہ یہ ماندھاتا ایسا بادشاہ عظیم الشان ہوا کہ مشرق سے

غرب تک تمام عالم کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور برہما نے کمان اپنی عنایت فرمائی اور زرہ اس صفت کی
اوسکے پاس تھی کہ زینہار کوئی ہتیار و سپر کام نکر سکتا تھا اور عدالت مین لاجواب تھا اور نگہبانی خلق و
پرورش رعایا اسقدر کرتا تھا کہ جیسے مادر مہربان یا پدر بزرگوار لڑکون کو پالتا ہے اوسکے عہد سلطنت
مین تمام اہل جہان آسودہ حال اور صاحب ثروت تھے کوئی محتاج اور فقیر نہ تھا اور تمام روی زمین کی
ایک دن مین سیر کرتا تھا اور بہت سی جگہین کی تھین اور اولاد ماہتاب سی ایک راجہ جنک تھا نہایت صاحب
عظمت اوسکو جنگ مین قتل کیا۔ ولایت قندھار مین ایک راجہ تھا سونک نام نہایت بزرگ سو رانیان
رکھتا تھا اور یہ سب راجاؤن کی لڑکیان عالی خاندان تھین ہرچند راجہ سونک نے کوششین کین مگر فرزند
ظہور مین نہ آیا ایک مدت دراز کے بعد ایک فرزند پیدا ہوا راجہ سونک نے جیت نام قرار دیا اور جان عزیز سے
زیادہ تر عزیز تھا ایکدن چیونٹی نے سرین طفل کو کاٹ کھایا وہ لڑکا فریاد کر اوٹھا راجہ دیوان عام مین تھا
وہ آواز سنکر محلسرا مین آیا اور فرزند کو تسلیان دین مگر دل مین تصور کیا کہ سلسلہ اولاد بہت کم ہے
بابت ترقی مین فکر مین کرنا چاہیے برہمنون اور داناؤن اور عالمون سے استمداد چاہی ایک برہمن ایک نام
کہ نہایت دانشمند اور صاحب علم تھا اوسنے کہا کہ اگر راجہ ایک تدبیر عمل مین لاوے تو سو فرزند حاصل ہو سکتے
ہین مگر وہ کام مشکل سخت ہے راجہ سونک نے پوچھا کہ آپ فرماوین وہ تدبیر کیا ہے برہمن نے کہا اگر
آپ اجازت دین تو گوشت اس فرزند کا کاٹ کاٹ کی نذر آتش کرون اور تمام رانیان گرد اس آگ کی
بیٹھین کہ دھوان ہوم کا اون تک پہونچے اوسکی برکت سے سب عورتین صاحب حمل ہونگی اور ران
اس جیت نام فرزند کی اسی فرزند کو پیدا کریگی تمام خال و خط اس فرزند کے اوس لڑکے مین موجود
ہونگے خلاصہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین یعنے گوشت سے اوس لڑکے کے ہوم ہوا اور برکت سے
ستر دن کے دھوان اوسکا سب رانیون تک پہونچا اور نقشہ حمل کا جما بعد دس مہینے کے ہر ایک رانی
سے فرزند پیدا ہوا چنانچہ جیت اپنی مادر مہربان کے شکم سے پھر سر نو پیدا ہوا جب یہ لڑکا جوان ہوا اتفاقاً
راجہ ماندھاتا نے راجہ سونک پر لشکرکشی کی اور میدان جنگ عظیم گرم ہوا جیت نے وہ داد شجاعت دی کہ
دوست و دشمن سب ثناخوان اوسکے تھے آخرکار راجہ سونک دم شمشیر قتل ہو کر بیکنٹھ دھام کو گیا
اور ماندھاتا نے جیت نام فرزند کو صاحب شجاعت تخت سلطنت پر بٹھایا القصہ یہ راجا ماندھاتا بڑا نامی راجہ
ہوا کہ جسکا نظیر عالم مین نہ تھا انکے اور رکمند اور ترسکند نام تین فرزند اور پچاس لڑکیان تھین ایک وقت ایک برہم

رچی ہوئی تھی راجہ روی زمین کے اون لڑکیون کے خواستگاری کے واسطے جمع آئے تھے اتفاقاً
سو بھیا نام رکھیشر کہ نہایت مرتاض تھا اوسنے دریای ذخار کے کنارے دیکھا کہ اولاد مچھلیون کی بکثرت
ہی بہرحال گرہست آسرم مین یہ دولت نصیب ہوگی اس تمنا مین وہ پیرانہ سالی اپنی حسن وجوانی کے ساتھ
مبدل کی اور اوس بزم سمبر مین آیا حسن وجمال قدرتی تھا ہی سب لڑکیون نے اوسکو پسند کیا لا محالہ
راجہ نے شادی اون سبکی رکھیشر ممدوح کے ساتھ کردی وہ رکھیشر اون سبکو اپنے ساتھ لیجا کر سامان
شاہانہ سمیت عیش عشرت مین مشغول ہوا جب ایک مدت گذری اور نشہ بادہ خواہش دنیا سے ذرا اوترا
تب رکھیشر پھر اپنے لباس ریاضت مین آیا اور تصور کیا کہ یہ کتنی دنیا کی مجھسے ظہور مین آئین اور کس غم اندر
آپکو پھنسایا اشتغین ریاضت وعبادت کی رائگان دین یہ سوچکر پھر اوسنے راہ صحرا کی لی اور دامن دنیا
جو گریبان گیر تھا چھوڑا عبادت معبود مین مصروف ہوکر ایام حیات پورے کیے جب جسم خاکی سے روح
پاک نے مفارقت کی وہ پچاسون عورتین جو اوسکے ساتھ صحرا نشین تھین اونکے ساتھ جلکر ستی ہو گئین القصہ
راجہ ماندھاتا نے ساٹھہ برس برابر مشرق سے مغرب تک راج کیا جب ساغر حیات بادۂ ممات سے لبریز ہوا
خرابات دنیا سے کنارہ کیا اندھیہ نام اونکے فرزند نے تاج وتخت پر بیٹھکر رونق دی عدل وسخاوت مین
دورۂ حکمرانی تمام ہوا راجہ ہارنت کہ وارث سلطنت تھا تخت شاہی پر بیٹھا آدمی زاد کا ذکر کیا اسنے سانپون
کی مدد سے پاتال مین جاکر گندھربون کو مارا اور وہ جنگ عجب واقع ہوئی کہ شاید و باید آخرکار سانپون نے
خوش ہوکر شادی اپنی بہن کی راجہ ہارنت کے ساتھ کردی اور یہ دعای نیک دی کہ تمہارے خاندان مین
زہر سانپون کا اثر نکریگا اب راجہ ہارنت سے ترس دسو نام فرزند پیدا ہوا اور پھر اس سے ہرجس اور
اس سے ارن اور اس سے ترنبدھا نام اور اس سے ستبرت لڑکا پیدا ہوا اور پھر اس سے ترسنکھ نام
فرزند ظہور مین آیا بسوامتر رکھیشر کا دم بھرتا تھا لہذا بشسٹ رکھیشر نے اوسکو دعای بد سے یاد کیا کہ جا
چانڈال ہوجا جو بسوامتر کی عنایت اوسکے حال پر تھی راجہ ترسنکھ کو اپنے منترون کے زور سے جانب
آسمان پھینکا کہ بیکنٹھہ دھام نصیب ہو چنانچہ بشسٹ نے پھر اپنے منترون کے زور سے راجہ ترسنکھ کو
پھر آسمان سے جانب زمین گرادیا بسوامتر رکھیشر قوت عبادت وریاضت سے ایسے صاحب قدرت تھی
کہ اونھون نے تختہ ہوا پر بیکنٹھہ تازہ تعمیر کی اور چاہا کہ نئے نئے دیوتا بھی ایجاد کرے چنانچہ سب دیوتون
نے ملکر التجا کی کہ آپ اس کام سے ہاتھہ اوٹھائین کہ یہ امر باعث زوال ہمارے رتبونکا ہے بسوامتر نے اونکی خاطر

نے دیوتا بنانا موقوف رکھا مگر وہ بہشت تازہ اب تک ہوا پر موجود ہے اور راجہ ترسنکھ اولٹا لٹکا ہوا ہے
قریب گیا جی جو کہ وہ دیس مشہور ہے اوسپر سایہ اوسکا پڑتا ہے اور رال جو منہ سے اوسکے ٹپکتی ہے
اوس سے کرم ناسا ندی آج تک جاری ہے خلاصہ وہ دونون مقام وہ ہین کہ جہان جانے سے اور
پاپ کے چھوٹنے سے انسان بہشت مین جا نہین سکتا اوس دولت سے محروم رہتا ہے القصہ اس
معاملہ مین شکست رکھیشر بگلا اور بسوامتر صورت طائر اڑ کر نام بنکر بہت برسون تک آپس مین لڑے تھے
غرض تخت شاہی راجہ ترسنکھ سے خالی ہوا ہرس چند راج کی مسند پر بیٹھا مگر فرزند سے آغوش تمنا خالی تھی
ایکدن نارد سے باب حصول فرزند مین تدبیر چاہی نارد نے کہا کہ تو برن کے پاس جا کر خواستگار اس دیوتا کا
ہو یقین ہے کہ اوسکی دعا سے نخل آرزو تیرا بار ور ہو غرض راجہ مذکور نے برن کے پاس جا کر عرض کیا
برن نے کہا ہان ایک شرط پر فرزند تجھکو نصیب ہو سکتا ہے کہ جب وہ لڑکا پیدا ہو اوسکو میری واسطے
ذبح کر ڈال یعنے میری پرستش مین بلدان اوسکا کر جو مشہور ہے غرض بادلا راجہ ہرس چند نے
قبول کیا غرض دعا سے برن کے حمل نے شکم رانی مین قیام پکڑا اور بعد ایام موعود روہت نام فرزند
عالم وجود مین آیا برن ادای شرط کا خواستگار ہوا بسبب محبت فرزند کب روادار اوس شرط خراب کی تھی راجہ
ہرس چند نے پھر اقرار کیا کہ جب دانت اس لڑکے کے نکلین گے تب تہ تیغ کرونگا برن نے کہا کہ جب
جب دانت جمے پھر برن نے تقاضا کیا راجہ ہرس چند نے پھر اس وعدہ پر ٹالا کہ جب دانت گرجاوینگے
تب آپکی پرستش مین اوسکو ذبح کرونگا غرض جب یہ وقت بھی آیا دانت برن کا اوس لڑکے پر تقاضا ہی
سپہ گر طالب ہوے راجہ ہرس چند نے پھر کہا اب جب دانت حسب دستور نکل آوین تب وعدہ اپنا
وفا کرونگا اس عرصہ مین عارضہ جلندھر نے راجہ ہرس چند کو قریب مرگ پہونچا دیا اور روہت نے جنگل مین
جا کر اپنی جان بچانے کے واسطے قیام کیا چند برس گذرین جب روہت اپنے گھر آنے کا عزم کرتا تھا
اندر اوسکو منع کرتے تھے کہ تو گھر مین نجا نا کہ برن صورتین بدل کر تیری تلاش مین ہے القصہ جب
سنا کہ راجہ ہرس چند یعنے پدر بزرگوار عارضہ جلندھر مین میری وجہ قریب المرگ ہے اپنی جان سے
ہاتھ دھو کر عزم خانہ کیا اور اپنی زندگی کو محض ہیچ سمجھا غرض گھر کی طرف آتا تھا کہ راستہ مین سنا
سیعفن نام ہمشیرہ زادہ بسوامتر سے ملاقات ہوگئی روہت نے سنا سیعفن کے ماں باپ سے کہا کہ سو
شیر دار مادہ گاو کی عوض مین اپنی فرزند کو میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مین اپنے بدلے برن کو بلدان دون

چنانچہ اوسکے پدر بزرگوار نے دینے مین بڑے فرزند کے براہ محبت انکار کیا اور مان نے چھوٹا بیٹا
دینا قبول نکیا ناچار سناسیف جو منجھلا فرزند اوسکا تھا اوسنے بکنا اپنا قبول کیا غرض یہ سودا پٹ گیا
رودہت سناسیف کو اپنے ساتھ لیکر گھر مین آیا ہرس چند اپنے فرزند کو دیکھکر نہایت خوش
ہوا اور لبسوامتر وغیرہ رکھیشر اور دیوتون کو جمع کر کے پرم جگ مرتب کی اور اپنے فرزند کی عوض سناسیف
کو بلدان دینا چاہا کہ برن کو اس صورت سے رضامند کرون کہ وہ مجھپر مہربان ہوکر لطف وکرم فرماوین
جب اسباب جگ مہیا ہو چکا اور آتش ہوم مشتعل ہوئی اور وقت قتل سناسیف آیا اوسوقت لبسوامتر
نے اسقدر برن کی ثناخوانی کی کہ وہ خیال خون رودہت سے درگذرا اور سناسیف نے بھی قتل ہونیسے
نجات پائی القصہ پھر برن نے خوش ہوکر عارضہ جلندھر جو راجہ ہرس چند کو عارض تھا کھو دیا اور جب ان
دونون کی بچین اب لبسوامتر نے راجہ ہرس چند کو ایسا کچھ تلقین کیا کہ جسکی برکت سے مکت نصیب ہوئی
اور راجگی راجہ رودہت پر قائم ہوئی خلاصہ یہان تک کیفیت راجہ ہرس چند جو کتاب مہابھارتھ
اور پوتھی بھاگوت مین مندرج تھی قلمبند ہوئی اب اور روداد جو بیاس جی نے مارکنڈے پوران مین
تحریر فرمائی ہے اوسکو صاحبان تاریخ ودوست بگوش دل سماعت فرمائین یہ سانحہ عبرت خیز قابل دید اور
لائق شنید ہی کہ ایسے صاحب عظمت وجلال راجہ پر کیا حال گذرا اور کسطرح شکنجۂ امتحان مین کھینچا گیا مگر پائے استقلال
دھرم اپنی مقام سے سر مو جنبش نلیا خلاصہ زمانہ ترتیاجگ راجہ ہرس چند راج اجودھیا نگری کی بڑی
عظمت وشان کے ساتھہ کرتا تھا کہ اوسکے مقابل مین دوسرا روی زمین پر نہ تھا دھرم کا سمندر مروت کا
جہاز سخاوت مین باران رحمت شجاعت مین بے نظیر اوسکے دھرم راج مین رعیت محتاج اور عارضہ مند
نہ تھی پانی اپنے وقت پر برستا تھا تمام اشجار اپنے وقت پر پھول اور پھل لاتے تھے لیکن اسکی تحریر تحسین
اوسکے عدل اور انصاف کا وہ نقش بیٹھا تھا کہ شیر بکری پر آنکھہ نہ اوٹھا سکتا تھا کبوتر اور باز ایک آشیانہ
مین عیش وعشرت کے ساتھہ بسر کرتے تھے کوئی دردمند نہ تھا سب آسودہ اور خرسند ایک وقت
بشوق شکار گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل مین آیا اور تلاش آہو مین سرگرم تھا کہ کچھہ عورتون کی آوازین
فریاد وزار ونالے کی ساتھہ گوش زد ہوئین ادھر اودھر دیکھکر کان کھڑے کیے کوئی بچشم ظاہر نظر نایا
متحیر ہوکر وہ راجہ تر زبان ہوا کہ اے ستم رسیدہ عورتین ایسا ستم شعار کون ہے کہ تمکو اس جنگل مین
آکر ستائی اور دست تعدی دراز کرے یہ کہکر جو قدم آگے بڑھایا دیکھا کہ لبسوامتر رکھیشر دریا سے

عبادت مین غرق بیٹھے تھے کہ ناگاہ آواز راجہ ہرس چند سنکر پردۂ تصور آنکھوں سے اونکے اوٹھ گیا اور
خشمناک ہوکر بولے کہ تو کون ہے جو یہ باتین لاف زنی کی ساتھ بک رہا ہے اے جبین رکھیشر یہ صورت
دیکھکر راجہ ہرس چند وہشت کے مارے تھر تھر کانپنے لگا اور دلمین سوچا کہ یہ بہت بڑا غضب ہوا کہ اودھر
بسوامتر سدراہ ہین گوشہ عبادت مین بیٹھے ہین قہر کے بھرے ہوئے اور اودھر عورتون سے شرط
کر چکا ہون کہ تم سخفوظ رہو مین تمہارے دشمن کو نیست و نابود کرتا ہون اسی خیال محال مین پھر زبان
راجہ سے یہ کلام نکلا کہ اس صحرا مین وہ کون ستم شعار عورتون کا ایذا رسان ہے کہ جنکو میرا خوف
دلمین ذرا بھی چھو نہین گیا ابھی میرا ناوک آتش فشان اگر کمان سے جدا ہو تو تمام عالم کو جلا کر خاک مین
ملا دے ہر چند ہرس چند نے یہ بات کہی مگر بسوامتر کو غضبناک دیکھکر ساری تیر اندازی بھول گئی تھی کہ
پھر بسوامتر نے آواز راجہ سنکر فرمایا کہ اے زبان دراز تو کون ہے کہ ایسی غرور اور نخوت کی باتین
ہوا سے کر رہا ہے لامحالہ ہرس چند نے کمال عجز و انکسار کے ساتھ ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے آفتاب سپہر
ریاضت مین ہرس چند راجہ اجودھیا پوری کا ہون اور آپ پر روشن ہے کہ مین دھرم آتما راجہ ہون
شاستردون کا جاننے والا اور قوی دشمن سے سر میدان جنگ کرنیوالا اور آبدار اسلحہ کا جوہر دکھانے
والا اور سخاوت مین بے نظیر ہزارون برہمن میری زر افشانی کے سبب مالا مال ہین اور غریب اسباب
راحت سے فارغ البال یہ بات سنکر پھر بسوامتر نے اپنی زبان سے گوہر فشان ہوئے کہ اے راجہ یہ کہو کہ
تو نے کسکو دان دیا ہے اور کس قوی دشمن سے سر میدان دست و گریبان ہوا ہے راجہ ہرس چند
نے جواب دیا کہ ہمیشہ مہاراج جو سائل میرے پاس آیا اوسکی حاجت کو روا کیا اور جو کوئی بر سر مقابلہ آیا
اوسکو راہ فنا دکھائی یہ سنکر پھر بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ ہرس چند اگر تو ایسا سخاوت شعار ہے
تو مجھکو بھی کچھ دان دے کہ مین اوسکو لے سکتا ہون راجہ ہرس چند سخاوت پیشہ تھا ہی کمال خوشی
کے ساتھ گویا ہوا کہ ہان مہاراج جس شے کی تمنا ہو وہ بلا تامل طلب فرمائے ابھی نذر کرتا ہون اگر
راج کی خواہش ہے بیدریغ نذر کرتا ہون اور اگر زن و فرزندون کے خواستگار ہین تو ابھی حاضر ہین
اور اگر نقد جان کی آرزو ہے تو وہ بھی موجود ہے کچھ پس و پیش نہین آپ طلب فرمائین بسوامتر نے
جواب دیا کہ اے راجہ ایک دچھنا میری راجسو جگ کی بابت تیرے ذمہ چاہیئے یاد ہے کہ بھول گیا راجہ
ہرس چند نے عرض کی کہ بسوامتر مہاراج پہلے وہ شے طلب فرمائے کہ جسکا سوال زبان مبارک پر آچکا ہے

کہ مجھکو بھی کچھ دان دے پھر یہ دچھنا راجسو کے بھی نذر کرونگا بسوامتر تر زبان ہوئے کہ ای راجہ تمام
راج اپنا خزانہ اور سپاہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور سب اسباب امارت سمیت جو کچھ تیرے پاس
ہے بلا دوراندیشی مجھکو نذر کر اور کوئی چیز اپنے پاس نرکھہ ایک فرزند اور ایک رانی بقول شخصے ایک
بنی و دو گوش رہجا راجہ ہرس چند نے سوال بسوامتر کے ساتھہ اوسیوقت بخوشی تمام سب راج اپنا
خزانہ وغیرہ سمیت نذر بسوامتر کیا فقط آپ اور رانی اور ایک فرزند باقی تھا کہ پھر بسوامتر نے کہا کہ ای
راجہ جب راج وغیرہ تو نے کلب کر چکا تب رہنا تیرا اس قلمرو مین واجب نہین کہ میری فرمان روائی مین
خلل انداز یان کریگا یعنے جب تک کہ تو یہان اپنی ولایت مین رہیگا کسی طرح سے حکومت میرا کرنشین
نہوگا اسواسطے مناسب ہے کہ تم تینون آدمی بھوج پتر وغیرہ درختون کی چھالین پہن کر یہان سے
نکل جاؤ وہان کسیقدر کپڑا خوش تر بدن کو کفایت کرے پاس رکھنا چاہیے راجہ نے یہ فرمانا بھی بسوامتر کا
بسر و چشم قبول کیا اور اوسی جرأت و ہمت کے ساتھہ اپنے شہر سے نکلا اور پھر بسوامتر نے سد راہ
ہو کر راجہ ہرس چند سے کہا کہ وہ دچھنا جو راجسو جگ کا باقی ہے دینا چاہیے راجہ نے جواب دیا کہ اسوقت
میرے پاس کوئی چیز اسباب دنیا سے باقی نہین جو کچھ راج وغیرہ تھا وہ سب نذر کر چکا ہون مگر جسوقت
میرے پاس ہو گا بیشک نذر کرونگا بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ کچھ وعدہ میعادی اسباب مین کرنا
واجب ہے غرض راجہ نے مہلت ایک مہینے کی طلب کی بسوامتر نے کہا اچھا جاؤ القصہ جب راجہ
اور رانی اور وہ فرزند راجہ کا تینون بحالت خراب ایک بینی و دو گوش دروازہ شہر سے نکلے تمام رعایا
کمال غم و الم کے مارے زار زار ابر نوبہار کے مانند رونے لگی اور تر زبان ہوئی کہ آپنے پرورش
ہماری اپنے فرزندون کی طرح کی ہے اور بہت سا راحت و آرام دیا ذرا بنظر عنایت ایک چشم زدن کو
ٹھہر جایئے کہ ہم آپکو آنکھہ بھر کے دیکھہ لین ہاے ہاے ایک دن وہ تھا کہ جب سوار ہوتے تھے بڑے
بڑے راجہ صاحب عظمت جلو مین ہمرکاب رہتے تھے اور آج وہ وقت ہے کہ آپ اور رانی اور فرزند
آپکا درختون کی چھالین پہنے ہوئے تنہا جو کبھی ایک قدم راہ اپنے پاؤن سے نچلے تھے وہ پیادہ پا راہ غربت پر
قدم زن ہوئے ہیں تلوے پاؤن کے جو برگ گل سے نازک تر ہین کسطرح صدمے صحرائی کانٹون کے
اوٹھائینگے راجہ ہرس چند یہ باتین رعایا کی زار نالی کے ساتھہ سنکر ذرا ٹھہر گیا تھا کہ بسوامتر
نے آکر کوڑا ارانی پر حوالہ کیا اور راجہ سے کہا تو چاہتا ہے کہ اس رعایا کی زار و نالی پر رحم کھا کر

پھر ان پاٹ اپنا مجھی میسر کر سکے یہ ہو نہین سکتا دھرم سے بہت دور ہے راجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا
کہ مین تخت و تاج کا جو دی چکا ہون طالب نہین ہون مگر رانی بیچاری کو ماریگو نہین ناگاہ پانچ دیوتہ یہ کیفیت
خراب جو ہوا پر سے دیکھ رہے تھے چین بہ ابرو ہو کر گویا ہوئے کہ ای بسوامتر تو نہایت سخت دل اور
بیرحم ہے کہ یہ سختیان بیچارہ دھرم آتما راجہ اور رانی پر کر رہا ہے کچھ خوف روز باز پرس کا نہین القصہ
آواز آسمانی سنکر بسوامتر کو پھر غصہ آگیا اور یہ ناوک دعای بد کمان زبان سے نکلا کہ ای دیوتون تم روی زمین
جاکر بطن آدمی سے پیدا ہو گے اور نوبت شادی کی نہ آنے لگی کہ اوسی عالم نا کتخدائی مین لاولد بیکسی کی
ساتھہ دست اشمس بھابان سے آفرمہا بھارتھ کے وقت مارے جاؤ گے اور دروپدی تمہاری مان ہوگی
اور جدہشٹر وغیرہ پانچون بھائی راجہ پانڈ کے لڑکے پدر بزرگوار ہونگے القصہ بعد اسکے راجہ ہرس چند اپنی ولایت سے
نکلکر کاشی پوری مین آیا زن و فرزند ساتھہ تھے کہ ناگاہ پھر بسوامتر بھی وہان آکر نازل ہوئے ہرس چند نے
جو دور سے بسوامتر کو دیکھا سر سجدہ جھکایا اور عرض کی کہ ای مہاراج آپ رکھیشرون مین صاحب عظمت
ہین اب ہمارے پاس اسباب دنیا سے کوئی چیز باقی نہین ہے کہ زر بقیہ آپ کے دچھنا کا ادا کرین بسوامتر
نے کہا کہ ای راجہ جسطرح ہو سکے ہماری دچھنا جو راجسو جگ کا باقی ہے دیدو نہین تو ہم ابھی تمکو آتش
دعای بد سے جلا کر خاک مین ملا دینگے راجہ نے کہا کہ آپ صبر کرین مین وہ زر نقد ایک مہینے کے بعد نذر کرونگا
بسوامتر بولے بہت اچھا ہم جاتے ہین لیکن اگر وعدہ پر زر نذر ہمکو نہ پہونچا تو بیشک تم نشانہ ہمارے
ناوک دعای بد کے ہوگے یہ کہکر بسوامتر چلے گئے اور راجہ ہرس چند ایک عذاب سخت مین مبتلا ہوا کہ اب
اسقدر روپیہ کہان سے ہم پہونچائیے جو قرضہ بسوامتر کا ادا ہو جو کچھ راج اور خزانہ وغیرہ میرے پاس
تھا وہ سب نذر بسوامتر کیا بہرحال اب اسوقت کوئی دوست ایسا نظر نہین آتا کہ جو اسوقت ایسے
خراب حال مین شریک ہوتا بہرصورت اگر اجل بھی آجاتی تو بھی اچھا تھا کسواسطے کہ بسوامتر اپنے
وعدہ پر بیشک نازل ہونگے اور جب زر نقد اونکو نہ ملے گا دعای بد سے یاد کرینگے آفریدگار عالم اونکی
آتش دعای بد سے بچائے القصہ جب رانی نے دیکھا کہ حال راجہ ہرس چند بہت خراب ہے اور دریای
اضطراب سر سے گذرا ہوا ہے بلکہ قریب ہے کہ روح بدن سے نکلجای اسطرح ترزبان ہوئین کہ ای راجہ
حرارت اضطراب و گرمی افکار کے مارے کیون اسقدر خشک ہوئے جاتے ہو دیکھو تمہاری راست
کلامی پر حرف نہ آنے پائے یہ راست گفتاری نہایت عمدہ چیز ہے جسوقت تک یہ قائم اوسوقت تک

سب کچھ نعمتین دنیا اور عقبے کی حاصل ہین پس سچ بولنے کی برابر کوئی چیز عمدہ نہین ہے دھرم شاستر مین
زیب قلم ہے کہ یہ ایک راستی ہزار اسمیدھ جگ کے برابر ہے بلکہ زیادہ تر ایک مرتبہ میزان امتحان مین یہ دونو
وزن کیے گئے تھے چنانچہ پلہ راستی کا بھاری نظر آیا اور جگ کا ہلکا لہذا جو سخن کہ منہ سے کہہ چکے ہو اوسپر
عمل کرو اور بلا تامل مجھکو سر بازار بیچ کر زر قرضہ بسوامتر خوشی تمام دیدالو کہ تمھاری راستی پر پانی نہ پہرے
اور مبتلاے عذاب دوزخ نہو یہ بات سنکر راجہ ہرچند نے جواب دیا کہ اے رانی مجھ کم بخت بدبخت اور ناشدنی پر
سخت لعنت ہے کہ مین دشمن ناموس تجھکو سر بازار جاکر فروخت کرون یہ بات کہکر بیہوش ہو گیا اور
غش کھا کر زمین پر مردے کی صورت گر پڑا القصہ یہ صورت حال راجہ دیکھکر رانی غم و رنج کے مارے
آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اور سخت مغموم ہو کر سخن درد آمیز زبان پر لائی کہ اے شوہر ایک وہ دن تھا
کہ تمھاری سواری مین بڑے بڑے راجہ صاحب عظمت ساتھ رہتے تھے اور نامی سردار اور پیادے
اور سوار ہزارون ہمرکاب اور آج وہی تم بستر خاک پر بے آبروئی کے ساتھ بیہوش ہو کیا بولتی القصہ
وہ رانی بھی ایسی باتین غم کی بھری ہوئین کہکے زمین پر گر پڑی اور عالم بیہوشی اوسپر طاری ہوا اب وہ
نونہال پریشان حال اوس وقت کثرت گرسنگی سے نہایت بیتاب ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا
اور گویا ہوا کہ اے مادر مہربان و اے پدر بزرگوار مین مارے بھوک کے سخت عاجز ہون کلیجہ منہ کو آتا ہے
اور طائر روح قفس تن سے اوڑا چاہتا ہے اور زبان پیاس کے مارے خشک ہو کر برگ ریختہ درخت کی مانند
ہو گئی غرض یہان تو یہ حال خراب تھا کہ پھر بسوامتر اون ہوش باختون کے سر پر نازل ہوے اور چھینٹا
پانی کا منہ پر راجہ کے لگایا جب وہ اپنے ہوش مین آیا اور پردہ غفلت آنکھون سے اوٹھا بسوامتر تو وہی
لب سوال وا کیا اور خواستگار زر مذکور کے ہوے اور کہا کہ اے راجہ یہ قرضہ کمال سخت ہے ہنوز اس سے
کسی عالم مین رہائی نہین بلکہ روز بروز ترقی پذیر اور اے راجہ راستی بڑی دولت عظمے ہے اسکی برکت سے
چشمہ آفتاب نے روشنی پائی اور اسی راستی کی قوت سے زمین روے آب پر قائم ہے اور اسی باعث آسمان
رفعت پذیر اور روشنی عالمگیر دیکھو جھوٹ کی طرف نیت تمھاری جھکا چاہتی ہے اور یوم وعدہ جو ایک
مہینے کے بعد تھا وہ آج آیا اور دوپہر دن اوسمین بھی گذرا اگر شام تک تمنے وعدہ وفا نہ کیا تو مین بیشک
سراپ دونگا کہ تمھاری فنا ہو جاوے گی غرض یہ بات سنکر بسوامتر چلے گئے اور راجہ ہرچند سخت مضطر ہوا اور
اپنی رانی سے کہ وہ بھی ہوش مین آچکی تھی بولا کہ اے گوہر دریاے عصمت آج کسی طرح سراپ سے بسوامتر کی

صورت رہائی نظر نہین آتی اور آتش فہر یکبیشہ مین جلنا ہزار آتش دوزخ کے برابر ہے پس یہی بہتر
کہ مین دشمن آبرو چلکر سر بازار تمکو فروخت کرون اور زر قیمت لاکر بسوامتر کو دون تا قرضہ جگ راجسو سی
نجات ملی اور تقاضای بسوامتر سے رہائی پاؤن مگر مجھ سا بیشرم دوسرا آدمی دنیا مین جو ایسی خراب بات
منہ سے نکالے نہوگا یہ سنکر رانی نہایت خوشنودی کے ساتھ گویا ہوئی کہ اے راجہ بہت اچھا آپ ہرگز ہرگز
کسی بات کا اندیشہ نکرین اور عزت و آبرو کو خیال مین نہ لائین یہ صورت پرورش سخن آدمی کو لازم ہی
اور ادای قرضہ عین فرض اور بسر وچشم واجب تر تم بازار مین چلکر مجکو کھڑے بیچ لو راجہ ہرچند عالم
مجبوری مین بقول لیکہ سنگ آمد و سخت آمد بیدست وپا ہوکر اپنی رانی کو جہت فروخت بازار مین لایا اور باواز
بلند گویا ہوا کہ اے خریدار مجھ سا سیاہ بخت بد روسیاہ طالع سخت دل دوسرا دنیا مین نہین کہ مین
اپنی رانی سر بازار بیچا ب بیچنے کو واسطے لایا ہون کہ زر قیمت اسکا پہونچا کر قرضہ بسوامتر سی نجات پاؤن غرض
یہ کلام جگر خراش بار بار کہکر وہ راجہ ہرچند بازار مین پکار رہا تھا کہ دھرم راج ایک نہایت بوڑھے برہمن
کی صورت بنکر اوس متاع بے بہا کی خریداری کے واسطے نازل ہوئے اور راجہ سے پوچھا کہ اس عورت کی
کیا قیمت مانگتا ہی یہ سنکر راجہ ہرچند نے پہلے یہ سخن آبدار منہ سے نکالا کہ اے خریدار مین سر بازار اس عورت کی
عیب و ہنر سے تجکو پہلے آگاہ کیے دیتا ہون کہ یہ عورت ناز پروردہ کوئی کام ومشقت کرنا نہین جانتی
کمال نازنین ہے تو زنہار کوئی کام اور محنت اس سے نہ لینا اگر یہ شرط منظور ہے تو جو قیمت اس متاع
گران کی تیرے نزدیک ارزان سمجھ پڑے مجکو دے کہ مین بسوامتر کو دیکر نجات پاؤن خلاصہ اوس برہمن
نے شرط مذکورہ قبول کی اور کسیقدر زر نقد ہرچند کو دیکر رضامند کیا غرض زر قیمت رانی اپنے پلہ دامن
مین باندہ چکا اوسوقت وہ برہمن کمال سنگدلی کے ساتھ پیش آیا کہ بربیدستی عورت کو باندھکر لیچلا جب
کیتہ کش انت نام فرزند راجہ نے دیکھی زار زار رونے لگا اور اپنی مادر مہربان کے پیچھے دوڑکر پہونچا
اور زمین پر گرکر اوسکے پاؤن پر لوٹ گیا یہ صورت دیکھکر محبت مادری نے جوش مارا اور دونون ہاتھ
پھیلا کر فرزند کو اوٹھا لیا اور آغوش سے لگا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرط محبت سی سر راہ کھڑی ہوکر
پیار کرنے لگی کہ اوس برہمن پر جفا نے ایک چھڑی لڑکے بیقصور پر بھی حوالہ کی اور کہا کہ جا کیا شور وغل
مچا رہا ہے مان تیری بک گئی اور میری لونڈی بنی تو اپنے باپ کے پاس جا چونکہ محبت مادری مفارقت
فرزند کب گوارا کرسکتی تھی راجہ سی مخاطب ہوکر متلہر ہوئی کہ اب کاہی سی جدا رہنا بچھڑی کا نہایت نامناسب ہے

لہذا اس فرزند کو اس برہمن کے ہاتھ جسنے مجکو مول لیا ہے بیچ ڈالو یہ سنکر وہ برہمن بھی بشوق تمام
بولا کہ ہان راجہ مین اس فرزند کا بھی خریدار ہون عوض ایک کرور روپیہ دیکر برہمن نے فرزند راجہ کو
بھی راجہ ہرچند رسے مول لے لیا اور سخت سست کہتا ہوا اپنے ساتھ لیچلا خلاصہ حسن نازنین رانی کی
صورت آفتاب عالمتاب نے بے حجاب نہ دیکھی تھی اوسکو وہ برہمن بازاری عورت کی صورت کھینچتا ہوا
لیچلا اب راجہ ہرچند مضطر اور بیقرار ہوکر یہ سخن زبان پر لایا کہ ای رانی تو مجکو عالم پریشانی مین چھوڑ کر کدھر
گئی اور ای فرزند جگر پیوند تو کہان گیا مین سخت سنگدل اور بدقسمت ہون کہ رانی اور فرزند کو سر بازار
لاکر فروخت کیا اور سورج بنس مین داغ دیا راجہ ہرچند تو اس سوز و تشویش مین مبتلا تھا کہ بسوامتر پھر آکر
نازل ہوئے اور دست طلب دراز کیا راجہ ہرچند نے جو زر قیمت زن و فرزند مین برہمن سے پایا تھا
وہ تمام و کمال نذر بسوامتر کیا اوسکو دیکھکر بسوامتر نے کہا کہ ای راجہ مین اسقدر قلیل دچھنا راجسو جگ کا
نہین لیتا بہرحال اگر تم اوس جگ کے موافق اور میرے لائق دچھنا دوگے تو مین دعای بد دیکر اپنی آتش
قہر مین جلا دونگا راجہ ہرچند نے دیکھا کہ مین سخت بلا مین مبتلا ہوا کسی طرح بسوامتر سے نجات ملتی نہین کمال
عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ اے مہاراج آپ میری حال زار پر رحم فرمایئے مین نہایت [illegible]
اور تاج اور تخت اور دولت اور خزانہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور تمام راج اور پاٹ اپنا جو کچھہ [illegible]
تصرف مین تھا تمکو دیدیا فقط زن و فرزند دو شخص باپنی دو گوش جو باقی تھے اونکو سر بازار بیچکر قیمت [illegible]
آپکو حوالہ کی اوس پر آتش تقاضا فرو نہین ہوتی مگر ہان اسقدر وعدہ کرتا ہون کہ جسوقت میری پاس
کچھہ ہوگا بیشک حاضر کرونگا بسوامتر نے جوابدیا کہ ای راجہ آج وعدے کے دن مین ابھی پہر بھر دن
باقی ہے اس عرصہ مین اگر تو نے دچھنا پوری نکردی تو بیشک سمجھہ لینا کہ ناوک دعای بد کا تو نشانہ بنا
دھرا ہوا ہی یہ کہکر بسوامتر تو پھر چلے گئے اور راجہ ہرچند دریای فکر مین غوطہ زن ہوا اور آب اضطراب
سر سے گذرا اور اس خیال مین تھا کہ آپکو کسی خریدار کے ہاتھ بیچ ڈالیے کہ ناگاہ وہان حضرت دھرمراج
چانڈال کی صورت امتحان راجہ کے واسطے اس ہیبت کے ساتھ آکر ظاہر ہوئے کہ [illegible]
قامت دراز داڑھی منہ پر لگی ہوئی جسمین بلغم اور تھوک آلودہ کپڑے نہایت گندے اور میلے [illegible]
سی کاسہ داغ پارہ پارہ ہوا جاتا تھا ہاتھ مین لکڑی بانس کی کمال مہیب صورت لیے تھا راجہ ہرچند [illegible]
سی بولا کہ راجہ مین خریدار تیرا اس وقت آپہونچا ہان کیا قیمت مانگتا ہی یہ سنکر راجہ نے کہا کہ [illegible]

دشمن عقل چانڈال کے ہاتھہ زنہار بکنا نہین چاہتا سامنے سے دور ہو مجکو تیرے ہاتھون بکنے سے آتش سوزان
مین گر کر جلنا ہزار مرتبہ بہتر ہے یہان تو یہ تکرار ہو رہی تھی کہ لسوامتر پھر بر سر موقع پہونچے اور راجہ سے بولے
کہ یہ خریدار بہت اچھی قیمت دیگا تو کیون نہین بکجاتا ہے کہ زر قرضہ میرا ادا ہو جاے اور وقت نہایت تنگ
ہوا شام ہوتی آئی راجہ ہرسچند نے نہایت افسردہ خاطر ہو کر جواب دیا کہ مین سورج بنس مین پیدا ہو کر
اس چانڈال کے ہاتھہ کس طرح بکون آپکو یہ بات فرمانا زیبا نہین لسوامتر نے کہا کہ اے راجہ اگر تو اس
خریدار کے ہاتھہ فروخت نہین ہوتا تو ابھی سراپ دیتا ہون ناچار مجبور ہو کر پھر راجہ نے کمال عجز اور انکسار
کے ساتھہ لسوامتر سے کہا کہ آپ مجکو اس چانڈال کے ہاتھہ فروخت نکیجیے مین غلام زر خرید بنکر آپ ہی
کے پاس رہون گا خانہ پری آپکے زر قرضہ کی ہو جائگی مگر لسوامتر نے وہ سنگدلی پر کمر باندھی تھی کہ زنہار
کہنا راجہ ہرسچند کا کسیطرح قبول نکیا اور بلا تکلف چانڈال کو حوالہ کیا اور زر قیمت اوسکا جو کچھہ ملا وہ لیا باقی
مین مندرج کیا اب اوس چانڈال سیاہ قلب کی داستان سنیے کہ وہ نہایت سنگدل تھا اوسنے ہاتھہ راجہ کا پکڑ کر
کھینچا اور لکڑی بانس کی جو اوسکے ہاتھہ مین تھی پیٹھہ پر بھی ماری اور کہا کہ آگے بڑہ غرض ہزار ذلت اور
خواری کے ساتھہ راجہ ہرسچند کو وہ چانڈال لیکر اپنے گھر مین پہونچا در اصل یہ خانۂ چانڈال دوزخ سے
سے کم نتھا چہ کین اور بول سے بھرا ہوا بوی بدبو ہر گونہ دور سے ایسی خراب آرہی تھی کہ دماغ سڑا جاتا تھا اوسی
عالم بیکسی اور اضطراب مین یاد زن و فرزند کی کر کے رونے لگا اور کہتا تھا کہ اے یہ صورت خراب میری
کہان مین آئی تخت و تاج اور سلطنت و آرام سارا خاک مین ملا اور عیش اور راحت پر پانی پھرا ہے زن و
فرزند کو یونکہ مول بکا کر آوارۂ غربت ہوئے یہ کلام درد آمیز زبان پر تھے اور دریاے اشک چشمون سے
جاری القصہ وہ چانڈال یہ باتین سنکر بولا کہ بد نصیب تجکو خلل دماغی ہو گیا ہے رہنے جھونپڑون مین
اور خواب دیکھے محلون کا راج راج رانی رانی بک بک کر دماغ پریشان کر دیا چل اوٹھہ مین مرگھٹ مین
تجکو مقرر اور مامور کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ رات دن وہان رہ کفن وغیرہ مردے کا اور زر نقد جو
کچھہ مقرر ہے بلا تکلف لیا کر زنہار مروت نکرنا اور تقسیم اوسکی اس حساب سے ہے کہ چھٹہ حصہ دالی کاشی
اوس سے اخذ کرتا ہے اور تین حصہ بے کشش و بیچ مجھہ پیچکش کے ہین اور دو حصہ مین تجکو اختیار ہے
اوقات اپنی بسر کر کھایا اوڑہ غرض کاشی پوری کے دکھن طرف وہ مسان بھوم یعنے مرگھٹ مردون
کے جلانے اور پھوکنے کا مقام تھا وہان راجہ کو جا کر وہ چانڈال پہونچا آیا اور سب باتین وہان کی سمجھا گیا

موافق تعلیم اور تلقین کے دین آپ اوس سرزمین خراب کی کیفیت سنیئے کہ میدان حشر کا جواب آفت یگانہ
عالم نما خواب مین نظر آتا ہے چارون طرف سے ویران آبادی کا نشان کہین نہین جلے مردون کی
راکھ جابجا ڈھیر سوختہ استخوانون کے انبار اور نیم سوختہ مردون کا دھوان ابر سیاہ کے مانند آسمان پر
چھایا ہوا گدھ اور گیدڑ اور کوے وغیرہ نیم سوختہ گوشت پر مردون کے جھکے ہوکے زہر مار کرتے تھے
اور سیارہ وغیرہ جانور گوشت خورون کا ہجوم ہزارون بھوت پریت کی آوازین ہولناک قرع سماع
ہوتی تھین اور غول بیابانیون کے غول کے غول چربی اور لہو مردون کا جو جلنے کے وقت حرارت آتش
سوزان سے بھکر زمین پر گرا تھا جا بجا چٹا ہوا سیارون کے رونے کی آوازین سوہان روح اور
چٹکنا استخوانون کا جلنے کے وقت اسطرح تھا جس سے پردہ کان کے اوڑے جاتے تھے غرض راجہ
ہرچند کا بہت خراب حال تھا کہ تمام جسم پر سیکڑون من خاک جلے مردون کی جمی تھی اور گوشت اور
چربی کی بو سے بدتر جو خاک پر آگ مین جلا ہوا مردہ پڑا تھا کاسہ دماغ راجہ ہرچند چھلنی ہوگیا تھا اپنی
سخت حالی پر افسوس کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے کبھی یاد سلطنت مین
دیوانہ صورت رو رو کر بکتا تھا کہ اے مشیران خوش تدبیر تم کہان گئے اور فوج دریا موج نے مجھکو تنہا
چھوڑا آخر انون کو زمین کہا گئی عزیز اور اقربا کوئی نظر نہین آتا کبھی اپنے زن و فرزند کی طرف مخاطب ہوکر
کہتا تھا کہ تم مجھکو چھوڑ کر کہان چلے گئے اور کبھی کہتا تھا کہ اے برہمنا تُنے اچھا مصیبت مین ڈالا اور یہ
صورتین خراب جو آنکھون کو دیکھنا تھا نہین دکھائین خیر اور جو کچھ کیا تھا وہ کیا تھا مگر اس خاندان کا سانا
بہت برا ہوا کہ جسنے مجھکو بھول لیکر اس خراب کام پر مامور کیا راجہ ہرچند تو یہ باتین عالم اضطراب مین ہوا ئے
کرتا تھا کہ وہ چانڈال خراب حال بدشکل مردے کی خاک بدن پر ملے لاٹھی ہاتھ مین لیے ہوئے اوسجگہ
آکر بلا کی صورت نازل ہوا اور راجہ ہرچند سے آنکھین لال پیلی کرکے کمال ترش زبانی کے ساتھ بولا
کہ اے غلام جو کچھ کفن اور زر نقد وغیرہ آج مردون کی بابت ملا ہو اور جمع کیا ہو وہ سب اسوقت میرے
روبرو لاکر مہیا کر کہ تین حصہ اوسکے حسب ضابطہ تقسیم کردون راجہ نے ناچار جو کچھ صبح سے شام تک
پایا تھا نقد و جنس سب لاکر اوس بدمنظر کے روبرو رکھدیا اور صورت تقسیم حصہ جو پیشتر سے مقرر تھی ظہور
مین آئی القصہ جب وہ چانڈال وہان سے جہنم واصل ہوا لیکے اپنے گھر گیا راجہ ہرچند پھر اپنی اوسی
مشغلہ آہ و زاری مین مشغول ہوا غرض بارہ مہینے اس خراب حالی کے ساتھ رات دن برابر جاگتے ہوئے

گذری تھے ایکدم خواب آنکھون سی آشنا نہوا تھا حسب اتفاق اوس روز رات کی وقت سو گیا خواب
مین کیا دیکھتا ہی کہ مین مر گیا ان سخت جہنمون مین جا پڑا کہین تو دریا لہو اور پیپ کا جاری تھا اور کہین چرکین
اور بول بھرا ہوا اور کہین استرہ کی دھار سی زیادہ تر راستہ تیز غرض درمیان خواب کے وہ راجہ
ایسی سخت عذابون دوزخ مین مبتلا تھا کیفیت ایذاو روحانی راجہ ہرس چند بیان نہین کر سکتے کہ ناگاہ
کچھ برہمنون نے آ کر کہا کہ ای راجہ جو بسوامتر نے تکو چانڈال کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اس باعث سی تمہاری
ساری برکت خیرات کی جاتی رہی اور جو تمنے بسوامتر کو دچھنا راجسو جگ کرا کے کا نہین دیا اوس سی جیتی
نرک یعنے دوزخ مین آ پڑی پھر راجہ ہرسچند اوسی خواب مین دیکھتا ہی کہ مین مر گیا اور پیادی جمراج کے
مجکو باندھکر سخت ایذائین دیتے ہین اور طرح طرح کی دوزخون مین جو سراپا عذاب سخت سی بھرین ہین
ڈالتے ہین غرض وہ ایک رات راجہ ہرسچند کو سو برس کے برابر اوس عذاب سخت دوزخ کی ایذاؤن
گذری کبھی لہو اور پیپ کے دریا مین جسکا کئی جوجن پاٹ تھا وہ پیادی راجہ کو غوطے دیتے تھے اور کبھی
ہڈیون کے پہاڑون پر کہ بہت بلند تھے چڑھا کر زمین پر پھینکتے تھے اور اوس راہ دشوار گذار مین لیجاتے
تھے کہ جو دم استرہ سے کہین تیز تھی خلاصہ اسی طرح کی سخت عذابون مین ہزار برس راجہ کو گذر گئی
قصہ کوتاہ پھر حسب الحکم جمراج اون پیادون نے راجہ ہرسچند کو آسمان سی زمین پر پھینک دیا کہ ناگاہ
اوس صدمہ سی دفعتاً آنکھ راجہ کی خواب غفلت سی کھل گئی آپکو سخت تکلیف مین مبتلا پایا اور جو لوگ اوسکی
ساتھ اوس جگہ رہتے تھے اونسے پوچھا کہ میری کیا کیفیت تھی اونھون نے اس بات کا کچھ جواب
نہین دیا ناچار راجہ ہرسچند نے اوسوقت عالم اضطراب مین مہادیو اور برہما وغیرہ دیوتون کو یاد کیا اور
خواستگار ہوا کہ مہاراج مجکو ان سخت عذابون سی بہت جلد چھوڑاؤ خلاصہ وہ راجہ ان بلاؤن مین مبتلا
اپنی سلطنت اور تخت و تاج اور خزانہ اور لشکر اور راج کو یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا حسب اتفاق
اوسی زمانہ مین کہین اوسکی فرزند کو سانپ نے کاٹ کھایا کہ وہ مر گیا رانی راجہ ہرسچند اپنے فرزند مردہ کو
ایک سیاہ پارچہ مین لپیٹ کر اوسی مرگھٹ مین لائی چونکہ صدہا تین طرفین کی تکلیفین اور ایذائین اوٹھائی
اوٹھاتے بدل گئی تھین نہ راجہ ہرسچند نے اپنی رانی کو پہچانا نہ رانی نے راجہ کو پہچانا القصہ راجہ
ہرسچند نے اپنے دستور کے موافق جس کام پر مامور تھا آگے بڑھ کے کفن اوس فرزند کا جو اوتارا تو
آنکھ چہرہ فرزند مردہ پہچان پڑی اوسکو دیکھ کر اپنے دلمین تصور کیا کہ لڑکا کسی راجہ کا معلوم ہوتا ہے

دور از حال اوس شخص سے کہ فرزند کی بھی صورت اسی لڑکے کے مقابل مین تھی غرض یہ راجہ تو ان بلاؤن مین
مبتلا تھا اور وہ رانی سر لاش فرزند پر زار زار روتی تھی اور کہتی تھی کہ اے سخت دل راجہ ہریچند تم اپنے
زن اور فرزند کو بیچکر کہان گئے اور فرزند کا یہ حال ہوا کہ وہ بھی جہان سے گذر گیا المختصر یہ کلام درد آمیز
جو چوہدری سے تیر تھے سنکر راجہ ہریچند نے معلوم کیا کہ یہ عورت میری رانی اور یہ فرزند مردہ میرا فرزند
ہے نہایت غم اور اندوہ کے ساتھ بے اختیار ہو کر رونے لگا اوسوقت رانی پر بھی پردہ اس معاملہ کا
کھل گیا اب دونون راجہ اور رانی لاش فرزند پر ابر نوبہار کے مانند پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہین
وہ رانی خستہ دل پریشان حال سری برہما کی طرف مخاطب ہو کر یہ باتین کہتی تھی کہ مہاراج تم بھی
ایسے سخت وقت مین مہربان نہوئے اور دان اور پن اور جگ کرنے کا کوئی ثواب راجہ کا کام نہ آیا
قصہ مختصر راجہ ہریچند اور رانی نے اوسی حالت اندوہ و غم مین خشک لکڑیان لاکر اوسی جگہ پر جمع کین زندگی
سے تنگ آچکے تھے چاہا کہ لاش فرزند کے ساتھ آگ مین جل جاوین قریب تھا کہ یہ معاملہ بروے کار آئے
کہ دفعتاً برہما اور دھرمراج اور اندر تمام دیوتون سمیت اوس جگہ آکر رونق بخش ہوئے چنانچہ برہما نے
دور سے یہ آواز بلند پکار کر کہا کہ اے راجہ ذرا صبر کر ابھی آپکو آگ مین نڈال کہ ہم برہما وغیرہ سب دیوتا
تیرے درشن کو آئے ہین اور اندر نے آگے بڑھکر کہا کہ اے راجہ تو دھرم آتما ہے تیرے برابر کوئی
راجہ روے زمین پر نہین گذرا اور بڑے بڑے ثواب کرورن تیرے ہاتھون سے ظہور مین آئے اب
مناسب یہی ہے کہ ہمارے ساتھ تم اپنی رانی سمیت اندرلوک مین چلو تمام اسباب راحت مہیا ہے یہ کہکر
اندر نے مینھہ آبحیات کا برسایا کہ وہ فرزند مردہ بھی اوٹھا اور گندھرب اور اپسرائین روی ہوا پر آکر رقص
و سرود کرنے لگین اور تمام اور دیوتا پھولون کا مینھہ آسمان پر سے راجہ اور رانی اور فرزند پر برسانے لگے
اور نقارے آسمانی بجنا شروع ہوئے القصہ یہ بات سنکر راجہ ہریچند نے کہا کہ اے راجہ اندر مین ابھی
چانڈال کے قرض سے جو مین قرض سے ادا نہین ہوچکا کس طرح بدون اجازت اوسکے اندرلوک
مین چلون یہ مضمون سنکر دھرمراج نمایان زبان سے گوہر افشان ہوئے کہ اے راجہ اوس چانڈال کا
سب قرض تمنے ادا کیا اور وہ چانڈال نہ تھا مین خود تیرے امتحان کے واسطے اوس لباس مین ظاہر
آیا اب آپ بلا تکلف اندرلوک کی طرف چلیے غرض جب ہریچند نے اس سے نجات پائی اندر سے
عرض ہوئے کہ اے راجہ اندر مین ابھی بہشت مین کسیطرح چل نہین سکتا تمام رعیت اجودھیا کی

جو میرے چلنے کے وقت زار زار روتی ہے اور میری مفارقت مین رنج و الم اوٹھایا ہی اگر
اون سبکو آپ اندر لوک مین لیچلین تو مین بھی چلنا اونگا گوارا کرونگا نہین تو اوس بہشت سی مجکو دوزخ
ہزار درجہ بہتر ہے یہ بات سنکر راجہ اندر نے فرمایا کہ ای راجہ ہرچند یہ بات کسی طرح ممکن نہین کہ وہ
تمام رعایا اجودہیا کی آپ ساتھہ بیکنٹھہ مین چلے کسواسطے کہ کوئی گناہ گار ہی اور کوئی بیگناہ غرض ہر ایک کے
اعمال کا جدا جدا ہے جس شخص کی کار ثواب ظہور مین آئے ہین اور دل حاجتمندون کے خوش کیے ہین
وہ بلا تامل بیکنٹھہ لوک مین جائینگے اور جس شخص نے تمام عمر سوای گناہ کے اور کچھہ نہین کیا حاجتمندون
کو ایذا دین جھوٹھہ بولے ہین مال و دولت غیرون کی مکر و فریب کے ساتھہ ہضم کی ہی وہ بلا تامل
دوزخ سخت مین مبتلا ہونگے لہذا ان جمہورتون سی کل اہل اجودہیا کا تمھاری ساتھہ بیکنٹھہ مین چلنا ہو
نہین سکتا راجہ ہرچند نے جواب دیا کہ ای راجہ اندر یہ ارشاد آپکا درست ہے مگر مین ایکدن کی خیرات کا
ثواب تمام اہل اجودہیا کو دونگا جو اپنے اپنے گناہ کے عذابون سے چھوٹ جاوینگے یہ کہکر راجہ
نے ایکدن کی خیرات کا ثواب اپنی رعیت کے نام سنکلپ کردیا خلاصہ راجہ اندر کو مقام کلام کا باقی
نرہا حکم دیا کہ ہزار در ہزار بیوان دیوتاؤن سوار ہونے والی آسمان سی اوترکر زمین اجودہیا پر نازل
ہوئے کہ جسپر تمام اہل اجودہیا کیا چھوٹے کیا بڑے سب سوار ہوکر اندر لوک مین پہونچے اور راجہ
ہرچند اپنی رانی سمیت بیکنٹھہ مین رونق بخش ہوا تمام اسباب آرام و راحت کا مہیا تھا مگر بسوامتر نے
فرزند راجہ ہرچند کو بیکنٹھہ مین جانے نہین دیا اور کہا ابھی یہ نونہال بلند اقبال روی زمین پر سلطنت
کریگا خلاصہ یہ کہکر اوسکو تخت سلطنت سورولی پر بٹھایا اور تاج شاہی سر پر رکھا نگہبان خزانون کی سپرد
کین فوج سب مطیع فرزند راجہ کی ہوئی اس سی راجہ ہرت کا ظہور ہوا بعد اسکے راجہ چنبیت نے راج
پایا جسنے چنپاپوری آباد کی اس سی راجہ سدیو اور اس سی راجہ بجے اور اس سی راجہ بہرکنش اور اس سی راجہ ہرک اور
راجہ ہرک سی راجہ باہک پیدا ہوا اور راج پایا اسکی چند رانیان تھین ناگاہ زوال اقبال نے صورت
دکھائی جب راج پر دشمنون نے قبضہ کیا تب وہ راجہ اپنی رانیون سمیت جنگل مین قیام پذیر ہوا
بڑی رانی کو صاحب حمل ہونے کی وجہ زیادہ عزیز رکھتا تھا یہ صورت اور رانیون کو باعث عداوت
ہوئی سوتیا ڈاہ مشہور ہے دیکھہ نسکتین تھین رشک و حسد کی مارے کہ ابھی ظہور فرزند نہین ہوا اور
قدر و منزلت بڑی رانی کی عادت سی زیادہ راجہ کو منظور ہے خدا نخواستہ جب ظہور فرزند وقوع مین

پہنچیگا اوس وقت کیا معلوم کہ راجہ ہماری ساتھہ کس سلوک سے پیش آئے یہ سوچکر سب نے ایکدل ہوکر
اوس رانی صاحب حمل کو زہر ہلاہل کسی فریب سے دیا جب اوسنے اثر کی اور رکی اور رانی پر پردہ راز
نہان افشا ہوا اتفاقاً اوسی جنگل مین قریب اودرت نام ایک رکھیشر بھی رہتا تھا رانی نے اوسکے پاس
جاکر بیان کیا کہ ہماری سوتون نے جو ہمسے زہر کھائی تھین اونہون نے زہر کھلا دیا ہے آپ اس
صدمے سے بچالو وہ رکھیشر صاحب تصرف تھا اوسکی تاثیر دعا سے وہ زہر بے تاثیر ہو گیا بعد انقضاے
ایام حمل سگر نام فرزند پیدا ہوا اور وجہ تسمیہ سگر یہ ہے کہ زبان ویدانی مین زہر کو گر کہتے ہین اور
سا یعنے سب اسواسطے اوس فرزند کا نام سگر رکھا کہ زہر سمیت پیدا ہوا تھا حکم مشیت سے اوسکو سلطنت
پدری حاصل ہوئی اور اسنے داڑھی مونچھہ مونڈوا ڈالی القصہ یہ راجہ سگر نام نہایت دلاور اور
صاحب دانش اور سپہر شجاعت کا آفتاب اور اقلیم سخاوت کا شاہنشاہ اور حسن وخوبی مین زہرہ ومشتری
سے وہ چند جملہ اوصاف پسندیدہ مین نظیر نہ رکھتا تھا راجہ ہیہی اور راجہ تال جنگہ کہ یہ دونون راجہ عظیم الشان
تھے اور صاحب لشکر وخزانہ چنانچہ بہت راجاؤن ستمگار کو کہ صاحب قدرت تھے اونکو بزور شمشیر در میدان
جنگ قتل کیا اور جرار فوجون کو شکستین دین اور ولائتین اونکی اپنے تصرف مین لایا مگر دولت فرزند سے
محروم تھا ہزار دل سے تمنای فرزند تھی آخرکار اپنی دونون رانیون کو ساتھہ لیکر حصول فرزند کی تلاش
مین کیلاش پر پہونچا سر دست عبادت مین مشغول ہوا چنانچہ اوس پہاڑ پر سری مہادیوجی رونق بخش
تھے یہ راجہ اونکے پاس پہونچا اور درخواست دعا کی مہادیوجی نے فرمایا کہ یہ گھڑی وہ نیک ومستحسن
ہے کہ تیری ایک زوجہ سے ساٹھہ ہزار فرزند ظہور مین آئینگے اور ایک رانی سے ایک فرزند پیدا ہوگا
چنانچہ وہ ساٹھہ ہزار فرزند اس صورت سے ہلاک ہونگے کہ نسل اونکی منقطع ہو جاویگی لیکن اوس
ایک فرزند سے سلسلہ نسل مرتب جاری رہیگا یہ فرمایکر مہادیوجی نظر دل سے غائب ہو گئے اسکے بعد وہ
راجہ سگر اپنی ولایت مین آیا ایک مدت کے بعد کیسنی نام رانی سے ایک فرزند حاصل ہوا انسمنجس نام
اور دوسری رانی سے جسکا نام سیدرنی تھا ایک کدو پیدا ہوا راجہ نے چاہا کہ اوس کدو کو نذر آب
کرے کہ ناگاہ آسمان سے یہ آواز آئی کہ اس کدو کو بہت حفاظت سے نگاہ رکھہ اور شکستہ کر اسمین سے
ساٹھہ ہزار تخم فرزند شائع ہونگے اور ہر ایک تخم کو کوزہ روغن مین رکھکر ایک پاک جگہہ مین نگاہ رکھہ کچھہ
مدت کے بعد ہر ایک کوزہ سے فرزند دستیاب ہوگا راجہ سگر نے جو آسمانی آواز سنا تھا عمل مین لایا

ایک مدت کے بعد پھر ایک کوزہ سے ایک ایک فرزند ظہور مین آیا ناچار شصد و دائیان اونکی پرورش کیواسطے
مامور کین جب یہ سب فرزند بڑے ہوئے روی زمین پر ظلم کرنا شروع کیا کوئی شخص قسم آدمزاد اور
دیوتون اور گندھربون اور جچھون سے حریف انکا ہو سکتا تھا جب بہت سے آدمی اور دیوتا وغیرہ انکی ہاتھون
سے کشتہ اور ضائع ہوئے ناچار سب دیوتا باہم ہوکر برہما کے پاس مستغاثی گئے برہما نے کہا کہ تم خاطر جمع
رکھو یہ اپنے شومی اعمال کی وجہ کچھ تھوڑی سے مدت مین فنا ہووینگے دیوتا مطمئن خاطر ہوکر اپنے
اپنے مقامون مین تشریف لے گئے القصہ کچھ دنون کے بعد اسمنجس نام پسر راجہ سگر سے جو شہنا بطن
مادر سے پیدا ہوا تھا ایسمان نام نہایت ظالم تھا اور مردم آزار جو پیش نظر آجاتا تھا اوسکو پکڑکر پانی مین ڈبو دیتا تھا
رعیت ستم رسیدہ مجبور ہوکر راجہ سگر کے پاس دادخواہ آئے راجہ سگر نے وزیرون سے حکم دیا کہ اسمنجس کو
شہر سے نکال دو قصہ مختصر ایک وقت راجہ سگر جگ اسمید کرتا تھا اور گھوڑا جگ کا رسم و آئین کے موافق
رہا کیا ساٹھ ہزار فرزند اوسکے نگاہبانی پر مامور کیے وہ گھوڑا جاتے جاتے اور اہین دریا سے پہونچا
جسکو سمل نے خشک کرڈالا تھا اور غائب ہوگیا وہ لڑکون نے ہرچند تمام روی زمین پر تلاش کی کہین نشان
سم تک بھی ہاتھ نہ آیا ناچار مجبور ہوکر پھرے اور راجہ سگر کو اطلاع دی راجہ سگر نے کہا کہ جہان سے
ممکن ہو گھوڑے سے پیدا کرو اور نہین میری نظرون سے دور ہو آخرکار پھر وہ ساٹھون ہزار لڑکے
راہ جستجو مین قدم زن ہوئے اور اس سرزمین تک پہونچے جہان وہ گھوڑا گم ہوگیا تھا ایک نقب نظر
آئی اوسکو کھودنا شروع کیا ہزارون دیو اور سانپ جو زمین مین رہتے تھے اونکو راہ فنا دکھائی عرصہ
گئی برسون اس کد و کاوش مین گذرین آخر ایک مدت کے بعد اوس جگہ پہونچے جہان کپل دیو بیٹھے
دریائے عبادت مین مستغرق تھے اور وہ گھوڑا اونکے پیچھے بندھا ہوا تھا مگر روشنی چہرہ پرنور رکھیشر
ممدوح کی آفتاب کی صورت پر نور تھی کہ نگاہ اوسپر ٹھہرتی نہ تھی پسران راجہ سگر جو اجل رسیدہ
تھے پاس آ و اسپ کپل دیو پر نظر نہ کی شور و غل مچانے لگے اور اسطرح گھوڑے کی طرف بڑھا یا کہ
ناگاہ آواز شور اونکی سنکر آنکھین کپل دیو کی کھل گئین اور نگاہ غضب کی اون لڑکون پر پڑی
دفعتہ و آتش عظیم پیدا ہوئی کہ وہ ساٹھون ہزار لڑکے راجہ سگر جل بھن کر خاکستر ہوگئے آخرکار
نارد جی نے اس خبر سے راجہ سگر کو مطلع کیا وہ راجہ نہایت اندوہناک ہوا ناچار السمان کو بلا کر اس
کام پر مامور کیا کہ وہ جاکر گھوڑے کو حاصل کرے تا جگ سرانجام پذیر ہو القصہ اسمنجس نے جا کر

عجز و انکسار کے ساتھ دست بستہ کپل دیو کے روبرو کھڑا ہوا کپل دیو نے پوچھا کہ ای فرزند کیا چاہتا ہی
اوس لڑکے نے کہا کہ راجہ سگر نام پدر بزرگوار نے جگ اسمید قرار دی ہے یہ گھوڑا جو حضور مین
بندھا ہے ایک مدت سے گم ہو گیا تھا لہذا اب پدر بزرگوار نے خدمت عالی مین اس گھوڑے کے واسطے
بھیجا ہے اگر عنایت ہو تو اوس جگ سے نجات ملے کپل دیو نے کہا کہ اسکے سوا اور کچھ طلب کر السمان نے
عرض کی کہ اگر جناب کی نظر مہربانی ہے تو یہ ساٹھون ہزار بھائی میرے عمر جاودانی پائین اور عذاب اور
گناہ سے جو خدمت حضور مین ظہور پایا ہے مخلصی پاوین کپل دیو نے فرمایا کہ ای فرزند تو نہایت سعادتمند
ہی تمہاری اولاد مین ایسا فرزند سعادتمند ہوگا جو مہادیو کو عبادت مین خوش کر کے سری گنگاجی کو
آسمان سے زمین پر لائیگا جس سے سب بھائی تمہارے جملہ گناہون سے پاک ہو کر حیات جاودانی پائین گے یہ کہکر
وہ گھوڑا عنایت کیا السمان نہایت خوش و دلشاد گھوڑے کو لیے ہوئے خدمت پدر بزرگوار مین پہونچا اور
ساری کیفیت سے اطلاع دی راجہ سگر نے مسرور ہو کر جگ کو تمام کیا پھر کچھ مدت کے بعد سلطنت اپنی
فرزند السمان کو دیکر آپ عبادت مین دنیا چھوڑ کر مشغول ہوا القصہ السمان انتظام سلطنت مین کرم تھا
کچھ مدت کے بعد آفرینندگار عالم نے اوسکو فرزند سعادتمند عنایت فرمایا انست نام قرار دیا جب حد
جوانی کو پہونچا اپنے باپ کی طرح سلطنت چھوڑ کر جنگل بیابان مین عبادت کے واسطے پہونچا جب اوسکے
بعد بھاگیرتھ نے تخت مذکور کو رونق دی مشرق سے مغرب تک جواب اسکا روی زمین پر نہ تھا مقابل
کیسا ایک روز دریافت ہوا کہ نسل راجہ السمان سے ایک شخص گنگا کو آسمان سے لائے گا بھاگیرتھ اس فکر مین
ہوا کہ اس کام کو پورا کرون اس خیال مین سلطنت اپنی وزیرون کو دیکر آپ کوہ ہمانچل پر گیا اور
ہزار برس برابر عبادت مین شام کین اور صحرائی پھل کھا کر شکم پروری کرتا تھا القصہ ہزار برس کے
بعد گنگاجی نے نہال ہو کر عورت کی صورت مین آشکار ہوئین اور کہا کہ مانگ بھاگیرتھ نے کہا کہ اگر آپ
میرے ساتھ روی زمین پر تشریف لے چلین تو سب باپ میرے عذاب دوزخ سے جو بواسطہ کپل دیو مبتلا
ہین نجات پائین اور گناہون سے پاک ہون سری گنگاجی نے فرمایا کہ مین آسمان سے نازل ہو سکتی ہون
مگر زمین پر کسکو تاب میری بوجھ اوٹھانے کی نہین ناچار وہان سے پھر بھاگیرتھ کوہ کیلاس پر آیا اور
عبادت سے اپنی مہادیوجی کو راضی کیا اونھون نے خوش ہو کر اس کام کو اپنے سر پر رکھا اور بھاگیرتھ کے
ساتھ کوہ ہمانچل پر رونق افروز ہوئے القصہ اگر نہان بھاگیرتھ نے سری گنگاجی کو یاد کیا

اونھون نے آسمان سی نزول فرمایا تھان مہادیوجی نے دھارا اونکا اپنے سر پر لیا اور کچھ مدت تک
اپنے جعد مشکین مین پیچ دیکر سر پر لپیٹ لیا جب بہاگیرتھ نے عبادت کی مہادیوجی نی اپنی جٹا سی سری
گنگاجی کو جاری کیا آخر کار بہاگیرتھ سری گنگاجی کو اپنے ساتھ لیکر اوس سرزمین پر جہان ساٹھون
ہزار فرزند راجہ سگر جلکر خاک ہوئے تھے لایا چنانچہ ہر ایک نے گناہون سے نجات پاکر عمر جاودانی پائی
اور سورگ سی بمان یعنے دیوتون کی سواریان نازل ہوئین اوسپر ساٹھون ہزار فرزند سگر جو آتش قہر
رکھیشر مین جلکر خاک ہوگئے تھے سوار ہوکر بہشت نصیب ہوئی اور بہاگیرتھ نی دونون جہان مین آبرو پائی
اور جو دریا خشک ہوگیا تھا سری گنگاجی کے آب و دہن سے موج زن ہوا چونکہ سری گنگاجی روئے
زمین پر پیدا کی ہوئی بہاگیرتھ کی ہین اسلئے بہاگی رتھی نام گنگاجی اس جگہ قرار پایا القصہ جب بہاگیرتھ نے
رخت ہستی تن سی اوتارا راجہ سدرس نے تخت سلطنت پر قدم مارا اور تاج شاہی کو آبرو دی جب اونکا بھی
دریاے حیات خشک ہوا راجہ نابھ قلزم حکومت تیر کر آشناے ساحل دریاے عدم ہوا راجہ سندہ دیپ نے
جیحون فرمان روائی مین دم شناوری بھرا اسکے بعد چشمہ کشورستانی راجہ ات برن روئے زمین پر موجزن
ہوا یہ راجہ بھی بڑی آبرو و حشمت و عظمت کا تھا چنانچہ راجہ نل اپنی رانی دمن نام سمیت بہکنام چھوٹے
بھائی سے سب سلطنت اور اسباب امارت قمار بازی مین ہارکر صحرا نورد ہوا تھا غرض اوسی عالم پریشانی
مین کہ آفت آسمانی سر پر پڑی تھی اپنی رانی کو راستہ مین سوتے ہوئے تنہا چھوڑ کر بیشہ جنگل مین
درویش صورت قدم زن ہوا حکم مشیت سی راہ مین ایک سانپ نے کاٹ کھایا جس سی سارا رنگ بدن
سیاہ ہوگیا تھا چنانچہ اسی رنگ اور لباس کثیف مین پاس رت برن کے پہونچا چونکہ فنون اسپ شناسی
مین شہسوار کامل تھا مہتمم اصطبل سلطانی مین چاکری کی تھی جب رت برن جہان سی گذرا راجہ سرت راجہ ہوا
اسکے بعد سدرس پر نوبت سلطنت پہونچی جب اسنے وفات پائی کلماس پاپ نے مسند ریاست کو رونق
بخشی یہ بہت بزرگ راجہ تھا بسوامتر کو منظور تھا کہ اس راجہ کے واسطے جگ ترتیب دے چونکہ بسشٹ
رکھیشر مرشد اوس خاندان کے تھے وہ صورت جگ بسر نہوئی بسوامتر سی آئینہ ضمیر صاف نہ تھا باہم صورت
نزاع وقوع مین آئی اتفاقاً راجہ کلماک پاپ ایکدن شکار کے واسطے جانب صحرا گیا تھا کہ شکب نام
پسر بسشٹ رکھیشر راجہ سی راستہ مین دوچار ہوا راجہ نی اوس سی کہا کہ میری راہ پر قدم نرکھ اونسے نہ سنا
راجہ نی خفا ہوکر کوڑا کھینچ مارا شکب نی اوسکو اس دعاے بد سی یاد کیا کہ جا تو راچھس ہوجا بسوامتر نے

ہین اوسی جگہ قریب یہ کیفیت سنکر گھگ نام دیو سے کہا کہ تو جسم کلماک پاپ مین دھر آ دیو نے گورو کے حکم
بسوامتر کے موافق عمل مین لایا اب راجہ اپنے لباس سے پوشیدہ دوسرے لباس مین رہتا تھا ایک وقت
برہمن نے نادانستہ آکر راجہ سے سوال کیا کہ کچھ کھانا مجھ گرسنہ کو اسوقت کھلانا چاہیے راجہ نے جو راچھسی
روح مین تھا کہا کہ اچھا آپ ٹھہرئیے کھانا حاضر ہوتا ہے یہ کہکر جو گھر مین در آیا بستر خواب پر سو رہا جب آدھی
رات کو آنکھ کھلی اوسوقت مطبخی سے کہا کہ کچھ کھانا جسمین پختہ گوشت بھی موجود ہو باہر لیجا کہ برہمن کو دے
کہ وہ بیٹھا ہوگا اوسنے کہا کہ اسوقت گوشت پختہ تیار نہین ہے اوس دیو راجہ صورت نے کہا کہ گوشت آدمی
پکا کر اوسکو جلد پہونچا دے مطبخی نے حسب الحکم راجہ گوشت کسی گنہگار کا جسکو اوسدن جلادون نے قتل کیا لا کر
پکایا اور اوس برہمن کے پاس لایا وہ برہمن روشن ضمیر تھا خشم آلودہ ہو کر اوسنے دعا دی کہ یہ راجہ کلماک پاپ
گوشت آدمی کا کھایا کرے غرض جو اوس دیو برہمن صورت نے یہ سخن زبان برہمن سے سنا باہر نکل کر اوسی برہمن کو
کھا گیا اوسکے بعد جا کر شکت نام وغیرہ جو سو فرزند بششت رکھیشر کے تھے نوش کیے جب بششت نے یہ معاینہ کیا
معلوم کیا کہ بسوامتر اس امر خراب کا باعث ہے ناچار فرزندون کے غم والم مین ایسا مبتلا ہوا کہ چند بار اپنے
مرجانے کی تدبیرین کین چونکہ وقت قضا نہ تھا ایک درست نہ آئی ناچار جنگل اور پہاڑون سے خستہ حال پھر کر
گھر مین آیا حسب اتفاق زوجہ شکت کو حاملہ پایا چنانچہ وہ اندر شکم مادر سے بید خوانی کرتا تھا اس بات سے
وہ غم وملال فرزندون کا دور ہوا چونکہ مرشد راجہ کلماک پاپ تھا ہی خوش ہو کر کسیقدر پانی پر منتر پڑھکر راجہ پر
سر دست چھڑک دیا اسکی تاثیر سے وہ دیو پاپک جسم راجہ سے مفارقت کر گیا چاہیے ہوش وحواس اصلی مین آیا قدمبوس
بششت رکھیشر کے کر کر خواستگار اس بات کا ہوا کہ میرے واسطے کوئی جگ عمدہ سرانجام دیجیے کہ جس سے
حصول فرزند ہو چنانچہ بششت رکھیشر نے راجہ کے ساتھ اودھ مین آکر کوزہ آب جسپر منتر پڑھی تھی رانی کو دیا
اوسکی برکت سے نقش حمل جما جب بارہ برس مدت حمل کو گذری رانی نے ایک دن تنگ آکر ایک پتھر اوٹھا کر
اپنے پیٹ پر زور سے دے مارا حکم مشیت سے ایک فرزند نہایت خوش جمال اوسیدن پیدا ہوا چنانچہ راجہ
کلماک پاپ نے خوش ہو کر نام اشماک رکھا جو اوسکے بعد صاحب تاج وتخت ہوا اسکے بعد راجہ موتک نے
خانہ ریاست کو روشن کیا جب اسکے بعد راجہ بادمی کو پچ کو سلطنت پہونچی اوسکے عمل مین رانیان بیتھیں
چنانچہ راجہ پرسرام کے دست قتل سے جو دشمن چھتریون کا تھا اوسیکو رانیون نے پردہ مین جان سے
محفوظ رکھا اسکے بعد راجہ جسرتھ تخت پر بیٹھا جب یہ بھی جہان سے گذرا راجہ ایڈ بڑ بیر وہ سلطنت مسلم ہوئی

پھر اسکے بعد راجہ کھٹوانگ چکرورتی راجہ ہوا مشرق سی مغرب تک اسکا خورشید حکومت روشنی بار
تھا جب آفتاب حیات اسکا غروب ہوا اور راجہ دیگھ کا ماہ چمکا آخر شام حیات اسکی بھی صبح ہوئی راجہ
رگھو نے دن زندگی کے حکومت کے ساتھ طے کیے یہ راجہ بھی بہت صاحب عظمت گذرا ہے اوسکی
دست قدرت کا مشتی نمونہ از خروارے ایک چھوٹا سا ذکر زبان قلم پر آتا ہے ایک روز یہ راجہ رگھو اپنی
عبادت روزمرہ مین مصروف تھا حسب اتفاق راون پر غرور اپنی قوت و شجاعت کے زور پر لنکا سے
چلکر اودھ مین اس خیال سے آیا کہ راجہ رگھو سے مقابلہ کرے ناگاہ اوسی عبادت کے وقت پہونچا اور راجہ
سے کیفیت اپنی باطن کی اظہار کی راجہ رگھو نے اوسکو حکم بیٹھنے کا دیا اور آپ پوجا مین پھر مصروف ہوا اتفاقاً
اوسکو اپنی زور عبادت سے کہ آئینہ دل صاف تھا کیا معلوم ہوا کہ شہر لنکا مین ایک شیر خونخوار ایک مادہ گاو پر
حملہ آور ہے اوسی وقت عاجزی مین اپنی زبان سے درخواست شاہ کی اس راجہ نے جو جس اوسکی پوجا مین رکھا تھا
اوسکی کمان بناکر اور اوسی جس کے تیر سے اوس شیر کو نشانہ کیا کہ وہ نوالۂ نہنگ اجل ہوا یہ حرکت راون
دیکھکر متحیر تھا جب راجہ نے پوجا سے فراغت پائی پہلو اوسی راز کو افشا کی استدعا کی راجہ رگھو نے کیفیت حال
ساری جو گذری تھی بیان کی پر راون سخت حیرت سے عالم تصویر بنگیا اور خانۂ دل مین تصور کیا کہ واہ کیا
خوب کہان یہ شہر اودھ اور کہان وہ شہر لنکا جسکا فاصلہ ہزارون کوس کا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس جس
کے تیر نے شیر خونخوار کا کام تمام کیا راجہ رگھو نے راون سے کہا کہ ابھی اجل تیری میرے ہاتھ سے نہین ہے
آگلی میری پشت مین راجہ رام چندر کا ظہور ہوگا وہ یہان سے لنکا مین جاکے تجھکو راہ فنا دکھائینگے پھر راون
اوسیطرح دریائے حیرت مین ڈوبا ہوا اوٹھا اور دل مین کہا کہ پہلے لنکا مین چلکر کیفیت شیر و مادہ گاو کی
تحقیقات کرنا چاہیے اگر وہ سانحہ درست ہے تو عہدہ برآئی اوس جنگ مین غیر ممکن القصہ جب شہر
لنکا مین پہونچا دیکھا کہ اوس جس کے تیر نے برج قلعہ لنکا توڑ کر اوس شیر کا شکار کیا اور مادہ گاو اوسکی
پنجہ سے چھوٹ کر اپنی گھاس چرنے مین مشغول ہے خلاصہ یہ دیکھکر وہ آتش غرور سرد ہوا اور عزیمت
جنگ کی فسخ کردی القصہ جب راجہ رگھو نے انتقال کیا راجہ پربھو شہر نام راجہ ہوا اسکے بعد نوبت راج کی
راجہ اج پر آئی ان راجاؤن کے عظمت و حشمت کا ذکر فضول ہے عبادتون کی زورون سے صاحب
قدرت ہوسکتے اسلیے راجہ سون کا نام مٹایا باقی آدمی زادون کو قدرت مقابلہ اور تاب جنگ کہان تھی
مگر حضرت اجل نے کسیکو چھوڑا انہین جب یہ بھی گرفتار پنجۂ شیر اجل ہوا راجہ دسرتھ نے حکومت کو زندہ کیا

صاحبان تاریخ دوست پر آشکار ہو کہ کہدین انہین راجہ جسرتھ کے راجہ رام چندر نے اوتار لیا یعنی
پیدا ہوئے اور یہ احوال ولادت نظم و نثر مین زبان فارسی و اردو پر کذا ہی اور سنسکرت مین بالمیک
رکھیشر اور بہاکا مین تلسی داس بھگت نے زیب قلم فرمایا چنانچہ تمام عالم پر شائع ہی انکے بعد راجہ کشن
فرزند راجہ رام چندر نے راج پایا چنانچہ راجہ کشن سے لیکر راجہ مرد تک بیس راجہ برابر صاحب تخت و تاج
حسب دستور ہوتے آئے یہ راجہ مرد عابد و تارک حد سے زیادہ تھا اور جوگ کو اچھی طرح رنگ دیکر
کلاک نام ایک گاؤن مین جو اوتر طرف واقع ہے عبادت مین مشغول ہے آخر کلجگ مین پھر خروج کریگا
حیات جاودانی سے بہرہ یاب اور پھر اس راجہ سے راجہ سومتر اکتالیسوان راجہ اور شروع کلجگ تک
سلسلہ خاندان سورج بنس قائم رہا ❊